اللہ کا فرمایا ہوا کلام ہے غرض ان گمراہ فرقوں نے یہ جو کہا ہے کہ اللہ کے کلام کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں بولنے کی قوت پیدا کر دیتا ہے یا یہ کہ قرآن شریف کلام تو حضرت جبریل کا ہے لیکن مطلب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذات پاک میں تہا یہ سب غلط مذہب ہیں اور اہل سنت نے بڑی تفصیل سے ان غلط مذہبوں کو نامعتبر ٹہرایا ہے اس صورت میں معنے آیتہ کے یہ ہیں کہ مشرکوں پر جو حکم نیا اوترتا ہے وہ اُس سے مونہہ پہیر لیتے ہیں یہ معنے نہیں ہیں کہ اللہ کا کلام نیا اور نیا پیدا ہے بلکہ اللہ کا کلام قدیم ہے جیسے اوترتا ہے اونکو نیا ہے جسطرح کوئی شخص مثلاً دہلی کی جامع مسجد کو آج دیکہلے تو اوسکے دیکہنے کے حساب سے یہ کہا جاویگا کہ اُس نے ایسی نئی مسجد آج دیکہی ہے کہ عمر بہر کبہی نہیں دیکہی تہی اوسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ جامع مسجد شاہجہاں نے آج نئی بنائی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ہزار گیارہ سو برس سے اہل سنت اور مخالف فرقوں کی بحث اس مسئلہ میں اور صفات الٰہی کے مسئلوں میں چلی آتی ہے صدہا کتابیں خاص اس مسئلہ کے باب میں تصنیف ہوئیں جعد بن درہم اس مسئلہ کا ایجاد کرنے والا ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں لکہا ہے خالد حاکم عراق کے ہاتہہ سے اسی مسئلہ کی ایجاد کی تقصیر پر قتل ہوا تفصیل اس مسئلہ کی حدیث کی شرح کی کتابوں میں ہے مختصر طور پر اس مسئلہ کا ذکر اس خیال سے کر دیا گیا ہے کہ تفسیر کشاف اور اور اس قسم کی تفسیروں کو دیکہہ کر کوئی مسلمان دہوکے میں نہ پڑ جاوے صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حساب و کتاب کے وقت اللہ تعالیٰ ہر شخص سے بلا واسطہ کلام کریگا اس صحیح حدیث سے فرقہ معتزلی کا وہ اعتقاد کسی طرح سے صحیح نہیں قرار پا سکتا کہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم میں بولنے کی صفت نہیں ہے کیونکہ جب اس حدیث میں واسطہ کو اوڑا دیا گیا ہے تو پہر لوح محفوظ یا پیڑ اور کسی چیز کا واسطہ کہاں رہ سکتا ہے "

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا

سو یہ جھٹلا چکے اب پہنچیگی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے زمین کو کتنے اگائیں ہم نے

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اسمیں ہر ایک بہانت کی چیزیں خاصی اسمیں البتہ نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝

زبردست رحم والا اور جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ جا اُس قوم گنہگار پاس فرعون کی قوم کیا انکو ڈر نہیں

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ

بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھکو جھٹلا دیں اور رک جاتا ہے میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے

هَارُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ۝

ہارون کو اور انکو مجھپر ہے ایک گناہ کا دعوےٰ سو ڈرتا ہوں کہ مجھکو مار ڈالیں فرمایا کوئی نہیں تم دونوں جاؤ لیکر ہماری نشانیاں ہم

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ أَلَمْ

تمہارے ساتھ سنتے ہیں سو جاؤ فرعون پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہیں جہان کے صاحب کا کہ بھیجدے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بولا کیا نہیں

نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ

پالا ہمنے تجکو اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہے

اَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ

ناشکر کہا کیا تو ہے میں نے وہ اور میں تہا چوکنے والا پھر بھاگا میں تمسے جب تمہارا ڈر دیکہا

فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَتِلْکَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝

پہر بخشا مجکو میرے رب نے حکم اور ٹہیرایا مجکو پیغام پونچانیوالا اور وہ احسان ہے جو تو مجہپر رکہے کہ غلام کرے تو بنی اسرائیل

یہ مسخراپن کا نتیجہ بدر کی لڑائی میں معلوم ہوا جسکا ذکر انس بن مالک کی صحیح روایتوں سے ایک جگہ گذر چکا ہے آسگے فرمایا کہ کیا نہ دیکہا انہوں نے غور

سے زمین کی طرف کہ کسقدر اوگائے ہمنے اوس میں طرح طرح کے جوڑے میووں کے اور ہر قسم کی کہیتی اوتے ہیں حشر کو قایل کیا ہے مطلب یہ ہے

کہ جسطرح سوکہی زمین سوکہا اناج کا دانہ اور سوکہی ہر ایک پہل کی گٹہلی سب مردہ کے مانند ہوتے ہیں خدا کی قدرت سے مینہ برستا ہے جس سے زمین

زندہ چیزوں کی طرح تروتازہ ہوجاتی ہے اور ہر اناج کے دانہ اور میوہ کی گٹہلیوں میں وہ جان پڑجاتی ہے کہ ایک دانہ سے ہزاروں دانے اور ایک گٹہلی

سے ہزاروں پہل پیدا ہوجاتے ہیں اسیطرح دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسیگا جس سے ان منکرین حشر کے جسم زمین پر تیار ہوجاویں گے اور جسطرح ماں

کے پیٹ میں پتلہ تیار ہوجانے کے بعد اوسمیں روح پہونکدی گئی ہے اسیطرح اون جسموں میں روح پہونکی جاویگی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ

کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں دوسرے صور سے پہلے کے اس مینہ کا ذکر تفصیل سے ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی

حدیث سورہ انفال میں گذر چکی ہے کہ ابوجہل نے قرآن کی آیتوں کے جہٹلانے کے طور پر مسخراپن سے یہ کہا تہا کہ اگر یہ قرآن حق ہے تو ہم لوگوں پر

آسمان سے پتہروں کا مینہ برسے ، ابوجہل کی اس شرارت کے سبب سے بدر کی لڑائی میں ابوجہل کو زیادہ ذلیل ہونا پڑا چنانچہ جب یہ مرنے لگا تو عبداللہؓ

بن مسعود نے اسکے سینہ پر چڑہ کر اسکی داڑہی پکڑلی اور اسکو برا بہلا کہا جسکا ذکر صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک کی روایتوں میں تفصیل سے ہے ،

فسیاتیهم انباؤا ما کانوا به یستهزءون ، کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے ، پہر فرمایا اس میں نشانی ہے پروردگار کی قدرت کی جسنے زمین کو بچہایا اور آسمان

کو ایک اونچی چہت بنایا انسان کو اور اوسکی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا باوجود اسکے پہر اکثر لوگ نہیں ہیں کہ ایمان لاتے بلکہ اوسکو اور اوسکے

رسولوں اور کتابوں کو جہٹلاتے ہیں اور اوسکے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور منا ہی کی باتوں پر چلتے ہیں بیشک تیرا رب غالب ہے ہر شے

پر اور رحیم ہے مخلوق پر اسکا مطلب یہ ہے کہ نہ ماننے پر جلد مواخذہ نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے پہر پکڑ لیتا ہے تو اسکا پکڑنا زبردست اب آگے اللہ تعالی

آگاہ فرماتا ہے کہ ہمنے موسی علیہ السلام کو فرعون اور اوسکی قوم کیطرف جانیکا حکم دیا اور پکارا اسکو کوہ طور کے داہنے طرف سے اور کلام کیا

اوسکے ساتھ اور رسول بنایا اوسکو اور چن لیا اوسکو اس حکم کی تعمیل کے لئے موسی علیہ السلام نے جو عذر کیا وہ یہ تہا کہ میں ڈرتا ہوں اس سے

کہ فرعونی لوگ مجہکو جہٹلادیں اور مجہکو غصہ آجاوے اور میں طاقت لسانی بہی نہیں رکہتا کیونکہ بوجہ لکنت کے صاف بول نہیں سکتا اسلئے میرے

ساتہہ ہارون کو بہی رسول بنایا جاوے علاوہ اسکے فرعون والوں کا مجہپر یہ الزام ہے کہ میں نے اونکا ایک آدمی مار ڈالا تہا اسواسطے مجہکو

ڈر ہے کہ کہیں وہ مجہکو قتل کرڈالیں یہ عذر حضرت موسی علیہ السلام نے پیش کیے اور ان عذروں کے پاس دور کرنیکی اللہ تعالے سے التجا کی

جسکا ذکر سورہ طٰہٰ میں ہے قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي ، مطلب یہ ہے کہ یا اللہ میرے دل میں سخت باتوں کی برداشت پیدا کر دی جاوے تاکہ میں نبوت کی خدمت کو بردباری سے ادا کر سکوں اور میری زبان میں تتلاپن جو ہے جاتا رہے تاکہ پیغام نبوت پورا ادا ہو اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ جسکا مطلب یہ ہے کہ اے موسٰے تمہاری التجا قبول ہو گئی حضرت موسیٰ نے سینے کی کشادگی کا سوال اسواسطے کیا کہ غصہ نہ آوے اور زبان سے گرہ کا کھلنا اسواسطے چاہا کہ بچپن میں زبان جل گئی تھی اچھی طرح بات نہ کر سکتے تھے اسواسطے آپکی التجا یہ تھی کہ وہ بات جاتی رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان کے جل جانے کا قصہ سورہ طٰہٰ میں گذر چکا اور قبطی کے مار ڈالنے کا خوف حضرت موسیٰ کے دلمیں تھا جسکے سبب سے مصر سے نکلے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مت ڈرو اور لیجاؤ میری نشانیاں میں تمہاری ساتھہ سب باتیں سنتا ہوں جسطرح سورہ قصص میں فرمایا سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ، اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم قوت دینگے تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھہ اور دینگے تمکو ایسا غلبہ کہ نہ پہونچ سکینگے وہ لوگ تم تک ہمارے مدد سے بلکہ تم اور جو تمہارے ساتھہ ہونگے غالب رہوگے یہ قبطی کے مار ڈالنے کا قصہ سورہ قصص میں آویگا جسکا حاصل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک فرعونی اور اسرائیلی کو جھگڑتے ہوئے دیکھا اس جھگڑے میں قصور فرعونی کا تھا اسلئے موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آگیا اور انہوں نے ایک گھونسا اوس فرعونی کو مارا جسکے صدمہ سے وہ فرعونی مرگیا اسی خون کے الزام سے ڈر کر موسیٰ علیہ السلام مدین کو چلے گئے اور وہاں نکاح کر لیا نکاح کے بعد کچھہ عرصہ تک مدین میں رہے امین سے مصر کے واپسی کے وقت کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے وہ باتیں ہوئیں جنکا ذکر ان آیتوں کے شروع میں ہے اور مصر میں آنے کے بعد فرعون سے وہ باتیں ہوئیں جنکا ذکر ان آیتوں کے آخر میں ہے ، حضرت موسیٰ کی التجا پر جب موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونو نبی ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تم دونو فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں اے فرعون تو بنی اسرائیل کو اپنی قید سے اور عذاب سے چھوڑ دے وہ اللہ کے ایماندار بندے ہیں اور انکو ہماری ساتھہ کر دے حضرت موسیٰ خدا کا یہ پیغام پہونچا چکے تو فرعون نے حضرت موسےٰ کی طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھہ کر کہا تو تو وہی ہے جسے ہمنے پرورش کیا ہمارے گھر میں اپنی عمر کے کئی سال رہا اوسکا تو نے یہ بدلا کیا کہ ایک آدمی کو ہم لوگوں میں سے جان سے مار ڈالا تو بڑا ناشکر ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ نے لفظ کافرین کی تفسیر ناشکری کی ہے اور اس تفسیر کو ابن جریر نے قوی ٹھہرایا ہے فرعون کی ان باتوں کا حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ میںنے یہ کام اوسوقت کیا کہ نہ مجھپر وحی آئی تھی اور نہ میں نبی رسول تھا حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ اور مجاہد و قتادہ نے ضلالت کی تفسیر جہالت کے ساتھہ کی اور کہا انا من الضالین عربی زبان میں ضلالت کا لفظ جہالت کی جگہ اکثر بولا جاتا ہے اسیواسطے ابن جریج کا قول ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضؓ کی قراءت بھی اسیطرح ہے پھر کہا حضرت موسیٰ نے کہ بھاگا میں تم سے جب ڈرا میں تم سے ، اب میں اس حالت پر نہیں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو رسول بناکر تیرے پاس بھیجا ہے اگر تو میری اطاعت کریگا تو عذاب سے بچ جاویگا اور مخالفت کریگا تو ہلاک ہو جاویگا ، اور یہ جو تو مجھپر احسان میری پرورش کا جتاتا ہے یہ اس مقابلہ اوس ظلم و زیادتی کے جو تو بنی اسرائیل کے ساتھہ کر رہا ہے کچھہ بھی نہیں کیونکہ تو نے انکو غلام

منزل ۵

بنا رکہا ہے بہت سخت کام اونسے لیتا ہے فرعون کے گہر میں موسیٰ علیہ السلام کے پرورش کا قصہ وہی فرعون کا خواب ہے جسکا ذکر سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے کہ فرعون نے خواب میں سوائے بنی اسرائیل کے محلہ کے مصر کے تمام گہروں کو آگ میں جلتے ہوئے دیکہا اور اوس خواب کی یہ تعبیر قرار پائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جسکے سبب سے فرعونی بادشاہت مٹ جاویگی فرعون نے اس تعبیر سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کے قتل کرنے کا حکم دیا مگر تقدیر الٰہی کے آگے آدمی کی تدبیر کیا چل سکتی ہے آخر موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور فرعونیوں کے قتل سے اللہ تعالیٰ نے اونہیں بچالیا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو دودہ پلاکر ایک صندوق میں لٹا دیتی تہیں اور ایک رسی باندہکر اوس صندق کو دریائے نیل میں ڈال دیا کرتی تہیں ایک دن صندوق کی رسی کہل گئی اور وہ صندوق بہتا بہتا فرعون کے گہر پر پہونچ گیا آسیہ فرعون کی بی بی نے وہ صندوق پانی میں سے نکلوایا اور کہولا تو اوسمیں سے ایک لڑکا نکلا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی الفت آسیہ کے دل میں ڈالدی اسلئے آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کے پالنے کی اجازت فرعون سے چاہی اور فرعون نے اجازت دیدی بچپنے میں آسیہ نے ایک دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی گودی میں دیدیا موسیٰ علیہ السلام نے آئندہ کی نبوت کے جوش میں فرعون کی ڈاڑہی نوچ ڈالی جس سے فرعون کو اندیشہ ہوا کہ شاید یہ وہی فرعونی بادشاہت کو مٹانے والا لڑکا ہے اس اندیشہ کے سبب سے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا قصد کیا مگر آسیہ نے فرعون کو سمجہایا کہ ناسمجہ بچہ کی بات کا کچہ خیال نہ کرنا چاہئے آخر میاں بی بی کی قیل وقال کے بعد یہ صلاح ٹہری کہ ایک رکابی میں آگ کے دہکتے ہوئے انگارے اور دوسری رکابی میں کچہہ جواہرات ڈالکر دونوں رکابیاں اس بچہ کے سامنے رکہہ دی جاویں اگر یہ بچہ جواہرات کی رکابی میں ہاتہہ ڈالے تو جان لینا کہ سمجہہ دار ہے اور اگر انگاروں کی رکابی میں ہاتہہ ڈال دیوے تو ناسمجہہ ہے جسوقت یہ دونوں رکابیاں موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکہیں گئیں تو موسیٰ علیہ السلام چاہتے تہے کہ جواہرات کی رکابی میں ہاتہہ ڈالیں لیکن جبرئیل علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کا ہاتہہ پکڑ کر انگاروں کی رکابی میں ڈالدیا اور ایک انگارہ اونکے مونہہ میں بہی دیدیا جس سے اونکی زبان جلکر توتلی ہوگئی، ان آیتوں میں ولاینطلق لسانی کے لفظوں سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان کے اس توتلی پن کے مطلب کو ادا کیا ہے - فرعون کے خواب کا قصہ اور موسیٰ علیہ السلام کے زبان جل جانے کا قصہ حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں سے مجاہد اور سعید بن جبیر کے قول کے موافق تفسیر سدی اور تفسیر ابن جریر میں معتبر سند سے ہے - اس تفسیر میں سفیان ثوری کا یہ قول ایک جگہ گذر چکا ہے کہ تفسیر کے باب میں مجاہد اور سعید بن جبیر کے روایت کا بڑا اعتبار ہے سفیان بن سعید ثوری معتبر تبع تابعین میں ہیں حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایتیں ہیں یہ آسیہ بن مزاحم فرعون کی بی بی جنہوں نے فرعون سے موسیٰ علیہ السلام کے پالنے کی اجازت لی بنی اسرائیل میں بڑی کامل عورتوں میں سے ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے اور ترمذی میں انس بن مالکؓ سے جو روایتیں ہیں اونمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت کامل لوگ گذرے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران بنت خدیجہ بنت خولید فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم یہ چار عورتیں کامل ہیں، فرعون کو جب آسیہ کی توحید الٰہی پر قائم ہو جانے کا حال معلوم ہو گیا تو اس ظالم نے طرح طرح کے عذاب سے آسیہ کو شہید کیا مگر آسیہ رحمہا اللہ نے اون سب عذابوں کو جہیلا اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں چہوڑا،،

منزل ۵

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝

بولا فرعون کیا معنی جہان کا صاحب کہا صاحب آسمان وزمین کا اور جو اُنکے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ

بولا اپنے گرد والوں سے تم نہیں سنتے ہو کہا صاحب تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا پیغام والا جو

اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَئِنِ

تمہاری طرف بھیجا ہے سو باؤلا ہے کہا رب مشرق کا اور مغرب کا اور جو اُنکے بیچ ہے اگر تم بوجھ رکھتے ہو بولا اگر تو نے

اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝

ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا تو مقرر ڈالونگا تجھکو قید میں کہا اور جو لایا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھولدینے والی

جب مدین سے مصر آتے وقت حضرت موسیٰ کو نبوت عطا ہوئی اور فرعون اور اوسکی قوم کو ہدایت کرنیکا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا جسکا قصہ آگے سورۂ قصص میں آویگا اور مدین کے سفر سے حضرت موسیٰ مصر پہونچے تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے موافق حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون دونوں ملکر اللہ کا حکم پہونچانے کی غرض سے فرعون کے محل کے دروازہ پر گئے اور دروازہ پر دستک دی دروازہ کے دربانوں نے پوچھا تم کون ہو حضرت موسیٰ نے جواب دیا ہم اللہ کے رسول اور قاصد ہیں اور فرعون کی ہدایت کو آئے ہیں فرعون کی قوم میں چارسو برس سے یہ بات پھیلی ہوئی تھی کہ وہ لوگ فرعون کو اپنا خدا جانتے تھے اسلئے دربانوں نے حضرت موسیٰ کو دیوانہ خیال کیا اور فرعون سے جاکر یہی کہا کہ کوئی دو شخص دیوانے دروازہ پر آئے ہیں اور اپنے آپکو خدا کا رسول کہتے ہیں فرعون نے کہا اچھا اونکو بلالو کوئی گھڑی ان دیوانوں سے مسخرا پن کرکے دل بہلاوینگے پھر جب حضرت موسیٰ اور فرعون سے باتیں ہوئیں اس وقت فرعون نے تعجب سے یہ کہا کہ عالم کا پروردگار کون ہے جس سے اُسکا مطلب یہ تھا کہ سوا فرعون کے اور کوئی عالم کا پروردگار نہیں ہے چنانچہ آگے کے آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے اوسکی قول کی صراحت فرمائی ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ سے اخیر کو کہا کہ تم اگر میرے سوا کسی اور کو معبود قرار دوگے تو میں تم کو قید کردونگا غرض مفسرین سلف نے اس آیت کی تفسیر اسطرح کی ہے جو بیان کی گئی سوا اس تفسیر کے تفسیرین متاخرین نے تفسیر قرآنی میں علم منطق کو دخل دیکر یہ جو کہا ہے کہ فرعون کا مطلب اس سوال سے یہ تھا کہ حضرت موسیٰ فرعون کو خدا کی کچھ ماہیت اور اصلیت بتلادیں یہ قول قرآن شریف کے مطلب کے مخالف ہے قرآن شریف کی چند آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون خدا کے وجود کا منکر تھا اور لوگوں سے صاف کہتا تھا انا ربکم الاعلیٰ - ما علمت لکم من الٰہ غیری پھر جو شخص کسی چیز کے موجود ہونے کا ہی منکر ہو وہ انکاری چیز کی ماہیت اور اصلیت کیا پوچھے گا حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح طریقہ قرآن کی تفسیر کا یوں ہے کہ اول تو قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جاوے پھر حدیث صحیح سے پھر آثار صحابہ سے اس آیۃ کی تفسیر جب خود قرآن کی دوسری آیتوں میں موجود ہے تو قواعد عقلی کی مداخلت کی کیا ضرورت ہے فرعون کی بادشاہت کچھ دور دور تک نہیں تھی چنانچہ ملک مصر میں فرعون کی اصلی بادشاہت تھی اور ملک شام میں عمالقہ کی حکومت اور بادشاہت تھی اسواسطے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو یوں قائل کیا

جسکی بادشاہت آسمان اور زمین میں مشرق سے مغرب تک ہے آسمان سے جب وہ چاہتا ہے مینہ برستا ہے نہیں تو قحط پڑجاتا ہے زمین میں مشرق سے مغرب تک بڑے بڑے بادشاہوں کو جب وہ چاہتا ہے بیمار ڈالدیتا ہے مارڈالتا ہے۔ تجھہ سے پہلے جو تیرے بڑے بوڑھے مصر کے بادشاہ تھے آخیر وہ کہاں گئے اور اونکی بادشاہت تجھکو کیونکر ملگئی) ان آنکھوں سے دکھائی دیتے ہوئے چیزوں کے سمجھنے اور انپر یقین لانے کی اگر تجھکو اور تیرے درباریوں کو عقل ہے تو یہ ایسی باتیں ہیں کہ انپر ہر عقلمند دہیان کرکر خدا کو پہچان سکتا ہے۔ فرعونی لوگ ایک مدت سے فرعون کو خدا کہتے تھے اسلئے فرعون نے پہلے تو اپنے دربار کے فرعونیوں کو الا تستمعون کہکر اوبہارا جس سے اسکا مطلب یہ تہا کہ ان درباری فرعونیوں کے دل میں یہ بات جم جاوے کہ موسیٰ علیہ السلام جو کچہہ کہہ رہے ہیں وہ ان لوگوں کے بڑوں کے اور اون کے اعتقاد کے برخلاف ہے اور پہر موسیٰ علیہ السلام کو باؤلا بتلاکر ان لوگوں کے دل سے موسیٰ علیہ السلام کی باتوں کو نکال دینا چاہا اور موسیٰ علیہ السلام کو یوں ڈرایا کہ اگر ان لوگوں کے ایک مدت کے اعتقاد کے برخلاف میرے سوا تم کسیکو خدا مانوگے تو میں تمکو قید کردونگا۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی ان باتوں کے جواب میں کوئی بات ایسی نہیں کہی تہی جس سے حق و ناحق اچھی طرح کہل جاتا اسواسطے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی نے ٹہکانے بکواس کا اتنا جواب دیا کہ اگر حق و ناحق کی کہولدینے والی کوئی چیز میں تجھکو دکہادوں تو کیا پہر بہی ناانصافی سے تو مجھکو قید کردیگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم ازلی کے نتیجے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھہ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں داخل ہونے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل اب ہر شخص دنیا میں اسیکی موافق کام کرتا ہے اور وہی کام اوسکو اچھے نظر آتے ہیں اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ایسی باتوں سے قائل کیا تہا جو آنکھوں سے دکہائی دیتے ہوئے موٹی موٹی باتیں تہیں مگر علم الٰہی میں فرعون اور اوسکے ساتہی دوزخ کے قابل ٹہر چکے تہے اسلئے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی اون سچی باتوں کو نے ٹہکانے بکواس سے اوڑادیا اور اوس کے ساتہی بہی اوسکے بہکانے سے بہک گئے "

قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝
بولا تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے پس ڈالدی اپنی لاٹہی تو اسیوقت وہ ناگ ہوگئی صریح

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ
اور اندر سے نکالا اپنا ہاتہ تو اسیوقت وہ چٹا ہے دیکھتوں کے سامنے بولا اپنے گرد کے سرداروں سے یہ کوئی جادوگر ہے پڑہا۔ چاہتا ہے

أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝
کہ نکالدے تمکو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو

منزل ۴

رکوع

فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا وہ حق اور ناحق کی کہولدینے والی کیا چیز ہے اوسے لا اگر تو سچ بولنے والوں میں سے ہے حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کو ڈال دیا تو وہ ایک ناگ ہوگیا جسکے پاؤں اور بڑا سا مونہہ اور خوفناک صورت ، اور نکالا موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ اپنا گریبان میں سے تو ناگہاں وہ ایک سفید اسطرح چمکنے والا تہا جسطرح سورج کا ٹکڑا یہ دوسرا معجزہ دکھایا تو فرعون بدبخت نے اوسکے جھٹلانے کی طرف جلدی کرکے کہا یہ تو ایسا جادوگر ہے جو اور جادوگروں سے زیادہ علم والا ہے یہ بات فرعون نے سرداروں سے کہکر اونکو بہکا دیا اور یہ سوجہا دیا کہ موسیٰ کا یہ کام جادو کی قسم سے ہے معجزہ نہیں ہے پہر فرعون نے اون سرداروں کو موسیٰؑ کی مخالفت پر آمادہ کیا اور کہا کہ یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے سبب نکال دے اب تم مجھکو صلاح دو کہ اسکے ساتھ میں کیا معاملہ کروں معتبر سند سے مستدرک حاکم بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ابوہریرہؓ اور سلمانؓ فارسی سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ جب فرعون کو اپنی بی بی آسیہ کا شریعت موسوی کی طرف مائل ہوجانے کا حال معلوم ہوگیا تو فرعون نے چار میخیں گاڑکر آسیہ کے ہاتھ پاؤں اون میخوں میں باندہ دیئے اور طرح طرح کی تکلیف دیکر آسیہ کو ہلاک کرڈالا ان روایتوں کو آیتوں کی ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ فرعون نے اپنی ظالمانہ عادت کے سبب سے اپنی بی بی کے ہلاک کرنے کے ارادہ میں اپنے دربار کے کسی سردار سے مشورہ نہیں لیا بلکہ اپنی رائے سے جو کچھ کرنا تہا وہ کرگذرا اسیطرح جادوگروں کو جو اوسنے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور سولی پر چڑہانے کا حکم سنایا اوسمیں بہی کسی سے مشورہ نہیں لیا لیکن حضرت موسیٰ کے عصا اور ید بیضا کے معجزہ کو دیکہکر اگرچہ اوسنے اپنے دربار کے سرداروں کو بہکایا کہ یہ جادو ہے مدعی کی آنکہوں کوئی بات نہیں ہے مگر دل میں وہ سمجھ گیا کہ جادو کی چیزوں کا دل پر ایسا خوف نہیں ہوتا جیسا خوف اس لکڑی کے سانپ سے ہوا تعجب نہیں کہ جادو سے بڑہکر اسمیں کوئی بہید ہوا اسلیئے بغیر مشورہ دربار کے سرداروں کے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کسی بدسلوکی سے پیش آنیکی اوسکی جرات نہیں ہوئی پہلے فرعون نے دربار کے موجودہ سرداروں سے مشورہ لیا پہر ان سرداروں نے باقی کے لوگوں سے بہی مشورہ لیا اسلیئے یہاں پہلی کی حالت کا ذکر ہے اور سورہ اعراف میں دوسری حالت کا اسواسطے دونو سورتوں کی آیتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے ،،

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۝ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ

بولے ڈہیل دے اسکو اور اسکے بہائی کو اور بہیج شہروں میں نقیب لے آویں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑہا پہر اکٹھے کیے جادوگر

لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَّقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا

وعدے پر ایک مقرر دن کے اور کہدیا لوگونکو تم بہی اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑیں جادوگروں کی اگر ہو جاویں

هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ۝

وہی زبردست پہر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بہلا کچھ ہمارا نیگ بہی ہے اگر ہو جاویں ہم زبردست

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا

بولا البتہ اور تم اسوقت نزدیک والوں میں ہو گے کہا انکو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو پہر ڈالیں

منزلٰ

حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰى مُوْسٰى

اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی زبر رہے پھر ڈالا موسے

عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

نے اپنا عصا پھر تب ہی وہ نگلنے لگا جو سانگ اونہوں نے بنایا تہا پھر اوندہے جاگرے جادوگر سجدے میں بولے ہمنے مانا جہان

الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

کے رب کو جو رب موسی اور ہارون کا ہے بولا تمنے اسکو مان لیا ابہی میںنے حکم نہیں دیا تمکو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے

الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

جسنے تمکو سکہایا جادو سواب معلوم کروگے

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اوصاف بیان کرکے فرعون کو باتوں میں بہی قایل کیا اور عصا اور ید بیضا کا معجزہ دکہاکر بہی اوسکو قایل کیا تو فرعون نے اپنے سرداروں کو اوبہارا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ دو شخص بڑے جادوگر معلوم ہوتے ہیں اور اونکا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے یہ تمہاری بادشاہت تمہارا ملک چہین لیویں ان کے جادو سے بچنے کی تمہاری کیا صلاح اور مصلحت ہے بیان کرو انہوں نے فرعون کی عملداری کی سب بستیوں کے بڑے بڑے جادوگروں کو بلوانے کی صلاح دی اور وہ جادوگر آئے اور مقابلہ ہوکر آخر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام غالب رہے یہاں بعضے مفسروں نے یہ جو لکہا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا تہا اوسپر اسکے سرداروں نے اوسکو قتل سے منع کیا اور کہا کہ قتل سے لوگوں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوجاویگا کہ ان جادوگروں میں بادشاہ نے کوئی ایسی ہی زبردست غلبہ کی بات دیکہی تہی جو ان دونو جادوگروں کا زندہ رکھنا بادشاہ نے مناسب نہیں خیال کیا اسلئے ان دونو جادوگروں کا یہاں کے بڑے بڑے جادوگروں سے مقابلہ کرانا اور سب کے سامنے ان دونوں کو ہروانا مناسب ہے انکے قتل کا ارادہ مناسب نہیں ہے، یہ قول کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے بلکہ ایک طرح سے یہ قول قرآن کے مضمون کے مخالف ہے کیونکہ جب حضرت موسےٰؑ نے فرعون کے سامنے جانے سے اپنا یہ ڈر ظاہر کیا کہ وہ اوسکو دیکہیگا تو قبطی کے خون کے معاوضہ میں قتل کر ڈالیگا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰؑ سے وعدہ کرلیا تہا کہ فرعون ہرگز اونکو قتل نہ کرسکیگا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرعون کے دل میں حضرت موسےٰؑ کے قتل کا ارادہ بہی نہ آنے دیا ہوگا، ان آیتوں میں موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے مقابلہ کا جو قصہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ فرعون کے نقیب بڑے بڑے جادوگروں کو جگہ جگہ سے بلاکر مصر میں لائے، تفسیر مقاتل اور تفسیر سدی میں جو روایتیں ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادوگر اسّی کے قریب تہے اور کئی سو اونٹ جادو کے اثر کی لکڑیوں اور رسیوں سے لدے ہوئے اونکے ساتہہ تہے، پہلے ان جادوگروں نے فرعون سے پوچہا کہ اگر ہم غالب آویں گے تو ہم کو کچہہ انعام ملیگا فرعون نے جواب دیا

منزل ۵

اگر تم غالب آئے تو تمہیں نقد انعام بھی ملیگا اور تم فرعونی دربار کے مصاحب مقرر ہو جاؤ گے غرض فرعون مصر کی رعایا کے بڑی بہتیر جادوگر اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام یہ سب میدان میں آئے اور جادوگروں نے فرعون کے اقبال کو اپنا حمایتی ٹہرا کر اپنی وہ لکڑیاں اور رسیاں میدان میں ڈالیں سب طرح طرح کے سانپ ہو گئے جن سے تمام میدان بھر گیا موسیٰ علیہ السلام نے بھی عصا ڈالا جیسے بہت بڑا سانپ بن کر جادوگروں کے سب سانپوں کو نگل گیا۔ جادوگر تو اپنے فن کے اوستاد تھے فوراً سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا کارخانہ جادو کا نہیں ہے کیونکہ ہم سے بڑا جادوگر بھی کر سکتا تھا کہ ہمارے جادو کے اثر کو مٹا دیتا جس سے اصل لکڑیاں اور رسیاں باقی رہ جاتیں جب موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ اصل لکڑیوں اور رسیوں کو بھی نگل گیا تو یہ جادو نہیں بلکہ تائید آسمانی ہے اس بھید کو سمجھ کر سب جادوگر شریعت موسوی کے تابع ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مانکر سجدہ میں گر پڑے یہ حال دیکھکر فرعون نے جادوگروں کو دھمکایا کہ بغیر میرے حکم کے تم نے جو یہ کام کیا ہے اسکی سزا جو کچھ ہوگی اوس کا حال تمہیں معلوم ہو جاوے گا اور یہ بھی کہا کہ موسیٰ گویا تمہارے اوستاد ہیں جنھے جادو کو تم نے اپنے جادو سے بڑا جان لیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث جو اوپر گذر چکی ہے اوسی حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب جادوگر جو اس فن کے اوستاد ہو کر اس بات کے قائل ہو گئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا کارخانہ جادو کا نہیں ہے بلکہ یہ کارخانہ تائید آسمانی ہے تو فرعون اور اوس کے ساتھیوں کو بھی اسی طرح قائل ہو جانا چاہیے تھا لیکن یہ لوگ علم الٰہی میں دوزخی قرار پا چکے تھے اسلئے اتنی ظاہر بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی اس قصہ سے جادو اور معجزہ کا یہ فرق اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ جادو کے ہزاروں سانپ معجزے کے ایک سانپ کے مقابلے میں بالکل لیست ہو گئے اس قصے سے قریش کو یہ جتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ غیب سے اپنے رسولوں کی اس طرح مدد کر کے مخالفوں پر ان کو یوں غلبہ دیتا ہے "

لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا لَا ضَيْرَ

البتہ کاٹونگا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاؤں اور سولی چڑھاؤنگا تم سبکو بولے کچھ ڈر نہیں ہمکو

إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اپنے رب کیطرف پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخشے ہمکو رب ہمارا تقصیریں ہماری اسواسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنیوالے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھکر جب جادوگر لوگ سجدہ میں گر پڑے اور ایمان لے آئے اوسوقت فرعون نے اون کو یوں ڈرایا تھا کہ تمہارے اس جرم کی جو سزا تجویز کی جاوے گی وہ تمکو معلوم ہو جاوے گی اب وہ سزا کا حکم سنایا اور کہا کہ پہلے میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹوں گا اور پھر تمکو سولی پر چڑھاؤں گا۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ یہ خاص ایک نئی سزا تھی جو فرعون نے نکالی تھی کہ جس پر خفا ہوتا تھا اوسکا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹا کرتا تھا مفسرین سلف کا اس باب میں اختلاف ہے کہ فرعون نے جس سزا کا ڈراوا

جادوگروں کو دیا تھا وہ سزا فرعون ان کو دے بھی سکا یا نہیں اگرچہ تفسیر ابن ابی حاتم میں عکرمہ کی سند سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی

کی جو روایت ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اپنے وعدہ کے موافق ان جادوگروں کو سزا دی کیونکہ اوسی روایت میں

یہ ہے کہ صبح کو وہ جادوگر تھے اور شام کو شہید ہوئے اب یہ ظاہر بات ہے کہ فرعون اگر ان کو سزا نہ دیتا تو شام کو وہ شہید

کیونکر ہو جاتے لیکن سورہ قصص میں آویگا انتما ومن اتبعکما الغالبون جسکا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ

السلام کے ساتھیوں پر فرعون کا کسی طرح غلبہ نہیں ہو سکتا اس سے یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ جادوگر شریعت موسوی

کے تابع اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے ساتھی بن گئے تو اوس کے بعد فرعون اپنی دھمکی پر کچھ عمل نہیں کر سکا

فرعون کی دھمکی کا جواب جادوگروں نے جو دیا اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب اس میدان بھر کی بھیڑ میں سے ہم سب سے اول اللہ

کی وحدانیت کے قائل ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوئے ہیں تو ہم کو دنیا کے عذاب کا کچھ خوف نہیں ہے بلکہ ہم کو تو اللہ

تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ نادانی سے اتنے دنوں تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور قصوروار ہیں جو ہم نے عمر گذاری

ہے اس وحدانیت کے طفیل سے وہ ہماری پچھلی تقصیریں معاف ہو جاوینگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث

جو اوپر گزر چکی ہے اوس کو ان آیتوں کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ جادوگر لوگ علم الٰہی میں جنتی قرار پا چکے تھے اس لئے آخری

عمر میں اونکو ویسے ہی کام بھی اچھے نظر آئے ۔۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝

اور حکم بھیجا ہمنے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگینگے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ

یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی اور وہ مقرر ہم سے جی جلے ہیں اور ہم سارے خطرے رکھتے ہیں پھر نکال ہمنے انکو باغ

وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ

اور چشمے چھوڑ کر اور خزانے اور گھر خاصے ۔ اسیطرح اور ہاتھ لگائیں یہ چیزیں بنی اسرائیل کو پھر پیچھے پڑے اونکے سورج نکلتے پھر جب

الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا کوئی نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب اب مجھکو راہ بتا دیگا پھر حکم بھیجا

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى

ہمنے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ اور پاس پہنچایا ہمنے اسجگہ دوسروں کو اور بچایا

وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

ہمنے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اوسکے ساتھ سارے پھر ڈبا دیا ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے بہت لوگ ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اوس کے اہل دربار پر خدا کی وحدانیت قائم کر چکے اور وہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے

تواب سوائے عذاب الٰہی کے اور کچھہ باقی نہ رہا اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے
ایک رات اپنے ساتھہ لیکر چلے جاؤ اوسوقت بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے بہت سا زیور اس حیلہ سے مانگ لیا تھا کہ آج
اون کے ہاں ایک شادی ہے اکثر مفسروں نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ مصر سے چاند کے طلوع ہونے کے وقت باہر نکلے۔ تھے اور
یوسف علیہ السلام کی یہ وصیت تھی کہ بنی اسرائیل جب مصر سے جاویں تو یوسف علیہ السلام کی لاش کا صندوق ساتھہ لیجائیں اسواسطے
اوس رات کو موسیٰ علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی قبر کا حال دریافت کیا تو قوم بنی اسرائیل میں سے ایک بوڑھیا عورت نے قبر
تبلائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کا صندوق اوٹھا لیا اور اپنے ساتھہ رکھا اس باب میں ایک حدیث بھی
ہے جس کو ابن ابی حاتم نے ابی موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنوار کے ہاں مہمان ہوئے
تو اوس نے آپ کی عزت کی حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے پاس آتے جاتے رہا کرو جب وہ پھر آیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے ارشاد کیا تجھکو کس شئے کی حاجت ہے اوس نے عرض کیا کہ ایک اونٹنی کی مع پالان کے مجھکو ضرورت ہے اور
ایک بکری کی جسکا دودہ میرے گھر کے لوگ پیا کریں آپ نے فرمایا تجھسے اسقدر نہ ہو سکا کہ تو جنت کی خواہش میں بنی اسرائیل کی
ایک بوڑھیا عورت کی طرح ہوتا اصحاب نے عرض کیا وہ بوڑھیا عورت کیسی تھی آپ نے فرمایا جب موسیٰ نے مصر سے بنی اسرائیل
کو باہر لیجانا چاہا تو راستہ بھول گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ کیا ہوا تو بنی اسرائیل میں جو عالم تھے اونہوں نے کہا کہ جب
حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا تو اونہوں نے ہم سے عہد کیا تھا کہ ہم مصر سے باہر نہ نکلیں گے جب تک اون کے
تابوت کو ہمراہ اپنے نہ اوٹھا دیں گے اوس پر حضرت موسیٰ نے فرمایا تم میں سے کسی کو یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہے اونہوں
نے کہا اون کی قبر کو کوئی نہیں جانتا سوا ایک بوڑھیا عورت کے تو حضرت موسیٰ نے اوس بوڑھیا سے کہلا بھیجا کہ یوسف
علیہ السلام کی قبر بتلاؤ وہ بولی قسم خدا کی میں نہ بتلاؤنگی جب تک مجھکو میرا مدعا نہ حاصل ہوگا موسیٰ نے فرمایا تیرا کیا مدعا ہے
اوس نے کہا کہ میں آپ کے ساتھہ جنت میں رہوں اوس پر موسیٰ علیہ السلام کو حکم خدا ہوا کہ دیدے اس عورت کو اس کا
مدعا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ بڑھیا گئی اون کے ہمراہ ایک گڑھے کی طرف جہاں پانی تھا اوس نے
کہا اس پانی کو ہٹاؤ جب وہ پانی سینچا گیا تو بڑھیا نے کہا اب کھودو جب کھودا تو یوسف علیہ السلام کی قبر نکلی اور موسیٰ علیہ السلام
نے یوسف علیہ السلام کے تابوت کو اپنے ساتھہ لیا اور اوسکے بعد پھر راستہ دکھائی دینے لگا اس حدیث کو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
نے موقوف کہا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری کا قول ہے حدیث نبوی نہیں ہے مگر حاکم نے اس حدیث کو صحیح اور
حدیث نبوی قرار دیا ہے جب صبح ہوئی تو فرعون نے ایک آدمی بھی بنی اسرائیل کا مصر میں نہ دیکھا اسپر فرعون کو جوش آیا اور
بہت غضب ناک ہوکر فرعون نے شہروں میں جلدی سے آدمی بھیجدیئے اور کہلا بھیجا کہ بنی اسرائیل کی ایک تھوڑی سی جماعت
ہے وہ لینے ہمکو ہر وقت غصہ کی باتیں پہونچتی رہتی ہیں اسواسطے میں چاہتا ہوں کہ اونکی بیخ کنی کروں پھر جن لوگوں کا تقدیر
الٰہی میں ہلاک ہونا تھا اونکو فرعون نے ساتھہ لیا اور بنی اسرائیل کے پکڑنے کو چلا اسیکو فرمایا نکالا ہمنے انکو باغ اور چشموں اور گھروں

اور وارث بنایا ہمنے اون مکانوں کا اور باغوں کا اور نہروں کا بنی اسرائیل کو
سے طرف جہنم کے کیونکہ یہ بات اسیطرح مقدر تھی اکثر مفسروں کا قول ہے کہ شرذمہ جسکو فرعون نے تھوڑا ٹھہرایا چھہ لاکھہ آدمی تھے اور فرعون کے لشکر میں سولہ لاکھہ آدمی تھے
پھر فرعون اور اوسکے لشکر کے لوگ سورج کے نکلتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قوم بنی اسرائیل کے پیچھے پڑے
جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو بنی اسرائیل گھبرا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہمکو تو فوج نے آپکڑا کسلئے کہ
دریائے قلزم ہمارے آگے آگیا اور ہمارے راستہ میں حائل ہوگیا اب ہم آگے نہیں جا سکتے اوسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا تم تک کوئی نہیں پہونچ سکتا ڈرو نہیں میرے ساتھہ میرا رب ہے وہ مجھکو راستہ بتادیگا اوسکا وعدہ خلاف نہیں ہوتا
غرض اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اپنے رسول کو سچا کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ مار لاٹھی اپنی دریا میں
عصا کے مارتے ہی دریا میں بارہ راستے ہوگئے قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوس رات دریا کو حکم کیا کہ جب حضرت
موسیٰ علیہ السلام تجھکو اپنی لاٹھی ماریں تو تو اوسکا حکم سن اور فرمانبرداری کر اسلئے دریا نے اس انتظار میں وہ رات بے قراری
سے بسر کی کیونکہ دریا کو یہ خبر نہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کس طرف عصا ماریں گے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے اسواسطے دریا میں بارہ راستہ ہوگئے سدّی کا قول ہے کہ اون پانی کی دیواروں
میں جھروکے ہوگئے جنمیں سے ایک ایک کو دیکھتا تھا حضرت ابن عباسؓ قتادہ اور سدی نے وازلفنا ثم الاخرین کی تفسیر میں
کہا ہے کہ ہمنے نزدیک کیا دریا کے فرعون اور اوسکے لشکر کو اب موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو بچا دینے اور فرعون کے لشکر کو غرق
کر دینے کا ذکر فرما کر پھر فرمایا البتہ یہ اللہ کی قدرت کی نشانی ہے لیکن اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں اور بیشک تیرا رب وہی
ہے زبردست رحم کرنیوالا صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور دریافت سے معلوم ہوا کہ اسی دن بنی اسرائیل کو
فرعون کے قید سے نجات ہوئی اور فرعون مع اپنے لشکر کے دریائے قلزم میں غرق ہوکر ہلاک ہوا، اس کے شکریہ میں موسیٰ علیہ
السلام نے روزہ رکھا تھا اسلئے یہود بھی آج کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ یہ قصہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عاشورہ
کے دن روزہ رکھا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰؓ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ظالم لوگوں کو اللہ تعالےٰ اجتبک چاہتا ہے اپنی رحمت سے مہلت دیتا ہے پھر جب وہ لوگ مہلت پر بھی
اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے تو اونکی ایسی گرفت فرماتا ہے کہ اونکو بالکل ہلاک کر دیتا ہے، ان حدیثوں کو ان آیتوں کی
تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل ہے کہ فرعون کو اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ تک مہلت دی اور جب وہ مہلت کے زمانہ میں اپنی سرکشی سے باز نہ آیا
تو عاشورہ کے دن اوسکو مع لشکر کے دریائے قلزم میں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔ اس قصہ میں قریش کو رسول وقت کی مخالفت سے ڈرایا گیا ہے "

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

اور سنا انکو خبر ابراہیم کی | جب کہا اپنے باپ کو اور اسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو | وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن اُن

منزل ۵

عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

پاس لئے بیٹھے رہیں کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا بولے نہیں پر ہمنے پائے اپنے باپ

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ

دادے یہی کرتے ہیں کہا بھلا دیکھتے ہو جنکو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں مگر جہان کا

الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ

صاحب جسنے مجکو بنایا سو وہی مجکو سجھہ دیتا ہے اور وہ جو مجکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں تو وہی چنگا کرتا ہے اور

يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

وہ جو مجکو ماریگا پھر جلاویگا اور وہ جو مجکو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیریں انصاف کے دن اے رب دے مجکو حکم اور ملا مجکو

بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

نیکوں میں اور رکھہ میرا بول سچا پچھلوں میں اور کر مجکو وارثوں میں نعمت کے باغ کے

ابراہیم علیہ السلام کو بچپن میں ہی نیک راہ کی ہدایت دی اور بڑے ہونے تک وہ اپنی قوم کو بتوں کی عبادت سے منع کرتے رہے یہی ذکر ان آیتوں میں ہے کہ اونھوں نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ تم ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو کیا سنتے ہیں جب پکارتے ہو تم اونکو یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا کچھ برا کرتے ہیں اون بت پرستوں نے جواب دیا کہ یہ بت نہ تو ہماری التجا کو سنتے ہیں نہ کچھہ ہماری بھلے بری کے کچھہ مختار ہیں لیکن ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کہ انکو ایسا ہی کرتے دیکھا اسواسطے ہم اونکے ہی قدموں پر چل رہے ہیں لفظ بل عربی زبان میں ایسے ہی موقع پر آتا ہے کہ جس سے اس لفظ سے پہلی بات کا انکار اور بعد کی بات کا اقرار نکلتا ہے اسلئے ان لوگوں نے گویا یہ اقرار کیا کہ ان بتوں کے پوجنے پر ہمارے پاس کوئی دلیل سوائے باپ دادا کے پیروی کے نہیں ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اب دیکھو تم جنکو تم اور تمہارے باپ دادا اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ میرے دشمن ہیں اور میں اونکا دشمن ہوں یہ آیت مثل اوسکے ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے قول کی خبر دی ہے کہ جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، یا قوم ان کان کبر علیکم مقامی وتذکیری بآیات اللہ فعلی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے سمجھانے سے اے قوم کے لوگو تم برا مانتے ہو تو جو کچھہ تم کرسکو میرا کرو اسیطرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ میں تمہارے بتوں کا دشمن ہوں تم سے اور تمہارے بتوں سے میرے ساتھہ جو بدسلوکی ہوسکے وہ کرو۔ فرعون کے قصہ سے قریش کو ڈرا کر اب ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے اونھیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو تمہارے پیشوا ہیں باپ دادا کی راہ کو غلط دیکھکر ترک کردیا اسیطرح تمکو باپ دادا کی راہ غلط کو چھوڑنا چاہئے پھر آگے کی آیتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اوصاف بیان فرمائے کہ اوس نے مجھکو پیدا کیا وہی مجھے ہدایت کرتا ہے اور کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں

منزل ۵

بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے اور وہی مجھکو مارے گا اور جلا دے گا اور اوسی سے مجھکو امید ہے کہ بخشے گا قیامت کے دن میرے
قصور غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان اوصاف کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ میں نہیں پوجتا مگر اوس ذات پاک کو کہ یہ تمام
باتیں کرنے والا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے میرے رب دے مجھکو حکومت اور ملا نیکوں میں اور کر میرا
بول سچا پچھلوں میں مطلب یہ ہے کہ میرے خاندان میں آخری زمانہ میں نبی پیدا ہوں اور میرا دین قائم رکھیں اور میری پیروی
کریں جیسا کہ فرمایا وترکنا علیہ فی الاخرین سلام علی ابراہیم کذالک نجزی المحسنین مجاہد وقتادہ بھی یہ کہتے ہیں کہ لسان صدق سے
مراد اچھی تعریف ہے اور یہ آیت مثل اس قول کے ہے وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ سدی نے کہا کہ مراد حکم نبوت سے ہے اور یہ
جو فرمایا کہ ملا مجھکو نیکوں میں تو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا اور آخرت میں نیکوں کے ساتھ رکھ جس طرح پیغمبر صلعم نے آخر وقت
یہ دعا تین بار پڑھی "

اللھم فی الرفیق الاعلی

صحیح بخاری کی حضرت عائشہ کی بعض روایتوں میں فی الرفیق الاعلی کے بعد مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین بھی آیا ہے جس سے
حضرت ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ مطلب ہے کہ یا اللہ مجھکو وفات کے بعد انبیا کے گروہ میں ملا کر جنت
کے وارثوں میں کر اور دنیا میں ذکر خیر باقی رکھ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے
جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے انسان کو پیدا کیا پھر باوجود اس کے جو لوگ اللہ کو
چھوڑکر دوسروں کی بندگی کرتے ہیں اون سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مجرم نہیں اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے کے اوصاف اور بتوں کی مذمت کا ذکر کرکے اپنے باپ اور اپنی
قوم کو یہ جتلایا ہے کہ جب ان بتوں میں کوئی صفت اللہ تعالے کی نہیں پائی جاتی اور اوس پر بھی تم لوگ اپنے بڑوں کی
رسم کے پابند ہوکر ان مورتوں کی پوجا کرتے ہو تو دنیا میں تم سے بڑھکر کوئی مجرم نہیں ابراہیم علیہ السلام نے موقع پاکر ان بت
پرستوں کے بتوں کو جو توڑ ڈالا تھا اوس کا قصہ سورہ انبیا میں گزر چکا ہے ان آیتوں میں ابراہیم علیہ السلام نے یہ جو کہا
کہ بت میرے دشمن ہیں اور میں انکا دشمن ہوں سورہ انبیا کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی گویا تفسیر ہے "

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝

اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولوں میں — اور رسوا نکر مجکو جس دن جی کر اٹھیں — جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝

مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا

سورہ توبہ اور سورہ مریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی تفسیر گزر چکی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے
باپ آزر کی بت پرستی سے بیزار ہوکر باپ سے جدا ہونے لگے تو باپ کے حق میں دعا خیر کرنے کا وعدہ اونھوں نے باپ

منزل ۵

سے کیا تھا اوس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے اوسوقت تک باپ کے لئے مغفرت کی دعا مانگا کرتے تھے جب تک باپ کے کفر کی حالت پر مرنے کا یقین اونکو نہیں ہوا تھا جب یہ معلوم ہوگیا کہ باپ کا خاتمہ کفر پر ہوا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے لئے دعا مانگنی چھوڑ دی تھی اب یہی حکم شریعت محمدی میں سورہ توبہ اور سورہ ممتحنہ کے نازل ہونے کے بعد سے قائم ہے کیونکہ سورہ توبہ اور سورہ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے رشتہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کو منع فرمایا ہے جنکا کفر کی حالت پر مرنا معلوم ہو جائے ہاں سورہ توبہ کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب اور اپنے ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا مانگنے کا ارادہ کیا تھا اور بعضے صحابہ بھی اپنے مشرک ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا مانگا کرتے تھے اوسی پر اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین نازل فرمائی صحیح بخاری کی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آزر کو ایک جانور کی صورت بنا کر جب دوزخ میں ڈالا جاوے گا تو اللہ سے اپنے باپ آزر کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جھگڑیں گے اور اللہ تعالیٰ یہ فرماوے گا کہ آزر کفر کی حالت میں مرے ہیں اور جنت کافروں پر حرام ہے اس حدیث کو بعضے مفسروں نے اس آیۃ کی تفسیر میں نقل کر کے یہ اعتراض کیا ہے کہ آزر کی حالت کفر پر مرنے کا یقین ہو جانے کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں ہی اپنے باپ آزر کے لئے دعائے مغفرت چھوڑ دی تھی تو پھر قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آزر کی مغفرت کے باب میں اللہ تعالیٰ سے جھگڑنے کا کیا سبب ہے اسکا جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں دیدیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت جو تفسیر ابن جریر میں ہے اوس سے تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں ہی اپنے باپ آزر کے لئے دعائے مغفرت چھوڑ دی تھی لیکن قیامت کے دن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو دیکھینگے تو بشریت کے تقاضے اور محبت فرزندی سے آزر کی مغفرت کے باب میں اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں گے اور کہینگے آزر کے دوزخ میں جانے سے میری بڑی رسوائی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ آزر کی صورت بدل کر اونکو دوزخ میں ڈالیگا تاکہ آزر کی اصلی صورت کے باقی رہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی نہ ہو اور آزر کی اصلی صورت کے دیکھنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محبت فرزندی کا جوش جو تھا وہ بھی باقی نہ رہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اولاد کی دعا سے مرجانے کے بعد آدمی کو فائدہ پہونچتا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی دوسری حدیث ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی نے اپنی زندگی میں جو کھا پہن لیا وہ تو گیا ہاں جو کچھ اللہ کے نام پر دیا اوسکا اجر ملیگا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث بھی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک عملوں کے قبول کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نظر ہمیشہ آدمی کے دل پر لگی رہتی ہے کہ اوسکا اعتقاد شرک و نفاق اور ریاکاری سے کہاں تک پاک صاف ہے ان حدیثوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باقی کی دعا کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ قیامت کے دن کی رسوائی سے بچائیو کیونکہ وہ

دن ایسا ہے کہ اوسمیں شرک و ریاکاری سے جب تک دل صاف و پاک نہ ہوگا تو مال داولاد جیسے کام آنیوالی چیز بھی کسی کے کچھ کام نہ آویگی - شاہ صاحب نے قلب سلیم کا ترجمہ دل چنگا جو کیا ہے اوسکا یہی مطلب ہے کہ اوس دن شرک ریاکاری اور نفاق کے مرض سے دل کو صاف اور بھلا چنگا ہونا چاہیے "

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝

اور پاس لائے بہشت واسطے ڈر والوں کے اور نکالی دوزخ سامنے بے راہوں کے اور کہیے اُنکو کہاں ہیں جنکو پوجتے تھے

مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ

اللہ کے سوائے کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلا لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالے اوسمیں وہ اور سب بے راہ اور لشکر ابلیس

أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ

کے سارے کہیں گے جب وہ وہاں جھگڑنے لگیں قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں جب تم کو برابر کرتے

بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝

تھے جہان کے صاحب کے اور ہمکو راہ سے بہلایا سو اُن گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنیوالے اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا

دنیا میں جن لوگوں نے جنت میں داخل ہونے کے لائق کام کیے جنت کو سنوار کر اون پرہیزگاروں کے روبرو لایا جائیگا اور دوزخ کو گمراہوں کے سامنے کیا جاویگا اور نکلے گی دوزخ میں سے ایک گردن پھر اسطرح چیخے گی کہ دل ہل جاویں گے یہ جھڑکی کے طور پر دوزخیوں سے وہ آگ کی گردن یہ کہیگی کہ کہاں ہیں وہ جنکو تم پوجتے تھے اللہ کو چھوڑکر پھر اوندھے ڈالے جاوینگے دوزخ میں سب گمراہ اور تمام لشکر شیطان کا جب وہ اس دوزخ میں جھگڑیں گے تو بہکنے والے بہکانے والوں سے کہیں گے قسم خدا کی ہم کھلی گمراہی میں تھے جبکہ برابر کرتے تھے ہم تمکو رب العالمین کے سامنے اور کہویں گے نہیں بہکایا ہمکو راہ نیک سے مگر انہیں مجرموں نے اب کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہیں کوئی دوست ہمارا محبت کرنے والا - حمیم سے مطلب قریب کا رشتہ دار ہے پلصراط اوس پل کا نام ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں ہے جو کوئی جنت میں داخل ہوگا اوسکو اس پل پر سے گذرنا پڑیگا صحیح مسلم میں حذیفہؓ اور ابوہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ اپنے اپنے اعمال کے موافق نیک لوگ اس پل پر سے گذریں گے کچھ لوگ بجلی کی طرح اور کچھ ہوا کی طرح اور کچھ پردار جانوروں کی طرح حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں جنت کو پرہیزگاروں کے پاس لائے جانیکا جو ذکر ہے یہ روایتیں گویا اوسکی تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ پلصراط پر جیسے جسکی چال ہوگی ویسی اوسکو جنت پاس معلوم ہوگی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہؓ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستر ہزار نکیلیں لگاکر دوزخ کو میدان حشر میں لایا جاویگا - ان آیتوں میں دوزخ کے سامنے لائے جانیکا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے دوزخ کی گردن کے نکلنے کا ذکر ترمذی میں ابوہریرہؓ کی معتبر حدیث میں آیا ہے "

منزل ۵

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

سو کسطرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں نشانی ہے اور وہ

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

ع ۵ ۱۶

منزل ۵

اوپر کی آیتوں کے موافق جب کہ جنت طرح طرح کی نعمتوں سے آراستہ کیجاویگی جس آراستگی کا ذکر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ کی صحیح بخاری ومسلم کی روایتہ میں مختصر طور پر یوں فرمایا ہے کہ ایک کمان کی لکڑی کی لمبائی برابر جگہ بھی جنت میں تمام دنیا اور تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے اور اسی طرح دوزخ میں طرح طرح کے عذاب مہیا کئے جاوینگے جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس کی ترمذی کی صحیح روایت میں اسطرح فرمایا ہے کہ دوزخ کے تھور کے دودھ کا ایک قطرہ بھی دنیا میں آن پڑے تو تمام اہل دنیا کی زیست دشوار ہوجاوے اس جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابوں کا ذکر اللہ تعالے نے مختصر طور پر اوپر کی آیتوں میں فرماکر اب یہ فرمایا ہے کہ دنیا میں تو عاقبت کے منکر لوگ دوزخ کے عذاب سے نڈر ہیں میدان حشر میں جب وہ عذاب دیکھینگے۔ تو یہ خواہش کریں گے۔ کہ کاش وہ پھر دنیا میں پیدا کئے جاویں اور نیک کام کرکے جس طرح نیک کام کرنے والوں کو اوس عذاب سے نجات مل گئی ہے اوسی طرح اونکو بھی اوس عذاب سے نجات مل جاوے مگر یہ خواہش اونکی اللہ تعالے کے علم میں جھوٹی ہے اسیواسطے اللہ تعالی نے سورہ انعام میں فرمایا ہے کہ اگر ان لوگوں کو دوبارہ دنیا میں پیدا کیا جاوے تو پھر یہ ایسے ہی برے کام کریں گے جیسے اب کررہے ہیں غرض یہ تو حشر کے وقت کا حال ہوا اب حساب کتاب کے بعد لوگ جب دوزخ میں مونہہ کے بل ڈالے جاویں گے اوس وقت کا ذکر اللہ تعالی نے اوپر کی آیتوں میں فرمایا ہی کہ کبھی تو یہ لوگ قسمیں کھاکھاکر اپنی گمراہی پر افسوس کریں گے اور کبھی یہ بدلوگ شیطان یا گمراہ کرنے والے دوست جنہوں نے بہکایا ہے اون کو برا بھلا کہویں اور کبھی چھوٹے گناہگاروں کو انبیا اور ملائکہ اور نیک لوگوں کی شفاعت سے نجات پاتے دیکھکر یہ آرزو کریں گے کہ کوئی دوست اون کا بھی ایسا پیدا ہوجاوے کہ اونکی شفاعت کرے اور اونکو اس عذاب سے نجات دلواوے مگر آخرت تو ایسا ایک مقام ہے کہ سوا توحید کے اور کوئی چیز وہاں کام نہیں آسکتی اسواسطے ان مشرکوں کی کوئی آرزو کام نہ آوے گی اور فرشتے اونکو عذاب میں مبتلا دیکھکر اوپر کی آیتوں کے موافق یہ طعنے دیویں گے کہ اللہ کے سوا جو تم لوگوں نے دنیا میں اپنے معبود ٹھہرا رکھے تھے وہ تمہارے معبود آج کہاں ہیں وہ معبود ایسے برے وقت میں آنکر تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے حاصل کلام یہ ہے کہ انسان کی عقلمندی اس میں ہے کہ دنیا میں کچھ نیک عمل کرکے عاقبت کے لئے تھوڑا بہت ذخیرہ کرلے اور پھر اللہ کی رحمت سے عاقبت میں نجات کی توقع رکھے جو لوگ دنیا میں تمام عمر اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہیں اور عاقبت میں اپنی بہبودی کی توقع اللہ سے رکھتے ہیں وہ لوگ بالکل عقل سے بے بہرہ ہیں اور دقت پر کوئی توقع اون کی پوری ہونے والی نہیں معتبر سند سے ترمذی

اور ابن ماجہ میں شدادؓ بن اوس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ
شخص ہے جو دنیا میں عاقبت کے نجات کے کام کرے اور عقل سے بے بہو وہ شخص ہے جو دنیا میں جو اوس کا جی چاہے وہ
کرتا ہو اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کی جناب سے طرح طرح کی اپنی امیدیں اور خواہشیں پوری ہونے کی ہوس دل میں رکھتا
ہے آخر فرمایا کہ دنیا میں عقبیٰ کا انجام جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو جتلا دیا ہے یہ اوسکی قدرت کی ایک نشانی ہے لیکن جو لوگ
علم الٰہی میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں وہ کسی نشانی سے راہ راست پر نہیں آنے والے یہ اللہ کی ایک رحمت ہے جو اوس نے ایسے
لوگوں کو مہلت دے رکھی ہے اگر مہلت کے زمانہ میں بھی یہ لوگ راہ راست پر آئے تو اللہ کی پکڑ بھی ایسی زبردست ہے کہ
جس کو وہ پکڑتا ہے تو وہ بالکل برباد کر دیتا ہے چنانچہ اسکے بعد چند نافرمان قوموں کے قصے ان لوگوں کو سنائے جاتے ہیں
جن قصوں سے ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ اون نافرمان قوموں کو پہلے مہلت دی گئی اور پھر مہلت کے بعد اونکا انجام کیا ہوا،

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
جھٹلایا نوح کی قوم نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا انکو انکے بھائی نوح نے کیا تمکو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے
أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ
پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تمسے اسپر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے
الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي
صاحب پر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجکو مانیں اور تیرے ساتھ ہوگئے ہیں کمینے کہا مجکو کیا علم ہے
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ
جو کچھ وہ کر رہے ہیں انکا حساب پوچھنا میرے رب ہی پر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں ہانکنے والا نہیں
الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ
ایمان لانے والوں کو میں تو یہی ڈر سنانیوالا ہوں کھولکر بولے اگر تو نہ چھوڑے گا اے نوح تو ہوگا سنگسار
قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
کہا اے رب میرے قوم نے مجکو جھٹلایا سو فیصلہ کر میرے اور انکے بیچ کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجکو اور جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے
فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اس لدی کشتی میں پھر ڈبا دیا پیچھے ان رہے ہوؤں کو البتہ اس بات میں
لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝
نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

منزل ۵

ع ۶

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اون منکروں کا ذکر فرمایا تھا جو دنیا میں عذاب دوزخ کا انکار کرتے ہیں اور میدان حشر میں

دوزخ کی حالت آنکھوں کے سامنے دیکھکر دنیا میں دوبارہ پیدا ہونے کی آرزو کریں گے اب ان آیتوں میں سب سے پہلے صاحب شریعت نبی حضرت نوح علیہ السلام سے شروع فرما کر چند رکوع میں کئی نبیوں کا تذکرہ فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جب سے شریعت کا حکم روئے زمین پر شروع ہوا ہے اوسیوقت سے دنیا میں ایسے لوگ بھی چلے آتے ہیں کہ شریعت کے جن حکموں کو وہ اپنی مرضی کے خلاف پاتے ہیں ان حکموں کو نہیں مانتے شروع نصیحت ان سب انبیا کا یہی ہے کہ اے لوگو اللہ سے ڈرو اُسکی نافرمانی نکرو اور ہم لئے مزدوری کی خواہش سے تمکو نصیحت نہیں کرتے ہیں اسلئے ہمکو اللہ کا رسول مانو اور ہماری نصیحت پر چلو سورہ انعام میں گذر چکا ہی کہ قریش نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تہا کہ تمہارے پاس ہر وقت کمینے اور کم ظرف لوگ جمع رہتے ہیں اسلئے ہم اشراف لوگ تمہاری مجلس میں بیٹھنے اور تمہاری بات سننے کو اپنی ہتک عزت سمجھتے ہیں وہی بات قوم نوح نے حضرت نوح سے ان آیتوں میں کہی ہی اور جسطرح قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اسیطرح حضرت نوح کے زمانہ سے لیکر حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک مخالف لوگ اللہ کے رسولوں کو تکلیفیں دیتے رہے غرض سب سے پہلے صاحب شریعت نبی حضرت نوح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیا کا ایک سلسلہ کیا جاوے تو ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی عنایت لوگوں پر یہی رہی ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت نازل فرمائے اور ان احکام کے سمجھانے کے لئے رسولوں کو بھیجا اور باوجود اللہ کی اس عنایت کے ہمیشہ سے مخالف لوگوں کا وہی نافرمانی کا ایک سلسلہ رہا اور انجام اونکی نافرمانی کا دنیا میں تو یہ ہوا کہ طرح طرح کے عذابوں سے وہ لوگ ہلاک ہوئے اور عاقبت میں ایسے نافرمان لوگوں کا جو کچھہ انجام ہوگا اوسکا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذر چکا ہے کہ کبھی اپنے گمراہی اور نافرمانی پر افسوس کرینگے کبھی اپنے بہکانے والوں کو برا کہویں گے کبھی دنیا میں دوبارہ پیدا ہونے اور نیک کام کرنے کی تمنا کریں گے اور کبھی اون انبیا کی شفاعت کی آرزو کریں گے جنکو دنیا میں تکلیفیں دیتے تھے یہ تو اون لوگوں کا حال ہوا جو رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں رسول وقت کی مخالفت کرتے تھے اب بھی اُمت میں سے جو لوگ رسول وقت کی کسی طرح کی مخالفت کریں گے اون کا انجام بھی وہی ہوگا جو اون سے پہلے نافرمان لوگوں کا ہو چکا اس باب میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں سورہ بقر میں گذر چکا ہے کہ جس شخص کے دل میں اللہ کی کچہہ بھی محبت ہوگی وہ اللہ کے رسول کی فرمانبرداری ضرور کریگا۔ اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے جو حدیثیں ہیں اون کا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرشتوں نے آنحضرت کے سوتے میں آن کر جنت کی ایک کہانے کی چنے ہوئے دسترخوان کی مثال دیکر امت کے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ بغیر پوری فرمانبرداری رسول وقت کے کسی شخص کو جنت نصیب نہیں ہو سکتی حق تعالیٰ کل مسلمانوں کو رسول وقت کی فرمانبرداری کا شوق عطا فرما دے تاکہ نافرمان لوگوں کی طرح ایک دفعہ دنیا سے اوٹھہ جانے کے بعد پھر دوبارہ دنیا میں پیدا ہونے اور رسول وقت کی فرمانبرداری کی حسرت دل میں باقی نہ رہے

منزل

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق ارذلون کے معنی اہل پیشہ لوگوں کے ہیں نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی اوپر کی بات کا یہ جواب دیا کہ مجھکو ان غریب لوگوں کے پیشہ سے کچھہ سروکار نہیں میں تو پیشہ ور اور شریف ہر ایک کو خالص اللہ تعالی کی عبادت کی نصیحت کرتا ہوں اور ظاہر میں جو شخص میری نصیحت پر عمل کرے اوسکو میں نیک سمجھتا ہوں کسی کے دل کا حال یا پیشہ کا حال مجھکو معلوم نہیں یہ غیب کا حال اللہ تعالے ہی کو معلوم ہے اور ہر شخص کی نیت کا معاملہ اوسی کو خوب روشن ہے اگر تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ تو پھر تمہارا کچھہ اعتراض باقی نہیں رہتا اور تم لوگوں کے کہنے سے میں ان غریب ایمانداروں کو اپنی مجلس سے نکال نہیں سکتا قوم کے لوگوں نے حضرت نوحؑ کی ان باتوں کا یہ جواب دیا کہ اے نوح اگر تم اپنی اسطرح کی باتوں سے باز نہ آؤ گے تو ہم تمکو پتھروں سے کچل کر مار ڈالیں گے آخر مجبور ہو کر نوح علیہ السلام نے بددعا کی اور سوائے حضرت نوح اور اون کے فرمانبردار لوگوں کے ساری قوم طوفان میں غرق ہو گئی اسی کو فرمایا کہ اس قصہ میں رسولوں کی مخالفت کرنے والوں کے لئے اگرچہ بڑی عبرت ہے مگر جو لوگ علم الٰہی میں نافرمان ٹھہر چکے ہیں وہ راہ راست پر نہیں آنے والے اور ایسے لوگوں کی سرکشی اگرچہ ہر وقت قابل سزا ہے لیکن اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے جب تک ایسے لوگوں کو مہلت دے رکھی ہے اوس وقت تک وہ سرکشی کر لیویں پھر جب کہ اللہ تعالی اون کو پکڑے گا تو اوسکی پکڑ بہت زبردست ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسی اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالے جب تک چاہتا ہے نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے پھر جب اون کو پکڑتا ہے تو بالکل برباد کر دیتا ہے۔ قوم نوح کے انجام اور فتح مکہ تک کے نافرمان اہل مکہ کے انجام کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔ طوفان کا پورا قصہ سورۃ ہود میں گزر چکا ہے اگرچہ ظاہر میں ہر ایک قوم نے فقط اپنے رسول کو جھٹلایا ہے۔ لیکن صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے۔ جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا نماز روزہ اور حلال وحرام کے احکام ہر ایک نبی صاحب شریعت کے زمانہ میں بدلتے رہے ہیں مگر اللہ کی وحدانیت جو اصل دین ہے اوس سے کوئی شریعت خالی نہیں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جس قوم نے ایک شریعت اور ایک رسول کو جھٹلایا تو ہمیں سے کوئی شریعت اور کوئی رسول خالی نہیں ہے اسی مطلب کے ادا کرنے کے لئے ان قصوں میں مرسلین جمع کے طور پر فرما کر یہ جتلایا گیا ہے کہ ان قوموں سے ہر ایک قوم نے فقط اپنے رسول کو جھٹلا کر سب صاحب شریعت رسولوں کو جھٹلایا مصنف ابن ابی شیبہ مستدرک حاکم تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی معتبر روایت سورۃ ہود میں گزر چکی ہے کہ چالیس برس کی عمر میں حضرت نوح علیہ السلام نبی ہوئے اور طوفان سے پہلے ساڑھے نوسو برس اپنی قوم کو وہ نصیحت کرتے رہے جس نصیحت کے اثر سے اسی آدمی کے قریب راہ راست پر آئے اسکے بعد طوفان آیا اور ساٹھہ برس طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پھر زندہ رہے اس حساب سے نوح علیہ السلام کی عمر ہزار برس سے اونچی ہوئی۔ پچھلی کسی تاریخی حالت سے آئندہ کے کسی معاملہ کو ثابت کرنا ثبوت مدعا کے لئے ایک عمدہ طریقہ ہے اسی مطلب سے قرآن شریف میں جگہ جگہ پچھلے قصے

بیان فرمائے گئے ہیں تاکہ قریش کو اپنے آیندہ کے انجام سے خوف ہو "

كَذَّبَتْ عَادُ ۣالْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَـكُمْ

جھٹلایا عاد نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا اُنکو اُنکے بھائی ہود نے کیا تمکو ڈر نہیں میں تمہارے

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ

پاس پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تمسے اسپر کچھ بدلہ میرا نیگ ہے

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ

اُسی جہان کے صاحب پر کیا بناتے ہو ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں

لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

شاید تم ہمیشہ رہوگے اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَاتَّقُوا الَّذِىْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

اور ڈرو اُس سے جس نے تمکو پہنچایا ہے جو کچھ جانتے ہو پہنچائے تمکو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے

اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ

میں ڈرتا ہوں تمپر ایک بڑے دن کی آفت سے بولے ہمکو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے نصیحت

مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ

کرنیوالا اور کچھ نہیں یہ عادت ہے اگلے لوگوں کی اور ہمکو آفت نہیں آنیوالی پھر اُسکو جھٹلانے

فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

لگے تو ہمنے اُنکو کھپا دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

اوپر کے رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام اور اُنکی امت کا ذکر تھا حضرت نوح کے بعد دوسرے نبی ہود گذرے ہیں اس رکوع میں اونکا اور اونکی اُمت کا ذکر ہے شروع میں۔ یہ ہود علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو وہی نصیحت کی جو نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو کی تھی حضرت نوح کا پڑپوتا ایک شخص عاد بن ارم تھا اوسکی اولاد کو حضرت ہود کی امت کہتے ہیں تفسیر ثعلبی وغیرہ میں باغ ارم کی حکایت جو لکھی ہو کہ شداد بن عاد کا ایک باغ اور عمارت یمن کے ملک میں ہے۔ اللہ کے حکم سے کبھی وہ باغ یمن کے ملک میں رہتا ہے کبھی عراق کے ملک میں آجاتا ہو سونے چاندی کی اینٹوں سے وہ عمارت بنی ہوئی ہے معاویہ رض کی خلافت میں لوگوں نے اس باغ اور عمارت کو دیکھا ہے یہ سب باتیں صحیح تفسیروں اور صحیح تاریخوں کی کتابوں میں بالکل نہیں ہیں یہ حضرت ہود کی امت کے لوگ بڑے شہ زور اور صاحب قوت تھے تفسیر ابن ابی حاتم میں ایک حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس قوم عاد میں ایک شخص اتنا بڑا تھا پہاڑوں سے لڑکا

دیا کرتا تھا جس سے اور قوم کے صدہا لوگ ہلاک ہوجایا کرتے تھے اور قرآن شریف میں بھی کئی جگہ اس قوم کے شہ زور ہونے کا
ذکر ہے اس قوم کے لوگوں کو نمود کی عمارتیں بنانے کا بڑا شوق تھا انہیں بے فائدہ عمارتوں کے بنانے سے حضرت ہود علیہ
السلام نے ان لوگوں کو روکا ہے حضرت ابو درداء صحابی جب دمشق کے ملک میں تھے اونہوں نے دیکھا کہ دمشق کے مسلمان
لوگ باغ اور مکان بنانے کی بڑی حرص کرتے ہیں اوسپر اونہوں نے سب لوگوں کو دمشق کی جامع مسجد میں جمع کرکے ایک
خطبہ پڑھا تھا جسکا حاصل یہ ہے کہ اے لوگو تم قوم عاد کی طرح ایسے باغ اور مکان کیوں بناتے ہو جو تمہاری دنیا میں چند روز
رہنے کی ضرورت سے زائد ہیں تمکو معلوم نہیں کہ قوم عاد نے اتنا کچھ بنا کر پھر آخر کو یہیں چھوڑ دیا ان عمارتوں کو کوئی دو کوڑی کو
بھی نہیں پوچھتا ابو داؤد کی انس بن مالک کی معتبر روایت سے اوپر گذر چکا ہے کہ ایک صحابی نے ایک پختہ برج بنایا تھا جب وہ
برج آپکی نظر پڑا تو آپ نے اون صحابی سے بات نہ کی اور مونہہ پھیر لیا آخر اون صحابی نے وہ برج ڈھا ڈالا اور آپ نے یہ فرمایا
کہ ضرورت سے زیادہ دنیا میں عمارت کا چھوڑ جانا بڑی وبال کی چیز ہے مسند امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ کی حضرت عبداللہؓ
بن مسعود کی معتبر روایت سے یہ بھی گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر سوئے تھے اوس بوریے کا نشان
آپ کے جسم مبارک پر پڑ گیا حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ مجھکو خبر ہوتی تو حضرت میں آپ کے لئے کچھ بچھونا بچھا دیتا
آپ نے فرمایا مجھکو دنیا میں زیادہ پھنسنا منظور نہیں ہے دنیا میں فقط اتنا آرام لینا چاہتا ہوں جسطرح ایک مسافر ایک پیڑ
کے نیچے ٹھہرا اور پھر اوس نے اپنی راہ لی صحیح مسلم کی حضرت جابرؓ کی حدیث جسمیں مری ہوئی بھیڑ بکری کی مثال دنیا
کی حقارت کے باب میں آپ نے فرمائی ہے اور مستوردؓ بن شداد کی صحیح مسلم کی روایت جسمیں دنیا میں اونگلی ڈبو کر نکال
نے کی مثال دنیا کے حق میں فرمائی ہے یہ حدیثیں اور اوسی قسم کی حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا ایک
چند روزہ عارضی مقام ہے اسمیں مضبوط عمارتیں یا باغ لگا کر جو کوئی دنیا پر زیادہ گرویدہ ہوتا ہے تو یہ کام اللہ اور اللہ کے رسول
کو ہرگز پسند نہیں ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس کے صحیح قول کے موافق ریع کے معنے اونچی جگہ کے ہیں اسی مطلب کے
ادا کرنے کے لئے شاہ صاحب نے ریع کا ترجمہ ٹیلے کے لفظ سے کیا ہے قوم ہود کے قصہ کا حاصل یہ ہے کہ جب اپنی ا
کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں یاد دلا کر بے فائدہ عمارتیں بنانے سے اور آپس کے ظلم و زیادتی سے ہود علیہ السلام
نے منع کیا تو امت کے لوگوں نے سرکشی سے یہ جواب دیا کہ اے ہود تم ہمکو نصیحت کرو یا نہ کرو ہم تمہاری ایک نہ سنیں گے
اور پچھلے لوگوں کی عادت کے موافق عیش و عشرت سے اپنی زندگی بسر کریں گے اور جس عذاب سے تم ہر وقت ہمکو
ڈراتے ہو اوس سے ہم نہیں ڈرتے اس کے بعد سورہ ہود میں گزر چکا ہے کہ ایک سخت آندھی کے عذاب سے
قوم ہلاک ہوئی اوسیکو فرمایا کہ ایسی شہ زور قوم کا ہوا جیسی چیز سے ہلاک ہوجانا اللہ کی قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے
لیکن علم الٰہی میں جو لوگ گمراہ ٹھہر چکے ہیں وہ اللہ کی قدرت کی نشانیوں سے بالکل غافل ہیں جب تک اللہ کو منظور ہوتا ہے
یہ غافل لوگ غفلت سے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ اونکو پکڑتا ہے تو پھر برباد کر دیتا ہے صحیح بخاری و

حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے وہی حدیث قوم ہود کی مہلت اور ہلاکت کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل وہی ہے جو قوم نوح کے قصہ میں بیان کیا گیا ہے "

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

جھٹلایا ثمود نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا انکو انکے بھائی صالح نے کیا تمکو ڈر نہیں میں تم پاس پیغام لانیوالا ہوں معتبر

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَ

کیا چھوڑ دیں گے تمکو یہاں کی چیزوں میں نڈر باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جنکا گابھا ملائم ہے اور

تَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝

تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہ مانو حکم بیباک لوگوں کا

الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ

جو بگاڑ کرتے ہیں ملک میں اور سنوار نہیں کرتے بولے تجھپر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک

إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

منزل ۵

آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے کہا یہ اونٹنی ہے اسکو پانی پینے کی ایک باری اور

شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝

تمکو باری ایکدن کی مقرر اور نہ چھیڑیو اسکو بری طرح پھر پکڑے تمکو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالی وہ اونٹنی پھر کل کو رہ گئے

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ع ۸ / ۱۲

وہ پچھتاتے پھر پکڑا انکو عذاب نے البتہ اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنیوالا

حضرت نوح علیہ السلام سے سلسلہ شروع ہو کر یہ تیسرے پیغمبر حضرت صالح ہیں جو حضرت ہود کے بعد نبی ہوئے قوم ثمود ان کی امت کا نام ہے شروع میں صالح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو وہی نصیحت کی ہے جو نوح اور ہود علیہ السلام نے اپنی امت کو کی تھی اس امت کو بھی عمارات کا بڑا شوق تھا بلکہ قوم عاد سے بھی ان لوگوں کا شوق عمارت کے باب میں بڑھا ہوا تھا قوم عاد کے لوگ تو زمین پر ہی پختہ مکان اینٹ اور پتھر کے بناتے تھے یہ لوگ پہاڑوں میں مکان تراش تراش کر اون مکانوں میں رہتے تھے۔ صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے سورہ ہود میں روایتیں گزر چکی ہیں کہ تبوک کی لڑائی کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قوم کے اوجڑے ہوئے مکانات پر سے ہو کر گذرے تھے اور آپ نے صحابہ کو ان لوگوں کے مکانات کے اندر جانے سے منع فرمایا تھا۔ اور سوائے اونٹنی والے کنوئیں کے اور کسی پانی سے جن صحابہ نے آٹا گوندھا تھا یا کھانا پکایا تھا وہ آٹا اور کھانا آپ نے پھنکوا دیا اور فرمایا تھا کہ اس عذاب میں گرفتار

ہوئی قوم کے مکانات کو دیکھکر خدا سے ڈرنا چاہئے خدا سے کیا دور ہے کہ وہ اوروں کو بھی اسی طرح اپنے عذاب میں پکڑلیوے جب صالح علیہ السلام نے ان لوگوں کو عیش و آرام کی غفلت اور سرکش لوگوں کی عادتوں سے منع کیا تو اون لوگوں نے صالح علیہ السلام پر جادو کا اثر بتلایا اور اون سے کسی معجزے کی دکھانے کی خواہش کی اور صالح علیہ السلام نے اونٹنی کا معجزہ دکھایا جسکا پورا قصہ سورہ ہود میں گزر چکا ہے لیکن اس قوم کے لوگوں نے اونٹنی کا معجزہ دیکھکر بھی حضرت صالح کی فرمانبرداری قبول نہیں کی اور سرکشی سے اوس اونٹنی کو ہلاک کرڈالا تو ان لوگوں پر اسطرح عذاب آیا کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی اور زمین میں زلزلہ آیا اس صدمے سے ان لوگوں کے کلیجے پھٹگئے اور مرگئے قرآن شریف میں اس قوم کے عذاب کے ذکر میں اسیواسطے کہیں فقط زلزلہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور کہیں سخت آواز کا ابوجعفر ابن جریر اور معتبر مفسر علما نے اس بات کی صراحت اچھی طرح کردی ہے کہ اس قوم کا عذاب دونوں خیر ملکر تھا اس قوم میں سے چار ہزار آدمیوں کے قریب لوگ مسلمان بھی ہوئے باقی کے سرکش لوگ مسلمانوں سے جھگڑتے رہے اور حضرت صالح سے کہاکہ اگر تم سچے نبی ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ اسپر وہ عذاب آیا مسند امام احمد اور مستدرک حاکم میں حضرت جابرؓ سے معتبر روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تبوک کی لڑائی کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثمود کی بستی حجر سے گذرے تو آپ نے فرمایا اے لوگو انبیا سے معجزہ چاہنا اچھا نہیں ہے اس قوم ثمود نے اللہ کے نبی صالح سے معجزہ کی خواہش کی اور اونٹنی کا معجزہ دیکھکر بھی سرکشی سے باز نہ آئے آخر ہلاک ہوگئے حاصل کلام یہ ہے کہ یہ دونوں قومیں قوم عاد اور قوم ثمود جسطرح دنیا کی آرائش کی چیزیں باغ پختہ مکانات کے شوق اور حرص میں اپنی عمر گذارتی تھیں اسطرح کی آرائش دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے حق میں ناپسند فرمایا ہے معتبر سند سے ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت کے بعد مصعب بن عمیر صحابی ایک روز مدینہ منورہ کی مسجد میں آپکو اس حال میں نظر پڑے کہ اونکی چادر میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا مصعب بن عمیر کا یہ حال دیکھکر آپکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ نے فرمایا کہ دیکھو مکہ میں مصعب کسطرح راحت سے رہتے تھے اور اب اونکا کیا حال ہے پھر آپ نے فرمایا میری امت کے لوگوں کا اوسوقت کیا حال ہوگا کہ جب وہ دن میں کئی کئی پوشاکیں بدلیں گے اور طرح طرح کے کھانے کھاوینگے اور مکانوں کو بیت اللہ کی طرح آراستہ کریں گے صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت جب ہم لوگوں کو خوش حالی ہوجاویگی تو ہمکو اللہ کی عبادت کا اور حقداروں کے حق اداکرنیکا اچھا موقع ملے گا آپ نے فرمایا نہیں تم اس حالت سے اس حالت تنگی میں بہتر ہو یہ مصعب بن عمیر مہاجرین میں ہجرت سے پہلے مکہ میں بہت خوشحالی سے رہتے تھے ہجرت کے بعد تنگ حال ہوگئے کیونکہ انکا سب مال و اسباب مکہ میں رہگیا۔ صالح علیہ السلام نے اپنی امت کے لوگوں کو عیش و آرام کی غفلت سے بچنے کی جو نصیحت کی اوسکا حاصل یہ ہے کہ اے لوگو دنیا ناپائدار ہے اسلئے یہ باغ پانی کے چشمے کھیتیاں پکی ہوئی کھجوروں کے درخت پہاڑوں میں کے تراشے ہوئے تکلف کے مکان ہمیشہ دنیا میں رہنے والی چیزیں نہیں ہیں۔ سورہ النمل میں آویگا کہ ان لوگوں کا ایک گروہ بڑا سرکش تھا اوسی گروہ میں کے ایک شخص قدار بن سالف نے معجزہ کی اونٹنی کو ہلاک کیا اسیواسطے صالح علیہ السلام نے اپنی اس نصیحت میں امت کے باقی لوگوں کو اوس سرکش گروہ کی عادتوں سے منع کیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث جو اوپر گذرچکی ہے قوم ثمود کی مہلت اور ہلاکت

منزل ۵

کی وہی حدیث گویا تفسیر ہے اور حاصل اس تفسیر کا بھی وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ؎

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا انکو انکے بھائی لوط نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمکو پیغام لانیوالا ہوں

أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو . اور مانگتا نہیں تمسے اسپر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ

کیا دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو تمکو بنا دیں تمہارے رب نے تمہاری جورویں بلکہ تم لوگ ہو

قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ

حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط تو تو نکالا جاویگا کہا میں تمہارے کام سے البتہ

مِنَ الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا

بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجکو اور میرے گھر والونکو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں پھر بچا دیا ہمنے اسکو اور اسکے گھر والونکو سارے

فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝

مگر ایک بڑھیا رہی رہنے والوں میں پھر اکھاڑ مارا ہمنے ان دوسروں کو اور برسایا اُنپر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا اُن ڈرائے ہوؤں کا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

منزل ۵ ع ۹ ۱۴

یہ حضرت لوط اور ان کی امت کا قصہ ہے سورہ ہود میں اس قصے کی تفصیل گزر چکی ہے حاصل قصہ کا یہ ہے کہ حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے شام کے ملک کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ہجرت کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ انہوں نے بھی ہجرت کی سدوم ایک بستی شام کے نواح میں ہے وہاں کے یہ نبی ہوئے وہاں کے لوگوں نے نیا یہ گناہ ایجاد کیا تھا کہ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے بدفعلی کیا کرتے تھے مدت تک حضرت لوط نے ان لوگوں کو نصیحت کی مگر کچھ اثر نہ ہوا اور ایک شخص بھی ان میں سے راہ راست پر نہ آیا اسلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کو انسان کی صورت میں ان کے عذاب کے لئے بھیجا پہلے یہ تینوں فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو نہیں پہچانا اور مہمان سمجھکر ان کے لئے کھانا لائے جب انہوں نے کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم کو تعجب ہوا اس پر انہوں نے جتلایا کہ ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور لوط کی امت پر عذاب نازل ہونے کا حال بھی بیان کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس عذاب کے ٹل جانے کی سفارش کی ان فرشتوں نے جواب دیا کہ اللہ کا حکم نہیں ٹل سکتا پھر یہ فرشتے حضرت ابراہیم سے رخصت ہو کر سدوم گئے اور وہاں خوبصورت لڑکوں کی صورت بنگئے

دی
اور حضرت لوط کے گہر میں مہمان بن کر اوترے حضرت لوط کی بیوی نے قوم کے لوگوں کو اون خوبصورت نوعمر مہمانوں کی خبر اور وہ حضرت لوط کے گہر پر چڑہکر آئے جب اللہ کے فرشتوں نے حضرت لوط کو جتلایا کہ ہم خوبصورت لڑکوں کی صورت میں اللہ کے فرشتے ہیں تمہاری امت پر اللہ کا عذاب لیکر آئے ہیں تہوڑی رات رہے تم اس بستی سے نکل کر چلے جانا پیچہے پہر کر ہرگز نہ دیکہنا صبح کو ان لوگوں پر عذاب آوے گا اور تمہاری بی بی بہی ان لوگوں میں ملی ہوی ہے اسواسطے وہ بہی اس عذاب میں گرفتار ہوگی صبح کو اللہ کے حکم سے اوس بستی پر پتہروں کا مینہہ برسا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوس بستی کے زمین کے ٹکڑے کو اوٹہا کر اولٹ دیا اب وہاں کا پانی بہی استعمال کے قابل نہیں رہا خوبصورت لڑکوں کی خبر سنکر جب قوم کے لوگ حضرت لوط کے گہر پر چڑہکر آئے اوسیوقت حضرت لوط نے اپنی تنہائی پر افسوس کر کے یہ کہا تہا کہ کاشکے میرے رشتہ کے لوگ میرے ساتہہ ہوتے تو میں اون کی مدد سے امت کے لوگوں سے لڑتا حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جدا ہو کر سدوم میں نبی ہوگئے تہے اور تنہا وہاں رہتے تہے اسواسطے اونہوں نے اپنی تنہائی پر افسوس کیا معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہؓ سے جو روایت ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت لوط کے بعد اللہ تعالیٰ نے بغیر کنبہ کے لوگوں کے مدد کے کسی نبی کو اکیلا کسی بستی میں نہیں بہیجا تفسیر ابن مردویہ میں اس روایتہ کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اس روایتہ کے ثبوت میں حضرت شعیب کے قصہ کی یہ آیتہ پڑہا کرتے تہے ولولا رہطک لرجمناک مختصر طور سے ابوہریرہؓ کی یہ روایتہ صحیح بخاری میں بہی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضرت شعیب کی امت میں حضرت شعیب کے جو مخالف لوگ تہے وہ حضرت شعیب سے یوں کہا کرتے تہے کہ تمہارے کنبے کے لوگ نہ ہوتے تو اے شعیب ہم تمکو قتل کر ڈالتے - صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ابوموسےٰ اشعری کی حدیث جو اوپر گذر چکی قوم لوط کی مہلت اور ہلاکت کی وہی حدیث گویا تفسیر ہے "

كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

جہٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانیوالونکو جب کہا انکو شعیب نے کیا تمکو ڈر نہیں میں تمکو پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ

وَأَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَا أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ

سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تمسے اسپر کچہہ نیگ میرا نیگ ہے اوسی جہان کے صاحب پر پورا بہر دو ناپ

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

اور نہو نقصان دینے والے اور تولو سیدہی ترازو سے اور مت گہٹا دو لوگونکو انکی چیزیں

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِيْنَ ۝ قَالُوْا

اور مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے اور ڈرو اوس سے جسنے بنایا تمکو اور اگلی خلقت کو بولے

إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

تجہکو تو کسینے جادو کیا ہے اور تو بہی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جہوٹا ہے

منزل ۵

فَاَسۡقِطۡ عَلَیۡنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ؕ قَالَ رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿﴾

سو ڈے مار ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو

فَکَذَّبُوۡہُ فَاَخَذَہُمۡ عَذَابُ یَوۡمِ الظُّلَّۃِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ

پہر اسکو جھٹلایا پہر پکڑا انکو آفت نے سائبان والے دنکے بیشک وہ تہا عذاب بڑے دن کا البتہ اس بات

لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿﴾

میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

یہ حضرت شعیب اور اونکے امت کا قصہ ہے شروع میں شعیب علیہ السلام نے بہی اپنی امت کو جو نصیحت کی وہ انبیا کے موافق ہے تفسیر عکرمہ تفسیر قتادہ اور تفسیر سدی میں حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ دو امتوں کا نبی قرار دیا ہے اسلئے قرآن شریف میں اصحاب مدین کے ساتہہ اللہ تعالی نے حضرت شعیب کو اوس قوم کا بہائی فرمایا ہے اور اصحاب الایکہ کے ساتہہ بہائی نہیں فرمایا اور اصحاب مدین پر زلزلہ اور چنگہاڑ کے عذاب کا نازل ہونا فرمایا ہے اور اصحاب الایکہ پر آسمان سے انگارے برسنے کے عذاب کا نازل ہونا فرمایا ہے اور عذاب کی تین صورتیں زلزلہ اور چنگہاڑ اور انگاروں کا مینہ قرآن شریف میں دیکہکر بعضے مفسروں نے یہی لکہا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام تینوں امتوں کے نبی ہوئے ہیں لیکن جمہور مفسرین اس بات پر قایم ہیں کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی امت ہے مدین کے باہر پیڑ ہیں کا بن ہے اوسکو ایکہ فرمایا ہے یہ لوگ پیڑوں کو پوجتے تہے اسواسطے جہاں ان لوگوں کا نام پیڑوں کے پوجنے کا فرمایا ہے وہاں حضرت شعیب کو اونکا بہائی نہیں فرمایا ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رض کی روایت سے ایک حدیث بہی نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل مدین اور اہل ایکہ دو امتیں ہیں اور حضرت شعیب ان دونوں امتوں کے نبی مقرر ہوئے تہے حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اس حدیث کی سند پر اعتراض کیا ہے اور صحیح یہی بات قرار دی ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر کا قول ہے یہ حضرت شعیب کی امت کے لوگ پیڑونکو پوجتے تہے کم تولتے تہے راستہ لوٹتے تہے حضرت شعیب ایک مدت تک ان لوگوں کو نصیحت کرتے رہے لیکن یہ لوگ باز نہ آئے پہر ان پر اسطرح عذاب نازل ہوا کہ پہلے زلزلہ آیا اور سخت آواز آئی جسکے سبب سے گہبرا کر یہ لوگ اپنے گہروں سے نکلے گہروں کے باہر سات روز تک ان پر ایسی گرمی غالب ہوئی کہ کہیں انکو چین نہ تہا اتنے میں ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا پہلے ایک شخص انہیں کا اوس ابر کے نیچے گیا اور اوسنے اوس ابر کے نیچے ٹہنڈک پاکر اس ٹہنڈک کی اوروں کو خبر دی جب سب قوم کے لوگ اوس ابر کے نیچے جمع ہوگئے تو ابر میں سے انگارے برس کر سب ہلاک ہوگئے یہ حضرت شعیب نابینا تہے اون کی تقریر بہت اچہی تہی اسلئے اون کو خطیب الانبیا کہتے تہے جس امت میں جو کچہہ عیب تہا قرآن شریف میں اللہ تعالی نے اوسکو الگ الگ تفصیل سے بیان فرمایا ہے اہل مدین اور اہل ایکہ کے عیب علیحدہ علیحدہ بیان نہیں فرمائے اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں قومیں ایک ہی امت کے لوگ تہے اکثر مفسروں کے قول کے موافق یہ حضرت شعیب وہی ہیں جن کے پاس مصر سے حضرت موسی علیہ السلام گئے تہے اور جن کی ایک لڑکی سے

منزل ۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہوا اکثر مفسروں کے اس مشہور قول پر حافظ ابن کثیر نے جو اعتراض کیا ہے اوسکا ذکر سورہ ہود میں گزرچکا ہے اس امت پر طرح طرح کا عذاب جو نازل ہوا اوس کا سبب مفسرین نے لکھا ہے کہ اونہوں نے اپنے نبی سے طرح طرح کی بے ادبیاں کی تہیں چنانچہ یہ جو اونہوں نے کہا تہا کہ اے شعیب ہم تمکو اور تمہارے ساتھ کے مسلمانوں کو بستی سے نکال دیویں گے اوسکی سزا میں زلزلہ کے سبب سے خود یہ لوگ بستی سے نکلے اور یہ جو کہا تہا کہ اے شعیب کیا تمہاری نماز ہمکو ہمارے معبودوں کی عبادت سے روکتی اور منع کرتی ہے اس بکواس کی سزا میں جنگاڑ کا عذاب آیا جس سے یہ لوگ دم بخود ہو کر پھر بات بہی منہ سے بہی نہ نکال سکے اور یہ جو کہا تہا کہ اے شعیب اگر تم سچے نبی ہو تو عذاب کے طور پر آسمان کا ایک ٹکڑا ہمپر گرا دو اوسکی سزا میں وہ ابر آیا جس سے انگاروں کا مینہ برسا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰؓ اشعری کی حدیث جو اوپر گذرچکی ہے قوم شعیب کی مہلت اور ہلاکت کی بہی وہی حدیث گویا تفسیر ہے ان سب قصوں کے سنانے سے قریش کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز نہیں آئے وہ بدر کی لڑائی کے وقت دنیا اور عقبیٰ کے عذاب میں پکڑے گئے جس کا ذکر انس بن مالکؓ کی صحیح بخاری و مسلم کی روایتوں کے حوالہ سے ایک جگہ گزرچکا ہے تفسیر ضحاک میں یوم الظلہ کی تفسیر عذاب والے ابر کے دن کی ہے لیکن وہ ابر قوم شعیب پر سائبان کی طرح چھا گیا تہا اس واسطے شاہ صاحب نے یوم الظلہ کا ترجمہ سائبان والا دن کیا ہے اس سے زیادہ تفصیل قوم شعیب کے قصہ کی سورہ ہود میں گزرچکی ہے"

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ

اور یہ قرآن ہے اُتارا جہان کے صاحب کا لے اوترا ہے اُسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر

الْمُنْذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً

سنانیوالا کھلے عربی زبان سے اور یہ لکھا ہے پہلوں کی کتابوں میں کیا انکو نشانی نہیں ہوچکی یہ کہ

أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمٰٓؤُا بَنِيٓ إِسْرٰٓءِيلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ

اُسکی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے اور اگر اُتارتے ہم یہ کتاب اوپری زبان والے پر اور وہ اُسکو پڑھتا تو بہی

مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتّٰى

اُسکو یقین نہ لاتے اسیطرح پیٹھا دیا ہمنے اُسکو گنہگاروں کے دل میں وہ نہ مانیں گے اُسکو جب تک نہ

يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ۝

دیکھیں گے دکھ کی مار پھر آوے اُن پر اچانک اور اُنکو خبر نہو پھر کہنے لگیں کچھ بہی ہمکو فرصت ملے

حکم الٰہی کی مخالفت کے سبب سے پہلی چند قومیں جو ہلاک ہوئیں اون کے ذکر کے بعد قریش کو قرآن کی مخالفت سے ڈرانے کے لئے ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن اللہ رب العالمین نے تم پر اوتارا ہے اور جبرئیل علیہ السلام اوسکو لیکر اوترے ہیں جو بڑے معتبر فرشتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ و سدی کا یہ قول ہے کہ روح الامین سے یہاں حضرت

جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ عزت والے فرشتے نے قرآن کو اوتارا ہے جو خدا کے نزدیک معتبر ہے اوسنے قرآن میں
کچھ بڑھایا گھٹایا نہیں ہے جوں کا توں ہے اور یہ قرآن اس واسطے اوتارا ہے کہ ڈرا دے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اوسکو
کہ جس نے حکم الٰہی کو جھٹلایا اور اوسکا خلاف کیا پھر فرمایا اوتارا قرآن شریف کو عربی زبان میں جو نہایت فصیح ہے اور اس قرآن
شریف کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے پھر فرمایا مکہ کے کافروں کو کیا یہ گواہی کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے عالم اس قرآن
شریف کو اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں جنکو وہ رات دن پڑھا کرتے ہیں پھر قریش کے سخت نافرمان ہونیکا ذکر فرمایا کہ اگر قرآن
شریف کو ہم کسی ایسے آدمی پر نازل کرتے کہ جسکی زبان عربی نہ ہوتی اور وہ انکے سامنے قرآن پڑھتا تو بھی یہ کافر مکہ اوسپر ایمان نہ
لاتے اب آگے فرمایا کہ اسیطرح کے جھٹلانے پر مجرموں کے دل مائل ہوگئے ہیں اسلئے یہ لوگ حق بات کو اوس وقت تک نہیں
لاتے جبتک دیکھیں عذاب دردناک اور جب دیکھینگے عذاب تو اوسوقت اونکا عذر کچھ فائدہ نہ دیگا بلکہ خدا کا عذاب اون
پر اچانک آجاویگا کہ اونکو خبر بھی نہ ہوگی پھر اوسوقت کہیں گے کہ اگر تھوڑی سی بھی ہمکو مہلت دیجاوے تو ہم اللہ تعالیٰ کی فرمان
برداری اور بندگی کرلیں جیسا کہ سورہ ابراہیم میں فرمایا وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الی اجل
قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ہر کافر جب خدا کا عذاب دیکھیگا تو بہت پچھتاویگا اور اوس پچھتاوے
کے وقت حکم الٰہی کے ماننے اور اللہ کے رسولوں کی فرمانبرداری کرنے کی تمنا کریگا لیکن وہ بے محل پچھتانا اوسکے کچھ کام نہ آویگا
کیونکہ انتظام الٰہی کے موافق دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے ایسے بے بسی کے وقت وہ امتحان کا موقع باقی
نہیں رہتا چنانچہ سورہ یونس میں گزر چکا ہے کہ ڈوبنے کے وقت فرعون نے راہ راست پر آنیکا اقرار کیا اور اوسکا وہ اقرار
بے محل قرار پایا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کو اوسوقت
تک نیک عمل کی کوشش کرنی چاہئے کہ موت بالکل سامنے نہ آجاوے یا مثلاً سورج مغرب سے نہ نکلے حاصل یہ ہے کہ سورہ
یونس کا فرعون کا قصہ اور حدیث بے بسی کے وقت کے نیک عمل کے قبول نہ ہونے کی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسی بے
بسی وقت پر شریعت کا کوئی حکم انسان کے ذمہ باقی نہیں رہتا اسواسطے اوسوقت کا کوئی نیک کام مقبول نہیں سورہ بقر میں گذر
چکا ہے کہ جو اوصاف دین محمدی کے قرآن میں ہیں وہی اوصاف پہلی کتابوں میں تفصیل سے تھے اسلئے اہل کتاب نبی
آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح پہچانتے تھے جسطرح اپنی اولاد کو پہچانتے تھے غرض سورہ بقر کی آیۃ الذین آتیناھم
الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم آیۃ دواتہ تقی زبر الدولین کی گویا تفسیر ہے علماء بنی اسرائیل سے مطلب عبداللہ بن سلام ابن
یامین اور ثعلبہ اور اسد اسید ہیں جنہوں نے قرآن کو کتاب آسمانی جانا اور اسلام اختیار کیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں یعلیٰؓ بن امیہ کا جو
قصہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ یعلیٰؓ بن امیہ حضرت عمرؓ سے کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جسوقت وحی نازل ہوتی
ہے اوسوقت کی آپکی حالت کبھی مجھکو دکھاؤ یعلیٰ بن امیہ کی اس خواہش کے موافق سنہ میں جعرانہ مقام کی وحی کی حالت
جو حضرت عمرؓ نے یعلیٰ بن امیہ کو دکھائی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر وحی کا ایسا اثر پڑا تھا کہ اوسوقت آپکی

دل پر جو اثر پڑا کرتا تھا اوس غش کی سی ہو گئی تھی حاصل کلام یہ ہے کہ وحی کے نازل ہونیکے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر جو اثر پڑا کرتا تھا اوس کے جتلانے کے لئے ان آیتوں میں علیٰ قلبک کا لفظ فرمایا ہے مشرکین مکہ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان بھی عربی ہے اور قرآن بھی عربی میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بنا لیتے ہیں اس کے جواب میں فرمایا کہ قرآن عربی زبان میں اس لئے اوتارا گیا ہے کہ اسکا مطلب ان لوگوں کی سمجھ میں آجاوے لیکن جن لوگوں کے دل میں علم الٰہی کے موافق اصلی گمراہی لکھی ہوئی ہے وہ لوگ کسی دوسری زبان کا قرآن سنکر بھی راہ راست پر آنے والے نہیں چنانچہ سورہ انعام میں گزر چکا ہے کہ ان ازلی گمراہوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان سے فرشتے اوتر آویں یا زمین میں کے مردے قبروں میں سے اوٹھکر ان کو سمجھاویں جب بھی یہ ازلی گمراہ راہ راست پر نہ آویں گے“

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ أَفَرَءَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝

کیا ہماری مار جلد مانگتے ہیں بھلا دیکھ تو اگر برتنے دیا ہمنے انکو کئی برس پھر پہنچا انپر جسکا انسے وعدہ تھا کیا کام آوے گا انکے جتنا برتتے رہے

جس طرح اور امتوں کے لوگوں نے اپنے انبیا سے یہ کہا تھا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو ہمپر عذاب لے آؤ اسی طرح قریش نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اگر یہ قرآن سچ ہو اور ہم اس پر ایمان نہ لاتے ہوں تو ہمپر آسمان سے پتھر برسیں یا اور کوئی عذاب آجاوے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں پچھلی امتوں کے سرکش لوگوں پر طرح طرح کے عذاب آجانے اور اون کے ہلاک ہو جانے کا ذکر فرماکر اس آیت میں قریش میں نضر بن حارث اور ابوجہل کی عذاب کی دعا کا یہ جواب دیا ہے کہ اب تو دنیا کی فارغ البالی کی سبب سے اترا کے ان لوگوں کو یہ سرکشی سوجھی ہے کہ خواہشیں کرکے عذاب کی دعائیں مانگتے ہیں پہلی امتوں کی طرح دنیا میں ہی یا اگر دنیا میں ہی یا اگر دنیا چند روزہ گزر گئی تو آخرت میں جسوقت عذاب الٰہی کی مصیبت ان کے سر پر آن پڑے گی تو وہ ایسی مصیبت ہے کہ یہ دنیا کا چند روزہ عیش و آرام جس کے سبب سے آج یہ لوگ اترا رہے ہیں اونکو ذرا یاد بھی نہ رہیگا مصیبت ہی مصیبت پکاریں گے مسلم کی روایت کی حضرت انسؓ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بڑے بڑے عیش و آرام میں دنیا بسر کرنے والوں کو دوزخ میں ڈالتے ہی جب اون سے فرشتے پوچھیں گے کہ کبھی دنیا میں تمنے کچھ راحت دیکھی تھی تو اوس تکلیف کے آگے دنیا کی سب راحت بھول کر وہ قسم کھا کر یہی جواب دیں گے کہ ہمنے کبھی راحت کی صورت بھی نہیں دیکھی یہ حدیث ان آیتوں کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اب تو دنیا کی فارغ البالی کے نشہ میں یہ لوگ عذاب کی خواہش کرتے ہیں لیکن جب عذاب میں گرفتار ہو جاویں گے تو دنیا کی یہ چند روزہ فارغ البالی ان کو یاد بھی نہ رہے گی“

وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ۝ ذِكْرَىٰ تف وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ وَمَا

اور کوئی بستی نہیں کھپائی ہمنے جسکو نہ تھے ڈر سنانیوالے یاد دلانیکو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا اور نہیں

تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ۝ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝

لے اترے شیطان اور اُنسے بن نہ آئے اور وہ کر نہ سکیں انکو تو سننے کی جگہ سے کنارہ کر دیا ہے

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝

سو تومت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر تو پڑے عذاب میں

یہ آیۃ مثل بنی اسرائیل کی آیۃ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بغیر رسول بھیجے اور سمجھائے خدا عذاب نہیں کرتا جیسا کہ سورۃ القصص میں فرمایا وماکان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امہا رسولا یتلو علیہم آیٰتنا وماکنا مہلکی القریٰ الا واہلہا ظٰلمون جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم نہیں کھپاتے بستیوں کو مگر جب رسولوں کے بھیجنے کے بعد بستی والے ظلم کرتے ہیں غرض برے عمل عذاب کا سبب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے پھر فرمایا قرآن شریف میں جو نیک باتیں ہیں وہ کام شیطان کا نہیں ہے اور شیاطین تو قرآن شریف کے اترنے کے وقت اوسکے سننے سے دور اور کنارے ہوتے ہیں کسلئے کہ جب تک قرآن شریف نازل ہوتا رہا آسمان پر چوکیداروں کا پہرا رہا شیطان ایک حرف نہ چرا سکے تاکہ قرآن میں شیاطینوں کا دخل نہ ہو اور یہ اللہ کی بڑی مہربانی اور پاسبانی ہے شرع شریف کی چنانچہ سورہ جن میں جنات کا قول آویگا وانا لمسنا السماء فوجدنٰہا ملئت حرسا شدیدا وشہبا وانا کنا نقعد منہا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شہابا رصدا جسکا مطلب یہ ہے کہ جنات پہلے تو آسمان کی باتیں سننے کو بعض جگہوں پر بیٹھ جاتے تھے لیکن اب تو آسمان پر بڑی چوکسی ہے جگہ جگہ انگارے برسائے جاتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف اللہ کے ہاں سے معتبر فرشتہ کی معرفت اس بڑے انتظام کے ساتھ اترا ہے اس کے بعد حکم کیا اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نہ پکار خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو کیونکہ وہ اکیلا ہے وحدہٗ لاشریک کوئی اوسکا ساجھی نہیں اگر کوئی خدا کے ساتھ کسی کو شریک کریگا تو اللہ تعالیٰ اوسکو عذاب کریگا اگرچہ یہ آخری آیۃ کا ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر اصل میں امت کے لوگوں کو اسمیں شرک کی برائی جتلائی گئی ہے کہ بالفرض اگر کوئی رسول بھی شرک کر بیٹھے تو عذاب میں پکڑا جاوے پھر امت کے لوگ کس گنتی میں ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ اور عبد اللہ بن مسعود کی روایتیں ایک جگہ گذر چکیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انجانی کے عذر کا رفع کر دینا بہت پسند ہے اسیواسطے اوسنے ہر ایک بستی میں رسول بھیجے یہ حدیث الا لہا منذرون کی گویا تفسیر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پر حرام ٹھیرالیا ہے۔ یہ حدیث وماکنا ظالمین کی گویا تفسیر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے زمانہ میں بہ نسبت پہلے کے آسمان پر حفاظت کا انتظام زیادہ ہو گیا تھا اس لئے جو جنات اس سے پہلے آسمان پر کی باتیں چوری سے سن آیا کرتے تھے اور کاہن لوگوں سے وہ باتیں کہکر اونہیں اپنا معتقد بنایا کرتے تھے اون جنات کو اس نئے انتظام کی بڑی جستجو ہوئی اور جنات کی ٹکڑیاں ہر طرف پھرتی تھیں ایک دفعہ انکی ایک ٹکڑی نے مکہ اور طائف کے درمیان میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صبح کی نماز میں

منزل ۵

قرآن شریف پڑھتے ہوئے سنا اور سمجھ گئے کہ اس کلام کی حفاظت کے لئے آسمان پر کسی زیادہ ہوتی ہے اور اس بات کے سمجھ جانے کے بعد وہ جنات دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے سورہ جن میں اسکی تفصیل زیادہ آوے گی حاصل کلام یہ ہے کہ سورہ جن کی آیتیں اور یہ حدیث انہم عن السمع لمعزولون کی گویا تفسیر ہے ۱۲

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝

اور ڈر سنادے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو

موضح القرآن میں جو ذکر ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے کنبے والوں کو نام لیکر خاص طور سے اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور قریش کو ایک قبیلہ کا نام لیکر ڈرایا یہ روایت صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عباس سے آئی ہے اور بعضے مفسروں نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ صفا پہاڑ پر چڑھکر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عذاب الٰہی سے ڈرانے کا قصہ ہجرت سے پہلے کا مکہ کا ایک قصہ ہے اور حضرت ابوہریرہؓ ہجرت کے بعد مدینہ میں اسلام لائے ہیں اسیطرح عبداللہؓ بن عباس کو ہجرت کے بعد روایتہ کرنے کے قابل ہوش آیا ہے ہجرت سے پہلے وہ بالکل بچے تھے پھر یہ مکہ کے قصہ کی روایت حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے کیونکر ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے کہ اور صحابیوں نے جو ہجرت سے پہلے روایت کرنے کے قابل تھے اس قصہ کو دیکھا ہے اور اون صحابیوں سے اس قصہ کو سنکر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عباس نے مدینہ میں اوسے روایت کے طور پر بیان کیا ہے اسی طرح کی روایت کو محدثین مراسیل صحابہ کہتے ہیں اور روایت کا مقبول طریقہ ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں امام بخاری پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیت کی روایت میں ایک آیت کا ٹکڑا ومنہم المخلصین اور ہے جسکی تلاوت اب منسوخ ہے اوس ٹکڑے کو امام بخاری نے روایت نہیں کیا اسکا جواب بھی حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں دیا ہے کہ سورہ تبت کی تفسیر میں امام بخاری نے ساری روایت بیان کی ہے اوسمیں یہ آیت کا ٹکڑا بھی موجود ہے اس سورہ کی تفسیر میں امام بخاری نے اوس آیت کے ٹکڑے کو جو چھوڑ دیا ہے اوسکا سبب امام بخاری کی اس عادت کے موافق ہے کہ وہ ایک روایت کو کتاب بھر میں ایک جگہ پوری بیان کرکے پھر اور جگہ اوس روایت کا فقط ایک ٹکڑہ بیان کر دیتے ہیں اس روایت کا بھی وہی حال ہے امام نووی نے شاید سورہ تبت کو صحیح بخاری میں خیال نہیں کیا اس لئے انھوں نے شرح صحیح مسلم میں وہ اعتراض کیا ہے ۱۲

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ

اور اپنے بازو نیچے رکھ اُنکے واسطے جو تیرے ساتھ ہوں ایمان والے پھر اگر تیرا بیحکمی کریں تو کہدے میں الگ ہوا

مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي

تمہارے کام سے اور بھروسا کر اُس زبردست رحم والے پر جو دیکھتا ہے تجکو جب تو اٹھتا ہے اور تیرا پھرنا

السّٰجِدِیْنَ ○ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ ○ تَنَزَّلُ
نمازیوں میں وہ جو ہے وہی ہے سنتا جانتا میں بتاؤں تمکو کسپر اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں
عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ○ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○ وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○
ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی بات اور بہت اُنمیں جھوٹے ہیں اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں

اور پر رشتہ داروں کو ڈرسنانے کا حکم تہا اب فرمایا بازو جہکادے اون کے لئے جو تیرے ساتہہ ہوں ایماندار مطلب یہ ہے کہ ایمان والے خواہ اپنے رشتہ دار ہوں یا نہوں اون کے ساتہہ تو شفقت سے رہ اور جو تیری نافرمانی کرے وہ کوئی کیوں نہو اوس سے جدا ہو اور کہہ کہ میں بیزار ہوں تمہاری حرکتوں سے اور بہروسہ کر اوس زبردست رحم والے پر جو تجھکو دیکھتا ہے جب تو تہجد کو اوٹھتا ہے اور پہرتا ہے سجدہ کرنے والوں میں اون کی خبر کہ غافل ہیں یا یاد الٰہی میں مشغول ہیں بیشک وہ پروردگار ہر ایک بات کو سنتا جانتا ہی مطلب یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے جب تم صحابہ کے ساتہہ فرض نماز پڑہتے ہو تو اوس نماز کا رکوع سجود اور تمہارا تہجد کے وقت کا اوٹہنا اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے اور اے رسول اللہ کے جب اللہ تعالیٰ تمہارے ذرا ذرا حال سے خبردار اور واقف ہے تو ہر حال میں تمکو اوسی پر بہروسہ کرنا چاہئے صحیح بخاری و مسلم میں انس رضہ بن مالک سے روایت ہے جسمیں انس رضہ کہتے ہیں کہ دس برس تک میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا لیکن کبہی آپ دنیا کی باتوں میں مصروف نہ ہوے مسلمانوں سے شفقت کے ساتہہ پیش آنے کا حکم جو ان آیتوں میں ہے اوسکی تعمیل کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضہ سے جو روایت ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ تصویروں کا پردہ دیکہکر آنحضرت کو غصہ آگیا تہا ان آیتوں میں خلاف شرع بات پر بیزاری کا جو حکم ہے اوسکی تعمیل کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے صحیح بخاری میں جابر رضہ بن عبداللہ کی روایت سے جو قصہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے میں ایک شخص نے ننگی تلوار کہینچ کر آپ سے پوچہا تہا کہ آپکو میرے حملہ سے اب کون بچاوے گا تو آپ نے فرمایا مجہکو اللہ بچاوے گا اللہ پر بہروسہ کرنے کا جو حکم ان آیتوں میں ہے یہ حدیث اوسکی تعمیل کی تفسیر ہے پہر فرمایا کہ بتاؤں تمکو کس پر شیطان اوترتے ہیں وہ ہر ایک جہوٹے گنہگار پر اوترتے ہیں جو کاہن کہلاتے ہیں وہ لوگ کسی شیطان سے نذر و نیاز سے پیش آکر اوسکو اپنا دوست بناتے ہیں اسلئے وہ شیطان اونکی خاطر سے ملائکہ کی گفتگو سننے کو آسمان پر جاتا ہے تو وہ فرشتے اوسکو انگارے مارتے ہیں اسپر بہی ایک دو بات اوسکے کان میں پڑگئی تو اوس نے اپنے دوست سے آکر کہدی اور اوسنے لوگوں سے کہدی لوگ اوس کے قائل ہوگئے پہر ایک دو بات جو ملائکہ سے سنی تہی چار پانچ باتیں اپنی طرف سے اونمیں اور جوڑ دیں پہر آخر کو وہ جہوٹ پڑیں یا سچ ہوئیں شیطان نیکوں سے ناخوش ہے کیونکہ وہ اوسکو برا جانتے ہیں ہاں جہوٹے آدمیوں سے شیطان خوش ہے کہ وہ اوسکی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں اور جہوٹے شاعروں کی بات پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بہکے ہوے گمراہ ہیں صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ کچہہ آدمیوں نے پیغمبر صلعم سے کاہن لوگوں کا حال دریافت کیا آپنے فرمایا اون باتوں کا کچہہ اعتبار نہیں لوگوں نے عرض کیا وہ جو کچہہ کہتے ہیں

منزل ۵

توکبہی سچ بہی ہوتاہے آپنے فرمایا یہ ایک بات سچی ہوتی ہے جسکو وہ آسمان پر کی باتوں سے لیلیاہے لیکن پہر جنات اور کاہن لوگ اوسمیں سو جھوٹ ملا دیتے ہیں یلقون السمع واکثرہم کاذبون کا یہی مطلب ہے کہ وہ شیطان آسمان پر کی چرائی ہوئی اوراچکی ہوئی جس بات کو کاہنوں سے کہتاہے فقط وہ بات توسچی نکلتی ہے اور باقی سب جھوٹ علی ابن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت والشعراء یتبعہم الغاوٗن کی تفسیر میں بیان کیاہے کہ شعراسے وہ کافر شاعر مراد ہیں جو جھوٹی تعریف اور مذمت میں دفتر کے دفتر سیاہ کرتے ہیں اور قبیلے کے مشرک لوگ اون جھوٹی باتوں کا اور مسلمانوں کی ہجو کا چرچہ آپسمیں پہیلاتے ہیں جسطرح کاہنوں کو شیاطین جھوٹی باتوں میں مدد دیتے ہیں اسی طرح مشرک شاعروں کو بہی اسلام کی ہجو اور بتوں کی تعریف میں طرح طرح کے مضمون وسوسہ کے طورپر سوجہاتے تہے اس لئے شیاطینوں کے ذکر کے ساتھہ کاہنوں اور شاعروں دونوں کا ذکر فرمایا جو اسلام سے پہلے مشرکوں کو آئندہ کی جھوٹی سچی خبریں تبلایاکرتے تہے اون کو کاہن کہتے تہے قتادہ نے افاک اثیم کی تفسیر کاہن بیان کی ہے مشرکین مکہ قرآن کی غیب کی باتوں کو کاہنوں کی سی خبریں اور قرآن کی فصاحت کو شاعرانہ فصاحت جانتے تہے اسلئے شروع رکوع میں قرآن شریف کا ذکر فرماکر ان آیتوں میں کاہنوں اور شاعروں کا ذکر فرمایا تاکہ مشرکین مکہ کو قرآن شریف کی حالت اور کاہنوں شاعروں کی باتوں کی حالت اچھی طرح معلوم ہوجاوے"

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تونے نہیں دیکہا کہ وہ میدان میں سرمارتے پہرتے ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر جو یقین لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

اور کیں نیکیاں اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلا لیا اُس پیچہے کہ انپر ظلم ہوا

معتبر سند سے اوب مفرد بخاری مستدرک حاکم تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں جو شان نزول ان آیتوں کی حضرت عبد اللہ ابن عباس وغیرہ کی روایت سے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ عرب میں دو قبیلوں کے لوگوں میں کچھہ مخالفت ہوجاتی تہی توایک شاعر ایک قبیلہ کی طرف ہوجاتاتہا اور دوسرا شاعر دوسرے قبیلہ کی طرف اور ہجو کے قصیدے دونوں طرف سے ہواکرتے تہے اور جس طرح اس زمانہ کے شاعر فارسی اور اردو میں فرضی اور جھوٹے مضمون باندھتے ہیں اوسی طرح ایک طرف کا شاعر دوسری طرف کے لوگوں کی صحیح اور غلط ہجو کیاکرتاتہا اور قبیلہ کے لوگ اپنی طرف والے شاعر کے ساتھی بن جایاکرتے تہے جب اللہ تعالی نے اسطرح کے شاعروں کی مذمت نازل فرمائی توحسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیاکہ حضرت ہم لوگ بہی شاعر ہیں ہم سے بہی اللہ تعالی ناخوش ہوگا اوس پر اللہ تعالی نے آخر کا حصہ ان آیتوں کا نازل فرمایا اور مستثنٰی کے طورپر فرمادیاکہ مسلمانوں میں کے یہ شاعر لوگ جو اسلام کی ہجو کا جواب دیتے ہیں اور اسلام کی مدح میں سچے مضمون باندھتے ہیں اون سے اللہ تعالی ناخوش نہیں ہے شعر کا شریعت میں اب بہی یہی حکم ہے جھوٹے مضمون کے شعروں کو جسطرح شاعر لوگ خال وخط کی جھوٹی تعریف

میں دفتر کے دفتر سیاہ کرتے ہیں اور ہر طرح کے مضمون اور قافیہ کی تلاش میں ایسے سرگرداں رہتے ہیں جیسے جنگل میں کوئی راستہ بھولا ہوا آدمی بھٹکتا پھرتا ہے اسی طرح کے شعروں کو آپ نے صحیحین کی ابوہریرہؓ کی روایت میں فرمایا ہے کہ اس طرح کے مضمون دل میں رکھنے سے پیپ لہو پیٹ میں بھرا بہتر ہے اور سچے مضمون حمد و ثنا اور نصیحت دینی کے شعروں کو صحیح بخاری کی ابی ابن کعب اور ابو داؤد کی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت میں آپ نے فرمایا کہ ہے یہ حکمت آمیز کلام ہے وانتصروا من بعد ما ظلموا کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس نے اہل اسلام کے ہجو کے جواب کی فرمائی ہے صحیح بخاری و مسلم میں براءؓ ابن العازب کی جو حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم مشرکوں کے شعروں کا جواب دو جبرائیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے تمہاری مدد کو موجود ہیں اس حدیث سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

اور اب معلوم کریں گے ظلم کرنیوالے کس کروٹ اولٹے ہیں

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اور صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایتیں ہیں جنمیں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بچو ظلم سے کسواسطے کہ ظلم قیامت کے روز اندھیریاں ہیں مطلب یہ ہے کہ ظلم کے باعث سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا اس آیت میں قتادہ کے قول کے موافق ظالموں سے مراد گمراہ شاعر ہیں جن کا ذکر اوپر گذرا کہ وہ جرم شرک کے علاوہ اسلام اور اہل اسلام کی ہجو بھی کیا کرتے تھے اس لئے اونکا بڑا جرم تو شرک تھا اور دوسرا ظلم یہ بھی تھا کہ وہ شرک کو حق اور اسلام کو ناحق سمجھکر اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتے تھے اسواسطے ایسے لوگوں کو حق اللہ اور حق العباد دونوں طرح کے جرموں کی سزا قیامت کے دن ہوگی حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی روایتیں ای منقلب ینقلبون کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے لوگ دنیا میں اگر اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو قیامت کے دن اونکو معلوم ہو جاوے گا کہ دوزخ کی سیاہ آگ کے اوپر تلے کے سات اندھیرے درجوں میں سے کون سی اندھیری در اندھیری کوٹھری اور کیا کیا عذاب اون کے نصیب میں ہے معتبر سند سے ترمذی موطا امام مالک اور شعب الایمان بیہقی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ دوزخ کی آگ اندھیری رات کی جیسی کالی ہے معتبر سند سے تفسیر ابن کثیر میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ دوزخ کے سات طبقے اوپر تلے ہیں سلف کا قول ہے کہ جن مشرک ظالموں کا ذکر آیت میں ہے ایسے لوگ دوزخ کے چھٹے طبقے میں جھونکے جاویں گے اس سے یہ مطلب سمجھ میں آسکتا ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ دوزخ کی کالی آگ کی پانچ اندھیروں کے بعد چھٹے طبقہ کی اندھیری میں ہوں گے۔

منزل

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

تمام مفسرین کے نزدیک سورہ النمل مکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ لا الَّذِيْنَ

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی سوجھ اور خوشخبری ایمان والوں کو جو کھڑی

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ پچھلا گھر یقین جانتے ہیں جو لوگ نہیں مانتے

بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

آخرت کو انکو بھلے دکھائے ہیں ہمنے انکے کام سو وہ بہکے پھرتے ہیں وہی ہیں جنکو بری طرح کی مار ہے

سورتوں کے شروع میں جو حروف مقطعات ہیں انکا حال مفصل طور سے سورہ بقر کے شروع میں بیان ہو چکا آیات لفظ تلک سے یہ سورۃ اور تمام قرآن کی آیتیں مقصود ہیں اور مبین کے معنی واضح اور ظاہر کے ہیں اور دوسری آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے اوسی کو ہدایت اور بشارت ہوتی ہے جس نے قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا یقین کیا اور اسپر ایمان لایا اور جو احکام اوسمیں ہیں اونپر عمل کیا فرض نماز پڑہے زکوٰۃ دے اور آخرت کو سچا جانا کہ مرنیکے بعد زندہ ہونا ہے اور نیکی بدی پر جزا و سزا ضرور ملے گی اور جنت اور دوزخ حق ہیں جیساکہ سورہ حم السجدہ میں فرمایا قل ہو للذین آمنوا ہدی وشفاء والذین لا یومنون فی اذانہم وقر وہو علیہم عمی اولٰئک ینادون من مکان بعید جسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان داروں کو قرآن سے سوجھ ہے اور اوس کا دفعیہ اور جو ایمان نہیں لاتے اونکے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اونکو اندہاپن ہے اونکی مثال ایسی جیسے کسیکو دور سے بلایا جاوے اور وہ نہ سنے غرض اسی قسم کی اور آیتیں ہیں پھر فرمایا جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اونکو اچہا کر دکھایا اونکے عملوں کو اسلئے وہ سرگرداں ہیں اپنی گمراہی میں اور یہ سزا ہے اونکو آخرت کے جھٹلانے کی جیساکہ سورۃ الانعام میں فرمایا ونقلب افئدتہم وابصارہم کما لم یومنوا بہ اول مرۃ ونذرہم فی طغیانہم یعمہون جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے ارادہ سے راہ راست پر نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ اونکو اونکی حالت پر چھوڑ دیتا ہے اسواسطے نہ ایسے لوگوں کے دل پر نیک بات کا اثر پڑتا ہے نہ وہ آنکھوں سے اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھتے ہیں پھر فرمایا یہ لوگ ہیں جنکے لئے بری مار ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے یہ حدیث ہدی وبشری للمومنین کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی نصیحت سے اچھے ایماندار لوگ نفع حاصل کرتے ہیں اور بد لوگوں کے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی ہے

رائگاں ہے جسطرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگاں جاتا ہے نیک عمل کے قبول ہونے میں عقبیٰ کے ثواب کی نیت اور دنیا کے دکھاوے سے بچنا ضرور ہے اسلئے نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ عقبیٰ کے یقین کا ذکر فرمایا رمضان کے روزے اور حج ہجرت کے بعد فرض ہوئے ہیں اسواسطے ان مکی آیتوں میں فقط نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے جو علما اسکے قائل ہیں کہ زکوٰۃ کا حکم تو مکہ میں نازل ہوا ہے اور اوسکے وصول کا انتظام ہجرت کے بعد جاری ہوا ہے ان کی آیتوں سے اونکے قول کی تائید ہوتی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ علم الٰہی میں بدقرار پاچکے ہیں اونکی نشانی یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو دنیا میں برے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں - یہ حدیث زینا لھم اعمالھم کی گویا تفسیر ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ برے کاموں کو اچھا جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اونہیں اونکی حالت پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ مجبور کر کے کسیکو راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے کسلئے کہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے کسی کے مجبور کرنے کے لئے نہیں پیدا کی گئی سوء العذاب سے مقصود دنیا کا عذاب ہے جیسے مثلاً مکہ کا قحط جسکا ذکر صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گذر چکا ہے کیونکہ آخرت کے عذاب کا ذکر اسی آیۃ میں جدا آیا ہے "

وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ○

اور آخرت میں وہی ہیں خراب

جو لوگ عاقبت میں اپنی دنیا کی زیست سے نفع اوٹھاوینگے اور جو لوگ عاقبت میں ٹوٹا پاوینگے اونکی نشانی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کئی جگہ فرمائی ہے چنانچہ سورہ صف اور سورہ منافقون میں مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے جو اس نشانی کو سمجھایا ہے اوس مثال سے یہ نشانی خوب اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے حاصل اوس مثال کا یہ ہے کہ دنیا ایک تجارت کا بازار ہے اللہ کی مرضی اور نامرضی کی چیزیں اوس بازار میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ادن اچھی بری چیزوں کی تفصیل تبلادی ہے جس شخص نے اس بازار میں کی اچھی چیزوں کو اختیار کیا اوسی نے تجارت میں نفع پایا اور جس نے بری چیزوں کو اختیار کیا اوس نے ٹوٹا پایا اور خراب ہوا معتبر سند سے ابن ماجہ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے ایک ٹھکانا جنت میں اور ایک ٹھکانا دوزخ میں بنایا ہے قیامت کے دن جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پاویں گے ادن کے نام کی جنت کی خالی جگہ جنتیوں کو ملجاویگی یہ حدیث وھم فی الآخرۃ ھم الاخسرون کی گویا تفسیر ہے جس سے ایسے لوگوں کے ٹوٹے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اونکے نام کے جنت کے مکان باغ سب کچھ اونکے ہاتھ سے جاتا رہیگا "

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ○ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا

اور تجکو تو قرآن ملتا ہے ایک حکمت والے خبردار سے جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوںکو میںنے دیکھی ہے آگ

سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ○ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ

اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم تاپو پھر جب پہونچا اوس پر آواز ہوئی

أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ

کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ میں ہے اور جو اسکے آس پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ جو صاحب سارے جہان کا اے موسیٰ وہ میں اللہ ہوں

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ

زبردست حکمتوں والا اور تو ڈالدے لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اُسکو ہلتا جیسے سانپ کی سی شتک پھر بیٹھ دیکر اور پیچھے

يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ

نہ دیکھا اے موسیٰ ڈر نہ کھا جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے رسول مگر جسنے زیادتی کی پھر بدل کر نیکی برائی کے پیچھے تو میں

فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

بخشنے والا مہربان ہوں اور ڈالدے ہاتھ اپنا گریبان میں کہ نکلے چٹا نہ کچھ برائی سے یہ ملکر نو نشانیاں ہیں فرعون

وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ

اور اُسکے قوم کی طرف بیشک وہ تھے لوگ بحکم پھر جب پہونچیں اُن پاس ہماری نشانیاں سجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

مشرکین مکہ قرآن کو انسان کا کلام کہتے تھے اس لئے فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے تو قرآن ایسے صاحب حکمت سے پایا ہے جو حکمت ر
ہے اپنے حکموں میں اور خبردار ہے تمام امور میں اب آگے حضرت موسیٰ کا قصہ بیان فرمایا کس طور سے اونکو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے
انتخاب کرلیا اور اون سے باتیں کیں اور اونکو بڑی بڑی نشانیاں دیں اور بھیجا اون کو فرعون اور اوس کی قوم کے پاس تو اون لوگوں
نے کفر اور تکبر کیا اور جو معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اونکو دکھائے اون کو کھلا ہوا جادو بتلایا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ
کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ اور معجزوں کے مجھکو قرآن کا بھی ایک معجزہ ایسا دیا گیا
جس کے سبب سے کثرت سے لوگ راہ راست پر آویں گے جس کثرت سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیرو لوگوں کی تعداد
امتوں کے نیک لوگوں سے زیادہ ہوگی یہ حدیث من لدن حکیم علیم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف میں ایسی حکمت
اور علم غیب کی باتیں ہیں جس کا اثر قیامت تک لوگوں کے دلوں پر پڑیگا ان آیتوں میں موسیٰ علیہ السلام کا جو قصہ ہے اوسکا حاصل یہ
ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی بی بی کو ساتھ لیکر مدین سے مصر کو آرہے تھے تو اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تھے اور جاڑے کے
کے سبب سے اونکو اور اون کی بی بی کو سردی بھی بہت لگ رہی تھی اُسی حالت میں طور پہاڑ کے پاس اونکو آگ کی سی روشنی نظر
آئی روشنی کو دیکھکر اونہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں اس آگ کی روشنی کی طرف جاتا ہوں آگ کے پاس کوئی شخص
ہوگا تو اوس سے راستہ کی خبر بھی مل جاوے گی کہ سیدھا راستہ کدھر کو ہے اور سردی میں تاپنے کے لئے تھوڑی سی آگ بھی لیتا آؤں گا
اللہ تعالیٰ کی نظر تمام مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہے لیکن مخلوقات میں یہ تاب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر کی برداشت کرسکے اسلئے اللہ
تعالیٰ کے مونہہ کے آگے پردے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کی ابوموسیٰ اشعری کی حدیث میں ہے بعض روایتوں میں کی گویا تفسیر ہے
روایتوں میں ناری پردہ کا ذکر ہے اور بعض میں نوری پردے کا ذکر ہے ہیں اور بدلوگوں کے حق میں قرآن کی نصیحت اسی طرح

منزل ۵

بعضوں نے نور کے اور صحیح مسلم میں دونوں معنی کی روایت ہے اس لئے دونوں معنی صحیح ہیں لیکن امام مسلم کی طرز روایت سے نور کے پردے کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اوس روشنی کے اندر اور آس پاس جو فرشتے تھے اون کو صاحب برکت فرمایا کیونکہ وہ مقرب فرشتے نور الٰہی کی روشنی میں تھے اب غیب سے موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی کہ اے موسیٰ اللہ کی ذات سب عیبوں سے پاک ہے اور وہ بڑا زبردست حکمتوں والا ہے اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو قدرت اور حکمت الٰہی دیکھانے کے لئے یہ ارشاد ہوا کہ موسیٰ تم اپنے ہاتھ کی لکڑی زمین پر ڈال دو وہ لکڑی زمین پر ڈالتے ہی اب تو پتلا سا ایک سانپ بن گئی اور فرعون کے سامنے اور جادوگروں کے مقابلہ کے وقت بڑا سانپ بن گئی اس لئے اس قصہ میں کہیں سانپ کے بیان میں ایک لفظ آیا ہے اور کہیں دوسرا پہلے پہل لکڑی کو سانپ بنتے ہوئے دیکھکر موسیٰ علیہ السلام ڈرے اور جھجک کر پیچھے کو ہٹ گئے اس لئے فرمایا موسیٰ ڈرو نہیں اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنا رسول مقرر کیا ہے اور اللہ کے رسول سوا اللہ کے اور کسی چیز سے نہیں ڈرتے اور ایک فرعونی شخص پر جو تم نے زیادتی کی اگرچہ وہ اللہ سے ڈرنے کا کام تھا لیکن ایسے کام کے بعد جو شخص نادم ہو تو اللہ غفور الرحیم ہے اس کے بعد ہاتھ کے سورج کی طرح چمکدار ہو جانے کا معجزہ عنایت ہوا ان دونوں معجزوں کے ساتھ زبان کے تتلاپن کے اچھے ہو جانے کو دریا میں راستہ پیدا ہو جانے کو طوفان کو ٹڈیوں چیچڑیوں کو مینڈکوں اور خون کو ملایا جاوے تو یہ نو معجزے ہوئے ان سب کو فرعون اور اوسکی قوم نے جادو تبلایا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ جو لوگ علم الٰہی میں بد قرار پا چکے ہیں اون کی نشانی یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو دنیا میں برے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں یہ حدیث اسکی تفسیر ہے کہ فرعون اور اوسکی قوم نے آنکھیں بند کر کے ایسے ایسے بڑے معجزوں کو جادو کیوں تبلایا۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

اور اُنسے منکر ہوگئے اور انکو یقین جان چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور غرور سے سو دیکھ کیسا ہوا آخر بگاڑنے والوں کا

فرعون کے زمانہ کے بڑے بڑے جادوگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ نہ کر سکے اور حضرت موسیٰ کے مقابلہ سے عاجز آکر آخر کو مسلمان ہو گئے تو فرعون کے ساتھ کے لوگ اپنے دل میں یہ سمجھ گئے تھے کہ حضرت موسیٰ کا معاملہ بناوٹی اور جادو کا نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت موسیٰ کا معاملہ بناوٹی اور جادو کا ہوتا تو اسطرح کے جادوگر جنکے باپ دادا سے جادو کا پیشہ چلا آتا تھا اوسی کام کی تنخواہ اور جاگیر فرعون کی طرف سے اُنکی مقرر تھی وہ اسطرح موسیٰ علیہ السلام سے عاجز نہ ہوتے لیکن باوجود اس بات کے دل میں سمجھ جانے کے وہ لوگ ظاہر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور انجام یہ ہوا کہ غرق ہو کر سب غارت ہو گئے یہی حال قریش کا تھا کہ بارہ تیرہ برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مکہ میں رہنے اور طرح طرح کے معجزہ دیکھنے سے اونکے دلوں کو تو یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں کیونکہ اونکے جتنے کام ہیں وہ بغیر تائید [illegible] اس بات کے دل میں سمجھ جانے کے قریش بھی شیطان کے بہکاوے سے ظاہر میں ایمان [illegible] لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر [illegible] سلام اور فرعون کا قصہ بیان فرما کر سمجھا دیا کہ یہ ضروری فہمائش ہے ہوجانے کے لئے

منزل ۵

اگر یہ لوگ نبی وقت کی اطاعت قبول نہ کرینگے تو اسکا انجام بہی وہی ہوگا جو انجام فرعون اور اوسکی قوم کا ہوا اللہ کا وعدہ سچا ہے آخر وہی انجام ہوا کہ قریش میں سے جو لوگ ایمان نہ لائے وہ دنیا میں طرح طرح کی خواری سے ہلاک ہوئے اور عاقبت کا عذاب جدا اپنے سر لیا غرض ہر شخص کی نجات کی صورت اسمیں ہے کہ ہر طرح ہر حال میں اللہ کے رسول کی اطاعت قبول کرے ورنہ دین و دنیا میں خوار ہوگا صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہون گے لیکن وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جسنے میری اطاعت سے کسیطرح بہی انکار کیا یہاں یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طرحکا انکار تو کفر ہے وہ یہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم اللہ کے رسول لائے ہیں اسکو سرے سے کوئی شخص مانے ہی نہیں اور اللہ کے رسول کو سچا رسول جانے ہی نہیں یہ انکار تو کفار کی عادت ہے کلمہ گو لوگوں میں اگرچہ یہ عادت تو نہیں ہے لیکن جو شخص کلمہ گو ہوکر رسول وقت کے قول کی مخالف کسی رسم دنیا یا کسی خواہش نفسانی پر چلے گا وہ بہی رسول وقت کا پورا اطاعت گذار نہیں کہلا سکتا اور آپ نے فرمایا ہے کہ اسطرح کا شخص پورا مسلمان نہیں ہے امام نودی نے اربعین میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی صحیح روایت سے جو حدیث روایت کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اوسوقت تک ایمان دار نہیں کہلا سکتا جب تک اپنی ہر طرح کی خواہش دلی کو اون احکام شریعت کے مقابلہ میں نہ چہوڑ دیوے جن احکام کو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لایا ہون حاصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ شریعت کے حکم کے آگے اور کوئی امر قابل اطاعت نہیں ہے حکم شرعی کے مخالف جو شخص کسی امر کی اطاعت کریگا وہ اسی امر کا اطاعت گذار کہلاویگا شریعت کا اطاعت گذار نہیں کہلا سکتا اور جو شخص شریعت کا اطاعت گذار نہو وہ ایمان دار کیوں کر کہلا سکتا ہے "

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمن کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا جسنے ہمکو بڑہایا اپنے بہت بندوں ایمان والوں پر

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا

اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا لوگو ہمکو سکہائی ہے بولی اوڑتے جانوروں کی اور دیا ہمکو ہر چیز میں سے بیشک

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى

یہی ہے بڑائی صریح اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اوسکے لشکر جن اور انسان اور اوڑتے جانور پہر اونکی مثلین بٹہین یہانتک

اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ

کہ جب پہونچے چیونٹیون کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو گہس جاؤ اپنے گہروں میں نہ پیس ڈالے تمکو سلیمن اور

جُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

اوسکے لشکر اور انکو خبر نہو پہر مسکراکر ہنس پڑا اوسکے بات سے اور بولا اے رب میرے قسمت میں دے کہ شکر کرون

منزل ۵

الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ

تیرے احسان کا جو تونے کیا مجھپر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور ملائے مجھکو اپنی مہر سے اپنے

الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَی الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ۝

نیک بندوں میں اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو نہیں دیکھتا میں ہدہد کو یا ہو رہا غائب

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَیْرَ

اسکو مار دونگا زور کی مار یا ذبح کر ڈالونگا یا لاوے میرے پاس کوئی سند صریح پھر بہت دیر نہ کی

بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ۝ اِنِّیْ وَجَدْتُّ

پھر آکر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجکو اسکی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لیکر تحقیق میں نے پائی

امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

ایک عورت انکے راج پر اور اسکو سب چیز ملی ہے اور اسکا ایک تخت ہے بڑا میں نے پایا کہ وہ اور اسکی قوم

یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوا اور سبھلے دکھائے ہیں انکو شیطان نے انکے کام پھر روکا ہے

عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ

انکو راہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ السجدۃ

زمین میں اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اللہ ہے کسیکی بندگی نہیں اسکے سوا صاحب تخت بڑے کا

منزل ۵

بعضے مفسروں نے یہ جو لکھا ہی کہ اس زمانہ میں جانور انسان کی سی بولی بولتے تھے یہ قرآن شریف کے مخالف ہے اسلیے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خصوصیت کے طور پر یہ ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے اونکو جانوروں کی بولی سمجھنے کی نعمت عنایت فرمائی تھی جو نعمت مخلوق الٰہی میں سے کسیکو عنایت نہیں ہوئی اور حضرت سلیمان کا قول اللہ تعالی نے جو قرآن شریف میں نقل کیا ہے اسمیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ کی اس نعمت کو اپنی خصوصیت کے طور پر ذکر کیا ہی جب یہ کہا جاویگا کہ اوس زمانہ میں جانور انسان کی سی بولی بولتے تھے تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت کیا باقی رہجاویگی کیونکہ انسان کی بولی کو تو ہر انسان سمجھ سکتا ہی غرض صحیح بات یہی ہے کہ دنیا کے پیدائش سے اسوقت تک چرند و پرند جانوروں کی حالت وہی ہے جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہے لیکن اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ خاص ایک نعمت عنایت فرمائی تھی کہ جسطرح اور بادشاہ لوگ صرف انسان پر حکومت کرتے ہیں حضرت سلیمان جن اور انسان دونوں پر حکومت کرتے تھے اور چرند اور پرند سب جانوروں کی اصلی بولی سمجھتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کو پردار جانوروں اور پہاڑوں کی تسبیح کے

سمجھنے کا اور سلیمان علیہ السلام کو پرند اور چرند کی ہر ایک بولی کے سمجھ لینے کا علم جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا تھا اوسیکو فرمایا کہ ہمنے داؤد اور سلیمان کو ایک علم دیا۔ نبوت بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام نے وراثت کے طور پر داؤد علیہ السلام سے جو پائی اوسیکو فرمایا وارث ہوا سلیمان داؤد کا اس وراثت کے بعد ہوا جن اور شیاطین کو بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کے حکم میں کر دیا اسیکو سلیمان علیہ السلام نے اللہ کا فضل کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جن انسان اور پرند کو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پرند جانوروں پر بھی سلیمان علیہ السلام کی اسیطرح کی حکومت تھی جسطرح جن اور انسان پر انکی حکومت تھی فہم یوزعون کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق لشکر کے باقاعدہ صف بندی کی ہے یہی قول شاہ صاحب نے ترجمہ میں لیا ہے قتادہ کے قول کے موافق یہ چیونٹیوں کا میدان ملک شام میں تھا۔ چیونٹیوں کی سمجھ داری کی بات سے سلیمان علیہ السلام کو تعجب ہوا اسلئے انکو ہنسی آئی حضرت عبداللہ بن عباس کا صحیح قول ہے کہ ہدہد کی نظر زمین کے اندر دور تک پہونچتی ہے اسلئے بغیر پانی کے جنگل میں جہاں کہیں سلیمان علیہ السلام کا لشکر اوترتا تھا تو ہدہد سے پانی کے نکلنے کا اندازہ پوچھا جا کر جنات سے پانی کا چشمہ کھدوایا جاتا تھا ایک روز ایسے ہی جنگل میں سلیمان علیہ السلام کا لشکر اوترا تو تلاش کے وقت ہدہد غیر حاضر نکلا اسیواسطے ہدہد کی غیر حاضری پر سلیمان علیہ السلام کو غصہ آیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق پرند جانوروں کی سزا سلیمان علیہ السلام نے یہ مقرر کی تھی کہ قصوروار جانوروں کے پر اکھیڑ کر اون جانوروں کو دھوپ میں ڈالدیا جاتا تھا اسیکو عذاب شدید فرمایا اور زیادہ غصہ کی حالت میں یہ بھی فرمایا کہ اس معمولی سزا سے بڑھکر ہدہد کو یہ سزا دیجاویگی کہ اسکو ذبح کر ڈالا جاویگا۔ معتبر سند سے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبا ایک شخص کا نام تھا اوسیکے نام پر ملک یمن میں یہ جگہ ہے یہ بڑی شاداب جگہ تھی پھر یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے ویران ہوگئی یہ قصہ سورہ سبا میں تفصیل سے آویگا قتادہ کے قول کے موافق سبا کے بادشاہ زادی کا نام بلقیس تھا سبا کے لوگ آتش پرست پارسی تھے اسیواسطے یہ لوگ آگ اور سورج کی پرستش کرتے تھے کیونکہ ان لوگوں کے مذہب میں آگ کی بڑی تعظیم ہے اون لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا میں آگ سورج کی شعاع سے پیدا ہوئی ہے آسمان کی پوشیدہ چیز مینہ ہے زمین کی پوشیدہ چیز پیداوار ہے کیونکہ سوا اللہ تعالیٰ کے کسیکو معلوم نہیں کہ مینہ کب برسیگا اور اس سے کسقدر پیداوار ہوگی ہدہد نے بلقیس کے تخت کا ذکر کیا تھا اسلئے اوسکی شان گھٹانے کے لئے عرش عظیم کا تذکرہ کیا۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی مزدوری میں اپنی گذر کرتے تھے سورہ ص میں آویگا کہ سلیمان علیہ السلام ایک دن کچھ گھوڑوں کے دیکھنے میں لگ گئے جس سے اونکی نماز کو دیر ہوگئی اسپر غصہ ہو کر انہوں نے اون گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ باوجود اتنی بڑی بادشاہت کے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے۔"

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِىْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

کہا ہم دیکھیں گے تونے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے لیجا میرا یہ خط اور ڈالدے آنکی طرف

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّىْۤ اُلْقِىَ اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝

پھر ان پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالدیا ہے ایک خط عزت کا

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَىَّ وَاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۝

وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ ہے شروع اللہ سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ اور چلے آؤ حکمبردار ہو کر

جب ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے بلقیس کی بادشاہت اور اوسکے تخت کا حال آکر کہا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو شبہ ہوا کہ ہدہد لشکر سے پیچھے جو رہگیا تھا اسلئے اوسنے یہ بات بنائی ہو کہ ایک عورت کی بادشاہت اور نئی نئی چیزیں ملک سبا میں دیکھکر آیا ہے اسواسطے اوسکا جھوٹ آزمانے کو یہ بات فرمائی کہ اب معلوم ہو جاویگا کہ تو سچا ہے یا جھوٹا ہے اور یہ بات فرما کر بلقیس کے نام خط لکھکر ہدہد کو دیا۔ صحیح سند سے مسند امام احمد ابن ماجہ اور ابو داؤد کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی۔ شہد کی مکھی کے مارنے کی جہاں ممانعت فرمائی ہے وہاں ہدہد کے مارنے کو بھی آپنے منع فرمایا ہے جسطرح کا یہ مختصر خط سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو لکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے ہی مختصر خط کسریٰ قیصر اور نجاشی کو لکھے ہیں سبا بن شحب جو ایک شخص تھا جسکا ذکر اوپر گذرا اسکی نسل میں ایک شخص شراحیل تھا بلقیس اسکی بیٹی تھی یہ شراحیل تمام سرزمین یمن کا بادشاہ تھا تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں قتادہ کا جو قول ہے کہ شراحیل اپنے آپکو بڑا بادشاہ سمجھکر یمن کے گرد نواح میں اور جو بادشاہ تھے اونمیں سے کسی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتا تھا آخر ایک جن کی لڑکی ریحانہ سے شراحیل نے اپنی شادی کی اور اسی ریحانہ کے پیٹ سے بلقیس پیدا ہوئی شراحیل کے مرنے کے بعد شراحیل کا بھتیجا یمن کا بادشاہ ہوا مگر وہ بڑا ظالم تھا اسلئے ملک یمن کی تمام رعیت اس سے ناخوش تھی بلقیس نے یہ حالت دیکھکر ایک روز تنہائی میں اپنے چچا کے بیٹے کو مار ڈالا اور خود یمن کی بادشاہ بن گئی جس زمانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی عمارت سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ گئے اور مکہ سے واپس ہوتے وقت ایک روز دوپہر کو یمن کی سرزمین پر ٹھیرے اور ہدہد سیر کے طور پر لشکر سے جدا ہو کر مارب بستی کو چلا گیا جہاں بلقیس رہتی تھی اُس زمانہ میں تمام ملک یمن کی بادشاہ بلقیس ہی تھی صحیح بخاری میں ابی بکرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ملک فارس میں جب کسریٰ کی بیٹی بادشاہ ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو آپ نے فرمایا جس قوم کی حاکم عورت ہو وہ قوم کبھی راحت نہیں پا سکتی۔ غرض جب ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط بلقیس کی چھاتی پر ڈالدیا تو بلقیس پڑھی لکھی ایک عورت تھی اس نے اس خط کو پڑھا اور اللہ کے نبی کے خط کی ایک ہیبت اسکے دل میں بیٹھ گئی اور تین سو آدمیوں کے قریب اوسکے مصاحب تھے اذن سے اور اپنے وزیروں سے اس خط کے باب میں اوسنے صلاح لی اور آخر کو حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے آئی اور مسلمان ہوئی فرمانبردار

شریف میں بس اسیقدر بلقیس کا ذکر ہے بعض تفسیروں میں یہ جو لکھا ہے کہ خود حضرت سلیمان نے پہر بلقیس سے نکاح کرلیا اور
تفسیروں میں یہ ہے کہ کسی اور سے بلقیس کا نکاح حضرت سلیمان علیہ السلام نے کرا دیا اسکی صراحت کسی آیتہ یا حدیث صحیح سے
پائی نہیں جاتی حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں سے فقط عکرمہ کا یہ قول ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے
کرلیا تہا لیکن اسطرح غیب کی باتوں کا جب تک قرآن حدیث سے کچہہ پتا نہ لگے کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہی جاسکتی ثم تول عنہم کا
ماذا یرجعون کی صحیح تفسیر حافظ ابوجعفر ابن جریر نے یہ قرار دی ہے کہ ہدہد خط پہونچا کر کہیں کنارہ ٹہرا رہے اور خط کے پڑہنے کے
بعد اوسکے جواب کے باب میں اون لوگوں کا جو مشورہ ٹہرے اوسکا حال دیکہہ کر آوے یہ مطلب نہیں ہے کہ فقط خط ڈالکر چلا
اوے کیونکہ اسمیں فانظر ماذا یرجعون کا کچہہ مطلب حل نہیں ہوتا ،،

قَالَتْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَؤُا۟ أَفْتُونِى فِىٓ أَمْرِى مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝ قَالُوا۟

کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجکو میرے کام کا میں مقرر نہیں کرتی کوئی کام جبتک تم حاضر ہوئے وہ بولے

نَحْنُ أُو۟لُوا۟ قُوَّةٍ وَأُو۟لُوا۟ بَأْسٍ شَدِيدٍ وَٱلْأَمْرُ إِلَيْكِ فَٱنظُرِى مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار ہے سو تو دیکہہ لے جو حکم کرے

قَالَتْ إِنَّ ٱلْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا۟ قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوٓا۟ أَعِزَّةَ أَهْلِهَآ أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ

کہنے لگے بادشاہ جب گہسیں کسی بستی میں اسکو خراب کریں اور کر ڈالیں وہاںکے سردار وںکو بے عزت اور یہی

يَفْعَلُونَ ۝ وَإِنِّى مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ ٱلْمُرْسَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمَٰنَ

کچہہ کرینگے اور میں بہیجتی ہوں انکی طرف کوئی تحفہ پہر دیکہتی ہوں کیا جواب لیکر پہرتے ہیں بہیجے ہوے پہر جب پہنچا سلیمان پاس بولا

أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَآ ءَاتَىٰنِۦَ ٱللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّآ ءَاتَىٰكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝ ٱرْجِعْ

کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے سو جو اللہ نے مجکو دیا ہے بہتر ہے اُس سے جو تمکو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو پہر جا انکے پاس

إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَآ أَذِلَّةً وَهُمْ صَٰغِرُونَ ۝ قَالَ يَٰٓأَيُّهَا

اب ہم پہنچتے ہیں انپر ساتہ لشکروں کے جنکا سامنا نہ ہو سکے اُنسے اور نکال دینگے انکو وہاں سے بے عزت کرکر وہ خوار ہونگے بولا اے دربار

ٱلْمَلَؤُا۟ أَيُّكُمْ يَأْتِينِى بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِى مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ أَنَا۠

والو تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آویں میرے پاس حکم بردار ہو کر بولا ایک راکس جنوں میں سے لا دیتا ہوں

ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّى عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ أَمِينٌ ۝ قَالَ ٱلَّذِى عِندَهُۥ عِلْمٌ

وہ تجکو پہلے اس سے کہ تو اٹہے اپنی جگہ سے اور میں اسپر زور رکہتا ہوں معتبر بولا وہ شخص جسکے پاس تہا

مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَءَاهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُۥ قَالَ

علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجکو وہ پہلے اُس سے کہ پہر آوے تیری طرف تیری آنکہہ پہر جب دیکہا وہ دہرا اپنے پاس کہنا

منزل ۵

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ

یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی

غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا

ناشکری کرے اپنے واسطے سو میرا رب بے پرواہ ہے نیکذات - کہا روپ بدلکر دکھاؤ اُس عورت کے آگے اسکی تخت کا ہم دیکھیں سوجھ پاتی ہے یا اُن لوگوں میں ہوتی ہے جنکو سوجھ

جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝

نہیں پھر جب آپہونچی کسینے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے اور ہمکو معلوم ہوچکا آگے سے اور ہم ہوچکے حکمبردار

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي

اور بند کیا اُسکو اُن چیزوں نے جو پوجتی تھی اللہ کے سوا البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسینے کہا اُس عورت کو اندر

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ

چل محل میں پھر جب دیکھا اُسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں اپنی پنڈلیاں

جسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط بلقیس نے پڑھا تو اوسکو یہ تردد ہوا کہ اب کیا کیا جاوے آیا جسطرح اس خط میں لکھا ہے وہی کیا جاوے کہ اپنی حکومت کو چھوڑکر اور اپنی دین سے ہاتھ اوٹھا کر حضرت سلیمان کا دین اور اونکی اطاعت قبول کیجاوے یا حضرت سلیمان سے مقابلہ کیا جاوے اسی تردد کے رفع کی شکل نکالنے کے لئے اوس نے اپنے مشیروں اور فوج کے افسروں سے صلاح کی تفسیر سدی وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایتہ ہے کہ صلاح مشورہ کے بعد بلقیس نے اپنی ریاست کے لوگوں سے یہ کہا کہ میں اس خط کے جواب میں حضرت سلیمان کے پاس کچھہ تحفہ بھیجتی ہوں اگر اونھوں نے وہ تحفہ قبول کر لیا تو جان لینا کہ دنیا کے بادشاہوں میں سے وہ بھی ایک بادشاہ ہیں اس صورت میں اونکا مقابلہ کرنا کچھہ بڑی بات نہیں ہے اور اگر اونھوں نے وہ تحفہ نہ لیا تو جان لینا وہ اللہ کے نبی ہیں اس صورت میں اونسے مقابلہ ممکن نہیں ہے اب یہاں مفسرین نے اس تحفہ کی تفصیل بہت کچھہ بیان کی ہے جو بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھیجا تھا اور اوس تفصیل میں بہت اختلاف بھی کیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اوس تحفہ کی تفصیل کسی صحیح روایتہ میں نہیں ہے جو کچھہ روایتیں اوس تحفہ کی تفصیل میں ہیں یا بنی اسرائیلی روایتیں ہیں قابل اعتبار اسقدر بات ہے کہ جو کچھہ تحفہ بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کے پاس بھیجا تھا اوسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تک نہیں اور بلقیس کے ایلچی سے تحفہ واپس کر کے یہ فرما دیا کہ اب ایسے لشکر سے تم لوگوں پر چڑہائی کی جاتی ہے جس لشکر کی ٹکر سنبھالنی تمہیں مشکل ہے بلقیس کے کلام میں وکذلک یفعلون اللہ تعالی نے بلقیس کے کلام کی تصدیق کے طور پر بڑہایا ہے سیرۃ ابن اسحاق میں یزید بن رومان سے روایتہ ہے کہ جب ایلچی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے تحفہ واپس لیکر بلقیس کے پاس آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیغام بھی اوسنے بلقیس سے بیان کیا تو بلقیس نے اسیوقت کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دنیا کے بادشاہ ہونے میں سے نہیں ہیں اور اونکا مقابلہ بلاشک ناممکن ہے اور فوراً حضرت سلیمان علیہ السلام سے پیغام کہلا بھیجا

منزل ۵

کہ میں اپنے چند سرداروں کو لیکر آپکی خدمت میں آتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ آپکا دین کیا ہے جس دین کو آپ اوروں کے لئے بھی پسند فرماتے ہیں اور اس پیغام کے بعد اپنی روانگی کا انتظام کیا اور اپنی بادشاہت کے تخت کو جسکا ذکر ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کیا تھا بڑے احتیاط کے ساتھ قفلوں کے اندر رکھوایا اور دس ہزار سردار اور بہت بڑی فوج لیکر خود حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے کو روانہ ہوئی ابن اسحاق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ تخت بہت بیش قیمت تھا اور بڑے بڑے قیمتی جواہرات اور موتی اسمیں جڑے ہوئے تھے اب اس تخت کو بلقیس کے پہونچنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو اپنے پاس منگوالیا اور اُسکے جواہرات کو جگہ بدلکر سفید کی جگہ سُرخ کو اور سُرخ کی جگہ سفید کو جڑوا دیا اور بلقیس کے آنیکے بعد سلیمانؑ نے اپنا معجزہ ظاہر کرنے کے غرض سے بلقیس سے پوچھا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اور بلقیس نے اس معجزہ کو دیکھکر فوراً اسلام قبول کیا اسکا ذکر آگے کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے فرمایا ہے "

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے اوسمیں شیشے بولے اے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور حکمبردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ آگے جو رب ہے سارے جہان کا

جب بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں اپنے آنیکا یہ پیغام کہلا بھیجا تو بلقیس کے آنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ کی قدرت اور اپنا معجزہ دکھلانے کو دو کام کئے ایک تو بلقیس کا تخت جسکو وہ سات قفلوں میں بند کرکے اور کنجیاں اپنے ساتھ لیکر آئی تھی منگوالیا اور اوسکے جواہرات کو جگہ بدلکر جڑوا دیا دوسرے پانی کے اوپر یہ شیشہ کا محل بنوایا اور اس محل کے بیچوں بیچ میں اپنا تخت بچھوایا بعض تفسیروں میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی دُعا سے یہ تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تھا اصل میں یہ قول عبداللہؓ بن لہیعہ قاضی مصر کا ہے اور اس عبداللہ کو ابن معین اور نسائی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے اکثر مفسروں کا قول یہی ہے کہ وہ تخت آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی دعا سے دو مہینہ کے راستہ سے آنکھ جھپکانے میں اسطرح آیا کہ بلقیس کے ساتوں قفل قایم رہے اور جس مکان میں وہ تخت رکھا تھا اوس مکان کی زمین پھٹ کر وہ تخت زمین میں سما گیا اور زمین کے اندر ہی اندر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس یوں آگیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے پاس ایک چوکی رکھی رہتی تھی جسپر پیر رکھ کر حضرت سلیمان اپنے تخت پر چڑھا کرتے تھے ایک دفعہ ہی اوس چوکی کے پاس کی زمین پھٹ کر وہ تخت نمودار ہوا یہ بات جو مشہور ہے کہ شیشہ کا محل حضرت سلیمان نے اسواسطے بنوایا تھا کہ بلقیس کی پنڈلیوں پر بالوں کے ہونے کا حال جو اونہوں نے سنا تھا وہ حال اس شیشے کے محل میں آتے وقت بلقیس کی پنڈلیاں کھلنے سے معلوم ہو جاویگا کیونکہ اس محل کے صحن کو پانی کا پاٹ جانکر بلقیس اپنے پائینچے ضرور اونچے کریگی اس قصہ کی روایت کو ابوبکر بن شیبہ نے اگرچہ روایتہ کیا ہے لیکن اوس روایت میں ایک راوی عطا بن السائب ہے جسکی حافظہ میں فتور ہے دوسری دوسری روایت یزید بن رومان کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ نادر محل اپنا معجزہ بلقیس کو دکھلانے کے لئے بنایا تھا اگرچہ عطا بن السائب اور یزید بن رومان ایک طبقے کے تابعی ہیں مگر یزید بن رومان بہ نسبت عطا بن السائب کے زیادہ ثقہ راوی

اسواسطے حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اس دوسری روایت کو پسند کیا ہے اور پہلی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے ۔ اوپر کی آیتوں کے ٹکڑے وصدھا ما کانت تعبد من دون اللہ کے ایک معنے تو مفسرین نے یہی بیان کئے ہیں جسکی صراحت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمت نے اپنے فارسی ترجمہ میں کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا معجزہ دکھا کر بلقیس کو مسلمان کیا جس سے اونہوں نے آیندہ اسکی آفتاب پرستی چھوڑ وادی اور ایک معنے یہ ہیں کہ بلقیس آفتاب پرستی جو کرتی تھی اوس آفتاب پرستی نے اسکو خدا کی فرمانبرداری اور اسلام سے آج تک باز رکھا لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر نے پہلے معنوں پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ آیۃ بلقیس کے شیشہ کے محل میں داخل ہونے سے پہلی حالت کے بیان میں ہے اور قرآن شریف کے طرز بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیشہ کے محل کا معجزہ دیکھنے کے بعد بلقیس نے اسلام قبول کیا اور یہ کہا واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین چنانچہ مجاہد نے اپنی تفسیر میں اسکی صراحت بھی کی ہے کہ بلقیس کا اسلام شیشے کے محل کا معجزہ دیکھنے کے بعد تھا اس اعتراض کے سبب سے حافظ ابن کثیر نے دوسرے معنوں کو پسند کیا ہے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مجاہد کے قول کا تفسیر کے باب میں بڑا اعتبار ہے اسلئے حافظ ابن کثیر نے جو معنے پسند کئے ہیں وہی قوی معلوم ہوتے ہیں ‘‘

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ○ قَالَ

اور ہمنے بھیجا تھا ثمود کی طرف اُنکا بھائی صالح کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو جتھے ہو کر لگے جھگڑنے کہا

يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ قَالُوا

اے قوم کیوں شتاب مانگتے ہو برائی پہلے بھلائی سے کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو بولے

اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ○ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ

ہمنے بد قدم دیکھا تجکو اور تیرے ساتھ والوں کو کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے کوئی نہیں تم جانچے جاتے ہو اور تھے اُس شہر میں

تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ○ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَ

نو شخص خرابی کرتے ملک میں اور نہ سنوارتے بولے آپسمیں قسم کھاؤ اللہ کی مقرر راتکو ہم پڑیں اسپر اور

أَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ○ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا

اُسکے گھر پر پھر کہدینگے اُسکے دعوی کرنیوالے کو ہمنے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اُسکا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں اور اُنہوں نے بنایا ایک فریب

مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ○

اور اُنکو خبر نہوئی پھر دیکھ کیسا ہوا آخر اُنکے فریب کا کہ ہمنے اُکھاڑ مارا اُنکو اور اُنکی قوم کو سارے

فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا

سو یہ پڑے ہیں اُنکے گھر ڈھیے ہوئے اُنکے انکار سے البتہ اسمیں نشانی ہے ایک لوگوں کو جو جانتے ہیں اور بچا دیا ہمنے اُنکو جو یقین

وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفٰحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ○ أَئِنَّكُمْ

لاتے تھے اور بچتے رہتے تھے اور لوط نے جب کہا اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو تم

منزل ۵

لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ

دیکھتے ہو مردوں پر للچاکر عورتیں چھوڑکر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو پھر اور جواب نہ تھا اس کی قوم کا

إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ○ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

مگر یہی کہ بولے نکالو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ○ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ○

اسکے گھر کو مگر اسکی عورت ٹھہرا دیا تھا ہم نے اسکو رہجانیوالوں میں اور برسایا ہم نے اون پر برساؤ پھر کیا برا برساؤ تھا اون ڈرائے ہوؤں کا

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ○

تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور سلام ہے اسکے بندوں پر جنکو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جنکو وہ شریک کرتے ہیں

ع ۴ / ۱۹

سورہ اعراف میں یہ قصہ پورا گذر چکا ہے حضرت سلیمان اور بلقیس کے قصہ کے بعد مختصر طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح اور حضرت لوط کا قصہ اس تنبیہ کے لئے ذکر فرمایا ہے کہ قریش کو ذرا عبرت ہو جاوے کہ نبی وقت کی اطاعت کا انجام تو یہ ہوتا ہے جو بلقیس کا ہوا کہ دنیا کی بادشاہی بھی قائم رہی اور عاقبت بھی سدہر گئی اور جو لوگ رسول سے مخالفت کریں جسطرح کی مخالفت پر قریش آمادہ ہیں ایسے لوگوں کا انجام آخر وہی ہونے والا ہے جو ثمود اور قوم لوط کا ہوا ملک شام کے سفر میں قوم لوط اور قوم ثمود کی اجڑی ہوئی بستیاں اہل مکہ کو نظر آیا کرتی تھیں علاوہ اسکے صالح علیہ السلام اہل عرب کے انبیا میں سے شمار کئے جاتے ہیں اور یہاں خاصکر قریش کی تنبیہ مقصود تھی اسلئے حضرت صالح کے قصہ سے یہاں کلام کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا ہے اور سورہ اعراف میں عام انبیا صاحب شریعت کا ذکر ہے اسواسطے وہاں حضرت نوح سے سلسلہ کلام کا شروع فرمایا ہے کہ حضرت نوح سب سے پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور اونکے بعد حضرت ہود ہیں اور اونکے بعد حضرت صالح ہیں حضرت صالح کی امت نے جب حضرت صالح سے اونٹنی کا معجزہ چاہا اور اونکی خواہش کے موافق وہ اونٹنی پیدا ہو گئی تو سورہ اعراف اور سورہ ہود میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت صالح نے اپنی امت کے لوگوں سے یہ فرما دیا تھا کہ تم لوگ جس روز اس اونٹنی کو کسیطرح کی ایذا پہونچاؤ گے تو تم پر اللہ کا عذاب آجاویگا پھر جب اوس قوم کے سرداروں کی اولاد میں سے نو شخصوں نے صلاح مشورہ کرکے اوس اونٹنی کو مار ڈالا تو حضرت صالح کو تنگ کرنے کے لئے حضرت صالح سے یہ کہنے لگے کہ ذرا [illegible] جس سے اونکا مطلب یہ تھا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اونٹنی کی ایذا سے اللہ کا عذاب آویگا اب ہم نے تو اوس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اگر تم اللہ کے سچے نبی ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب کیوں نہیں لاتے اونکے اس بات کا جواب حضرت صالح نے یہ دیا ہے کہ جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے کہ اللہ سے توبہ استغفار کرو عذاب کی خواہش اور عذاب کی جلدی کیوں کرتے ہو اس نصیحت سے حضرت صالح کی مراد یہ تھی کہ اونٹنی کے مار ڈالنے کے بعد بھی اگر اونکی توبہ استغفار سے اس عذاب کا ٹلنا علم الٰہی میں قرار پا چکا ہو تو اونکے سر سے یہ بلا دفع ہو جاوے جسوقت ان لوگوں نے عذاب کی خواہش سے حضرت صالح کو بہت تنگ کیا تو حضرت صالح نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق آخر کو فرمایا کہ تین روز کے اندر تم پر عذاب آویگا پھر اسپر اون نو شریر لوگوں نے یہ قصد کیا کہ رات کو جب اپنی مسجد میں حضرت صالح اکیلے نماز کو

منزل ۵

جاویں تو تین دن سے پہلے ہی اونکو شہید کر ڈالیں اور اپنے اس ارادہ کے پورا کرنیکے خیال سے مسجد کے پاس ایک غار تھا اوسمیں تلواریں لیکر
چھپ بیٹھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے اون پر اوسی غار کے پتھر ایسے برسائے کہ اونکے سر کچلے گئے اور اونہی پتھروں کے نیچے دب
کر رہ گئے اسیکا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے کہ اون لوگوں نے اللہ کے نبی سے فریب کرنا چاہا تھا مگر اللہ کے حکم کے
آگے اونکا فریب کچھہ چل نہ سکا یہ تو قوم صالح کے اون نو شریر شخصوں کا حال ہوا جنکی صلاح سے اونٹنی ہلاک کی گئی تھی باقی قوم کے
سرکش لوگوں پر زلزلہ اور چنگھاڑ کا عذاب آیا جسکا ذکر سورہ اعراف اور سورہ شعرا میں گذر چکا ہی غرض ثمود میں کے حضرت صالح کے مخالف
لوگ دو طرح کے تھے ایک تو سرداروں کی اولاد میں کے نو شخص شریر تھے دوسرے ان نو شخص سرگروہ کے اور عام لوگ ساتھی تھے اور
الگ الگ ان دونو فریقوں کی ہلاکت ہوئی اسلیے اللہ نے ان آیتوں میں یہ فرمایا ہے کہ ہمنے اونکو اور اونکی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا
جس سے مطلب یہ ہی کہ وہ نو شخص سرگروہ اور قوم بھر میں جو اونکے ساتھی تھے وہ سب ہلاک ہو گئے صرف اللہ کے نبی حضرت صالح
اور چار ہزار کے قریب لوگ جو حضرت صالح پر ایمان لائے تھے وہی عذاب الٰہی سے بچ گئے قوم لوط کا قصہ سورۃ الاعراف سورہ ہود
اور سورۃ الشعرا میں گذر چکا ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ اس قوم نے عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے بدفعلی کرنے کی عادت دنیا میں نئی نکالی تھی
ان سے پہلے کسی قوم میں یہ عادت نہ تھی۔ لوط علیہ السلام نے ایک عرصہ تک ان لوگوں کو سمجھایا مگر اونہوں نے نہ مانا آخر اللہ تعالیٰ کے
حکم سے انکی بستی کو جبرئیل علیہ السلام نے اولٹ دیا اور ان پر پتھروں کا مینہہ بھی برسا۔ قوم ثمود کے قصہ میں صحیح بخاری کے حوالہ سے
عبداللہ بن عمر کی روایت گذر چکی ہے کہ تبوک کی لڑائی کے سفر میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس قوم کی بستی پر سے ہوا تو آپنے
سوا اوس کنویں کے جس سے وہ معجزہ کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور کنوں کے پانی کو کام میں لانے سے منع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ جب تک
یہ بستی آنکھوں کے سامنے رہے تو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ اب بھی اسطرح کا عذاب آتے ہوئے کچھہ دیر نہیں لگتی۔ قوم لوط کے قصہ
میں بھی صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث گذر چکی ہے کہ قوم لوط نے عذاب سے پہلے لوط علیہ السلام کو یہاں تک تنگ کیا
کہ لوط علیہ السلام اپنی تنہائی پر بہت افسوس کرتے تھے۔ یہ اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا اصل
وطن ملک عراق ہے حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھہ اپنے وطن سے ہجرت کر کے ملک شام کو آئے
تھے اور ملک شام کی الٹی ہوئی بستی سدوم میں بالکل تنہا تھے اسیواسطے قوم کی زیادتی کے وقت اپنی تنہائی پر افسوس کرتے تھے
ان قصوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ تم مخالفوں کی ہلاکت اور رسولوں کی امن پر اللہ تعالیٰ
کی تعریف بیان کرو اور مکہ کے مشرکوں سے پوچھو کہ اوس اللہ کی عبادت بہتر ہے جسکو اپنے نافرمانوں کو برباد کرنے اور فرماں
برداروں کے بچانے کی قدرت ہے یا ان پتھر کی مورتوں کی تعظیم بہتر ہے جنہیں کسی طرح کی کوئی قدرت نہیں"

منزل ۵

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ

بھلا کسنے بنائے آسمان اور زمین اُتار دیا تمکو آسمان سے پانی پھر اُگائے ہمنے اُس سے باغ رونق کے

مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ

تمہارا کام نہ تھا کہ اُگاؤ اُنکے درخت اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں وہ لوگ راہ سے مُڑتے ہیں بھلا کسنے بنایا

الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ

زمین کو ٹھہراؤ اور بنائیں اُسکے بیچ ندیاں اور رکھے اُسمیں بوجھ اور رکھا دو دریا میں اوٹ

أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں اُن بہتوں کو سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے پھنسے کی پکار کو جب اُسکو پکارتا ہے اور اُٹھا دیتا ہے

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ

برائی اور کرتا ہے تمکو نائب زمین پر اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تم سوچ کم کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تمکو اندھیروں میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى

جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے بادیں خوشخبری لاتیاں اُسکی مہر سے آگے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے

اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ

ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بتاتے ہیں [illegible] بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اُسکو دہراتا ہے اور کون روزی دیتا ہے تمکو آسمان سے

وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ لَا يَعْلَمُ

اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ خبر نہیں رکھتا

مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ ادَّارَكَ

جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ اور اُنکو خبر نہیں کب جلائے جاوینگے بلکہ ہار گئی

عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۖ بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اُنکی دریافت آخرت میں بلکہ اُنکو دھوکا ہے اُسمیں بلکہ وہ اُس سے اندھے ہیں اور بولے وہ جو منکر ہیں کیا

أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا

جب ہم ہو گئے مٹی اور ہمارے باپ دادے کیا ہمکو زمین سے نکالنا ہے وعدہ مل چکا ہے اسکا ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو آگے سے اور

إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝

کچھ نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی تو کہہ پھرو ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا آخر کام گنہگاروں کا

منزل ٥ ع ٥

آسمان زمین آسمان میں سورج چاند تارے آسمان سے مینہ کا برسنا زمین میں ندیاں نالے اور بڑے بڑے دریا انسان اور طرح طرح کے جانور، چرند پرند باغ کھیتی اور دوسری باغ کھیتی کے لئے پانی یہ سب کچھ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اور یہ بھی سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے نہ کسی کو اس طرح کے آسمان کے پیدا کرنے کی قدرت ہے نہ زمین کے

پیدا کرنے کی بارش کے لئے جو وقت مقرر ہے اگر اوس وقت مقررہ پر مینہ نہ برسے تو سارے دنیا کے بادشاہ امیر غریب سب جمع ہوں تو پانی کا ایک قطرہ برسانے کی کسی میں قدرت نہیں چنانچہ مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکین مکہ کو اس کا پورا تجربہ ہو چکا ہے۔ انسان یا حیوانات میں سے مرتے کو سوا خدا کے نہ کوئی جلا سکتا ہے نہ بیمار کو بے مرضی الٰہی کوئی تندرست کر سکتا ہے یہ روز کی آنکھوں کے سامنے کی بات ہے اللہ کی مرضی جب نہیں ہوتی تو نہ دعا میں اثر باقی رہتا ہے نہ دوا میں حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اور اوس قدرت سے دنیا میں جو کچھ پیدا کیا ہے اوسکا ذکر فرما کر دو مقصد اس ذکر سے نکالے ہیں ایک تو اللہ کی وحدانیت دوسرے حشر کا یقین چنانچہ ان آیتوں میں اپنی قدرت سے پیدا کی ہوئی چند چیزوں کا ذکر فرما کر پھر فرمایا ہے یہ چیزیں خالص اللہ کی پیدا کی ہوی دیکھکر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود دوسرا ہے پھر یہ فرمایا ہے کہ ایک دفعہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے پیدا ہوا دیکھکر اور خود اپنے آپ کو پیدا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھکر جو لوگ اسطرح کے دوسری دفع کے پیدا ہونے سے انکار کرتے ہیں یا دوسری دفع پیدا ہونے میں شک کرتے ہیں وہ آنکھوں کے اندھے ہیں کیونکہ آنکھوں والا آنکھوں کی دیکھی ہوی چیز کا انکار یا اوسمیں شک نہیں کرتا سورہ نحل میں اپنی قدرت سے پیدا کی ہوی چند چیزیں ذکر کر کے فرمایا ہے افمن یخلق کمن لایخلق اور سورہ روم میں فرمایا ہے وهو الذی یبدا الخلق ثم یعیده وهو اهون علیه حاصل ان آیتوں کا یہ ہے کہ جب ان مشرک لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ اون کو ان کی ہر طرح کی ضرورت کی چیزوں کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے تو پھر خدا کے ساتھ یہ لوگ اوروں کو کیوں اور کس استحقاق سے شریک ٹھہراتے ہیں علی ہذا القیاس دنیا میں ہر شخص کا تجربہ ہے کہ جو شخص ایک دفعہ ایک کام کو کر چکتا ہے تو پھر دوسری دفع اوسکو اوس کام کا کرنا آسان ہو جاتا ہے باوجود اس تجربے کے ایک دفع تمام دنیا کو آنکھوں سے دیکھکر اوسی طرح کے دوبارہ پیدا ہونے سے یہ لوگ کس سند سے انکار کرتے ہیں اور جب ان کا وہ شرک و انکار خود اون کے تجربے کے موافق ٹھیک نہیں ہے تو پھر رسول وقت کو سچا جاننے میں اونکو کیا تردد ہے رسول وقت اور کیا کہتے ہیں یہی تو کہتے ہیں کہ خدا کو ایک مانو آخرت کو حق جانو ماکان لکم ان تنبتوا شجرها اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان سے مینہ نہ برساوے تو باغ کھیتی سے نفع اوٹھانا انسان کی قدرت سے باہر ہے بین البحرین حاجزا اسکا مطلب یہ ہے کہ زمین کے نیچے دو طرح کا پانی ہے مگر میٹھا پانی کھاری پانی سے مل نہیں سکتا اسی طرح سے سمندر کا پانی میٹھے ندیوں کے پانی کو کھاری نہیں کر سکتا ویجعلکم خلفاء الارض اسکا مطلب یہ ہے کہ باغ کھیتی اور زمین کی سب چیزیں ایک زمانہ کے لوگوں کے قبضے سے نکال کر دوسرے زمانے کے لوگوں کے قبضے میں دیتا ہے مثلاً خلافت بنی امیہ کے قبضے سے نکل کر عباسیہ کے قبضے میں آگئی جنگل میں پہاڑوں کی اور دریا میں تاروں کی علامتوں سے مسافروں کو رستہ کا پتہ جو لگ جاتا ہے یہ بھی قدرت الٰہی کا ایک نمونہ ہے تعالی اللہ عما یشرکون اس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر جن چیزوں کا ذکر ہوا جب وہ سب اللہ کے اختیار میں ہیں تو کوئی دوسرا اوسکی تعظیم میں شریک نہیں قرار پا سکتا اسی مطلب کی تاکید کے لئے آگے فرمایا کہ اس کے سوا مشرکوں کا کچھ اور دعوے ہے تو وہ اوسکی سند پیش کریں مشرکین مکہ قیامت کے منکر تھے اس واسطے مسخراپن کے طور پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ جس دن کے حساب و کتاب اور سزا و جزا سے ہمکو ڈرایا جاتا ہے آخر وہ دن کب آوے گا اوسکا کچھ وقت بھی مقرر ہے اسی کے جواب میں فرمایا اے رسول اللہ

کہ تم ان قیامت کے منکروں سے کہدو کہ مثلاً انسان کی موت کب آویگی قیامت کب ہوگی یہ ایسی غیب کی باتیں ہیں کہ سوا اللہ تعالیٰ کے
آسمان زمین میں اور کسی کو ان کا وقت معلوم نہیں پھر میں تم لوگوں کے مسخراپن کے جواب میں قیامت کے آنے کا ٹھیک وقت کیونکر
بتلا سکتا ہوں ہاں بغیر وقت کے ٹھرانے کے قیامت سے جو میں تمکو ڈراتا ہوں اوسکو ہر سمجھ دار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ بغیر نیکی و بدی کے جزا
و سزا کے دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ٹھرتا ہے جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے سورہ طٰہٰ میں گذر چکا ہے کہ قیامت کا وقت اللہ تعالیٰ
نے اس لئے پوشیدہ رکھا ہے کہ اچانک وقت پر آنے والے چیز کا خوف ہر زمانے کے لوگوں کے دل میں رہے ورنہ وقت سے
پہلے لوگ قیامت سے بالکل بے فکر ہو جاتے وما یشعرون ایان یبعثون کا یہی مطلب ہے۔ ادارک علمہم میں ادارک کا لفظ اصل میں تدارک
ہے ت کو دال میں ادغام کر کے اول میں ہمزہ لگا دینے سے ادارک ہو گیا ہے جس کے معنے کسی چیز کے پورے ہو جانے کے ہیں حشر
کے منکر لوگوں کی دریافت امور آخرت میں پوری ہو گئی اس کے دو مطلب ہیں حضرت عبداللہؓ بن عباس کے ایک قول کے موافق پہلا
مطلب تو یہ ہے کہ اگرچہ یہ لوگ دنیا میں اندھے شخص کی طرح امور آخرت میں اس سبب سے شک میں پڑے ہوئے ہیں کہ وحی کے ذریعہ
سے آخرت کی جو باتیں اون کو سمجھائی گئی ہیں اون کے تو یہ لوگ منکر ہیں اور فقط عقل سے وہ باتیں معلوم نہیں ہو سکتی ہیں ہاں
آخرت میں جب وہ باتیں ان کے سامنے آجاویں گی تو اس بات میں ان کا علم ان کی دریافت سب کچھ پورا ہو جاویگا دوسرا مطلب
حضرت عبداللہؓ بن عباس کے دوسرے قول کے موافق یہ ہے کہ وحی کے انکار اور عقل کی کارآمد نہ ہونے کے سبب سے امور
آخرت کی دریافت میں ان کے علم کا خاتمہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اس بات میں ان لوگوں کے علم کے سب ذریعے بند اور ان کا علم
اس باب میں تھکا ہوا ہے شاہ صاحب نے آیت کا یہ ترجمہ جو کیا ہے بلکہ ہار گئی اون کی دریافت آخرت میں یہ ترجمہ حضرت عبداللہؓ بن
عباس کے دوسرے قول کے موافق ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کا پہلا قول سورہ قاف کی آیۃ لقد کنت فی غفلۃ من ہذا
فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید کے بالکل مطابق ہے کیونکہ جو مطلب حضرت عبداللہؓ بن عباس کے پہلے قول کا اوپر بیان
کیا گیا ہے وہی مطلب سورہ قاف کی اس آیت کا ہے اس لئے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اسی قول کو قوی قرار دیا
ہے پچھلے انبیاء کے قصوں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کی نصیحت میں حشر کا حال سنکر مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ یہ
ڈراوا تو وہی پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ان سے تم کیا ڈرتے ہیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اللہ کے
ان لوگوں سے کہدو کہ ملک شام اور یمن کے سفر میں اون اوجڑی ہوئی بستیوں کو دیکھو جن کے تباہ ہونے کا حال پچھلے انبیا کے
قصوں میں ان لوگوں کو سنایا گیا ہے تاکہ اونکو معلوم ہو جاوے کہ حشر کے قایم ہونے کی نصیحت کہانیاں نہیں بلکہ ایسی سچی باتیں ہیں
جنکے جھٹلانے والے طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہو کر تباہ اور برباد ہو چکے ہیں اسپر بھی اگر یہ سرفوے نہ مانیں گے تو وہی انجام
انکا ہوگا جو ان سے پہلوں کا ہوا۔ اللہ سچا ہے اور اللہ کا کلام سچا ہے مشرکین مکہ میں حشر کے بڑے بڑے جھٹلانے والوں کا جو انجام
بدر کی لڑائی میں ہوا اوس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایتوں کے حوالہ سے ایک جگہ گذر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی
ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کی غرض سے اللہ کے

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ

اور غم نکھا اپر اور نہ خفگی میں آ انکے داؤ بنانے سے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ

إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝

اگر تم سچے ہو تو کہہ شاید تمہاری پیٹھ پر پہنچی ہو بعضی چیز جسکی شتابی کرتے ہو

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝

اور تیرا رب تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے

اوپر کی آیتوں میں جسطرح اللہ تعالیٰ نے قریش کو سمجھایا اسیطرح تیرہ برس کے قریب تک مکہ میں قرآن شریف نازل ہوتا رہا اور طرح طرح کی نصیحت کی آیتیں نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قریش کو سمجھایا مگر باوجود اسقدر مدت اور اس قدر فہمائش کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت فرمانے کے وقت تک اون میں سے ایک سو کے اندر ہی اندر آدمی اسلام لائے باقی اہل مکہ آپکی ایذا رسانی پر ہر طرح سے آمادہ رہے اور ایذا رسانی کی شکلیں نکالنے میں طرح طرح کے مکر اور داؤں سوچتے اور نکالتے رہے موسم حج پر باہر کے لوگ جو کچھ آپکی نصیحت دیہان سے سنتے تو اونکو بہکا دیتے کبھی کہتے کہ جو ہم چاہیں تو اسطرح کا قرآن بنا سکتے ہیں جب آپ نماز پڑھتے تو سیٹیاں او تالیاں بجاتے غرض آخر ہجرت کے وقت تک اہل مکہ کا یہی حال رہا عین ہجرت کے وقت جو کچھ اونہوں نے کیا اوسکا تذکرہ سورہ انفال میں گذر چکا ہے کہ سب مخالفوں نے جمع ہو کر آپ کی ایذا رسانی کا مشورہ کیا بعضوں نے کہا کہ آپ کو قید کرنا چاہیے بعضوں نے کہا کہ جان سے ہلاک کرنا چاہیے بعضوں نے کہا کہ مکہ سے نکال دینا چاہیے شیطان بھی اوس مشورہ میں شریک ہوا اور شیطان کے مشورہ کے موافق ابوجہل کے اس منصوبے پر سب کا اتفاق ٹھہرا کہ مکہ میں جتنے قبیلے اور جتھے ہیں اون سب میں کا ایک ایک آدمی تلوار لیکر مستعد ہو اور ایکدم سب ملکر آپ پر حملہ کر دیں یہ تجویز اس لئے ٹھرائی تھی کہ پھر سارے مکہ کے قبیلوں سے آپ کے ساتھیوں کو بدلا لینے کا بھی قابو باقی نہ رہے کفار کے اس مشورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیا اور بعزت حرمت سے اپنے رسول کو مدینہ پہنچا دیا حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ کی قدرت اور تدبیر کے آگے کوئی داؤں اور فریب اون لوگوں کا اللہ کے رسول پر چل تو نہیں سکا لیکن ان لوگوں کی ایذا رسانی اور راہ راست پر نہ آنے کا حال دیکھ کر جب تک آپ مکہ میں رہے آپ کو ہمیشہ ایک طرح کا غم اور رنج رہتا تھا آپ کے اس رنج کے رفع فرمانے کی غرض سے مکہ میں جو قرآن شریف کا حصہ اترا ہے اوس حصہ میں اکثر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشفی اور تسکین کی آیتیں نازل فرمائی ہیں یہ آیت بھی اونہی آیتوں میں کی ایک آیت ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تشفی اور تسکین فرما کر پھر آگے کی آیتوں میں قریش کو دھمکایا ہے کہ اللہ کے رسول کو جھٹلا کر اور طرح طرح کی ایذا دیکر یہ لوگ عذاب الٰہی کی جلدی جو کرتے ہیں یہ اون کی نادانی ہے کہ باوجود ایسی شرارت کے پھر عذاب کی بھی جلدی کرتے ہیں ان کو کیا معلوم ہے کہ عذاب کا وقت قریب آن لگا ہو یہ فقط اللہ کا فضل اور بردباری ہے کہ اسقدر

منزل ۵

شرارتوں پر ادن کو چھوڑ رکھا ہے کسی سخت عذاب میں ادن کو نہیں پکڑتا اللہ کی بردباری کا شکر نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ عذاب کا وقت مقررہ آجاوے گا تو ادن کو جان کا بچانا دشوار ہوگا اللہ کا وعدہ سچا ہے جب بدر کی لڑائی کے وقت قریش کی ہلاکت کی گھڑی آن پہنچی تو دم کے دم میں ستر آدمی قریش میں کے مارے گئے اور ستر قید ہو گئے اوسی دن سے قریش کی سرکشی کی بنیاد اوکھڑ گئی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑہکر صاحب حلم اور بردبار کون ہوسکتا ہے مشرک لوگ شرک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ادن کو تندرستی اور خوش حالی سے رکھتا ہے غرض تیرہ برس تک اللہ تعالیٰ نے حلم اور بردباری کو کام فرمایا جب قریش کی سرکشی کم نہ ہوی تو اونہوں نے اپنے کیے کو بھگتا اب بھی جو کوئی اللہ کے رسول کی فرمانبرداری نہ کرے گا پشیمانی بھگتنے کا فرق اوس زمانے میں اور اس زمانہ میں اتنا ہو کہ اوس زمانہ میں اللہ کے رسول خود موجود تھے اب ادن کا کلام موجود ہے فرمانبرداری رسول کے کلام اور حکم کی جسطرح جب تھی وہ اب بھی ہے اور قیامت تک رہوے گی ''

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ

اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہی ہے اُنکے سینوں میں اور جو کھولتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو

فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

آسمان اور زمین میں مگر ہے کھلی کتاب میں یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو

منزل ۵

اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّ

اکثر چیز جسمیں وہ پہوٹ رہے ہیں اور یہ سوجھ ہے اور مہر ہے ایمان والونکو تیرا

رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط

رب اُنمیں فیصلہ کرے اپنی حکومت سے اور وہی ہے زبردست سب جانتا سو تو بہروسا کر اللہ پر

اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ○ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

بیشک تو ہے صحیح کھلی راہ پر تو نہیں سنا سکتا مردونکو اور نہیں سنا سکتا

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ

بہرونکو پکار جب پہریں وہ پیٹھ دیکر اور نہ تو

بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ط اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

دکہا سکے اندہونکو جب راہ سے بچلیں تو تو سناتا ہے اُسکو جو یقین

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

رکہتا ہو ہماری باتوں پر سو وہ حکمبردار ہیں

ان آیتوں میں مشرکوں کو جو قیامت کو دور جانتے ہیں اوپر کی آیتوں میں انہیں کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ قیامت کے آنے کی یہ لوگ جلدی کرتے ہیں شاید وہ، ون کی تہہ کے پیچھے آگئی ہو اور قریب ہو پھر فرمایا کہ تیرا رب لوگوں پر اپنا فضل رکھتا ہے اور نعمتیں دیتا ہے اور لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور خدا کا شکر نہیں بجا لاتے اب ان آیتوں میں فرمایا کہ وہ ایسا عالم الغیب ہے کہ جن باتوں کو یہ لوگ چھپا رہے ہیں اون کو بھی جانتا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے چنانچہ سورہ طٰہٰ میں فرمایا فانہ یعلم السر واخفی پھر فرمایا کوئی چیز غائب نہیں آسمان اور زمین میں مگر وہ موجود ہے کھلی کتاب میں یہ آیت مثل سورہ حج کی اس آیت کی ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ان ذالک فی کتاب ان ذالک علی اللہ یسیر مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جو کچھ آسمان یا زمین میں ہے اس لئے اوسکو اپنے علم ازلی کے موافق یہ سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ لینا کچھ دشوار نہیں تھا پھر فرمایا کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے لئے اکثر وہ قصے بیان کرتا ہے جسمیں وہ اختلاف کرتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ اور عزیر کے باب میں یہود و نصاریٰ مختلف القول ہیں لیکن یہ قرآن شریف سراسر ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے حق میں اس سراسر ہدایت کو چھوڑ کر اب جو لوگ اختلاف میں پڑے ہیں اون کے اس اختلاف کا پورا فیصلہ قیامت کے دن ہو جاوے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور فیصلہ میں بڑا زبردست ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم کھلے راستے پر ہو اللہ پر بھروسہ کر کے لوگوں کو اس راستہ پر بلانے میں لگے رہو پھر اس کھلے راستے پر جو نہ آوے تو وہ مثل مردہ کے ہے اور تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو سنا سکتے ہو اور نہ تم اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہو جب وہ راہ سے بچلیں تم تو اون ہی کو نصیحت کر سکتے ہو جو اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہی لوگ حکم بردار ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اپنے علم ازلی کے موافق وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے یہ حدیث وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کی گویا تفسیر ہے بہروں کے ذکر میں پیٹھ کے پھیر لینے کا تذکرہ اسلئے فرمایا کہ نگاہ سامنے کر کے بہرا شخص اشارہ سے کوئی بات اسطرح سمجھ لیتا ہے کہ اوس نے گویا وہ بات سن لی پیٹھ پھیر لینے کے بعد یہ موقع بھی باقی نہیں رہتا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رضی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے آدمی دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی کی حدیث بھی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے۔ ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں جو دخل ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جس قسم کی یہ آیتیں ہیں ایسی آیتوں کے نازل ہونے سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ تمام اہل مکہ دائرہ اسلام میں کیوں نہیں داخل ہو جاتے لیکن جب اس قسم کی آیتوں سے یہ بات کھل گئی کہ جو لوگ علم الٰہی میں دوزخ کے قابل ٹھہر چکے ہیں مرے ہوئے لوگوں کی طرح اون کے کانوں میں نیک بات کے سننے کی اور اون کی آنکھوں میں قدرت الٰہی کے نمونے کے دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اوپر کی حدیثوں سے اس قسم کی آیتوں کی تفسیر کے طور پر اس سے لوگوں کو یہ بات سمجھا دی کہ جو لوگ علم الٰہی میں بد قرار پا چکے ہیں

منزل ۵

اون کے حق میں قرآن کی نصیحت اسی طرح رائیگاں ہے جسطرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائیگاں جاتا ہی ہاں علم الٰہی کے موافق جن لوگوں میں حکم برداری کا مادہ ہے اون کے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی ہی فائدہ مند ہے جیسے اچھی زمین میں مینہ کا پانی فائدہ مند ہوتا ہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی حدیث جو ایک جگہ گذر چکی ہے ۔ کہ بدر کی لڑائی کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکوں کی لاشوں پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدے کو سچا پالیا اس حدیث کے معنے حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں سے قتادہ نے یہ بیان کئے ہیں کہ اوسوقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اون لاشوں میں روح پھونکدی گئی تھی اسلئے اون لاشوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتوں کو سن لیا مسند امام احمد اور ابو داؤد میں براء رضی اللہ عنہ بن عازب کی صحیح حدیث منکر نکیر کے سوال جواب کے باب میں جو ہے اوس سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کس لئے کہ اس حدیث میں صاف طور پر یہ ذکر ہے کہ منکر نکیر کے سوال و جواب کے وقت مردے کے جسم میں روح پھونکدی جاتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ آیۃ انک لاتسمع الموتی میں اور انس بن مالک کی اس مضمون کی حدیثوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ حدیثوں میں مردہ کی خاص خاص حالتوں کا ذکر ہے اور آیتہ میں مردہ کی ان خاص خاص روح کے پھونکے جانے کی حالتوں کے علاوہ عام حالت کا ذکر ہے ؛؛

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ

اور جب پڑچکے گی اُنپر بات نکالیں گے ہم اُنکے آگے ایک جانور زمین سے اُنسے باتیں کریگا اسواسطے کہ لوگ ہماری نشانیاں یقین نہیں کرتے تھے

منزل ۵

اس جانور کا قیامت کے قریب نکلنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کا ہونا اسقدر تفسیر اس آیت کی بہت صحیح حدیثوں میں آئی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک دس نشانیاں لوگوں کو نظر نہ آویں گی اوس وقت تک قیامت نہ آوے گی اون دس نشانیوں میں جانور کا بھی ذکر ہے اور اسی حدیث کی روایت ترمذی ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہی دوسری حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے اوسمیں بھی اس جانور کا ذکر ہے تیسری حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر کی صحیح مسلم کی روایتہ میں ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت آفتاب مغرب سے نکلیگا اوسی وقت میں یہ جانور بھی نکلے گا اور صفا پہاڑ سے اس جانور کے نکلنے کا قول حضرت عبداللہ بن عمر کا ہی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہی کہ اکثر مفسروں نے اس قول کو قوی قرار دیا ہی معتبر سند سے ترمذی مسند امام احمد ابن ماجہ مستدرک حاکم بیہقی تفسیر ابن منذر تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جانور جب نکلیگا تو اوس کے پاس حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت سلیمان کی انگھوٹی یہ دونوں چیزیں ہوں گی مسلمانوں کے مونہہ کو وہ جانور انگوٹھی چھوا دیگا جس سے اون کے چہرہ پر ایک طرحکی رونق آجاوےگی اور جو لوگ پورے مسلمان نہیں ہیں اون کے ناک پر حضرت موسیٰ کے عصا سے ایک چھاپہ لگا دیوے گا اوس روز سے مسلمان اور کافر کی ایسی پہچان ہو جاوے گی کہ ایک دسترخوان پر جتنے لوگ ہوں گے وہ سب پہچانے جاویں گے حذیفہ رضی اللہ عنہ بن اسید کے ایک حدیث مستدرک حاکم اور بیہقی اور تفسیر ابن منذر میں ہے جسکو حاکم نے صحیح کہا ہی اوسکا حاصل یہ ہے کہ یہ جانور تین دفعہ دنیا میں نکلے گا اور قرآن شریف میں یہ جو ہے کہ لوگوں پر جب ایک بات پڑچکے گی اس وقت یہ جانور نکلے گا اس کی تفسیر اور مفسرین متقدمین

نے بھی کی ہے اور سکا حاصل یہ ہے کہ جب مغرب سے آفتاب نکل چکے گا اور کافر کا ایمان اور گنہگار کی توبہ قبول ہونے کا موقع نہ ہوے گا اوس وقت یہ جانور نکلے گا صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث جو اوپر گذر چکی ہے کہ مغرب سے آفتاب کے نکلنے اور اوس جانور کے نکلنے کا ایک ہی زمانہ ہوگا اس حدیث سے اوس تفسیر کی تائید ہوتی ہے عطا خراسانی کے قول کے موافق وہ جانور اوس وقت کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق یہی کہوے گا ان الناس کانوا بایٰتنا لا یوقنون جسکا مطلب یہ ہے کہ مغرب سے آفتاب کے نکلنے سے اور اس جانور کے پیدا ہو جانے سے پہلے جونکہ لوگ راہ راست پر نہیں آئے اور جن گنہگاروں نے توبہ نہیں کی وقت کے ہاتھ سے نکل جانے کے سبب سے گویا یہ جانور ایسے لوگوں کے حال پر افسوس کرے گا یہ عطا خراسانی اعمش کے طبقہ تابعی اور صحیح مسلم کے راویوں میں ہیں ‘‘

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُو

اور جسدن گھیر بلاوینگے ہم ہر فرقہ میں سے ایک دل جو جھٹلاتے تھے ہماری باتیں پھر اُنکے مثل بنے گی یہانتک کہ جب آپہونچے

قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم

فرمایا کیوں تمنے جھٹلائیں میری باتیں اور آنہ چکی تمہیں تمہارے سمجھہ میں یا کہو کیا کرتے تھے اور پڑچکی اُنپر بات اسواسطے

بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ

کہ اُنہوں نے شرارت کی سو وہ کچھہ نہیں بولتے کیا نہیں دیکھتے کہ ہمنے بنائی رات کہ اُسمیں چین پکڑیں اور دن بنایا دیکھنے کا البتہ

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ

اسمیں نشانیاں ہیں اُنکو جو یقین کرتے ہیں اور جسدن پہونکا جاویگا نرسنگا تو گھبرا جاوے جو کوئی ہے آسمان وزمین میں

إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

مگر جسکو اللہ چاہے اور سب چلے آویں اُسکے آگے عاجزی سے اور تو دیکھتا ہے پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلیں گے

السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝

جیسے چلے بدلی کاریگری اللہ کی جسنے سادہی ہے ہر چیز اُسکو خبر ہے جو تم کرتے ہو

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا حال بیان فرمایا ہے کہ جس روز ہم قرآن کے جھٹلانیوالوں کے ہر ایک فرقہ کو گھیر کر بلاویں گے پھر اونکی مثل بنے گی ہر گناہ والے قسم وار ہوں گے زنا کرنے والے علیحدہ چور علیحدہ شرابی علیحدہ پھر اللہ تعالیٰ جھڑکی کے طور پر احکام کے جھٹلانے والوں کو اور نا ماننے والوں سے سوال کریگا تم دنیا میں کیا کام کرتے رہے اس جھڑکی کے سوال کے بعد مشرک لوگ عذاب کے قابل قرار پاویں گے۔ اور جب وہ لوگ اپنے شرک سے انکار کریں گے تو اون کے مونہہ پر مہر لگائی جاکر اون کے ہاتھہ پیروں سے گواہی لی جاویگی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں یہ اعضا کی گواہی کا ذکر ہے اب آگے اللہ تعالیٰ نے حشر کے منکروں کو اسطرح اپنی قدرت کا یاد تنبیہ کیا کہ یہ لوگ کیا غور و فکر نہیں کرتے کہ ہمنے بنائی رات کہ چین پکڑیں اوس میں اور بنایا دن کو روشنی کرنے والا جس کے سبب سے یہ لوگ

منزل ۵

دہشت پیدا کرین جس کے ماننے والے تمثیلیں اللہ کی قدرت کی اون لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں اب اللہ تعالی قیامت کے ادس ہولناک خبر دیتا ہے جو صور کے پھونکے جانے کے وقت پیدا ہوگا معتبر سند سے ترمذی، ابوداؤد میں عبداللہ بن عمرو العاص سے روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صور ایک سینگ ہے اور اللہ تعالی کے حکم سے جبکہ اسرافیل علیہ السلام پہلا صور پھونکین گے جس سے تمام مخلوق پہلے گھبرا جاوے گی اور پھر مر جاویگی بعد اوس کے خدا کے روبرو کھڑے ہونے کے لئے دوسرا صور پھونکا جاوے گا جس سے تمام مردے قبروں سے نکل کر خدا کے سامنے کھڑے ہوجاویں گے پھر فرمایا کہ یہ پہاڑ جو اللہ کی قدرت اور صنعت سے مضبوط اور جمے ہوئے نظر آتے ہیں صور کے صدمہ سے بادلوں کی طرح چلنے لگیں گی بعد اس کے قیامت کے دن کی سزا سے ڈرانے کے لئے فرمایا کہ اللہ لوگوں کے ہر طرح کے عملوں سے اچھی طرح خبردار ہے رات کا سونا اور دن کا جاگنا حشر کا ایک نمونہ ہے اسلئے حشر کے ذکر کے بعد رات اور دن کا ذکر فرمایا صحیح بخاری میں حذیفہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نیند کی مثال موت کی اور نیند سے پھر ہوشیار ہوجانے کی مثال دوبارہ زندہ ہونے کی فرمائی ہے اس سے سونے اور جاگنے کو حشر کا نمونہ قرار دیا جاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوموسی اشعریؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ لوگوں کے رات کے عمل دن کے عملوں سے پہلے اور دن کے عمل رات کے عملوں سے پہلے اللہ تعالی کے روبرو پیش ہو جاتے ہیں یہ حدیث انہ خبیر بما تفعلون کی گویا تفسیر ہے معتبر سند سے مستدرک حاکم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا پہلے صور کی گھبراہٹ سے شہید لوگ امن میں رہیں گے یہ حدیث الا من شاء اللہ کی گویا تفسیر ہے"

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ

جو کوئی لایا بھلائی تو اسکو ملتا ہے اس سے بہتر اور انکو گھبراہٹ سے اوسدن چین ہے اور جو کوئی لایا

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

برائی سو اوندھے ڈالے ہیں اونکے مونہ آگ میں وہی بدلا پاؤگے جو کچھ کرتے تھے

منزل ۵

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالی نے صور کے پھونکنے کا ذکر فرمایا تھا اگرچہ اس بات میں علماء نے بڑا اختلاف کیا ہے کہ صور کتنی دفعہ پھونکا جاوے گا مگر صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو العاصؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صور فقط دو دفعہ ہی پھونکا جاوے گا جب حضرت عیسے علیہ السلام دجال کو ہلاک کر چکیں گے اور حضرت عیسے علیہ السلام کا زمانہ گذر چکے گا اور حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات ہوجاویگی تو اسکے بعد شام کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلیگی جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے اسطرح کے سب لوگ اس ہوا کے اثر سے مرجاویں گے اور شیطان کے بہکانے سے دنیا میں پھر پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح بت پرستی کا زور ہو جاوے گا اوس وقت پہلا صور پھونکا جاوے گا شروع شروع اس صور کی آواز سے لوگوں کے دلوں میں ایک گھبراہٹ پیدا ہوگی اور اس صور کی شروع کی آواز سے زمین کو حرکت ہوکر ایک زلزلہ بھی آوے گا پھر صور کی آواز بڑھنے پر سب زمین آسمان سب دنیا فنا ہو جاوے گی مسند امام احمد ابوداؤد و نسائی صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں اوس بن اوس ثقفی کی روایت ہے جسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کے دن آپ نے فرمایا کہ صور پھونکا جاوے گا جس کا مطلب ہے کہ پہلے صور کی دونوں آوازیں جمعہ کے دن ہوں گی اوس

کی شروع آواز سے لوگ گھبرائیں گے اور بے ہوش ہو جاویں گے اور پھر رفتہ رفتہ اوس کی آواز ایسی سخت ہو جاویگی جس سے پہاڑ زمین آسمان سب دنیا فنا ہو جاوے گی پہلی حالت کا نام نفخۂ فزع ہے اور دوسری حالت کا نام نفخۂ صعقہ اور دوسرا صور وہ ہے جس سے تمام دنیا پھر جی اوٹھے گی اسکا نام نفخۂ قیام ہے جن مفسروں نے تین صور پھونکے جانے کا ذکر اپنی تفسیروں میں لکھا ہے اگر اون کا مطلب اوس سے یہی ہے کہ پہلے صور کی دو حالتیں دو صور کے قائم مقام ہیں تو یہ مطلب صحیح ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ صور خود تین دفعہ پھونکے جاویں گے تو تین صور کی روایت ضعیف ہے غرض اوپر کی آیتوں میں صور کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں نیکی بدی اور نیکی کرنے والوں کی امن میں رہنے کا اور بدی کرنے والوں کا خرابی میں پھنسنے کا ذکر جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی آیتوں میں دونوں صور کا ذکر ہے گھبراہٹ اور پہاڑوں کا بادلوں کی طرح چلنا پہلے صور کی حالت کے بیان میں ہے اور مخلوقات کا حاضری سے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا اور نیکی بدی کا نتیجہ دوسرے صور کی حالت کا بیان ہے بعضے مفسروں نے یہ ایک شبہ بھی یہاں پیدا کیا ہے کہ ان آیتوں میں پہلے تو فرمایا ہے کہ جب صور پھونکا جاوے گا تو اہل آسمان اور زمین سب گھبرا جاویں گے اور پھر فرمایا کہ نیک لوگ اس دن امن میں رہیں گے ان دونوں باتوں میں مطابقت کیونکر ہے اس کا جواب مفسرین نے یہ دیا ہے کہ پہلے پہل تو قیامت کا خوف سب کو ہوگا لیکن پھر نیکوں کا انجام بخیر ہوگا اسلئے اون کا خوف امن سے بدل جاوے گا اور اس جواب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو صحیح بخاری مسلم میں حضرت عبداللہ رضؓ بن عمر کی روایت سے ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تنہائی میں بعضے گناہ گار مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اون کے گناہ یاد دلاوے گا جب وہ ڈریں گے کہ اون کی پکڑ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اونکو معاف فرماوے گا اور کافروں اور منافقوں پر سب کے سامنے لعنت فرماوے گا مسند امام احمد صحیح بخاری و مسلم اور نسائی میں حضرت عبداللہ رضؓ بن عباس سے حدیث قدسی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کی نیکیوں کا بدلہ اس سے بھی زیادہ دیا جاوے گا یہ حدیث فلہ خیر منہا کی گویا تفسیر ہے اسیطرح صحیح بخاری مسلم اور ترمذی میں انس رضؓ بن مالک اور ابوہریرہ رضؓ سے روایتیں ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ حشر کے منکر لوگ اس دن مونھہ کے بل گھسیٹے جا کر دوزخ میں جھونکے جاویں گے یہ روایتیں فکبت وجوہہم فی النار کی گویا تفسیر ہے ؛

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ

مجکو یہی حکم ہے کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جسنے اسکو رکھا ادب کا اور اسیکی ہے ہر چیز اور حکم ہے کہ رہوں

مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ

حکمبرداروں میں اور یہ کہ سنا دوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آویگا اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو

إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

تو کہدے میں بھی ہوں ڈر سنانیوالا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو آگے دکھاوے گا تمکو اپنے نمونے تو انکو پہچان لوگے اور تیرا رب بیخبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

اوپر کی آیتوں میں مشرکین مکہ کو حشر سے ڈرا کر ان آیتوں میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے کہدو مجھکو تو اللہ کا یہی حکم ہے کہ میں اس شہر مکہ کے رب کی بندگی کروں جس کو اوس نے ادب والا بنایا اور انسان اور اوسکی سب ضرورت

منزل ۵

کی چیزوں کو اوس نے اپنی قدرت سے اس طرح پیدا کیا کہ اوسمیں کوئی اوس کا شریک نہیں ہے شروع میں شہر مکہ کی بڑی تعظیم اور بڑا ادب ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کو ادب والا شہر ٹھہرایا ہے پھر فرمایا ان مشرکوں سے یہ بھی کہدو کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ کا مجھکو یہی حکم ہے کہ پڑھ سناؤں قرآن لوگوں کی نصیحت کے لئے اب قرآن کی نصیحت پر عمل کر کے جو کوئی راہ راست پر آوے گا اوس کا بھلا ہے ورنہ میں تو فقط عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں ڈرانا ڈرنا لوگوں کا کام ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے جو لوگ اللہ کی قدرت کی ابتک کی نشانیوں سے اوسکو نہیں پہچانتے اونہیں اونہی کے حال پر چھوڑ کر تم اللہ کی تعریف ورد زبان رکھو اور یہ مشرک تم کو اور کلام الٰہی کو جھٹلاویں تو تم اس سے کچھ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے وقت مقررہ پر وہ اپنی قدرت کی ایسی نشانیاں ان مشرکوں کو دکھاوے گا کہ ان کی ساری سرکشی خاک میں ملجاویگی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا ظہور ہوا کہ مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش خاک میں مل گئے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت سے یہ قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے ان آیتوں میں آیت ومن ضل فقل انما انا من المنذرین کو کہ جہاد کے حکم سے بعضے مفسروں نے منسوخ جو ٹھہرایا ہے اسکی تفصیل ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جہاد کے حکم سے کوئی درگذر کی آیت منسوخ نہیں ہے مشرکین مکہ کعبہ کو اللہ کا گھر جانتے اور رب الکعبہ کہکر اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے لیکن باوجود اس کے کعبہ میں اونہوں نے وہ بت رکھ چھوڑے تھے جن کی یہ لوگ پوجا کیا کرتے تھے اسی واسطے ان مشرکوں کو قائل کرنے کے لئے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے ان لوگوں سے کہدو کہ تم لوگوں کا کعبہ کو اللہ کا گھر کہنا بالکل غلط ہے اللہ کے گھر میں بتوں کا کیا دخل ہے مجھکو تو یہ حکم ہے کہ کعبہ میں اوس خالص ذات کی عبادت اور حکم برداری کروں جسکا یہ گھر ہے اللہ تعالیٰ کے گھر میں تم لوگ جو یہ بت پرستی کرتے ہو اس سے اللہ بے خبر نہیں ہے وقت مقررہ آنے پر وہ اپنی قدرت کا نمونہ تم کو دکھا دیوے گا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے چنانچہ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ ان بت پرستوں نے اللہ کے گھر کو جن بتوں سے گھیر رکھا تھا فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسولؐ ان بتوں کو لکڑیاں مار مار کر زمین پر گرا دیا اور کعبہ کو بت پرستی سے پاک کر دیا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ فتح مکہ کے بعد مشرکوں کو حج کرنے کی ممانعت کر دی گئی یہ حدیث بھی سیریکم ایتہ فتعرفونہا کی گویا تفسیر ہے "

سورۃ القصص مکیۃ وھی ثمان وثمانون ایۃ وتسع رکوعات

حسن اور عکرمہ اور عطا کا قول ہے کہ یہ تمام صورت مکہ معظمہ میں اوتری ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

طسم ۝ تلک ایت الکتب المبین ۝ نتلوا علیک من نبا موسی وفرعون بالحق لقوم

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ہم سناتے ہیں تجکو کچھ احوال موسیٰ اور فرعون کا تحقیق ایک لوگوں کے

منزل ۵

يُّؤْمِنُونَ ۝ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ

واسطے جو یقین کرتے ہیں . فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ انمیں

حروف مقطعات کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اب آگے حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ بیان فرمایا مبین کے معنی حق اور ناحق کو جدا کرنیکے ہیں لقوم یؤمنون میں ایمان والوں کو اسواسطے خاص کیا کہ انہیں کو قرآن کی نصیحت فائدہ کرتی ہے علا کے معنی تکبر کے ہیں اور بعضے مفسرین کا قول ہے کہ علا سے مطلب ہے کہ فرعون نے خدا ہونے کا دعوا کیا تھا کردیا فرعون نے مصر کے رہنے والوں کو کئی فرقے کی تفسیر میں قتادہ کا قول ہے کہ ایک جماعت کو فرعون نے غلام بنایا تھا اور ایک جماعت کو قتل کرتا تھا غرض فرعون نے بنی اسرائیل کو ہر طرح سے کمزور اور ضعیف کر رکھا تھا اور ان سے ذلیل کام لیتا تھا بنی اسرائیل اپنے زمانہ کے لوگوں میں سربرآوردہ تھے اُنہوں نے لوگوں پر ظلم کیا اور گناہ کے کام کئے اسکی سزا میں اللہ تعالیٰ نے فرعون اور قبطیوں کو انکے اوپر مسلط کر دیا انہوں نے انکو کمزور کر دیا اور طرح طرح کی انکو تکلیفیں دیں یہاں تک کہ فرعون ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا جسکا ذکر آگے آتا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب رضی کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ مشرک ہم لوگوں کو اب تو بہت ستاتے ہیں آپ نے خباب رضی کی تسکین فرمائی اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسی مدد کریگا کہ اہل اسلام کو مشرکین کے خوف کا کچھ اندیشہ باقی نہ رہیگا۔ اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جسطرح فرعون بنی اسرائیل کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اسی طرح ہجرت سے پہلے مشرکین مکہ مسلمانوں کو تکلیفیں دیتے تھے لیکن اللہ حق کا ساتھی ہے اور جسنے جسطرح آخر بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عنایت فرمایا وہی حال مشرکوں اور مسلمانوں کا آخر ہوا چنانچہ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو مشرکوں پر غلبہ ہوا اسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضی بن مالک کی روایت سے اور فتح مکہ کے وقت ان مشرکوں کے بتوں کو جو ذلت ہوئی اس کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ رضی بن مسعود کی روایت سے اوپر گزر چکا ہے خباب رضی بن الارت کی اوپر کی حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ نبی نکلتا ہے کہ فتح مکہ سے ایک مدت پہلے جسطرح آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسی مدد کریگا کہ اہل اسلام کو مشرکوں کے خوف کا کچھ اندیشہ باقی نہ رہیگا فتح مکہ کے بعد بالکل اسکے موافق ظہور ہوا ۱۱

يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ

ذبح کرتا انکے بیٹے اور جیتے رکھتا انکی عورتیں وہ تھا خرابی ڈالنے والا اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں اُنپر

اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

جو کمزور پڑے تھے ملک میں اور کریں اُنکو سردار اور کریں اُنکو قائم مقام اور جمادیں اُنکو ملک میں اور

وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ

دکھادیں فرعون اور ہامان اور انکے لشکروں کو انکے ہاتھ سے جس چیز کا خطرہ رکھتے تھے اور ہمنے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو

أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

کہ اسکو دودھ پلا پھر جب تجھکو ڈر ہو اسکا تو ڈال دے اسکو پانی میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کھا ہم پھر پہنچا دینگے تیری طرف اور کرینگے اسکو رسولوں سے

منزل ۵

اوپر گذر چکا ہے کہ فرعون نے ایک رات کو سوتے میں خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ مصر میں آکر پھیل گئی اور فرعون کی
قوم کے تمام گھر تو اوس آگ سے جل گئے لیکن مصر میں بنی اسرائیل کا محلہ اوس آگ سے بچ گیا ہے صبح کو فرعون جب سو کر اوٹھا تو اوس نے
اپنے نجومیوں اور جادوگروں کو جمع کر کے اوس خواب کی تعبیر پوچھی اونہوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے ہاتھوں
سے تیری بادشاہت غارت ہو جاوے گی اور مصر کو صدمہ پہونچیگا اس خواب اور اوس تعبیر کے ڈر سے فرعون نے بنی اسرائیل کے
لڑکوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ جب ہزار ہا لڑکے بنی اسرائیل کے قتل ہونے لگے تو فرعون کی قوم کے سرداروں نے فرعون سے
آنکر کہا کہ بنی اسرائیل میں کے بڑے بوڑھے تو اپنی موت سے مرجاویں گے اور ان کے لڑکے بادشاہی حکم سے مار ڈالے جاویں گے تو
بنی اسرائیل کی نسل عورتیں باقی رہجاویں گی پھر بادشاہی حکم سے طرح طرح کی محنت مزدوری کے کام جو بنی اسرائیل کو سونپے گئے ہیں
آخر وہ کیونکر چلیں گے اس پر فرعون نے یہ حکم دیا تھا کہ ایک سال بنی اسرائیل کے لڑکے مارے جاویں اور ایک سال چھوڑ دیئے جاویں
حضرت ہارون تو اوس سال میں پیدا ہوئے جو لڑکوں کے زندہ چھوڑ دینے کا سال تھا اور حضرت موسیٰ لڑکوں کے مارے جانے والے
سال میں پیدا ہوئے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اون کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ حضرت موسیٰ کو صندوق میں ڈالکر دریا میں
ڈالدیویں یہ اوپر سورہ یوسف میں گذر چکا ہے کہ حضرت یوسف کے زمانہ سے حضرت یعقوب کی اولاد جو بنی اسرائیل کہلاتی ہیں ملک شام
سے مصر میں آکر رہے حضرت یوسف کی وفات کے بعد جب فرعون کی حکومت ہوئی تو فرعون اپنی قبطی قوم کو تو عزت سے رکھتا تھا اور
بنی اسرائیل کو غیر قوموں کے ڈھب پاکر ذلت سے رکھتا تھا اور محنت مزدوری کے ذلیل کام اون سے لیتا تھا یہ قصہ تفسیر سدی میں ہے
یہ تفسیر ایک معتبر تفسیر ہے اس تفسیر میں اکثر روایتیں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس کی اسماعیل سدی نے
نقل کی ہیں سفیان ثوری اور شعبہ نے اکثر روایتیں اسماعیل سدی سے اپنی تفسیروں میں نقل کی ہیں اور ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں جگہ
جگہ اسماعیل سدی سے روایت کی ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں بھی اکثر جگہ تفسیر سدی سے روایتیں نقل
کی ہیں چنانچہ اس قصہ کو بھی حافظ ابن حجر نے تفسیر سدی کی حوالہ سے فتح الباری میں نقل کیا ہے اور اوسکی سند پر کچھ اعتراض نہیں
کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کی اصل ہے امام احمد نے اسمٰعیل سدی کو ثقہ کہا ہے اور ابن عدی نے صدوق ٹھیرایا ہے
حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اپنے خواب کی تعبیر سے ڈر کر فرعون نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اوس کو
مار ڈالا جاوے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاوے بنی اسرائیل کے بے گناہ لڑکوں کو مار ڈالنا ایک ظلم تھا اسیواسطے فرعون کو دنیا
میں خرابی ڈالنے والا فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا خرابی ہوگی اوس ظالم نے بنی اسرائیل کی نسل کو دنیا سے مٹا دینا چاہا تھا کیونکہ عمر
رسیدہ لوگ اپنی موت سے مرجاتے اور پیدا ہونے والے لڑکوں کو یہ ظالم مروا ڈالتا صحیح مسلم کے حوالہ سے جابرؓ بن عبداللہ کی حدیث
قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام ٹھرالیا ہے اور لوگوں کو بھی ظلم سے منع فرمایا ہے اس حدیث سے
یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ ظلم کیسی خرابی کی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو خود بھی اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرایا اور لوگوں کو
بھی اوسکے برتاؤ سے روکا۔ اب آگے فرمایا کہ فرعون نے تو اپنے خواب کی تعبیر کے مٹانے کی بہت کوشش کی مگر تقدیر الٰہی کے

آگے انسان کی تدبیر کیا چل سکتی ہے اللہ کا ارادہ ازلی تو یہ تہا کہ وہ بنی اسرائیل پر یہ احسان کرے کہ فرعون کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو ملک شام میں بادشاہ اور مصر میں فرعون کا قایم مقام بنا دیوے تاکہ فرعون اوسکا وزیر ہامان اور اونکے لشکر کے لوگ فرعونی جس خواب کی تعبیر سے ڈرتے ہیں وہی تعبیر اونکی آنکھوں کے سامنے آجاوے اور فرعون کو خدائی کے دعویٰ کی اور اوسکے ساتھیوں کو اوسکا ساتھ نباہنے کی پوری سزا مل جاوے لیکن اس انتظام کا ظہور موسیٰ علیہ السلام کے پرورش پانی اور بنی ہونے پر منحصر تہا اسلئے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں اللہ نے یہ بات ڈال دی تہی کہ جس سال لڑکے مارے جاتے تھے اوس سال موسیٰ کے پیدا ہونے کا کچھ اندیشہ نہ کیا جاوے اور دودہ پلانے کے بعد بلاخوف بچہ کو ایک صندوق میں لٹاکر اوس صندوق میں ایک رسی باندہ دیجاوے اور اوس رسی کے ایک سرے کو کسی پیڑ میں باندہ دیا جاوے تاکہ اوس بچہ پر کسی فرعونی کی نظر نہ پڑے اس تنے سے بچہ کے دریا میں ڈالنے سے کچھ اندیشہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس بچہ کو ہر آفت سے بچاکر اور صحیح سلامت ماں کے پاس لے آنا اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنا ذمہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اپنے رسولوں کے گروہ میں داخل کرنا چاہتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رض کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا میں جو کچھ ہونے والا تہا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق وہ سب لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزارہا لڑکوں کو قتل کرایا موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ ٹہرایا غرض اوسنے کوئی تدبیر اپنے خواب کی تعبیر کو اوڑا دینے کی اوٹہا نہیں رکہی لیکن دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تہی وہ کسی تدبیر سے ٹل نہ سکی قتادہ کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں جو بات اللہ تعالیٰ نے ڈالی وہ نبوت کی وحی نہیں تہی۔ کیونکہ نبوت کی وحی میں امت کی ہدایت کی طرح طرح کے احکام ہوتے ہیں جو اس الہام میں نہیں تھے اسلئے یہ الہام خاص دنیوی انتظام کا ایک الہام تہا نبوت کی وحی نہ تہی معتبر سند سے ترمذی میں انس رض بن مالک سے اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رض سے عورتوں کی فضیلت میں جو روایتیں ہیں اونمیں حضرت خدیجہ فاطمہ مریم اور آسیہ فرعون کی بی بی ان چار عورتوں کا ذکر ہے علاوہ ان روایتوں کے اور بعضی صحیح روایتوں میں حضرت عائشہ کی فضیلت کا بہی ذکر ہے ان سب روایتوں سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا الہام اگر نبوت کی وحی کے برابر ہوتا تو وہ نبی ہوتیں اور عورتوں کی فضیلت کی حدیثوں میں اونکا ذکر ضرور ہوتا ۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ

پہر اوٹہا لیا اوسکو فرعون کے گہر والوں نے کہ تہا اونکا دشمن اور کڑہانیوالا بیشک فرعون اور ہامان اور اونکے لشکر چوکنے والے تہے

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

اور بولی فرعون کی عورت آنکہوں کی ٹہنڈک ہے مجکو اور تجکو اوسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کرلیں اوسکو بیٹا اور اونکو خبر نہیں

منزل ٥

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا مکان دریائے نیل کے کنارہ پر تھا اونکی ماں نے ایک صندوق بنایا اور اوس میں بچھونا بچھایا اور فرعون کے
کے خوف سے دودھ پلانے کے بعد بچہ کو اوس صندوق میں رکھ کر صندوق کو دریا میں چھوڑ دیتیں مگر صندوق میں ایک رسی باندھ رکھی
تھی ایک روز جو صندوق میں بچہ کو رکھا تو رسی باندھنی بھول گئیں یوں ہی دریا میں چھوڑ دیا وہ بہہ گیا یہاں تک کہ فرعون کے محل
کے نیچے سے وہ صندوق گذرا لونڈیوں نے اوسکو اوٹھا کر حضرت آسیہ کے پاس پہونچایا اونکو خبر نہ تھی کہ اسمیں کیا ہے کھولا تو ایک
لڑکا تھا اونکی محبت خدا نے حضرت آسیہ کے دل میں ڈالی یہ اسواسطے کہ خدا نے آسیہ کو نیک بخت اور فرعون کو بدبخت بنانیکا ارادہ
کیا تھا جب فرعون نے حضرت موسیٰ کو دیکھا تو اونکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا مگر حضرت آسیہ نے فرعون کو اس ارادہ سے روکا اور
کہا کہ یہ لڑکا میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے فرعون نے کہا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میری نہیں فرعون سے یہ بات اللہ تعالیٰ
نے کہوائی کیونکہ حقیقت میں ایسا ہی ہوا کہ خدا نے موسیٰ کی سبب سے حضرت آسیہ کو ہدایت دی اور فرعون مردود کو ہلاک کیا حضرت
آسیہ کے فرعون سے کوئی اولاد بھی نہ تھی اسواسطے آسیہ نے یہ بھی کہا کہ ہم اس لڑکے کو لے پالک بیٹا بنالیں گے اور اللہ کو
کی مصلحت کی خبر اونکو نہ تھی۔ لیکون لہم عدوا وحزنا کی تفسیر میں قتادہ کا قول ہے کہ دین کی باتوں میں تو موسیٰ علیہ السلام فرعون
اور فرعونیوں کے دشمن تھے اور دنیا میں فرعون اور فرعونیوں کی بربادی کا سبب تھے یہی مطلب آیت کے اس ٹکڑے کا ہے
جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق قصہ کے انجام کے طور پر ترجمہ کر آخر میں وہم لا یشعرون فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے
کہ فرعون اور فرعونیوں کو اس انجام کی خبر نہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ لوگ فرعون کا لے پالک بیٹا جانکر یہ خیال جو کرتے ہیں کہ
فرعونی بادشاہت کو موسیٰ علیہ السلام کے سبب سے کچھ مدد پہنچے گی ان لوگوں کا یہ خیال اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق
نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق موسیٰ علیہ السلام کے سبب سے فرعونی بادشاہت برباد ہو کر مصر سے فرعون
پرستی بالکل جاتی رہیگی۔ کانو خاطئین کا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ جو یہ جانتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہو کر انہی لوگوں کے طریقہ
پر رہیں گے یہ خیال بھی غلط ہے موسیٰ علیہ السلام تو بڑے ہو کر مصر کو فرعون پرستی سے بالکل صاف و پاک کر دیں گے۔ سورہ
بقرہ میں گذر چکا ہے کہ انسان کو غیب کا علم نہیں ہے اسلئے انسان بعض باتوں کو اپنے حق میں اچھا جانتا ہے لیکن علم الٰہی
میں وہ باتیں اوسکے حق میں اچھی نہیں ہوتیں یہی حاصل موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصہ کا ہے کہ فرعونی لوگ موسیٰ
علیہ السلام کو فرعون کا لے پالک بیٹا جانکر جن اچھے خیالوں میں لگے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں اونکے وہ
خیالات بے اصل تھے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد مسند بزار اور مسند ابی یعلیٰ میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جس میں
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی ایماندار شخص کسی بات کو اپنے حق میں اچھا جانکر اللہ تعالیٰ سے اوس
بات کے پورے ہو جانے کی دعا کرتا ہے اور علم الٰہی میں وہ بات اوس شخص کے حق میں اچھی نہیں ہوتی تو بجائے اوس
کے پوری ہونے کی کوئی برائی اوس شخص پر جو آنیوالی تھی وہ ٹل جاتی ہے اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں یہ
دخل ہے کہ فرعونی لوگ اللہ کو نہیں پہچانتے تھے بلکہ فرعون کو اپنا معبود جانتے تھے اسواسطے اون کے دلی خیالات

نہی پورے نہیں ہوسے اور خیالات کے پورے نہ ہونے کی عوض میں ڈوب کر مرنے برائی جو ان لوگوں پر آنیوالی تہی وہ بہی اون کے سر پر سے نہ ٹلی مگر ایماندار لوگوں پر اللہ کی یہ رحمت ہے کہ اونکی کوئی خواہش اونکے حق میں اچہی نہیں ہوتی تو بجائے اپنی خواہش کے پورے ہونے کی کوئی آفت اونکے سر پر سے ٹل جاتی ہے ۱۱

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ

اور صبحکو موسیٰ کی ماں کے دلمیں قرار نہ رہا نزدیک ہوئی کہ ظاہر کردے بیقراری کو اگر نہ ہمنے گرہ دی ہوتی اُسکے دلپر اسواسطے کہ رہے

الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ

ایمان والونمیں اور کہدیا اُسکی بہن کو اُسکے پیچھے چلا جا پہر دیکہتی رہی اُسکو اجنبی ہوکر اور اُنکو خبر نہ ہوئی اور روک رکہی تہیں ہمنے اُس سے

مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ۝ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ

دائیاں پہلے سے پہر لولی میں بتاؤں تمکو ایک گہر والے وہ اسکو پالدیں تمکو اور وہ اُسکو بہلا چاہنے والے ہیں پہر پہنچا دیا اُسکو

كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اُسکی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اُسکی آنکھ اور غم نہ کہاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے

اگرچہ بعضے مفسروں نے اس آیت کے معنے یہ کئے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی ماں کا دل ہر طرح کے غم سے خالی تہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دل میں پہلے ہی یہ اطمینان الہام کے ذریعہ سے پیدا کر دیا تہا کہ اون کا لڑکا دریا میں ڈالدینے سے ضایع نہ ہوگا اور صحیح سلامت پہر اون کے پاس آجاوے گا لیکن یہ معنے قرآن شریف کے مطلب کے مخالف ہیں اسیواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اس معنے کو ضعیف ٹہرایا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے خود یہ فرمادیا ہے کہ حضرت موسیٰ کی ماں نے بے قراری کے سبب سے حضرت موسیٰ کی بہن کو حضرت موسیٰ کا حال دریافت کرنے کو بہیجا اور حضرت موسیٰ کی ماں کو اسقدر رنج اور پریشانی تہی کہ اگر اللہ اون کا دل مضبوط نہ کردیتا تو کچہہ دور نہ تہا کہ وہ اپنے لڑکے کا دریا میں ڈالدینے کا قصہ ظاہر کردیتیں اور اللہ نے اونکا دل غیب سے اسواسطے مضبوط کیا کہ اون کو اللہ کے اس وعدے کا پورا یقین رہے کہ اون کا لڑکا اون کے پاس پہر آجاوے گا تو اس قرآن شریف کے مطلب سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے دریا میں ڈالنے کے بعد حضرت موسیٰ کی ماں کو نہایت بیقراری تہی اور اللہ تعالیٰ نے اس بے قراری کو رفع کرنے کی غرض سے اون کے دل کو مضبوط کیا اس لئے صحیح قول میں امام المفسرین عبداللہ بن عباسؓ نے بہی معنے پسند کئے ہیں جو قرآن شریف کے مطلب کے موافق ہیں جسکا حاصل یہی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی ماں کے دل میں اسقدر بے قراری تہی کہ اگر اللہ تعالیٰ اون کا دل مضبوط نہ کرتا تو وہ لوگوں کے سامنے اپنا سارا قصہ ضرور بیان کردیتیں بعضے مفسروں نے یہ معنے بہی بیان کئے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی ماں کا دل اس سبب سے غم سے خالی ہوگیا تہا کہ اونہوں نے سن لیا تہا کہ فرعون نے اونکے لڑکے کو اپنا بیٹا بنالیا اور اسی خوشی سے وہ یہ قصہ لوگوں سے ظاہر کرنا چاہتی تہیں کہ جس لڑکے کو فرعون نے اپنا بیٹا بنایا ہے وہ انکا ہی لڑکا ہے اس معنے کو بہی اکثر

مفسروں نے ضعیف قرار دیا ہے غرض قرآن شریف کے مضمون سے لگتے ہوئے وہی معنے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے
حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جب وہ صندوق دریا میں بہ گیا تو موسیٰ علیہ السلام کی جدائی کے غم میں موسیٰ علیہ السلام
کی ماں کا دل یہاں تک بیقرار ہوگیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اونکے دل میں اتارا دودہ ایک کے وعدہ کا یقین نہ پیدا کردیتا تو وہ اپنے
لڑکے کا سارا قصہ لوگوں سے کہدیتیں اسپر بھی موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے یہ بیقراری کی کہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو
صندوق کے پیچھے یہ سمجھا کر بھیجا کہ اجنبی بنکر اوس صندوق کو دیکھیں کہ کہاں بہ کر جاتا ہے - یہ تو اوپر گذر چکا ہے کہ جب وہ
صندوق فرعون کے محل کے نیچے پہونچا تو آسیہ کے پاس پہونچ گیا اور جب وہ صندوق کھولا گیا تو اللہ تعالےٰ نے موسیٰ
علیہ السلام کی محبت آسیہ کے دل میں ڈالدی اب اس محبت کے جوش میں آسیہ نے کئی انائیں موسیٰ علیہ السلام کے دودھ
پلانے کے لئے بلوائیں مگر اپنی ماں کے آنے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے کسی انا کی چھاتی مونہ میں نہ پکڑی یہ حال دیکھ موسیٰ
علیہ السلام کی بہن نے لوگوں سے کہا کہ میں تم کو ایسی انا کا پتہ بتلاتی ہوں جسکے پاس یہ بچہ اچھی طرح پرورش پا سکتا ہے -
اب اسکے بعد موسیٰ علیہ السلام کی ماں وہاں بلائی گئیں اور اونکا بچہ دودہ پلانے کے لئے اونکے حوالہ ہوگیا - آگے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام اسلئے کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی تسکین ہوجاوے اور اللہ کے وعدے کو وہ سچا جان
لیویں پھر فرمایا اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اللہ کے سب وعدے سچے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن
مالک کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی میں مشرکوں کی لاشوں پر
کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں جو دخل ہے اوسکا حاصل
یہ ہے کہ مشرکین کہ اگرچہ اس وقت اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے وعدہ کو جس طرح اللہ تعالیٰ
نے پورا کیا اسی طرح اوسکا عذاب آخرت کا وعدہ ایک دن پورا ہونے والا ہے لیکن دنیا سے اوٹھنے کی ساتھ ہی ان
ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی سچا ہونے کی حالت اچھی طرح معلوم ہوجاویگی"

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ
اور جب پہونچا اپنے زور پر اور سنبھالا دیا ہمنے اوسکو حکم اور سمجھ اور اسیطرح ہم بدلا دیتے ہیں نیکی والوں کو　اور آیا شہر کے اندر
عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ
جس وقت بیخبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اُسمیں دو مرد لڑتے یہ اُسکے رفیقوں میں　اور یہ اُسکے دشمنوں میں
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا
پھر فریاد کی اُس پاس اُسنے جو تھا اُسکے رفیقوں میں اسکے جو تھا اُسکے دشمنوں میں پھر مکا مارا اُسکو موسیٰ نے پھر اُسکو تمام کیا بولا
مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ
یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانیوالا صریح　بولا اے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجکو پھر اُسکو بخشدیا

منزل ۵

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ۝ فَأَصْبَحَ

بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان ۔ بولا اے رب جیسا تو نے فضل کیا مجھ پر پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ۔ پھر صبح کو اٹھا

فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

اس شہر میں ڈرتا راہ دیکھتا پھر وہی جسنے کل مدد مانگی تھی اس سے فریاد کرتا ہے اسکو ۔ کہا موسیٰ نے

إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ ۝ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ

مقرر تو بے راہ ہے صریح ۔ پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اُسپر جو دشمن تھا اُن دونوں کا ۔ بول اٹھا اے موسیٰ

أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ

کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے خون کر چکا ہے ایک جی کا کل کو ۔ تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور نہیں چاہتا

أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ۝ وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ

کہ ہو وے ملاپ کرنے والا ۔ اور آیا ایک مرد شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ۔ کہا اے موسیٰ دربار والے

يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ

مشورہ کرتے ہیں تجھپر کہ تجھکو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں ۔ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا ۔ بولا اے رب

نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

خلاص کر مجھکو اس قوم بے انصاف سے ۔ اور جب منہ کیا مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجھکو سیدھی راہ پر

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ

اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پائے وہاں جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے ۔ اور پائیں اُنکے سوائے دو عورتیں روکے کھڑیں

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ

بولا تمکو کیا کام ہے ۔ بولیاں ہم نہیں پلاتیں پانی جب تک پھیر لیجاویں چرواہے اور ہمارا باپ بوڑھا ہے بڑی عمر کا ۔ پھر اُس نے پلا دیے اُنکے جانور

تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ

پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف ۔ بولا اے رب تو جو اتارے میری طرف اچھی چیز میں اُسکا محتاج ہوں ۔ پھر آئی اُس پاس اُن دونوں میں سے ایک

قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ

چلتی شرم سے ۔ بولی میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اُسکا جو تو نے پلا دیا ہمارے جانور ۔ پھر جب پہنچا اُس پاس اور بیان کیا اُس سے احوال

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝

کہا مت ڈر بچ آیا تو اُس قوم بے انصاف سے ۔ بولی اُن دونوں میں سے ایک اے باپ اسکو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جو تو رکھا چاہے زور آور ہو امانت دار

ع ٣ منزل ٥

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نانا بانی اور بچپن کا حال بیان کر دیا تو فرمایا کہ جب وہ جوانی کو پہونچ گئے اور دشمن کے گھر
پرورش پاکر سب طرح سنبھل گئے تو اللہ تعالیٰ نے اونکو حکم اور سمجھہ دونوں عنایت کئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے مصر سے نکلکر مدین میں پہونچنے کا سبب بیان فرمایا کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام مصر کے بازار میں تھے کہ اونہوں نے دو
شخصوں کو لڑتے ہوئے دیکھا جنمیں ایک اون کے گروہ میں سے تھا اور دوسرا اون کے دشمنوں سے حضرت عبداللہ
بن عباس نے حین غفلۃ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وہ دوپہر کا وقت تھا اسرائیلی نے فریاد کی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی
کے ایک گھونسا مارا جس سے وہ فرعونی مرگیا تو فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ شیطانی کام ہے - وہ کھلا دشمن ہے
بہکانیوالا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کی کہ اے رب میرے ظلم کیا میں نے اپنی جان پر بس بخشش کر
میرے لئے اللہ تعالیٰ نے اونکی یہ چوک بخشدی کہ وہ بڑا بخشش کرنے والا مہربان ہے موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ اوس قبطی
کے مار ڈالنے کا نہ تھا اسلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس کے مرنے کے بعد پچھتائے اور اوس کو ریت میں دفن کر دیا اور
اپنے اس قصور پر حضرت موسیٰ ہمیشہ پشیمان رہے یہاں تک کے قیامت کے روز جب لوگ اون سے شفاعت
کرانا چاہیں گے تو وہ فرمائیں گے انی قتلت نفسا لم اومر بقتلہا جسکا مطلب یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو قتل کر ڈالا
جسکا مجکو حکم نہ تھا یہ ٹکڑا شفاعت والی حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ کی حدیث سے ہے حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اوس اسرائیلی مظلوم کی مدد کی تھی کہ اوس سے اوسکے ظالم دشمن کو دفع کیا تھا لیکن اتفاق سے وہ
قبطی مرگیا غرضکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو مار ڈالا تو صبح کے وقت راہ دیکھتے اوٹھے کہ مقتول کے وارث
فرعون کے پاس فریادی گئے ہوں گے دیکھا چاہیئے کہ کس کے اوپر خون ثابت ہوا ابھی تک یہ بات پوشیدہ تھی کہ کس
نے مارا کہ ناگہاں وہی شخص جسکی مدد میں موسیٰ علیہ السلام نے کل فرعونی کو مارا تھا دوسرے فرعونی کے ساتھ جھگڑ رہا تھا
جب حضرت موسیٰ اوسپر سے گذرے تو پھر اوس نے فریاد کی حضرت موسیٰ نے خفا ہو کر اوس سے کہا کہ تو تو صریح بے راہ
ہے کہ ہر روز ہر ایک سے اولجھتا ہے اور مجھے لڑواتا ہے پھر جب اوس ظالم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھہ ڈالنا چاہا
تو مظلوم نے جانا کہ مجھے مارنا چاہتے ہیں کیونکہ مجھہ ہی پر خفا ہو رہے ہیں اور اپنے بچانے کے واسطے کہنے لگا کہ موسیٰ تم
چاہتے ہو کہ جسطرح تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا اوسیطرح مجھکو بھی آج مار ڈالو اس سے پیشتر پہلے روز کا معاملہ سوائے
حضرت موسیٰ اور اوس اسرائیلی کے کوئی اور نہیں جانتا تھا فرعونی نے جب یہ بات سنی تو اوس نے دوڑ کر فرعون سے
جاکر کہا کہ کل کے روز جو تمہارا آدمی مارا گیا ہے اوسکو موسیٰ نے قتل کیا ہے فرعون بہت غضبناک ہوا اور موسیٰ
کے مارنے کا ارادہ کیا اور کئی پیادے مقرر کئے کہ موسیٰ کو تلاش کر کے لاویں حضرت اتنے میں پیادوں کے آنے
سے پہلے ایک شخص نے موسیٰ علیہ السلام سے آنکر کہا کہ اے موسیٰ تم اس شہر سے کہیں اور چلے جاؤ فرعونی لوگ
تمہارے مارنے کی صلاح کر رہے ہیں میں تمہارا خیر خواہ ہوں اسلئے میں نے تمکو یہ خبر کر دی ہے اس شخص کا نام حزقیل

تہا فرعون کے لوگوں میں سے یہی مسلمان تھا اقصے المدینہ شہر کے دوسرے کنارے کو کہتے ہیں مطلب یہ ہی کہ وہ اتنا تیز آیا اور
اور نزدیک کا راستہ اختیار کیا کہ فرعون کے سپاہی سے پہلے موسیٰ تک پہونچ گیا اور اونکو فرعون کے ارادہ سے آگاہ کردیا اوسوقت
حضرت موسےٰ تنہا شہر سے باہر نکلے اور اُس سے پیشتر اونہوں نے کبھی سفر نہیں کیا تہا اتنی عمر عیش وعشرت میں گذاری تہی
ڈرتے ہوئے شہر سے نکلے بعضے مفسروں نے لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ گھوڑے پر سوار بہیجا اُس نے حضرت موسیٰ
کو راستہ بتایا غرضکہ مدین کے طرف متوجہ ہوکر کہا مجھکو امید ہے کہ میرا پروردگار مجھکو سیدہے راستہ پر لے جاوے جب مدین کے
پانی پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک کنوئیں پر لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتیں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے الگ
کہڑی ہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اون عورتوں سے پوچھا کہ تم کیوں نہیں انکے ساتھ اپنی بکریوں کو پانی پلاتیں اونہوں
نے کہا کہ جب یہ لوگ فارغ ہوکر چلے جاویں گے تو ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا دینگے کیونکہ ہم خود تو پانی کا ڈول کھینچ نہیں
سکتے اور ہمارے باپ بہت بوڑہے ہیں معتبر سند سے مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب کنوئیں
پر کے لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا چکے تو کنوئیں کے مونہہ پر اونہوں نے ایک پتھر رکہدیا جسکو دس آدمی اوٹہاتے تھے یہ حال دیکھکر
موسےٰ علیہ السلام پتھر کے نزدیک آئے اور اُوسکو اُٹہایا اور ان دونوں عورتوں کی بکریوں کو اچھی طرح پانی پلا دیا اور حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے جو مدین تک سفر کیا تو اُنکے پاس کہانے کی کوئی
شئے نہ تہی اور ننگے پاؤں تھے مدین تک ابھی نہ پہونچے تھے کہ پاؤں کے تلووں میں چھالے پڑ گئے تھے اور تلووں کی کہال
اوتر پڑی تہی درخت کے سایہ میں جا بیٹھے مدین فرعون کی عملداری سے باہر مصر سے دس دن کے راستے پر تہا اور اوس
وقت حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے اور وہ دو عورتیں جو اپنی بکریوں کو روکے کہڑی تہیں حضرت شعیب علیہ السلام
کی بیٹیاں تہیں حضرت شعیب علیہ السلام بیٹیوں کی بکریاں چرانے پر خوش تھے کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں
چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی روایت میں اس کا ذکر ہے غرضکہ جب وہ دونوں لڑکیاں ہر روز کی بہ نسبت سویرے سے بکریاں
لیکر اپنے باپ کے پاس آئیں تو باپ کو تعجب ہوا جب لڑکیوں کی زبانی سب قصہ سنا تو باپ نے اون دونوں لڑکیوں میں سے ایک
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بلانے کو بہیجا وہ آئی اور موسےٰ علیہ السلام سے کہا میرا باپ تمکو بلاتا ہی کہ پانی پلانے کی اجرت دے
معتبر سند سے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آستین سے منہ ڈہانک کر آئی غرضکہ جب
موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور اونہوں نے اپنی وہ سرگذشت بیان کی کہ جس کے سبب
مصر سے نکلے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا اب کچھ نہ ڈرو تم ظالم قوم کے ظلم سے بچ گئے مطلب یہ کہ تم اون کی عملداری
سے باہر نکل آئے کہ یہاں اون کی حکومت نہیں ہے اسمیں اختلاف ہی کہ کونسی لڑکی نے دونوں میں سے یہ کہا کہ اے
باپ اوسکو مزدوری پر نوکر رکھ لو بعض نے کہا کہ جو لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے گئی تہی اوس نے کہا کہ اے
باپ اون کو بکریاں چرانے کے واسطے نوکر رکھ لو اور جب لڑکی نے یہ بات کہی کہ یہ صاحب قوت اور امانت دار ہے تو باپ

منزل ۵

نے کہا مجھکو اس شخص کی طاقت اور امانت کا حال کیونکر معلوم ہوا اوسنے جواب میں کہا کہ کنوئیں کے مونہہ پر سے اوس پتھر کو اوٹھا لیا
جس کو دس آدمی اوٹھاتے ہیں اور جسوقت میں اسکو بلا کر لائی تو اسکے آگے آگے چلتی تھی اسنے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چل جب
کوئی راستہ نیا آوے یا کئی راہیں ہوں تو جو نسے راستے پر چلنا مقصود ہو اوسکی طرف کنکر پھینکدے میں سمجھ جاؤں گا کہ اسطرف
جانا ہے آتیناہ حکما و علما کی تفسیر میں مجاہد کا قول ہے کہ انبیا کو نبوت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی جان لینے کی سمجھ اللہ
تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے جس سے انبیا اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدہ لاشریک ہونے کا حکم قایم کر لیتے ہیں
اوسیکو آتینا حکما و علما فرمایا سورہ انعام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو قصہ گذر چکا ہے کہ اونہوں نے سورج چاند اور تاروں کو
دیکھکر اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک پہچان لیا اوس سے اور صحیح بخاری کی حضرت عائشہ کی اوس حدیث سے جسمیں یہ ذکر ہے کہ
نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں جاکر خالص اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے مجاہد کے اس قول کی پوری
تائید ہوتی ہے کہ انبیا کو نبوت سے پہلے توحید کی سمجھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہو آگے آتا ہے کہ نبوت سے پہلے
کی اس حالت کے دس برس کے بعد مدین سے مصر کو واپس آتے وقت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی ہے اسلئے جن
مفسروں نے نبوت سے پہلے کی اس حالت کی تفسیر نبوت کو قرار دیا ہے وہ تفسیر صحیح نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم میں سلیمانؓ
بن صرد سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنے کی ہدایت
فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو غصہ شیطان کے بہکانے سے آتا ہے جو اعوذ کے پڑھنے سے جاتا رہتا ہے۔ غصہ
کی حالت میں فرعون شخص کے گھونسا مارنے کو موسیٰ علیہ السلام نے شیطانی کام جو کہا اوسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح
سمجھ میں آسکتی ہے یہ سلیمان بن صرد کوفی صحابہ میں ہیں حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایتہ ہے گھونسا مارنے سے
بطور عادت کے آدمی نہیں مرتا اسلئے یہ قتل خطا کی صورت تھی جو موسیٰ علیہ السلام سے ظہور میں آئی مقتول کے وارث
بغیر عہد والے مشرک تھے اسواسطے بغیر خون بہانے کے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی خطا کو معاف فرمادیا صحیح بخاری
و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنی ستر بیبیوں سے ستر لڑکے پیدا ہونے کی قسم کھائی مگر
انشاءاللہ کہنا بھول گئے اسلئے کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا یہ حدیث اس بات کی تفسیر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلی
اکون ظہیر اللمجرمین کے بعد انشاءاللہ کہنا بھول گئے اسلئے دوسرے دن پر وہی قصہ پیش آیا ۔۔

منزل ۵

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ
کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھکو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر اگر تو پوری کرے
عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ
دس برس تو تیری طرف سے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھپر تکلیف ڈالوں تو پاوے گا مجھکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے بولا یہ ہو چکا میرے

وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ؀

تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کردوں سو زیادتی نہو مجھپر اور اللہ پر بھروسہ اسکا جو ہم کہتے ہیں

علمائے مفسرین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بڑا اختلاف کئی باتوں میں کیا ہے پہلی یہ کہ مصر سے جاکر جن بزرگ سے مدین میں حضرت موسےٰ علیہ السلام ملے وہ بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام تھے یا دوسرے کوئی شخص تھے دوسرے یہ کہ ان بزرگ کی چھوٹی لڑکی سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا یا بڑی سے تیسرے یہ کہ ان بزرگ سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ شرط جو ٹھہری تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان بزرگ کے پاس کم سے کم آٹھ برس رہکر ان بزرگ کی بکریاں چرادیں اور اگر ہوسکے تو اور دو برس اپنی طرف اور اپنی خوشی سے پورے کریں پھر یہ نہیں معلوم ہوا کہ مدین میں حضرت موسےٰ علیہ السلام آٹھ برس رہے یا دس برس رہے اگرچہ یہ تینوں باتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی پر قرآن شریف کی تفسیر منحصر نہیں ہے کس لئے کہ قرآن شریف کی تفسیر کے لئے اسقدر ذکر کافی ہے کہ مصر سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کو گئے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جن بزرگ کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر نہیں کیا اور ان بزرگ کی ایک بیٹی سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا خواہ چھوٹی خواہ بڑی اور آٹھ برس یا دس برس حضرت موسےٰ علیہ السلام مدین میں رہے لیکن مفسرین نے جب ان باتوں کو اپنی تفسیروں میں ذکر کرکے آپسمیں اختلاف بھی کیا ہے تو اس اختلاف میں غلبہ کدہر ہے اور نتیجہ اوس اختلاف کا کیا ہے اسکا ذکر مختصر طور پر کردیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ روایۃ طبرانی اور تفسیر حضرت حسن بصری اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ حضرت شعیب تھے اب جو مفسران روایتوں کے خلاف میں ہیں انکا اعتراض یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شعیب اور حضرت لوط کا زمانہ قریب قریب تھا کیونکہ حضرت شعیب نے اپنی امت کو وما قوم لوط منکم ببعید کہکر ڈرایا ہے اور حضرت موسیٰ اور حضرت لوط کے زمانہ میں چار سو برس کے قریب کا فرق ہے حضرت شعیب حضرت موسیٰ کے زمانہ تک کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں اسکا جواب مفسرین نے یہ دیا ہے کہ حضرت شعیب کی عمر بہت بڑی ہوئی ہے دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ بزرگ اگر حضرت شعیب ہوتے تو اللہ تعالیٰ ضرور انکا نام قرآن شریف میں ذکر فرماتا اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے وابونا شیخ کبیر جو فرمایا ہے یہ ان بزرگ کی لڑکیوں کا قول ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کے طور پر فرمایا ہے اور یہ بات دنیا میں ایک عادتی ہے کہ اولاد اپنے باپ کا نام کم لیا کرتی ہے اس لئے قرآن شریف کے اس قصہ میں ان بزرگ کے نام لینے کا موقع نہیں تھا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے اس قصے کی جن روایتوں میں حضرت شعیب کا نام آیا ہے وہ روایتیں ضعیف ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب روایتوں کو ملانے سے ایک روایت کو دوسری سے قوت ہوجاتی ہے علی الخصوص جبکہ عتبہ بن منذر کی معتبر روایت میں حضرت شعیب کا نام موجود ہے تو پھر اب باقی کی دو باتیں اختلافی کی رہیں اس اختلاف کا رفع یہ ہے کہ صحیح بخاری اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور مسند بزار میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس برس تک مدین میں رہے اور ابوذرؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت شعیب کی چھوٹی لڑکی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا اور تفسیر ابن ابی حاتم میں سوید بن عمران اور عتبہ بن منذر کی جو روایتیں

ع ۳

منزل ۵

ہیں وہ بھی مسند بزار کے موافق ہیں ان میں جس روایت میں کچھ ضعف ہے ، اوسکا حال یہ ہے کہ ایک روایۃ کو دوسری روایت سے تائید ہو جانیکے بعد وہ ضعف جاتا رہتا ہی ابوذر کی مسند بزار کی حدیث کی سند میں اسحاق بن ادریس راوی میں کلام ہے لیکن طبرانی صغیر اور اوسط کی سند میں یہ راوی نہیں ہے اسیواسطے مجمع الزوائد میں اس سند کو معتبر قرار دیا ہی حاصل کلام یہ ہے کہ اختلاف کی یہ جانب ایسی ہے جسکی سند روایتی ہے اور دوسری جانب ایسی ہے کہ محض عقلی ہے اور یہ ایک مسلم الثبوت بات ہے کہ تفسیر کے باب میں جانب روایتی ۔عقلی پر غالب ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم اگر اس شرط پر راضی ہو کہ آٹھ برس یہاں مدین میں رہکر میری بکریاں چراؤ تو ان دونوں لڑکیوں میں سے اپنی ایک لڑکی کا نکاح میں تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں اور اگر اس شرط سے بڑھ کر اور دو برس تم یہاں رہو تو یہ تمہارا احسان ہے میں دو برس کی زیادتی میں تمہارے اوپر کچھ زبردستی نہ کروں گا اور اللہ نے چاہا تو تم مجھکو حسن اخلاق اور وعدہ کا پورا کرنے میں نیک خصلت پاؤ گے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ شرط مجھکو منظور ہے آٹھ برس تو ضرور میں یہاں رہوں گا اسکے بعد دو برس کی زیادتی میرے اختیار پر چھوڑ دی جاوے موسیٰ علیہ السلام کے اس جواب کے بعد معاہدہ پورا ہو گیا اسلئے شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اب ہم اس معاملہ کے پورا ہو جانے کا اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاہدہ کی سچائی سے پورا کردے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ بولنے کو جنت کا راہ بر فرمایا ہی اس حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمان آدمی کو ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت کا پابند ہونا کتنے بڑے مرتبہ کی بات ہے اسلئے ایماندار آدمی کو شعیب علیہ السلام کی طرح اللہ پر بھروسہ کرکے ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت لازم ہے ؎

منزل ۵

فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا

پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت اور لیکر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی پہاڑ کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھیرو بیٹھے

إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا آگ کا شاید تم تاپو پھر جب

أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ

پہنچا اس پاس آواز ہوئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے تختے میں اس درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ

رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ

جہان کا رب اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اسکو پھنپھناتے جیسے سانپ کی شاخ ہی الٹا پھرا مونہہ موڑ کر اور نہ پیچھے دیکھا اے

أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ۝ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

آگے آ اور نہ ڈر تجھسکو خطرہ نہیں پیٹھا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آوے چٹا نہ کچھ برائی سے

کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ضرور پورا فرماویگا اور نوبجہدی اوف بعہدکم پر ہر مسلمان کو پورا ایمان رکھنا چاہیے اور اپنے عہد کو خالص دل سے پورا کرنا چاہیے، پھر اللہ کے عہد کا اپنے وقت پر ضرور ظہور ہونے والا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ لوگ خالص دل سے اللہ کی عبادت اسطرح کریں کہ اوس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اور اس حق کے پورا ہوجانے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اون کو اپنے عذاب سے بچاوے یہ حدیث اللہ تعالیٰ اور بندوں کے عہد اور اوس کے پورا ہونے کی گویا تفسیر ہے"

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ

پھر جب پہنچا اُن پاس موسیٰ لیکر ہماری نشانیاں کھلی بولے اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جوڑ لیا اور ہمنے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ دادوں میں!

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ

اور کہا موسیٰ نے میرا رب توبہتر جانتا ہے جو کوئی آیا سوجھ کی بات اُسکے پاس سے اور جسکو ملیگا پچھلا گھر بیشک بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اونکے بھائی ہارون علیہ السلام فرعون اور اوسکے سرداروں کے پاس معجزات لیکر گئے تو اونہوں نے سرکی راہ سے اون معجزات کو یہ کہا کہ یہ جادو جوڑا ہوا ہے اور ہمنے اپنے باپ دادا سے کبھی یہ نہیں سنا کہ فرعون کے سوا اور کوئی خدا ہو اور چاہیے ہم نے تو یہی بات ہمیشہ دیکھی کہ لوگ فرعون کو خدا جانتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرا پروردگار ایسے شخص کی عقبےٰ کو خوب جانتا ہے جو اوسکے پاس سے ہدایت لایا یہ یاد رہے کہ مشرک لوگ جو بڑے ظالم ہیں کبھی فلاح نہ پاوینگے میرے تمہارے درمیان میں پروردگار جلد فیصلہ کریگا۔ یہ اوپر ایک جگہ گذر چکا ہے کہ فرعون کے زمانہ میں جادو کا بڑا زور تھا اسلئے فرعون اور اوسکے ساتھیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو جادو ٹھہرایا۔ سورۃ الشعراء میں گذر چکا ہے کہ فرعون اپنے آپ کو خدا کہواتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اوسنے صاف کہدیا کہ فرعون کے سوا کوئی دوسرا خدا تم قرار دوگے تو تم کو قید کردیا جاوے گا اسیطرح آگے آتا ہے کہ فرعون نے اپنے درباروالوں سے کہا ما علمت لکم من الٰہ غیری جسکا مطلب یہ ہے کہ فرعون اپنے آپ کو خدا جانتا تھا اور اپنے درباروالوں سے اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اسیواسطے ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اوسکی وحدانیت کی نصیحت کو سنکر اوسے ایک اچنبے کی بات قرار دیا۔ فرعون اتنی بات میں تو دہریہ تھا کہ دہریہ فرقہ کی طرح وہ خدا کی ہستی کا قائل نہیں تھا لیکن اوسمیں یہ بات دہریہ فرقہ سے بڑھ کر تھی کہ وہ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ فرعون اور فرعونیوں کی گمراہی کی باتوں کا جو جواب موسیٰ علیہ السلام نے دیا اوسکا حاصل وہی ہے جو سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق ان لوگوں کی دلی حالت کو ظاہر کرکے اونکی گمراہی کی باتوں کا جواب دیا ہے کہ جادوگروں کے ہار جانے اور قحط وغیرہ آفتوں کے موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ٹل جانے کے سبب سے ان لوگوں کے دلوں میں تو بات جم گئی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی خلاف عادت باتیں نہ جادو ہیں نہ فرعون کو خدا کو خدائی میں دخل ہے لیکن اپنی ناانصافی اور سرکشی کے سبب سے یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی مختصر طور پر یہی جواب دیا کہ دل میں جم جانے والی اور زبانی باتوں کا اللہ تعالیٰ کو خوب حال معلوم ہے مگر یہ یاد رکھو کہ عادت الٰہی کے موافق بے انصاف لوگ کبھی بھلائی کو نہیں پہونچتے ہیں

و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے جو لوگ علم الٰہی میں گمراہ اور دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام کرتے ہیں اور وہی کام اونکو اچھے نظر آتے ہیں۔ اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے متواتر معجزے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی اوسکی قدرت اور موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری ان سب باتوں کا یقین تو فرعون اور اوسکے ساتھیوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا لیکن یہ لوگ علم الٰہی میں گمراہ اور دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے تھے اسلئے اپنی گمراہی کے باتوں سے باز نہ آئے آخر اللہ کے رسول کی پیشین گوئی کے موافق دونوں جہان میں بھلائی سے محروم رہے دنیا میں نہایت بیکسی سے ڈوب کر ہلاک ہوئے اور عقبیٰ کا عذاب جدا بھگتنا پڑا،،

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل لِّي

اور بولا فرعون اے دربار والو مجکو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم میرے سوائے سو آگ دے اے ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا

صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

میرے واسطے ایک محل شاید میں جھانک دیکھوں موسیٰ کا رب اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے اور بڑائی کرنے لگے وہ اور اوسکے لشکر ملک میں ناحق

وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝

اور اٹکلے کہ وہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے پھر پکڑا ہمنے اوسکو اور اوسکے لشکروں کو پھر پھینکدیا ہمنے انکو پانی میں سو دیکھ آخر کیسا ہوا گنہگاروں کا

جن مفسروں نے اپنی تفسیریں عقلی طور پر لکھی ہیں اونہوں نے ان آیتوں کی تفسیر میں طرح طرح کی باتیں لکھی ہیں زمخشری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس قول سے فرعون کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا منکر تھا قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ نہیں فرعون کا مطلب یہ تھا کہ کسی دلیل سے خدا کا موجود ہونا ابتک اوسکو معلوم نہیں ہوا تھا اسیواسطے خدا کے موجود ہونے کا علم حاصل کرنیکے لئے اوسنے آسمان تک جانے کے لئے وہ اونچی مینار بنائی تھی اگر وہ خدا کا منکر ہوتا تو پھر مینار کیوں بنواتا اور اسطرح کی عقلی بحثیں اور تفسیروں میں بھی ہیں لیکن قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرعون دہریہ تھا۔ اور خدا کا منکر تھا اور اوسمیں یہ بات فرقہ دہریہ سے بھی بڑھکر تھی کہ وہ گمراہی کے سبب سے اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب خدا تعالیٰ کا ذکر کیا تو اوس نے صاف کہدیا کہ فرعون کے سوا کوئی دوسرا خدا تم قرار دوگے تو تم کو قید کر دیا جاوے گا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملعون دہریہ اسقدر خدا کا منکر تھا کہ خدا کے نام لینے کو بھی قید کے قابل جرم گنتا تھا اسلئے اوسنے اپنی تمام قوم کو جمع کر کے ڈھنڈورہ پٹوا دیا تھا کہ فرعون ہی نعوذ باللہ من ذالک اون سب کا خدا ہے چنانچہ اسکا تذکرہ سورہ والنازعات میں آویگا۔ نا قابل اعتراض سند سے تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فرعون نے یہ دو باتیں کہی تھیں ایک تو یہ کہ سوا اپنے اوسکو کوئی اور خدا معلوم نہیں ہوتا دوسری یہ کہ اوس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ وہی اونکا خدا ہے یہ دوسری بات اوس نے پہلی بات کے چالیس برس کے بعد کہی اس دوسری بات کے کہتے ہی خدا کے عذاب میں وہ گرفتار ہو گیا معتبر سند سے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی دوسری روایت

ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پہلی بات جب فرعون نے کہی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ یہ شخص اب بہت گمراہ ہو گیا ہے اس کی ہلاکت کا حکم ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابھی اوسکی ہلاکت کا وقت نہیں آیا ہے جب اوسنے دوسری بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا اب اوس کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے غرض جس منار کا ذکر ان آیتوں میں ہے - وہ منار اوس دہریہ نے اپنی قوم کو یہ دہوکہ دینے کے لئے بنوائی کہ وہ حضرت موسیٰ کو جھوٹا جانتا ہے اس لئے منار بنواتے وقت اوس نے حضرت موسیٰ کے حق میں یہ بات کہی تھی وانی لاظنہ من الکاذبین جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منار بنواتے وقت خدا کی ہستی کا اس کے دل میں خیال اور گمان نہیں تھا اور وہ ملعون موسیٰ کو فقط اس بات میں نہیں جھٹلاتا تھا کہ حضرت موسیٰ خدا کے رسول ہیں بلکہ وہ اس بات میں اون کو جھٹلاتا تھا کہ سوا اوس کے اور کوئی خدا نہیں ہے پھر یہ کس خدا کا رسول اپنے آپ کو تبلاتے ہیں سورہ یونس میں جہاں یہ ذکر ہے کہ غرق ہوتے وقت فرعون نے یہ کہا کہ میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لایا وہاں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے ایسے وقت خدا کے موجود ہونے اور اوس کے معبود ہونے کا اقرار کیا کہ اوس وقت کا اقرار مفید نہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت سے پہلے کبھی فرعون کے دل میں خدا کے موجود ہونے کا خیال نہیں آیا تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم میں قتادہ کا قول ہے کہ پہلے پہل پختہ اینٹوں کا بنانا فرعون نے نکالا ہے اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ جب فرعون کے حکم کے موافق یہ اونچی منار اوس کے وزیر ہامان نے بنائی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اوسکو اپنا پر مار کر گرا دیا جس سے بہت سے آدمی فرعون کے لشکر کے ہلاک ہو گئے - اب اس منار کے قصہ کے بعد مختصر طور پر اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اوس کے لشکر کی سرکشی اور فرعون کے غرق ہونے کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ قریش کو عبرت ہو جاوے کہ اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے والوں کا انجام یہ ہوتا ہے باوجود اس قدر لشکر کے رسول وقت کی مخالفت کے سبب سے جب ایکدم میں فرعون مع اپنے لشکر کے ہلاک ہو گیا تو قریش کے پاس تو نہ لشکر ہے نہ بادشاہت نہ فرعون کی سی حکومت پھر کس بھروسہ پر یہ لوگ اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں کیا ان کا ہلاک کرنا اللہ کے نزدیک فرعون کے ہلاک کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے دہریہ لوگ خدا کی ہستی کے قائل نہیں اس لئے یہ لوگ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونے اور حساب کتاب کے واسطے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے بھی منکر ہیں اسی کو فرمایا وظنوا انھم الینا لا یرجعون صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تک چاہتا ہے نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے پھر جب اونہیں پکڑتا ہے تو بالکل برباد کر دیتا ہے - اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فرعون اور اوس کے ساتھیوں کو ایک مدت تک اللہ تعالیٰ نے مہلت دی جب وہ لوگ مہلت کے زمانہ میں اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو ان سب کو دریائے قلزم میں ڈبو کر ہلاک کر دیا جسکا قصہ اوپر گذر چکا ہے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر قریش کو نافرمان لوگوں کے انجام سے ڈرایا ہے۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

اور کیا ہمنے انکو سردار بلاتے دوزخ کیطرف ۔ اور قیامت کے دن انکو مدد نہیں ۔ اور پیچھے رکھی انپر اس دنیا میں

ع ۴/۴۴

لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوحِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا

پھٹکار اور قیامت کے دن اونپر برائی ہے اور دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اس پیچھے کہ کھپا چکے اگلی

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ

سنگتیں سوجھاتے لوگوں کو اور راہ بتاتے اور مہر شاید وہ یاد رکھیں اور تو نہ تھا غربی کی

الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا

طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم اور نہ تھا تو دیکھتا لیکن ہمنے اٹھائیں کئی سنگتیں

فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا

پھر لمبی گذری انپر مدت اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں انکو سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں

مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

رسول بھیجتے اور تو نہ تھا طور کے کنارے جب ہمنے آواز دی ولیکن یہ مہر سے تیرے رب کے کہ تو ڈر سناوے ایک لوگوں کو

مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

جن پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانیوالا تجھسے پہلے شاید وہ یاد رکھیں

منزل ۵

فرعون اور اوس کے ساتھیوں کا دنیوی انجام اوپر ذکر فرماکر اب اون کا عقبیٰ کے انجام کا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ قیامت کے دن اون لوگوں کے پیشوا ہوں گے جو ان کے بہکانے کے سبب سے گمراہ ہوکر دوزخ میں اسطرح جھونکے جاویں گے کہ بہکانے والوں کا بہکنے والوں میں سے کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اون لوگوں کا پیشوا ہونا فقط دنیا میں اتنی بات کے لئے ہے کہ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی بہکاکر گمراہی میں اپنا پیرو بناتے ہیں لیکن قیامت کے دن جب ان کی پیشوائی کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایسے لوگوں پر خود بہکنے کا اور دوسروں کو بہکانے کا دوہرا عذاب ہوگا تو ان کے پیرو کچھ ان کی مدد نہ کرسکیں گے اس دوہرے عذاب کا ذکر سورہ النحل میں گذر چکا ہی اور اوسی ذکر میں صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث بھی گذر چکی ہے یہی قیامت کے دوہرے عذاب کا ذکر ویوم القیامۃ ہم من المقبوحین کی گویا تفسیر ہے پھر فرمایا پیچھے رکھی ہمنے اون کے دنیا میں لعنت ایمانداروں کی زبان پر اور قیامت کے روز وہ برائی والوں میں سے ہوں گے آگے اب اللہ تعالیٰ اپنے اوس انعام کی خبر دیتا ہی جو اوس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ فرعون اور اوسکی قوم کو ہلاک کیا اور حضرت موسیٰ پر کتاب توریت اوتاری مطلب یہ ہے کہ توریت اوتارنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی امت پر ہلاک کرنے کا عذاب عام طور پر نہیں اوتارا بلکہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کریں ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ وہ گذشتہ حالات کی ایسی خبر دیتے ہیں کہ گویا اوسوقت موجود تھے اور اونہوں نے آنکھوں سے وہ حالات دیکھے ہیں حالانکہ وہ ان پڑھ تھے اور انہوں نے ایسے لوگوں میں پرورش پائی جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے حاصل یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے پہلی امتوں کے باتیں تم پر اس لئے اوتاری ہیں کہ پہلے کے عذابوں

سے تم اپنی قوم کو ڈراؤ تاکہ اللہ تعالیٰ جب ان کے کفر کے سبب سے ان پر عذاب نازل کرے تو کچھ عذر ان کا باقی نہ رہے اور وہ یہ نہ کہیں
کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول ڈر سنانے والا نہیں آیا اس مضمون کی قرآن شریف میں اکثر آیتیں ہیں اور آگے کی آیتوں میں بھی یہ ذکر آتا ہے غرض
کہ عذر کو رفع کر دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لئے فرعون کے پاس اور فرعون سے پہلی قوموں کے پاس پچھلے رسولوں اور اللہ
تعالیٰ نے اپنی رحمت سے موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر اگرچہ ایسے زمانہ میں بھیجا کہ اے رسول اللہ کے اس زمانہ میں تم موجود نہیں تھے لیکن تم
ان پڑھ قوم کو ان پہلی قوموں کے قصے اس واسطے سنا دیئے گئے کہ تمہاری قوم کی بھی وہ نوبت نہ آوے کہ جسطرح وہ پہلے لوگ دنیا کی زندگی
کو پائیدار سمجھ کر عقبیٰ سے بالکل غافل ہو گئے اور اللہ کے رسولوں کی نصیحت کو جھٹلانے لگے آخر طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو گئے
سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اہل مکہ میں کے جن سرکش مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو سچا نہیں جانا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن
کی حدیث کے حوالہ سے ان کا انجام اوپر گذر چکا ہے کہ دنیا میں بدر کی لڑائی کے وقت یہ بڑے بڑے سرکش نہایت ذلت سے مارے گئے
اور مرتے ہی عقبیٰ کے عذاب میں گرفتار ہو گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اللہ کا وعدہ
دلایا اور یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔

وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ

اور اتنے واسطے کہ کبھی پڑے ان پر آفت اپنے ہاتھوں کے بھیجے سے تو کہنے لگیں اے رب ہمارے کیوں نہ بھیجا ہم پاس کسی کو پیغام دیکر تو ہم

آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ

چلتے تیری باتوں پر اور ہوتے یقین رکھنے والے پھر جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ

کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے موسیٰ کے ملے سے اس سے پہلے کہنے لگے دونوں جادو ہیں آپس میں موافق اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے

حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب کا قصہ ذکر فرما کر اس قصے سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت قریش پر ظاہر کی ہے
اور قریش کو قائل کیا ہے کیونکہ یہ تو قریش کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے
اور یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک آپ مکہ میں تھے کبھی اہل توریت سے اور آپ سے ایسا میل جول نہ تھا جس سے آپ حضرت موسیٰ کی پیدائش سے
لیکر ان کے نبی ہونے تک کا قصہ سن لیتے پھر بغیر ان دونوں باتوں کے جبکہ آپ نے پورا قصہ حضرت موسیٰ کا اور سب انبیاء کے اسی طرح
قصے جسطرح توریت میں تھے پورے پورے بیان فرما دیئے تو پھر آپ کی تائید غیبی اور نبوت میں کیا شک و شبہ باقی رہ گیا اور یہ سورہ
الانعام میں گذر چکا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو اہل کتاب دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن شریف کے نازل ہونے
سے پہلے قریش یہ کہا کرتے تھے کہ کاش ہم میں بھی کوئی نبی ہوتا کہ اس کے ذریعہ سے ہم بھی اللہ کے حکم اترتے تو ہم ضرور ان دونوں فرقوں
سے زیادہ راہ راست پر آ جاتے اب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قریش کو یوں قائل کیا ہے
کہ جب ان لوگوں میں کوئی نبی نہیں تھا اور کوئی کتاب اللہ کی طرف سے ان پر نہیں اترتی تھی تو یہود اور نصاریٰ کو اہل کتاب دیکھ کر وہ

لوگ حرص کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اون کی حرص پوری کردی کہ اون میں نبی آخرالزماں کو پیدا کردیا اور توریت و انجیل سے بھی زیادہ کامل کتاب اون نبی آخرالزماں پر نازل فرمادی تو بجائے اس کے کہ یہ لوگ اپنی مراد کے پورا ہوجانے پر اللہ کے اوس فضل کا شکر ادا کریں بڑے ناشکر لوگ ہیں کہ اللہ کی اس نعمت کی قدر نہیں کرتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اون کے اس پچھتاوے کے دور کرنے کے لئے نبی آخرالزماں کو انکی ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے کہ گمراہی اور بدینی کے سبب سے کل کو ان لوگوں پر کوئی مصیبت خدا کی طرف سے آجاوے تو انکو اس بات کے پچھتاوے کی گنجائش نہ رہے کہ ہماری ہدایت کے لئے اللہ کے کوئی رسول اور اللہ کا کوئی حکم آتا تو ہم ایسی گمراہی اور بدینی میں کیوں گرفتار ہوتے جس گمراہی اور بدینی کے سبب سے ہم پر خدا کی بلا اور مصیبت نازل ہوئی اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قریش کے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے وہ اعتراض یہ تھا کہ یہود کے سکھلانے سے قریش نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ عصا اور یدبیضا اور قلزم دریا کے بیچ میں سے سوکھے راستہ کا معجزہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا تھا اسطرح کا ظاہر میں نظر آتا ہوا کوئی معجزہ آپ کو بھی خدا کی طرف سے مل جاوے تو ہم ضرور آپ کو سچا نبی جان لیویں گے ۔ اسکا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ عصا اور یدبیضا کا معجزہ دیکھکر فرعون اور اوسکے ساتھی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون پر کب ایمان لائے جو یہ لوگ ظاہری معجزہ دیکھکر اے نبی آخرالزماں تم پر ضرور ایمان لاویں گے بلکہ فرعون اور اوسکی قوم تو وہ معجزہ دیکھکر بھی موسیٰ اور ہارون دونوں کو جادوگر بتلاتے رہے یہ اعتراض کے جواب کی تفسیر حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد کی تفسیر ہے اور اکثر مفسروں نے اس تفسیر کو پسند کیا ہے اور اس تفسیر کی صورت میں قالوا ساحران تظاہرا کی قرأت پڑھی جاوے گی اور معنے آیت کے یہ ہوں گے کہ فرعون اور اوس کی قوم نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو کہا کہ دونوں جادوگر ایک دل ہوگئے ہیں اور ہم اون کے منکر ہیں دوسری قرأت سحران کی ہے جس کی روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی ہے اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہوں گے کہ قریش نے توریت اور قرآن شریف دونو کو جادو بتلایا آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے رسول اللہ کے ان مشرکوں سے کہو کہ تم لوگوں کو توریت اور قرآن سے بہتر کوئی کتاب معلوم ہو تو پیش کرو اس سے آخری قرأت قرآن کے مضمون سے بہت مطابقت رکھتی ہے مصیبت کے معنے یہاں عذاب کے ہیں جیسے سرکش مشرکین مکہ پر بدر کی لڑائی کے وقت عذاب آیا جسکا ذکر صحیح بخاری مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں پر یہ عذاب آنحضرت کے رسول ہوکر آنے اور قرآن کے نازل ہونے کے بعد ہوا اس لئے یہ لوگ اب انجانی کا عذر پیش نہیں کرسکتے اس آخری قرأت کی صورت میں مثل ما اوتی سے ان مشرکین کا مطلب توراۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جسطرح توراۃ تمام وکمال ایک ہی دفعہ موسیٰ پر اوتری اسیطرح سے قرآن بھی تمام وکمال کیوں نہیں اوترا جب اوسکا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ توراۃ ایک دفعہ اوتری تو کیا ہوا آخر یہ لوگ توراۃ کے بھی تو پہلے سے منکر ہیں کہ ایک مدت سے بت پرستی کرتے ہیں بھلا بتلائیں کہ توراۃ میں بت پرستی کا کہاں حکم ہے اس جواب کو سنکر مشرکین مکہ توراۃ اور قرآن دونوں کو جادو کہنے لگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن مسعود کی روایتیں ایک جگہ گذر چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انجانی کے عذر کا رفع کردینا بہت پسند ہے اسلئے اوسنے کتاب آسمانی دیکر رسول بھیجے اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح قریش میں کے سرکش لوگوں کو انجانی کا عذر رفع کردینے کے بعد عذاب میں پکڑا

منزل ۵

یہی برتاؤ اوسنے پہلے سب قوموں کے ساتھ کیے کیونکہ اوسکو انجانی کے عذر کا رفع کردینا بہت پسند ہی"

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا

تو کہہ اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر سوجھائے میں اسپر چلوں اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ کر لاویں تیرا کہا تو جان لے کہ

يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

چلتے ہیں نرے اپنے چاؤ پر اور اُس سے بہکا کون جو چلے اپنی چاؤ پر بن راہ بتائے اللہ کے بیشک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

یہ تو بیان اوپر کردیا [illegible] کہ اوپر [illegible] آیتوں میں سحران کا مطلب مشرکوں کے نزدیک توراۃ اور قرآن ہے حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے کہ ہم توراۃ اور قرآن دونوں کو نہیں مانتے کہ یہ دونوں جادو ہیں اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے کہو کہ یہی لوگ کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو زیادہ ہدایت کرنیوالی ہو توریت اور قرآن سے تاکہ میں اوسکی پیروی کروں پھر اگر یہ لوگ کوئی ایسی کتاب نہ لاسکیں تو جان لو کہ وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اپنی خواہشوں پر چلے ایسے لوگ اللہ کے نزدیک ناانصاف ظالم ہیں اور اللہ ایسے لوگوں کو زبردستی راہ راست پر لانا نہیں چاہتا کیونکہ زبردستی کی فرمانبرداری اوسکی بارگاہ میں قبول نہیں ہے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزرچکی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے جو لوگ اللہ کے علم غیب میں دوزخی ٹھہرچکے ہیں اونکو دنیا میں بری باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اس حدیث سے یہ اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قریش میں کے جو لوگ حالت کفر پر مرے وہ بری باتوں کو کیوں اچھا جانتے تھے"

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ

اور ہم لگاتے گئے ہیں اُن کو بات شاید وہ دھیان میں لاویں جنکو ہم نے دی ہے کتاب اُس سے پہلے وہ اُسکو یقین کرتے ہیں

وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ

اور جب اُسکو سنائیے کہیں ہم یقین لائے اسپر یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہم ہیں اس سے پہلے کے حکمبردار وہ لوگ پاوینگے اپنا

أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

حق دوہرا اسپر کہ ٹھہرے رہے اور بھلائی دیتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں

حضرت نوحؑ جو سب سے پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اونکے زمانہ سے لیکر فرعون کے غرق ہونے تک جسقدر پہلی امتیں اللہ کے نافرمانی میں ہلاک ہوئیں اونکا ذکر قرآن شریف میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اوس ذکر میں سے فرعون کے غرق ہونے کے تذکرہ ٹکڑا اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتوں میں ذکر فرماکر اس پہلی آیۃ میں رسول کی نافرمان لوگوں کو ڈرادیا ہے اور فرمایا ہے کہ پہلی کا پے درپے اسلئے ذکر کیا جاتا ہی کہ پہلے نافرمان لوگوں کا حال گڑبڑی گڑبڑی سنکر حال کے زمانہ کے نافرمان لوگوں کو ایک طرح کی عبرت اور نصیحت اس بات کی ہو کہ اگر یہ حال کے زمانہ کے لوگ رسول وقت کی نافرمانی سے باز نہ آوینگے تو آخر وہی حال انکا ہونے والا ہی جو پہلے نافرمان لوگوں کا ہوا اگرچہ مفسرین نے اس آیت کے شان نزول میں اختلاف کیا ہی بعضے کہتے ہیں قریش کے

میں ہے بعضے کہتے ہیں اہل کتاب کی شان میں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو لوگ ہدایت الٰہی کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے موافق چلتے ہیں اب خواہ قریش ہوں یا اہل کتاب یا حال کے امت محمدیہ کے بدعتی لوگ جو اپنی خواہش اور رسم کو حکم الٰہی اور فرمانبرداری رسول پر مقدم رکھتے ہیں سب اس آیتہ کے حکم میں داخل ہیں اور سب کو اللہ تعالیٰ نے رسول وقت کی مخالفت سے ڈرایا ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ کی وہ حدیث جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانہ کے لوگوں میں سے خواہ یہودی خواہ نصرانی کوئی ہو جو میری مخالفت کریگا وہ دوزخ میں جاویگا یہ حدیث اس آیتہ کی پوری تفسیر اور پوری شان نزول ہے کیونکہ جب غیر امت کے لوگوں کو بھی آپ نے اپنی مخالفت سے ڈرایا ہے تو خود وہ لوگ جو آپکی امت کہلاتے ہیں آپکی مخالفت کے بعد کسطرح دوزخ سے امن پا سکتے ہیں اب اس عبرت دلانے کی آیتہ کی بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان کی رغبت دلانے کے لئے ان اہل کتاب کا ذکر آگے کی آیتوں میں فرمایا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفتیں اپنی کتاب میں پائی تھیں انکو آنحضرت میں پاکر انکو سچا نبی اور قرآن شریف کو اللہ کی سچی کتاب تسلیم کرلیا یہ ذکر بھی عام ہے یہود نصارا دونوں کو شامل ہے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی صحیح بخاری ومسلم کی حدیث میں آپ نے یہ جو خوشخبری اہل کتاب کو دی ہے کہ اہل کتاب میں سے جو شخص اپنی کتاب پر ایمان قایم رکھ کر قرآن پر بھی ایمان لاویگا اوسکو اللہ تعالیٰ دوگنا اجر دیگا وہ حدیث عام خوشخبری میں ہے نہ اُسمیں یہود کی کچھ خصوصیت ہے نہ نصارا کی وہی صحیح حدیث ان آیتوں کی تفسیر اور شان نزول کے لئے کافی ہے بعضے مفسرین نے یہ اختلاف جو کیا ہے کہ ایک فریق حبشہ کے نصارا کی بابت اس آیتہ کو ٹھہراتے ہیں اور دوسرا فریق عبداللہ بن سلام وغیرہ کی بابت قرار دیتے ہیں اس اختلاف کی کوئی ضرورت پائی نہیں جاتی کیونکہ یہ بات اس تفسیر میں ایک جگہ گذر چکی ہے کہ چند قصوں کا مجموعہ کبھی شان نزول ہوتا ہے اس لئے یہاں بھی حبشہ کے نصارا کے قصے اور عبداللہ بن سلام کے قصہ ان دونوں قصوں کو آخر کی تینوں آیتوں کی شان نزول قرار دیا جاوے۔ تو پھر کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا یہی حال پہلی آیت کا ہے کہ اس سے پہلے قل فاتوا بکتاب من عند اللہ فرماکر تو قریش کو مخاطب ٹھہرایا تھا پھر ومن اضل ممن اتبع ہواہ فرماکر بعد اس کے آیتہ ولقد وصلنا لہم القول میں گویا یہ فرمایا کہ خواہ قریش ہوں یا اہل کتاب ان سب کو پہلی امتوں کے قصے اسواسطے سنائے جاتے ہیں کہ جو کوئی پہلی امتوں کی طرح نافرمانی کی چال چلے گا عذاب میں گرفتار ہو جاوے گا فرق فقط اتنا ہی ہے کہ قریش نے یہ قصے پہلے پہل سنے ہیں اور اہل کتاب توراۃ کے ذریعہ سے بھی ان قصوں کو سن چکے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے بھی توراۃ کی تصدیق ہوگئی ہے اس پر بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں گے تو وہ آسمانی کتابوں کے جھٹلانے کے وبال میں پکڑے جاویں گے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث جو اوپر گذری اوس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ دو شریعتوں کی پابندی کے سبب سے جسطرح اہل کتاب کو دوگنا اجر ملے گا اسی طرح دو شریعتوں کے جھٹلانے والے اہل کتاب کو خمیازہ بھی دوگنا بھگتنا پڑے گا حبشہ کے نصارا کا قصہ سورہ مائدہ میں گزر چکا ہے کہ نجاشی کے پاس سے چند عیسائی مدینہ میں آئے اور قرآن شریف کی آیتیں سنکر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ

بن سلام کے اسلام کا قصہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن سلام یہود میں کے بڑے عالم تھے اسواسطے یہود پہلے تو اون کو بہت اچھا کہتے تھے مگر ان کے اسلام لانے کے بعد ان کو برا کہنے لگے عبداللہ بن سلام اور اون کے ساتھی یہود کے برا کہنے کو در گذر سے ٹال دیتے تھے حبشہ کے نصارا نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد تنگدست مہاجرین کی کچھ مالی امداد بھی کی تھی غرض اسی درگذر اور اللہ کے نام پر خرچ کرنیکا ذکر ان آیتوں میں خاص بطور تلطف کے فرمایا ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا

اور جب سنیں نکمی باتیں اس سے کنارہ پکڑیں اور کہیں ہمکو ہمارے کام اور تمکو تمہارے کام سلامت رہو ہمکو نہیں چاہیئیں

نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَقَالُوا

بے سمجھ تو راہ پر نہیں لاتا جسکو چاہے پر اللہ راہ پر لاوے جسکو چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آوینگے اور

إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ

لگے اگر ہم راہ پکڑیں تیرے ساتھ اُچکے جاویں اپنے ملک سے کیا ہمنے جگہ نہیں دی انکو ادب کے مکان میں پناہ کے کھنچے آتے ہیں

كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اُسطرف میوے ہر چیز کے روزی ہماری طرف سے پر بہت اُنمیں سمجھ نہیں رکھتے

اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کی یہ تعریف تھی کہ وہ قرآن شریف کو بھی مانتے ہیں اور جو کتاب اون کے پہلے آچکی ہے اوسکو بھی مانتے ہیں اور برائی کو بھلائی کے ساتھ ہٹاتے ہیں اور ہماری دی روزی میں سے خرچ کرتے ہیں ایسے لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا اب فرمایا وہ لوگ جب کوئی ناشائستہ بات سنتے ہیں تو اس سے درگذر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے واسطے تمہارے عمل بس تمہیں رخصت کا اسلام پہونچے ہم جاہلوں کی چال کو پسند نہیں کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے لئے کوشش کی کہ مرتے وقت تک کلمہ پڑھ لیں مگر ابوطالب نے اسکو منظور نہ کیا اسپر آیت انک لاتھدی اتری آگے ذکر ہے کہ مکہ والوں نے کہا ہم اگر اسلام قبول کریں تو تمام عرب کے لوگ ہم سے عداوت کرنے لگیں گے اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ اب کسی پناہ میں ہیں یہی حرم امن والا ہے جہاں ہمنے اونکو جگہ دی ہوئی ہے اسلام کے بعد بھی ہم ہی پناہ دینے والے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں مسیب بن حزن مخزومی سے اور فقط صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی وفات کے وقت بہت کوشش کی کہ ابوطالب دائرہ اسلام میں داخل ہو جاویں مگر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ کے بہکانے سے ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا اسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ تسلی فرمائی کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے جنتی اور دوزخی اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے ہی قرار پاچکے ہیں اور علم الٰہی کا یہ نتیجہ لوح محفوظ میں لکھا بھی جاچکا ہے اسلئے ابوطالب کی طرح باوجود فہمایش اور کوشش کے جو شخص دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو تو اوسکا کچھ رنج نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ایسے لوگ علم الٰہی میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں۔ اسلام قبول کرنیوالے اہل کتاب کے ذکر کے بعد ابوطالب اور مشرکین

مکہ کا ذکر اسلیے فرمایا کہ یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاوے کہ خاص مکہ کے جو لوگ علم الٰہی میں گمراہ ٹھہر چکے تھے وہ اسلام سے محروم رہے اور باہر کے جو لوگ علم الٰہی میں نیک راہ قرار پاچکے تھے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں داخل ہونے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں اور اسلام سے محروم رہنے والوں کا ذکر جو اوپر گذرا اسکا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّنۢ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ
اور کتنی کھپا دیں ہمنے بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گزران میں اب یہ ہیں اُنکے گھر بستے نہیں اُنکے پیچھے مگر تھوڑے

وَكُنَّا نَحْنُ ٱلْوَٰرِثِينَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ ٱلْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِىٓ أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ
اور ہم ہیں آخر سب لینے والے اور تیرا رب نہیں کھپانیوالا بستیونکو جبتک نہ بھیج لے اُنکے بڑی بستی میں کسیکو پیغام دیکر جو سناوے

ءَايَٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى ٱلْقُرَىٰٓ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَٰلِمُونَ ۝ وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَىْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا
اُنکو ہماری باتیں اور ہم نہیں کھپانیوالے بستیونکو مگر جب کہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تمکو ملی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کے جیتے

وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَفَمَن وَعَدْنَٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَٰقِيهِ
اور یہاں کی رونق اور جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر اور رہنے والا کیا تمکو بوجھ نہیں۔ بھلا ایک شخص جسکو ہمنے وعدہ دیا ہے اُسکو اچھا وعدہ سو وہ اُسکو پانیوالا ہے

كَمَن مَّتَّعْنَٰهُ مَتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ مِنَ ٱلْمُحْضَرِينَ ۝
برابر ہے اُسکے جسکو ہمنے برتوا لیا برتنا دنیا کے جیتے پھر وہ قیامت کے دن پکڑا آیا

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کا یہ قول بیان فرمایا تھا جسکو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے عذر میں پیش کرتے تھے کہ ہم نبی آخر الزماں پر ایمان لاوینگے تو مکہ کے گرد و نواح کی بستیوں کے لوگ مخالفت دینی اور مذہبی کے پیدا ہو جانے کے سبب سے بڑی مخالفت اور دشمنی سے ہمارے ساتھ پیش آنے لگیں گے جس سے ہماری راحت اور ہماری امن میں بڑا فتور پڑ جاویگا ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے اس عذر کا اوپر فرمایا تھا جسکا حاصل یہ تھا کہ ان لوگوں کی یہ نادانی ہے جو مکہ کے امن کو یہ لوگ اپنی تدبیر کا نتیجہ خیال کرتے ہیں انکی تدبیر سے کچھ مکہ میں امن نہیں ہے بلکہ اللہ کے حکم سے آدمیوں اور جانوروں کو اللہ کے گھر میں امن حاصل ہوا ہے ان آیتوں میں اہل مکہ کی اس بات کا یہ دوسرا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مکہ کے گرد و نواح کی بستیوں کے لوگوں سے ڈر کر اگر یہ اہل مکہ ایمان نہ لاوینگے تو یہ خیال انکا غلط ہے کہ پھر یہ امن سے بیٹھے رہینگے بلکہ ان کے ایمان نہ لانے سے اللہ اور اللہ کے رسول کو ان سے مخالفت پیدا ہو جاوی گی اور ملک شام اور یمن کے راستہ میں بہت سی بستیاں انہوں نے اسطرح کے اللہ اور اللہ کے رسولوں کے نافرمان لوگوں کی ویران پڑی ہوئی دیکھی ہیں یہ یاد رکھیں کہ ان کا بھی یہی آخر انجام ہونے والا ہے

اور یہ بھی فرمایا کہ وہ جو لوگ غارت ہو گئے اونکو بھی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرنے سے پہلے اپنے رسول بھیجکر سمجھا دیا تھا کہ اللہ اور اللہ کے رسول
کی نافرمانی کریں گے تو ہلاک ہو جاویں گے اسیطرح ان اہل مکہ کے پاس بھی اللہ نے اپنا رسول بھیجا ہی اور اون پر طرح طرح کے حکم
نازل کئے جاتی ہیں اور ہر طرح سے ان اہل مکہ کو سمجھا دیا جاتا ہی سمجھنے کا وقت ابھی باقی ہے پھر اللہ کی نافرمانی کے سبب سے جب اللہ
کا عذاب آجاویگا تو دنیا کا یہ چند روزہ عیش و آرام جدا ہاتھ سے جاتا رہیگا اور ایسے عذاب آخرت میں جدا پکڑے جاوینگے جس عذاب
کی سختی کے سبب سے یہ دنیا کا چند روزہ عیش و آرام انکو یاد بھی نہ رہیگا پھر یوں سمجھایا ہے کہ جس دنیا کے عیش و آرام اور امن کے
قائم رہنے کے لئے یہ لوگ گرد و نواح کی بستیوں کے لوگوں کو اپنا دشمن بنانا نہیں چاہتے اور اس عذر سے یہ لوگ رسول وقت
پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ان لوگوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ بڑے بڑے عیش و آرام کے بندے جو ان سے پہلے تھے وہ آخر کہاں گئے
کیا دنیا میں کوئی ہمیشہ رہ کر عیش و آرام کرنے والا ہی پھر جو چیز آخر ہاتھ سے جانے والی ہی اوسکی حفاظت کوئی کہاں تک کریگا
ایسی جانے والی چیز آج نہ گئی کل جاویگی غرض ایسے ہاتھ سے جانیوالے عیش و آرام کے پیچھے یہ لوگ اپنے اوس ہمیشہ کے عیش و
آرام کو جو خاک میں ملاتیں ہیں جسکا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی فرمانبرداری کے اجر میں فرمانبرداروں کے لئے فرمایا ہے تو
یہ بالکل انکی نادانی اور کم عقلی کا باعث ہے جسطرح اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں قریش کو سمجھایا ہی اسکی تفسیر آنحضرت صلی اللہ نے شداد
بن اوس کی معتبر روایت میں فرمائی جسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہی یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے یہاں بھی اوس حدیث
کا حاصل مطلب بیان کیا جاتا ہی تاکہ قرآن شریف کی تفسیر صحیح حدیث سے ہو جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں
عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو خواہش دنیوی سے روکی اور دنیا میں رہکر ایسے کام کرے جو عاقبت میں اوسکے کام آویں اور
بیوقوف وہ شخص ہے جو دنیا میں عقبیٰ سے بخبر اور غافل رہے اور پھر عاقبت میں بھلائی کی توقع رکھے صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن
مالک کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہی جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے پہلے جھونکے کے بعد اللہ کے فرشتے دنیا
کے بڑے بڑے عیش و آرام والوں سے پوچھیں گے کہ جس عیش و آرام دنیوی کے غفلت میں تم اس عذاب سے بفکر رہے
اس عذاب کے آگے وہ عیش و آرام تمکو کچھ یاد ہے تو وہ قسمیں کھا کھا کر جواب دیویں گے کہ نہیں ۔ اسیطرح جنت میں داخل ہونے
بھی جنتیوں سے پوچھیں گے کہ دنیا کی جس تنگدستی کے صبر کے اجر میں تمنے جنت کا عیش و آرام پایا اس عیش و آرام کے آگے تم کو
دنیا کے اوس تنگدستی کی تکلیف کچھ یاد ہے تو وہ بھی قسمیں کھا کھا کر کہویں گے کہ نہیں اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا کی جس راحت کے جاتے رہنے کے خوف سے یہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی مخالفت پر آمادہ
ہیں اور مکہ کے گرد و نواح کے رہنے والے مشرکوں سے ڈر کر اس مخالفت کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور انہوں نے اپنے نزدیک
اس مخالفت پر آمادہ رہنے کے سبب سے مکہ میں آرام سے بیٹھنے کی راحت جو پیدا کی ہے اوس راحت کی غفلت میں اسلام
اور تنگدست اہل اسلام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں قیامت کے دن اس مخالفت کی سزا میں جب یہ لوگ پکڑے جاوین
گے تو اوس عقبیٰ کے عذاب کے آگے انکو یہ دنیا کی چند روزہ راحت یاد بھی نہ رہیگی اسیطرح اپنی راحت کے آگے یہ عیش کے

یعنے جن تنگدست اہل اسلام کو حقیر جانتے ہیں جب اون تنگدست اہل اسلام کو جنت کی ہمیشہ کی راحت ملیگی تو وہ اپنی دنیا کی تنگدستی کی تکلیف کو بالکل بھول جاویں گے ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا

اور جسدن انکو پکاریگا تو کہیگا کہاں ہیں میرے شریک جنکا تم دعوے کرتے تھے بولے جنپر ثابت ہوئی بات اے رب

هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ۝ وَ

یہ لوگ ہیں جنکو ہمنے بہکایا انکو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ہم منکر ہوسے تیرے آگے وہ ہمکو نہ پوجتے تھے اور

قِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۝

کہینگے پکارو اپنے شریکوں کو پہر پکاریں گے تو وہ جواب نہ دینگے انکو اور دیکھینگے عذاب کسیطرح وہ راہ پاتے ہوتے

ان آیتوں میں یہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مشرکوں سے کہا جاویگا کہاں ہیں وہ اللہ کے شریک جنکا تم کو دنیا میں بڑا گھمنڈ تہا کیا وہ عذاب سے بچانے میں تمہاری کچہہ مدد کر سکتے ہیں پہر فرمایا کہ بہکانے والے کہیں گے اے رب ہمارے یہ لوگ ہیں جنکو بہکایا ہمنے جسطرح ہم بہکے پہر اپنے پوجا کرنے والوں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ وہ ہمکو نہیں پوجتے تہے بہکانے والوں سے مطلب وہی شیاطین الانس والجن ہیں جنکا ذکر سورۃ الانعام کی آیۃ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم میں گذر چکا ہے اور قل اعوذ برب الناس کی تفسیر میں بہی یہ ذکر آوے گا پہر قایل کرنے کے لئے مشرکوں سے دوبارہ کہا جاویگا کہ بلاؤ اپنے شریکوں کو کہ وہ تم کو اس عذاب سے بچاویں یہ مشرک اونکو پکاریں گے لیکن کچہہ جواب نہ پاویں گے اور جب دیکہیں گے عذاب اوسوقت یہ آرزو کریں گے کہ ہم بہی کاش دنیا میں ہدایت پانے والوں میں سے ہوتے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کو کولیاں بہر بہر کر دوزخ کی آگ میں گرجانے سے روکتا ہوں مگر یہ لوگ اوس آگ میں گرجانے کی ایسے جرأت کرتے ہیں جسطرح کیڑے پتنگے روشنی پر گرتے ہیں ، اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن جس عذاب کو دیکہکر ان مشرکوں کے جہوٹے معبود ان سے بیزار ہوجاویں گے اور جس عذاب کو دیکہکر اوس دن یہ مشرک اپنے شرک پر پچتاویں گے اوسی عذاب سے میں ان لوگوں کو بچانے کی کوشش کرتا ہوں مگر یہ لوگ میری نصیحت نہیں سنتے ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا

اور جسدن انکو پکاریگا تو کہیگا کیا جواب کہا تمنے پیغام پہنچانیوالوں کو پہر بند ہوگئیں انپر باتیں اسدن سو آپسمیں بہی نہیں

يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ۝ وَرَبُّكَ

پوچہتے سو جسنے توبہ کی ہے اور یقین لایا اور کی بہلائی سو امید ہے کہ ہووے چہوٹنے والوں میں اور تیرا رب

منزل ۵

يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة سبحن الله وتعلى عما يشركون ○ وربك يعلم

اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے انکے ہاتھ نہیں پسند اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتاتے ہیں اور تیرا رب

ما تكن صدورهم وما يعلنون ○ وهو الله لا اله الا هو له الحمد في الاولى والاخرة وله

جانتا ہے جو چھپ رہا ہے انکے سینوں میں اور جو جتاتے ہیں اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا اسکی تعریف ہے پہلے میں اور پچھلے میں اور اسیکے

الحكم واليه ترجعون ○ قل ارءيتم ان جعل الله عليكم اليل سرمدا الى يوم القيمة من

ہاتھ حکم ہے اور اسی پاس پھیرے جاؤگے تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھدے تمپر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک

اله غير الله يأتيكم بضياء افلا تسمعون ○ قل ارءيتم ان جعل الله عليكم النهار سرمدا

کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لاوے تمکو کہیں روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھدے اللہ تمپر دن ہمیشہ کو

الى يوم القيمة من اله غير الله يأتيكم بليل تسكنون فيه افلا تبصرون ○ ومن رحمته

قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لادے تمکو رات جسمیں چین پکڑو کیا تم نہیں دیکھتے اور اپنی مہر سے

جعل لكم اليل والنهار لتسكنوا فيه ولتبتغوا من فضله ولعلكم تشكرون ○ ويوم

بنادیا تمکو رات اور دن کو اسمیں چین بھی پکڑو اور تلاش بھی کرو کچھ اسکا فضل اور شاید تم شکر کرو اور جسدن

يناديهم فيقول اين شركاءي الذين كنتم تزعمون ○

انکو پکارے گا تو کہیگا کہاں ہیں میرے شریک جنکا تم دعوے کرتے تھے

اوپر کی آیتوں میں جسطرح اللہ تعالیٰ نے قریش کو طرح طرح کی فہمایش کی ہے اوسیطرح کی فہمایش ان آیتوں میں ہے حاصل اس فہمایش کا یہ ہے کہ اللہ کی عبادت چھوڑکر جو یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں انکو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہزاروں نعمتوں میں سے مثلاً ایک دن رات ہے ایک رات اگر اللہ کے حکم سے آفتاب نہ نکلے اور زمین کے اندر رکا ہی رہجا دے یا جسطرح ہر روز شام کو اللہ کے حکم سے سورج غروب ہوتا ہے اوسیطرح ایک رات کو غروب نہوا اور بجائے رات کے دن اور بجائے دن کے رات ہوجاوے اور ان لوگوں کے دن اور رات کے عادتی اور مقررہ کاموں میں ہرج پڑجاوے تو بھلا انکے بتوں میں قدرت ہے کہ اونکے اس ہرج کے رفع کرنے کے لئے اللہ کے انتظام کے موافق پھر رات اور دن کو قایم کردیں یہ تو اونکے بتوں اور شیاطینوں کی دنیا میں جو عاجزی ہے اوسکا حال ہوا اب عقبیٰ میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ اونکے بت اور شیاطین وہاں اونکی اللہ سے سفارش کریں گے اور اللہ انکو خبر دیتا ہے کہ قیامت کے دن انکے یہ جھوٹے معبود بالکل ان سے بیزار ہوجاویں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قائل کرنے کے لئے قیامت کے دن جب ان لوگوں سے کہیگا کہ تم اپنے معبودوں کو بلاؤ تاکہ وہ تمہاری سفارش کریں تو کبھی تو اونکے معبود انکو جواب تک نہ دیویں گے اور کبھی جواب دیویں گے تو یہ اولٹا جواب دیویں گے کہ جیسے گمراہ یہ ویسے ہی ہم پھر ہم اونکی کیا سفارش کرسکتے ہیں پھر اب یہ ظاہر بات ہے کہ تعظیم تو اوسکی کوئی کیا کرتا ہے جس سے دین یا دنیا کا کسیطرح کا کام

نکلے وہ بات اللہ ہی وحدہ لاشریک میں ہے انکے بتوں میں کچھ بھی نہیں پھر یہ لوگ کس استحقاق سے بتوں کو اپنا معبود ٹھہراتے ہیں اور اللہ کے رسول اسیطرح کے چھوٹے معبودوں کی مذمت اور خالص اللہ کی عبادت کی ہدایت ان نادانوں کو جو کرتے ہیں تو یہ اللہ کے رسول کی مخالفت پر کیوں کمر باندھتے ہیں آج یہ لوگ اللہ کے رسول کی مخالفت کو ایک سرسری بات سمجھتے ہیں کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ انکو اپنے سامنے کھڑا کرکے ان سے پوچھیگا کہ بتلاؤ تم لوگوں نے اللہ کے رسولوں کی کیا فرمانبرداری کی تو اونکے ہوش اوڑ جاوینگے اور انکو جواب تک نہ آویگا یہ توحید اور اطاعت رسول کا سوال گویا آخری سوال ہے جو میدان قیامت میں خاص اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوگا اور یوں تو توحید اور اطاعت رسول کی پرسش آدمی کی قبر میں دفناتے ہی شروع ہو جاتی ہے چنانچہ صحیح حدیثیں اوپر گذرچکی ہیں کہ دفنانے والے لوگ ابھی قبرستان سے پلٹ کر بھی نہیں آتے کہ منکر نکیر دو فرشتے مردہ کے پاس آکر اوس سے توحید اور اطاعت رسول کا سوال شروع کر دیتے ہیں جو شخص توحید اور اطاعت رسول پر ثابت قدم دنیا سے اوٹھا ہے وہ اونکے سوال کا جواب پورا پورا دیتا ہے اور طرح طرح کی راحت ایسے شخص کے لئے اوس وقت سے پیدا ہو جاتی ہے اور جو توحید اور اطاعت رسول میں کچا ہے وہ اونکے سوال کے جواب کے وقت ہائے ہائے کرکے رہجاتا ہے اور اوسوقت سے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے غرض تھوڑے دنوں کی دنیا کی زلیست ہے اور اس زلیست میں کمائی کی چیز توحید اور اطاعت رسول سے بڑھکر کوئی نہیں اللہ سبکو اس کمائی کا شوق دیوے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جب سب نبی اور امتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوں گے تو پہلے ہر ایک امت کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم کو تمہارے نبی نے اللہ کی وحدانیت اور شرک سے بچنے کی جو نصیحت کی تو تم لوگوں نے اوس نصیحت پر کیا عمل کیا اسکا جواب نہ ہر ایک مشرک کو خود سوجھے گا نہ ایک کو دوسرا عزیز قریب کچھ مدد دے سکے گا غرض اس موقع پر جنہوں نے مرنے سے پہلے شرک کو چھوڑ کر کچھ نیک عمل دنیا میں کرلئے انکو نجات کی امید ہو سکتی ہے ورنہ ایسے موقع پر مشرک کو اپنی نجات کی کچھ امید نہ رکھنی چاہیئے مشرک کی نجات نہ پانے کا اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے اوسکا ذکر سورۂ النساء میں گذر چکا ہے پھر فرمایا کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کی نیت کا عملوں کا سب حال اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے اوسی کے موافق دنیا کا انتظام چل رہا ہے اس انتظام میں ان مشرکوں کی پسند کا کچھ دخل نہیں ہے جو یہ لوگ بجائے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ولید بن مغیرہ یا عروۃ بن مسعود کا نبی ہونا پسند کرتے ہیں اللہ ان مشرکوں کی ان باتوں سے الگ ہے اور ان مشرکوں کی بکواس سے کیا ہوتا ہے یہ لوگ اپنی ناسمجھی سے ایسی بکواس لگاتے ہیں ورنہ سمجھدار لوگ اللہ کی قدرت اور حکمت کی نشانیاں دیکھکر اوسیکو اپنا معبود جانتے ہیں اور دنیا میں بھی اوسکی قدرت اوسکی حکمت کی تعریف کرتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی کریں گے اور عقبیٰ کا جزا و سزا کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ اس لئے اس فیصلہ کے وقت جب سب مخلوقات اوس کے روبرو کھڑی ہوگی تو ان مشرکوں کو اپنی اس بکواس کا نتیجہ معلوم ہو جاوے گا اب آگے رات دن کی نعمت کا احسان جتایا تاکہ لوگ اوس کے شکریہ میں خالص اللہ کی عبادت کریں اور مشرکوں کو شرک کی برائی دوبارہ جتلانے کے لئے فرمایا کہ قیامت کے دن مشرکوں سے کہا جاویگا کہ کہاں ہیں وہ اللہ کے شریک جن کا تم کو دنیا میں بڑا گھمنڈ تھا کہ وہ تمہاری شفاعت

کریں گے ۔ مشرکین مکہ میں یہ دونوں شخص ولید اور عروہ ذردار و دارستھے اس لئے مشرکین مکہ کہتے تھے کہ بجائے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے ان دونوں شخصوں میں کوئی نبی ہوتا تو اچھا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ اوسی کا جواب ان آیتوں میں دیا ہے۔ سورہ زخرف میں مشرکین مکہ کے اس قول کی تفصیل زیادہ آوے گی صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث آگے کی آیت کی تفسیر میں جو آتی ہے وہی حدیث ان آیتوں کی بھی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل آگے کی آیت کی تفسیر سے سمجھہ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پچھلی امتوں کے لوگ جب قیامت کے دن اپنے رسولوں کو جھٹلا کر اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ کہویں گے کہ یا اللہ ہم کو کسی نبی نے تیرا کوئی حکم نہیں پہونچایا تو قرآن شریف کے حوالہ سے امت محمدیہ کے نیک لوگ یہ کہویں گے کہ یا اللہ قرآن میں پچھلا سب حال ہے اسلئے ہم گواہی دیتے ہیں کہ قرآن سے پہلے کے سب انبیا نے تیرا ہر ایک حکم اپنی امت سے لوگوں کو پہونچا دیا ہے اسی گواہی پر فیصلہ ہوگا

ونزعنا من كل امة شهيدا فقلنا هاتوا برهانكم فعلموا ان الحق لله وضل عنهم ما كانوا يفترون ؏

اور جدا کرینگے ہم ہر فرقے میں سے ایک احوال بتانیوالا پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جانینگے کہ سچ بات ہے اللہ کی اور کھوئی گئیں اُنسے جو باتیں وہ جوڑتے تھے

صحیح بخاری نسائی ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں حضرت ابو سعید خدری کی حدیث سے وہ حدیث اس آیۃ کی گویا تفسیر ہے حاصل اُس حدیث کا یہ ہے کہ قیامت کے دن جب نبی اور اونکی امتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑی ہونگی تو پہلے ہر ایک امت کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم کو تمہارے نبی نے اللہ کا حکم دنیا میں پہونچا دیا تھا پہلے تو مشرک لوگ اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کریں گے چنانچہ اسکا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا پھر جو لوگ دنیا میں اللہ کے رسول سے مخالفت کرتے ہیں وہ وہاں بھی اللہ کے رسول کے مخالف جواب دیں گے اور اللہ سے یہ کہویں گے کہ یا اللہ ہمکو کسی نبی نے تیرا کوئی حکم نہیں پہونچایا اسپر اللہ تعالیٰ ہر ایک نبی سے دریافت فرماوے گا کہ کیوں تمنے ان لوگوں کو اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا یا نہیں وہ عرض کریں گے کہ ہاں ہمنے تو اونکو یا اللہ تیرا حکم ہر طرح کا پہونچا دیا تھا اللہ تعالیٰ فرماویگا بھلا تمہارا کوئی گواہ بھی ہے وہ کہویں گے نبی آخر الزماں محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت ہماری گواہ ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نیک لوگ گواہی دیویں گے یا اللہ ہر ایک نبی نے بیشک تیرا حکم اپنی امت کے لوگوں کو پہونچا دیا اللہ تعالیٰ اُن گواہی دینے والوں سے پوچھے گا کہ تم کو کیا خبر کہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کو اللہ کا حکم پہنچا دیا وہ جواب دیویں گے کہ دنیا میں ہمارے رسول نبی آخر الزماں محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے موافق ہمکو یہ خبر دی ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کو اللہ کا حکم پہونچا دیا اسلئے ہمکو اپنے رسول کی ہر ایک بات پر پورا بھروسا ہے اور ہمارے دل میں اس بات کا یقین ہے کہ ہر ایک نبی نے اللہ کا ہر طرح کا حکم اپنی امت کو پہونچا دیا حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے صاحب شریعت نبی ہوئے ہیں اسلئے بعضی روایتوں میں فقط حضرت نوح اور اونکی امت کا ہی ذکر ہے لیکن سب روایتوں کے اور سورہ اعراف کی آیت فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح اور اونکی اُمت کی کچھہ خصوصیت نہیں ہے سب نبی اور امتوں کے ساتھہ یہی معاملہ گذرے گا جسکا ذکر اس حدیث میں ہے فقط اسی سبب سے تنہا حضرت نوح اور اونکی امت کا ذکر بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ سب سے اول صاحب شریعت نبی ہیں اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے گواہی شاہدی سے کسی چیز کو

منزل ۵

جاننے کی اوسکو کچھ ضرورت نہیں لیکن اس حدیث میں جس گواہی کا ذکر ہے وہ گواہی قیامت کے دن فقط منکر لوگوں کے قائل
کرنے کے لئے ہوگی اس گواہی شاہدی سے یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جزا سزا کا مدار اپنے علم غیب پر نہیں رکہا بلکہ
قیامت کے دن اس گواہی شاہدی کے بعد جب اللہ تعالیٰ منکر لوگوں سے فرماویگا کہ تمہارے پاس اور کوئی سند اس انکار
کی تصدیق میں ہو تو پیش کرو اس پر بعضے منکر جو عذر کریں گے اوسکا ذکر صحیح مسلم میں انسؓ بن مالک کی روایت سے ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہنسکر فرمایا قیامت کے دن ایک شخص اسطرح کے سوال جواب اللہ
تعالیٰ سے کریگا کہ جسپر ہنسی آتی ہے پھر فرمایا وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے عرض کریگا یا اللہ کیا تیرا انصاف مجھکو ظلم سے
بچانے کا مقتضی نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ ضرور میرا انصاف ظلم سے ہر ایک شخص کے بچانے کا مقتضی ہے وہ شخص کہویگا تو میرے
گواہ میرے خیرخواہ اور میری مرضی کے موافق ہونے چاہئیں اسپر اللہ تعالیٰ اوس شخص کے مونہہ پر مہر لگادیگا اور اوس شخص کے ہاتھ
پیروں کو گویائی عنایت فرماویگا اور ہاتھ پیر جو کچھ اوس شخص نے دنیا میں کیا ہے وہ سب بیان کردیویں گے اس ہاتھ پیروں
کی گواہی کے بعد ایسے لوگ اپنے ہاتھ پیروں کو برا بھلا کہویں گے اور اپنے جھوٹے عذروں کو چھوڑکر لاچار اللہ تعالیٰ کے فیصلہ
پر راضی ہوجاویں گے آنحضرت کو اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ اونکی امت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو شہادت
ادا کریگی اور اللہ تعالیٰ اونکی گواہی کو قبول فرماویگا چنانچہ تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں صحیح روایتیں ہیں جنمیں بڑی خوشی اور فخر
سے آپ نے اس گواہی کا ذکر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ امت کے لوگوں کو یہ توفیق دیوے کہ وہ اپنے رسول کی پوری فرمانبرداری
کرکے اپنے آپکو اس گواہی کے قابل بنا دیں"

منزل ۵

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ

قارون جو تھا سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا اونپر اور ہمنے دئے تھے اوسکو خزانے اتنے کہ اوسکی کنجیوں سے تھکتے کئی

بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا

زور آور جب کہا اوسکو اوسکی قوم نے اترا مت اللہ کو نہیں بھاتے اترانیوالے اور جو تجکو

آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ

اللہ نے دیا اوس سے پیدا کر پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھسے

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ

اور نہ چاہ خرابی ڈالنی ملک میں اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے بولا یہ تو مجکو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے

عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

پاس ہے کیا یہ نجانا کہ اللہ کھپا چکا ہے اوس سے پہلے کتنی سنگتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تہیں زور

وَاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

اور زیادہ مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے اُنکے گناہ پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی تیاری سے کہنے لگے جو

يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

طالب تھے دنیا کی زندگی کے اے کسیطرح ہمکو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بیشک اُسکی بڑی قسمت ہے اور بولے

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝

جنکو ملی تھی بوجھ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے انکو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات اُنہیں کے دل میں پڑتی ہے جو سہنے والے ہیں

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ

پھر دھسا دیا ہمنے اُسکو اور اُسکے گھر کو زمین میں پھر نہوئی اُسکی کوئی جماعت جو مدد کرتی اُسکی اللہ کے سوا اور نہ وہ

مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ

مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام منا تے تھے اُسکا سا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ

کھولتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور روکتا ہے اگر نہ احسان کرتا ہمپر اللہ تو ہمکو دھسا دیتا

بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ

ارے خرابی یہ تو بھلا نہیں پاتے منکر وہ گھر پچھلا ہے ہم دینگے وہ اُنکو جو نہیں چاہتے چڑھنا

عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ

ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہے ڈر والوں کا جو کوئی لایا بھلائی اُسکو ملنا ہے

مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اُس سے بہتر اور جو کوئی لایا برائی سو برائیاں کرنے والے وہی سزا پائینگے جو کرتے تھے

معتبر سند سے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی تھا اور اللہ تعالیٰ کا دشمن منافق تھا جیسے سامری منافق تھا کثرت مال کے سبب سے وہ اترا گیا تھا اوسکے اترانے پر اللہ تعالیٰ نے اوسکو برباد کر دیا قارون کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کی تھیں تاکہ وہ کنجیاں ہلکی رہیں کیونکہ جب وہ کہیں جاتا تھا تو کنجیاں اپنے ساتھ رکھتا تھا مجاہد کے قول کے موافق عصبہ دس سے لیکر پندرہ آدمیوں کی جماعت تک کو کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرحین کی تفسیر اترانے والوں کی فرمائی ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کو اسقدر خزانے دئے تھے کہ اونکی کنجیاں ایک طاقت والی جماعت پر بھاری تھیں اسلئے وہ اترا گیا اور جب اوسکی قوم نے اوس سے کہا کہ مت اترا کہ اللہ کو بھاتے نہیں اترانے والے اور جو تجھکو خدا نے دیا ہے اوس سے آخرت کا گھر چاہ اور نہ بھول حصہ اپنا دنیا سے جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ مال خطیر خدا کی اطاعت میں خرچ کر اور بھلائی کر خدا کی مخلوق

کے ساتھ جیسے بھلائی کی خدا نے تیری ساتھ اور نہ فساد کر زمین میں جسکا مطلب یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ برائی نہ کر اللہ مفسدوں
کو دوست نہیں رکھتا قارون نے اپنی قوم کے لوگوں کی نصیحت کا یہ جواب دیا کہ یہ مال مجھکو میری عقلمندی کے سبب سے ملا ہے۔ میں
مال کمانا جانتا ہوں اسلیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے مجھکو یہ مالداری کی فضیلت دی ہے اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا
اسکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہلاک کر چکا ہے پہلے بہت لوگ جو قارون سے قوت اور مال میں زیادہ تھے مثلاً فرعون کہ وہ قوت اور
مال میں زیادہ تھا اگر مال اور قوت باعث فضیلت ہوتا تو اوسکو اللہ ہلاک نہ کرتا اور نہ پوچھے جاویں گے مجرم اونکے گناہوں سے اسکا
مطلب یہ ہے کہ اونسے اسطرح کا سوال نہوگا جسمیں اونکو عذر کرنیکی گنجایش رہے بلکہ بیجا عذروں کے نہ سننے کے لیے اونکے ہاتھ
پیروں سے گواہی لیجاکر اونکا فیصلہ ہو جاوے گا چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے اس باب میں انسؓ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذر
چکی ہے آگے فرمایا کہ ایک روز قارون اپنی قوم کے روبرو بڑی طیاری و سامان سے نکلا جب دنیا کے طلبگاروں نے یہ دیکھا
تو تمنا کی کہ کسیطرح ہمکو بھی ایسا ہی سامان ملتا اور یہ بھی اون دنیا کے طلبگاروں نے کہا کہ قارون بڑا نصیبے والا ہے جب اونکی
یہ بات قوم کے علم والوں نے سنی تو کہنے لگے کیوں خرابی میں پڑتے ہو اللہ کا دیا ہوا ثواب دنیا کے مال و متاع سے بہتر ہے پھر اللہ
تعالیٰ نے اوسکے گھر کو اور اوسکو زمین کے اندر دھسا دیا اکثر مفسروں کا قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے قارون
زمین میں دھسا۔ چنانچہ معتبر سند سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کا قول ہے کہ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو اس شرط پر
کچھ مال دیا کہ وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر بدکاری کی تہمت لگائے جب اوسنے تہمت لگائی تو آپ خدا کے ڈر سے کانپ گئے
اور دو رکعت نماز پڑھکر اوس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور اوس عورت سے کہا کہ میں تجھکو قسم دیتا ہوں اوس ذات پاک کی
جسنے دریا کو پھاڑ دیا اور فرعون سے نجات دی مجھکو ضرور اوس شخص کو بتا جسنے تجھکو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا اوس نے کہا جب
آپ نے قسم دیکر مجھہ سے اصلی حال دریافت کیا ہے تو اب میں کہتی ہوں کہ اس تہمت کے لگانے پر قارون نے مجھکو اسقدر مال دینا کیا
ہے اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں گر پڑے اور قارون کے حق میں بددعا کی اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اللہ نے زمین
کو حکم دیدیا کہ وہ قارون کے باب میں تمہاری فرمانبرداری کرے اسپر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ قارون اور
اوسکی حویلی کو دھسا دے اور نگل جا جب قارون زمین میں دھنس گیا تو اللہ کے عذاب کو اوسکے مال نے اور نوکر چاکروں نے
کچھہ دفع نہ کیا اور جب قارون کے مرتبہ کی خواہش کرنے والوں نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگے ہمنے جانا کہ آدمی کے پاس مال کا
ہونا کچھہ اللہ کی رضامندی کا سبب نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگ و فراخ کرتا ہے روزی جسپر چاہتا ہے اور اگر ہمارے پاس
بھی اترانے کے قابل مال ہوتا تو اترانے کی ناشکری میں ہم بھی قارون کے ساتھی ہوتے کیونکہ ناشکر لوگوں کا کبھی بھلا نہیں ہوتا
ان لوگوں کے کلام کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا عقبےٰ میں تو اون ہی لوگوں کا بھلا ہوگا جو ہر طرح کے اترانے اور فساد سے
دور بھاگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نامرضی کے کام کرتے ہوئے اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اوپر جزا و سزا کا ذکر تھا اسلیے
آگے کی آیتوں میں جزا و سزا کی مقدار کا ذکر فرمایا کہ جو شخص قیامت کے روز ایک نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر ثواب ملیگا

اور جو کوئی برائی لاویگا تو برائی کرنے والوں کو برائی کی حیثیت کے موافق سزا دیجاویگی صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن عوف انصاری سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اپنی امت کے فقر و فاقہ کی حالت کا خوف نہیں ہے بلکہ اون کی مالداری کی حالت سے یہ خوف ہے۔ کہ کہیں مالداری کی حالت اون کو پہلی امت کے لوگوں کی طرح بربادی میں نہ ڈالدیوے اسیطرح معتبر سند سے ترمذی صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں کعب بن عیاض سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالداری کو بڑے فتنہ اور فساد میں پڑنے کی چیز فرمایا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اکثر آدمی مالداری کی غفلت میں پھنس کر قارون کی طرح اترانے لگتے ہیں اور عقبے کو بالکل بھول جاتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہے۔ کہ شریعت میں جن کاموں کے کرنے کی تاکید ہے ایسے لوگوں کے دل میں اون کاموں سے ایکطرح کی بے پرواہی اور مناہی کے کاموں کی جرٲت پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ قتادہ کے قول کی موافق قارون توریت کے خوش آواز قاریوں میں مشہور تھا زیادہ مالداری کے بعد پہلے قارون زکوٰۃ کا منکر ہوا پھر اسی طرح کی بے دینی کی باتوں کی روک ٹوک کے سبب سے موسیٰ علیہ السلام کا دشمن ہوگیا یہاں تک کہ اون پر بدکاری کی تہمت لگائی حضرت عبد اللہ بن عباس کی تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ کی روایت سورہ توبہ میں گزرچکی ہے جسمیں ثعلبہ بن حاطب انصاری کا قصہ بھی قریب قریب قارون کے قصہ کے ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قارون کی طرح ثعلبہ نے بھی زکوٰۃ کا نام جرمانہ رکھا اور زکوٰۃ کے دینے سے انکار کیا۔ صحیح بخاری مسلم ترمذی ابی داؤد اور نسائی میں حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ کے منکرین زکوٰۃ کا قصہ اور حضرت ابوبکر صدیق نے اون منکرین زکوٰۃ پر جو فوج کشی کی تھی وہ قصہ ابوہریرہ کی روایت سے تفصیل وار ہے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اللہ کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرو بن عوف انصاری کی روایت میں جس اندیشہ کا ذکر فرمایا ہے اللہ کے رسول اور صحابہ کے زمانہ سے اوس اندیشہ کا ظہور شروع ہوکر رفتہ رفتہ اب اس آخری زمانہ میں تو یہ حال ہے کہ امت محمدیہ میں کے بہت سے مالدار لوگ ترک زکوٰۃ ترک حج سود خواری اسیطرح کی اور بڑی بڑی آفتوں میں پھنس گئے ہیں اللہ تعالیٰ ولا تبغ الفساد فی الارض کے مضمون کی طرف جلدی اون کے دلوں کو مائل کرے۔ عکرمہ کے قول کے موافق یہاں فساد کے معنے اون گناہوں کے ہیں جو مالداری کے سبب سے پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً ترک زکوٰۃ یا سود خواری۔ صحیح مسلم ترمذی اور نسائی میں ابوہریرہؓ اور عبد اللہ بن الشخیر سے روایتیں ہیں کہ مالدار آدمی نے اپنے مال میں سے جو کھایا پہنا یا وارثوں کے لئے چھوڑا وہ تو دنیا کا دنیا ہی میں رہا ہاں جو اللہ کے نام پر دیا وہ اوسکے ساتھ جاویگا اس کا اجر عقبے میں اوسے ملنے والا ہے یہ حدیث آیت وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الاخرۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مالدار آدمیوں کے لئے پائدار حصہ وہی ہے جو اونہوں نے نیک نیتی سے صدقہ خیرات میں خرچ کیا کہ اوسمیں تنگدست لوگوں کے ساتھ بھلائی بھی ہے اور اجر بھی ہے اور جس شخص نے ایسا نہیں کیا وہ گویا اپنے مال میں سے پائدار حصہ لینا بھول گیا اور جس شخص نے یہ اور زیادتی کی کہ اپنے مال کو بیجا صرف کیا اوس نے مال خرچ کر کے اپنے حق میں وبال مول لیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث قدسی ایک جگہ گذرچکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک کام کے فقط ارادہ پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب انسان اپنے اوس ارادہ کے موافق نیک کام بھی

کرتا ہے تو دس سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کی صورت میں اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور کوئی شخص کسی بدکام کا ارادہ کرکے پھر اوس کام کے کرنے سے باز رہے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے اگر اوس نے وہ بدکام کرلیا تو بدی کی سزا میں نیکی کی جزا کی طرح کوئی زیادتی نہیں لکھی جاتی بلکہ ایک بدی کی ایک ہی لکھی جاتی ہے۔ یہ حدیث آیت من جاء بالحسنة کی گویا تفسیر ہے۔"

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ
جس شخص نے حکم بھیجا تجھپر قرآن کا وہ پھیر لانیوالا ہی تجکو پہلے جگہ تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہی کون لایا ہے

بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ
راہ کی سوجھ اور کون پڑا ہے صریح بھٹکاوے میں اور تو توقع نرکھتا تھا کہ اوتاری جاوے تجھپر کتاب

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ۝ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ
مگر مہر ہوکر تیرے رب کی طرف سے سو تو نہو مددگار کافروں کا اور نہو کہ وہ تجکو روکدیں اللہ کے

اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰی رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝ وَ لَا تَدْعُ
حکموں سے جب اتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کیطرف اور نہ ہو شریک والوں میں اور مت پکار

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۫ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۝
اللہ کے سوا اور حاکم کسیکی بندگی نہیں اوسکے سوا ہر چیز فنا ہے مگر اوسکا مونھہ اوسیکا حکم ہے اور اوسیکی طرف پھر جاؤ گے

صحیح بخاری اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے جسمیں اونہوں نے فرمایا معاد سے مقصود مکہ معظمہ ہے جسکا حاصل فتح مکہ کی خوشخبری ہے۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عباس کا دوسرا قول ہے جسمیں اونہوں نے معاد کی تفسیر قیامت کی فرمائی ہے حقیقت میں دونوں تفسیریں صحیح ہیں کیونکہ پہلی تفسیر کا ظہور تو فتح مکہ کے وقت ہو چکا دوسری تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی نصیحت سنکر راہ راست پر آنیوالوں کا اور گمراہی پر جمنے والوں کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے اے رسول اللہ کے تم اپنا کام کیے جاؤ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان گمراہی پر جمے رہنیوالوں سے ماذا اجبتم المرسلین کا سوال کریگا تو یہ لوگ لاجواب ہو جاویں گے۔

اس دوسری تفسیر کی زیادہ تفصیل صحیح بخاری نسائی وغیرہ کی ابوسعید خدری کی حدیث کے حوالہ سے آیۃ ونزعنا من کل امۃ شہیدا کی تفسیر میں گذر چکی ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے کہدو کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے اوسکو جو ہدایت پر ہے اور جو کھلا گمراہ ہے اور اے رسول اللہ کے تم کو امید نہ تھی کہ تم پر خدا کی کتاب اوتاری جاویگی جب اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی نعمت دی ہے تو تم مشرکوں کے مددگار مت ہو مطلب یہ ہے کہ اونکی مخالفت تم کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی نصیحت سے نہ روکدے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا بول بالا کرنیوالا ہے اسلئے تم لوگوں کو اوس معبود کی عبادت کی رغبت دلاؤ جو وحدہ لاشریک ہے اور اپنی مشرک قوم کی کچھ پاسداری نہ کرو اسکے بعد اپنے رسول کی مخاطب ٹھہرا کر مشرکوں کو جتلایا کہ سوا اللہ کے اور کسی کی عبادت جائز نہیں ہے کیونکہ سوا اوسکی ذات پاک کے اور سب کو فنا ہے پھر فنا ہونے والی چیز نہ لائق عبادت ہے نہ ایسی چیز کے ہاتھہ میں

اوسزاہے بلکہ جزا وسزا کے لئے سب اوسی ذات پاک کے روبرو ایک دن حاضر کئے جاویں گے۔ اوپر چند آیتوں کی تفسیر میں ذکر گذر چکا
راللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تمام اہل مکہ کے راہ راست پر آجانے کی بڑی تمنا تھی ان کی آیتوں میں بھی یہی ذکر
حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ کہہ کر توراۃ کی طرح کسی کتاب آسمانی کے اہل مکہ پر نازل ہونے
میں چرچا کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھی یہ بات تھی کہ کوئی معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا عطا ہو جائے
یہ لوگ راہ راست پر آجاویں اسپر ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راہ راست پر آنیوالوں کا اور گمراہی کی حالت پر مرجانے والوں
کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے اسلئے علم الٰہی کے موافق جو لوگ ان میں سے گمراہی کی حالت پر دنیا سے اوٹھنے والے ہیں وہ کسی
معجزہ کو دیکھکر راہ راست پر نہیں آنیوالے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم مشرکوں کی ایسی باتوں میں انکے مددگار اور پاسدار
بنو جب یہ گمراہی کے حالت پر مرجانیوالے لوگ مرمٹ جاویں گے تو اللہ تعالیٰ تم کو فتح مند کرکے مکہ میں داخل کریگا اور میدان حشر
میں سب مخلوقات کے روبرو ان لوگوں سے جب تمہاری نافرمانی کی پرسش ہوگی تو یہ لوگ لاجواب ہوکر اپنی گمراہی پر پچھتا
گے۔ اسیطرح کی چند آیتیں نازل ہو جانے کے بعد جب اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو علم الٰہی کا یہ حال اچھی طرح سے کھل
گیا تو آپ نے بھی بہر چند حدیثوں میں اچھی طرح یہ مطلب امت کو سمجھا دیا چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث
ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا ہونیسے پہلے اپنے علم ازلی کے موافق اللہ تعالیٰ
نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ میں
جانے کے قابل اسیطرح صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث بھی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور نیک وبد لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی۔ اس قسم کی سب حدیثوں
کا حاصل یہ ہے کہ علم الٰہی میں جو لوگ گمراہ قرار پا چکے ہیں وہ کسی معجزہ یا نصیحت سے راہ راست پر آنے والے نہیں یہی مضمون ان آیتوں کا ہے
اسلئے یہ حدیثیں گویا ان آیتوں کی گویا تفسیر ہیں،،

سورۃ العنکبوت مکیۃ وھی تسع وستون ایۃ و سبع رکوعات

اس سورہ کا نام سورہ عنکبوت ہے اسواسطے کہ اسمیں مکڑی کا ذکر ہے کہ جسطرح سب گھروں میں بودا گھر مکڑی کا ہے اسیطرح مشرکوں
کا سوائے خدا تعالیٰ کے اور معبودوں کا پوجنا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ سورہ درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوئی ہے،،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا

کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہکر کہ ہم یقین لائے۔ اور انکو جانچ نہ لینگے اور ہم نے جانچا ہے

منزل ۵

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ۝

انکو جو اُنسے پہلے تھے سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ أَن يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں کہ ہمسے چڑھجاویں بری بات چکاتے ہیں

حروف مقطعات کا ذکر سورہ بقرہ میں گذر چکا ہے تفسیر شعبی تفسیر ابن ابی حاتم معالم التنزیل وغیرہ میں مجاہد اور قتادہ کے قول کے موافق جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت فرمانے کے بعد کچھ مسلمان مکہ میں ایسے رہگئے تھے جنکو مشرک لوگ ہجرت سے بھی روکتے تھے اور مکہ میں بھی اونکو امن سے نہیں رہنے دیتے تھے بلکہ طرح طرح کی تکلیفیں ان مسلمانوں کو ہر وقت دیتے تھے جن تکلیفوں سے وہ مسلمان تنگ دل تھے انکی ہمت بڑہانے کے لئے مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں جب مدینہ سے اونکے دوست صحابہ نے اونکو ان آیتوں کے نازل ہونے کا حال لکھکر مکہ میں بھیجا تو وہ مشرکین سے لڑکر ہجرت کے لئے مکہ سے نکلنے کو مستعد ہوگئے اور اپنے ارادہ کے موافق ہجرت کی نیت سے نکلے اور مشرکین نے اونکو روکا اور لڑائی ہوکر کچھ مسلمان تو شہید ہوگئے اور کچھ مدینہ میں مہاجر بنکر پہونچ گئے صحیح مسلم کی حضرت ابوہریرہؓ کی وہ مشہور حدیث ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو اپنی نعلین مبارک نشانی کے طور پر دیکر لوگوں کو یہ خوشخبری سنانے کو بھیجا تہا کہ جو کوئی شخص دل سے کلمہ شہادت پڑھیگا وہ جنتی ہے اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو اوس بشارت سے منع کیا تہا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے اوس منع کرنے کا سبب پوچھا تہا تو حضرت عمرؓ نے یہ سبب عرض کیا تہا کہ اس بشارت کے سننے کے بعد لوگ ایسے نیک عملوں سے باز رہ جاویں گے جن عملوں کے سبب سے اونکو بڑے بڑے درجے جنت میں مل سکتے ہیں ان آیتوں کی وہ صحیح حدیث پوری تفسیر ہے کیونکہ اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ اگر فقط مونہہ سے کلمہ شہادت کے کہہ لینے پر لوگوں کو چھوڑ دیا جاوے اور نقصان مال اور جان سے اونکو اللہ تعالیٰ نہ آزماوے تو نقصان کے وقت صبر کرنے سے جو درجے اون لوگوں کو ملنے والے ہیں اون درجوں سے وہ محروم رہ جاوینگے مثلاً صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ننگا کرکے آگ میں ڈالا اوس جانچ نے حضرت ابراہیم کو قیامت کے دن یہ مرتبہ دلوایا کہ سب سے پہلے اونکو اوس دن کپڑے پہنائے جاوینگے اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے دنیا کی روز کی نئی باتوں سے کوئی جدید علم اللہ تعالیٰ کا نہیں بڑھتا لیکن ازل میں مثلاً اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ جب دنیا پیدا ہوگی تو ایک شخص ابوجہل پیدا ہوگا اور باوجود رسول وقت کے سمجھانے کے وہ ایمان نہ لاویگا اور حالت کفر میں مارا جاویگا جب دنیا پیدا ہوئی اور ابوجہل پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کے اوس علم ازلی کا ظہور ہوگیا اس ظہور علم ازلی کو اللہ کی جانچ اسواسطے جگہ جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی کی جزا و سزا اللہ تعالے نے اس جانچ پر موقوف رکھی ہے اپنے علم ازلی پر موقوف نہیں رکھی تاکہ لوگوں کو اس حجت کا موقع باقی نہ رہے کہ نیکی بدی

منزل ۵

کی جانچ سے پہلے فقط اپنے علم ازلی پر اللہ تعالیٰ نے ہمکو سزا دیدی۔ آگے فرمایا کہ یہ جانچ کچھ اس امت کے لوگوں پر ہی منحصر نہیں ہے اس سے پہلے جو امتیں گذری ہیں اونکا بھی یہی حال تھا مثلاً فرعون کے ہاتھ سے جو بنی اسرائیل نے جو جو تکلیفیں پائی ہیں وہ قصہ یہ لوگ سن چکے ہیں بنی اسرائیل کے قصہ کی آیتیں قرآن میں جہاں جہاں ہیں وہ سب گویا ان آیتوں کی تفسیر ہیں پھر فرمایا یہ مشرک لوگ جو غریب مسلمانوں کو ہجرت سے روکتے ہیں اور اونکو مکہ میں بھی امن سے نہیں رہنے دیتے اپنے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اون سے اس ظلم و زیادتی کا بدلہ نہیں لیسکتا اللہ بڑا صاحب قدرت ہے ان سے بڑھ کر صاحب قوت قوموں کو اوسنے ایک دم میں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیا جنکی اوجڑی ہوئی بستیاں ملک شام اور یمن کے سفر میں یہ لوگ دیکھ چکے ہیں لیکن اللہ کے کارخانہ میں ہر کام کا وقت مقرر ہے اوسکے آنے پر ان لوگوں کو اس ظلم و زیادتی کی حقیقت کھل جاوے گی اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت یہ حقیقت کھل گئی جسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضی بن مالک کی روایتہ سے ایک جگہ گذر چکا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تک چاہتا ہے ظالم لوگوں کو مہلت دیتا ہے پھر جب اونکو پکڑتا ہے تو بالکل برباد کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب تک اللہ کو منظور تھا مشرکین مکہ طرح طرح کے سرکشی کرتے رہے اور جب بدر کی لڑائی کے وقت ان آیتوں کی وعدہ کے موافق اللہ تعالیٰ نے ان میں کے بڑے بڑے سرکشوں کو پکڑا تو بالکل برباد کر دیا،،

منزل ۵

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ

جو کوئی توقع رکھتا ہو اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آتا ہے اور وہ ہے سنتا جانتا اور جو کوئی محنت اٹھاوے سو اوٹھاتا

لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اپنے ہی واسطے اللہ کو پرواہ نہیں جہان والونکی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اوتار دینگے اونسے برائیاں انکی

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور بدلا دینگے انکو بہتر سے بہتر کاموں کا

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کو آخرت میں خدا تعالیٰ سے ملنے کی امید اور اپنے اچھے کاموں کے ثواب پانیکا بھروسہ ہے اللہ تعالیٰ اوس کی امید کو پورا کرے گا اسواسطے کہ وہ دعا کا سننے والا اور تمام عملوں کا دیکھنے والا ہے پھر فرمایا جو محنت کر کے اچھے عمل کرے وہ اپنے ہی واسطے کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بندوں کے نیک عملوں سے بے پرواہ ہے کسیکا نیک اور پرہیزگار ہونا خدا کی بادشاہت میں کچھ رونق نہیں بڑھاتا اس پر بھی وہ ایمان والوں کو عمدہ جزا دیگا اور اونکی برائیوں کو اون کے ایمان اور نیک عمل کی برکت سے دور کر دیگا اور اچھے سے اچھا اون کے عملوں کا بدلہ دیگا ایک نیکی کا دس گنا اور سات سو نیکی تک اور بعضے زیادہ خالص نیتوں کے عملوں کا اس سے بھی بڑھکر ثواب دیگا اور برائی کی سزا بقدر برائی کے دیگا بلکہ معاف

کردے گا سورۃ یونس کی آیت ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوۃ الدنیا آیت من یرجو لقاء اللہ کی گویا تفسیر ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ ان اہل مکہ میں سے جو لوگ حشر کے منکر ہیں اون کو تو حشر کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے اور حساب کتاب کی بالکل توقع نہیں ہے۔ اس لئے اونہوں نے تو اپنا سارا دارمدار دنیا کی زندگی کو قرار دیا ہے ہاں جو لوگ ان میں سے راہ راست پر آگئے ہیں اور دنیا کی زندگی میں عقبیٰ کے فکر سے غافل نہیں ہیں اور جزا وسزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کی اور اپنے نیک کاموں کے ثواب کی اونکو توقع ہے اون کی توقع کو اللہ تعالیٰ پورا کریگا صحیح بخاری میں عبادہؓ بن الصامت سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق دل میں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اوسکو ایسے نیک کاموں کی توفیق دیتا ہے کہ وہ اچھی حالت سے اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہو۔ اور یہ حشر کے منکر لوگ اللہ تعالیٰ کے ملنے کا شوق دل میں نہیں رکھتے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی خوشی سے اونکو اپنے روبرو بلانا نہیں چاہتا حضرت عائشہؓ نے جب یہ حدیث سنی تو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مطلب موت کو خیال کرکے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ موت کا شوق تو کوئی شخص اپنے دل میں نہیں رکھتا آپ نے فرمایا مرنے والے شخص کو آخری وقت پر اللہ کے فرشتے جزا وسزا کی اطلاع دیتے ہیں جس سے نیک لوگوں کو جزا کا حال سنکر اللہ تعالیٰ کے روبرو جانے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے حدیث میں اون شوق کا ذکر ہے موت کے شوق کا ذکر نہیں ہے اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی توقع کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اگر ساری مخلوقات نیک ہو جاوے تو اوس سے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کچھ بڑھ نہ جاویگا اسی طرح اگر ساری مخلوقات بد ہو جاوے تو اوس کی بادشاہی میں سے کچھ گھٹ نہ جاویگا یہ حدیث ان اللہ لغنی عن العالمین کی گویا تفسیر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے اور ایک جمعہ اور رمضان سے دوسرے رمضان تک کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں نیک عملوں کی برکت سے گناہ کا بوجھ اوتر جانے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی حدیث قدسی گذر چکی ہے کہ نیک کام کا اجر دس گنا ثواب سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کی صورت میں اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا یہ حدیث ولنجزینہم احسن الذی کانوا یعملون کی گویا تفسیر ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ

اور ہمنے تاکید کردیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلے رہنا اور اگر وہ تجھسے زور کریں کہ تو شریک پکڑے میرا جسکی تجھکو خبر

بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

نہیں تو اونکا کہنا نہ مان مجھہی تک پھر آنا ہے تمکو سو میں جتا دونگا تمکو جو کچھ تم کرتے تھے

صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت سعدؓ نے اسلام قبول کیا تو اون کی ماں نے اون کو اسلام سے باز رکھنے کے ارادہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا

کئی روز تک کہانا نہیں کہایا اور یہی کہتی تہیں کہ جب تک سعد تم اپنا قدیمی دین اختیار نہ کرو گے میں کہانا نہ کہاؤنگی حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ میری ماں اگر ہزار دفع بہی مرکر جیوے گی اور پہر مریگی جب بہی میں اسلام سے ہرگز نہ پہروں گا ان ماں بیٹوں کے جہگڑے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ اگرچہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے لیکن جس اللہ نے ماں باپ اور اولاد سب کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اوس کا حق سب سے بڑا ہے اوس کے حکم کے مخالف ماں ہو یا باپ پیر ہو یا اوستاد کسی کی فرمانبرداری جائز نہیں ہے بہت سی صحیح حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی مضمون کی تفسیر فرمائی ہے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس امر میں خدا کی نافرمانی لازم آتی ہے اوس امر میں کسی کی فرمانبرداری نہیں چاہیے دوسری روایت صحیح بخاری ومسلم میں حضرت علیؓ کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس امر کو شریعت جائز رکہے مخلوق کی فرمانبرداری اوس امر میں ہو سکتی ہے جب خالق کی نافرمانی کسی امر میں نظر آوے تو پہر کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں چاہیے اس آیت کے آگے منافقوں کا ذکر فرماکر یہ جتلایا ہے کہ خواہ ماں کی ناراضی ہو خواہ باپ کی خواہ تکلیف ہو خواہ راحت مسلمانوں کو منافقوں کی طرح دین میں ڈانواں ڈول نہیں رہنا چاہیے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پہر اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم میں جو لوگ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اون سے بڑہکر دنیا میں کوئی زیادہ گناہ گار نہیں یہ حدیث مالیس لک بہ علم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم جو انسان پر واجب ہے اوسکی سند تو سبکی آنکھوں کے سامنے ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اب شرک میں گرفتار لوگوں کے پاس جب کوئی سند نہیں ہے تو مشرک سے بڑہکر دنیا میں کوئی گناہ گار نہیں ہے آخر آیت میں فرمایا کہ ایک دن سب کو اللہ کے روبرو حاضر ہونا پڑیگا اور فرمانبرداری کی جزا اور نافرمانوں کی سزا کا پورا پورا فیصلہ ہو جاوے گا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کا واسطہ فقط دنیا کا ہے اور اللہ تعالیٰ کا واسطہ دونوں جہان کا اسلئے اللہ کی فرمانبرداری سب کی فرمانبرداری سے مقدم ہے ۱۱

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

اور جو لوگ یقین لائے اور بہلے کام کئے ہم اُنکو داخل کریں گے نیک لوگوں میں اور ایک لوگ ہیں کہ کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

یقین لائے ہم اللہ پر پہر جب اُسکو ایذا پہنچی اللہ کے واسطے ٹہیرا دی لوگوں کا ستانا برابر اللہ کی مار کے اور اگر پہنچے مدد تیرے رب کی

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

تو صرفسے کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتہ تہے کیا یوں نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچہ جیوں میں ہے جہانوالوں کے اور البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کریگا دغا والوں کو

مطلب یہ ہے کہ ہم ایمان داروں کو اور اون کو جنہوں نے اچہے عمل کئے ہیں اپنے نیک بندوں میں داخل کریں گے اس سے مقصود یہ ہے کہ نیک بندوں کے رہنے کی جگہ جنت میں اُنکو رکہا جاوے گا اس کے بعد ارشاد کیا کہ لوگوں میں سے بعض ایسے بہی ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر لیکن وہ لوگ یہ بات صرف زبان سے کہتے ہیں اون کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا ہے

اسیواسطے اونکا یہ حال ہے کہ جب اون کو کوئی تکلیف پہنچے تو پہر وہ لوگ دین اسلام سے پہر جاتے ہیں غرضکہ ان لوگوں کو اگر بھلائی حاصل ہوے تو اطمینان ہے اور اگر کچہہ جانچ ہوئی تو پہر گئے۔ پہر فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر آجاوے مدد اور فتح تیرے رب کی طرف سے تو کہنے لگے ہم تمہارے ساتہہ ہیں کیا اللہ کو خبر نہیں اوسکی جو جہان کے لوگوں کے دلوں میں ہے وہ سب جانتا ہے جو اونکے دلوں میں پوشیدہ ہے اگرچہ وہ منافق ظاہر میں تمہارے ساتہہ ہونے کا دم بہریں لیکن اللہ خوب جان لیگا ایمان والوں کو اور خوب جان لیگا منافقوں کو کہ کون مطیع ہے اور کون نافرمان ہے تفسیر ضحاک میں ہے کہ مکہ میں بعضے لوگ ایسے تہے جو مشرکوں کی ایذا کی برداشت نہ کرسکے اور ایذا سے ڈرکر اسلام سے پہر گئے اونہی کو فرمایا کہ اونہوں نے دنیا کی تہوڑی سی ایذا کو عذاب آخرت کے برابر اس لئے سمجہہ لیا کہ عذاب آخرت کا اونکو پورا یقین نہیں تہا کیونکہ اگر عذاب آخرت کا اون کو پورا یقین ہوتا تو مشرکوں کی ایذا سے بچنے کے لئے یہ لوگ زبانی باتوں میں مشرکوں کی ہاں میں ہاں ملا دیتے یہ تو دل سے مشرکوں کے شریک حال ہوگئے اب یہ مسلمانوں کی بہتری کے وقت اپنے آپ کو مسلمانوں کے ساتہی ہونے کا دعوے کریں تو اوس سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالی کو ان کے دل کا حال خوب معلوم ہے کسلیے کہ تمام جہان کے لوگوں کے دلوں کا حال اوس سے پوشیدہ نہیں ہے سفیان ثوری کا قول ایک جگہ گزرچکا ہے جسمیں اونہوں نے فرمایا کہ سعید بن جبیر مجاہد عکرمہ ضحاک ان چار تابعیوں کے قول کا تفسیر کے باب میں بڑا اعتبار ہے معتبر سند سے تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے عمار بن یاسر کے قصہ کی روایت سورۃ النحل میں گزرچکی ہے کہ عمار بن یاسر نے مشرکوں کی ایذا سے بچنے کے لئے مشرکوں کی ہاں میں ہاں ملادی اور جب مدینہ میں آنکر آنحضرت صلعم سے اونہوں نے اپنا قصہ بیان کیا تو آپ نے اون سے دریافت کیا کہ جسوقت تمنے مشرکوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو تمہارے دل کا کیا حال تہا عمار بن یاسر نے عرض کیا کہ اوسوقت میرے دل میں تو اسلام بسا ہوا تہا آپ نے فرمایا تو زبانی باتوں کا کچہہ خیال نہ کرو اس حدیث سورۃ النحل کی آیت الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان سے ضحاک کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے ؎

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

اور کہنے لگے منکر ایمان والونکو تم چلو ہماری راہ اور ہم اٹہالیں تمہارے گناہ اور وہ کچہہ نہ اٹہا دیں گے

مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ

انکے گناہ وہ جہوٹے ہیں اور البتہ اٹہاوینگے اپنے بوجہہ اور کتنے بوجہہ ساتہہ اپنے بوجہہ کے

وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

اور البتہ انسے پوچہہ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں جہوٹ بناتے تہے

تفسیر مقاتل وغیرہ میں مجاہد اور ضحاک کے قول کے موافق جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں جو تہوڑے سے مسلمان لوگ رہگئے تہے اون سے ابوسفیان اور مشرک لوگ یہ کہا کرتے تہے کہ اول تو یہ سمجہہ میں نہیں آتا کہ مرنے کے بعد پہر جیویں گے اور نیکی بدی کا حساب وکتاب ہوکر جزا و سزا ہوگی اور اگر ایسا ہوا بہی تو تمہاری بدلے

کی سزا ہم اپنے ذمہ لیلیویں گے تم اپنے قدیمی دین پر قائم ہو جاؤ۔ اونکے اوس قول کا جواب ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہی
حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں جو آخرت کے مواخذہ کا غیروں کا بوجھ اپنے ذمہ لیتے ہیں وہاں ایسی نفسا نفسی
ہوگی کہ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے دور بھاگے گا کہ ایک کا وبال دوسرے پر نہ پڑ جاوے اور جتنے لوگوں کو گمراہوں نے بہکایا ہے
گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کے دو وبال ایسے لوگوں کی گردن پر اس دن پڑیں گے اپنی خوشی سے کسی کا بوجھ ایسے گمراہ لوگ
قیامت کے دن کیا اوٹھا سکتے ہیں صحیح مسلم کی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی شخص
دین کے کام میں کسیکو بہکا دیگا اوسکی ذاتی بداعمالی کے علاوہ اس بہکانے کا وبال جدا اوسکی گردن پر پڑیگا آخر کو فرمایا کہ قیامت
کے دن جب ان لوگوں سے اس جھوٹ کا مواخذہ کیا جاویگا تو یہ لوگ بالکل لاجواب ہو جاویں گے ۔۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ
اور ہمنے بھیجا نوح کو اوسکی قوم پاس پھر رہا اُنمیں ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا اُنکو طوفان نے
وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَاِبْرٰهِيْمَ
اور وہ گنہگار تھے پھر بچا دیا ہمنے اُسکو اور جہاز والونکو اور رکھا ہمنے جہاز نشانی جہان والونکو اور ابراہیم کو
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
جب کہا اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور اُسکا ڈر رکھو یہ بہتر ہے تمکو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ
اللہ کے سوا یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بیشک جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوا مالک نہیں تمہارے
لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اُسکی بندگی کرو اور اُسکا حق مانو اُسیکے طرف پھر جاؤگے
وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا
اور اگر تم جھٹلاؤگے تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تمسے پہلے اور رسول کا ذمہ یہی ہے پہونچا دینا کھولکر کیا دیکھتے
كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
نہیں کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدایش کو پھر اُسکو دوہراویگا یہ اللہ پر آسان ہے تو کہہ ملک میں پھرو
فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
پھر دیکھو کیونکر شروع کی ہے پیدایش پھر اللہ اُٹھاویگا پچھلا اُٹھان بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ○ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ
دکھ دیگا جسکو چاہے اور رحم کریگا جسپر چاہے اور اسیکے طرف پھر جاؤگے اور تم عاجز کرنیوالے نہیں زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاءِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی نہ مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اسکے ملنے سے وہ ناامید ہوئے میری مہر سے اور انکو دکھ کی مار ہے

اوپر مشرکین مکہ کی سرکشی کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں اللہ نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کے حال سے ان کو آگاہ فرمایا کہ وہ اپنی قوم میں اسقدر عرصہ دراز تک رہے اور پوشیدہ اور علانیہ دن رات انکو سمجھاتے رہے جب بھی قوم کے لوگ نہ سمجھے اور اللہ کے رسول کو جھٹلاتے رہے اور اتنی مدت میں ان کی قوم میں سے بہت تھوڑے آدمی ایمان لائے جب اس قدر مدت دراز تک حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت اور ڈرانے نے کچھ فائدہ نہ دیا تو اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حال پر کچھ نہ پچھتاوا اور نہ غم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اوسی کے دست قدرت میں سب کچھ ہے اس لئے جو لوگ علم الٰہی میں بد قرار پاچکے ہیں وہ کسی طرح راہ راست پر نہیں آویں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چالیس سال کی عمر میں حضرت نوح علیہ السلام رسول کرکے بھیجے گئے اور قوم کے لوگوں میں ساڑھے نوسو برس رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس تک زندہ رہے سورہ ہود میں گذر چکا ہے کہ قوم نوح نے حضرت نوح کی نصیحت اور عذاب کے وعدہ کو جھوٹا جانکر خود اپنی زبان سے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کی آخر طوفان کا عذاب آنکر سوا اسی آدمیوں کے اور ساری قوم ہلاک ہوگئی۔ یہ طوفان نوح کا قصہ سورہ ہود میں گذر چکا ہے قتادہ کا قول ہے کہ بہت دنوں تک وہ کشتی باقی رہی اور لوگوں نے اوسکو دیکھا اوسیکو فرمایا کہ یہ قصہ اور کشتی جہان کے لوگوں کے لئے اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا اسلئے اکیلے اللہ کی تعظیم انسان پر واجب ہے برخلاف اسکے جو لوگ اللہ کی تعظیم میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ناانصاف نہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مشرکوں کو جگہ جگہ ظالم فرمایا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو جب تک چاہتا ہے مہلت دیتا ہے پھر جب انکو پکڑتا ہے تو بالکل برباد کر دیتا ہے اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مہلت کے زمانہ میں یہ لوگ عذاب کی جلدی کرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان پر عذاب نازل نہیں کیا پھر جب پکڑ کا وقت آگیا تو سوا اسی آدمیوں کے اور ساری قوم ہلاک ہوگئی۔ اب آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ اونہوں نے اپنی قوم کو خدا کی عبادت کی طرف بلایا اور اوس سے ڈرنے کو کہا اور کہا کہ جب تم یہ کام کروگے تو دنیا اور آخرت کی بہتری تمکو حاصل ہوگی اور سوا اللہ کے جن بتوں کو اے کافرو تم پوجتے ہو وہ تمہارے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تمنے ہی اونکے نام گھڑ لئے ہیں اور اونکو معبود ٹھہرا لیا ہے وہ تمہاری طرح مخلوق ہیں و تخلقون افکا کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ خود تم بت تراشتے ہو اور اونکو اپنا معبود ٹھہراتے ہو جن لوگوں کے نام کی یہ مورتیں ہیں اونکو تمہارے اس کام کی بالکل خبر نہیں اسلئے قیامت

کے دن وہ تم سے بیزار ہو جاوینگے اور جنکو تم سوائے اللہ کے پوجتے ہو وہ مالک تمہارے رزق کے نہیں کیونکہ ایک ساا . رقحط پڑا یا
تو تم کو ان بتوں سے کچھ مدد نہیں مل سکتی اسلیئے تم اللہ کی ہی خالص عبادت کرو اور اوس سے کشایش رزق کی التجا کرو اور او
اوا کرو اور اوسکی طرف پھیر جاوگے تم قیامت کے روز اور وہ ہر ایک کو اوسکے عمل کے موافق جزا و سزا دیگا اور اگر تم ان باتوں
گے تو مثلاً نوح علیہ السلام کے قصہ سے یہ بات تمکو معلوم ہو چکی ہے کہ جن لوگوں نے پہلے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے اون پر عذاب نازل ہوا
ہر رسول اسی بات کا ذمہ وار ہے کہ خدا کا حکم امت کے لوگوں کو پہونچا دیوے اور پھر اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور
ہدایت کرتا ہے تم بھی نیکوں میں ہونے کی حرص کرو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو جو حشر کے منکر تھے یوں سمجھایا کہ
تعالیٰ نے پہلی دفعہ تم کو پیدا کیا جس سے تم ہو گئے سننے والے دیکھنے والے پھر جس خدا نے پہلی بار تمکو بنایا وہ دوسری بار
ہے کیونکہ دوسری بار کا پیدا کرنا اوسپر آسان ہے پھر فرمایا سیر کرو زمین میں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشانیوں کو دیکھکر عبرت پکڑو کہ
اللہ تعالیٰ نے اب پہاڑوں درختوں بوٹیوں اور کھیتیوں کو پیدا کیا ہے اسیطرح جس چیز کا دوبارہ پیدا کرنا اوسکو منظور ہوگا وہ پیدا ک
اوسکی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اور یہ دوبارہ پیدا کرنا جزا و سزا کے لئے ہوگا تاکہ پہلی دفعہ کا پیدا کرنا ٹھکانے
سزا کے وقت تم آسمان و زمین میں کہیں بھاگ نہ سکو گے اسلیئے تم اللہ کو اپنا خالص معبود ٹھہراؤ کس لیئے کہ اس شرک کے
سا پکڑے گئے تو تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے کہ وہ تم کو گرفتار نہ کرسکے غرضکہ خدا کو کوئی عاجز نہیں کرسکتا اور اوسکے سوا تمہارا کوئی
اور مددگار نہیں پھر فرمایا جو لوگ اللہ کی آیتوں اور اوسکی قدرت کی نشانیوں اور آخرت کو نہیں مانتے وہ خدا کی رحمت سے نا
اور دنیا اور آخرت میں ان لوگوں کے واسطے سخت عذاب ہے قتادہ کے قول کے موافق حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر
فیصلہ کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے مابین میں وان تکذبوا سے عذاب الیم تک کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ کو
ہے جنکا ذکر ان آیتوں میں ہے اوپر فما کان جواب قومہ سے ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا سلسلہ ملایا ہے شاہ صاحب نے
میں اس قول کو لیا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد اور ابو داؤد کے حوالہ سے براءؓ بن عازب کی حدیث ایک جگہ گذر
لوگوں کی موت کے وقت اللہ کے فرشتے ایسے لوگوں کو اللہ کے غصہ اور عذاب سے خبردار کر دیتے ہیں جس سے ایسے لوگ
الٰہی سے مایوس ہو کر جگہ جگہ جسم میں چھپتی ہیں اور پھر آخر نہایت سختی سے اللہ کے فرشتے ان لوگوں کی روحوں کو جسم
لیتے ہیں اور پھر ایسے لوگ دفن کے بعد طرح طرح کے عذاب قبر میں گرفتار ہو جاتے ہیں معتبر سند سے مسند امام احمد میں حضرت عائشہؓ
سے روایت ہے کہ قبر میں دفن کرنے کے بعد عذاب قبر کی سختی کے علاوہ یہ سختی بھی ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کا دوزخ کا ٹھکانا اونکو
دکھا کر اللہ کے فرشتے اون سے یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں جانے کے لیئے تمکو حشر کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا
ابن عازب کے اوپر کی حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ دوزخ کے ٹھکانے کے عذاب کو دیکھکر ایسے لوگ عذاب قبر کو غنیمت
یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو معتبر سند سے عبد اللہ بن عمرؓ کے ترمذی کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ موت کے فرشتے
نظر آجانے کے بعد کسیکی توبہ قبول نہیں ہو سکتی حاصل کلام یہ ہے کہ وان تکذبوا سے عذاب الیم تک کی آیتیں خواہ مشرکین مکہ کی

منزل ۵

ہیں ہوں یا اگلی اور پہلی امتوں کے منکرین حشر سب کی شان میں ہوں ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے لوگ اسطرح کی بیکسی کے وقت میں اللہ کی رحمت سے نا امید ہو کر عذاب میں گرفتار ہونے سے خبردار ہوتے ہیں کہ آئندہ کے لئے اونکو توبہ اور استغفار کا موقع بھی باقی نہیں رہتا اور جس عذاب دوزخ کے یہ لوگ دنیا میں منکر تھے مرنے کے ساتھ ہی جب انکا دوزخ کا ٹھکانہ انہیں دکھا دیا جاتا ہے تو اوسکا ایسا خوف ونپر چھا جاتا ہے کہ اوسکے مقابلہ میں طرح طرح کے عذاب قبر کو یہ لوگ غنیمت جاننے لگتے ہیں اور قیامت کے دن اوس عذاب دوزخ میں گرفتار ہو جانے کو یقینی جان کر عذاب قبر کی تکلیف میں بھی قیامت کے قائم نہ ہونے کی دعا مانگتے رہتے ہیں ''

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ

پھر کچھ جواب نہ تھا اوسکے قوم کا مگر یہی کہ بولے اسکو مار ڈالو یا جلا دو پھر اسکو بچا دیا اللہ نے آگ سے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○

اسمیں بڑے پتے ہیں اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں

اوپر ایک جگہ یہ بات گذر چکی ہے کہ قرآن شریف میں جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتوں کا ذکر جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر ایک مقام میں تاریخی ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ کو ایک نئی بات لوگوں کے ذہن میں اون قصوں سے جمانی منظور ہوتی ہے چنانچہ یہاں اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ لوگوں کو جانچتا ہے تاکہ جانچ کے وقت وہ صبر کریں اور اوس صبر کے اجر میں اللہ تعالیٰ اونکو بڑے بڑے رتبے عقبیٰ میں عنایت فرماوے اب حضرت نوح سے لیکر حضرت موسیٰ تک جانچ کے طور پر اون کی امت کے اچھے لوگوں کو یا خود انبیا کو طرح طرح کی تکلیفیں جو پہنچی تھیں اون کا ذکر اس لئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین ہو جاوے اور پچھلے تاریخی حالات سے آپکے ذہن میں یہ بات خوب اچھی طرح جم جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ جانچ کے موقع جو پیش آ رہے ہیں یہ کچھ نئی بات نہیں ہے بلکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے شریعت کے احکام روئے زمین پر بھیجے ہیں اور سب سے پہلے صاحب شریعت نبی حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے حکم سے اہل زمین کی ہدایت شروع کی ہے اوسی وقت سے یہ عادت الٰہی جاری ہے کہ ہر نبی کی امت کی سرکشی کے سبب سے اون انبیا کو یا امت کے اچھے لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں رہیں اور وہ تکلیفیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اون انبیا کے حق میں ایک جانچ اور آزمائش تھی۔ آزمائش کے زمانہ میں جو صبر و ثابت قدمی اون انبیا نے کی اوسکا اجر اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اونکو عقبیٰ میں تو جو ملیگا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اونکو خوش کیا کہ آزمائش کی مدت جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی اوس مدت کے گزرنے کے ساتھ ہی اللہ کے رسولوں کا آخر بول بالا ہوا اور جتنے سرکش اور شریر لوگ ہر ایک نبی کی امت میں تھے وہ ایکدم میں غارت ہو گئے اللہ چاہتا تو وہ شریر لوگ شرارت ہی یا تو نہ کرتے اور اگر کرتے تو شروع شرارت کے زمانہ میں ہلاک ہو جاتے لیکن جو کچھ پچھلے زمانہ میں ہوا اور نبی آخر الزماں کے زمانہ میں ہو رہا ہے اوسمیں یہی مصلحت الٰہی ہے کہ انبیا کا رتبہ بلند ہو اور سرکشی کے سبب سے ایک زمانہ

منزل ۵

ر لوگوں کے ہلاک ہو جانے کا حال سنکر دوسرے زمانہ کے لوگوں کو عبرت ہو چنانچہ اس مصلحت الٰہی کے موافق ظہور ہوا کہ مدت
پوری ہوتے ہی وہ مکہ جہاں گلی گلی کفر اور شرک نظر آتا تھا جہاں کے کفر اور شرک کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو
وہاں سے ہجرت کا حکم دیا تھا - اور جہاں سے ہجرت کرنا دین میں بڑا ثواب قرار پایا تھا وہی مکہ ایسا دارالامن اور دارالاسلام ہو گیا کہ
اور جگہ سے اہل اسلام وہاں ہجرت کر کے جانے لگے اور آنحضرت کے زمانہ کے لوگوں کو قرآن شریف کے قصوں میں پچھلے زمانہ
کے لوگوں کا حال سنکر وہ عبرت ہوئی کہ جن بستیوں میں ہزارہا برس سے بت پرستی چلی آتی تھی کل تیئس ۲۳ برس کے زمانہ نزول
قرآن شریف میں اون بستیوں کی گلی گلی اہل اسلام سے آباد ہو گئی جو لوگ دین محمدی کے دشمن تھے وہی دین محمدی کے حامی
مددگار بن گئے غرض ہر کام کا وقت مقررہ آنیکی دیر ہے ہجرت سے پہلے تیرہ برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے
مسلمانوں کی تعداد سو سے زیادہ نہ ہوئی جب وقت مقررہ آگیا ہجرت کے دسویں سال حجۃ الوداع میں بعضے صحابہ کی ر
سوا لاکھ اور بعض روایتوں سے اس سے بھی زیادہ مسلمان مکہ میں موجود تھے حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے - کہ
کی قوم نے ابراہیم علیہ السلام کی باتیں سنکر ابراہیم علیہ السلام کے مار ڈالنے یا آگ میں جلا دینے کا ارادہ کیا اور جب ان لوگوں
اپنے ارادہ کے موافق ابراہیم علیہ السلام کو ننگا کر کے آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو اوس آگ کے صدمہ سے بچا دیا
جسکے سننے سے ایماندار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قدرت کی بڑی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے نازک وقت میں اپنے خلیل کی
مدد کی کہ آگ جیسی چیز میں جلانے کی تاثیر باقی نہ رہی اور اللہ کے خلیل سے جن لوگوں نے اپنے بتوں کے توڑنے کا بدلہ
چاہا تھا وہ لوگ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوئے اوپر گذر چکا ہی کہ پچھلے قصے قرآن شریف میں فقط قصوں کی طرح نہیں بلکہ
تاریخی شہادت کے طور پر ذکر کئے جاتے ہیں اور اس ضرورت سے بعضے قصوں کو مختصر بھی کر دیا جاتا ہی اس کی مثال اس
سے بھی سمجھ میں آسکتی ہی کہ یہاں جانچ کے بعد انبیا کی مدد جو غیب سے کی جاتی ہی اوس کا ذکر تھا اسلئے ابراہیم علیہ السلام
کے آگ سے بچا دینے کا ذکر فرمایا جس سبب سے ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا وہ قصہ سورہ انبیا میں گذر چکا
ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کے بتوں کو توڑ ڈالا تھا صحیح بخاری مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی حدیث
اوپر گذر چکی ہے کہ نمرود اور اوس کے ساتھیوں نے ابراہیم علیہ السلام کو ننگا کر کے جو آگ میں ڈالا تھا اوس جانچ کے
بدلے قیامت کے دن سب سے پہلے اونکو کپڑے پہنائے جاویں گے اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ آیتہ میں ابراہیم
علیہ السلام کو آگ سے بچا دینے کی دنیا کی مدد کا ذکر ہے اور حدیث میں ابراہیم علیہ السلام کی اُس مدد کا ذکر ہی کہ قیامت کے
سب سے پہلے اونکو کپڑے پہنائے جاویں گے ۔

صاوا

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ

اور بولا جو ٹھیرا لئے ہیں تمنے اللہ کے سوا بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپسمیں دنیا کی زندگی میں پھر دن قیامت کے

يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝

منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور پھٹکار دو گے ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

پھر مانا اسکو لوط نے اور وہ بولا میں وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا اور دیا ہم نے اسکو اسحق

وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي

اور یعقوب اور رکھی اسکی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور دیا ہم نے اسکو اسکا نیگ دنیا میں اور وہ

الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

آخرت میں نیکوں میں ہے اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بےحیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ

بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ

کسی نے جہان میں کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو اور کرتے ہو اپنی مجلس

الْمُنْكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ

میں برا کام پھر کچھ جواب نہ تھا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر آفت اللہ کی اگر تو سچا ہے بولا

رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو

اے رب میری مدد کر ان شریر لوگوں پر اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری لیکر بولے ہمکو کھپانی

أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا

ہے بستی بیشک اسکے لوگ ہو رہے ہیں گنہگار بولا اسمیں تو لوط ہے وہ بولے ہمکو خوب معلوم ہے جو کوئی اس

لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ

میں ہے ہم بچا لیں گے اسکو اور اسکے گھر والوں کو مگر اسکی عورت رہی رہ جانیوالوں میں اور جب پہنچے ہمارے بھیجے لوط پاس ناخوش ہوا

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ

انکو دیکھکر اور تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے نہ ڈر اور غم نہ کھا ہم بچا دیں گے تجھکو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی رہنے والوں

الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝

میں ہمکو اتارنی ہے اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے اس پر کہ بےحکمی کر رہے تھے

وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا

اور چھوڑ رکھا ہم نے اسکا نشان نظر آتا بوجھتے لوگوں کو اور بھیجا مدین پاس انکا بھائی شعیب

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

پھر اسکو جھٹلایا تو پکڑا انکو بھونچال نے پھر صبحکو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے

جب ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے یہ کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو مار ڈالو یا آگ میں جلا دو تو سب نے ملکر بہت ساری لکڑیاں ایک جگہ اکٹھی کیں اور ان لکڑیوں کے گرد میں ایک احاطہ کھینچا پھر ایسی آگ جلائی کہ جسکے شعلے آسمان تک پہونچے ایسی بڑی آگ کبھی نہیں جلی پھر انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ننگا کیا اور ڈھینکلی میں بٹھا کر اوس آگ میں پھینکدیا خدا تعالیٰ نے اوس آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سرد کر دیا ایسی ہی جان نثاری کے سبب خدا تعالیٰ نے اونکو لوگوں کا امام بنا دیا کسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی جان کو خدا کی رضامندی میں جان نہیں گنا اور اپنے جسم کو آگ میں ڈالدیا اسی سبب سے سب دینوں کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت کا دم بھرتے ہیں غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو بطور جھڑکی کے ارشاد کیا کہ تمنے بتوں کو خدا کے سوا معبود بنا رکھا ہے کہ دنیا میں اونکی پوجنے پر محبت سے اکٹھی ہوا کرو لیکن قیامت کے دن یہ محبت عداوت ہو جاوے گی ایک ایک پر لعنت کریگا یہ آپس کی عداوت اور لعنت کا حال سورہ بقر اور اعراف میں گذر چکا ہے اب آگے اللہ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ آگ کا سرد ہو جانا اور ابراہیم علیہ السلام کا سلامت رہنا دیکھکر کسی نے سوائے حضرت لوط علیہ السلام کے حضرت ابراہیم کو اللہ کا رسول نہ مانا حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے قتادہ کا قول کہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہ السلام نے مقام کوثےٰ سے جو کوفہ کی نواح میں ہے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور قتادہ نے یہ بھی کہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت ہوتی رہیگی یہانتک کہ سب زمین والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ ہجرت کرینگے مسند امام احمد اور ابو داؤد میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے ایک حدیث اسی مضمون کی ہے جس سے قتادہ کے اس قول کی پوری تائید ہوتی ہے اس حدیث کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب کو گو بعضے علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابو زرعہ اور امام احمد نے شہر بن حوشب کو معتبر کہا ہے پھر فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا تو ہم نے اسکو اسحاق اور یعقوب دیا اور پھر ایک کو نبی کیا حضرت اسحاق علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام پوتے تھے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ہمنے ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی یہ ایک اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے بنی اسرائیل کے کل انبیا حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں سے ہی ہوئے ہیں سب سے آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اونھوں نے سب لوگوں میں کھڑے ہو کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونیکی بشارت دی ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نبی نہیں ہوا حضرت اسمٰعیل بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں پھر فرمایا ہمنے ابراہیم کو اوسکا بدلہ دنیا میں دیا کہ سب زمین و مذہب والے انکی تعریف کرتے ہیں اور اون کو دوست جانتے ہیں اب آگے حضرت لوط علیہ السلام کا حال بیان فرمایا کہ اونھوں نے اپنی قوم سے کہا

کہ تم ایسے برے کام کرتے ہو جو تمام جہان میں کسی نے نہیں کیے مردوں پر دوڑتے ہو اور راہ مارتے ہو جو راہ سے گزرتا ہے اوسکو قتل کر ڈالتے ہو اور اوسکا مال واسباب لوٹ لیتے ہو اور مجلس میں جمع ہو کر برے فعل کرتے ہو اور کوئی کسی کو برا نہیں کہتا مجاہد نے کہا مجلس میں سب کے روبرو ایک دوسرے سے بدکاری کرتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کے وعظ و نصیحت کا کچھ جواب نہ دیتے تھے یہی کہتے اگر تو سچا ہے تو خدا کا عذاب ہم پر لے آ فرمایا حضرت لوط علیہ السلام نے اے رب میری اس فسادی قوم کے مقابلہ میں میری مدد کر اللہ تعالیٰ نے اون کی دعا قبول فرمائی اور فرشتے اونکی مدد کو بھیجے وہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمانوں کی شکل میں آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اون کے آگے کھانا رکھا جب دیکھا کہ وہ نہیں کھاتے تو اون کو اوپری جان کر ڈرے تو فرشتے اونکو خوشخبری سنانے لگے کہ تمہاری بی بی سارہ کے پیٹ سے بیٹا نیک پیدا ہوگا بی بی نے سنکر تعجب کیا یہ قصہ سورہ ہود میں اور حجر میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوش خبری ملچکی اور اونکو یہ معلوم ہوا کہ یہ فرشتے ہیں اور لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں تو عذاب کے دور کرنے کے باب میں فرشتوں سے بات چیت کرنے لگے کہ اس بستی میں تو لوط بھی ہے فرشتوں نے کہا کہ ہم سب کو جانتے ہیں لوط اور اوس کے لوگوں کو ہم نجات دیں گے مگر اوسکی بیوی نافرمان لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوگی غرضکہ وہ فرشتے حضرت ابراہیم سے رخصت ہو کر حضرت لوط کے پاس خوبصورت لڑکوں کی شکل میں جب پہنچے تو حضرت لوط اونکو دیکھکر دل میں تنگ ہوئے کیونکہ قوم کی بدفعلی سے اندیشہ ناک تھے حضرت لوط علیہ السلام نے اون کو پہچانا نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں اس لئے فرشتوں نے اون سے کہا کہ تم نہ ڈرو اور غم نہ کھاؤ ہم تم کو اور تمہارے اہل کو عذاب سے بچا لیں گے مگر تمہاری بیوی اونہیں کے ساتھ ہلاک ہوگی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اونکی بستیوں کو زمین کی جڑ سے اوکھاڑ اوکھاڑ کر اولٹ دیا اور اون کے اوپر پتھروں کا مینہ برسایا اور اون کو قیامت کے روز تک اوروں کے لئے عبرت کا نمونہ قرار دیا اسیواسطے فرمایا ہمنے چھوڑ رکھا نشان کھلا ہوا عقل والوں کو کیونکہ صبح و شام تم وہاں سے آتے جاتے ہو اور اون کے مکانوں کے نشان دیکھتے ہو مجاہد کا قول ہے کہ نشان نظر آنے سے یہ مراد ہے کہ اون لوگوں کی زمین میں سیاہ پانی باقی ہے اب آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول حضرت شعیب علیہ السلام کا حال بیان فرمایا کہ اونہوں نے اپنی قوم مدین کے باشندوں کو یہ حکم دیا کہ تم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی جزا کی توقع رکھو اور دین لین میں لوگوں کے ساتھ دغابازی نکرو یہ لوگ تولنے میں دغابازی کرتے تھے اور راستہ بھی لوٹتے تھے اور اللہ اور رسول کو جھٹلاتے تھے اس لئے اونکو ایک بھونچال نے پکڑا اور پھر ایک سخت آواز نے جس سے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل اوندھے مردہ پڑے ہوئے تھے۔ پورا قصہ انکا سورہ اعراف میں اور سورہ ہود میں اور سورہ شعرا میں بیان ہو چکا ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک بڑی سخت آواز کی اوسی کے سبب سے بھونچال آیا جس سے اون لوگوں کے دل دہلگئے اور اون کے سب مکان گر پڑے تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو نمرود اور اوسکی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا

اس روایت پر جب یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو ان پر مچھروں کا عذاب نازل ہوا یہ مچھر اور لوگوں کا تو سب خون پی گئے گوشت
اور چربی سب کہا گئے نری خالی ہڈیاں زمین پر گر پڑیں مگر نمرود کے دماغ میں ایک مچھر چڑھ گیا جس کے سبب سے اوس کے سر پر ایک
مدت تک طرح طرح کی مار پڑتی رہی اس ذلت کے بعد پھر وہ بھی ہلاک ہو گیا - اس تفسیر میں ایک جگہ گزر چکا ہے کہ امام بخاری
نے عبدالرزاق کی تصنیفات کو صحیح شمار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ عبدالرزاق کے نابینا ہو جانے کے بعد جن لوگوں نے اون سے زبانی
روایتیں لی ہیں وہ البتہ ضعیف ہیں اسیطرح تفسیر ابن ابی حاتم کی صحت روایت کا تذکرہ بھی گزر چکا ہے اس لئے یہ کہنا
کہ تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم کی روایتوں میں نمرود اور اوسکی قوم کی ہلاکت کا جو قصہ ہے - وہ صحیح ہے اسیواسطے
بعض معتبر تفسیروں میں اس قصہ کو آیت وارادوا بہ کیدا فجعلناہم الاخسرین کی تفسیر قرار دیا ہے سورہ انبیا میں ابراہیم علیہ السلام کا جو
قصہ ہے یہ آیت اوس قصہ میں ہے - مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ قوم ابراہیم نے اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کی جان کا نقصان چاہا تھا لیکن
آخر کار انہی لوگوں کو نقصان پہنچا یہ زید بن اسلم ثقہ تابعی اور مشہور مفسروں میں ہیں ان کے بیٹے عبدالرحمن بن زید بھی قدیم مفسروں
میں شمار کئے جاتے ہیں - تفسیر کے باب میں یہ عبدالرحمن اپنے باپ زید بن اسلم سے روایت کیا کرتے ہیں - امام مالک نے ان زید
سے اکثر روایتیں لی ہیں - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تک چاہتا
ہے فسادی قوموں کو مہلت دیتا ہے اور پھر جب پکڑ لیتا ہے تو بالکل تباہ کر دیتا ہے قوم ابراہیم قوم لوط اور قوم شعیب کی مہلت
اور تباہی کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے ۔

منزل ۵

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اور عاد کو اور ثمود کو - اور تم پر کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور رجھایا انکو شیطان نے انکے کاموں پر

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۙ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ

روک دیا انکو راہ سے اور تھے ہوشیار اور قارون اور فرعون اور ہامان کو

وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰي بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ

اور ان پاس پہنچا موسے کھلے نشان لیکر پھر بڑائی کرتے ملک میں اور نہ تھے جیت جانیوالے

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

پھر سب کو پکڑا ہمنے اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اسپر بھیجا پتھراؤ باؤ سے اور کوئی تھا کہ اسکو پکڑا چنگھاڑ نے

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

اور کوئی تھا کہ اسکو دھنسایا ہمنے زمین میں اور کوئی تھا کہ اسکو ڈبو دیا ہمنے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ انپر ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ برا کرتے

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اون امتوں کا احوال مشرکین مکہ کو جتلایا جن امتوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ نے اون کو کس
کس طرح کا عذاب کر کے ہلاک کیا قوم عاد حضرت ہود علیہ السلام کی امت ہے اور ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی امت ہے عرب کے

لوگ ان کے مکانوں کو خوب جانتے پہچانتے تھے اور رات دن عرب کے لوگوں کا ادہر گذر ہوتا تھا قارون بڑے خزانوں والا تھا اور فرعون شہر مصر کا بادشاہ تھا اور اوس کا وزیر ہامان تہا اللہ تعالیٰ نے بسبب کفر کے ہر ایک کو اوس کے گناہ کی مناسب عذاب میں پکڑا قوم عاد نے دعوے کیا کہ ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے ان کے اوپر بہت سخت آندھی آئی جو زمین سے کنکر پتھر اوٹھا کر اون کو مارتی اور اوڑا کر آسمان سے سر کے بل پٹخدیتی کہ جس کے صدمہ سے دہڑ سے سر جدا ہو کر وہ کھجور کے تنے کی طرح زمین پر گر پڑتا اور کسی کو سخت آواز سے مار ڈالا جیسے قوم ثمود کہ اونکی درخواست کے موافق ایک اونٹنی پتہر سے پیدا ہوئی پہر بھی وہ یقین نہ لائے کفر پر اڑے رہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اور جو اون پر ایمان لائے تھے اون کو ڈراتے کہ ہم تم کو بستی سے نکالدیں گے سنگسار کریں گے خدا تعالیٰ نے اونکو ایک چنگھاڑ سے ہلاک کر دیا اور کسی کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون کو کہ وہ اپنے آپ کو سب سے بہتر جانتا تہا اللہ تعالیٰ نے اوس کو اوس کے مکانوں سمیت زمین میں دہنسا دیا قیامت تک وہ دہنستا چلا جائے گا۔ اور فرعون اور ہامان اوس کے وزیر کو مع اوسکے لشکر کے ایک تہوڑی سی دیر میں دریا میں ڈبو دیا کوئی خبر دینے والا بھی باقی نہ بچا پہر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اون پر ظلم نہیں کیا بلکہ اون کے عملوں کے موافق اون کو سزا دی وہی اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہدایت کے واسطے اون کے پاس پیغمبروں کو بہیجا تہا اور کتابیں بھی نازل فرمائیں غرضکہ کوئی وقیقہ اون کے سمجھانے کا باقی نہیں رکہا مگر وہ کم بخت اپنے کفر اور جھٹلانے پر اڑے رہے اور گناہوں اور نافرمانیوں سے اپنی شرارت کے سبب سے باز نہ آئے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ من ارسلنا علیہ حاصبا سے مراد قوم لوط ہے اور من اخذتہ الصیحہ سے مراد قوم ثمود اور مدین والے اور زمین میں دہنسا دیا سے مراد قارون اور اوس کے اصحاب ہیں اور غرق سے قوم نوح اور فرعون مراد ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ قوم نوح میں سے کچھہ لوگ مر گئے تھے جن کے مرجانے کا صدمہ قوم کے لوگوں کو بہت تہا شیطان نے انکے لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ قوم کے لوگ اون نیک شخصوں کی مورتیں بنا کر اپنی آنکھوں کے روبرو رکھ لیویں تو اون نیک لوگوں کی جدائی کا صدمہ کم ہو جاوے گا قوم کے لوگوں نے اس وسوسہ کے موافق عمل کیا اور کچھہ مدت تک تو وہ مورتیں ویسی ہی رہیں پہر رفتہ رفتہ اون کی پوجا ہونے لگی جس کے سبب سے شرک دنیا میں پہیل کر توحید اوٹھہ گئی یہ حدیث وزین لہم الشیطان اعمالہم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان دہوکے سے اسطرح ناحق بات کو حق بات کی صورت میں لوگوں کو دکھا دیتا ہے کہ دنیا کے کاموں میں جو بڑے ہوشیار کہلاتے ہیں وہ اس کے دہوکے میں آجاتے ہیں اور حق بات کو چھوڑ کر ناحق پر جم جاتے ہیں جسطرح مثلاً اگر شیطان قوم نوح کے لوگوں کے دل میں پہلے پہل یہ وسوسہ ڈالتا کہ وہ اپنے ہاتھہ سے پتھر یا لکڑی کی مورتیں بنائیں اور اونکی پوجا کریں تو لوگ اس کو ایک ناحق بات خیال کرتے اسواسطے اوس ملعون نے اس ناحق بات کو ایک حق بات کی صورت میں پہلے پہل رواج دیا اور پہر رفتہ رفتہ اپنا کام نکال لیا کہ بت پرستی دنیا میں پہیلا کر توحید سے لوگوں کو روک دیا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ پاک نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اس حدیث کو

منزل ۵

آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم سے لیکر قارون تک جو لوگ طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک
ہوئے اللہ تعالیٰ نے ظلم کے طور پر بے قصور اونکو ہلاک نہیں کیا کیونکہ ظلم کو اوس نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اس لئے اون
لوگوں کی سرکشی ہلاکت کے درجہ کو پہنچ گئی تو اوس وقت اللہ تعالیٰ نے اونکو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کردیا،،

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا
کہاوت انکی جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑکر اور حمایتی جیسے کہاوت کمڑی کی بنالیا اس نے ایک گھر
وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ
اور سب گھروں میں بودا سو کڑی کا گھر اگر انکو سمجھ ہوتی اللہ جانتا ہے جسکو وہ پکارتے ہیں
مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ
اسکے سوائے کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا اور یہ کہاوتیں بٹھاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے
وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝
اور انکو بوجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے،

وقف لازم

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اون لوگوں کی کہاوت بیان فرماتا ہے جو خدا کو چھوڑکر اور معبودوں کو ٹھہراتے ہیں اور اپنی حاجتوں میں اونکو پکارتے ہیں
اون کی مثال ایسی ہے جیسے مکڑی کا گھر ہے جو نہایت بودا ہے اور گرمی جاڑے بارش کا اوس میں بچاؤ نہیں اسی طرح اون
جھوٹے معبودوں سے اون کے پوجنے والوں کو کچھ فائدہ نہیں ان کا دین مکڑی کے گھر کی طرح بودا ہے حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے معبودوں کے پوجنے والوں کی مکڑی کے گھر سے مثال دی جسکا مطلب یہ ہے
کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ آفت آجاوے گی تو ان کو اپنے جھوٹے معبودوں سے اسیطرح کچھ مدد نہ ملے گی جسطرح مکڑی کو
گھر سے جاڑے گرمی میں کچھ بچاؤ کی مدد نہیں ملتی پھر اللہ تعالیٰ نے اون جھوٹے معبودوں کے پوجنے والوں کو دھمکایا کہ ہم سب کچھ جانتے
ہیں جنکو تم ہمارے سوائے پکارتے ہو ہم تم سے سمجھ لیں گے ہم زبردست حکمت والے ہیں پھر فرمایا ان کہاوتوں اور مثالوں کو ہم
لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں علم والے ہی سمجھتے ہیں نوح علیہ السلام کی قوم سے لیکر قارون تک کے قصے کی آیتیں جو اوپر گذریں
وہ سب آیتیں ان آیتوں کی گویا تفسیر ہیں جس تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ یہ نافرمان لوگ اپنے جھوٹے معبودوں کی مدد کے بھروسہ پر
شرک میں گرفتار رہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کی پکڑ ہوئی تو جسطرح جاڑے گرمی میں مکڑی کا گھر اوس کے
کام نہیں آتا اسیطرح ان مشرکوں کے جھوٹے معبود بھی ان کے کچھ کام نہ آئے ۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ
کی حدیث جو گذر چکی ہے جسطرح وہ حدیث قوم ابراہیم قوم لوط اور قوم شعیب کی مہلت اور تباہی کی تفسیر ہے اسی طرح ان
مکڑی کے گھر والوں کی مہلت اور تباہی کی بھی وہی حدیث گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان سب کو ان کے مکڑی کے گھر دن
بودے پنے سے واقف ہوجانے کے لئے مہلت دی گئی اور جب مہلت کے زمانہ میں یہ لوگ اپنی حالت سے باز نہ آئے

طرح کے عذابوں میں پکڑے گئے اور اوسوقت اون کو اپنے مکڑی کے گھروں کا بودا پن اچھی طرح معلوم ہوگیا"

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

اللہ نے بنائے آسمان اور زمین جیسے چاہیے اس میں پتہ ہے یقین لانے والونکو تو پڑھ جو اتری تیری طرف

مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ

کتاب اور کھڑی رکھہ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور بری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ڰ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو اور جھگڑا نہ کرو کتاب والوں سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو مگر اون میں بے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰـهُنَا وَاِلٰـهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ

انصاف ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اترا ہمکو اور اترا تمکو اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک کو ہے اور ہم اسکے

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ

حکم پر ہیں اور ویسی ہی ہمنے اتاری تجہپر کتاب سوجن کو ہمنے کتاب دی ہے وہ اسکو مانتے ہیں

وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ

اور ان لوگوں میں بھی بعضے ہیں کہ اسکو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو بے حکم ہیں اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی

مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ

کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تو البتہ شبہہ کہاتے یہ جھوٹے بلکہ یہ قرآن آیتیں ہیں صاف سینے میں ان

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝

کے جن کو ملی ہے سمجھ اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں

ان آیتوں میں اپنی قدرت کا حال بیان فرمایا ہے کہ اوسنے آسمان اور زمین کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا بلکہ اسواسطے پیدا کیا کہ ہر ایک شخص کو اوسکے عمل کا بدلہ ملے بُرے کو بُرا اچھے کو اچھا اس آیت میں ایمان والوں کو ہدایت ہے کہ اللہ اکیلا جہان کا پیدا کرنے والا ہے وہی اکیلا پوجنے کے قابل ہے اور منکرین حشر کو یہ تنبیہ ہے کہ یہ لوگ خود تو دنیا میں جو کام کرتے ہیں اوسمیں کوئی نہ کوئی فائدہ انکو مدنظر ہوتا ہے مثلاً کھیتی میں پیداوار کا فائدہ تجارت میں نفقدی کا فائدہ ان کا مقصود ہوتا ہے پھر یہ نادان اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے انتظام کو بے فائدہ کیوں ٹھہراتے ہیں اتنا نہیں سمجھتے کہ دنیا کے ختم ہوجانے کے بعد اگر جزا و سزا نہ ہو تو دنیا کا پیدا کرنا بالکل بے ٹھکانے ٹھہرتا ہے جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلعم کو قرآن شریف کے پڑھنے کا اور نماز کے قائم کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ نماز ایسی چیز ہے کہ سب بُری باتوں سے روکتی ہے اور خدا کی یاد سب سے بڑی ہے معتبر سند سے مسند امام احمد میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو ایک چور شخص کے نمازی ہونے کا ذکر

ع ۴ منزل ۵

آپ نے فرمایا نماز کی برکت سے اوسکی چوری کی عادت چھوٹ جاوے گی یہ حدیث ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر کی گویا ت
عبداللہ ابن عون کے قول کے موافق یہاں فحشاء کے معنے بدکاری کے ہیں اور منکر کے معنے بدکاری کے سوا اور گناہوں
یہ عبداللہ ابن عون ثقہ تابعیوں میں ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جو شخص یاد الٰہی میں مصروف
تو تعریف کے طور پر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا ذکر فرشتوں کے روبرو کرتا ہے یہ حدیث ولذکر اللہ اکبر کی گویا تفسیر ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ
ار غلام تو اپنے آقا کو یاد کیا ہی کرتا ہے لیکن آقا کا غلام کو تعریف کے طور پر یاد کرنا بڑی بات ہے معتبر سند سے ابوداؤد اور نسائی کی
ابوامامہؓ کی حدیث گزرچکی ہے کہ بغیر خالص نیت کے کوئی عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہے یہ حدیث واللہ یعلم ما تصنعون کی گ
ہ جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خالص نیت کے عملوں کی اور دنیا کے دکھاوے کی عملوں کی سب خبر ہے اور دنیا کے دکھاوے
کے عمل اوسکی بارگاہ میں مقبول نہیں ہیں شروع آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے تلاوت قرآن اور نماز کا حکم اپنے رسول کو فرمایا اور پھر واللہ یعلم ما
تصنعون فرما کر امت کو اوس حکم میں شامل کر دیا تاکہ معلوم ہو کہ اس حکم کی تعمیل سب پر یکساں ہے تلاوت قرآن کے وقت نماز
سب باتوں کا حکم اگرچہ معلوم ہو سکتا ہے لیکن نماز کی تاکید شریعت میں بہت ہے اسلئے نماز کا ذکر خاص طور پر فرمایا۔ پھر فرمایا
اہل کتاب سے زیادہ نہ جھگڑو بلکہ اون سے اتنا ہی کہدو کہ قرآن شریف پر بھی ہمکو یقین ہے کہ وہ کلام الٰہی ہے اور پہلی کتابوں
ہ کیونکہ ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے اور اوسکی سب کتابیں ہیں جسکی پیروی ہم پر لازم ہے مگر ان کتابوں میں ردوبدل ہو گیا
اوسکی پیروی کا ہم کو حکم نہیں ہے قرآن شریف نے وہ ردوبدل کی باتیں ہمکو بتلا دی ہیں اسلئے ہم اتنی ہی بات کہتے ہیں کہ ا
کی طرف سے جو تم پر اوترا ہے اوس پر ہمارا ایمان ہے ردوبدل کے شبہ کے سبب سے تمہاری کسی خالص بات کو ہم مان سکتے ہیں نہ
تمہاری ساری کتاب کو جھٹلا سکتے ہیں صحیح بخاری میں اہل کتاب کے باب میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے اوسکا حا
وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا الذین ظلموا منہم۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو اہل کتاب تم پر زیادتی کریں تو تم بھی اون سے ایسا ہی
آؤ مدینہ کے گرد و نواح میں یہود کے قبیلے بنی نضیر اور بنی قریظہ نے اہل اسلام کے مقابلہ اور مشرکین کی مدد پر کمر باندھی ا
انحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی نضیر کو تو جلا وطن کیا اور بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ دونوں قصے مفصل
ہیں جن قصوں کو الا الذین ظلموا کی تفسیر کہا جا سکتا ہے اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے جسطرح ہمنے پہلے انبیا پر کتابیں نا
کیں اوسی طرح تم پر بھی قرآن نازل کیا جسکو بعضے اہل کتاب اور بعضے اہل مکہ اللہ کا کلام مانتے ہیں اور جو نہیں مانتے وہ
کے جان بوجھ کر منکر ہیں کیونکہ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے اے رسول اللہ کے جب کچھ تم لکھے پڑھے نہیں تھے تو ان
کر دل جانتے ہیں کہ ان پڑھ آدمی ایسی کتاب اپنے دل سے ہرگز نہیں بنا سکتا جسکا بنانا پڑھے لکھے لوگوں کی قدرت سے
پھر جو اور پہلی کتابوں میں تمہارے اوصاف ایسے تفصیل سے ہیں کہ اہل کتاب کے دل بھی خوب جانتے ہیں کہ تم ا
رسول ہو اور قرآن کلام الٰہی ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ

اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتریں اسپر کچھ نشانیاں اسکے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اللہ کے اختیار میں اور میں تو یہی سنانیوالا ہوں

مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً

کھولکر کیا ان کو بس نہیں کہ ہمنے تجھپر اُتاری کتاب کہ اُنپر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں مہر ہے

وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں تو کہہ بس اللہ میرے تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و

وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَ

زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے اُنہیں کا بُرا ہوتا ہے اور

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً

شتاب مانگتے ہیں تجھسے آفت اور اگر نہوتا ایک وعدہ ٹھیرا ہوا تو آپہونچتی ان پر آفت اور آوے گی انپر اچانک

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ

اور انکو خبر نہوگی شتاب مانگتے ہیں تجھسے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو جسدن گھیرے گا

الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَا عِبَادِيَ

اون کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا چکھو جیسا کچھ کرتے تھے اے بندو

الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ

میرے جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو مجھہی کو بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت

ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا

پھر ہماری طرف پھر آؤگے اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کو ہم جگہ دینگے بہشت میں جھروکے نیچے بہتی

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

نہریں سدا رہیں ان میں خوب نیگ ملا کام والوں کو جو ٹھیرے رہے اور اپنے رب پر بھروسا رکھا

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اگر یہ سچے رسول ہیں تو کچھ نشانیاں کیوں نہیں دکھاتے اللہ فرماتا ہے تو کہدے نشانیاں اللہ کے اختیار میں ہیں اگر اللہ جانتا نشانیاں دیکھکر تم راہ پر آجاؤگے تو وہ تم کو نشانیاں بھی دکھا دیتا اوسپر کچھ مشکل نہ تھا مگر وہ جانتا ہے کہ تمہارا ارادہ مسخرا پن کا ہے اسلئے وہ تمکو نہیں دکھاتا اور میں تو فقط ڈرانے والا ہوں پھر اللہ تعالیٰ مشرکوں کی وہ جہالت بیان کرتا ہے جس کے سبب سے وہ پیغمبر صلعم کی سچائی پر نشانیاں مانگتے تھے حالانکہ قرآن شریف ایسا بڑا معجزہ ہے کہ جسکے مقابلہ سے بڑے بڑے فصیح بلیغ عاجز آگئے اوسکی مانند دس سورت کیا بلکہ ایک سورت بھی نہ بنا سکے پھر رسول کی صداقت میں کیا ایسی کتاب

کافی اور بس نہیں ہے اس قرآن میں ایمان والوں کے لئے قرآن کی نصیحت پر عمل کرنے کا نتیجہ اللہ کی رحمت سے جنت ہے اور
اس قرآن میں یہ بھی ہے جو اس کی نافرمانی کریگا اوس پر عذاب ہوگا تو کہدے میرے تمہارے درمیان خدا گواہ بس جو
اگر میں جھوٹ کہتا ہوں گا تو وہ مجھسے بدلہ لیگا لیکن وہ تو دن بدن اسلام کو ترقی دے رہا ہے جس سے اسلام کا حق ہونا صاف
ظاہر ہے اب اللہ تعالیٰ مشرکوں کی دوسری جہالت بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کا عذاب جلد طلب کرتے ہیں ان سے فرمایا
اگر عذاب کے لئے قیامت کا دن مقرر نہ ہوتا تو بہت جلد اون کو عذاب پہونچتا اور البتہ آویگا اونکو عذاب یکایک بے خبری میں
اور دوزخ اون کی تاک میں ہے قیامت کے دن جب ان کو دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جاوے گا تو اوس وقت اللہ تعالیٰ
ان سے فرما دے گا کہ تو اب عذاب کی جلدی کرنے کا اور اپنی اور بداعمالی کا مزہ چکھو اب آگے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ہجرت کا
حکم فرماتا ہے کہ جس شہر میں آدمی دین پر پورا نہ چل سکے وہاں سے ہجرت کرکے دوسرے شہر میں چلا جاوے جہاں دین پر پورا چل سکے
معتبر سند سے امام احمد نے زبیرؓ بن عوام سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا سب شہر اللہ کے شہر ہیں اور سب بندے
اللہ کے بندے ہیں جہاں تو نیکی کرسکے وہاں قیام کر پہلے پہل بیوطن ہونے میں تنگی معاش کے اندیشہ سے لوگوں کو مکہ کے چھوڑنے
میں پس و پیش تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ اللہ کی زمین فراخ اور اللہ ہر جگہ رزاق ہے - اور مکہ میں ایمان والوں کو مکے
میں ٹھیرنا مشکل ہوا تو اونہوں نے حبشہ کو ہجرت کی تاکہ وہاں بخوف اپنے دین پر چلیں وہاں کے بادشاہ نجاشی نے اون کو جگہ دی
اور بڑی مدد کی معتبر سند سے مسند امام احمد میں عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو بہت
تکلیف دینی شروع کی تو یہ حبشہ کی ہجرت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی بعد اس کے پیغمبر صلعم اور سب اصحاب نے
مدینہ منورہ کو ہجرت کی مدینہ کی ہجرت کا قصہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ کی روایت سے مفصل ہے پھر فرمایا ہر جی کے لئے موت ضرور
ہے پھر تم ہمارے پاس آؤگے اسواسطے تم کو چاہئے کہ اللہ کی بندگی میں رہو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اون کی جگہ بہشت میں اونچے
محل اور نیچے اون کے نہریں ہیں ہمیشہ رہیں گی اون میں یہ اچھا بدلہ اون نیک عمل کرنے والوں کا ہے جنہوں نے دین کے کاموں کی
تکلیف اور مخالفوں کی ایذا پر صبر کیا اور دین پر جمے رہے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ
کی حدیث گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں
پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل صحیح بخاری
مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰؓ اشعری کی یہ حدیث بھی گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی مثال مینہ
کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث
بھی گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور معجزوں کے علاوہ مجھکو قرآن کا معجزہ ایسا دیا گیا ہے جس
کے سبب سے قیامت کے دن میری امت کے نیک لوگوں کی تعداد اور سب امتوں کے نیک لوگوں سے بڑھ کر ہوگی ان حدیثوں
کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اہل مکہ میں جو لوگ علم الٰہی کے موافق دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل تھے

تھے اون کے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی رائے گاں گئی جسطرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائیگاں جاتا ہے اور یہی لوگ مسخرا پن کے طور پر قرآن کے سوا اور معجزوں کی خواہش اور عذاب کی جلدی کرتے کرتے اسی گمراہی کی حالت میں دنیا سے اوٹھ گئے اور نہ قرآن شریف کی نصیحت کے سبب سے جو لوگ راہ راست پر آئے اون کی تعداد قیامت کے دن سب کی آنکھوں کے سامنے آجاوے گی۔ صبر یا تو سناہی کی باتوں سے بچنے پر ہوتا ہے یا جن باتوں کے بجالانے کا شرع میں حکم ہے اوسکے بجالانے میں آدمی کو جو تکلیف ہو اوس پر صبر ضروری ہے مثلاً جیسے جاڑے کے وضو یا گرمی کے روزہ کی تکلیف یا صبر مصیبت کے وقت ہوتا ہے مثلاً جیسے کمزور مسلمانوں کو مکہ میں مشرکوں کے ستانے کی مصیبت در پیش تھی ان آیتوں میں ہرطرح کے صبر کے اجر کا ذکر ہے صبر کے اجر کا پورا بھروسہ جب تک آدمی اللہ تعالےٰ پر نہ رکھے تو اوس سے صبر نہیں ہوسکتا اسیواسطے صبر کے ساتھ توکل کا ذکر فرمایا توکل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے ہر کام کو تقدیر الٰہی اور مرضی الٰہی پر اسیطرح چھوڑ دیوے کہ اسباب دنیاوی کو کام میں لاوے مگر انجام ہر ایک کا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر رکھکر تکلیف کے وقت صبر اور راحت کے وقت شکر کرے صحیح مسلم میں صہیب رومیؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر الٰہی پر شاکر رہنے والے ایماندار شخص کی ہرطرح بہتری ہے تکلیف کے وقت صبر کا اجر ہے اور راحت کے وقت شکر گزاری کا بدلہ طبرانی کبیر میں حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب صابر لوگوں کو بے حساب اجر دیا جاوے گا تو بے صبر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں اونکے جسم کی بوٹیاں کوئی قینچی سے کاٹتا اور وہ اوس تکلیف پر صبر کرتے۔ یہ حدیث صبر کے اچھے اجر اور صبر کی ترغیب کی گویا تفسیر ہے اس حدیث کی سند میں ایک راوی مجاعۃ بن الزبیر ہے جسکو بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام احمد نے اوسکو معتبر کہا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰؓ اشعری کی حدیث جو ابھی گزری جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ جو لوگ علم الٰہی میں اچھے ٹھہرچکے ہیں اون کو قرآن کی نصیحت نے ایسا ہی فائدہ دیا جیسے اچھی زمین میں مینہ کے پانی سے فائدہ ہوتا ہے اور اسی فائدہ کے سبب سے قیامت کے دن وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے قابل قرار پائے اس لئے فرمایا قرآن کے ماننے والوں کے حق میں یہ قرآن ایک رحمت ہے اسیطرح علم الٰہی میں جو لوگ بد قرار پاچکے تھے اون کے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی رائیگاں گئی جسطرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائیگاں جاتا ہے اسیواسطے وہ لوگ شق القمر جیسا معجزہ دیکھنے کے بعد بھی مسخرا پن کے طور پر اور معجزوں کی فرمائش اور عذاب الٰہی کی جلدی کرتے کرتے بدر کی لڑائی میں ان میں کے بڑے بڑے سرکش دنیا سے اوٹھ گئے اور مرتے ہی وہ عذاب اون کی آنکھوں کے سامنے آگیا جسکی جیتے جی یہ لوگ جلدی کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث گزر چکی ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور پھر ان کی لاشوں پر کھڑے ہوکر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے عذاب الٰہی کا وعدہ سچا پالیا ابن ماجہ کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے ایک ٹھکانہ جنت میں اور ایک دوزخ میں پیدا کیا ہے یہ منکر حشر مشرک لوگ جب ہمیشہ کو دوزخ میں جا پڑیں گے تو اون کی جگہ جو جنت میں خالی رہ جاویگی وہ بھی جنتیوں کو مل جاوے گی یہ حدیث اولائک ہم الخسرون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنا جنت کا ٹھکانہ اپنے ہاتھ سے کھو دیا اسواسطے یہ لوگ بڑے ٹوٹے میں ہیں ؏

وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور کتنے جانور ہیں جو نہیں اٹھا رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے انکو اور تمکو اور وہی ہے سنتا جانتا

مسند عبد بن حمید بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تشریف لیگئے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیڑوں کے نیچے کی کھجوریں چنکر کچھ کھائیں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ اونہوں نے کہا کہ حضرت مجھکو تو بھوک نہیں آپ نے فرمایا مجھکو تو بھوک لگی ہے میں نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا اور اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں تو اللہ تعالیٰ مجھکو شاہ ایران اور شاہ روم کی سی بادشاہت عنایت فرما دیوے اے عبداللہ بن عمرؓ میرے بعد تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے کہ برس برس روز کا غلہ ذخیرہ کرکے رکھیں گے اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے پر بھروسہ اون لوگوں کو نہوگا حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم اوس باغ میں ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کے نازل ہونیکے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھکو دنیا کا خزانہ جمع کرنیسے اور دنیا کی خواہش کی چیزوں کی رغبت سے منع فرمایا ہے اس لئے کل کے واسطے میں کوئی چیز کھانیکی نہیں رکھتا جلال الدین سیوطی نے اگرچہ اس روایت کی سند کو ضعیف بتلایا ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی جراح بن منہال ابوالعطوف کو اکثر علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ترمذی میں حضرت انسؓ کی ناقابل اعتراض سند کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کوئی کھانے پینے کی چیز کل کے واسطے ذخیرہ کرکے نہیں رکھتے تھے اس شان نزول کے موافق ہے بعضے مفسروں نے یہ جو اعتراض کیا ہے کہ اس شان نزول کی روایت کا مضمون اون صحیح روایتوں کے مخالف ہے جنکا مطلب یہ ہے کہ برس روز کا غلہ ازواج مطہرات کے گھروں میں آنحضرت کی حیات کے وقت بھرا رہتا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ جسطرح بیماری کی حالت میں علاج کرنے اور نہ کرنے کی دونوں روایتیں ہیں اور علما اون دونوں روایتوں میں ایک روایت کو دوسری روایت کے مخالف نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ایک روایت اول درجہ کے توکل کے بیان میں ہے اور دوسری روایت اس حکم کے بیان میں ہے کہ شریعت میں ضرورت کے وقت بیماری کا علاج کرنا بھی منع نہیں ہے بلکہ جائز ہے اسی طرح کی یہ دونوں روایتیں ہیں ایک روایت دوسرے کے مخالف نہیں ہیں تفسیر سفیان بن عیینہ میں لکھا ہے کہ سوائے آدمی اور چوہے اور چیونٹی کے اور جاندار چیزیں کل کے لئے کھانے پینے کی چیز کا ذخیرہ بہت کم جمع کرتی ہیں غرض کھانے پینے کی

چیز گرانی کے وقت اگر کوئی شخص بھرے اور گرانی کے انتظار میں اوس کو روک کر بیچنے کے لیے رکھے تو اس طرح کا ذخیرہ منع ہی اور ارزانی کے موسم میں تجارت کے لئے یا کھانے پینے کے لئے غلہ کا ذخیرہ منع نہیں ہے یہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ جو رازق ذخیرہ نہ رکھنے والوں کو ہر روز رزق پہونچاتا ہے ہجرت کے سبب سے اگر تمہارا کچھ ذخیرہ وطن میں رہ جاویگا تو وہی رازق اوس حالت میں بھی تم کو رزق پہنچاویگا کیونکہ وہ ہر شخص کی ضرورت جانتا ہے اور ہر شخص کی التجا کو سنتا ہی صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کے پیٹ میں جب بچہ کا پتلہ تیار ہو جاتا ہے تو اوس میں روح پھونکنے سے پہلے اوس کا رزق لکھ لیا جاتا ہے اس حدیث کو اس آیت کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ اس سے رزق کے باب میں جو انتظام الٰہی ہے اوسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہی ۱۲

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى

اور جو تو لوگوں سے پوچھے کس نے بنائے آسمان و زمین اور کام لگائے سورج اور چاند تو کہیں اللہ نے پھر کہاں

يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

سے الٹے جاتے ہیں اللہ پھیلاتا ہی روزی جسکے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور آپ کر دیتا ہے جسکو چاہے بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ

اور جو تو پوچھے انسے کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر جلا دیا اُس سے زمین کو اسکے مرے پیچھے تو کہیں

اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ

اللہ نے تو کہہ سب خوبی ہے اللہ کو پر بہت لوگ نہیں بوجھتے اور یہ دنیا کا جینا تو یہی ہے جی بہلانا اور کھیلنا

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ

اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے جینا اگر انکو سمجھ ہوتی پھر جب سوار ہوئے کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ

نری اسپر رکھکر نیت پھر جب بچا لیا اُن کو زمین کی طرف اُسی وقت لگے شریک پکڑنے کہ منکر ہوں ہمارے دیئے سے

وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

اور برتتے رہیں اب آگے جان لیں گے کیا نہیں دیکھتے کہ ہمنے رکھدی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

انکے آس پاس کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے اور اُس سے بے انصاف

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے سچی بات کو جب اُس تک پہنچے کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کی

منزل ۵ ع ۶ وقف لازم

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دینگے اُن کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے

اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں اپنا معبود ہونا بیان فرماتا ہے کہ اوس کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں ہے کسواسطے کہ مشرک لوگ اگرچہ خدا کے سوا اوروں کو بھی پوجتے ہیں لیکن آسمان و زمین چاند سورج رات دن کا پیدا کرنا الاخدا ہی کو جانتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بندوں کا روزی دینے والا اور مارنے والا بھی وہی اللہ ہے اور وہی کسی امیر اور کسیکو فقیر جیسا مناسب دیکھتا ہے اور جسکو جسکا مستحق جانتا ہے ویسا ہی کرتا ہے وہی سب کا خالق ہے یہ سب کچھ کہکر پھر بتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں اس لئے فرمایا کہ اکثر اون مشرکوں کے عقل نہیں رکھتے یہ مشرک لوگ آخرت کے منکر تھے اور اونہوں نے اپنے سب کاموں کا دار مدار دنیا کی زندگی پر رکھا تھا اسلئے آگے کی آیت میں اللہ تعالیٰ دنیا کی حقارت اور آخرت کی تعریف بیان فرماتا ہے کہ دنیا کی زندگی ناپائیدار ہے جسکو بقا نہیں اور آخرت کا جینا ہمیشہ کا جینا ہے اگر یہ مشرک اس بات کو سمجھتے تو باقی کو فانی پر اختیار نہ کرتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرک لوگ بے بسی کی حالت میں صرف خدا ہی کو پکارتے ہیں ہر وقت اوسکو نہیں پکارتے یہ ان کی نادانی ہے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم الی البر اعرضتم جسکا مطلب یہ ہے کہ جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے بتوں کو بھول جاتے ہو اور ڈوبنے سے بچانے کی التجا خالص اللہ سے کرتے ہو پھر جب نجات دی خدا نے دریا سے طرف جنگل کی تو بھول گئے یہاں فرمایا کہ جب نجات دی تو لگے شرک کرنے دنیا کی زندگی کو لہو لعب اسواسطے فرمایا کہ جسطرح بچے کسی چیز سے دل بہلاتے ہیں اور کھیلتے ہیں اور پھر تتر بتر ہو جاتے ہیں ایسے ہی دنیا فانی ہے اور آخرت میں حیات دائمی ہے جسمیں موت نہیں اور نہ کسی طرح کا غم اور بیماری ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ سمجھ رکھتے یا کچھ علم ان کو ہوتا تو دار فانیہ کو آخرت باقیہ پر پسند نہ کرتے ان کو ایمان سے روکنی والی دنیا کی زندگی ہے جب انکو زندگی کی نہیں رہتی اور ڈوب جانے کا خوف ہوتا ہے تو فطرت کی طرف پھرتے ہیں سچی نیت سے اکیلے اللہ ہی کو پکارتے ہیں بتوں کو چھوڑ دیتے ہیں جانتے ہیں کہ اس شدت کے وقت اللہ کے سوا کوئی مصیبت کو دور کرنے والا نہیں جب وہ پروردگار اون کو ڈوبنے سے بچا دیتا ہے اور خشک زمین میں اون کو لے آتا ہے اور وہ بے خوف ہو جاتے ہیں تو اوسوقت بتوں کو اللہ کا شریک ٹہرانے لگتے ہیں اور غیر اللہ کو پکارنے لگتے ہیں فسوف یعلمون کا مطلب یہ ہے قریب معلوم کریں گے اپنے اس کام کے نتیجہ کو آگے اللہ تعالیٰ قریش پر اپنا احسان جتلاتا ہے کہ اونکو حرم میں سطرح آباد کیا کہ جو اس میں آیا اوس کو امن ملا کہ والے امن میں تھے اور سارے ملک میں فساد تھا ایک کو ایک لوٹتا قتل کرتا اس نعمت کا شکریہ ان لوگوں نے یہ کیا کہ خدا کے ساتھ اوروں کو شریک ٹہرایا اور بتوں کی بندگی کی اللہ کے احسان کے بدلے میں ناشکری کی اون کو چاہیے تھا کہ خالص اللہ کی بندگی کرتے اور کسیکو اوسکا شریک نہ کرتے اور اوس کے رسول کی تعظیم کرتے اونہوں نے بجائے تعظیم کے اللہ کے رسول کو اپنے شہر سے نکالدیا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی نعمتیں اون سے لیلیں اور بدر میں اونکو قتل کیا پھر غلبہ اللہ اور اوس کے رسول اور ایمان والوں کو ہو گیا کہ فتح

[illegible] کہ وہ کہتا ہے مجھ پر وحی
کی ہے اور اوس پر کچھ وحی نہیں ہوئی یا جھٹلاوے دین حق کو جب اوس کے پاس آوے کیا دوزخ میں منکروں کے رہنے
کی جگہ نہیں ہے یہ بطور دھمکی اور ڈرانے کے فرمایا جب اللہ تعالیٰ مشرکوں کا احوال فرما چکا تو اب اون کے مقابل میں اپنے نیک
بندوں کا حال بیان کرتا ہے کہ جن لوگوں نے ہماری رضامندی حاصل کرنیکے لئے محنت کی اون کو ہم اپنی راہیں سوجھا دیں
گے مطلب یہ ہے کہ اون کو نیک راستوں کی طرف زیادہ ہدایت کریں گے اور توفیق اچھی عطا کریں گے حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ نے آیت کے اس ٹکڑے کی تفسیر میں فرمایا کہ جنہوں نے ہماری طاعت میں کوشش کی ہم اون کو اپنے ثواب کی
راہیں بتلا دیں گے وان اللہ لمع المحسنین اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کی دنیا میں مدد سے اور آخرت میں مغفرت
سے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو وہ کبھی ذلیل و خوار نہوگا ۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث
ایک جگہ گزر چکی ہے کہ شیطان نے پہلے تو لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ اپنے نیک بڑے بوڑہوں کی مورتیں فقط یادگاری
کے لئے بناویں اور پھر کئی پشتوں کے بعد اون مورتوں کی پوجا کا رواج لوگوں میں اس اعتقاد سے پھیلا دیا کہ جو کوئی ان نیک لوگوں
کی مورتوں کو پوجے گا یہ نیک لوگ اللہ کے روبرو اوسکی سفارش کریں گے اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے ۔ جسکا حاصل
یہ ہے کہ اگر لوگوں کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالتا کہ یہ لوگ اپنے ہاتھ سے تپھر کی مورتیں بناویں اور اون مورتوں کو یا اپنے
نیک بڑے بوڑہوں کو تمام جہان کا خالق اور رازق سمجھیں تو وہ ملعون شرک کے پھیلانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتا کیونکہ یہ وسوسہ
ایسا کھلم کھلا غلط تھا کہ اوسکو ہرگز کوئی نہ مانتا اس لئے اوس ملعون نے شرک کے پھیلانے کا وسوسہ اوس ہیر پھیر سے لوگوں کے
دل میں ڈالا جسکا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث میں ہے اب اس ہیر پھیر کے وسوسہ کے بعد بھی یہ اعتقاد مشرکوں
کے دلوں میں فرما کر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو یوں قایل کیا ہے کہ جو تمام جہان کا خالق و رازق ہے تمام جہان کا معبود بھی
وہی وحدہ لاشریک ہے اب رہا مشرکوں کا یہ اعتقاد کہ جو کوئی ان نیک لوگوں کی مورتوں کو پوجے گا تو یہ نیک لوگ اللہ کے روبرو
اسکی سفارش کریں گے اسکا جواب سورہ یونس میں گذر چکا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اون نیک لوگوں نے اپنے جیتے جی کسیکو اجازت
نہیں دی کہ اونکے مرنے کے بعد لوگ اونکی مورتوں کی پوجا کیا کریں اور مرنے کے بعد دنیا کے احوال کی اون نیک لوگوں کو کچھ خبر
نہیں اسلئے قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکوں سے اپنی بڑی بیزاری ظاہر کریں گے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی بیخبری اور
برات کا گواہ قرار دیویں گے ۔ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے کہ مسیلمہ کذاب کہتا تھا کہ اوس پر بھی آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور مشرکین
مکہ قرآن پر کے وحی ہونے کے منکر تھے ان ہی دونوں باتوں کا ذکر ان آیتوں میں ہے ،،

صاوعاہ

سورۃ الروم مکیۃ وھی ستون آیۃ وست رکوعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ

دب گئے ہیں روم لگتے ملک میں اور وہ اس دبنے پیچھے اب غالب ہوں گے کئی برس

سِنِیْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ

میں اللہ کے ہاتھ میں ہیں کام پہلے اور پچھلے اور اسدن خوش ہونگے مسلمان اللہ کی مدد سے

یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ

مدد کرے جس کی چاہے اور وہی ہے زبردست رحم والا اللہ کا وعدہ ہوا خلاف نکرے گا اللہ اپنا وعدہ لیکن بہت

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۙ

لوگ نہیں جانتے جانتے ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکھتے

منزل ۵

صحیح سند سے ترمذی نسائی مسند امام احمد وغیرہ میں جو شان نزول ان آیتوں کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے بیان کی گئی ہے اوسکا اور معتبر تاریخ کی کتابوں کی روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ روم میں بادشاہت پہلے تو ستارہ پرست لوگوں کی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تین سو برس کے قریب تک اس مذہب کے لوگ ملک روم کے بادشاہ رہے اور اونکا ہی لقب قیصر ہوتا تھا اپیر اونمیں کا ایک بادشاہ جسکا نام قسطنطین تھا نصرانی ہوگیا اور یہ شہر قسطنطنیہ اوسی نے بنایا اور بارہ ہزار کے قریب گرجے بنائے اور بہت سے قانون جاری کئے اور اسی کے زمانہ میں دین عیسائی کی بہت باتوں میں ردوبدل ہوگیا غرض اس کے زمانہ سے روم کے ملک میں نصرانی بادشاہت شروع ہوئی اس سلسلہ کا جب ہرقل بادشاہ تھا اوس سے اور ملک فارس کے بادشاہ سے جسکا لقب کسریٰ تھا لڑائی ہوئی اور کسریٰ کی فوج ہرقل کی فوج پر غالب آئی یہ وہ زمانہ تھا کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اور ابھی تھوڑے لوگ مسلمان ہوئے تھے کسریٰ کی فتح سنکر مکہ کے مشرک لوگوں نے مسلمانوں سے یہ کہا کہ جسطرح تم اپنے آپکو آسمانی کتاب کا پیرو اور پابند بتلاتے ہو اسیطرح ملک روم کے لوگ نصرانی ہیں اور جسطرح ہم لوگوں کو تم مشرک بتلاتے ہو پارسی لوگ بھی ویسے ہی ہیں آخر اونکا ہی دین غالب رہا اور وہی رومیوں پر غالب آئے اسیطرح ہم بھی تم پر آخر کو غالب آ جاوینگے یہ خبر سنکر حضرت ابوبکر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مشرک لوگ یوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نو دس برس کے بیچ رومی لوگ پارسیوں پر غالب آوینگے اور آپ کے کلام کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق نے مکہ کے گلی کوچہ میں اس آیتہ کے مضمون کا شہرہ کر دیا اور ابی بن خلف اور حضرت ابوبکر صدیق سے شرط ہوئی آخر نو برس کے بعد رومی پارسیوں پر غالب آئے اور حضرت ابوبکر صدیق وہ شرط جیت گئے اس آیتہ میں یہ جو ذکر ہے کہ جسدن رومی پارسیوں پر غالب آئے

اوس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہونگے معتبر سند سے ابو سعیدؓ خدری کی روایۃ سے ترمذی تفسیر سفیان ثوری اور تفسیر سدی
میں اسکی تفسیر یوں ہے کہ جس زمانہ میں رومی پارسیوں پر غالب آئے اوسی زمانہ میں اللہ کی طرف سے فرشتوں کی مدد
آنکر بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر فتح حاصل ہوئی اگرچہ بعضے مفسروں کا یہ قول ہے کہ جس زمانہ میں رومی پارسیوں
پر غالب آئے وہ زمانہ صلح حدیبیہ کا تہا لیکن ترمذی کی صحیح روایۃ سے اوسی قول کی تائید ہوتی ہے جو اوپر بیان کیا گیا یہ
آیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے اور قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونیکی بڑی دلیل ہے کیونکہ نو برس پہلے
جو کچھ آپ نے فرمایا تہا اور آیۃ میں جسطرح اللہ تعالیٰ نے آپکے فرمانے کی تصدیق فرمائی تھی آخر کو وہی ہوا اکثر مفسروں نے لکھا
ہے کہ اس آیۃ کا مطلب ظہور میں آجانے کے بعد بہت سے مشرک مسلمان ہوئے حضرت ابوبکر صدیق اور ابی بن خلف میں شرط
جو دونو طرف سے ہوئی تھی اس سے امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اسطرح کی دونو طرف کی شرط جایز ہے لیکن
ترمذی کی نیسار بن مکرم کی روایۃ میں یہ صراحت آچکی ہے کہ یہ قصہ اسطرح کی شرط کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے اسلئے اور
مفسروں نے اس مسئلہ کو تسلیم نہیں کیا یہی ہرقل روم کا بادشاہ ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تہا اور ابوسفیان
سے اوس خط پر اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات دریافت کئے تھے جسکا قصہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہؓ
بن عباس کی روایۃ سے ہے اس ملک کسریٰ اور قیصر کا وہی حال ہے جو مسند امام احمد اور نسائی کا براءؓ بن عازب کی معتبر
روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ کے طور پر فرمایا تہا کہ یہ دونو ملک فتح ہونگے اور اونکے خزانہ مسلمانوں کے
صرف میں آوینگے تاریخ کی کتابوں میں اسکی صراحت ہے کہ کسطرح کی لڑائی کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت میں کسریٰ کا ملک
اور سلطان محمد ثانی کی بادشاہت میں قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا یہ سلطان محمد ثانی سلاطین عثمانیہ میں کے ایک سلطان
ہیں ۸۵۷ھ ہجری میں بڑے محاصرہ کے بعد اونہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ دولت عثمانیہ میں قانون کی بنا بھی ان ہی سلطان
کے زمانہ میں ہوئی سلاطین عثمانیہ کے بڑے بوڑہوں کی اصل بود و باش نواح بلخ کی ہے تاتاریوں نے ساتویں صدی میں بلخ جب
بلخ اور اوسکے نواح کے شہروں کو تاراج کیا تو سلاطین عثمانیہ کے بڑے بوڑہوں میں سے سلیمان شاہ ملک روم کے ارادہ سے
نکلے یہ زمانہ وہ تہا کہ جسمیں اودہر اوس ملک میں سلجوقیوں کی سلطنت تھی۔ سلیمان شاہ نے تو نہر فرات میں غرق ہو کر وفات پائی
لیکن اونکے بیٹے ارل طغرل ملک روم میں پہونچگئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی کے حکم سے اُس ملک میں فوجی کام کرتے رہے
اور ۶۸۰ھ میں انکا انتقال ہوگیا انکے بعد اونکے بیٹے امیر عثمان کو علاء الدین سلجوقی نے سلطان کا خطاب دیا اور سلطان عثمان کی
چند پشت کا مستقر تو اور مقامات پر رہا پھر سلطان محمد ثانی کے عہد سے سلاطین عثمانیہ کا مستقر قسطنطنیہ قرار پایا حروف مقطعات
کی تفسیر تو سورہ بقرہ میں گذرچکی ہے باقی کی آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ملک عرب کے قریب کی بستی اذرعات کے میدان
میں رومی اور پارسیوں کی لڑائی ہو کر اب تو پارسی رومیوں پر غالب آگئے ہیں لیکن دس برس کے اندر پھر رومی پارسیوں پر غالب
آوینگے اللہ تعالیٰ غیب داں ہے اوسکو پہلے کی اور آیندہ کی فتح شکست کا سب حال معلوم ہے پھر فرمایا جب رومیوں کا غلبہ

پارسیوں پر ہوگا تو بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کا غلبہ بھی مشرکین مکہ پر ہوگا اسلئے مسلمانوں کو اُس دن دوہری خوشی ہوگی پھر فرمایا
فتح ظاہری اسباب پر منحصر نہیں ہے بلکہ فتح اللہ کے ہاتھ ہے وہ جسکو چاہتا ہے فتحیاب کرتا ہے وہ فرمانبرداروں کے
کرنے والا اور نافرمان لوگوں سے بدلہ لینے میں زبردست ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ جس بات کا وعدہ کرے وہ کبھی خلاف
ہوتا لیکن جن لوگوں کا بھروسہ دنیا کے اسباب ظاہری پر ہے وہ اللہ کے وعدہ پر بھروسہ رکھنا نہیں چاہتے کیونکہ وہ لوگ
کی زندگی پر گرویدہ اور آخرت کی جزا و سزا سے بالکل غافل ہیں ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس کی
ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو دنیا کی زندگی میں کچھ آخرت کا
اور نادان وہ ہے جو دنیا کی زندگی پر گرویدہ ہوکر آخرت کو بھول جاوے اور پھر آخرت میں اللہ سے بہبودی کی امید رکھے ۔
حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے عقلمند اور نادان لوگوں کی یہ تفصیل اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے کہ شریعت
حکم میں عقلمند کون لوگ ہیں اور نادان کون ہیں ۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَ
کیا دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں اللہ نے جو بنائے آسمان و زمین اور جو انکے بیچ ہے سو ٹھیک ساد کر اور
جَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا
ٹھیرے وعدے پر اور بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے کیا پھرے نہیں ملک میں جو دیکھیں
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَ
آخر کیسا ہوا ان سے اگلوں کا اُنسے زیادہ تھے زور میں اور زمین اُٹھائی اور بسائی
عَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا
ان کے بسانے سے زیادہ اور پہنچے اُن پاس رسول اُن کے لیکر کھلے حکم اور اللہ نہ تھا اُنپر ظلم کرنیوالا لیکن وہ اپنے
أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ
آپ بُرا کرتے تھے پھر ہوا آخر بُرا کرنے والوں کا بُرا اسپر کہ جھٹلائیں باتیں اللہ کی
وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَيَوْمَ
اور اُنپر ٹھٹھے کرتے تھے اللہ بناتا ہے پہلے بار پھر اُسکو دوہرا دیگا پھر اُسیکی طرف پھر جاؤگے اور جسدن اُٹھے
السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ
گی قیامت آس توڑے رہجائیں گے گنہگار اور نہ ہونگے ان کے شریکوں میں کوئی اُنکی سفارش والے اور یہ ہوجاینگے اپنے شریکوں سے

ان آیتوں میں اللہ جل شانہ نے یہ بات فرمائی ہے کہ مشرک لوگ خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کریں اسلئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی
دلیل [illegible]

سوا عبادت کے لائق نہیں ہے اور نہ کوئی بجز اوسکے مخلوقات کا پالنے والا ہے یہ ان لوگوں کی نادانی ہے جو یہ لوگ اپنے دلوں میں نہیں سوچتے کہ آسمان اور زمین میں جو طرح طرح کی مخلوقات اور رنگ برنگ کی چیزیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اس پر یہ لوگ اگر غور کریں تو اچھی طرح جان لیویں کہ یہ تمام مخلوق بیکار پیدا نہیں کی گئی ہے بلکہ نیک و بد کی جزا و سزا کے لئے پیدا کی گئی ہے اور ایک مدت معین تک اوسکی میعاد مقرر کی گئی ہے اور وہ قیامت کا روز ہے لیکن اکثر لوگ اپنے رب کے روبرو کھڑے ہونے کے منکر ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ جب یہ لوگ مثلاً کھیتی کرتے ہیں تو اناج کے فائدہ کی نیت سے اور باغ لگاتے ہیں تو میوہ کھانے کے ارادہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی مخلوقات کیا بغیر کسی نتیجہ کے پیدا کی ہے نہیں نہیں بلکہ نتیجہ اسکا وہی جزا و سزا ہے جسکی موافق اللہ کے رسول نصیحت کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ جو کچھ احکام ہمارے رسول لائے وہ حق ہیں جنہوں نے اونکو جھٹلایا خدا نے اونکو ہلاک کر دیا اسواسطے فرمایا کہ کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ اونکو معلوم ہو جاتا کہ کیا حال ہوا اون پہلی امتوں کا جو ان سے زور اور قوت میں زیادہ تھیں اور بہ نسبت اونکے اونہوں نے زمین کو بھی کھیتی اور عمارت سے زیادہ آباد کیا تھا باوجود اسکے جب اون کے پاس اونکے رسول معجزے لیکر پہونچے اور وہ اپنی دولت اور قوت کے گھمنڈ میں اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اونکو عذاب میں پکڑ لیا پھر خدا کے عذاب سے کوئی اونکو بچانے والا تھوا اس عذاب کے نازل کرنے میں اللہ نے کچھ اونپر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے کہ اپنے پیدا کرنے والے کے احکام کو جھٹلاتے تھے اسلئے انجام کار اون لوگوں کا جنہوں نے بری کمائی کی تھی اچھا نہیں ہوا کہ دنیا میں وہ لوگ طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوئے اور آخرت کا عذاب جدا بھگتیں گے اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے پہلی بار مخلوقات کو جسطرح پیدا کیا ویسا ہی دوبارہ پیدا کریگا اسکا مطلب یہ کہ جسطرح پہلی بار پیدا کرنے پر وہ قدرت رکھتا ہے اسیطرح مرنیکے بعد پھر جلانے پر قادر ہے پھر قیامت کے روز تم سب اوسکی طرف رجوع کئے جاؤگے اوسوقت ہر ایک اپنے عمل کا بدلا پاویگا اور جس روز قیامت قایم ہوگی اوسدن گنہگار لوگ آس ٹوٹے رہجاویں گے لفظ یبلس المجرمون کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ ناامید اور آس ٹوٹے رہجاویں گے مطلب اسکا یہ ہے جنکو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے وہ اونکی سفارش کچھہ نکریں گے اور ایسی ضرورت کے وقت کہ جب وہ پوجنے والے اونکے سخت محتاج ہونگے وہ جھوٹے معبود اونکے کچھہ کام نہ آویں گے جب پوجنے والے اونکا عاجز ہونا دیکھیں گے تو وہ اونکی سفارش سے ناامید ہو جاویں گے مسند امام احمد میں ابوہریرہ رضؓ سے اور ترمذی میں انس رضؓ بن مالک سے معتبر روایتیں ہیں جنمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانے میں دنیا کی عمر کی برکت ایسی کم ہو جاویگی کہ ایک سال ایک مہینہ کی طرح اور مہینہ ایک ہفتہ کے اور ہفتہ جمعہ طرح اسیطرح جیسے ایک ہفتہ ایک دن کی طرح جلدی سے گذر جایا کریگا۔ یہ حدیث واجل مسمی کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جسطرح ہر شخص کی عمر مقرر ہے اسیطرح تمام دنیا کی بھی عمر مقرر ہے اور جسطرح آخر وقت پر ہر شخص کا سانس جلدی جلدی چلنے لگتا ہے اور پھر اسکا دم نکل جاتا ہے اسیطرح آخر زمانہ میں دنیا کا ایک سال مہینہ کی طرح اور مہینہ ہفتہ کی طرح

اور ہفتہ ایک دن طرح جلدی سے گذرنے لگے گا اور آخر کو دنیا ختم ہو جاویگی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰؓ اشعری کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ایک عرصہ تک مہلت دیتا ہے جب وہ لوگ مہلت کے زمانہ میں اپنی سرکشی کو نہیں چھوڑتے تو اونکو ہلاک کر دیتا ہے ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم نوح سے لیکر قریش کے سرکشوں تک جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا کچھ ظلم کے طور پر ہلاک نہیں کیا کیونکہ ظلم کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر حرام ٹھہرالیا ہے اسلئے پہلے ایک عرصہ تک ان لوگوں کو مہلت دی گئی جب وہ لوگ مہلت کے زمانہ میں اپنے نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو طرح طرح کے عذاب میں پکڑے گئے ۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝

اور جسدن اٹھے گی قیامت اسدن لوگ بہانت بہانت ہونگے سو جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو باغ میں ہیں انکی آؤبھگت ہوتی ہے اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو عذاب میں پکڑے آتے ہیں

جسطرح دنیا میں نیک و بد سب ایک جگہ ملکر رہتے ہیں اسیطرح حشر میں حساب کتاب تک تو سب نیک و بد ایک ہی جگہ ہونگے پھر بغیر حساب و کتاب کے ستر ہزار آدمی امت محمدیہ میں سے جنت میں داخل ہوں گے جسکا ذکر صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے ہے اسکے بعد حساب و کتاب ہوگا اور حساب و کتاب کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہونیکے قابل ہوں گے وہ جنت میں اور جو لوگ دوزخ میں جانے کے قابل ہونگے وہ دوزخ میں چلے جاویں گے اسکے بعد وہ گنہگار لوگ جنکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے انبیا اور ملائکہ اور نیک لوگوں کی شفاعت سے دوزخ میں سے نکالے جاکر جنت میں داخل کئے جاویں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمادیگا کہ ملائکہ اور انبیا اور نیک مسلمان تو شفاعت کر چکے اب ارحم الراحمین کی باری ہے یہ فرماکر ایسے لوگوں کو جنہوں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا آپ بھر کر دوزخ سے نکالے گا اور جنت میں داخل فرمادیگا اسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی ابوسعیدؓ خدری کی شفاعت کی حدیث میں ہے اب دوزخ میں وہ لوگ رہجاویں گے جو ہمیشہ دوزخ میں ہی رہنے کے قابل ہیں پھر جنت اور دوزخ کے مابین میں موت کو ذبح کیا جاکر جنتیوں کو ہمیشہ جنت میں اور دوزخیوں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم سنادیا جاویگا جسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی ابوسعیدؓ خدری کی روایتہ سے ایک جگہ گذر چکا ہے غرض اسکے بعد جنتی اور دوزخی ایسے الگ الگ ہو جاویں گے کہ پھر کبھی ایک جگہ نہوں گے ہر ایک فریق کے اسوقت کے علیحدہ ہو جانے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ متفرق ہو جاویں گے پھر اوسکی تفسیر فرمائی ہے کہ جنتیوں کی ٹکڑی جنت کے باغوں ان طرح طرح کی خوشی کے سامان میں ہوگی اور دوزخیوں کی ٹکڑی طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہوگی معتبر سند سے مستدرک حاکم میں جابرؓ بن عبداللہ سے روایتہ ہے کہ جن لوگوں کے نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہونگی وہ بغیر حساب کے جنت میں چلے جاویں گے

اور جنکی نیکیاں اور بدیاں برابر ہونگی انکا حساب آسانی سے ہوکر وہ بھی جنت میں داخل ہوجاوینگے اور جنکی بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہونگی انکا حساب سختی سے ہوکر وہ دوزخ میں جاویں گے اور پھر شفاعت کے بعد دوزخ سے نکلکر جنت میں جاویں گے۔ اس حدیث سے بغیر حساب کے جنت میں جانے والوں کی اور آسانی سے حساب ہوکر جنت میں اور شفاعت کے بعد دوزخ سے نکلکر جنت میں جانے والوں کی تفصیل اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے ۱۱

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا

سو پاک اللہ کی یاد ہے جب شام کرو اور صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے آسمان و زمین میں اور پچھلے وقت

وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اور جب دوپہر ہو نکالتا ہے جیتا مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور جلاتا ہے زمین کو اسکے مرے پیچھے

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝

اور اسی طرح تم نکالے جاؤگے اور اسکی نشانیوں سے یہ کہ تمکو بنایا مٹی سے پھر اب تم انسان ہو پھیل پڑے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً

اور اسکی نشانیوں سے یہ کہ بنا دیئے تم کو تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین پکڑو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ پیار

وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ

اور مہر اسمیں بہت پتے ہیں ان کو جو دھیان کرتے ہیں اور اسکی نشانیوں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا اور بھانت

اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ

بھانت بولیاں تمہاری اور رنگ اسمیں بہت پتے ہیں بوجھنے والوں کو اور اسکی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات میں اور دن میں

مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ

اور تلاش کرنا اسکے فضل کی اسمیں بہت پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں اور اسکی نشانیوں سے یہ کہ دکھاتا ہے تمکو بجلی ڈر اور امید کیلئے اور

يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

اتارتا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مرگئے پیچھے اسمیں بہت پتے ہیں ان کو جو بوجھتے ہیں اور اسکی

اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ

نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان و زمین اسکے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایکبار زمین میں سے تبھی تم نکل پڑوگے

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝

اور اسی کے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین میں سب اسکے حکم کے تابع ہیں

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ ہمارے نام کی تسبیح ایک تو شام کے وقت اور صبح کے وقت کیا کرو پھر فرمایا کہ ذکر

اوسیکے لئے حمد اور تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں مطلب یہ کہ آسمان اور زمین اور جو اونکے درمیان میں ہیں اوس
پیدا کرنے کی وجہ سے اون سب کی زبان سے خدا تعالیٰ حمد کرنے کا مستحق ہے پھر اللہ تعالیٰ نے عشا اور ظہر کے وقت تسبیح کرنیکو
عشا سخت اندھیرے کو اور ظہر بڑی روشنی کو کہتے ہیں ان دونوں وقتوں کی بڑائی کا ذکر قرآن میں کئی جگہ آیا ہے۔ پھر فرمایا نکا
ہے اللہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے جسطرح انڈے کو مرغی سے اور مرغی کو انڈے سے آدمی کو نطفہ سے اور نطفہ کو آد..
پھر فرمایا اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو بعد مرنے کے پھر فرمایا کہ جسطرح تم زمین کا مرنا جینا دیکھتے ہو اسیطرح تم بعد مرنیکے زندہ کئے جا
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تسبیح کا لفظ جہاں قرآن میں ہے وہ نماز کے معنوں میں ہے اور یہ
عبداللہ ابن عباسؓ سے روایتہ ہے کہ اس آیتہ میں سب نمازوں کے وقتوں کے جمع کرلیا ہے اسطرح پر کہ حین تمسون م
اور عشا آگئی اور حین تصبحون میں فجر اور عشا میں عصر اور حین تظہرون میں ظہر حاصل مطلب آیتہ یخرج الحی من المیت کا یہ ہے
جیسکے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے کی قدرت ہے اوسکی قدرت میں پہلی بار پیدا کرنا اور پھر اوسکا دوہرانا برابر
کچھ بھی فرق دونوں میں نہیں ہے اور اُس خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اوس نے تمہارے باپ آدم
علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر ناگہاں تم آدمی بنکر زمین میں پھیل پڑے اس سے سمجھہ لو کہ اصل تمہاری اول مٹی سے ہے پھر
ناچیز پانی سے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی ابو داؤد اور صحیح ابن حبان میں ابو موسےٰ اشعری سے روایتہ ہے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے جو ساری زمین سے لی گئی تھی پیدا
اسلئے اولاد آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی بد کوئی نیک کوئی نرم کوئی سخت مزاج پھر فرمایا کہ خدا کی قدرت کی نشانیوں
میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے تمہارے واسطے تمہاری قسم میں سے بیویں پیدا کیں وہ تمہارا جوڑا اور بیبیاں ہوئیں تاکہ تمکو
چین ہو اگر بی بیاں غیر جنس سے ہوتیں تو بجائے محبت کے نفرت اور بجائے آرام کے تکلیف ہوتی اسیواسطے تمہاری
قسم سے بنائیں اور اونمیں اور تم میں تمہاری محبت اور رحمت ڈالدی بیشک اسکے اندر بہت نشانیاں ہیں اُس قوم
جو دہیان کرتے ہیں پھر فرمایا اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے آسما..
بلند اور فراخ بنایا ستاروں سے اوسکو رونق بخشی اور دنیا کی چہت اسکو قرار دیا زمین کو کیسا پست کیا اور اوسکے اندر پہا
میدان دریا سمندر درخت غرض انسانکی ضرورت کی چیزیں پیدا کیں جس سے خدا کی قدرت ظاہر ہوتی ہے اور تمہاری زبانوں
اختلاف کہ ہر ملک کی جدے جدے بولی ہے اسیطرح تمہارے رنگ صورتیں علیحدہ علیحدہ ہیں ایک کا چہرہ دوسرے کے چہرہ سے نہیں
ملتا پھر بھی اوسکی قدرت کی بڑی نشانی سمجھ داروں کے لئے ہے اور یہ بھی خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ رات میں
تمہارے لئے نیند کو بنا دیا جسکے سبب سے تمکو راحت ملتی ہے دن میں ادہر اودہر پھر کر معاش کے اسباب ڈہونڈتے ہو تم
دور دور کے دریا اور خشکی میں سفر کرتے ہو ان باتوں میں قرآن کی نصیحت کو جو دل سے سنتے ہیں اونمیں بہت نشانیاں
ہیں اور اوسکی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تمکو بجلی دکھلاتا ہے کہ کبھی تم ہیبت ناک بادل اور بجلی کی کڑک سے ڈرو

منزل ۵

اور کبھی بارش کی امید رکھتے ہو اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی۔ پھر جلاتا ہے بسبب اوسکے زمین کو زمین کے مرنے سے مراد اوسکا
خشک ہو جانا ہے کہ گھاس تک اوسمیں نہ تھی جب اوس پر مینہہ برسا تو لہلانے لگی اور ہر جنس کی چیز اوسمیں پیدا ہوئی تھی اوسکا جینا
ہے اسمیں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اون لوگوں کے لئے جو عقل سمجھہ رکھتے ہیں اور خدا کی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ آسمان
اور زمین اوسکے حکم سے کہڑے ہیں آسمان کو زمین پر گرنے سے خدا نے روک رکھا ہے بغیر اوسکے حکم کر نہیں سکتا پھر فرمایا اب تو اللہ
کی قدرت کی یہ سب نشانیاں دیکھہ کر تم لوگ حشر کے منکر ہو لیکن جب تمہارے مرجانے کے بعد تمہارا پروردگار تم کو نیک و بد کے
حساب کے لئے زندہ کرنا چاہے گا تو ناگہاں تم اوسوقت قبروں سے نکل پڑوگے پھر فرمایا کہ آسمان اور زمین میں جو کوئی ہے
سب اوسکی ملک ہے اور سب اوسکے حکم کے فرمانبردار ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ جب آسمان و زمین میں کوئی اوسکے حکم کو
ٹال نہیں سکتا تو ان منکرین حشر کی کیا طاقت ہے کہ یہ حشر کے حکم کو ٹال دیویں۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ اور
ابوسعید خدری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں ایک شخص نے وصیت کی تہی کہ اوسکے مرجانے کے بعد اوسکی لاش کو جلاکر
آدہی مٹی دریا میں بہادی جاوے اور آدہی ہوا میں اوڑا دیجاوے اوس شخص کے مرجانے کے بعد اوسکے وارثوں نے وصیت
کے موافق عمل کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنگل اور دریا کو اوس مٹی کے جمع کرنے کا حکم دیا اور جھٹ پٹ وہ مٹی جمع ہو گئی اور حکم الٰہی
سے اوسکا پتلہ بنکر طیار ہو گیا اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے
اپنی قدرت کی نشانیاں جو بیان کی ہیں اونکو بھول کر اپنی نادانی سے منکرین حشر یہ جو کہتے ہیں کہ جب مردہ کی مٹی جنگل اور دریا
میں رواں دواں ہو گئی تو پھر وہ مٹی کیونکر جمع ہو گی اور اوسکا پتلہ کیونکر بنے گا ان لوگوں کو یہ یاد رہے کہ جنگل دریا کوئی چیز اوسکے
قبضہ سے باہر نہیں ہے جب وقت آویگا یہ لوگ دیکھہ لیویں گے کہ اوس وصیت والے شخص کیطرح کیونکر انکی رواں دواں مٹی جمع
ہو جاویگی اور کسطرح سے اوسکا پتلہ بنکر طیار ہو جاویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دوسرے
صور سے پہلے ایک مینہہ برسیگا جس سے سب پتلے بنکر تیار ہو جاویں گے یہ حدیث وکذالک تخرجون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ جسطرح اب مینہہ کی تاثیر سے ہر ایک چیز زمین میں پیدا ہوتی ہے اسیطرح حشر کے دن جو مینہہ برسیگا اوسکی تاثیر سے تمہارے
جسم بنکر تیار ہو جاویں گے اور اون جسموں میں روحیں پھونکدی جاویں گی اور حشر قائم ہو جاویگا۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہے جو پہلے بار بناتا ہے پھر اسکو دوہراویگا اور وہ آسان ہے اسپر اور اسکی کہاوت سب سے اوپر آسمان و

وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا

منزل ۵ ع ۳

معتبر سند سے ابن ابی حاتم میں عکرمہ کی روایتہ سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ
مرکر پھر جینے کی آیتوں کے مضمون کو سنکر بڑا تعجب کرتے تہے اور مرکر مٹی ہو جانے کے بعد پھر جی اوٹھنا کسی طرح اونکی سمجھہ میں نہیں آتا

تہا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اونکی سمجہہ کے موافق انکو سمجہایا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو نہ پہلی دفعہ انسان کا پیدا کرنا کچہہ مشکل
نہ دوسری دفعہ کچہہ مشکل ہے لیکن یہ لوگ اگر اپنی سمجہہ کے موافق بہی غور اور فکر کریں تو اونکی سمجہہ میں آجاویگا کہ ایک شخص ایک دفعہ
ایک کام کو کرچکتا ہے تو دوسری دفعہ اسکو وہ کام سہل ہوجاتا ہے پہر دنیا میں جب اونکو اس بات کا تجربہ ہے کہ یہ ایک دفعہ کے کرنے
سے دوسری دفعہ وہ کام آسان ہوجاتا ہے اور پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح انسان کو پیدا کیا ہے کہ نطفہ سے جو پانی کی طرح کی ایک
ہے انسان کا پتلہ بنایا پہر اوس پتلے میں روح پہونکدی وہ سب پیدایش تو رات دن انکی آنکھوں کے سامنے ہے پہر
پانی جیسی پتلی چیز کا پتلا بنا کر رحم جیسی تنگ جگہ میں روح کو اُس پتلے میں پہونکدیا اوسکو مٹی جیسے سخت چیز کا پتلا بنانا اور کہلے میدان
میں روح کا اُس پتلے میں پہونکدینا کیا مشکل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جسطرح انسان کی پیدایش کا طریقہ دنیا میں اب جاری ہے
وہ بہی لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہے اور حشر میں جو کچہہ ہوگا وہ وہی طریقہ ہے جسطرح حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے
پہر اللہ کی قدرت کے آگے کیا چیز انوکہی انکو نظر آتی ہے جو یہ لوگ حشر کا انکار کرتے ہیں صحیح بخاری کی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث
قدسی اوپر گذرچکی ہے جسکا ٹکڑا یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا دنیا کی پیدایش کو آنکھوں سے دیکہکر انسان کو لازم نہیں جو حشر کا انکار
کرے اور اللہ کی قدرت کو جہٹلا دے اس حدیث کو آیتہ کے ساتہہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ انسان کی عقل سے باہر جو
میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں جو جتلائی گئی ہیں اونکو دیکہہ کر ان منکرین حشر کو لازم ہے کہ اللہ کو پہچانیں اور مخلوقات کی حالت
اللہ کی قدرت کا قیاس کر کے حشر کے جہٹلانے میں عقلی باتوں کو دخل نہ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور قدرت میں ایسا
اور بے مثل ہے کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات میں کوئی اوسکا ثانی نہیں پہر اوسکی حکمت اور قدرت کا قیاس مخلوقات
کی باتوں پر کیونکر صحیح ہوسکتا ہے "

لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ
بتائی تمکو ایک کہاوت تمہارے اندر سے تمہارے جو ہاتہہ کے مال آن میں ہیں کوئی ساجہی تمہارے ہمارے دی
فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞ بَلِ
روزی میں کہ تم سب اسمیں برابر رہو خطرہ رکہو انکا جیسے خطرہ رکہو اپنوں کا یوں کہولتے ہیں ہم ان لوگوں جو بوجہتے ہیں بلکہ
اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ
چلے ہیں یہ بے انصاف اپنے چاؤ پر بن سمجہے سو کون سمجہاوے جسکو اللہ نے بہکایا اور کوئی نہیں اُنکے مددگار

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے سمجہانے کو یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ جو تمہارے لونڈی غلام ہیں کیا وہ ہماری دی ہوئی
روزی میں تمہارے ساجہی ہیں یا تم اون سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ اپنے بہائی بندوں سے ڈرتے ہو مطلب یہ ہے کہ وہ غلام
لونڈی تمہارے مال میں شریک نہیں نہ تمکو اون سے مال کے بانٹ لینے کا ڈر ہے نہ غلام کو یہ اختیار ہے کہ تم سے مال بٹا
الیسا ہی خدا کا کوئی شریک نہیں کیونکہ سب اللہ کے لونڈی غلام ہیں حاصل یہ ہے کہ جب تمکو غلاموں کا شریک ہونا نہیں بہاتا تو خدا کے

منزل ۵

ساتھ کیوں شریک ٹھہراے ہو پھر فرمایا ہم قرآن کی آیتوں کو اسطرح سے کھولکر سمجھ دار لوگوں کو سمجھاتے ہیں لیکن ان ظالم مشرکوں نے بغیر سمجھے بوجھے بتوں کے پوجنے میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ جسکو خدا گمراہ کردے اسکو کون ہدایت کرسکتا ہے کیونکہ ہدایت خدا تعالیٰ کے علم ازلی کے موافق ہوتی ہے جو لوگ اللہ کے علم ازلی میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں نہ وہ دنیا میں راہ راست پر آسکتے ہیں نہ قیامت کے دن انکا کوئی ایسا مددگار ہے جو انکو عذاب سے بچادے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جانیکے قابل اب جس قابل لوگ پیدا ہوئے ویسے ہی وہ کام کرتے ہیں - صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدریؓ کی وہ حدیث بھی گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے - صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر کی مدد کرنی چاہیں گے مگر اللہ کا حکم نہوگا یہ حدیثیں ان آیتوں کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ علم الٰہی میں جو لوگ شرک کی حالت میں مرکر ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پاچکے ہیں اونکے حق میں شرک کی مذمت کی مثالیں اور قرآن شریف کی سب نصیحت اسیطرح رائگاں ہے جسطرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگاں جاتا ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ جو مشرک بغیر توبہ کے مرجاویگا اوسکی مغفرت کسیطرح ممکن نہیں اسواسطے ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر کے مدد کے ارادہ میں جسطرح ناکامیاب رہیں گے اسیطرح کسی مشرک کی اور کوئی بھی کچھ مدد نہ کرسکے گا،،

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ

سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہوکر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین

الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا

سیدھا اور بہت لوگ نہیں سمجھتے سب رجوع ہوکر جاؤ اسکی طرف اور اس سے ڈرتے رہو اور کھڑی رکھو نماز اور مت ہو

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝

شریک والوں میں جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہوگئے انمیں بہت جتھے ہر فرقہ جو اپنے پاس ہے اسپر ریجھ رہے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور عبادت کا حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا کہ تم اپنا مونہہ سیدھا رکھو دین پر ایک طرف ہوکر شرک کے ذکر کے بعد ان آیتوں میں یہ اللہ کی وحدانیت کی تاکید ہے اسیواسطے فرمایا لازم پکڑو اللہ کی فطرت کو جسپر اوسنے پیدا کیا ہے [illegible] سے مطلب توحید اور خدا کی معرفت ہے کہ اسی پر ساری خلقت پیدا کی گئی ہے جیسا کہ پہلی آیۃ الست بربکم قالوا بلی کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو اسلام پر پیدا کیا ہے بعد میں بعضے بعضے لوگ یہودی نصرانی وغیرہ ہوگئے خدا کی بنائی ہوئی فطرت کو بدلنا نہیں چاہئے فطرت کے معنے اسلام کے ہیں صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اوسکے ماں باپ اوسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں اس حدیث کے معنے لیں یہ بیان
جماعت صحابہ سے روایت کی گئی ہے اور بخاری نے لا تبدیل لخلق اللہ کے معنے لدین اللہ کئے ہیں اور یہی معنے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد اور عکرمہ و قتادہ وغیرہ نے لخلق اللہ کی تفسیر میں بیان کئے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کو بدلنا
نہیں چاہئے کہ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں منیبین الیہ کا مطلب یہ ہے کہ اوسکی طرف رجوع کرنے والے
رہو اور ڈرو اوس سے اور نماز کو قائم رکھو کہ بڑی عبادت ہے اوسے ضایع نکرو اور نہ ہو مشرک بلکہ موحد ہو جو خلوص کے ساتھ اللہ
کی عبادت کرتے ہیں اسکے بعد مشرکوں کا حال بیان کیا کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی کہ تغیر تبدل کر
دین کی بعض باتوں کو مانا اور بعض کو نہ مانا فرقوا کی جگہ بعضے سلف فارقوا پڑھتے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے دین کو چھوڑ کر
پیٹھ کے پیچھے ڈالدیا ہے جیسے یہود اور نصاریٰ مجوسی اور بت پرست یہ ہر ایک فرقہ اپنے گھڑے ہوئے دین پر خوش خرم
اور اوسکو حق سمجھ رہا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے چنانچہ معتبر سند سے ترمذی میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان بہتر فرقوں میں سے نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جسپر آج میں اور
میرے اصحاب ہیں وہی حق پر ہیں باقی سب فرقے گمراہی پر ہیں ترمذی کی اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبد الرحمن بن زیاد
افریقی کو اگرچہ بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام بخاری نے اسکو ضعیف راویوں میں شمار نہیں کیا اور یحییٰ بن سعید
القطان نے اوسکو ثقہ کہا ہے اسیواسطے ترمذی نے اس حدیث کو معتبر کہا ہے ''

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ
اور جب لگے لوگوں کو کچھ سختی پکاریں اپنے رب کو اسکی طرف رجوع ہوکر پھر جہاں چکھائی انکو اپنی طرف سے کچھ مہربانی تبہی
مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ
ایک لوگ ان میں رب کا شریک لگے بتانے کہ منکر ہو جاویں ہمارے دیے سے سو کام چلالو اب آگے جان لوگے کیا ہم نے اتاری ان پر
سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِن تُصِبْهُمْ
سند سو وہ بولتی ہو جو یہ شریک بتاتے ہیں اور جب چکھاویں ہم لوگوں کو کچھ مہربانی پھولنے لگیں اور اگر آپڑے
سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
انپر کچھ برائی اپنے ہاتھوں کے بھیجے پر تبہی آس توڑ دیویں کیا نہیں دیکھ چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جسپر چاہے اور ناپ
وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ
کر دیتا ہے اور اس میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں سو دے ناتے والے کو اسکا حق اور محتاج کو اور مسافر کو
ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
یہ بہتر ہے ان کو جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں جنکا بھلا ہے

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فطرت اسلامی کا یہ ثبوت بیان فرمایا کہ مشرک فطرت کے تقاضے سے ناچار ہونے کے وقت اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پکارتے ہیں اور جب اللہ چکھاوے اونکو کچھہ مہر اور اونپر نعمت کے دروازے کھولدے کہ وہ آسودہ ہو جاویں تو خدا تعالیٰ کے ساتھہ شرک اور بتوں کی پوجا کرنے لگتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہو جاتے ہیں اور آسودگی کو بتوں کی مدد کا نتیجہ خیال کرتے ہیں پہر فرمایا کہ فائدہ اوٹھائیں چند روز کام چلالیں اب آگے عنقریب یہ لوگ معلوم کرلیں گے کہ اونکے ہلو نکے شامت سے اونکو کیا بات پیش آئی اب آگے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی بیوقوفی کا ذکر فرمایا کہ کیا ہم نے اونکے اوپر کوئی سند آسمان سے اوتاری ہے جو شرک کو اچھا بتاتی ہے مطلب یہہ ہے کہ جب یہ لوگ شرک کو اچھا بتاتے ہیں اور کوئی سند نہیں پیش کرسکتے تو اونکو سمجھہ لینا چاہئے کہ اسکا طریقہ بالکل بے سند اور ایجادی ہے پہر فرمایا جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اوسکے ساتھہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اونکو اپنے عملوں کے سبب سے کوئی تکلیف پہونچی تو یکایک بے آس ہو جاتے ہیں حاصل یہ ہے کہ انسان کی یہ جبلی خصلت ہے کہ عیش میں مارے خوشی کے پہولا نہیں سماتا اور اترانے لگتا ہے اور سختی میں ناامید ہو جاتا ہے یہ خیال کرلیتا ہے کہ مجھکو بہلائی اور بہتری کبھی حاصل نہوگی ہاں جو بندے عیش میں شکر کرتے ہیں اور سختی میں صبر کرتے ہیں وہ ہر حالت میں ثواب حاصل کرتے ہیں صحیح مسلم کی صہیبؓ رومی کی حدیث میں ہے کہ مومن کی عجب حالت ہے کہ اگر اوسکو خوشی ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے جو اوسکے لئے بہتر ہوتا ہے اور اگر اوسکو مصیبت پہونچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اوسکے حق میں بہتر ہوتا ہے اب فرمایا کہ کیا دیکھا نہیں انہوں نے کہ اللہ تعالیٰ فراخ کرتا ہے روزی جسپر چاہے اور تنگ کرتا ہے جسپر چاہے ہر چیز میں اوسکا تصرف ہے سب کام حکمت سے کرتا ہے بیشک اسکے اندر بڑے نشان ہیں ایمان والوں کے لئے اب آگے قرابتدار مسکین محتاج اور مسافر کے حسن سلوک کا ذکر فرماکر فرمایا یہہ کام بہتر ہیں اونکو جو قیامت کے روز اللہ کا دیدار چاہتے ہیں اور یہہ اعلیٰ مقصد اور بڑی مراد ہے اور وہی لوگ دنیا اور آخرت میں فلاح پانے والے ہیں جو اس حکم کے موافق دنیا میں عمل کرتے ہیں سورۃ العنکبوت میں فلما نجاہم الی البر اذاہم یشرکون فرمایا تھا اور یہاں اذا فریق منہم بربہم یشرکون فرمایا سبب اسکا یہی ہے کہ وہاں خاص مشرکوں کی راحت کی حالت کا ذکر تھا یہاں عام طور پر انسان کی راحت کی حالت کا ذکر ہے کہ گروہ انسانی میں سے یہ مشرک لوگ تو اپنی غرض کے وقت خالص اللہ سے اپنا مطلب چاہتے ہیں پہر جب انکا مطلب پورا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بالکل بہول جاتے ہیں اور بتوں کی مدد سے مطلب کا پورا ہو جانا اونکے اعتقاد میں جم جاتا ہے اور گروہ انسانی میں بعضے لوگ ناشکرے ہیں جو راحت کے وقت اترا جاتے ہیں غرض راحت اور خوشحالی سے بہلائی کو پہونچنے والے وہی شکر گزار ایماندار لوگ ہیں جو اللہ کا دیا ہوا مال اللہ کی مرضی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس خرچ کا بدلہ بارگاہ الٰہی سے ایک دن اونہیں مع نفع کے ملنے والا ہے ایسے لوگوں کو اگر تنگدستی آن گھیرے تو صبر اور قناعت سے کام لیتے ہیں کیونکہ ایک تو اونہیں صبر کے اجر کی توقع ہے دوسرے اونکو دنیا کی تنگی فراخی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ ایک نشانی بھی نظر آتی ہے کہ دنیا کا انتظام چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کسیکو خوشحال کیا ہے اور کسی کو تنگدست تاکہ خوشحال لوگوں کو تنگدست لوگوں کے کام کاج کی ادا

تنگدست لوگوں کو خوشحال لوگوں سے محنت مزدوری پانے کی ضرورت پڑے اور اس ضرورت کے سبب سے دنیا کا انتظام اچھی طرح چلے سورۃ الزخرف میں دنیا کے اس انتظام کا ذکر تفصیل سے آویگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صہیب رومی کی حدیث گویا ان آیتوں کی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایماندار شخص خوشحالی اور تنگدستی دونو حالتوں میں اچھا رہتا ہے ورنہ گروہ انسانی میں سے مشرک لوگوں اور اترانے والے لوگوں کے حق میں دونو حالتیں وبال ہیں۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ

اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ

منہ اللہ کا سو وہی ہیں جنکے دونے ہوئے اللہ وہی ہے جسنے تمکو بنایا پھر تمکو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تمکو جلاتا ہے

اوپر کی آیتوں میں ذکر تھا کہ رشتہ داروں اور فقیر یا مسافر کو جو کوئی اللہ کے واسطے کچھ دلوے گا تو ایسے دینے والے کا عاقبت میں بھلا ہوگا۔ سلئے اوس اوپر کی آیت کے مناسبت کے سبب سے حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد عکرمہ ضحاک شعبی اور قتادہ وغیرہ متقدمین نے اس آیۃ کے یہ معنے کیے ہیں کہ جس تحفہ میں ثواب کی نیت نہو بلکہ یہ نیت ہو کہ آج ہم کسیکو کچھ تحفہ دلویں گے کل زیادہ شخص بڑھا کر دلوے گا تو ایسے دینے کا کچھ اجر اللہ کے نزدیک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اوسی دینے کا اجر ہے اور دینا اللہ کے نزدیک بڑھتا اور دوچند ہوتا ہے جسمیں خالص ثواب کی نیت ہو نہ دوسرے پر کچھ احسان رکھنے کی نیت ہو نہ اسکے بدلا آنیکی نیت ہو اس تفسیر کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود کی صحیح بخاری و مسلم کی اوس روایت سے ہوتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی بی بی بچوں کو روٹی کپڑا ثواب کی نیت سے دیوے تو اوسکو بھی صدقہ کا اجر ملیگا اور مفسرین متقدمین نے اس آیۃ کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ امت کے لوگوں کو اسطرح بدلے کی نیت سے کسیکو ہدیہ دینا جائز ہے فقط ثواب اسطرح کے دینے والے کو نہیں ملنے کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح کا ہدیہ کسیکو دینا آیۃ ولا تمنن تستکثر کی روسے جایز بھی نہیں تھا متاخرین مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ آیۃ سود اور بیاج کے بیان میں ہے لیکن قرآن شریف کی آیتوں کے مناسبت کے سبب سے اور صحیح حدیث کی تائید کی روسے پہلا قول قوی معلوم ہوتا ہے متاخرین مفسرین کے قول پر معنے آیۃ کے یہ ہوں گے کہ جو کوئی سود کھانے کی نیت سے کسیکو قرض دیگا تو سود کا پیسہ اگرچہ ظاہر میں بڑھتا ہے مگر اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا بلکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں سود کے پیسہ کو گھٹا دیتا ہے اور عاقبت میں سود کھانے والا طرح طرح کے عذابوں میں پکڑا جاویگا صدقہ دینے سے ظاہر میں اگرچہ مال گھٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑھتا ہی کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے مال میں برکت دیویگا اور عقبیٰ میں ایک روپیہ خرچ کرنیکا اجر دس سے لیکر سات سو تک کے خرچ کرنیکا ملیگا ایک روپیہ سے سات سو روپیہ سود میں بھلا کون کما سکتا ہے اب آگے مشرکوں کو یہ تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کو اور انکی ضرورت کی سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہی وقت مقررہ کے آنے پر انکو دنیا سے اوٹھا دیگا اور پھر سزا اور جزا کے سلئے

اونہیں دوبارہ پیدا کریگا باوجود اسکے یہ اللہ کی تعظیم میں دوسرونکو جو شریک کرتے ہیں اور اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے بتوں کا حصہ ٹھہراتے ہیں یہ ان لوگوں کی بڑی نادانی ہے۔

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ظَهَرَ الْفَسَادُ

کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو کرسکے ان کاموں میں ایک وہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بتاتے ہیں کھل پڑی ہے

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي

خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کی ہاتھ کی کمائی سے چکھایا چاہیے انکو مزہ انکے کام کا کہ شاید یہ پھر آویں تو کہہ کہ پھرو

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ○ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

ملک میں تو دیکھو آخر کیسا ہوا پہلوں کا بہت انہیں تھے شریک والے سو تو سیدھا کر اپنا

لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ○ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آپہونچے ایکدن جسکو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اسدن لوگ جدا جدا ہونگے جو منکر ہوا سو اسپر پڑیگا

كُفْرُهٗ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ○ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اسکا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو اپنی لئے سنوارتے ہیں کہ وہ بدلا دے انکو جو یقین لائے اور بھلے کام کئے

مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ

اپنے فضل سے بیشک اسکو نہیں بھاتے انکار والے اور اسکی نشانیوں میں ایک یہ کہ چلاتا ہے باویں خوشخبری لانیوالیاں اور تا چکھاوے

مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

تمکو کچھ مزہ اپنی مہر کا اور تا چلیں جہاز اسکے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اسکے فضل سے اور شاید تم حق مانو اور ہم بھیج چکے ہیں

مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ

تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم پاس پھر آئے ان پاس نشانیاں لیکر پھر بدلا لیا ہمنے ان سے جو گنہگار تھے اور حق ہے

حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي

ہمپر مدد ایمان والوں کی اللہ ہے جو چلاتا ہے باویں پھر ابھارتیاں ہیں بدلی پھر پھیلاتا ہے اسکو

السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ

آسمان میں جسطرح چاہے اور رکھتا ہے اسکو تہ بتہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اسکے بیچ میں سے پھر جب اسکو پہنچایا

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

جسکو چاہے اپنے بندوں میں تبھی وہ لگیں خوشیاں کرنے اور پہلے ہو رہے تھے اسکے اترنے سے پہلے ہی

ع ۱۳/۴

منزل ۵

لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

نا امید سو دیکھ اللہ کی مہر کے نشان کیونکر جلاتا ہے زمین کو اسکے مرے پیچھے بیشک وہ ہے مردے

الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ

جلانیوالا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں ایک باؤ پھر دیکھیں وہ کھیتی زرد پڑ گئی تو لگیں اس پیچھے ناشکری کرنے

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ بات تو یہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو پیدا کیا پھر عمر پوری ہونے کے بعد ہر ایک جاندار کی موت اللہ کے حکم سے آتی ہے کسیکو اسمیں کچھ دخل نہیں ہے یہ سب کچھ تو ان مکہ کے مشرکوں کی آنکھوں کے سامنے ہے اور ان مشرکوں کے رزق کا سبب جو آسمان سے پانی کا برسنا ہے وہ بھی اللہ کے ہی اختیار میں ہے انکے بتوں کو اسمیں کچھ دخل نہیں اور جب ایکدفعہ یہ تمام عالم پیدا ہو چکا تو ان مشرکوں کے روزمرہ کے تجربہ کی گواہی سے دوسری دفعہ انسان کا پیدا ہونا اور نیک و بد کی جزا و سزا کا ہونا بالکل سہل ہے حاصل یہ ہے کہ جب یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ ان مشرکوں سے دریافت کیا جاوے کہ انکا پیدا ہونا انکا جینا انکا مرنا جیتے جی کا انکا رزق کون سی چیز انکے بتوں کے اختیار میں ہے اور جب آنکھوں دیکھتے انکے بتوں کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے تو عبادت کے وقت ان بتوں کو یہ لوگ جو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں ذرا انکو نادم ہونا چاہئے کہ ایسی بے اختیار اور عاجز چیز کو جو خود دوسرے کے اختیار اور قابو میں ہو معبود ہونے کا کونسا حق حاصل ہے ان آیتوں کی شان نزول طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو بیان کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ تمام ملت ابراہیمی کو مشرکین مکہ نے بگاڑ کر فقط ایک حج کو عبادت کے نام سے باقی رکھا تھا اسمیں طواف کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ بتوں کے نام لیکر چلاتے تھے اوسپر اللہ تعالیٰ نے اونکو اس شرک سے نادم ہونے کے لئے یہ شرک کی مذمت کی آیتیں جگہ جگہ قرآن شریف میں نازل فرمائی ہیں اب مشرکوں کو شرک کا الزام دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زمین میں قحط وبا اور دریا میں جہازوں کشتیوں کے ڈوبنے کے وبال جو آتے ہیں وہ لوگوں کے اسیطرح کے گناہوں کے سبب سے آتے ہیں جسطرح قریش جان بوجھ کر شرک کرتے تھے پھر قریش کو پچھلی امتوں کا حال یاد دلا کر یہ ڈرایا ہے کہ اگر شرک سے باز نہ آؤگے تو پچھلی امتوں کی طرح غارت ہو جاؤگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خطاب کر کے فرمایا ہے جس خطاب میں امت بھی داخل ہے کہ دین پر قائم رہنا چاہئے تاکہ اللہ کے دین میں فتور نہ پڑے اور اس فتور کے سبب سے وبال نہ آ جاوے پھر ہوا کا ذکر اور ہوا کے سبب سے بادل جو آتے ہیں انکا ذکر اور بادلوں کے سبب سے مینہ جو برستا ہے اوسکا ذکر فرما کر فرمایا ہے کہ جسطرح ہر سال برسات کے موسم میں زمین کی مری ہوئی مٹی زندہ ہو جاتی ہے اور اسمیں ہر طرح کے اناج کے پیدا ہونے کی قوت آ جاتی ہے اسیطرح حشر کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک مرے ہوئے شخص کے جسم کو پھر تیار کر کے اون جسموں میں پھر روح پھونکے گا صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے صور سے پہلے شبنم کی طرح ایک مینہ برسیگا جس سے زمین میں کے سب مرے ہوئے لوگوں کے پتلے بنکر تیار ہو جاویں گے پھر دوسرا

منزل ۵

صور پھونکا جاویگا جس سے اون پتلاوں میں روح پھونک دی جاویگی حاصل کلام یہ ہے کہ جسطرح اب مینہ سے دریا میں موتی کا اور زمین میں طرح طرح کی پیداوار کا جسم پیدا ہو جاتا ہے اسیطرح حشر کے دن کے ایک مینہ سے انسان کا جسم پیدا ہوگا اسی مشابہت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن شریف میں زمین کی پیداوار سے حشر کی تشبیہ بیان فرمائی ہے مینہ اور ہوا کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ تسلی بھی فرمائی کہ اے رسول اللہ کے اگرچہ مشرک لوگ اللہ کے قدرت کی نشانیوں پر دھیان نہ کریں گے تو اسطرح کی قدرت کے منکر پہلی امتوں کا جو انجام ہو چکا وہی انکا ہوگا تاکہ دشمنوں کی ہلاکت سے دینداروں کو ایک طرح کی مدد ملجاوے کیونکہ اسطرح کی مدد ہمیشہ سے اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے آخر کو فرمایا مینہ کے برسنے اور پیداوار کے زور پکڑ جانے کے بعد اگر اللہ کی قدرت سے کوئی ایسی مخالف ہوا چل جاوے جس سے کھیتی خراب ہوجاوے تو اللہ تعالیٰ کے مینہ برسانے کے احسان کو بھول کر ایسی ناشکری کرنے لگتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ نے انکے ساتھ کبھی کوئی احسان ہی نہیں کیا۔

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِ

سو تو سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جب پھریں پیٹھ دیکر اور نہ تو راہ سمجھاوے

الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝

اندھوں کو انکے بھٹکنے سے تو تو سنا دے اس کو جو یقین مانے ہماری باتیں سو وہ مسلمان ہوتے ہیں

ع ۵ ۱۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسقدر توحید کی باتیں کفار مکہ کو سناتے اور سمجھانے کی کوشش کرتے اسیقدر وہ لوگ منکر ہوئے بنتے جاتے تھے اسلیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ مردے اور بہرے کے مانند ہیں اور بہرے بھی وہ پیٹھ پھیری ہوئی ہو کیونکہ اگر بہرے آدمی کا منہ کسی بات کرنے والے شخص کی طرف ہو تو ہونٹوں کی جنبش یا اشارہ سے بھی کچھ سمجھ سکے ان لوگوں میں وہ بات بھی نہیں یہ ایسے بہرے ہیں کہ انکا مونہہ بھی بات کرنے والے شخص کی طرف نہیں بلکہ پیٹھ پھیری ہوئی ہے اسطرح کی آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردے کچھ نہیں سنتے ایسی ہی عام حکم کی آیتوں سے حضرت عائشہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایتہ کا انکار کیا کرتی تھیں جو کفار جنگ بدر کے مردوں کے حال میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون مردوں کے نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ بھلے تو خدا کا وعدہ سچا پایا تم لوگوں کو بھی خدا کے فرمانے کا ظہور معلوم ہو گیا اور اب تو تم کو معلوم ہو گیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری کرتے تو یہ دن آج نہ دیکھتے اور حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا حضرت آپ بے جان مردوں سے باتیں کرتے ہیں اور آپ نے فرمایا تم زندوں سے زیادہ یہ مردے میرے اس بات کو سنتے ہیں جو میں اونسے کہہ رہا ہوں سوا حضرت عائشہؓ کے جمہور صحابہ اور تابعین کا قول یہ ہے کہ منکر نکیر کے سوال وجواب کے وقت سب مردے بات سنتے ہیں جسکا ذکر صحیح روایتوں میں آیا ہے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے مردوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے کی قوت دی تھی اسلیئے انہوں نے بھی آنحضرت کا فرمانا سنا حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایتیں مطابقت

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یوں بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ کے انکار کے یہ معنے ہیں کہ منکر نکیر کے سوال جواب کے وقت کے
سوا کوئی مردہ کسی وقت نہیں سنتا اور منکر نکیر کے سوال وجواب کے وقت مردہ کو مردہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ براء بن عازب کی
صحیح حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اوسوقت مردہ میں روح پھونکدی جاتی ہے پھر وہ مردہ کا سننا نہیں ہوا بلکہ ایک روح والے
جسم کا سننا ہوا اسیطرح جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے مردوں سے باتیں کی تھیں اوسوقت بھی ان
مردوں کے جسم میں اللہ کے حکم سے روح پھونکدی گئی تھی چنانچہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں قتادہ کے قول کے حوالہ سے اسکی
تصریح بھی کردی ہے غرض مردے کے جس سننے کا ذکر براء بن عازب یا حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے اوسکا انکار
حضرت عائشہ کو نہیں ہے اور جس سننے کا انکار حضرت عائشہ کو ہے اوسکا ذکر اون دونوں حدیثوں میں نہیں ہے اس
صورت میں حضرت عائشہ کی روایت اور حضرت عبداللہ بن عمر کی روایتہ میں کچھہ مخالفت نہیں ہے اسیواسطے جسطرح حضرت
عبداللہ بن عمر سے جنگ بدر کے مردوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باتیں کرنے کی روایتہ ہے اوسیطرح یہ روایت
حضرت عائشہ سے بھی آئی ہے جس روایتہ کو امام احمد نے اپنی مسند میں معتبر سند سے روایتہ کیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سوا
اس معجزے کے جو جنگ بدر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا اور سوا منکر نکیر کے سوال وجواب کے وقت کے
بالاتفاق سب صحابہ کا قول یہی ہے کہ مردہ نہیں سنتا ۔ اب آگے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے علم ازلی میں راہ ہدایت پر نظر آنے سے انکاری
قرار پاچکے ہیں اونپر بھی قرآن کی نصیحت کا کچھہ اثر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ قرآن کی نصیحت کا اثر تو اون لوگوں پر ہی ہوگا جو علم
الٰہی میں ایماندار اور فرمانبردار ٹھہر چکے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان
فرمائی ہے یہ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ علم الٰہی میں نیک ٹھہر چکے ہیں قرآن کی نصیحت اونکے
حق میں ایسا ہی فائدہ دیتی ہے جسطرح اچھی زمین میں مینہہ کا پانی فائدہ دیتا ہے اور جو لوگ علم الٰہی میں برے قرار پاچکے ہیں اونکے
حق میں قرآن کی نصیحت اسیطرح رائگاں ہے جسطرح بری زمین میں مینہہ کا پانی یا مردوں اور بہروں کے آگے بات چیت کا
کرنا یا اندھے کو کسی چیز کا دکھانا رائگاں ہے ۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً

اللہ ہے جسنے بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری پیچھے زور پھر دیگا زور پیچھے کمزوری سفید بال

یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ○

بناتا ہے جو چاہے اور وہ ہے سب جانتا کرسکتا

منزل ۵

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے حالات میں جو تغیر وتبدل اول سے بڑھاپے تک ہر دو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اول مٹی سے پھر پانی جیسی پتلی چیز کی بوند سے پھر جمے خون سے پھر بوٹی سے انسان کو پیدا کیا اسکے بعد پھر ہڈیاں پھر اونپر گوشت

چڑھایا اور پھر روح پھونکی پھر ماں اور روح پھونکنے پھر ماں کے پیٹ سے بچہ کمزور پیدا ہو کر پھر رفتہ رفتہ کچھ کچھ زور پکڑتا گیا غرضکہ جوانی تک کم زور بچہ کہلاتا ہے پھر بلوغ کے قریب ہوتا ہے پھر جوان ہوتا ہے یہ نہایت قوت کا زمانہ ہے اسکے بعد پھر نقصان کا زمانہ شروع ہوتا ہے طاقت کم ہونے لگتی ہے یہانتک کہ نہایت بڈھا ہو جاتا ہے اور یہ قوت کی کمزوری کا زمانہ ہے جسمیں بال سفید ہو جاتے ہیں ہمت پست ہو جاتی ہے غرض اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنے بندوں میں اپنی قدرت کے موافق تصرف کرتا ہے اور وہ کمال علم اور قدرت والا ہے سب کچھ جانتا ہے اور کر سکتا ہے ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی تمام زمین سے لی تھی اوسی تاثیر سے مختلف رنگ اور مختلف مزاج کے لوگ اولاد آدم میں قیامت تک پیدا ہونگے حاصل یہ ہے کہ اب ظاہر میں اگرچہ آدمی کی پیدائش میں مٹی کا اثر بھی چلا آتا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ[رض] بن مسعود کی روایت بھی گذر چکی ہے کہ نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر اس خون کا گوشت بنجاتا ہے ان حدیثوں سے انسان کی پیدائش کی ابتدا اور اسمیں اللہ تعالیٰ کے قدرت کی جو نشانی ہے اوسکا حال اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے اس بات کی زیادہ تفصیل قد افلح المؤمنون میں گذر چکی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اس قسم کی آیتوں سے منکرین حشر کو قائل کیا گیا ہے کہ جس صاحب قدرت نے انسان کو اسطرح کی عقل کی رسائی سے باہر طریقہ سے پیدا کیا ہے اوسکی قدرت کے آگے آدم علیہ السلام کی طرح ان منکرین حشر کے مٹی کے پتلے بنا کر اون میں روح پھونکدینا کچھ مشکل نہیں ہے ۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۙ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ○

اور جسدن اٹھے گی قیامت قسمیں کھاویں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ اسیطرح تھے الٹے جاتے

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ

اور کہیں گے جن کو ملی سمجھ اور یقین تمہارا ٹھیرا رہنا اللہ کے لکھے میں جی اٹھنے کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا

وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ

دن پر تم نہ تھے جانتے سو اسدن کام نہ آویگی ان گنہگاروں کو تقصیر بخشوانی اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ

اور ہمنے بٹھائی ہیں آدمیوں کو اس قرآن میں ہر طرح کی کہاوت اور جو تو لاوے ان پاس کوئی آیت تو مقرر کہیں گے

كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ○ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مہر کرتا ہے اللہ انکے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ انسان کی حالت کو ذرا بھی قیام نہیں ہے کبھی بالکل نادان بچہ ہوتا ہے کبھی جوانی کے نشہ میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہے پھر تھوڑے دنوں میں دیکھو تو بڑھاپا آکر وہ جوانی کا سب نشہ جاتا رہتا ہے نہ جوانی کا سا کھانا پینا ہے نہ وہ

تندرستی ہے دانتوں نے الگ جواب دیدیا نگاہ جدا کمزور ہوگئی ہاتھ پیروں میں بالکل وہ سکت اور توانا باقی نہیں رہا یہ سب کچھ ہوکر
سانس باقی تھا تھوڑے دنوں میں وہ بھی نہیں اور سینکڑوں ایسے دنیا سے اوٹھ گئے کہ گویا کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے لیکن با
اس ناپائیدار زیست کے غافل لوگ دنیا کو ہمیشہ رہنے کا ٹھکانہ جانتے تھے اور عقبیٰ کی باتوں کو دنیا کی آسودگی میں ایک خواب
وخیال کی سی باتیں سمجھتے تھے اللہ کے رسول نے ہر چند دنیا کی حرص وہوس سے صحیح حدیثوں میں طرح طرح سے روکا کبھی فرمایا کہ
ی حرص وہوا عاقبت کی بہبودی کے لئے ایسی مضر ہے جسطرح بھیڑئے اور بکریوں کا ایک جگہ ہونا بکریوں کے حق میں مضر ہے
فرمایا کہ دنیا میں سوا ذکر الٰہی کے جو کچھ ہے وہ سب ہیچ ہے کبھی فرمایا کہ آدمی کو دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہئے اور مرنے سے
پہلے اپنے آپکو مرا ہوا شمار کرنا چاہئے کبھی بڑی اور چھوٹی لکیریں کھینچ کر سمجھایا کہ چھوٹی لکیر آدمی کی چندروزہ عمر ہے اور بڑی
حرص وہوا ایکدن ایسا ہوگا کہ حرص وہوا اپنے حال پر رہجاویگی اور آدمی دنیا سے اٹھ جاویگا کبھی فرمایا کہ دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے
نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے غرض اسیطرح جو سمجھانیکا حق تھا وہ سب کچھ سمجھایا مگر دنیا کی الفت کے سامنے ان غا
نے ایک نہ سنی آخر ان غافلوں کے عندیہ کے موافق یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ دنیا ہمیشہ رہے یا یہ غافل دنیا میں ہمیشہ رہیں جب
دنیا اوجڑیگی اور اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمانے کے موافق قیامت قایم ہوگی تو اوس دن کا حال اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں
ہے کہ وہ غافل دنیا کے فریفتہ لوگ جو دنیا کو اپنی غفلت سے اپنا ہمیشہ کا ٹھکانہ جانتے تھے جب قیامت کے دن لاکھوں کروڑا
برس کا عذاب دیکھیں گے تو قسمیں کھا کھا کر کہویں گے کہ اس لاکھوں برس کے عذاب کے حساب سے تو گویا ہم دنیا اور قبروں میں
گھڑی دو گھڑی رہے آگے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ عذر اون لوگوں کے کچھ کام نہ آویگا اسکے معنے اکثر مفسروں نے ...
ہیں کہ دنیا میں گھڑی دو گھڑی یہ غافل لوگ اس عذر کے طور پر بتلا دیں گے کہ گویا دنیا میں زیادہ رہنے اور اللہ کے رسول کی نصیحت
سننے کا موقع اونکو نہیں ملا اسیواسطے ملائکہ اور انبیا اور عام مسلمان قسم کھا کر غافلوں کے اوس عذر کا جواب دینگے کہ جسقدر ا
کے وعدہ کے موافق دنیا میں تم رہے اوسیقدر ہم بھی رہے مگر تمہاری نادانی نے آج تم کو خراب کیا کہ اللہ کے رسول کی نصیحت کے
موافق جس ڈھنگ سے دنیا میں رہنا چاہئے تھا اوس ڈھنگ سے تم نہیں رہے بلکہ دنیا کے جینے کو ہی اپنے پیدا ہونیکا ا
رہے اور آج کے دن کے منکر رہے اور جبتک رہے ما ہی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین کہتے رہے آج وہی دن آگے آیا جسکا
تمہیں انکار تھا اور جس سے تم بے فکر تھے اب عذر کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا بے وقت اب عذر کرنے سے کچھ فائدہ نہیں تر
ور ابن ماجہ کی شداد بن اوس کی معتبر حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا بھر کا عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا
میں رہکر اپنی عقبیٰ کو سنبھالنے کا کچھ کام کرے ورنہ پھر عقبیٰ میں بڑی خرابی پیش آویگی اب آگے فرمایا قیامت کے دن ا
کا عذر اسواسطے نہ سنا جاویگا کہ قرآن میں طرح طرح کی مثالیں بیان کی جاکر انکو آج کے دن کا انجام اچھی طرح سمجھا دیا
مگر علم ازلی کے موافق اونکے دلوں پر کفر اور شرک کا زنگ مہر کی طرح ایسا چھا گیا تھا کہ تمام عمر یہ لوگ اس انجام کو جھٹلاتے
اور اس انجام سے اپنے آپکو انجان بنالیا آخر آج وہ انجام انکے روبرو آیا ،،

منزل ۵

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ○

سو تو ٹھیرا رہ بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اچھال نہ دیں تجکو جو یقین نہیں لاتے

اس آیتہ میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے تسلی کے طور پر ارشاد فرماتا ہے کہ تم انکی مخالفت اور دشمنی پر صبر کرو بیشک خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے اور تمہارے ساتھ والوں سے غلبہ کا اور مدد کرنیکا جو وعدہ کیا ہے اللہ اپنے اس وعدہ کو ضرور ضرور پورا کرے گا اس وعدہ میں کسیطرح کا شک وشبہ نہیں ہے اور ایسا نہو کہ یہ لوگ جو اللہ پر یقین نہیں رکھتے ہیں اور نہ اوسکے رسولونکو سچا جانتے ہیں اور نہ خدا کی کتابوں پر اور بعد مرنے کے جی اوٹھنے پر ایمان لاتے ہیں تمہیں آیندہ کی نصیحت سے بیدل کریں اسلیئے تم کو چاہئے کہ جسطریقہ پر تمکو خدا تعالیٰ نے رسول کر کے بھیجا ہے اوسی پر ثابت قدم رہو اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت اور فتح مکہ کے وقت اس وعدہ کا ظہور ہوا کہ بدر کی لڑائی میں بڑے بڑے مخالف دین مارے گئے جسکا ذکر صحیح بخاری وسلم کی انسؓ بن مالک کی روایتہ کے حوالہ سے اوپر کئی جگہ گزرچکا ہے اور جن بتوں کو یہ لوگ اپنا معبود سمجھتے تھے اسلام کے غلبہ نے اون بتوں کو بالکل نیست ونابود کر دیا اسکا ذکر بھی عبداللہ بن مسعود اور ابوہریرہؓ کی صحیح بخاری کی روایتہ کے حوالہ سے اوپر گذرچکا ہے اسلیئے آیتہ میں جو وعدہ تھا اوسکے ظہور کی یہ حدیثیں گویا تفسیر ہیں ؎

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس کے ایک قول کے موافق اس سورہ کی درمیانی چند آیتیں مدنی ہیں لیکن اس تفسیر میں گذرچکا ہے کہ جس سورہ کی شروع کی آیتیں مکی ہوں وہ سورہ مکی کہلاتی ہے ؎

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی سوجھ ہے اور مہر نیکی والوں کو جو کھڑی رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت کو وہ یقین کرتے ہیں وہ ہیں سوجھ پر اپنے رب کی طرف سے اور وہ ہیں جن کا بھلا ہے

حروف مقطعات کا بیان اور اس سورہ کی شروع کی آیتوں کی یہ تفسیر سورہ بقر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو نیک کام کرنے والونکی ہدایت کے لئے اوتارا ہے یہ قرآن اونکے حق میں رحمت ہے نیک کام کرنے والے محسنین وہ لوگ ہیں جو شریعت کے تابع ہو کر اچھے عمل کرتے ہیں مثلاً نماز کو اوسکے وقتوں پر فرض ہوں یا سنت سبکو اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور ایسے ہی زکوٰۃ کو جو اوسکے مستحق ہیں اونکو دیتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں اور آخرت کی جزا و سزا کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ سے آخرت کے ثواب کی امید رکھتے ہیں دنیا کے دکہا دے کو کسی نیک عمل میں ریاکاری نہیں کرتے نہ بدعت کے طور پر اپنی طرف سے شریعت

ہیں کوئی ایجاد نکالتے ہیں غرض یہ نیک کام شریعت کے مطابق خالص عقبےٰ کے اجر کی نیت سے جو لوگ کرتے ہیں اونہی کو فرمایا کہ یہ لوگ دنیا میں راہ راست پر ہیں جسکے سبب سے آخرت میں ان ہی کا بھلا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانیکے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جانے کے قابل - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰؓ اشعری کی وہ حدیث بھی گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے - ان حدیثوں کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ علم الٰہی میں نیک ٹھہر چکے ہیں اونکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی ہی فائدہ مند ہوتی ہے جسطرح اچھی زمین میں مینہ کا پانی فائدہ مند ہوتا ہے اسلئے وہ لوگ اوس نصیحت کے اثر سے ایسے کام کرتے ہیں جن کاموں کا ذکر ان آیتوں میں ہے اسطرح سے جو لوگ علم الٰہی میں برے اور بدقرار پاچکے ہیں اونکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی رائگاں ہے جیسے بُری زمین میں مینہ کا پانی رائگاں جاتا ہے اسلئے یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن کاموں کا ذکر آگے کی آیتوں میں ہے - کچھہ تفسیر ان آیتوں کی آگے کی آیتوں کی تفسیر میں بھی آتی ہے "

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تا بچلادیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھیراویں اسکو ہنسی وہ جو ہیں انکو ذلت کی مار ہے

اوپر کی آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے اون لوگوں کا ذکر فرمایا تھا جو قرآن شریف کی نصیحت کی آمیتیں سنکر لائے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اوسکے رسول کے سچے ہونے پر جم گئے اسلئے اونہوں نے دنیا میں جو کچھہ نیک و بد کیا جاوے گا قیامت کے دن اوسکے حساب و کتاب و جزا و سزا کے سچ ہونے کا پورا یقین کیا اور اُس یقین کے سبب سے نماز زکوۃ اسطرح کے نیک کاموں میں لگے رہے اب اس آیتہ میں اون لوگوں کا ذکر فرمایا جو خود بھی نصیحت کی بات نہیں سنتے اور لوگوں کو بھی کھیل تماشے کی باتوں میں لگا کر نیک کام سے اور قرآن شریف روزمرہ کی نصیحت کی باتیں جو نازل ہوتی تھیں اونکے سننے سے روکتے ہیں تفسیر ابن جریر میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ مکہ کے مشرکوں میں ایک شخص نضر بن حارث تھا وہ عراق کی طرف سوداگری کو جایا کرتا تو کبھی تو گانے والی لونڈیاں خرید لاتا اور کبھی رستم اور اسفندیار کے قصہ کی کتابیں خرید لاتا اور مکہ کے لوگوں کو وہ قصہ سنا کر اور گانا سنوا کر قرآن شریف کی نصیحت کی باتیں سننے سے باز رکھتا تھا اوسکے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مختصر طور پر یہی شان نزول مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن مسعود کی روایتہ سے بھی ہے جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے - نیک کاموں میں سے اوپر کی آیتوں میں فقط نماز اور زکوۃ کا ذکر اسواسطے فرمایا کہ یہ

سورت ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی ہے روزے اور حج کے فرض ہونیکا حکم اوسوقت تک نہیں آیا تھا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں روزے اور حج کے فرض ہونے کا حکم آیا ہے زکوٰۃ کے حکم میں بھی اگرچہ علما نے یہ اختلاف کیا ہو کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا ہی مگر صحیح ابن خزیمہ میں حافظ ابن خزیمہ نے اسی بات کو قوی ٹھرایا ہے کہ زکوٰۃ کا حکم ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوا ہے اور زکوٰۃ کے وصول کا انتظام ہجرت کے بعد مدینہ میں قائم ہوا ہے اکثر مکی آیتوں میں جو زکوٰۃ کا ذکر ہے اوس سے حافظ ابن خزیمہ کے اس قول کی پوری تائید بھی ہوتی ہے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرے تو جسطرح اوسکو احسان کہتے ہیں اسیطرح نماز روزہ حج زکوٰۃ ان نیک کاموں کے اچھی طرح ادا کرنے کو بھی احسان کہتے ہیں جب یہ نیک عمل اوپری دل سے ادا کئے جاویں یا اونکے ادا کرنے میں ریاکاری کا کچھ دخل ہو تو اونکے ادا کرنے کو احسان نہیں کہتے بلکہ جب یہ عمل بالکل خالص نیت سے خاص اللہ کے واسطے ادا کئے جائیں تو اسطرح کے ادا کرنیکو شرع میں احسان کہتے ہیں چنانچہ صحیحین وغیرہ کی حضرت عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی وہ مشہور حدیث جسمیں ایک سائل کی صورت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام صحابہ کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے اوس حدیث میں جب حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احسان کے معنے پوچھے تو آپ نے فرمایا کہ احسان کا اول درجہ تو یہ ہے کہ آدمی اسطرح دل لگا کر خالص دل سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہو اگر یہ درجہ نصیب نہو تو عبادت کے وقت اتنا تو ضرور دل میں خیال رکھے کہ خدا تعالیٰ اوس بندہ کو دیکھ رہا ہے اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے محسنین کا لفظ جو فرمایا ہے اوسکے معنے یہی ہیں کہ جو لوگ خالص دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اونکے لئے عقبےٰ میں بڑا اجر ہے۔ اور ان نیک لوگوں کے برخلاف وہی لوگ ہیں جنکا ذکر اس آیت میں ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جسطرح کے لوگوں کا ذکر اس آیت میں ہے وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بہکا کر گمراہی کا راستہ سکھاتے ہیں قیامت کے دن ایسے لوگوں پر دوہرا عذاب ہوگا ذاتی گمراہی کا جدا اور لوگوں کو بہکانے کا جدا۔ یہ حدیث عذاب مہین کی گویا تفسیر ہے کیونکہ بہ نسبت اکہرے عذاب کے دوہرے عذاب میں جو ذلت کی زیادتی ہے وہ ظاہر ہے "

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ

اور جب سنائیے اسکو ہماری آیتیں پیٹھ دیجاوے غرور سے گویا انکو سنا ہی نہیں گویا اسکے دو کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے

بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَعْدَ

اسکو دکھ والی مار کی جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام اونکو ہیں نعمت کے باغ رہا کریں اُن میں وعدہ

اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

ہوچکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان بن ٹیکے انہیں دیکھتے ہو اور ڈالے زمین پر بوجھ

اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۝

کہ تمکو لیکر جھک نہ پڑے اور بکھیرے اسمیں سب طرح کے جانور اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے خاصے

منزل ۵

اوپر کی آیۃ میں جن لوگوں کا ذکر تھا اونہی کو فرمایا کہ ایسے لوگوں کے روبرو جب قرآن کی آیتیں پڑہی جاتی ہیں تو وہ اپنی مالداری کے غرور
میں پیٹھ موڑ کر اسطرح ٹل جاتے ہیں کہ گویا وہ بہرے ہیں اسواسطے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ایسے ہر شخص کو دکھ دینے والے اوس عذاب
کی خبر سنا دو جو قیامت کے دن اوسپر کیا جاوے گا حاصل یہ ہے کہ جسطرح وہ اللہ کی کتاب سے اور اوسکی آیتوں سے گستاخی کرکے
اللہ کے رسول کو ایذا دیتا تھا اوسیطرح اللہ اوسکو قیامت کے روز دکھ دینے والے عذاب میں ڈالیگا یہانتک تو اللہ تعالیٰ نے اون
لوگوں کا حال بیان کیا جو قرآن شریف کی آیتوں کے سننے سے پہلوتہی کرتے ہیں اور اونکو ہنسی میں اوڑاتے ہیں اور آخر
جاتے ہیں اب آگے اللہ تعالیٰ اون لوگوں کا حال بیان فرماتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان رکہتے ہیں اور اون کو بڑی
رغبت اور توجہ کے ساتھہ سنتے ہیں اور اونسے بڑے بڑے فائدہ اور نفع حاصل کرتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر
ایمان لائے اور تمام پیغمبروں کے رسول ہونیکی تصدیق کی اور شریعت کے مطیع ہوکر اچھے عمل کئے اونکے واسطے نعمتوں کے باغ ہیں جنمیں
انواع اقسام کی لذتیں اور طرح طرح کی خوشبوئیں ہیں اونکے اندر ہمیشہ ہمیشہ جنتی اور مزے اوڑایا کریں گے عمدہ عمدہ لطیف کہانے اور
پینے کی چیزیں اور پوشاک ولباس قسم قسم کے پہنینگے اور بڑے بڑے عالیشان مکان میں رہینگے اور نایاب سواریوں پر چڑہیں گے اور
پاکیزہ بیبیاں اونکی ہم نشینی کے لئے موجود ہونگی ہمیشہ رہنے کا یہ مطلب کہ یہ نعمتیں اونسے کبہی جدا نہوں گی اور نہ وہ بدلنے کے خواہشمند
ہونگے وعدہ اللہ کا حق ہے کیونکہ وہ اپنے وعدہ کا خلاف کبہی نہیں کریگا اسلئے کہ اوسکی ذات بڑی کریم اور رحیم ہے اور وہ بڑی عزت
والا اور حکمت والا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبلؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے اللہ کی
عبادت میں کسیکو شریک نہ کریں اب اس حق کے پورا ہو جانے کے بعد بطور حق کے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی مغفرت فرماوے گا
صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اب جو لوگ اللہ کی عبادت میں
غیروں کو شریک کرتے ہیں اونسے بڑھ کر دنیا میں کوئی گنہ گار نہیں ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس
اللہ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا ہے جو لوگ اسیہ بھی دوسروں کو اوسکے برابر ٹھہراتے ہیں اور
خالق کے احکام کے سننے سے جان بوجھہ کر بہرے بنجاتے ہیں اونہوں نے اللہ کے حق کو کچھہ نہیں سمجھا اسلئے اونسے بڑھ کر دنیا میں کوئی
گنہ گار نہیں اور عقبےٰ میں اونکا ٹھکانا دوزخ ہے اسیطرح جن لوگوں کو احکام الٰہی کا پورا یقین ہے جسکے سبب سے وہ عقبےٰ کی بہلائی
کے کاموں میں لگے رہتے ہیں اونہوں نے اللہ کے حق کو پہچانا اور ادا کیا اسواسطے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق اونکو جنت میں
داخل کریگا جسکی نعمتوں کی تفصیل بیان سے باہر ہے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث قدسی اس باب میں کئی
جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھی نہ کانوں سے سنی
نہ اونکا تصور کسی کے دل میں گذر سکتا ہے پہر فرمایا کہ اوس خدائے حکیم نے آسمان بغیر ستون کے پیدا کئے حسن اور قتادہ کا قول ہے کہ
آسمان کے لئے کوئی ایسا بھی ستون نہیں جو نظر آوے اور ایسا بھی نہیں جو دکہائی نہ دے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی سورہ رعد میں مفصل
ہو چکی ہے پہر فرمایا ڈالے اللہ نے زمین پر بوجھہ پہاڑوں کے تاکہ بوجھل ہو جاوے اور تمکو لیکر نہ جہک جاوے اور پہیلائے اللہ تعالیٰ نے

منزل ۵

زمین کے اندر طرح طرح کے حیوانات جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی گن کر نہیں جانتا اس سے اللہ سبحانہ نے اپنا خالق ہونا ثابت فرمایا اب رازق ہونا کا ذکر کرتا ہے کہ اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پھر اوگایا سطرح سے نہوئی زمین میں اوسکے سبب ہر قسم کے جوڑے خوشنما اور عمدہ یہ اللہ کی اپنے بندوں پر انعام اور فضل ہے ۱۱ وسکی مغفرت

هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

یہ بنایا ہے اللہ کا اب دکھاؤ مجکو کیا بنایا ہے اوروں نے جو اسکے سوا ہیں یہ لوگ بھی صریح بے انصاف صریح بھٹکتے ہیں

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین پہاڑ اور تمام مخلوقات کی پیدائش کا ذکر فرمایا جس آیت میں مشرکوں کو یوں قائل کیا ہے کہ اللہ کی قدرت سے تو یہ سب کچھ پیدا ہوا ہے اسیواسطے اللہ کے رسول یہ پیغام پہونچاتے ہیں غیب کی باہر اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے کیونکہ معبود تو وہ ہے جسمیں قدرت ہے وہ اپنی قدرت کے سبب سے اپنے عبادت کے منکرین دنیا کو فائدہ پہونچا سکتا ہے اس واسطے سوا اس کی نافرمانی کرتے ہو اور اللہ کی عبادت میں بتوں کو شریک کرتے ہو اوسپر آزمائش اس نصیحت کے سننے سے جان بوجھ کر بہرے بنتے ہو تو بتلاؤ تمہارے جھوٹے معبودوں نے ان چیزوں میں سے کیا چیز پیدا کی ہے اور جب تم اپنے جھوٹے معبودوں کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز ایسی نہیں بتلا سکتے جس سے تمکو آخرت یا دنیا میں کسیطرح کا فائدہ پہونچے تو تمہارے معبودوں کو کہاں سے یہ حق حاصل ہوگیا کہ تم اونکو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اسپر بھی گروہ انسان میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اوس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی گنہگار نہیں۔ یہ حدیث ضلال مبین کی گویا تفسیر ہے کیونکہ اپنے خالق کو چھوڑ کر جو کوئی مخلوقات کو اپنا معبود ٹھہراوے نہ اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ ہو سکتا ہے نہ خالق اور مخلوق کو ایکساں سمجھنے کی برابر دنیا میں کوئی گناہ ہو سکتا ہے ۱۱

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ

اور ہمنے دی ہے لقمان کو عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے گا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا

اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝

تو اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا اور جب کہا لقمن نے اپنے بیٹے کو جب اسکو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے

اوپر کی آیتوں میں شرک کی مذمت تھی اور لقمان کی نصیحت میں بھی شرک کی مذمت ہے اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتوں کے ساتھ لقمان کی نصیحت کا ذکر فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام اور لقمان علیہ السلام کا زمانہ ایک ہے سوا عکرمہ کے سلف میں سے اور کوئی لقمان کے نبی ہونیکا قائل نہیں ہے تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عکرمہ کی ایک روایت بیان کی گئی ہے جس سے لقمان کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے یہ عکرمہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے بردہ ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس عکرمہ کے دونوں پاؤں کاٹھہ میں ٹھوک دیا کرتے تھے اور عکرمہ کو قرآن شریف کی تفسیر سکھایا کرتے تھے چنانچہ عکرمہ سے روایت ہے

کہ میں نے چالیس برس تک حضرت عبداللہ بن عباس سے علم سیکھا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے روبرو میں نے فتوے دینے شروع کر دیے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ کر میں فتوے دیا کرتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس گھر کے اندر ہوا کرتے تھے اسماء الرجال کی کتابوں میں جہاں یہ سب کچھ عکرمہ کا حال لکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ عکرمہ کے مزاج میں آخر کو کچھ خارجی پن آگیا تھا اس واسطے امام احمد اور اور محدثین عکرمہ کی روایت سے پرہیز کرتے تھے علاوہ ایسکے تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم کی [illegible] بن یزید جعفی ہے جسکی روایۃ کو ابو داؤد و نسائی اور اور محدثین نے [illegible] ٹھہرایا ہے غرض ان سببوں سے جمہور [illegible] کے مقابلہ میں حافظ ابن کثیر اور اور مفسرین نے عکرمہ کی اس روایۃ کو قابل اعتبار نہیں شمار کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس کے اور شاگرد مجاہد وغیرہ بھی عکرمہ کی اس روایۃ کے مخالف ہیں حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے بموجب دائرہ کے دین کی باتوں کی سمجھ کو حکمت کہتے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرماوے اور وہ اوسکے موافق لوگوں کو تعلیم دیوے تو ایسے شخص کا سا مرتبہ حاصل کرنے کی باتوں کے لوگوں کو حرص کرنی چاہیے صحیح بخاری [illegible] زید سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون علما کو سخت عذاب کا مستحق فرمایا ہے جو لوگوں کو علم دین کی باتیں سکھاویں اور خود اوسکے موافق عمل نہ کریں ان صحیح حدیثوں کو حکمت کے لفظ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دین کے سیکھنے کو اور اوسکے موافق تعلیم و فتوے دینے اور عمل کرنے کو حکمت کہتے ہیں فقط تعلیم اور فتوے ہو اور عمل نہو تو دین حکمت نہیں بلکہ وبال ہے سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے حکمت کو بڑی خوبی فرمایا ہے جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے علم دین پایا اور پھر اوسکو پھیلایا اور خود بھی اوسکے موافق عمل کیا اُسنے دنیا میں بڑی خوبی پائی مسند امام احمد میں حضرت عائشہؓ کی معتبر روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص احسان کرنے والے کے احسان کو ہر وقت یاد رکھیگا اور اُسکا ذکر کرتا رہیگا اوس نے اُس احسان کا گویا شکر ادا کر دیا یہ حدیث ان اشکر لی ولوالدیک کی گویا تفسیر ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دین کی باتوں کی سمجھ کی نعمت عطا کرے تو اوس شخص کو چاہیئے کہ پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے سے اس نعمت کے ذکر میں مصروف رہے کہ یہی اس نعمت کی شکر گذاری ہے۔ حافظ ابو جعفر ابن جریر نے شکر کو حکمت کی تفسیر میں جو ٹھہرایا ہے اسکا مطلب وہی ہے جو حضرت عائشہ کی حدیث کے موافق اوپر بیان کیا گیا۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ذرؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ سارا جہان نیک ہو جاوے تو اوس سے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کچھ بڑھ نہ جاویگا اور اگر سارا جہان بد ہو جاوے تو اوسکی بادشاہت میں سے کچھ گھٹ نہ جاویگا یہ حدیث فان اللہ غنی حمید کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شکر گذاروں کے شکر اور ناشکر گذاروں کی ناشکری کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں کیونکہ اوسکی ذات پاک میں سب خوبیاں پہلے ہی سے ایسی ہیں کہ کسی کے شکر اور ناشکری سے اون خوبیوں پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر یہ احسان کیا کہ اوسکو پیدا کیا اوسکے اس احسان کو بھول کر جو لوگ

منزل ۵

میں غیروں کو شریک کرتے ہیں دنیا میں شرک سے بڑھ کر کوئی گنہ گار نہیں یہ حدیث ان الشرک لظلم عظیم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرک شخص بغیر توبہ کے مر جاویگا تو اوسکی مغفرت کسیطرح سے نہوگی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مشرک پر جنت حرام ہے ہاں سوا شرک کے اور گناہوں کا گنہ گار بغیر توبہ کے اگر مر جاویگا تو اوسکی مغفرت اللہ کے اختیار میں ہے چاہے وہ بلا کسی مواخذہ کے ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے چاہے کسیقدر مواخذہ کے بعد اس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ شرک سے بڑھ کر دنیا میں کوئی گناہ نہیں۔ سقراط۔ بقراط۔ افلاطون جالینوس وغیرہ اگرچہ یہ لوگ بھی صاحب حکمت مشہور ہیں لیکن یہ لوگ فقط عقلی باتوں کی سمجھ کو حکمت جانتے ہیں حالانکہ فقط عقل کی رسائی سے حشر جنت دوزخ ایسی غیب کی باتوں کو بغیر وحی کی مدد کے صحیح طور پر کوئی نہیں جان سکتا اسواسطے ان عقلی صاحب حکمت لوگوں نے محض عقل سے ایسی غیب کی باتوں کے سمجھنے میں بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں مثلاً یہ لوگ جسمانی حشر کے قائل نہیں جنت اور دوزخ کی ظاہری ہستی کے منکر ہیں دنیا کو قدیم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دنیا کی روزمرہ کی باتوں کا علم نہیں بتلاتے۔ اسیطرح کی ان لوگوں کی اور باتیں بھی آسمانی کتابوں کے برخلاف ہیں علمائے اہل سنت کے صاحب حکمت علما نے اپنی کتابوں میں ان غلط باتوں کو آسمانی کتابوں کے حوالہ سے اچھی طرح بے اصل ٹھہرایا ہے لیکن اون لوگوں کو اپنی عقلی باتوں کے صحیح ہونے کا ایسا یقین ہے کہ اون باتوں کے آگے یہ لوگ نبوت کی وحی کو کچھ نہیں گنتے چنانچہ سقراط نے جب موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا حال سنا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے انکار کیا اور صاف کہدیا کہ ہمارا علم ہمکو کافی ہے ہمیں کسی نبی کی تعلیم درکار نہیں ہے جن عقلی صاحب حکمت لوگوں کا ذکر اوپر گذرا یہ اونھیں کے متقدمین کہلاتے ہیں انکے زمانہ تک دنیا کے قدیم ہونے کا اعتقاد نہیں تھا یہ اعتقاد ان لوگوں کے بعد ارسطو کے زمانہ میں پیدا ہوا ہے یہ ارسطو بت پرست مشرک شخص تھا علم منطق اسی کی ایجاد ہے اسواسطے اسکو معلم اول کہتے ہیں پھر ابو نصر فارابی نے ارسطو کی باتوں کی شرح بیان کی ہے اسلئے ابو نصر معلم ثانی مشہور ہے آخر میں شیخ ابو علی بن سینا کا زمانہ ہے ابو علی بن سینا نے اگرچہ پہلی عقلی باتوں کو اسلام کے مطابق کردینے کی کوشش کی ہے لیکن ابو علی بن سینا کی بہت سی باتیں قواعد اسلام کے برخلاف ہیں چنانچہ اس ابو علی بن سینا کا یہ اعتقاد کہ نہ اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں کو جانتا ہے نہ وہ متکلم بالذات ہے بلکہ وہ کسی چیز میں کلام کی صفت پیدا کردیتا ہے اوسیکو اللہ کا کلام کہتے ہیں اسیطرح ابو علی کی اور باتیں بھی قواعد اسلام کے برخلاف اوسکی کتابوں میں ہیں ۔۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ

اور ہمنے تقید کیا انسان کو اپنے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اسکا دو برس میں

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے لقمان کی اوس نصیحت کا ذکر فرمایا ہے جو اونہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی اونہوں نے اول اوسکو اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے منع کیا اور کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے لقمان علیہ السلام کی نصیحت ماں باپ کے حق سے خالی تھی اسواسطے اللہ تعالیٰ

نے لقمان کی نصیحت میں اتنی بات اور بڑھا دی کہ ماں باپ کا حق بھی مانو جس سے معلوم ہوا کہ اول حق اللہ تعالیٰ کا ہے اور بعد اوسکے ماں باپ کا حق ہے پھر ماں کا حق جدا جتلانے کے لئے فرمایا کہ ماں نے بچہ کو پیٹ میں رکھ کر بوجھ اوٹھایا پھر دو برس تک دودھ پلا کر تکلیف اوٹھائی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ماں کی محنت و مشقت کا اسلئے ذکر کیا کہ بچہ ماں کے احسانوں کو نہ بھولے ماں کا حق جتلانے کے بعد انسان کو فرمایا کہ اللہ کا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر تجھکو میرے پاس دوبارہ زندہ ہو کر آنا ہے اوسوقت میں تجھکو پورا بدلہ شکر کرنیکا دونگا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کا حق دنیوی ہے اور اللہ کا حق اگر پورا ادا ہوگیا تو اوسکا اجر عقبےٰ میں ملنے والا ہے۔ یہاں تو حملتہ امہ وھنا علیٰ وھن فرمایا ہے اور سورہ الاحقاف میں حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا فرمایا دونوں آیتوں کے ملانے سے حاصل مطلب یہ ہوا کہ حمل کے زمانہ سے لیکر دودھ چھوڑانے کے زمانہ تک بچہ کے سبب سے ماں کو ایسی تکلیفیں رہتی ہیں جنکے سبب سے عورتوں کی سب قوت تھک جاتی ہے چنانچہ یہ بات سبکی آنکھوں کے سامنے کی ہے کہ دو تین بچے پیدا ہوجانے کے بعد بہ نسبت مردوں کے جلدی سے عورتیں بوڑھیا ہوجاتی ہیں۔ سورۃ البقرہ میں اور یہاں دودھ پلانے کی مدت دو برس کی فرمائی ہے اور سورۃ الاحقاف میں حمل اور دودھ پلانے کی مدت کو تیس مہینے کی مدت فرمایا ہے امام مالک شافعی امام احمد ابو یوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک اس تیس مہینے میں کم سے کم حمل کی مدت چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت دودھ پلانے کی دو برس ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سورہ احقاف کی آیۃ کی تفسیر یہ ہے کہ اسمیں دودھ پلانے کے تیس مہینے کا ذکر ہے اور حمل کی مدت کے تیس مہینے کا ذکر محذوف ہے جو اسی تیس مہینے سے سمجھا جاتا ہے اسلئے ان کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت حمل کی تیس مہینے ہے اور یہی مدت زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی ہے زیادہ تفصیل اس مسئلے کی فقہ کی کتابوں میں ہے۔ دارقطنی میں معتبر سند سے حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت کو دو برس ٹھہرایا ہے اس سے امام محمد صاحب اور امام ابو یوسف کا قول آیۃ کی تفسیر میں قوی معلوم ہوتا ہے اسواسطے طحاوی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذؓ بن جبل کی روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرنا بندوں پر یہی اللہ کا حق ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہؓ بن مسعود سے روایۃ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا نیک عمل زیادہ پسند ہے آپنے فرمایا وقت پر نماز کا پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ ان حدیثوں سے اللہ تعالیٰ کے حق اور ماں باپ کے حق کی تفسیر اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اون کاموں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اسیواسطے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کے حق کا ذکر فرمایا ہے۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اسپر کہ شریک مان میرا جو تجھکو معلوم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان اور ساتھ دے اُنکا دنیا میں

مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

دستور سے اور راہ چل اسکی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تمکو پھر آنا پھر میں جتا دونگا تمکو جو کچھ تم کرتے تھے

اوپر ماں باپ کے حق کے ماننے کا ذکر تھا اور یہ بھی ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ماں باپ کے حق پر مقدم ہے اسلئے فرمایا کہ اگر ماں باپ تجھ سے شرک کرنے پر جھگڑیں تو اونکا کہا ہرگز نہ مان کیونکہ شرک ایسی بے سند چیز ہے جسکا پتہ دنیا میں کسیکو معلوم نہیں اسلئے اس باب میں ماں باپ کی پیروی مت کر ہاں معاملات دنیا میں تو اونکا ساتھی رہ اور اونکے ساتھ سلوک کرتا رہ دین میں اُن لوگوں کی پیروی کر جو شرک سے بیزار اور ایمان والے لوگ ہیں آخر تم سبکو اللہ کے پاس جزا و سزا کے لئے آنا ہے - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت عبداللہ بن حذافہ کے قصہ کی گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات میں آدمی اللہ کا گنہگار ٹھہرتا ہو تو مخلوقات کی خاطر داری سے کوئی ایماندار شخص ایسی بات کو ہرگز نہ کرے - اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ماں باپ ہوں خواہ کوئی اور مخلوقات میں سے ہو انسان کو مخلوقات کی فرمانبرداری وہیں تک جائز ہے کہ وہ فرمانبرداری حکم الٰہی کے برخلاف نہو ''

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ

اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے برابر رائی کے دانے کے پھر رہی ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے

يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۔ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ

اسکو اللہ بیشک اللہ چھپی جانتا ہے خبردار اے بیٹے کھڑی رکھ نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور سہار

عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي

جو تجھ پر پڑے بیشک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال نہ پھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر

الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ

اتراتا بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرتا اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر

مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

آواز اپنی بیشک بری سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے لقمان علیہ السلام کے باقی کے اوس کلام کو جو اونہوں نے بیٹے سے بطور نصیحت کے کہا تھا پورا کیا لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اے میرے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو اور ہو وہ پتھر میں یا آسمان یا زمین میں کہیں تو جزا و سزا کے وقت اللہ تعالیٰ اوسکو حاضر کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے قابل اعتراض سند سے مسند امام احمد میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ٹھوس پتھر میں گھسکر عمل کرے تو بھی اوسکا عمل ظاہر ہو جاویگا خواہ کیسا ہی عمل ہو یہ حدیث لطیف خبیر کی گویا تفسیر ہے اسیطرح مسند بزار اور بیہقی کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی معتبر روایت گذر چکی ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعضے ایسے عمل لوگوں کے اعمال ناموں میں سے خارج کردیئے جاویں گے جنکی خرابی کا حال اعمال ناموں کے لکھنے والے فرشتوں کو بھی معلوم نہوگا اس

حدیث کو بھی لطیف خبیر کی تفسیر میں بڑا دخل ہے پھر فرمایا کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی کہ نماز کو اوسکے ارکان واوقات
قائم رکھ اور لوگوں کو نصیحت کر موافق شرع کے اور منع کر خلاف شرع سے اور اس نصیحت کے کرنے میں کچھ تکلیف لوگوں کا
پہونچے تو صبر کر کیونکہ صبر بڑی ہمت کی چیز ہے ۔ ولا تصعر خدک کی تفسیر میں علی بن طلحہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
سے یہی نقل کیا ہے کہ تو تکبر نہ کر اور بڑائی نہ مار اور ایسا مت کر کہ خدا کے بندوں کو حقیر سمجھے اور جب وہ تجھسے بات کریں تو تو اپنا
منہ پھیرے پھر فرمایا مت چل زمین پر اترا کر خود پسندی سے ورنہ خدا تعالیٰ تجھکو حقیر رکھے گا کیونکہ وہ کسی کی خود پسند بڑائی مارنے
کو پسند نہیں کرتا مطلب یہ ہے کہ بیچ کی چال چل نہ بہت آہستہ نہ بہت تیز اور بلکہ اون دونو کے درمیان میں چل اور
کر آواز اپنی گفتگو کرنے میں بیفائدہ ناحق آواز کو بلند مت کر بیشک بری سے بری آواز گدہے کی آواز ہے مجاہد اور راوی
نے کہا ہے کہ کل آوازوں سے مکروہ اور ناپسند گدہے کی آواز ہے جو چلا کر بات کرے اوسکی آواز گدہے کی آواز سے
صحیح بخاری مسلم نسائی وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز
حق میں بہتری کی دعا مانگو کیونکہ وہ اللہ کے فرشتوں کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب تم گدہے کی آواز سنو تو اللہ سے پناہ مانگو
کہ گدھا شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ مرغ کی آواز سنکر جو کوئی دعا کریگا تو فرشتے جو مرغ کو نظر آتے ہیں وہ
آمین کہویں اور اونکی آمین کی برکت سے عجب نہیں کہ وہ دعا قبول ہو جاوے اور گدہے کی آواز سنکر جو کوئی اللہ سے پناہ
کا تو اس ذکر الٰہی سے شیطان بھاگ جاویگا اور یہ اللہ سے پناہ مانگنے والا شخص شیطان کے بہکانے سے محفوظ رہے
کلام یہ ہے کہ بہت چیخ کر بات چیت کا کرنا گدہے کی آواز سے مشابہ ہے اور گدھا شیطان کو دیکھ کر بے تحاشا چلاتا ہے ا
لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اس مشابہت سے منع کیا ۔ سورۃ الحجرات میں چلا کر بات چیت کرنیکی مذمت تفصیل سے

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً

کیا تمنے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام لگائے تمہارے جو کچھ آسمان و زمین میں اور بھر دیں تمکو اپنی نعمتیں کھلیں

وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا

اور چھپیں اور ایک آدمی وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ کچھ سمجھ رکھیں نہ سوجھ نہ کتاب چمکتی

اس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ظاہر اور باطن نعمتوں کا جو ذکر فرمایا ہے اوس کی تفسیر میں علمائے مفسرین نے بہت سے بیان
اور ایسے مقام پر جسقدر کثرت سے قول علماء مفسرین نے لکھے ہیں وہ بجا ہی ہیں کیونکہ انسان پر اللہ کی جو نعمتیں ہیں اونکا کچھ
حساب ہی نہیں پھر جسطرح بے حد و حساب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اوسیطرح بے حد و حساب اون نعمتوں کی تفسیر بھی ہے اسیواسطے
جو اللہ تعالیٰ نے سورہ ابراہیم میں اپنی نعمتوں کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا جسکے حاصل معنے یہ ہیں
کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا تو درکنار انسان اگر اللہ کی نعمتوں کی فقط گنتی بھی کرے تو نہیں ہو سکتی جب خود اللہ
کی تفسیر کی رو سے اللہ کی نعمتوں کی تفصیل اور تفسیر انسان کی قدرت سے باہر ہے تو مفسرین نے دس بارہ

اس آیۃ کی تفسیر میں لکھے ہیں اون سے اللہ کی نعمتوں کی کیا تفسیر ہو سکتی لیکن بیہقی اور دیلمی وغیرہ نے امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس کا ایک صحیح قول جو اس آیۃ کی تفسیر میں لکھا ہے وہ ذکر کر دیا جاتا ہے تاکہ آیۃ کی کسیقدر تفسیر ہو جاوے وہ قول یہ ہے کہ عطا بن رباح جو حضرت عبد اللہ بن عباس کے مشہور شاگردوں میں ہیں اور تابعین میں سید التابعین علما نے اونکو لکھا ہے وہ کہتے ہیں ایک روز میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے اس آیۃ کی تفسیر پوچھی تو اونھوں نے فرمایا کہ خود میں نے بھی اس آیۃ کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی آپ نے فرمایا کہ ظاہری نعمتوں سے اللہ کی مثلاً ایک یہی کتنی بڑی نعمت ہے کہ ہاتھ پیر آنکھ ناک سب اعضا اللہ تعالیٰ نے تیرے صحیح سالم پیدا کئے اور تندرستی عطا کی اور باطن کی نعمتوں میں یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ تیرے ایسے برے کام اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے چھپائے کہ اگر آج وہ سب لوگوں پر ظاہر ہو جاویں تو خود تیرے گھر والے تیرے دشمن ہو جاویں غیروں کا تو کیا ٹھکانا حاصل کلام یہ ہے کہ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے سمجھانے کی غرض سے ایک نعمت ظاہری اور ایک نعمت باطنی اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی بے گنتی نعمتوں میں سے مثال کے طور پر بیان فرما دی اسیطرح قرآن اور حدیث سے نکالکر ہزاروں لاکھوں کروڑوں نعمتیں اللہ کی بیان کیجاویں تو ممکن ہیں مگر اوس ہزاروں لاکھوں کروڑوں کی گنتی سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی گنتی پوری ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے موافق یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی گنتی پوری کیجاوے اسلئے مفسروں نے اپنی اپنی تفسیروں میں جو کچھ اس آیۃ کی تفسیر میں لکھا ہے وہ سب مثال کے طور پر خیال کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر انسان کو کم ہے اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں طرح طرح کی نصیحت بھی فرمائی ہے مثلاً ابوہریرہؓ کی صحیح مسلم کی روایۃ میں فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ تندرستی خوشحالی میں جو کم درجہ ہو ایسے شخص پر نظر ڈالے جو شخص اپنے سے بڑھتی درجہ میں ہو اوسپر کبھی نظر نہ ڈالے تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری لازم نہ آوے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں مثلاً سورج چاند مینہ زمین میں کھیتی باغ انسان کی یہ سب ضرورت کی چیزیں پیدا کیں اسپر بھی بعضے ناشکر لوگ نادانی سے اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے میں بغیر کسی سند کے طرح طرح کی حجتیں نکالتے ہیں

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ

اور جب ان کو کہئے چلو اس حکم پر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اسپر جسپر پایا اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو

الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ

شیطان بلاتا ہو ان کو دوزخ کے عذاب کیطرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کیطرف اور وہ ہو نیکی پر سو

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَمَن كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ ۚ

اس نے پکڑا محکم کڑا اور اللہ کیطرف ہے آخر ہر کام کا اور جو کوئی منکر ہوا تو تو غم نہ کھا اسکے انکار سے

إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ

ہماری طرف پھر آنا ہے انکو پھر ہم جتاویں گے انکو جو انہوں نے کیا ہے مقرر اللہ جانتا ہے جو بات جیوں میں ہے کام چلا دیں گے ہم انکا

منزل ۵

نضطرهم الی عذاب غلیظ ۝ ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن
مہوڑے دنوں پہر پکڑ بلاویں گے اُنکو گاڑہی مار میں اور جو تو پوچہے اُنسے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں

اللہ قل الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون ۝ للہ ما فی السموت والارض ان اللہ ھو الغنی الحمید
اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجہ نہیں رکہتے اللہ کا ہے جو کچہہ ہے آسمان اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ

اوپر ذکر تہا کہ اللہ تعالی نے انسان کی سب ضرورت کی چیزیں پیدا کیں اسپر بعضے ناشکر لوگ نادانی سے اللہ تعالی کے وحدہ لاشریک ہونے میں بغیر سند کے جھگڑتے ہیں ان آیتوں میں اوس بے سند جھگڑنے کا ذکر فرمایا کہ ان مشرکوں سے جب اللہ کے حکم پر چلنے کو کہا جاتا ہے تو یہ نادان کہتے ہیں کہ جن بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تہے ہم بہی اونہیں کو پوجیں گے اور انکا ہی طریقہ اختیار کریں گے اسکا جواب اللہ تعالی نے یہ دیا کہ کیا یہ لوگ باپ دادا کی چال چلینگے اگرچہ شیطان اونکو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو مطلب یہ ہے کہ اونکے باپ دادا شیطان کے پیرو اور گمراہ ہوں تو کیا جب بہی یہ اونکا طریقہ اختیار کریں گے یہ عقل سے بہت بعید ہے پہر فرمایا جو لوگ اللہ کے حکم پر چلتے ہیں اون لوگوں نے بڑی مضبوط دستاویز کو پکڑا ہے وہ دست آویز اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کریگا۔ کیونکہ دنیا کے کاموں میں اگر یہ لوگ اپنے بڑوں کا طریقہ غلط پاتے ہیں تو چھوڑ دیتے ہیں پہر دین کی طریقہ میں بڑوں کے حق پر ہونے کی جب کوئی سند ان لوگوں کے پاس نہیں ہے تو ایسے بے سند طریقہ کو یہ لوگ شیطانی بہکاوا کیوں نہیں خیال کرتے پہر فرمایا جو شخص اللہ کے حکم پر نہ چلے تو اے رسول اللہ کے اسکا تم کچہہ غم نہ کرو انکو ہمارے پاس آنا ہے اوسوقت ہم اونکو انکے عملوں کو جتلاویں گے اور سزا دیں گے بیشک اللہ تعالی دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے اوسپر کچہہ پوشیدہ نہیں ہے۔ پہر فرمایا ہم تھوڑے دنوں دنیا کی چیزوں سے فائدہ اوٹہانے کے بعد قیامت کے روز اونکو مجبور و ناچار کرکے پکڑ لاویں گے اور اونکے عملوں کی اونکو پوری سزا دیویں گے۔ اب آگے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم ان مشرکوں سے پوچہوگے کہ آسمان اور زمین کو کسنے پیدا کیا ہے تو یہ یہی کہینگے کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے مطلب یہ کہ وہ مشرک اس بات کو جانتے ہیں کہ سب کا پیدا کرنے والا خالق ہے کوئی اوسکا شریک نہیں پہر باوجود اس کے عبادت میں اللہ کے ساتھ ایسونکو شریک کرتے ہیں جنکو خدا کی مخلوق کہتے ہیں پہر فرمایا سب تعریف اللہ کو زیبا ہے مطلب یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اللہ کا شکر کرو کہ خدا کی حجت کے پورے ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی کیونکہ خود مشرکوں کے اقرار سے اونپر الزام ثابت ہوگیا پہر ایسے جاہل ہیں کہ شرک کئے جاتے ہیں پہر فرمایا جو کچہہ آسمان اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کی ملک ہے بیشک اللہ ہی بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم ازلی کے موافق اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں یہ لکہہ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانیکے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جانیکے قابل۔ اسیطرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسے اشعری کی وہ حدیث بہی گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے

منزل ۵

ان حدیثوں کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مشرکین مکہ میں کے جو لوگ علم الٰہی میں دوزخ کے قابل ٹھہر چکے تھے وہ اگرچہ اللہ کو اپنا خالق و رازق جانتے تھے لیکن ازلی گمراہی کے سبب سے پھر بھی شرک کو نہیں چھوڑتے تھے اور رات دن کی قرآن کی نصیحت اونکے حق میں ایسی ہی رائگاں تھی جسطرح بری زمین میں مینہہ کا پانی رائگاں جاتا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت گذر چکی ہے کہ قوم نوح میں سے کچھہ نیک لوگ مر گئے تھے جنکے مر جانے کا اوسوقت کے لوگوں کو بڑا رنج تھا شیطان نے موقع پاکر ان لوگوں کے جی میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اون نیک لوگوں کی شکل کے بت بنا کر رکھ لئے جاویں کہ اون بتوں کو دیکھہ لینے سے اون نیک لوگوں کی جدائی کا رنج کم ہو جاویگا۔ اس وسوسہ کے موافق وہ بت بنا لئے گئے اور پھر رفتہ رفتہ اون بتوں کی پوجا ہونے لگی۔ اس حدیث کو اولو کان الشیطان یدعوھم الی عذاب السعیر کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی عداوت کے سبب سے جہاں تک ہوسکے اولاد آدم کو شیطان دوزخ میں گھسیٹ کر لیجانا چاہتا ہے اسلئے اوس نے اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کا حیلہ بت پرستی کو ٹھہرایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بت پرستی کا طریقہ ایسا ناپسند ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک لاکھوں آدمیوں کو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اسی بت پرستی کی سزا کے طور پر طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیا اور عقبےٰ میں ایسے لوگوں کی سزا کے لئے سخت عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اب ان مشرکین مکہ کو یہ یاد رہے کہ اگر یہ لوگ اپنے بڑوں کو پیشوا ٹھہرا کر بت پرستی سے باز نہ آویں گے تو یہی انجام انکا ہوگا جو ان سے پہلے لوگوں کا ہوا۔ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی بدر کے قصہ کی روایت جو اوپر گذر چکی ہے اوس سے اس وعدہ کا ظہور اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے۔ العروۃ الوثقیٰ کے معنے مضبوط دستاویز کے بھی ہیں مضبوط رسی کے بھی ہیں اور فقط لفظ عروہ کے معنے جڑ اور بنیاد کے بھی ہیں اسواسطے تفسیروں اور ترجموں میں العروۃ الوثقیٰ کے مختلف معنے جو نظر آتے ہیں وہ سب صحیح ہیں بعضے مرادی ترجموں کے قرآن میں عروہ کا ترجمہ کڑا کیا گیا ہے اوس سے مطلب وہی جڑ اور بنیاد ہے صحیح بخاری مسلم وغیرہ میں عبداللہؓ بن سلام کے خواب کی ایک بڑی حدیث ہے جسمیں عبداللہؓ بن سلام نے ایک لوہے کی سلاخ خواب میں دیکھی ہے اور پھر اس سلاخ پر چڑھ کر میدان محشر اور اہل جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے اوس روایت میں یہ بھی ہے کہ اوس سلاخ کے سرے پر ایک سونے کا کڑا جڑا ہوا تھا اوسی کڑے کو پکڑ کر عبداللہؓ بن سلام اوس سلاخ پر چڑھے ہیں۔ اور خواب کی تعبیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کڑے کو العروۃ الوثقیٰ اور اوس سلاخ کو اسلام فرمایا ہے اسی مناسبت سے بعضے ترجموں میں عروہ کے معنے کڑا کیے گئے ہیں جو بالکل صحیح ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سب معنے مثال کے طور پر ہیں اصل مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے اسلام کو مرتے دم تک مضبوط پکڑا اوس نے گویا نجات کی دستاویز حاصل کی۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ

اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور سمندر اسکی سیاہی اس کے پیچھے سات سمندر نہ نبڑیں

منزل ۵

كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

باتیں اللہ کی بیشک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا

تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم اور مغازی ابن اسحاق وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب آیت وما اوتیتم من العلم الا قلیلا نازل ہوئی تو یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بحث اور تکرار کی کہ جنکو کم علم اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے وہ کون لوگ ہیں اگر وہ قریش ہیں تو خیر مضائقہ نہیں اگر ہم یہود ہیں کو تم کم علم بتلاتے ہو تو تم جس کلام کو قرآن اور کلام الٰہی کہتے ہو اسمیں توراۃ کی یہ صفت تم ہی بیان کرتے ہو کہ توراۃ میں ہر طرح کا علم ہے اور یہ تم کو معلوم ہے کہ توراۃ کا علم ہم ہی لوگوں میں ہے پھر ہم کم علم کیونکر ہوئے اوسکا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں دنیا بھر کا سب علم تھوڑا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی علما نے لکھا ہے کہ یہود نے یہ بحث اور تکرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محض عداوت کے سبب سے کی تھی ورنہ جب سے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے اور ایک چڑیا نے ایک بوند پانی دریا میں سے پیا تھا اور حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰؑ سے نصیحت کی طور پر کہا تھا کہ ... کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہی سمجھنا چاہیے جسطرح اتنے بڑے دریا میں سے اس چڑیا نے پانی پیا ہے او... سے یہود کو یہ مسئلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے سے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں توراۃ کا علم بالکل تھوڑا ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا جو قصہ ہے اوسمیں یہ چڑیا کے پانی کا ذکر تفصیل سے ہے چڑیا کے پانی پینے کے قصہ کی یہ نصیحت حضرت خضر نے حضرت موسیٰؑ کو اسواسطے کی تھی کہ حضرت موسیٰ نے توراۃ کے علم کو بڑا علم جانکر اپنے آپکو بڑا عالم خیال کیا تھا چنانچہ یہ ذکر بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اوسی صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اس شان نزول پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہود سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہجرت کے بعد واسطہ پڑا ہے پھر اس مکی آیت کی شان نزول یہ یہود کا قصہ کیونکر قرار پا سکتا ہے جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں مسند امام احمد کی روایت کے حوالہ سے یہ بات گذر چکی ہے کہ قریش نے مکہ سے کچھ آدمی یہود کے پاس مدینہ میں اس غرض سے بھیجے تھے کہ یہود سے کوئی ایسا مشکل سوال پوچھ کر لاؤ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امتحان کے طور پر پوچھا جاوے اسپر یہود نے روح کا حال پوچھنے کی صلاح دی تھی اور جب قریش نے یہود کی صلاح کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کا حال پوچھا تو سورہ بنی اسرائیل میں روح کے ذکر کی آیت نازل ہوئی اور اوسی آیت میں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کا ٹکڑا بھی نازل ہوا جب آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود نے اس مکی آیت کے ٹکڑے کے باب میں بحث اور تکرار کی اور اس بحث اور تکرار کا جو جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اوس جواب کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی غرض اس بحث و تکرار کی ابتدا ایک مکی آیت کے ٹکڑے سے ہے اسلئے اوس بحث و تکرار کے جواب کی آیت

کو بھی علما نے مکی قرار دیا ہے کیونکہ یہ آیت اگرچہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے لیکن اسمیں ذکر ایسے قصہ کا ہے جسکی ابتدا مکہ سے تھی چنانچہ اسطرح کی اور آیتیں ہیں جو مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور ذکر اونمیں اہل مکہ کا ہے اور اس ذکر کے سبب سے وہ آیتیں مکی قرار پائی ہیں اور ایک گروہ مفسرین نے اپنا یہ مذہب بھی قرار دیلیا ہے کہ جن آیتوں میں اہل مکہ کا ذکر ہے اونکو وہ مکی کہتے ہیں خواہ آیتیں مکہ میں نازل ہوئی ہوں یا مدینہ میں - حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسا زبردست حکمت والا ہے اور اوسکے علم ازلی میں حکمت کی وہ باتیں ہیں کہ اگر دنیا کے سارے درخت قلم اور سات سمندر سیاہی بنجاویں اور اللہ تعالی کی حکمت اور قدرت کی باتیں لکھی جاویں جب بھی وہ باتیں پوری نہوں اسواسطے یہود کا یہ اعتقاد کہ اللہ تعالی کا علم توراۃ میں ختم ہوگیا بالکل ایک غلط اعتقاد ہے موسے علیہ السلام نے فقط یہی خیال کیا تہا کہ توراۃ کا علم بڑا علم ہے اور موسے علیہ السلام اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں اسپر اللہ تعالی کی خفگی ہوئی اور موسے علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم ہوا اور وہاں توراۃ کے علاوہ چند باتیں علم الہی کی ظاہر ہوئیں اس قصہ کو جان بوجھکر اے رسول اللہ کے یہ یہود لوگ تم سے بحث تکرار جو کرتے ہیں یہ اون لوگوں کی ہٹ دہرمی ہے - صحیح بخاری و مسلم میں ابی ابن کعب سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی موسے علیہ السلام پر رحمت کرے اگر وہ خضر علیہ السلام کے پاس زیادہ رہتے تو اور نئی نئی باتیں معلوم ہوجاتیں اس حدیث کو اس آیۃ کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ اللہ تعالی کا علم کچھ توراۃ پر منحصر نہیں بلکہ توراۃ کے علم سے بڑھکر جن باتوں کا ذکر سورۃ الکہف میں گذرا اوسکے علاوہ اور بہت سی باتیں اللہ تعالی نے اپنے علم ازلی کے موافق خضر علیہ السلام کو بتلائی تہیں - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ کا ذکر جو اوپر گذرا اوسمیں یہ بھی ہے کہ خضر علیہ السلام نے اپنے اور موسے علیہ السلام کے علم کو ملاکر یہ کہا کہ میرا اور تمہارا علم دونوں اللہ کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ اس روایۃ کو بھی اس آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم کی کچھ انتہا نہیں ،،

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ط إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ

تم سب کا بنانا اور مرے پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا — بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا — تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ پیٹھاتا ہے رات

فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللّٰهَ

کو دن میں اور پیٹھاتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہرے ہوئے وعدہ تک اور یہ کہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ

اللہ خبر رکھتا ہے جو کرتے ہو — یہ اسپر ہے کہ اللہ وہی ٹھیک ہے اور جو پکارتے ہیں اسکے سوا سو وہی جھوٹ ہے اور اللہ وہی ہے

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ط

سب سے اوپر بڑا — تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لیکر کہ دکھاوے تمکو کچھ اپنی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ

قدرتیں البتہ اس میں ہیں ہر سہنے والے حق بوجھنے والے کو اور جب سر پر آوے انکے لہر جیسے بدلیاں پکاریں اللہ کو نرے کر کر

لَهُ الدِّينَ ۝ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ

اسی کو بندگی ہے پھر جب بچا دیا انکو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے انمیں بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں نا

مطلب یہ ہے کہ ساری مخلوقات کا پیدا کرنا اور بعد مرنے کے پھر اوسکا زندہ کرنا خدا تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کچھ مشکل نہیں ہے بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک جان کا پیدا کرنا اور جلانا ہے کس لئے کہ سبکا موجود کرنا فقط کن کے کہنے سے ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ قادر مطلق جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو فرماتا ہے ہوجا وہ ہوجاتا ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ سننے والا ہے سب کے قولوں کا اور دیکھنے والا ہے سب کے عملوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ حشر کے منکر جو باتیں کرتے ہیں اور حشر کو جھٹلا کر جسطرح کے کاموں میں مصروف ہیں ان سب کی اللہ کو خبر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب ایک کلمہ کے ساتھ جو یہ حشر کے جھٹلانے والے دوبارہ زندہ ہو جاویں گے اور اونکی گستاخی کی زبانی باتیں اور ہاتھ پیروں کے بداعمال لکھے انکی آنکھوں کے سامنے آجاویگا تو اوسوقت اونکو حشر کے جھٹلانے کی حقیقت کھل جاویگی اب آگے اللہ تعالیٰ اپنی اوس:

آگاہ فرماتا ہے کہ اللہ بڑھا دیتا ہے رات کو دن میں اسطرح کہ کچھ حصہ رات کا دن میں داخل کرتا ہے جس سے دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے یہ گرمی کے موسم کا حال ہے پھر دن کم ہو جاتا ہے اور رات لمبی ہو جاتی ہے یہ بات جاڑے کے موسم میں ہوتی ہے پھر فرمایا کام میں لگا رکھا ہے سورج اور چاند کو کہ ہر ایک چلتا ہے ایک وعدہ مقرر تک اجل مسمی سے قیامت کا دن ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ سورج غروب ہونے کے وقت عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے پھر اپنے پروردگار سے اذن چاہتا ہے کبھی یہ وقت بھی آنے والا ہے کہ سورج سے کہا جاویگا کہ جدھر سے آیا ہے اودھر ہی جا معتبر سند سے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ سورج دن کو آسمان میں چھوٹی نہر کی طرح چلتا ہے رات کے وقت زمین کے نیچے چلتا ہے یہانتک کہ پھر صبح کے وقت مشرق سے نکل آتا ہے اور یہی صورت چاند کی ہے اس آیتہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ دنیا کا کل انتظام ایک وقت مقررہ تک کا ہے ہمیشہ کے لئے نہیں دنیا کی اس ناپائدار زندگی پر غش ہیں وہ بڑے دھوکے میں ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب چیزوں کو جانتا ہے پھر فرمایا کہ جب وہ ایسا صاحب ہے تو وہی معبود برحق ہے اور اوسکے سوائے تم جس چیز کو پوجتے ہو وہ ناحق ہے وہ ایسی ذات برتر و بلند ہے کہ کوئی چیز اوس پر نہیں ہے اور وہ ایسا بڑا ہے کہ سب چیزیں اوسکے روبرو عاجزی کرنے والی ہیں پھر فرمایا کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں تاکہ دکھاوے تمکو اپنی قدرت کی نشانی کہ دریا کو تمہارا تابعدار بنا دیا ہے یہ اوسکی مہربانی ہے اگر اللہ تعالیٰ پانی میں یہ طاقت پیدا نہ کرتا اٹھانے کی تو کبھی پانی پر کشتیاں نہ چلتیں پھر فرمایا اسمیں بڑے بڑے نشان ہیں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے واسطے

کہ جو لوگ ان نعمتوں کے شکریہ کے طور پر خالص اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس عبادت میں مثلا جاڑہ کے وضو اور گرمی کے روزہ
کی پیاس کی تکلیف پر صبر کو کام میں لاتے ہیں ایسے پکے مسلمانوں کے لئے اللہ کی قدرت کی باتوں میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں جن
نشانیوں سے انہوں نے اللہ کو پہچانا ہے پھر فرمایا جب ڈھانک لے انکو دریا کی موج بدلیوں کے مانند تو اوسوقت پکارنے لگیں
نرے اللہ کو خالص کر کے اور جب خدا تعالیٰ انکو اس مصیبت سے بچا لیتا ہے تو پھر اوسکے ساتھ شرک کرنے لگجاتے ہیں حالانکہ
انکو چاہئے تھا کہ خدا کے اس احسان کے مقابلہ میں اوسکا شکر کرتے اور کسیکو اوسکی عبادت میں شریک نہ ٹھہراتے فرمایا کہ ہماری
ان کھلی کھلی قدرت کی نشانیوں کا انکار نہیں کرتے مگر وہی لوگ جو بے وفا ہیں اور جنکو اپنے عہد و پیمان کا کچھ پاس ولحاظ ہے
وہ خشکی میں آجانے کے بعد دریا میں کے خوف کی حالت کے عہد کو پورا تو نہیں مگر کسیقدر یاد رکھتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ
دریا کی مصیبت سے نجات پانے کے بعد دریا میں کے عہد کو پورا کرنے والے اور راحت کی حالت میں خوف الٰہی کی حالت پر قائم رہنے
والے تو بہت کم ہیں ہاں یہ دو قسمیں اکثر ہیں کہ بعضے تو اوس عہد کو کسیقدر یاد رکھکر درمیانی حالت پر رہتے ہیں اور بعضے بعہد
اپنے اوس عہد کو بالکل بھول جاتے ہیں ۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبتک اللہ کو منظور ہوتا ہے وہ نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے اگر وہ لوگ مہلت کے زمانہ میں راہ
راست پر نہیں آتے تو انکو ایسے عذاب میں پکڑ لیتا ہے جس سے وہ کسیطرح بچ نہیں سکتے ۔ اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر
میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مہلت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ان بدعہد ناشکر لوگوں کو اپنی قدرت کی طرح طرح کی
نشانیاں یاد دلاکر سمجھایا لیکن جب یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت انکی گرفت کا زمانہ آگیا جس
سے انہیں کے بڑے بڑے بدعہد ناشکر دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عقبیٰ کی عذاب میں گرفتار ہوگئے جس عذاب
کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لاشوں پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ
کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے "

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ
اے لوگو بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اسدن سے کہ کام نہ آوے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آوے اپنے
عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ
باپ کی جگہ کچھ بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تمکو نہ بہکاوے دنیا کا جینا اور نہ دھوکا دے تمکو اللہ کے نام سے وہ دغاباز

قیامت کے دن کا معاملہ بڑا سخت ہے صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل دوزخ میں سے ادنی عذاب والا شخص بھی ماں باپ
مال اولاد جو کچھ تمام دنیا کا سامان و اسباب ہے سب اپنی نجات کے معاوضہ میں دینے کو تیار ہوجاویگا خیر یہ تو جنت اور دوزخ
میں داخل ہوجانے کے بعد کا ذکر ہے اس سے پہلے پلصراط سے گذرنے کے بعد دوزخ اور جنت کے مابین میں ایک بلند مقام پر
سب لوگ ظلم و زیادتی کا بدلہ دلائے جانے کے لئے روکے جاویں گے چنانچہ صحیح بخاری کی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظلم و زیادتی کے بدلہ کا ذکر جو فرمایا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ وہاں کسی کے پاس کچھ روپیہ پیسہ تو ہے نہیں کہ ظالم مظلوم کو روپیہ پیسہ دیکر اپنی نجات کی صورت نکال لیوے اسلئے وہاں یہ فیصلہ ہوگا کہ کسی ظالم نے جسقدر ظلم کسی مظلوم پر کیا ہو اوس ظلم کے حساب سے کچھ ثواب اس ظالم کی نیکیوں کا مظلوم کو دلا دیا جاوے گا اور اگر اسطرح کے معاوضہ میں نیکیاں اور نیکیوں کا ثواب کچھ کم پڑ جاویگا تو ظلم کے حساب سے مظلوم کے گناہوں کا عذاب ظالم کو بھگتنا پڑیگا اس ظلم و زیادتی کے معاوضہ اور بدلہ کو باپ بیٹے اور بیٹا باپ کی شکل سے گھبراویگا کہیں باپ کی بیٹے پر یا بیٹے کی باپ پر کچھ زیادتی نہ نکل آوے اور اس زیادتی کے بدلہ میں ایک کی نیکیاں دوسرے کے پاس نہ چلی جاویں نامہ اعمال کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دئے جانے کے وقت عملوں کے تولنے پلصراط کے گذرنے کے وقت بہت سے موقع قیامت کے دن ایسے ہیں کہ وہاں نہ باپ بیٹے کے کام آسکتا ہے نہ بیٹا باپ کے حاصل کلام یہ ہے کہ مشرکین مکہ کو آیتہ میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ کلمہ گو ظالموں کا جب اسدن یہ حال ہے جو لوگ سب سے بڑے ظلم شرک میں گرفتار رہکر بغیر توبہ کے مرجاویں گے اونکو اسدن کی بیکسی سے ڈرنا اور اس بیکسی کر لینا چاہئے کیونکہ اوس دن کوئی کسیکے کام نہ آویگا بلکہ اوسدن تو جو شخص اللہ کے وحدانیت میں پورا اترا اور اوسکا نیت کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو اوسکی یہ سب مشکلیں اللہ تعالیٰ آسان کردیگا اپنے اپنے خالص عمل کے موافق کوئی ایسا ہو کہ جسکا ایک کلمہ توحید کے ثواب کا بوجہ سب بدیوں پر غالب آجاویگا پلصراط پر سے کوئی بجلی کی چمک کی طرح گذریگا کوئی ہوا کوئی تیز گھوڑے کی طرح کسی خالص توبہ کا اثر یہ ہوگا کہ اوسکے گناہ نیکیوں سے بدل دئے جاویں گے حساب آسانی سے ہو جاویگا ہر بات کی کرید نہ نکالی جاویگی الغرض آخرت میں ہر طرحسے اللہ کی وحدانیت اور نیک عمل کا سودا ہے مشرکین مکہ میں سے جو لوگ اس سے غافل ہیں اونکو قبر میں دفن ہونیکے وقت سے حسرت اور ندامت شروع ہوگی اور قیامت تک وہی حسرت اور ندامت باقی رہیگی صحیح بخاری ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قبر میں دفن کرنے کے بعد ہر شخص کو جنت اور دوزخ دونو جگہ دکھائی جاتی ہیں نیک عمل شخص کو دوزخ دکھا کر فرشتے یہ کہتے ہیں کہ تیرے نیک عمل کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھکو اس عذاب سے بچا دیا اور بدعمل شخص کو جنت دکھا کر یہ کہتے ہیں کہ تیری بدی کے سبب سے یہ راحت کا مقام تیرے ہاتھ سے جاتا رہا اوسوقت بدعمل شخص کو بڑی حسرت ہوتی ہے ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر شخص آخرت میں ایک طرح کی ندامت بھگتیگا بدعمل شخص کو یہ ندامت ہوگی کہ وہ بدعملی سے دنیا میں باز کیوں نہ آیا اور توبہ کیوں نہیں کی اور نیک عمل والے شخص کو یہ حسرت رہیگی کہ کچھ اور زیادہ نیک عمل کیوں نہیں کئے جو زیادہ بڑا درجہ ملتا اس حدیث کی سند میں ایک راوی یحییٰ ابن عبداللہؒ کو اگرچہ بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن یحییٰ بن سعید القطان نے یحییٰ بن عبیداللہ کو ثقہ کہا ہے یہ یحییٰ بن سعید القطان بصرہ کے علماء میں ہیں امام احمد کے استاد ہیں اور راویوں کے باب میں انکے قول کا بڑا اعتبار ہے۔ علی بن مدینی انکی اس باب میں بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے یہ ابوسعید القطان امام شافعیؒ کے مرتبہ کے ثقہ تبع تابعین ہیں اپنے وقت کے امام ہیں اور حدیث کی سب

کتابوں میں ان سے روایت ہے یہ بھی صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ نیک عمل کے ساتھ اللہ کی رحمت بھی ہوگی تو آدمی کی عقبیٰ میں نجات ہوگی لیکن اگر تا بہ مقدور آدمی عمل کر کے اللہ کی رحمت کا امیدوار ہے تو اس امیدواری کا مضائقہ نہیں نہ یہ کہ تمام عمر اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کام کرے اور امید نجات کی رکھے ترمذی اور ابن ماجہ کی شداد بن اوس کی معتبر حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی ہمیشہ کام کرے اور اللہ تعالیٰ سے طرح طرح کی بہبودی کی امیدیں رکھے اسکی عقل ٹھکانے نہیں ہے۔ آگے فرمایا جس دن کے آنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے کیا ہے شیطان کے بہکانے سے دنیا کی زندگی کے بھروسہ پر اوس دن کو بھول جانا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے کیونکہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد نیک و بد کی جزا و سزا کے لئے ایک دن مقرر نہوتا تو دنیا کا اتنا بڑا انتظام بے ٹھکانہ قرار پاتا اور اس طرح کا بے ٹھکانہ کام اللہ تعالیٰ کی شان سے بہت بعید ہے غین کے زبر سے غرور اوس چیز کو کہتے ہیں جو آدمی کو بہکاوے سب سے بڑا بہکانے والا انسان کا شیطان ہے اسلئے اکثر سلف نے یہاں غرور کے معنے شیطان کے کئے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان کی عقل کے برخلاف میں نے اوسکو ایک قطرہ پانی سے پیدا کیا پھر شیطان کے بہکانے سے دنیا کی زندگی کے نشہ میں انسان اپنی خلاف عقل پیدائش کیھول کر حشر کے قایم ہونے میں عقلی حجتیں جو نکالتا ہے یہ اوسکی بڑی نادانی ہے۔ یہ حدیث آیتہ کے اس آخری ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے"

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۚ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ

اللہ جو ہے اسکے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی

مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

نہیں جانتا کیا کرے گا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے خبردار

منزل ۵ ع ۴ ۱۳

تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں مجاہد کی روایت سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص دیہاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اوس نے پوچھا کہ میری بی بی حاملہ ہے بتلاؤ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اور گاؤں میں میں رہتا ہوں وہاں مینہ کم برستا ہے بتلاؤ وہاں مینہ کب برسیگا اور یہ بتلاؤ کہ میں کب تک جیوں گا اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی صحیح بخاری مسند امام احمد وغیرہ میں جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن پانچ چیزوں کا اس آیتہ میں ذکر ہے وہ غیب کی کنجیاں ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے ان پانچ چیزوں کو اور کوئی نہیں جانتا مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و عبداللہ بن عمرؓ سے روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا ان پانچ چیزوں کے اور سب چیزوں کا علم دیا تھا ان روایتوں کی تائید اوس صحیحین کی روایتہ سے ہوتی ہے جسمیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک سائل کی صورت بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے دین کے اور مسئلوں کے ساتھہ قیامت کا حال پوچھا کہ قیامت کب آویگی آپنے اور سب مسئلوں کا جواب تو تفصیل
قیامت کی چند نشانیاں بتلاکر یہ آیتہ پڑھی اور فرمایا کہ جس سے یہ بات پوچھی جاتی ہے اور جو یہ بات پوچھتا ہے وہ دونو
کے جواب میں یکساں انجان ہیں غرض اس آیتہ میں جو پانچ باتیں ہیں وہ ایسی باتیں ہیں مثلاً جب تک مینہہ برسنے یا ما
پیٹ میں لڑکا یا لڑکی قرار پانے کا وقت نہیں آتا اور اللہ کا حکم نہیں ہوتا کسیکو کچھہ حال معلوم نہیں ہوتا کہ مینہہ کسوقت بر
کب پیدا ہوگا سورۃ الجن میں آویگا کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے کچھہ غیب کا حال تبلادیتا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری
آیتہ کے یہ معنے کئے ہیں کہ سوا ان پانچ باتوں کے اور غیب کی باتوں سے اللہ تعالیٰ رسولوں کو بذریعہ وحی کے اور
الہام اور خواب کے واقف کار کر دیتا ہے جسطرح گذشتہ زمانہ کے علم غیب کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر
علیہ السلام تک کا حال اور آیندہ زمانہ کے علم غیب کے طور پر دنیا کا قیامت تک کا حال اور عذاب قبر دوزخ
وکتاب قیامت اور پلصراط وغیرہ کا حال بذریعہ وحی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب معلوم ہوگیا اور آ
وہ حال تبلایا اسیطرح امت میں کے بعضے ولیوں کو الہام اور خواب کے طور پر کچھہ غیب کا حال کبھی معلوم ہوجاتا ہے
وحی کی حفاظت شیطان کے مغالطہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیجاتی ہے جسکا ذکر سورہ جن میں آویگا اوسطرح کی ح
اور خواب کے شرع کی کتابوں میں کہیں مذکور نہیں ہے اسلئے الہام اور خواب سے کوئی مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوسکتا
الہام یا خواب ظاہر شریعت کے مخالف ہو وہ ظاہر شریعت میں صحیح نہیں قرار دیا جاتا ہے اور مجتہد کے اجتہاد کا بھی یہی حال
اجتہاد میں غلطی کا گمان موجود ہے اسیواسطے جن شرائط کی پابندی عرف شرع میں مجتہد کے لئے قرار دی گئی ہے اونمیں
یہ بھی ہے کہ مجتہد احکام شریعت اور ناسخ منسوخ سے خوب ماہر ہوتا کہ اوسکا کوئی مسئلہ قیاسی کسی ظاہر حکم شریعت کے
پڑے زیادہ تفصیل علم غیب کی انشاء اللہ سورہ جن میں آویگی اس آیتہ کے متعلق اسیقدر صراحت کافی ہے کہ جو غیب کی با
رسول صاحب وحی کو وحی کے ذریعہ سے یا ولی کو الہام یا خواب کے ذریعہ سے یا مجتہد کو اجتہاد کے ذریعہ سے معلوم
وہ ان پانچ باتوں کے ماسوا ہے جنکا ذکر اس آیتہ میں ہے - صاحب کشاف اور معتزلی فرقہ کے اور لوگوں نے سورۃ الجن
کے ٹکڑے الامن ارتضی من رسول سے یہ مطلب نکالا ہے کہ ولی لوگ رسول نہیں ہیں اسواسطے غیب کی کوئی خبر کسی
الہام کے طور پر نہیں معلوم ہوسکتی اس بات کو غلط ٹھہرانے کے لئے حافظ ابن حجر نے اہل سنت کے مذہب کے موافق آ
میں اولیا اللہ کے الہام کا ذکر بھی کیا ہے کیونکہ صحیح حدیثوں میں اولیا اللہ کے الہام کا ذکر آیا ہے چنانچہ صحیح بخاری
کی روایتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کے صاحب الہام لوگوں کا اور حضرت عمر کا بھی اونمیں سے
کا ذکر فرمایا ہے حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ قیامت سے لوگوں کو بہت ڈرنا چاہئے کیونکہ وہ بیخبری میں رات
معلوم نہیں کہ کب آجاوے اور یہ قیامت کے آنے کی گھڑی کی بیخبری ایسی ہے جیسے ان لوگوں کے آنکھوں کی سکتی با
کہ مینہہ کے برسنے کا پیٹ کے بچے کے لڑکا یا لڑکی کے ہونیکا کل کیا ہوگا اسکا وطن یا سفر کی اپنی موت کا کچھہ حال سوا

کے کیکو سلوم نہیں ،، سورہ لقمان ختم ہوئی ،،

سورۃ السجدۃ مکیۃ وھی ثلثون اٰیۃ و ثلث رکوعات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے سوا دو یا تین آیتوں کے کہ وہ تینوں آیتیں مدینہ منورہ میں اوتری ہیں لیکن اس تفسیر میں ایک جگہ گذر چکا ہے کہ جس سورہ کی شروع کی آیتیں مکی ہوں وہ سورہ مکی کہلاتی ہے صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۃ الم تنزیل السجدہ اول رکعت میں اور سورۃ ہل اتی علی الانسان جسکو دہر کہتے ہیں دوسری رکعت میں پڑہا کرتے تھے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے نہ تھے جبتک کہ سورہ الم تنزیل السجدہ اور سورہ تبارک الذی بیدہ الملک کو نہ پڑھ لیتے حاکم نے اس روایتہ کو صحیح کہا ہے ،،

الٓمّٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ

اتارنا کتاب کا ہے اسمیں کچھ دہوکا نہیں جہان کے صاحب سے کیا کہتے ہیں یہ باندھ لایا کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے

مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ

تیرے رب کی طرف سے کہ تو ڈر سناوے ایک لوگوں کو جنکو نہیں آیا کوئی ڈرانیوالا تجھسے پہلے شاید وہ راہ پر آویں اللہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ

بنائے آسمان و زمین اور جو اُنکے بیچ میں ہے چھ دنمیں پہر قایم ہوا عرش پر کوئی نہیں

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

تمہارا اسکے سوا حمایتی نہ سفارشی پہر تم کیا سوچ نہیں کرتے

منزل ۵

الم ۔ حروف مقطعات میں سے ہے ان حروف کا ذکر سورہ البقر میں گذر چکا ہے ۔ ریب شک کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس کتاب کے رب العالمین کی طرف سے اوترنے میں کچھہ شک نہیں ہے اب آگے اللہ تعالیٰ نے مشرک لوگوں کا حال بیان فرمایا کہ مشرک یہ جو کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن شریف کو آپ بنا لیا ہے ۔ یہ اونکا گمان بالکل غلط ہے بلکہ وہ حق ہے پروردگار کی طرف سے اوترا ہے تاکہ تو ڈرا دے اون لوگوں کو کہ جنکے پاس تجھہ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا شاید وہ ہدایت پاویں اور حق کی پیروی کریں ۔ پہر فرمایا اللہ وہ ہے کہ جسنے پیدا کئے آسمان اور زمین اور جو کچھہ اون دونو کے درمیان میں ہے چھہ روز میں پہر عرش پر قایم ہوا اوسکے متعلق مفصل بیان سورہ الاعراف میں گذر چکا ہے پہر فرمایا کہ اوس خدا کے سوا تمہارا کوئی کام بنانیوالا نہیں اور نہ بغیر رضامندی اوسکی کے کوئی تمہارا سفارشی ہے بلکہ وہی پروردگار تمام کاموں کا مالک اور ہر چیز کا تدبیر کرنے

والا ہے اوسکے سوا اوسکی مخلوق کا کوئی کام بنانے والا اور سفارش کرنے والا نہیں اوسکی ذات سب سے برتر اور پاکیزہ ہے کوئی اوسکا مثل اور ساجھی اور اوسکے مرتبہ کے برابر نہیں ہے صحیح مسلم اور مسند امام احمد میں ابوہریرہؓ کی جو ایک روایت ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ کون سی چیز کس دن پیدا کی گئی۔ سورہ اعراف میں گذر چکا ہے کہ وہ حدیث نبوی نہیں ہے بلکہ کعب بن احبار کا قول ہے اور اس قول کے موافق سب چیزوں کی پیدائش سات روز میں ٹہرتی ہے اسواسطے امام بخاری وغیرہ نے اوس قول کو آیتہ کے مخالف اور قابل اعتراض قرار دیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی استوی علی العرش کی صفت کی آیتہ آیات متشابہات میں سے ہے اور صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث بھی گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متشابہ آیتوں کی تاویل سے منع فرمایا ہے اسواسطے سلف کے نزدیک استوی علی العرش کے معنے یہی ہیں کہ جسطرح سے عرش پر رہنا اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب ہے اوسیطرح سے بلا مشابہت دنیا کی کسی چیز کے اللہ تعالیٰ عرش پر ہے جسکی تفصیل اور کیفیت اوسیکو معلوم ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں اہل مکہ کو یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ جب تم لوگ قرآن کے موافق کچھہ آیتیں ایسی بنا کر نہیں پیش کر سکتے جسمیں قرآن کی سی فصاحت اور غیب کی سچی خبریں ہوں تو آخر محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی تم جیسے بشر ہیں تم لوگوں کو اتنا سوچنا چاہئے کہ بغیر تائید غیبی کے وہ یہ قرآن کیونکر بنا سکتے ہیں اسلئے اس قرآن میں آسمان و زمین کی غیب کی خبروں کا پایا جانا یہ اوسیکے کلام کی شان ہے دوسرے کی کیا طاقت ہے کہ وہ ایسا کلام بنا سکتا ہے اور جسوقت سے تمہارے بڑوں نے ملتہ ابراہیمی کو بگاڑ کر بت پرستی کو اپنا دین ٹہرالیا ہے اوسوقت سے کوئی رسول و کتاب آسمانی لیکر اس بت پرستی کے وبال سے ڈرانے کے لئے تمہارے پاس نہیں آیا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے تمہاری انجانی کو رفع کرنے اور بت پرستی کے وبال سے تمہے ڈرانے کے لئے یہ قرآن نازل فرمایا ہے یہ بھی تمکو یاد رکھنا چاہئے کہ جب آسمان و زمین کو اللہ تعالیٰ نے اسطرح پر پیدا کیا کہ اسمیں اوسکا کوئی شریک نہیں ہے تو لایق عبادت بھی وہی وحدہ لاشریک ہے پہر جو کوئی اوسکے سوا کسی غیر کی عبادت کریگا تو وہ عذاب الٰہی میں پکڑا جاویگا اور عذاب الٰہی سے بچانیوالا کوئی حمایتی ایسے شخص کو آسمان و زمین میں نظر نہ آویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ اور عبداللہؓ بن مسعود کی روایتیں ایک جگہ گذر چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انجانی کے عذر کا رفع کر دینا بہت پسند ہے اسیواسطے اوس نے آسمانی کتابیں دیکر رسولوں کو بھیجا ان روایتوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک مدت سے مکہ میں بت پرستی پھیل کر شرک کی خرابی کو اہل مکہ نہیں جانتے تے اسلئے اونکے انجانی کے عذر کو رفع کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزماں کو رسول کر کے بھیجا اور اونپر قرآن نازل فرمایا ۱۱

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝

تدبیر سے اتارتا ہے کام آسمان سے زمین تک پہر چڑھتا ہے اسکی طرف ایک دن میں جسکا پیمانہ ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں

بعضے مفسروں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیتہ میں ہزار برس کا عرصہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اور سورۂ معارج میں پچاس ہزار برس

کا عرصہ ذکر فرمایا ہے ان دونوں آیتوں میں موافقت کی کیا صورت ہے پہر اس اعتراض کا کئی طرح سے جواب دیا ہے لیکن اوپر گذر چکا ہے کہ تفسیر کے باب میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے شاگرد مجاہد کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسلئے مجاہد کا قول ذکر کیا جاتا ہے مجاہد نے جو موافقت ان دونوں آیتوں کی بتلائی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی درگاہ سے دنیا کے انتظام کے لئے طرح طرح کے حکم ہوتے ہیں عرش معلے سے آسمان بآسمان وہ حکم دنیا کے آسمان تک آنکر دنیا کے آسمان کے فرشتے زمین پر اوس حکم کے موافق تعمیل کر دیتے ہیں اور تعمیل کی اطلاع کے لئے پہر فوراً اول آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور اسیطرح وہ اطلاع عرش معلی تک پہونچ جاتی ہے اسطرح سب سے اول دنیا کے آسمان کے فرشتے زمین سے آسمان تک آنے جانے میں ہزار برس کے فاصلہ کو طے کرتے ہیں اور پہر رفتہ رفتہ پچاس ہزار کا فاصلہ عرش معلی تک کا طے ہوتا ہو اور یہ سب کچہ ایک دن کے دن ہو جاتا ہے جسکی گنتی ایک حساب سے ہزار برس کی ہے اور ایک حساب سے پچاس ہزار برس کی غرض اس آیۃ میں اللہ تعالی نے زمین سے دنیا کے آسمان تک مدت ذکر فرمائی ہے اور سورہ معارج میں عرش معلی تک کی مدت کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا میں جو کچہ ہونے والا تہا اپنے علم ازلی کے موافق وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکہہ لیا ہے۔ معتبر سند سے مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایۃ ہے کہ لوح محفوظ کے نوشتہ میں سے ہر شب قدر کو سال بہر کے امور انتظامی کی نقل فرشتوں کو ملجاتی ہے اوسکے موافق اللہ کے فرشتے سال بہر کا انتظام چلاتے ہیں۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ لوگوں کے دن کے تمام عمل رات سے پہلے اور رات کے عمل دن سے پہلے فرشتے اللہ تعالی کے ملاحظہ میں پیش کر دیتے ہیں۔ ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی تدبیر کے موافق ہر کام آسمان پر جو لوح محفوظ میں لکہا گیا ہے اوسمیں کا سال بہر کا انتظام فرشتوں کی معرفت ہر سال زمین پر روانہ آتا ہے اور اوسکے موافق تعمیل ہو کر دن کے عملوں کا نتیجہ رات سے پہلے اور رات کے عملوں کا نتیجہ دن سے پہلے اللہ تعالی کے ملاحظہ میں پیش ہو جاتا ہے حالانکہ یہ فاصلہ آسمان دنیا تک ہزار برس کا اور عرش معلی تک پچاس ہزار برس کا ہے۔ اس آیۃ میں مشرکین مکہ کو یہ سمجہایا گیا ہے کہ جسطرح دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں ہے اسیطرح دنیا کے تمام انتظام میں بہی اوسکا کوئی شریک نہیں ہے باوجود اسکے جو لوگ غیروں کو اوسکی تعظیم میں شریک کرتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۙ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۚ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ

یہ ہے جاننے والا چہپے اور کہلے کا زبردست رحم والا جسنے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے پہر بنائی اوسکی اولاد نچڑے پانی بیقدر سے پہر اسکو برابر کیا اور پہونکی

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا
اسمیں اپنی جان میں سے اور بنا دیے تمکو کان اور آنکھیں اور دل تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور کہتے ہیں کیا جب ہم
فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ○ قُلْ يَتَوَفَّاكُم
رل گئے زمین میں کیا ہمکو بنا ہے کوئی نیا وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ بھر لیتا ہے
مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ○ ع
تمکو فرشتہ موت کا جو تمپر تعین ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے

ع ۱۱ / ۱۴

دنیا کے بادشاہوں کے انتظام میں اسواسطے خامی رہجاتی ہے کہ اونکو آئندہ کا غیب کا حال معلوم نہیں ہوتا برخلاف اوسکے دنیا کے پیدا کرنے اور دنیا کی تدبیر کا انتظام الٰہی اسلیے پختہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے غیب اور ظاہر کا اور ایسا زبردست ہے کہ اوس نے تمام چیزوں کو زیر کر رکھا ہے اور وہ اپنے ایمان والے بندوں پر مہربان ہے پھر فرمایا اللہ وہ ہے جسنے ہر چیز کی پیدائش کو اچھا بنایا اور پیدائش آسمان اور زمین کے بعد آدمی کی پیدائش کا اللہ نے ذکر اسطرح فرمایا کہ انسان کی پیدائش مٹی سے ہے مراد انسان سے حضرت آدمؑ ہیں جو سب آدمیوں کے باپ ہیں اونکو اول اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اوسکی نسل کو نچوڑے ہوئے ناچیز پانی سے پیدا کیا جو پانی مرد کی پشت اور عورت کے سینہ سے نکلتا ہے پھر اوسکو برابر سیدھے قد والا بنایا اور اوسمیں روح پھونکی اور کان اور آنکھیں اور دل سب کچھ دیا لیکن تم لوگ اللہ تعالیٰ کا تھوڑا شکر کرتے ہو مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے بدلہ میں تم تھوڑا شکر ادا کرتے ہو اب اللہ تعالیٰ اہل مشرک کے آخرت کے جھٹلانے کے باب میں ارشاد فرماتا ہے کہ یہ مشرک لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم خاک میں ملجاویں گے تو کیا ہم نئی پیدائش سے پھر جلائے جائیں گے یہ بات عقل سے بعید ہے یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ بات اونکی کم زور طاقت کی نسبت تو بعید ہے لیکن خدا کی قدرت سے یہ بات ہرگز بعید نہیں کیونکہ جب اوس صاحب قدرت نے پانی سے انکا پتلا بنا کر اوسمیں روح پھونکدی تو آدم علیہ السلام کے پتلے کی طرح مٹی سے اونکے پتلوں کا بنا دینا اور اونمیں روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے اوسکی قدرت تو ایسی ہے کہ وہ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اوسکو یہ حکم کرتا ہے کہ ہو جا پھر وہ چیز ہو جاتی ہے پھر فرمایا یہ مشرک اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے ہونے سے جب منکر ہوں تو اونسے کہدیا جاوے کہ ملک الموت تمہاری جان کو قبض کریگا جو کہ تمہارے اوپر تعینات کیا گیا ہے پھر فرمایا تم دوبارہ جلائے جاؤ گے اور اپنے پروردگار کے روبرو بعد نئی پیدائش کے اپنے عملوں کی جزا و سزا کے لیے حاضر کیے جاؤ گے۔ ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی اللہ تعالیٰ نے تمام زمین سے لی ہے اوسی اثر سے اولاد آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی نیک مزاج ہے کوئی بد مزاج۔ یہ حدیث وبدأ خلق الانسان من طین کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ منکرین حشر تو بغیر ملونی کے خالص مٹی کے پتلوں کے بن جانے اور اونمیں روح کے پھونکے جانے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر گنتے ہیں لیکن اللہ کی قدرت تو وہ ہے کہ اوس نے

ززال

ایک ہی پتلا ایسا بنا دیا جو قیامت تک کے پتلوں کا نمونہ تھا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں ٹھہر کر جما ہوا خون بنجاتا ہے پھر اوس خون کا گوشت بنجاتا ہے اور ہڈیاں اوس گوشت سے بنکر اون ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑہا دیا جاتا ہے غرض چار ساڑھے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہوکر پتلا تیار ہوجاتا ہے اور پھر اوسمیں اللہ کے حکم سے جان پڑجاتی ہے - ان آیتوں میں اولاد آدم کی پیدائش کا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے جس سے منکرین حشر سمجھ سکتے ہیں کہ جس صاحب قدرت کی قدرت کے آگے انسان کی یہ مشکل پیدائش کچھ چیز نہ تھی اوسکے قدرت کے آگے حشر کے دن مٹی کے پتلے بناکر اونمیں روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے - مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی معتبر روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال جواب کے بعد نیک آدمی کو اوسکا جنت میں ٹھکانہ دکھا کر اللہ کے فرشتے یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے تجھکو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا اسیطرح بدآدمی کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر یہ کہدیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن تجھکو اس ٹھکانے میں جانا پڑیگا اور پھر ایسے شخص پر عذاب قبر شروع ہوجاتا ہے - اس حدیث سے ثم الی ربکم ترجعون کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ منکرین حشر کو اللہ تعالی کے روبرو تو قیامت کے دن کھڑا ہونا پڑیگا چنانچہ ابوہریرہؓ کی معتبر روایتہ ترمذی کے حوالہ سے اور معاذ بن جبلؓ کی معتبر روایتہ مسند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے اس باب میں ایک جگہ گذر چکی ہے لیکن حشر کے پہلے بھی ان لوگوں کو مرتے کے ساتھہ ہی حشر کا نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ۔۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر سر ڈالے ہو وینگے اپنے رب کے پاس اے رب ہمنے دیکھہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پھیر بھیج

نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ

ہم کریں بھلائی ہمکو یقین آیا اور اگر ہم چاہتے تو دیتے ہر جی کو سوجھ اسکی راہ کی لیکن ٹھیک پڑی

الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ

میری کہی بات کہ مجھکو بھرنا ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے سو اب چکھو مزا جیسے بھلا دیا تھا اس

يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا

اپنے دن کا ملنا ہمنے بھلا دیا تمکو اور چکھو مار سدا کی بدلا اپنے کئے کا ہماری باتوں کو مانتے ہیں

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝

وہ کہ جب انکو سمجھائیے انسے گر پڑیں سجدہ کرکر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں سے اور وہ بڑائی نہیں کرتے

ان آیتوں میں یہ ارشاد ہے کہ اب تو منکرین حشر دوبارہ زندہ ہوکر اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہونے سے منکر ہیں لیکن جب مرتے ہی اونکو حشر کا نتیجہ معلوم ہوجاویگا اور اوس نتیجہ کے ظہور کے لئے یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو قیامت کے دن آکر

ہونگے تو اونکا اوس وقت کا حال دیکھنے کے قابل ہوگا کہ وہ اپنے رب کے روبرو حقیر و ذلیل ہوکر کہڑے ہوں گے اور شرم کے مارے گردنوں کو نیچا کرکے زبان سے کہیں گے کہ اے پروردگار ہمارے ہمنے دیکہا اور سنا اب ہم تیرے حکم کو مانتے ہیں دیکہا اور سنا کا مطلب یہ ہے کہ دوزخ کا عذاب آنکہوں سے دیکہ لیا اور رسولوں کے بیان کی صداقت یا اللہ خود تیری زبان سے بالمشافہ سن لی پہر کہیں گے بہیجدے دوبارہ اے پروردگار ہمکو دنیا میں ہم نیک عمل کریں گے کیونکہ اب ہمکو یقین ہوگیا کہ تیرا وعدہ سچا اور برحق ہے لیکن خدا تعالیٰ کو معلوم ہے اگر اونکو پہر دنیا میں بہیجدیا جاوے تو وہ پہلے کی طرح پہر کفر کریں گے خدا کی آیتوں اور رسولوں کو جہٹلاویں گے جیساکہ سورہ انعام میں گذر چکا ہے ولو ترے اذ وقفوا علی النار فقالوا یالیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المؤمنین ، بل بدالہم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون جسکا مطلب یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر تم دیکہو ان لوگوں کو جبکہ وہ کہڑے کیئے جاویں گے دوزخ پر تو کہیں گے اے کاش ہم بہیجدیے جاویں دنیا کی طرف تاکہ ہم ایمان لانے والوں میں سے ہوجاویں یہ بات وہ لوگ اسلیئے کہیں گے کہ اونکو ظاہر ہوجاویگا کہ دنیا میں وہ ناحق پر تہے اور علم الٰہی میں یہ بات ٹہر چکی ہے کہ اگر یہ لوگ پہر دنیا کی طرف پہیر دے جاویں تو پہر وہی کام کریں گے جس سے روکے گئے ہیں کیونکہ دوزخ کو دیکہ کر یہ لوگ جہوٹ بول رہے ہیں پہر فرمایا اگر ہم چاہتے تو ہر ایک شخص کو ہدایت دیتے لیکن علم الٰہی میں یہ ٹہر چکا ہے کہ دوزخ کو نافرمان جنات اور آدمیوں سے بہرا جاویگا اور مجبور کرکے سب کو راہ راست پر نہ لایا جاویگا اور جب انہیں دوزخ میں جہونکا جاویگا تو تنبیہ کے طور پر اہل دوزخ سے کہا جاویگا کہ چکہو عذاب بسبب اسکے کہ بہول گئے تم اوس دن کو اور بعید جانتے تہے اسکو اسلیئے ہمنے بہی بہلا دیا تمکو مطلب یہ کہ ہم بہی وہ معاملہ تمہارے ساتہ کرینگے جو بہلا دینے والے سے ہوتا ہے پہر فرمایا چکہو عذاب ہمیشہ کا بسبب اسکے کہ تہے تم دنیا میں برے عمل کرتے پہر فرمایا کہ قرآن کی آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اونکو نصیحت کیجاوے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں مطلب یہ کہ وہ قرآن کی آیتوں کو کان لگا کر سنتے ہیں اور ہر ایک امر میں اوسکی تابعداری کرتے ہیں وسبحوا بحمد ربہم وہم لا یستکبرون اسکا مطلب یہ ہے کہ پاکی بیان کرتے ہیں اپنے پروردگار کی اوسکی خوبیوں کے ساتہ اور تکبر اور بڑائی نہیں کرتے ۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکہ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے جن وانسان جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جہونکے جانے کے قابل کام کریں گے ۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی وہ حدیث بہی گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچہے برے لوگوں کی مثال اچہی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ۔ ان حدیثوں کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو جنات اور انسان علم الٰہی میں دوزخ کے قابل قرار پاچکے ہیں دنیا کی زندگی بہر قرآن کی نصیحت اونکے حق میں ایسی رائگاں ہے جیسے بری زمین میں مینہ کا پانی رائگاں جاتا ہے جس سے مرتے دم تک وہ راہ راست پر نہ

آویں گے اور مجبور کر کے اونہیں راہ راست پر لانا اللہ تعالی کو منظور نہیں ہے اسلئے دوبارہ زندہ ہونے اور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد وہ اپنی اس حالت پر پچتاویں گے اور دنیا میں دوبارہ آکر راہ راست پر زندگی بسر کرنے کی تمنا ظاہر کریں گے لیکن یہ بیوقت کی تمنا اونکے کچھہ کام نہ آویگی اسیطرح علم الہی میں جو لوگ نیک قرار پاچکے ہیں وہ قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کر کے قیامت کے دن جنت میں داخل ہونگے، معتبر سند سے تفسیر ابن منذر میں حضرت علیؓ سے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتیں ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورہ میں وہم لایستکبرون پر سجدہ کرنا تاکیدی ہے، تلاوۃ کے سب سجدے جمہور کے نزدیک سنت ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہیں زیادہ تفصیل ہر ایک مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہے،،

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○

الگ رہتی انکے کروٹیں اپنے سونیکی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہیں

جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ آیۃ تہجد کی نماز کی شان میں اللہ تعالی نے نازل فرمائی ہے اور اس قول کی تائید بھی حضرت معاذ بن جبل کی اس روایۃ سے ہوتی ہے جسکو امام احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ حاکم بیہقی نے روایۃ کیا ہے ترمذی اور حاکم نے اس روایۃ کو صحیح قرار دیا ہے حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل سے چند نیک کاموں کا ذکر فرماکر پھر فرمایا کہ تہجد کی نماز تو ایسی چیز ہے جسکے ثواب کا بیان نہیں ہوسکتا اور پھر آپ نے یہ آیۃ پڑھی تفسیر ابن مردویہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایۃ بھی حضرت معاذ بن جبل کی روایۃ کے موافق ہے ترمذی کی دوسری روایۃ جو انسؓ بن مالک سے ہے اور مسند بزار کی حضرت بلال کی روایۃ جن دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ عشا کی نماز کی شان میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح تہجد کی نماز اکثر لوگوں پر شاق ہے اسیطرح کچھہ لوگوں پر تھکان اور نیند کے سبب سے عشا کی نماز بھی شاق ہے اسلئے عشا کی نماز کی شان میں بھی اس آیۃ کا مطلب پایا جاتا ہے اوپر یہ بیان ہوچکا ہے کہ ایک آیۃ کا مطلب جہاں جہاں صادق آتا تھا تو صحابہ کا یہ دستور تھا کہ اون سب حالتوں اور شکلوں کو اوس آیۃ کی شان نزول قرار دیا کرتے تھے حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایۃ کی وجہ سے قوی شان نزول تو وہی ہے جو جمہور مفسرین نے بیان کی ہے باقی روایتوں اور اقوال مفسرین کا مطلب یہ ہے کہ اور نمازوں پر بھی آیۃ کا مضمون صادق آتا ہے، اوپر جن ایماندار لوگوں کا ذکر تھا کہ وہ قرآن کی نصیحت کو کان لگا کر سنتے ہیں اور احکام الہی کے تابع ہیں یہ اونہی کا ذکر فرمایا کہ جب اور لوگ آرام سے سوتے ہیں تو یہ لوگ اپنے بچھونے کو خالی چھوڑ کر عذاب عقبے کے خوف اور راحت عقبی کی امید سے تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اور اللہ تعالی سے اپنی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالی نے جو کچھہ اونکو دیا ہے اوسمیں سے صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے اسکے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلا اسکا جو کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیۃ قرآن شریف میں ایسی ہے جسکی تفسیر انسان سے نہیں ہوسکتی اور حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کی تائید اوس صحیح حدیث قدسی سے ہوتی ہے جسکو امام بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بعضے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ وہ نعمتیں لگا رکھی ہیں جو کسی نے نہ آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنی نہ کسی کے دل میں اونکا تصور گذر سکتا ہے حضرت ابوہریرہؓ جب یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کرتے تھے تو ساتھ اوسکے اس آیۃ کو بھی پڑھا کرتے تھے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ حدیث آیۃ کی تفسیر ہے اب جو بات آدمی نے نہ آنکھوں سے دیکھی ہو نہ کانوں سے سنی ہو نہ دل میں اوسکا تصور گذر سکتا ہو تو ایسی بات کو انسان قلم یا زبان سے کیونکر ادا کر سکتا ہے اسیواسطے امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ فرمایا کہ اس آیۃ کی تفسیر انسان کے اختیار سے باہر ہے کیونکہ خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں یہ فرمایا ہے کہ اس آیۃ کی تفسیر کا سمجھنا انسان کے دلی منصوبہ سے باہر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جن ایماندار لوگوں کے نیک عملوں کا اوپر کی آیتوں میں ذکر تھا اس آیۃ میں اون عملوں کی جزا کا یہ ذکر ہے اور اوپر کی حدیث قدسی اوس جزا کی تفسیر ہے"

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ

بھلا ایک جو ہے ایمان پر برابر اسکے جو بے حکم ہے نہیں برابر ہوتے سو وہ جو یقین لائے اور کئے کام بھلے تو اون کو

جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

باغ ہیں رہنے کی مہمانی اسپر جو کرتے تھے اور وہ جو بے حکم ہوئے سو انکا گھر ہے آگ جب چاہیں کہ نکل پڑیں

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

اوسمیں سے الٹے جاویں اور کہئے ان کو چکھو آگ کی مار جس کو تم جھٹلاتے تھے

نزلہ

اس آیۃ شریف میں اللہ تعالیٰ اپنے عدل اور انصاف سے آگاہ فرماتا ہے کہ کیا وہ شخص جو خدا کی آیتوں کی تصدیق اور رسولوں کی فرمانبرداری کرتا ہے قیامت کے روز مانند اوس شخص کے ہے جو کہ خدا کا فرمان ہے ہرگز دونو برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ جنہوں نے اچھے کام کئے اونکے لئے ہیں باغ رہنے کے لئے ہیں جنمیں بالاخانہ ہیں بسبب کہ اسکا بدلہ ہے وہ دنیا میں نیک عمل کرتے تھے اسیطرح جن لوگوں نے نافرمانی کی اونکا ٹھکانہ دوزخ ہے پھر جب وہ اوس آگ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اوسکے اندر پھر ڈال دیئے جاویں گے، اور اون سے کہا جاویگا کہ وہی آگ ہے جسکو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے اسلئے اب اوسکا مزا چکھو، معتبر سند سے مسند امام احمد اور مسند بزار میں ابوسعید خدری سے روایۃ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم سے کم دوزخ کا عذاب جس شخص پر ہوگا اوسکو آگ کی جوتیاں پہنادی جاویں گی جس سے گرمی گھرتی اوسکا بھیجا پگھل کر نکل پڑیگا یہ حدیث مختصر طور پر صحیح مسلم میں بھی ہے اور معتبر سند سے اسی مضمون کی ابوہریرہؓ سے ایک روایۃ طبرانی میں بھی ہے صحیح مسلم اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود سے روایتیں ہیں جنمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادنی اہل جنت کو تمام دنیا سے دس گونا سا

مسلمان دیا جاوے گا ان حدیثوں سے اہل دوزخ اور اہل جنت کے برابر نہ ہونے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے "

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ

اور البتہ چکھا دینگے ہم انکو تھوڑا سا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے کہ شاید وہ پھر آویں اور کون بے انصاف

مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ۝

اس سے جسکو سمجھایا اس کے رب کی باتوں سے پھر اُن سے منہ موڑ گیا مقرر ہمکو ان گنہگاروں سے بدلا لینا ہے

ع ۱۵

تفسیر سدی تفسیر عطاء بن یسار اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ایک روز حضرت علیؓ سے اور ایک شخص مشرک مکہ سے جسکا نام ولید بن عقبہ تھا تکرار ہوگئی ولید نے حضرت علیؓ سے کہا تم میرے آگے کے بچے ہو میں تم کو کیا سمجھتا ہوں حضرت علیؓ نے ولید کو جواب دیا تو خدا کا منکر کافر ہے میں تجھکو کیا سمجھتا ہوں اوپر اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتیں نازل فرماکر فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کافر اور ایماندار لوگ برابر نہیں ہوسکتے ایمانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں وہ وہ نعمتیں رکھی ہیں جسکا ذکر اوپر گذرا کہ نہ کسی کی آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اوسی ذکر میں اب اب یہ فرمایا کافروں کے لئے دنیا میں بھی دکھ بیماری تنگی قحط سالی یہ طرح طرح کے عذاب ہیں تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آویں اسپر بھی جو لوگ اپنے کفر سے باز نہ آویں گے اور کفر کی حالت میں مرجاویں گے تو عقبےٰ میں اونکو طرح طرح کا عذاب ہے جس عذاب سے نہ اونکو موت ہے نہ کہیں بھاگنے کا موقع ہے کسلئے کہ ان ظالموں کو اب اللہ کے کلام سے اللہ کے رسول نصیحت کی باتیں سناتے ہیں تو یہ لوگ مکرائیاں کرتے ہیں مرنے کے بعد انکی مکرائیوں کا بدلہ انکو اچھی طرح ملجاویگا ۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جب مشرکین مکہ نے قرآن کی نصیحت کے سننے سے بہت مکرائی کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قحط کی بلا نازل ہونیکی بد دعا کی اور آپکی بد دعا سے مکہ میں ایسا قحط پڑا کہ تمام لوگ مردار جانوروں کی ہڈیاں تک کہا گئے ۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش مارے گئے تو اللہ کے رسول نے اونکی لاشوں پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اب تو عذاب آخرت کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تم لوگوں نے سچا پایا قرآن شریف کی نصیحت کے سننے سے مکرائی کرنے والوں سے دنیا اور عقبےٰ کے عذاب کا وعدہ جو ان آیتوں میں تھا اوس وعدہ کے ظہور کی یہ حدیثیں گویا تفسیر ہیں "

منزل ۵

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

اور ہمنے دی ہے موسیٰ کو کتاب سو مت رہ دھوکے میں اسکے ملنے سے اور وہ کی ہمنے سوجہ بنی اسرائیل کو اور کئے ہمنے

أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

انیں سردار جو راہ چلاتے ہماری حکم سے جب وہ ٹھہرے رہے اور ہماری باتوں پر یقین کرتے تیرا رب جو ہی چکاویگا ان میں ان قیامت کے جس بات میں کہ وہ بہٹ رہتے

اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول ہوئے ہیں لیکن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نہیں مانتے اور حضرت موسےٰ اور توراۃ کو نصاریٰ لوگ مانتے ہیں اور یہود سے اور قریش سے بڑی دوستی
تھی اور قریش یہود کو مانتے تھے اسواسطے بہ نسبت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں
زیادہ ہے تاکہ یہود نصاریٰ قریش تینوں قوموں کے اوپر قرآن شریف کی نصیحت کا اثر ہو یہاں حضرت موسےٰ اور اونکی امت کا
ذکر اللہ تعالیٰ نے اسلئے فرمایا ہے کہ قریش اس قصہ میں سے اس بات کو سمجھیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے فرمانبرداری
سے جسطرح بنی اسرائیل کو دین اور دنیا کی دولت ملی داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام جیسے نبی اور بادشاہ بنی اسرائیل
میں ہوئے اب نبوت تو نبی آخرالزمان کے بعد نہیں ہو سکتی لیکن قریش بھی اگر نبی آخرالزمان کی فرمانبرداری اختیار کریں
گے تو دین اور دنیا کی دولت پاویں گے اللہ سچا ہے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے جو لوگ قریش میں سے اسلام لائے اور اللہ کے
رسول کے فرمانبردار بنگئے جسطرح کی بادشاہت دنیا میں اونکو ملی اوس سے تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور جو مرتبہ اونکو
عقبےٰ میں ملیگا اوسکے حال کے دو سچے گواہ ایک قرآن شریف دوسرا حدیث شریف موجود ہیں کیا اللہ کی شہادت اور
اللہ کے رسول کی شہادت سے بڑھکر کوئی گواہی دنیا میں پیدا ہو سکتی ہے اب بھی جس کسیکو دین اور دنیا کی خوبی
درکار ہو وہ سچے دل سے اللہ کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کرے پھر اللہ کے وعدہ کا ظہور جیسا جب تھا وہ اب بھی
موجود ہے ۔ صحیح مسلم میں انس رضی بن مالک سے روایت ہے کہ معراج کی رات بیت المقدس کے راستہ میں اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے موسےٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ۔ صحیح بخاری ومسلم میں مالک رضی بن صعصعہ سے روایت
ہے کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم معراج کے رات چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور موسیٰ علیہ السلام کے
مشورہ کے موافق آپنے پچاس نمازوں میں سے ۴۵ نمازوں کی تخفیف کی اللہ تعالیٰ سے التجا کی اور آپکی وہ التجا منظور ہو کر پچاس
نمازوں کی جگہ پانچ نمازیں رہگئیں جو اب لوگ پڑھتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام
کی ملاقات میں یہ شبہ پڑا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر پہلے تو بیت المقدس کے راستہ میں نظر آئے تھے پھر ایسے جلدی مجھ
پہلے وہ چھٹے آسمان پر کیونکر پہنچ گئے ۔ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اوسی شبہ کو رفع فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ظاہر کرنے کے لئے ایسی جلدی موسےٰ علیہ السلام کو ملک شام سے چھٹے آسمان پر پہونچا دیا اسلئے اے
رسول اللہ کے تمہاری ملاقات جو موسیٰ علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ہوئی اوسمیں کچھ دھوکا نہیں ہے وجعلنا منہم ائمۃ اسکا
مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بعضے لوگ اچھے ہوئے اور بعضے نہیں ہوئے جیسے مثلاً نبی آخرالزمان تمہارے زمانہ
کے بنی اسرائیل ہیں کہ اونہوں نے آسمانی کتابوں کو بدلکر طرح طرح کا اختلاف دنیا میں پھیلا دیا پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے
اختلاف کا اور مشرکین مکہ نے ملتہ ابراہیمی میں جو اختلاف ڈال رکھا ہے اوسکا قیامت کے دن پورا فیصلہ ہو جاویگا ۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

کیا اونکو سوجھ نہ آئی اس سے کہ کتنے کھپا دیں ہمنے اونسے پہلے سنگتیں پھرتے ہیں اُن کے گھروں میں اس میں بہت

منزل ۵

اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا

تے ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی ایک زمین چٹیل کو پہر نکالتے ہیں اس سے کہیتی

تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کہ کہاتے ہیں اسمیں سے اونکے چوپائے اور آپ پہر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں کب ہے یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو

ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ یہ مشرک اللہ کے رسول کو جھٹلانے والے اتنا نہیں سمجھتے کہ رسولوں کے جھٹلانے کے جرم میں ان
سے پہلے کتنی قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگئیں ملک شام اور یمن کے سفر میں جنکی اجڑی ہوئی بستیاں یہ لوگ
دیکھ چکے ہیں جنمیں انکے لئے اون رسولوں کے جھٹلانے والوں کے ہلاک ہونے اور ایمان والوں کے نجات پانے میں بہت
سی نشانیاں اور نصیحتیں ہیں کیا یہ لوگ اون اجڑی ہوئی قوموں کا انجام نہیں سنتے اور عبرت نہیں پکڑتے پہر فرمایا کیا یہ
نہیں دیکھا ان لوگوں نے کہ ہم ہانک لیجاتے ہیں پانی کو خشک زمین پر اور نکالتے ہیں بہ سبب اوس پانی کے چارا اور غلہ اور
پہل کہ اونکے جانور اور یہ خود کہاتے ہیں تو کیا وہ ان نعمتوں کا شکر نہیں کرتے اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتے
کیونکہ وہ پروردگار ان سب چیزوں کے پیدا کرنے میں اکیلا ہے کوئی دوسرا اوسکا شریک نہیں ہے اسلئے اوسکی عبادت میں
بہی شریک ٹہرانے کا کسیکو حق نہیں ہے پہر فرمایا کہ وہ مشرک مسلمانوں سے کہتے ہیں کب ہے یہ فتح تمکو جو سچے ہو تو بتلاؤ۔
اس فتح سے مقصد قیامت کا دن ہے چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ شرک اور حشر کا انکار اللہ کے رسول
کو جھٹلانا غرض جو جو عادتیں اہل مکہ میں تہیں قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک ان ہی عادتوں کی وہ قومیں گذری ہیں جو طرح
طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگئیں اسلئے قرآن شریف میں ان اجڑی ہوئی قوموں کے قصے جگہ جگہ ذکر کئے گئے ہیں تاکہ اہل
مکہ کو عبرت ہو اور وہ یہ سمجہیں کہ اگر وہ اپنی عادتوں سے باز نہ آویں گے تو اون اوجڑی ہوئی قوموں کی طرح انپر کوئی آفت
ضرور آویگی۔ اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت ان مشرکوں میں کے بڑے بڑے سرکشوں پر دنیا اور
دین کے عذاب کی آفت جو آئی اوسکا قصہ انس رض بن مالک کی صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث کے حوالہ سے اور ... حَكِيْمًا ۝ وَّاتَّبِعْ
اور چل اسی پر
کی عبداللہ رض بن مسعود کی حدیث کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے اسیطرح صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہ رض کی ... نول والا
چکا ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسیگا جس سے سب مرے ہوئے لوگوں ... لِلّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝
روحیں پہونکدی جاویں گی اور حشر قائم ہو جاویگا۔ قرآن شریف میں کہیتی کی مثال ... اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا
جتلائی گئی ہے جسکا ذکر اوپر گذرا دوسرا اونکے حشر کے انکار کو بے اصل ٹہرایا گیا ... ن کے مشورہ کے نہ ماننے کا اور ہر کام میں
ہر سال طرح طرح کی پیداوار زمین سے نکل آتی ہے اسیطرح ایک مینہ کے پانی ... سے ... کی نافرمانی کو چہوڑ دے اور ثواب کی امید
حشر کے دن نکل آویں گے اور اون میں روحیں پہونکدی جاویں گی ... خدا اور اوسکی تابعداری کرو اور ہر کام میں اللہ ہی
پیداوار کے نکلنے میں انسان کی عقل کو کچہہ دخل نہیں ہے یہی حال ... حضرت صاحب حکمت ہے، مشرکین مکہ ہجرت سے پہلے اور

حشر کا انکار کرنا اور اسمیں عقلی حجتوں کو دخل دینا بڑی نادانی ہے ۱۱

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ

تو کہہ دن فیصلے کے کام نہ آویگا منکروں کو اُن کا ایمان لانا اور نہ انکو ڈھیل ملے گی سو تو خیال چھوڑ انکا اور راہ دیکھہ وہ بھی راہ دیکھتے ہیں

تفسیر ابن جریر اور تفسیر سدی وغیرہ میں قتادہ کی روایتہ سے جو شان نزول اس آیتہ کے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ
صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر مشرک لوگوں سے کبھی کبھی بات چیت کے وقت کہا کرتے تھے کہ ایک دن ایسا آنے
والا ہے کہ اسلام کا غلبہ ہوگا اور شرک سے مکہ بالکل پاک ہوجاویگا اور مسلمانوں کو مشرکوں کے شرک کا کھٹکا بالکل نہ رہیگا
اور اللہ کے رسول کے کلام کی تصدیق پوری ظاہر ہوجاویگی پھر دنیا کے ختم ہونے کے بعد سب دوبارہ زندہ ہونگے اور
اس دوبارہ زندگی میں مسلمان عزت سے رہیں گے اور مشرک ذلت وخواری سے مشرک لوگ مسلمانوں کو جواب دیا کرتے
تھے کہ آخر بتلاؤ تو سہی کہ یہ کب اور کونسے دن ہوگا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعضے مفسروں نے اس فتح
سے فتح بدر مراد لی ہے اور بعضوں نے فتح مکہ لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر اور اور مفسرین نے اس قول پر یہ اعتراض کیا ہے
کہ قرآن شریف کی اس آیتہ کے مضمون سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فتح کا وقت اسطرح کا وقت ہوگا جسمیں کافر لوگوں کا ایمان
مقبول نہوگا فتح بدر اور فتح مکہ کے بعد تو ہزارہا آدمیوں کا ایمان مقبول ہوا اس صورت میں صحیح تفسیر آیتہ کی وہی ہے جو حضرت
عبداللہ بن عباس کے مشہور شاگرد مجاہدؒ نے کی ہے کہ اس فتح کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے کہ اوسدن اہل اسلام کی
عزت ہوگی اونکی شفاعت قبول ہوگی اونکو جنت کی نعمتیں ملیں گی اور مشرک اوسدن طرح طرح سے خوار ہونگے اپنے جہوٹے
معبودوں سے بیزاری ظاہر کریں گے دنیا میں پھر آنے اور اسلام پر قائم رہنے کا وعدہ کریں گے مگر اُس دن نہ اونکی کوئی ندامت
کام آویگی نہ اونکا اسلام لانے کا وعدہ قبول ہوگا اب آگے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے تم ان منکرین حشر کی عقلی حجتوں کا کچھہ
خیال نکرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق تم بھی اوس دن کا انتظار کرو اور اون لوگوں کو بھی اوسکا انتظار کرنا چاہیے وقت
پہلے وہ چھٹے آسمان پر کیونکر آنکھوں کے سامنے آجاویگا مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی معتبر روایتہ اوپر گذر چکی ہے
تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ظاہر کرکے ہر آدمی کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر اللہ کے فرشتے یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں جانے اور
رسول اللہ کے تمہاری ملاقات جو ہوئی دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں ابوہریرہؓ سے معتبر روایتہ ہے
مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ؐ نے فرمایا لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہونگے کہ ایکدفعہ ہی صور پھونکا جاکر تمام دنیا اوجڑ
کے بنی اسرائیل ہیں کہ اونہوں نے آسمانی کلام یہ ہے کہ جسطرح ہر ایک آدمی کے عمر کی مدت مقرر ہے اسیطرح تمام دنیا کی
اختلاف کا اور مشرکین مکہ نے ملتہ ابراہیمی میں بگاڑ کی تہی کہ مکہ کے ان منکرین قیامت میں سے کوئی شخص صور کے پھونکے جانے اور
واسطے ان لوگوں کو قیامت کے انتظار کی تنبیہ جو آیتہ میں فرمائی گئی ہے اوسکا

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

کیا اونکو سوجھہ نہ آئی اس سے کہ کتنے کہپا دیں ہمنے انسے پہلے کے سامنے مرگئے اسیطرح یہ لوگ اپنی موت کا انتظار کریں دم نکلتے

منزل ۵

ہی انکو معلوم ہوجاویگا کہ قیامت کے دن انکا کیا انجام ہونے والا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عائشہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی جسکا حاصل یہ ہے کہ جب لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا حال پوچھا کرتے تو آپ ایک نوعمر لڑکے کی طرف نظر ڈالکر یہ فرمادیا کرتے کہ اگر یہ لڑکا جیتا رہا تو یہ بوڑہا نہونے پائیگا کہ اتنے میں تم لوگوں کی قیامت قائم ہوجاویگی۔ اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ اون قیامت کا حال پوچھنے والوں کو آپ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ اس لڑکے کے بوڑہا ہونے سے پہلے موجودہ لوگوں میں سے اکثر لوگ مرجاویں گے اور مرنے کے ساتھ ہی اونمیں سے ہر ایک کو اپنا قیامت کا انجام معلوم ہوجاویگا۔ سورہ سجدہ ختم ہوئی۔

سُوۡرَةُ الۡاَحۡزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّتِسۡعُ رُكُوۡعَاتٍ

حضرت عبداللہؓ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مدنی ہے معتبر سند سے نسائی اور مستدرک حاکم میں ابیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ سورہ بقرہ کے برابر یہ سورہ نازل ہوئی تھی مگر اسکی باقی کی آیتوں کی تلاوۃ منسوخ ہوگئی فقط سنگسار کرنے کی آیتہ کا حکم باقی ہے صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہؓ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایتہ ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز خطبہ پڑھا اور بعد حمد خدا کے کہا اے لوگو بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر کرکے بھیجا اور اونپر کتاب اوتاری اوسمیں رجم کی آیتہ بھی تھی ہمنے اوسکو پڑھا اور وہ آیتہ یہ ہی تھی کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کریں تو ضرور ان دونوں کو سنگسار کردو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہمنے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رجم کیا میں ڈرتا ہوں کہ عرصہ کے بعد کوئی کہے کہ رجم کی آیتہ قرآن میں نہیں ملتی اور لوگ خدا کے اوتارے ہوئے فرض کے چھوڑنے کے سبب سے گمراہ ہوجاویں گے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝ وَّاتَّبِعۡ

اے نبی ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا مقرر اللہ ہے سب جانتا حکمتوں والا اور چل جو

مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۝ وَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ۝

جو حکم آوے تجھکو تیرے رب سے مقرر اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور بھروسا رکھ اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا

ان آیتوں میں اللہ کے رسول اور امت کے لوگوں کو تقوے کا کافروں اور منافقوں کے مشورہ کے نہ ماننے کا اور ہر کام میں اللہ پر بھروسہ کرنے کا حکم ہے۔ تقوے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرکر آدمی نافرمانی کو چھوڑ دے اور ثواب کی امید پر اوسکی عبادت کرے پھر فرمایا اللہ ہی اسکا مستحق ہے کہ اوسکے حکموں کو مانو اور اوسکی تابعداری کرو اور ہر کام میں اللہ ہی پر بھروسہ کرو کہ وہی بندوں کے سب کام بنانیوالا انجام کار سے خبردار صاحب حکمت ہے۔ مشرکین نکہ ہجرت سے پہلے اور

کہ
ہجرت کے بعد مدینہ کے منافق جو بات کہتے تھے وہ اسلام کے برخلاف ہوتی تھی مثلاً سورۃ الانعام میں گذر چکا کہ
مسلمانوں کو اللہ کے رسول کی مجلس سے روکنا چاہتے تھے اسیطرح مدینہ کے منافقوں نے قتادہ بن نعمان کے زرہ کی چوری
کے مقدمہ میں اللہ کے رسول کو جو دہوکا دینا چاہا تہا اوسکا ذکر سورۃ النسا میں گذر چکا ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین
مکہ کی اور مدینہ کے منافقوں کی بات نہ ماننے کی جو نصیحت فرمائی ہے اوسکی تفسیر ان قصوں سے اچھی طرح سمجھہ میں آسکتی ہے
اللہ پر بہروسہ رکھنے کی نصیحت جو ان آیتوں میں ہے اوسپر عمل کرنے والے مسلمانوں کا دنیوی نتیجہ حضرت ابوبکر صدیق سے
امیہ تک کی خلافت ہے اور ایسے لوگوں کا آخرت کا نتیجہ صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ رضؓ بن عباس کی روایتہ
بہ اسیطرح کے ستر ہزار آدمیوں کی جماعت قیامت کے دن بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جاویں گے "

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ

اللہ نے رکھے نہیں کسی مرد کے دو دل ایکے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروں کو جنکو ماں کہہ بیٹھے ہو سچ تمہاری مائو

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي

اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے اپنے مونہہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور سمجہاتا

السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

راہ پکارو لے پالکوں کو انکے باپ کر کر یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں

الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

دین میں اور رفیق ہیں اور گناہ نہیں تمپر جس چیز میں چوک جاؤ پر وہ دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

منزل ۵

یہ آیتیں زید بن حارثہ کے باب میں اوتری ہیں وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لے پالک تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ا
تبنا کر لیا تہا نبوت سے پہلے کے رواج کے موافق لوگ اونکو زید بن محمدؐ کے نام سے پکارتے تھے اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند معلوم
ہوئی اسواسطے اس مصنوعی طریقہ کے توڑنے کا ارادہ فرماکر فرمایا کہ خدا نے تمہارے منہ بولوں کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا مسند
احمد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ رضؓ بن عباس سے معتبر روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز میں آپکو کوئی وسوسہ پیدا ہوا تو جو منافق آپ کے ساتھہ نماز پڑہ رہے تھے کہنے لگے
انکے دو دل ہیں ایک منافقوں کے ساتھہ اور ایک ایمان والوں کے ساتھہ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں
اور فرمایا کہ کسی آدمی کے جسم میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں بنائے پہر فرمایا پکارو اون لے پالوں کو اونکے باپ کے نام سے
کہ یہ انصاف کی بات ہے اللہ کی نزدیک پہر اگر تم نہ جانتے ہو اونکے باپوں کو تو وہ تمہارے بہائی ہیں دین میں امام بخاری
اور مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایتہ کیا ہے کہ زید بن حارثہ کو ہم زید بن محمد صلعم پکارتے تھے
یہانتک کہ قرآن شریف میں یہ آیتہ اوتری اور اس حدیث کو ترمذی نسائی نے بھی کئی طریق سے روایتہ کرکے کہا ہے

کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منہ بولے بیٹوں سے حقیقی بیٹوں کا سا برتاؤ کرتے تھے صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے بھی ایک روایتہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لے پالک کا طریقہ زمانہ شرک کا ایک طریقہ ہے پہلے کی کسی شریعت میں اسکا کوئی حکم نہیں ہے پھر فرمایا اگر تم کسی کی نسبت میں چوک جاؤ اور انجانی سے ایک کے بیٹے کو دوسرے کا بیٹا کہدو تو تم پر اسمیں کچھ گناہ نہیں ہے گناہ تو اوسی پر ہے جو جان بوجھ کر گناہ کا کام کرے رہی بھول چوک وہ معاف ہے ا مشرکین مکہ میں جسطرح لے پالک کے پالنے کی رسم تھی جس رسم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اپنا لے پالک بیٹا بنایا تھا اسیطرح شرک کے زمانہ میں یہ بھی ایک رسم تھی کہ مشرک لوگ اپنی بی بی کو اپنی ماں کی پشت کے ساتھ تشبیہ دیکر انت علی کظہر امی کہا کرتے تھے اور اس عورت کو ہمیشہ کے لئے اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیا کرتے تھے قد سمع اللہ میں اس رسم کے موقوف ہو جانے کا ذکر تفصیل سے آویگا یہاں مختصر طور پر اتنا ہی ذکر ہے کہ جسطرح آدمی کے جسم میں دو دل نہیں ہوتے اسیطرح نہ ماں کے کہنے سے بی بی ماں ہو سکتی ہے نہ لے پالک اجنبی باپ کا بیٹا ہو سکتا ہے ۔ صحیح بخاری و مسلم میں سعدؓ بن ابی وقاص سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجنبی شخص کو جان بوجھ کر باپ ٹھیرانا اتنا بڑا گناہ ہے جسکے سبب سے جنت سے آدمی محروم ہو جاتا ہے ۔ لے پالک کی رسم کی ممانعت کے بعد شریعت میں اس ممانعت کی جسقدر تاکید ہے اوس تاکید کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے ۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ

نبی سے لگاؤ ہے ایمان والونکو زیادہ اپنی جان سے اور اسکی عورتیں انکی مائیں ہیں اور ناطے والے ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَن تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۞

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور وطن چھوڑنے والوں سے مگر یہ کیا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں لکھا

صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اوسی کی قسم ہے جسکے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو گا یہانتک کہ میں اوسکی جان اور اوسکے مال اور اولاد اور تمام لوگوں سے اوسکے نزدیک زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں حضرت عمرؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول آپ مجھکو ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں یہانتک کہ میری جان سے بھی آپ نے جواب دیا اے عمرؓ ایمان اسکو کہتے ہیں صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ کی اسی مضمون کی روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کی حدیثوں کا مضمون بیان فرما کر آیتہ کے ٹکڑے النبی اولی بالمومنین من انفسہم کو پڑھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس مضمون کی سب حدیثیں آیتہ کے اس ٹکڑے کی تفسیر میں ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ اپنی جان کی راحت کے لئے آدمی کبھی ایسے کام کر بیٹھتا ہے جو آدمی کو دین و دنیا کے وبال میں پھنسا دیتے ہے اور اللہ کے رسول ہمیشہ وبال کے کاموں سے بچانے کی نصیحت کرتے ہیں اسلئے عقبے کے وبال سے بچنے والے شخص کو ضرور ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھے وازواجہ امہاتہم ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو بیویاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ چکیں امت میں سے کسی مسلمان کو اون سے نکاح کرنا اسیطرح جائز نہیں ہے جسطرح سگی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے ہاں سوا نکاح کے اور

منزل

باتوں میں سگی ماں کا حکم الگ ہے مثلاً سگی ماں اور بیٹے میں پردہ کا حکم نہیں ہے یہاں باوجود نکاح کے حرام ہونے کے امت میں
کے اجنبی مسلمانوں سے اللہ کے رسول کی بیویوں کو پردہ کا حکم ہے سگی ماں کے بہن سے نکاح حرام ہے یہاں وہ حکم نہیں ہے
صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مہاجرین کے رشتہ دار جب
تک مدینہ کو نہیں آئے تھے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں دینی بھائی بندی کرا دی تھی جسکے
سبب سے مہاجرین وانصار میں وراثت بھی قایم ہوگئی تھی پھر جب مہاجرین کے رشتہ دار مدینہ میں آگئے تو حضرت عبداللہ
بن عباس کے صحیح قول کے موافق وہ بھائی بندی کی وراثت تو جاتی رہی فقط تہائی مال تک وصیت باقی رہگئی حضرت عبداللہ
بن عباس کی روایت اور قول کے موافق آیۃ کے آخری ٹکڑے کی تفسیر یہ ہے کہ رشتہ داروں کے حصے وراثت کے طور پر
سورۃ النساء میں ٹھہر چکے ہیں اسلئے عام مسلمانوں اور مہاجرین کی بہ نسبت رشتہ دار زیادہ مستحق ہیں وراثت تو ان ہی کی قایم
کی جاوے اور دینی بھائی بندی کے خیال سے ثلث مال تک کی وصیت اگر کوئی کرے تو اوسکی مناہی نہیں ہے الوالارحام کے
ایک معنے تو عام رشتہ داروں کے ہیں اور دوسرے معنے خاص اون رشتہ داروں کے ہیں جنکے رشتہ میں عورت کا واسطہ ہے
مثلاً جیسے نانا یا نواسہ آخری معنے کے الوالارحام کی وراثت میں سلف کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے"

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا
اور جب لیا ہمنے نبیوں سے ان کا قرار اور تجھسے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسٰے سے اور عیسے سے جو بیٹا مریم کا اور لیا
مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝
ہمنے اونسے گاڑہا قرار تا پوچھے اللہ سچوں سے انکا سچ اور رکھی ہے منکروں کو دکھ کی مار

منزل۵ ع ۸ ۱۴

اس آیۃ میں انبیا کے عہد کا جو ذکر ہے اوسکی تفسیر سورۃ آل عمران میں گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح
میں ہر ایک پہلی نبی سے مابعد میں آنے والے نبی کے باب میں یہ عہد لیا ہے کہ پہلا نبی مابعد میں آنے والے نبی کا زمانہ پاوے
تو اُس مابعد کی شریعت پر ایمان لاوے اور اگر اُس زمانہ کے پانے کی امید نہو تو اپنی امت کو اوسکے موافق وصیت کر جاوے
صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے زمانہ
میں نماز روزے کے احکام بدلتے رہے ہیں ورنہ توحید الٰہی اور احکام الٰہی کی فرمانبرداری میں سب شریعتیں ایک ہیں مسند
امام احمد صحیح بخاری ترمذی وغیرہ میں چند صحابہ سے روایتیں ہیں جنکا ذکر سورۃ البقر میں گذر چکا ہے کہ سوائے امت محمدیہ
کے اور امتیں اپنے نبیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو جھٹلاویں گے اور کہویں گے یا اللہ ہمکو کسی نبی نے تیرا حکم
نہیں پہونچایا اسپر امت محمدیہ کے نیک لوگ قرآن کے حوالہ سے اون نبیوں کی تائید میں یوں کہویں گے کہ یا اللہ تو نے نبی آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اوتارا تھا اوسکے موافق ہم گواہی دیتے ہیں کہ ان نبیوں نے تیرے سب احکام اپنی امتوں کو پہونچا دیے
اسی گواہی پر فیصلہ ہوکر وہ نبیوں کے جھٹلانے والی امتیں دوزخ میں جاویں گی ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے

جسکا حاصل یہ ہے کہ توحید الٰہی کی تاکید سلسلہ بسلسلہ جاری رہنے کے لئے انبیا سے وہ عہد لیا گیا ہے جسکا ذکر آیۃ میں ہے اور آخر آیۃ میں جس سچی بات کی بابت سوال کئے جانے کا ذکر ہے وہ وہی سچ ہے جسپر امۃ محمدیہ کی گواہی گذریگی اور جن منکروں کا ذکر آخر آیۃ میں ہے وہ وہی لوگ ہیں جو اپنے نبیوں کو دنیا میں جھٹلاتے رہے اور قیامت کے دن بھی جھٹلاویں گے، حاصل کلام یہ ہے تا کہ دنیا میں انبیا کوشش سے اپنا کام کریں اور عقبے میں اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنے کام کی سچی حقیقت ظاہر کردیں اسواسطے انبیا سے یہ عہد لیا گیا ہے اوپر ذکر تھا کہ رشتہ داروں کے حقدار ہونے کا حال لوح محفوظ میں لکھا جاچکا ہے اوس ذکر کو پورا کرنے کے لئے فرمایا کہ جسطرح رشتہ داروں کا حقدار ہونا لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے اسیطرح انبیا کا عہد بھی لکھا گیا ہے ۔۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا
اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ اپنے جب آئیں تم پر فوجیں پھر ہم نے بھیجے ان پر باؤ اور وہ فوجیں

لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ
جو تمنے نہیں دیکھیں اور ہے اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھتا جب آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب ڈگنے لگیں

الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا
آنکھیں اور پہنچے دل گلوں تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر کئی اٹکلیں وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ
گئے زور جھڑ جھڑانا اور جب کہنے لگے منافق اور جنکے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ دیا تھا ہمکو اللہ نے اور اسکے رسول نے

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ
سب فریب تھا اور جب کہنے لگے ایک لوگ انمیں اے یثرب والو تمکو ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگے

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۚ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝
ایک لوگ انمیں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور وہ کھلے نہیں پڑے غرض اور نہیں مگر بھاگنا

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝
اور اگر شہر میں کوئی پیٹھ آوے کنارہ سے پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو لیں اور ڈھیل نہ کریں اسمیں مگر تھوڑے

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ۝
اور اقرار کر چکے تھے اللہ سے آگے کہ نہ پھیرینگے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی پوچھ ہوتی ہے

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ
تو کہہ کام نہ آویگا تمکو بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے

إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا

مگر تھوڑے دنوں — تو کہہ کون ہے کہ تمکو بچاوے اللہ سے — اگر چاہے تمپر برائی یا چاہے تمپر مہر

أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

اور نہ پاوینگے — اپنے واسطے — اللہ کے سوائے کوئی

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

حمایتی نہ مددگار

یہ خندق کی لڑائی کا قصہ ہے جو لڑائی ۵ھ ہجری میں ہوئی اسمیں کافر قریب دس ہزار کے چڑھ آئے تھے ابوسفیان اونکا سپاہ
تھا اوسوقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خندق کے کھودنے کا حکم کیا مسلمانوں نے بڑی محنت کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
بھی خندق سے مٹی نکالنے میں اور کھودنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ شامل رہے ایک مہینہ دشمن مدینہ کو گھیرے پڑے
رہے پھر ایک رات اللہ تعالی نے بڑا ہوا بھیجی جسکے سبب کافروں کا تمام لشکر تباہ ہوگیا کافر ناچار ہوکر اولٹے چلے گئے اس
لڑائی کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں اسیکو اللہ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو یاد کرو تم نعمت اور احسان اللہ تعالی کا جب
تمہاری بستی پر لشکر کافروں کے اور بھیجا ہمنے اونپر ہوا کو اور لشکر فرشتوں کا جسکو تم نے نہیں دیکھا اور دشمنوں کے دلوں پر
ڈر اور خوف ڈالدیا یہ احزاب کا قصہ سورۃ البقرہ میں بھی گذر چکا ہے، وکان اللہ بما تعملون بصیرا اسکا مطلب یہ ہے کہ تمہارا
لوگوں نے ثابت قدمی سے خندق کے کھودنے کی جاڑہ اور بھوک کی اس لڑائی میں جو جو تکلیفیں اوٹھائی ہیں وہ سب
تعالی کی نظر میں ہیں پھر فرمایا مدینہ کے مشرق کی جانب اونچی بستیاں جو ہیں ادہر سے قبیلہ غطفان بنی قریظہ وغیرہ کے فوج
اور مدینہ کے مغرب کی پست جانب مکہ سے قریش جب یہ سب دشمن مشرک تمہارے اوپر چڑھ آئے اوسوقت کو یاد کرو کہ آنکھیں
ڈگنے لگیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے غرض اوسوقت ایمان والوں کا امتحان لیا گیا اور اونکو بہت ہی جھڑ جھڑایا یہاں تک
کہ گمان کرنے لگے تم کہ اس مرتبہ ہم نہیں بچیں گے اور کہنے لگے منافق کہ جو وعدہ کیا فتح کا ہمسے اللہ نے اور اوسکے رسول نے
وہ دہوکے کا وعدہ تھا بعضے منافقوں نے یہ بھی کہا اے مدینہ والو نہیں تمہارے لئے ٹھکانہ سو پھر چلو مدینہ کو مطلب یہ ہے
کہ مدینہ سے باہر لشکر میں ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے اپنے اپنے گھر کو چلو اور ایک فریق اونمیں سے رخصت مانگنے لگا کہ ہمارے گھر خالی
پڑے ہیں اس کہنے سے اونکی غرض گھروں کو بھاگنے کی تھی پھر فرمایا یہ بہانہ کرنے والے لوگ اس حالت میں ہیں کہ اگر مدینہ کے
ہر طرف سے دشمن آجاویں اور اونکو گھیر لیں پھر اونسے شرک میں داخل ہونیکا سوال کریں تو ضرور یہ لوگ مشرک بنجاویں ڈر
کے سبب ایمان کو چھوڑ دیں اور پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ لڑائی سے پیٹھ نہ پھیریں گے اب بدعہدی کے
وبال کا اونکو کچھہ خوف نہیں ان سے کہدیا جاوے کہ فائدہ نہ دیگا تم کو موت سے بھاگنا کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے
اور چند روزہ زندگی میں اللہ تمپر کوئی آفت ڈالے تو وہ کون ہے کہ بچاوے تمکو اللہ کی آفت سے بلکہ اوسوقت بجز

منزل ۵

یہ لوگ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مدد کرنے والا اور اللہ تعالیٰ اونپر نظر رحمت رکھے تو کوئی اونکو کسی طرح کی آفت
میں نہیں ڈال سکتا اگرچہ امام بخاری کے کلام سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ خندق کی لڑائی ۴ھ ہجری میں ہوئی ہے لیکن
حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ چار برس کے اوپر جو مہینے ہیں اونکو حساب میں لگانے سے معتبر قول
یہی ہے کہ یہ لڑائی ۵ھ ہجری میں ہوئی ہے ، اصل بات یہ ہے کہ ہجری سنہ تو عمر علیہ السلام کی خلافت میں شروع ہوا ہے
اسلئے اس سے پہلے کا سنہ ہجری کا جو حوالہ ہے وہ اندازہ کے طور پر ہے ، صحیح بخاری میں سلیمانؓ بن صرد خزاعی سے اور مسند
بزار میں معتبر سند کی جابرؓ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ اس خندق کی چڑہائی کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس چڑہائی کے بعد مخالف لوگ کبھی تمپر چڑہ کر نہ آویں گے بلکہ تم ہی اونپر چڑہ کر جاؤ گے ، اس حدیث
میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے رسول ہونے کا بڑا ثبوت ہے کیونکہ اس لڑائی کے ایک سال کے بعد حدیبیہ
کی صلح ہوئی اور قریش نے اس صلح میں فتور ڈالا اسلئے ۸ھ ہجری میں مکہ پر چڑہائی ہو کر مکہ فتح ہو گیا - صحیح بخاری میں انسؓ
بن مالک سے روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے وقت کچھ تہوڑے سے جو جوش کر لیئے جاتے تھے اور اوسمیں کچھ زیتون
کا تیل ڈالکر سب وہی کہاتے اور بہوک کے سبب سے تکلیف میں رہتے تھے ، اس لڑائی میں مسلمانوں پر کہانے پینے کی جو کشش
تھی اوسکی تفصیل اس حدیث سے معلوم ہو سکتی ہے اسواسطے اس لڑائی کے آیتوں کی تفسیر میں اس حدیث کو بڑا دخل ہے
اس خندق کے کہودنے کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دو معجزے جو ظہور میں آئے اونکا ذکر سورۃ البقر میں
گذر چکا ہے ، خندق کی زمین میں کھنگر کے نکلنے اور اوسکو پہاوڑے سے توڑنے کی روایت مختصر طور پر جابرؓ سے صحیح بخاری میں
اور معتبر سند سے مسند امام احمد اور نسائی میں براءؓ بن عازب سے ہے ، اور تہوڑے سے کہانے میں مسلمانوں کے تمام لشکر کا
پیٹ پہر جانے کی روایت صحیح بخاری میں جابرؓ سے ہے ، بدر کی لڑائی میں کچھ لوگ شریک نہیں ہو سکے اور پہر اوس لڑائی کا
نتیجہ اچھا دیکھ کر اونہوں نے عہد کیا تھا کہ اب ہم سب لڑائیوں میں شریک ہو کر پوری تندہی کریں گے اسیطرح احد کی لڑائی
میں بعضے لوگوں نے میدان جنگ سے واپسی کا ارادہ کر کے پہر اوسی ارادہ کو بدلا اور عہد کیا کہ آیندہ ہر ایک لڑائی میں ثابت
قدم رہیں گے ، اس عہد کے بعد جن لوگوں نے گہر وںکی واپسی کی اجازت چاہی اونکو پہلے کا اونکا عہد یاد دلایا صحیح بخاری
و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کا نام یثرب تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نام بدلکر مدینہ نام رکھا ،

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَأْتُوْنَ
اللہ کو معلوم ہے جو اٹکاتے ہیں تم میں اور کہتے ہیں اپنے بہائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے
الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ
مگر تہوڑے دریغ رکھتے ہیں تمہاری طرف سے پہر جب آوے ڈر کا وقت تو تو دیکھے تکتے ہیں تیری طرف پھر رہی

أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

کرتی ہیں آنکھیں اُنکی جیسے کسی پر آوے بیہوشی موت کی پہر جب جاتا رہے خوف کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تمپر تیز تیز

أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ

زبانوں سے ڈہنچے پڑتے ہیں مال پر وہ لوگ یقین نہیں لاتے پہر اکارت کرڈالے اللہ نے انکے کئے اور یہ ہے اللہ پر

يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ

آسان جانتے ہیں فوجیں نہیں گئیں اور اگر آجاویں فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح باہر گئے

فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ

ہوں گانوں میں پوچھا کریں تمہاری خبریں اور اگر ہو دیں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑے سے تمکو بہلی تھی

فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ

سیکہنے رسول کی چال اسی کیلئے جو کوئی امید رکہتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکہیں مسلمانوں نے

الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تہا ہمکو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اسکے رسول نے اور انکو اور بڑہا یقین اور

اوپر ذکر تہا کہ جنگ احزاب کے وقت جب مسلمانوں کا مقام مدینہ منورہ کے باہر تہا مسلمان اُسوقت بڑی تکلیف میں تھے جاڑے کا موسم ٹھنڈی ہوائیں میدان کا رہنا خندق کا کھودنا بھوک کی جدا تکلیف ایسی حالت میں یہ جو سب تو بڑے خیر خواہ بنکر عبداللہ بن ابی اور اوسکے ساتھی اون منافقوں سے جو ظاہر میں مسلمان اور آنحضرت کے لشکر میں تھے درپردہ یہ پیغام کہلا بھیجا کہ تم آنحضرت کے ساتھ ہو کر ہرگز نہ لڑو ان تھوڑے سے مسلمانوں کی کسیطرح یہ قدرت نہیں ہے کہ ابوسفیان قریش کے سردار کا مقابلہ کرسکیں اور منافقوں نے بڑے خیر خواہ بنکر اسطرح بہکانے کی باتیں مسلمانوں سے خفیہ کہنی شروع کردیں کہ لشکر میں رہنے کا اب موقع نہیں چلو اپنے اپنے گھروں کو پلٹ چلیں ان آیتوں میں اللہ تعالی نے اُن منافقوں کا حال اپنے رسول اور مسلمانوں کو ظاہر کردیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنی جان اپنا مال بچانے کے لئے یہ لوگ تھوڑی سی دیر کے لئے لڑائی میں شریک ہوئے ہیں اسلئے یہ خود بھی لشکر اسلام کے ساتھ دینے میں دریغ کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی طرح طرح سے بہکا رہے ہیں اور رسول کا ساتھ دینے سے اونکی ہمت پست کرتے ہیں اللہ تعالی عالم الغیب ہے اوسکو یہ سب حال معلوم ہے پہر مسلمانوں کو منافقوں کی نشانی تبلادی کہ جو لڑائی کے وقت ایسی نامردی کی باتیں کریں کہ اونکے چہروں پر مردنی چھا گئی ہے اونکی آنکھیں کھلی کی کھلی پتھرا کر رہ گئیں اور پہر اس تکلیف کے جانے کے بعد لوٹ کا مال تقسیم ہونے کے وقت بہت بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے اور اپنی بہادری جتلاتے ہیں وہی منافق ہیں کیونکہ جو لوگ خالص مسلمان ہیں اور محض آخرت کے اجر کی غرض سے لڑتے ہیں نہ وہ دشمن کے غلبہ کے وقت گھبرا کر اسطرح نامردی کی باتیں کرتے ہیں نہ اونکو لوٹ کے مال کی کچھ پرواہ ہے نہ وہ دنیا میں کسیکو

اپنی بہادری جتلانا چاہتے ہیں اونکا تو جو معاملہ ہے خالص اللہ کے ساتھ ہے ایسے لوگوں کو اللہ تعالی آخرت میں اجر دیگا بیہ اوپری دل سے جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اونکو اللہ کی درگاہ سے اجر کی توقع نہیں رکھنا چاہیئے! ایسے اوپری دل کے سب کام اللہ تعالی کے ہاں اکارت ہیں کیونکہ اللہ تعالی کو لوگوں کے دلوں کا حال معلوم ہے اسلئے اوپری دل کے عملوں کا حال جان لینا اور اونکو بلا اجر ٹہرا دینا اوسکے نزدیک کچھہ مشکل نہیں البتہ انسان کے نزدیک یہ بات مشکل اور اوسکے اختیار سے خارج ہے پھر فرمایا کہ جو فوجیں ☼ مدینہ پر چڑھکر آئی تہیں اگرچہ وہ پلٹ کر چلی گئیں لیکن اون لوگوں کو اوسکا یقین نہیں بلکہ یہ جانتے ہیں کہ وہ پھر آجاویں گی پھر فرمایا کہ اگر وہ فوجیں پھر کر آجائیں تو یہ لوگ آرزو کرتے کہ ہم اسوقت مسلمانوں کے لشکر میں نہ ہوتے بلکہ کہیں اور پرے گاؤں میں ہوتے اور دور سے ہی اس لڑائی کی خبر سن لیتے تو اچھا ہوتا پھر فرمایا اگر فوجیں پھر کر آجاویں اور لڑائی کا موقع پیش آجاوے تو لشکر اسلام کو ایسے لوگوں کے موجود ہونے سے کچھہ فائدہ نہیں پہونچ سکتا کیونکہ ان لوگوں کے دل میں عقبے کے اجر کا یقین نہیں ہے اسواسطے یہ لوگ برائے نام لشکر اسلام کا کچھہ ساتھہ دیکر لڑائی میں زیادہ دیر تک ہرگز نہ ٹہر سکتے، جو لوگ اس لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے بلکہ مدینہ میں رہگئے تھے اب آگے اونکو نصیحت فرمائی کہ جن لوگوں کو عقبے کے اجر کی توقع ہے اونہیں ہر حال میں اللہ کے رسول کا ساتھہ دینا اور اللہ تعالی کو یاد رکھنا چاہیئے آگے کی آیتہ میں مسلمانوں کی ثابت قدمی اور اللہ تعالی کے وعدہ کو سچا جاننے کا جو ذکر ہے حضرت عبد اللہ رضہ بن عباس کے قول کے موافق یہ وعدہ وہی ہے جو سورہ بقر کی آیتہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنتہ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم میں گذرا کہ کس قدر آزمائش کے بعد ثابت قدم مسلمانوں کا انجام دونو جہان میں اچھا ہوگا دنیا میں اونکو مدد الہی سے فتح مندی حاصل ہوگی اور آزمائش کے وقت صبر کرنے کے اجر میں اونہیں عقبے میں جنت ملیگی حضرت عبد اللہ رضہ بن عباس کے اس قول کے موافق اس آیتہ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ ایماندار لوگ فوجوں کو دیکھہ کر کچھہ گھبرائے نہیں بلکہ اونہوں نے یہی کہا کہ اللہ کے وعدہ میں جس آزمائش کا ذکر تھا یہ وہی آزمائش ہے یہ کہکر اونہوں نے اپنے انجام کو اللہ پر سونپ دیا اور آخرکار فتح اسلام کے وعدہ پر اونکا یقین اور بڑھ گیا اور وہ سمجھہ گئے کہ وعدہ کے ایک ٹکڑے کا جب ظہور ہوگیا تو اب دوسرے ٹکڑے کا ظہور بھی ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اس آیتہ کے تین برس کے بعد مکہ فتح ہوگیا اور قریش جو مکہ سے مدینہ پر چڑھکر آئے تھے خود مکہ میں بھی اسلام کے فرمانبردار بن گئے وہ ابوسفیان جو جنگ احزاب میں مشرکوں کے لشکر کا سردار تھا فتح مکہ پر اسلام لاتے ہی پہر اونکا گھر دار الامن ٹہر گیا کہ عام امن سے پہلے جو کوئی اوسکے گھر میں چلا گیا اوسکو امن ملگیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رضہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالی نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھہ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی دوزخ میں جہونکے جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے جنت میں داخل ہونے کے قابل اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ علم الہی میں بد ٹہر چکے تھے اس لڑائی میں اون سے مرضی الہی کے مخالف کام ظہور میں آئے اور جو لوگ علم الہی میں نیک قرار پاچکے تھے اون سے مرضی الہی کی موافق کام ظہور میں آئے انجمتہ ایسکم

اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ لشکر اسلام کی مدد میں خود بھی تنگدلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہی سکھاتے ہیں ، اشحۃ علی الخیر اسکا
مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے مستحق کو لوٹ کے مال میں سے حصہ دیا جاوے تو اپنی تنگدلی سے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ سارا مال
یہی سمیٹ لیویں اور کسیکو کچھ نہ دیا جاوے ، شاہ صاحب نے ڈھیے پڑتے ہیں مال پر جو ترجمہ کیا ہے اوسکا بھی مطلب یہی ہے ۱۲

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ

ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے ان میں کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ

مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ

اور کوئی ہے انمیں راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ تا بدلا دے اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب کرے

الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

منافقوں کو اگر چاہے یا توبہ ڈالے ان کے دل پر بیشک ہے اللہ بخشتا مہربان

مسلمانوں کا دل بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں مختصر طور پر حضرت انس بن نضر کے قصہ کا ذکر فرمایا ہے جنگ احد
کے ذکر میں اس قصہ کا تذکرہ گذر چکا ہے صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک سے جو اس قصہ کی روایۃ سورۂ آل عمران میں گذر چکی
ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ انس بن مالک کے چچا انس بن نضر کسی ضرورت کے سبب سے بدر کی لڑائی میں شریک نہیں
ہوسکے تھے اسواسطے اونہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر بدر کی لڑائی کے بعد پھر آنحضرت کو کسی لڑائی کا موقع پیش آیا
تو یہ بڑی جانبازی سے خوب دل کھولکر لڑینگے جنگ بدر کے بعد جب احد کی لڑائی کا موقع پیش آیا تو انسؓ بن نضر مسلمانوں کے
لشکر میں موجود تھے اور مسلمانوں کی شکست کے وقت اللہ تعالیٰ سے انہوں نے سب مسلمانوں کی طرف سے عذر خواہی کی اور
اپنا عہد پورا کرنیکو تلوار لیکر دشمن کے لشکر کی طرف بڑھے اور سعد بن معاذ اونکو راستہ میں ملے تو اونہوں نے سعد سے کہا کہ احد
پہاڑ کی جانب سے مجھکو جنت کی خوشبو آتی ہے اور نہایت جوانمردی کر کے دشمنوں سے لڑے اور کچھ اوپر اسی زخم کھا کر شہید
ہوئے اس قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلئے یاد دلایا ہے کہ سب مسلمانوں نے جسطرح اللہ کے رسول سے دین کی لڑائی میں جان
بازی کرنے کا عہد کیا ہے انسؓ بن نضر کی طرح اونکو اس اپنے عہد پر قایم رہنا چاہئے اور منافقوں کے بہکانے میں ہرگز نہیں آنا
چاہئے مجاہد کے قول کے موافق نحب کے معنے عہد کے ہیں ، جو لوگ انسؓ بن نضر کی طرح احد کی لڑائی میں شہید تو نہیں ہوئے مگر اس
خندق کی لڑائی میں ثابت قدم رہے اونکی یہ تعریف فرمائی کہ وہ بھی اپنی جان بازی کے عہد پر قایم اور عہد کے پورا کرنے کے منتظر تھے
اسلئے اس لڑائی میں اونہوں نے منافقوں کی طرح اپنے عہد کو نہیں بدلا آخر آیۃ میں عہد کو سچا کرنے والوں کا اور بد عہدی کرنے
والوں کا نتیجہ ذکر فرمایا کہ عہد کو سچا کرنے والوں کے لئے عقبے میں اجر ہے اور بد عہدی کرنیوالوں کے لئے عذاب ، بد عہدی
کرنے والونمیں بعضے لوگ اللہ کے علم میں توبہ کرنے والے بھی تھے اسلئے فرمایا انمیں سے جنکو اللہ چاہتا ہے گا آیندہ بد عہدی سے
توبہ کرنے کی اونکو توفیق دیویگا اور یہ بھی فرمایا کہ توبہ کے بعد توبہ سے پہلے کے گناہوں کے معاف کر دینے میں اللہ بڑا مہربان ہے

نزل ۵

صیحح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذرچکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کر فرمایا کہ غفور رحیم کی صفت اللہ تعالی کو ایسی پیاری ہے کہ اگر دنیا کے موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی بجائے انکے اور ایسے لوگوں کو پیدا کرتا کہ وہ گناہ کرکے توبہ استغفار کرتے اور اللہ تعالی اونکے گناہوں کو بخش دیتا، یہ حدیث ان اللہ کان غفورا رحیما کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ منافق آیندہ اپنی عادتوں سے توبہ کریں گے تو اللہ تعالی اونکے پچھلے گناہوں کو ضرور معاف کردیگا

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصے میں بھرے ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی اور آپ اٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ

زورآور زبردست اور اتار دیا ان کو جو ان کے رفیق ہوئے تھے کتاب والے ان کے گڑھیوں سے اور ڈالی اونکے

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ

دل میں دہاک کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو بندے کیا اور تمکو ملائی ان کی زمین اور ان کے

وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَــــُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

مال اور ایک زمین کا جس پر نہیں پھیرے تمنے اپنے قدم اور ہے اللہ سب چیز کر سکتا

ع ۳ / ۱۹

منزل ۵

پہلی آیتہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسا زبردست ہے کہ اوسنے مخالفوں کے اتنے بڑے لشکر کو فقط ہوا سے پریشان کرکے اونکے غصہ میں اسطرح اونہیں اولٹا پھیر آیا کہ نہ پہونچے وہ کسی بھلائی کو اسکا مطلب یہ ہے کہ فتح مال غنیمت وغیرہ کچھ اونکے ہاتھ نہ لگا اور کافی ہوا اللہ ایمان والوں کو لڑائی سے مطلب یہ کہ مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی فقط اللہ ہی کافی ہوا جو اوس نے کافروں پر ہوا بھیجکر اونکو پریشان کردیا پھر فرمایا اوتارا اون لوگوں کو جنہوں نے مشرکین مکہ کو مدد دی تھی اونکی گڑھیوں سے اور ڈالی اونکے دلوں میں دہشت ایک فریق کو تم نے قتل کیا اور ایک کو قید، کتاب والے اسلئے فرمایا کہ یہ لوگ یہودی تھے بنی قریظہ مدینہ کے پاس رہتے تھے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح رکھتے تھے جنگ خندق کے وقت وہ بھی پھر گئے تھے صیحح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے فارغ ہوئے تو جبرئیل حکم لائے اور لشکر اسلام نے بنی قریظہ کو جا گھیرا بنو قریظہ مدینہ سے چند میل فاصلہ پر رہتے تھے صیحح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھائی کا حکم اسطرح پر دیا کہ تم لوگ عصر کی نماز بنو قریظہ ہی میں جا پڑھو صحابہؓ کو نماز کا وقت راستہ میں ہوگیا بعض نے رستے میں نماز پڑھی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اس حکم سے سفر میں جلدی کرنیکے سوا اور کچھ نہ تھی اور بعض نے کہا کہ ہم تو بنو قریظہ میں پہونچکر نماز پڑھینگے یہ حال سنکر دونو فریق میں سے کسیکو اللہ کے رسول نے برا نہیں کہا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اونکے پیچھے روانہ ہوئے مدینہ پر عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کرکے حضرت علیؓ کو نشان مرحمت کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنی قریظہ کو پچیس روز تک گھیرے رکھا اسکے بعد وہ لوگ سعد بن معاذ کے فیصلہ پر رضامند ہوئے اوسوقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے بلا بھیجا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ بنو قریظہ میں سے وہ آدمی مارے جاویں جو لڑائی کرسکتے ہیں اور اونکی اولاد قید کیجاوے اور اونکا مال لوٹا جاوے اسوقت پیغمبر صلعم نے فرمایا جو حکم خدا تعالی نے ساتویں آسمان پر سے دیا تھا تم نے بھی اوسیکے مطابق فیصلہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائیاں کھودنیکا حکم دیا اور اونکی مشکیں باندھکر لائے اور اونکی گردنیں ماری گئیں وہ سات سو سے آٹھ سو تک تھے معتبر سند سے ترمذی میں جابر سے روایت ہے کہ انمیں لڑنے کے قابل چار سو تھے غرض جو لڑنے کے قابل تھے وہ قتل کئے گئے اور باقی عورتوں کے ساتھ قید کئے گئے اور اونکے مال لوٹ لئے گئے پھر فرمایا وارث کیا اللہ تعالی نے تمکو اونکی زمین اور گھر اور مال کا اور اوس زمین کا کہ جسپر تم نے قدم نہیں رکھے تھے اس زمین میں سلف کا اختلاف ہے کہ جس زمین پر بنی قریظہ کے قصہ تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے فتح کے طور پر عمل دخل نہیں کیا تھا وہ کونسی زمین ہے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اس اختلاف کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ بنی قریظہ کے قصہ کے بعد مکہ خیبر فارس روم جتنے مقامات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے زمانہ میں فتح ہوئے وہ سب اللہ تعالی کے اس وعدہ میں داخل ہیں مسند امام احمد اور نسائی کے حوالہ سے براء بن عازب کی معتبر روایت ایک جگہ گذرچکی ہے جسمیں خندق کھودتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون مقامات کے فتح ہونے کی خوشخبری صحابہ کو سنائی جو مقامات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتح ہوئے اس حدیث سے حافظ ابوجعفر ابن جریر کے فیصلہ کی پوری تائید ہوتی ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی روایت اوپر گذری اوسمیں تو یہی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ کے مقام پر پہونچکر پڑھیں لیکن صحیح مسلم کی روایت میں بجائے عصر کے ظہر کا نام ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے جو اصول حدیث کے قاعدہ کے موافق ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ صحت روایت کے لحاظ سے صحیح بخاری مسلم پر مقدم ہے حافظ ابن قیم نے اس نماز کے باب میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جن صحابہ نے بنی قریظہ کے راستہ میں وقت پر نماز پڑھی اور پھر جلدی سے بنی قریظہ کے مقام پر پہونچ گئے اونکو نماز پڑھ لینے کا اجر زیادہ ملیگا کیونکہ اونہوں نے وقت پر نماز پڑھنے کے حکم اور بنی قریظہ کے مقام پر جلد پہونچنے کے حکم ان دونو حکموں کی تعمیل کی وکان اللہ علی کل شیء قدیرا اسکا مطلب یہ ہے کہ بنی قریظہ پر فتح دینے کے علاوہ اور بہت سی فتوحات بھی اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہیں مسند امام احمد اور نسائی کے حوالہ سے براء بن عازب کی معتبر حدیث جو اوپر گذرچکی وہ آیتہ کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے کیونکہ اس حدیث سے آیت کے اس وعدہ کا ظہور اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے"

منزل ۵

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ

اے نبی کہدے اپنی عورتوں کو　اگر تم ہو چاہتیاں دنیا کا جینا　اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھہ فائدہ دوں

وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ

تمکو اور رخصت کروں بھلی طرح ... اور اگر تم ہو چاہتیاں اللہ کو اور اوسکے رسول اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے

أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

انکو جو تم میں نیکی پر ہیں نیگ بڑا اے نبی کی عورتو جو کوئی لاوے تم میں کام بیحیائی کا صریح

يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

دونی ہو اوسکو مار دوہرے اور یہ ہے اللہ پر آسان اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اوسکے

وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ

رسول کی اور کرے کام نیک دیں ہم اوسکو اسکا نیگ دوبار اور رکھی ہے اسکے واسطے روزی عزت کی اے نبی کی عورتو تم نہیں ہو

مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا

جیسے ہر کوئی عورتیں اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر نہ کہو بات پھر لالچ کرے کوئی جسکے دل میں روگ ہے اور کہو بات

مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ

معقول اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور نہ دکھاتے پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے اور کھڑی رکھو نماز

وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط

اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اوسکے رسولکی

بنی قریظہ کے قصہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا ذکر اس سبب سے آیا کہ بنی قریظہ کا اکثر مال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو دیدیا تھا جسکے سبب سے مہاجرین کو کسیقدر آسودگی ہوگئی تھی، مہاجرین کی یہ آسودگی دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو بھی آسودگی کا خیال ہوا اور اونہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نان نفقہ کی مقدار میں کچھ زیادتی کر دینی کی خواہش پیش کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواہش کے پورا کر دینے کو اپنے اختیار سے باہر دیکھا اسلئے اون خواہش کو سنکر آپکو ایک طرح کا رنج ہوا اوسی رنج کے سبب سے آپ نے مہینہ بھر تک گھر میں نہ آنیکی قسم کھائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اس رنج کے فیصلہ کے طور پر یہ آیتیں نازل فرمائیں، یہ شان نزول جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کی روایت سے صحیح مسلم میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیبیوں کے نان نفقہ کے معاملہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسم کھائی تھی کہ مہینہ بھر تک آپ گھر میں نہ آویں گے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی جو روایت ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حفصہ کے معاملہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قسم کھائی تھی کہ مہینہ بھر تک آپ گھر میں نہ آویں گے اور اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اس بات میں تو ان دونوں حدیثوں کا مضمون ایک ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قسم کھائی تھی اوسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں مگر قسم کھانے کا سبب

دونو روایتوں میں الگ الگ ہے حافظ ابن حجرنے فتح الباری میں اس اختلاف کے بیان کو یوں رفع کردیا ہے کہ دونو سببوں
کے مجموعہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قسم کہائی اور آپکی قسم کے فیصلہ کے طور پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔اس تفسیر
میں ایک جگہ گذر چکا ہے کہ چند باتوں کے مجموعہ پر اکثر آیتیں نازل ہوئی ہیں حضرت حفصہ کے قصہ کی پوری تفصیل تو سورۃ
التحریم میں آویگی مگر صحیح بخاری وسلم کی حضرت عائشہؓ کی روایتہ کے موافق اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اکثر حضرت زینب کے حجرہ میں جاکر بیٹھا کرتے تھے اور بارہا حضرت زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر
داری کے طور پر شہد آپکے سامنے رکھا کرتی تہیں اور آپ وہ شہد چاٹا کرتے تھے حضرت عائشہ اور حفصہ کو یہ امر ناگوار ہوا
اسلئے ان دونوں نے آپسمیں صلاح کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ آپکے منہ میں سے بری بو آتی ہے یہ بات
سنکر آپنے حضرت زینب کے حجرہ میں زیادہ بیٹھنے اور شہد کے چاٹنے کی قسم کہائی اور حضرت حفصہ کو منع کیا کہ اس قسم کے
کہانے کا تذکرہ کسی سے نکرنا اس ممانعت سے آپکا مطلب یہ تہا کہ اسکا چرچا ہوکر حضرت زینب کو اسکا رنج ہوگا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حجرہ میں زیادہ بیٹھنا چہوڑ دیا حضرت عمرؓ کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی حدیث جو اوپر
گذری اوسمیں یہ ہے کہ حضرت حفصہ نے اوس ممانعت کی پابندی نہیں کی اور اسی پر خفا ہوکر مہینہ بہر تک گہر میں نہ آنیکی قسم
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہائی تھی۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا وہی ہے جو ترجمہ میں ہے کہ اے نبی اللہ کے
تم اپنی بی بیوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی رونق چاہتی ہو تو آؤ فائدہ دوں میں تمکو اور رخصت کروں تمکو رخصت کرنا اچہا مطلب
یہ ہے کہ دنیا کی رونق کی خواہش رسول کے گہر میں پوری نہیں ہوسکتی اسلئے آؤ تم کچھ دیکر طلاق دیدیجاوے پہر فرمایا اگر تم
اللہ اور اوسکے رسول کو اور آخرت کی بہبودی کو چاہتی ہو تو اللہ تعالی نے رکھ چہوڑا ہے واسطے نیکی کرنے والیونکی تم میں
سے اجر بڑا ان دونوامر میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے اللہ کو اور اوسکے رسول کی رضامندی
کو اختیار کیا اور دنیا کی زندگی پر آخرت کے گہر کو ترجیح دی بعد اوسکے اللہ تعالی نے اونکے لئے دنیا کی خوبی اور آخرت کے
ثواب کو جمع کردیا صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے پیغمبر صلعم کو ازواج مطہرات کے دنیا
یا آخرت کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو اللہ کے رسول پہلے پہل میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم کو ایک بات بتاتا
ہوں مگر تم اپنے ماں باپ کے مشورہ بغیر اوسکے جواب میں جلدی نہ کرنا اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات
کو مجھے سنایا میں نے عرض کیا میں تو اللہ اور اوسکے رسول اور آخرت کے گہر کو چاہتی ہوں دوسری روایتہ میں بخاری
نے اسقدر اور زیادہ بیان کیا ہے کہ اسکے بعد آپکی سب ازواج نے ایسا ہی کیا جیسے میں نے کیا پہر فرمایا اے نبی کی عورتو
جولاوے تم میں سے کوئی بےحیائی ظاہر دوچند ہو اوسکو عذاب اور ہے یہ اللہ پر آسان اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اوسکے
رسول کی تابعداری کرے اور کام بھی اچھے کرے دینگے ہم اوسکو اجر دوبارا اور طیار کی ہمنے اوسکی واسطے روزی عزت
کی اس آیتہ میں اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو جنہوں نے خدا اور اوسکے رسول اور آخرت کے

منزل ۵

پہر کو پسند کیا خاص حکم فرمایا وہ یہی ہے کہ اونمیں سے جو کھلی بیحیائی کریگی اوسکے واسطے دو چند عذاب ہے حضرت عبداللہ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ یہاں بیحیائی سے مراد نافرمانی ہے غرضکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں
بڑے مرتبہ والیاں تھیں تو یہی مناسب تہا کہ اونکے قصور کو بہی سخت ٹہرایا جاوے کیونکہ اونکی حفاظت اسی میں ہے مجاہد کا
قول ہے کہ دو چند عذاب سے مقصود دنیا اور آخرت کا عذاب ہے اب آگے فرمایا اے نبی کی بی بیو اگر تم اللہ سے ڈر کر
نیک کام کرتی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا مرتبہ امت کے نیک عورتوں سے دنیا اور عقبیٰ میں بڑہ کر ہے کیونکہ
دنیا میں امت کے ہر مرد کو حکم ہے کہ وہ اپنی ماں کے برابر تمہاری عزت کرے اور عقبےٰ میں اللہ کے رسول کے ساتہہ جنت
کے اعلیٰ درجہ میں تمہارا مقام ہوگا اور جب امت کے ہر مرد کو حکم ہے کہ وہ اپنی ماں کے برابر تمہاری عزت کرے کسی بدکار مرد
سے تم ایسی دبی ہوئی عورتوں کی سی بات نہ کرو جس سے اوس بدکار شخص کے دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو اور اسلام
سے پہلے جسطرح عورتیں اپنا بناؤ سنگار اجنبی مردوں کو دکہاتی پہرتی تھیں اسطرح کی عادت بہی تم میں نہیں ہونی چاہئے بلکہ
تم تو اپنے گہروں میں بیٹہہ کر نماز زکوٰۃ اور اسیطرح کے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کے کاموں میں لگے رہو،
سورۃ النسا میں گذر چکا ہے کہ اللہ کے بندوں میں سب سے بڑا مرتبہ انبیا کا ہے اونکے بعد صدیقوں کا انکے بعد شہیدوں
کا اور پہر عام نیک لوگوں کا صدیق وہ ہیں جنمیں وحی کی صداقت کا مادہ زیادہ ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی وہ حدیث
بھی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہکو اللہ تعالیٰ نے سب انبیا پر فضیلت دی ہے سورۃ النور
میں یہ بہی گذر چکا ہے کہ اچھے لوگوں کے نکاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اچھی عورتوں کو منتخب کیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب
انبیا سب بندوں میں اور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا میں افضل ہیں تو جن بی بیوں کو اللہ تعالیٰ نے افضل الانبیا
کے نکاح کے لئے منتخب کیا ہے اونکی فضیلت کا کیا ٹہکانا ہے اسیواسطے فرمایا انکی فضیلت کے موافق انکا اجر بہی دوگنا ہے
اور اس فضیلت میں بٹہ لگانے کی صورت میں سزا بہی دوگنی ہے اور اللہ کی قدرت کے آگے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام
کی بیویوں کی طرح کسی نبی کی نافرمان بیوی کو سزا میں پکڑ لینا کچھہ مشکل نہیں وقلن قولا معروفا اسکا مطلب یہ ہے کہ غیر مرد سے
بات کرنے میں شریعت کی پابندی کا لحاظ رکھو وقرن فی بیوتکن میں بعضے سلف نے قرن کو وقار سے لیا ہے اور بعضوں نے
قرار سے، پہلی صورت میں یہ معنے ہیں کہ اے نبی کے بیویو تم اپنے گہروں میں عزت اور وقار سے بیٹھی رہو کوئی بات اپنے رتبہ
کے برخلاف نکرو دوسری صورت میں یہ معنے ہیں کہ بلا ضرورت گہروں کے باہر نہ نکلو، اس سورہ میں آگے پردہ کا حکم ہے اسلئے
آیۃ میں یہ ٹکڑا گویا پردہ کی پیشبندی ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایتیں ہیں
اونکا حاصل یہ ہے کہ اسلام سے پہلے جسطرح بت پرستی دنیا میں پھیلی ہوئی تھی قیامت کے قریب دنیا میں وہی حال پہر
ہو جاویگا، اسلام سے پہلے کی حالت کو الجاہلیۃ الاولیٰ جو فرمایا اوسکا مطلب ان روایتوں سے اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے قریب دوسری دفعہ نادانی کا زمانہ پہر آنے والا ہے ۱۱

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ وَاذْكُرْنَ

اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتیں اس گھر والوں سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے اور یاد کرو

مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۝

جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھر میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی مقرر اللہ ہے بھید جانتا خبردار

اوپر سے ازواج مطہرات کا ذکر چلا آتا ہے اسواسطے بعضے علمانے تو یہ کہا ہے کہ یہ آیت خاصکر ازواج کی ہی شان میں نازل ہوئی ہے اور اکثر حدیثوں میں یہ جو آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن امام حسین کو ایک کپڑے کی آڑ اور اوجھل میں کیا اور یہ دعا مانگی کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں انکو پاک فرماوے ان حدیثوں کے سبب سے بعضے علمانے یہ کہا ہے کہ یہ آیت خاصکر حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسین کی ہی شان میں ہے ازواج مطہرات اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہیں لیکن جب کہ قرآن شریف کی عبارت کا ڈھنگ ایسا ہے کہ اوپر سے ازواج مطہرات کا ذکر چلا آتا ہے اور اس آیۃ کے بعد بھی ازواج مطہرات کا ذکر ہے اور جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسین اور حضرت امام حسین کو کپڑے کی آڑ میں لیا تو ترمذی کی ام سلمہ کی معتبر روایۃ میں یہ بھی صراحت آچکی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ کیا حضرت میں آپکی اہل بیت میں داخل نہیں ہوں اور سپر آپ نے کچھ انکار نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ تم اللہ کے رسول کی بی بی ہو جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول کی بی بی کی شان میں تو یہ آیتیں نازل ہی ہوئی ہیں پھر باوجود اسکے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ازواج مطہرات اس آیۃ کے حکم میں داخل نہوں اسیطرح جب بہت سی صاف و صریح روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ایک جگہ کرنا اور انکو کپڑا اوڑھانا اور خاصکر انکے لئے اس آیۃ کے مصداق آنیکی دعا فرمانا آچکا ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس آیۃ کے حکم میں انکو داخل نہ سمجھا جاوے اسواسطے اس باب میں شاہ صاحب نے موضح القرآن میں جو فیصلہ کیا ہے کہ آیت کے حکم میں ازواج اور آنحضرت کے گھر والے دونو شریک ہیں یہی فیصلہ ٹھیک ہے کیونکہ یہ فیصلہ صحیح مسلم کی زید بن ارقم کی روایۃ کے موافق ہے جس روایت کا حاصل یہ ہے کہ زید بن ارقم سے کسی شخص نے اہل بیت کے معنے پوچھے تو انہوں نے کہا اہل بیت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور گھر والے سب داخل ہیں صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے اور معتبر سند سے مستدرک حاکم بیہقی وغیرہ میں واثلہ بن الاسقع سے جو روایتیں ہیں کہ اس آیۃ کے اترنے کے بعد اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت امام حسن اور امام حسین کو ایک کپڑے کی آڑ میں لیا اور یہ کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں مطلب یہ ہے کہ ازواج مطہرات کی طرح یہ بھی اہل بیت ہیں حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ کے موافق ان روایتوں کے مضمون میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں بھی داخل ہیں یہ زید بن ارقم انصاری قبیلہ خزرج میں کے وہی مشہور صحابی ہیں جنکے سچے ہونیکی صداقت خود

اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون میں نازل فرمائی ہے جسکا قصہ ترمذی اور مستدرک حاکم کی صحیح روایتوں میں ہے اس قصہ کی تفصیل سورہ منافقون میں آویگی۔ حاصل کلام یہ ہے جسطرح کہ سورہ توبہ کا آیتہ کا ٹکڑا لمسجد اسس علی التقویٰ مسجد نبوی اور مسجد قبا دونو مسجدوں کے باب میں ہے اسیطرح یہ آیتہ ازواج مطہرات حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت امام حسن حسین سب کے باب میں ہے۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کے گھروالوں کو بے شرع باتوں سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے اسلئے نبی کی بی بیوں کو چاہئے کہ دینی نصیحت کی آیتیں جو انکے گھروں میں نازل ہوا کرتی ہیں اوس نصیحت کو دل سے یاد رکھیں اور یہ سمجھ لیویں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید کو خوب جانتا ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کی نصیحت کے موافق جو کام کیا جاوے وہ دل کے ارادہ سے ہونا چاہئے اوپری دل کا کوئی کام درگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنیوالی عورتیں اور سچے مرد

وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ

اور سچی عورتیں اور محنت سہنے والے مرد اور محنت سہنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد

وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ دار مرد روزہ دار عورتیں اور تھامنے والے مرد اپنی شہوت

وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

کی جگہ اور تھامنے والی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اللہ کو بہت اور یاد کرنیوالی عورتیں رکھی ہے اللہ نے انکیواسطے معافی اور نیگ بڑا

مسند امام احمد نسائی اور طبرانی میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایتہ ہے کہ اونہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا سبب ہے کہ میں قرآن شریف میں مردوں کا ذکر سنتی ہوں اور عورتوں کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی اسی مضمون کی ایک حدیث ترمذی میں ام عمارہ انصاریہ کی روایتہ سے بھی ہے جس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اسیطرح معتبر سند سے طبرانی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایتہ ہے کہ عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں کو تو قرآن شریف میں یاد فرماتا ہے اور ایمان والی عورتوں کا ذکر تک نہیں اسپر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یہ آیتہ نازل فرمائی جسطرح زبان سے آدمی دین کی باتوں کا اقرار کرے اگر اوسکے دل میں بھی اون باتوں کی پوری صداقت اوسیطرح ہے تو ایسے شخص کو ایماندار کہتے ہیں اور جو شخص ایسا ہے کہ زبان سے تو دین کی باتوں کا پورا اقرار کرتا ہے لیکن تکلیف کے وقت دل سے اون باتوں پر پورا قایم نہیں رہتا تو اوسکو مسلمان کہتے ہیں اسیواسطے مسلمان اور ایماندار دو لفظ فرمائے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کے مال کی تقسیم کے وقت سعد بن ابی وقاص

نے ایک شخص کو ایماندار کہا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو مسلمان کہا اور یہ بھی فرمایا کہ بعضے لوگوں کو مال
میں اسلیئے دیتا ہوں کہ اگر انکو کچھہ نہ دیا جاوے تو وہ ظاہری اسلام کو چھوڑکر دوزخیوں کے کام کرنے لگیں مسلمان اور ایماندار کا
فرق اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے، زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الحجرات میں آویگی آرام کے وقت عبادت کرنے
کو قنوت کہتے ہیں جیسا کہ اور کئی آیتوں میں قانت کا لفظ عبادت کے معنوں میں آتا ہے پھر فرمایا کہ سچے مرد اور سچی عورتیں
اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں سچ ایمان کی ایسی علامت ہے جیسا جھوٹ نفاق کی اسلیئے سچ کو لازم
پکڑنا چاہیئے کیونکہ وہ نیکی کا رہنما ہے اور نیکی جنت کا رستہ بتاتی ہے اور جھوٹ بدکاری کا رہبر ہے اور بدکاری کا ثمرہ دوزخ
ہے سچ بولنے والا خدا کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹا کذاب جیسا کہ صحیح حدیثوں میں اسکا ذکر تفصیل سے آیا ہے
جو انسان سچ بولتا ہے تو لوگ اوسکے مخالف ہوکر درپے ایذا ہوتے ہیں اسواسطے فرمایا کہ تکلیف کے وقت صبر کرنے والے مرد اور
صبر کرنے والی عورتیں، لیکن صبر لایق اعتبار وہی ہے جو پہلے ہی صدمہ پر کیا جاوے پھر تو صبر آسان ہوجاتا ہے بعد صبر کے خشوع
کا مرتبہ پیدا ہوجاتا ہے جسمیں طبیعت پر خدا کا خوف چھا جاتا ہے اسوقت اوسکے سامنے حال کچھہ حقیقت نہیں رکھتا اسلیئے وہ اللہ کی
راہ میں ضعیف مسکینوں کو خیر خیرات کرتا ہے اسواسطے فرمایا کہ خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے
والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں خیرات اور روزہ کی فضیلت میں بہت صحیح حدیثیں آئی ہیں جبکہ روزہ خواہش نفسانی کے
روکنے میں بڑا مددگار ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اے جوانوں تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اوسکو نکاح کرلینا
چاہیئے اسلیئے کہ نکاح حرام چیزوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو روکنے والا اور شرمگاہ کا نگہبان ہے اور جسکو نکاح کی
طاقت نہو تو اوسے اپنے آپ پر روزہ لازم کرنا چاہیئے، پھر فرمایا کہ اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت
کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں ان اوصاف کے مرد اور عورتوں کا
انجام یہ ہے کہ تیار کر رکھی ہے اللہ نے اونکے لیئے مغفرت اور رکھا ہے ثواب بڑا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو باتیں اس آیۃ
میں ذکر کی گئیں ہیں جس مرد یا عورت میں یہ باتیں ہونگی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے مرد اور ایسی عورتوں کو بڑا اجر
عنایت فرماویگا کہ وہ ہمیشہ کے لیئے جنت میں رہکر طرح طرح کی راحت پاویں گے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت
کی حدیث، قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت کی نعمتوں کو نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھا نہ کانوں سے
سنا نہ کسی کے دل میں اوسکا خیال گذر سکتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے کہ جس اجر کو اللہ تعالیٰ
نے بڑا فرمایا ہے وہ جنت کی ایسی نعمتیں ہیں جنکی تفسیر انسان کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ جو چیز ایسی ہے کہ نہ انسان
آنکھوں سے اوسکو دیکھہ سکتا ہے نہ کانوں سے سن سکتا ہے نہ دل میں اوسکا تصور گذر سکتا ہے تو ایسی چیز
کی تفسیر انسان کے بس کی بات نہیں ہے،،

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ

اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھیرا دے اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا

اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ

اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اسکے رسول کے سو وہ بھولا صریح چوک کر اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ

اللہ نے احسان کیا اور تونے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز

مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا

جو اللہ اسکو کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجکو پھر جب زید تمام کرچکا اس عورت سے

زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح میں دی تا نہ رہے سب مسلمانوں پر گناہ نکاح کرنا جوروئیں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کریں ان سے اپنی

وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ

غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا نبی پر کچھ مضائقہ نہیں اس بات میں جو ٹھیرا دیے اللہ نے اسکو اسلے دستور رہا ہے

اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ

اللہ کا ان لوگوں میں جو گزرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھیر چکا وہ جو پہنچاتے ہیں پیغام

اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوا اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنیوالا محمد باپ نہیں کسیکا تمہارے مردوں میں

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝

لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیز جانتا

منزل ۵ ع ۵ / ۲

تفسیر سندی تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ میں جو شان نزول ان آیتوں کی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ سے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل وہی ہے جو شاہ صاحب نے موضح القرآنؒ میں بیان کیا ہے کہ حضرت زینب اور اونکے رشتہ دار پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر بھی حضرت زینب کا نکاح حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کرنے پر راضی نہیں تھے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی مختصر طور پر یہ شان نزول صحیح بخاری میں بھی انس بن مالکؓ کی روایتہ سے ہے اب اس زینب کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے خفگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جو فرمایا ہے کہ اے نبی جس چیز کو اللہ دنیا میں ظاہر کرنا چاہتا ہے اوسکو تم اپنے دل ہی دل میں کیوں چھپاتے ہو اگرچہ مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس قول کی طرح طرح کے معنے بیان کئے ہیں اور کچھ آثار بھی اپنے معنوں کی تائید میں ذکر کئے ہیں مگر حافظ

ابن حجر نے فتح الباری میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی روایتہ اور کوئی معنے صحیح نہیں ہیں جو تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں بیان کئے گئے ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ اور حضرت زینب کا نکاح کیا اوسیوقت اللہ تعالیٰ نے وحی خفی کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات ڈالدی تھی کہ زمانہ جاہلیت کی یہ رسم اب آئندہ قایم نرہوگی کہ متبنی بیٹا اور اصلی بیٹا شریعت میں برابر گنا جاوے اور متبنی کی بیوی متبنی لینے والیکو حلال نہو اور اس رسم کو اللہ تعالیٰ زید اور زینب کے نکاح کے برس ہی دن کے بعد یوں موقوف فرما دیگا کہ زید اور زینب کے مزاج کی موافقت نہوگی اور زید زینب کو طلاق دیوینگے اور اللہ کے حکم سے آخر اے نبی زینب تمہارے نکاح میں آوینگی لیکن یہ رسم عرب میں ایک بڑی قدیمی رسم تھی اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی خفی کی بات کو صریح آیتہ کے نازل ہونے سے پہلے اس خیال سے لوگوں پر ظاہر نہیں فرمایا کہ ایک قدیم رسم کے ٹوٹنے سے لوگوں میں ایک کھل بلی مچ جاویگی اسی پر اللہ تعالیٰ کی خفگی ہوئی اسکے سوا جو کچھ مفسروں نے لکھا ہے اوس سب کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر نے ضعیف ٹھہرایا ہے اور خود قرآن شریف سے بھی اس تفسیر کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اے نبی جو بات تمہارے دل میں ہے اللہ تعالیٰ اوسکو ظاہر کرنے والا ہے پھر آگے اللہ تعالیٰ نے جو ظاہر فرمایا وہ یہی ہے کہ جاہلیت کی رسم موقوف اور متبنی کی بی بی کا نکاح متبنے لینے والیکو جائز اگر اسکے سوا کوئی اور بات آنحضرت کے دل میں ہوتی مثلاً نکاح سے پہلے حضرت زینب کے نکاح کی خواہش یا اونکی الفت یا اونکی خوبصورتی کی عظمت تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق ضرور اسکا ذکر قرآن شریف میں فرماتا، زینب کی ماں کا نام امیمہ بنت عبد المطلب اور زینب کے بھائی کا نام عبد اللہ بن جحش ہے جب اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ زینب کا نکاح زید بن حارثہ سے کردیا جاوے تو ان لوگوں نے اس درخواست کے منظور کرنے سے انکار کیا اوسپر اللہ تعالیٰ نے پہلی آیتہ نازل فرمائی اور فرمایا کہ امیمہ بنت عبد المطلب اور عبد اللہ بن جحش یا کسی ایماندار مرد اور عورت کو جائز نہیں کہ اللہ کی مرضی کے موافق اللہ کے رسول کسی کام کا کرنا ٹھہراویں تو یہ لوگ اوس کام کے پورا ہونے میں خلل ڈالیں کیونکہ یہ خلل گناہ ہے اور جو شخص ایسا گناہ کریگا وہ دین کے سیدھے راستے سے دور جا پڑیگا - اس آیتہ کے نازل ہونے کے بعد زینب کے رشتہ دار زینب کا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ کر دینے کو راضی ہوگئے اور نکاح ہوگیا اور پھر اس نکاح کے بعد زید اور زینب کی جب موافقت نہوئی اور زید نے زینب کی بد زبانی کی شکایت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کرکے زینب کو چھوڑ دینا چاہا تو اللہ کے رسول نے یہ خیال کیا کہ اس نکاح میں میرا قدم درمیان میں ہے اسی خیال سے آپنے زید کو وہ نصیحت کی جسکا ذکر آگے کی آیتہ میں ہے کہ اے رسول اللہ کے تم اپنا قدم درمیان میں ہونے کے سبب سے لوگوں کی بدگوئی سے ڈرتے ہو اور زید کو یہ نصیحت کرتے ہو کہ وہ زینب کو نہ چھوڑے

منزل ۵

اور وحی خفی کے طور پر جو بات اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں ڈالدی ہے اسی اندیشہ سے اوسکو زبان پر نہیں لائے کہ لے پالک کی بیوی سے نکاح کرونگا تو طرح طرح کی بدگوئی سنی پڑیگی لیکن اللہ تعالیٰ کو زمانہ شرک کی اس رسم کو اسیطرح مٹانا منظور ہے جسطرح اوسنے ساتھ کے ساتھ دو بہنوں کے نکاح میں رکھنے کی رسم کو مٹایا پھر فرمایا زید نے جبکہ زینب کو چھوڑ دیا ہے اور عدت کی مدت بھی گذر چکی ہے تو اللہ تعالیٰ نے زینب کو تمہارے نکاح میں اسلئے دیا کہ مسلمان لوگ لے پالک کو اصلی بیٹا سمجھ کر اوسکی بیوی سے نکاح کرنے کو گناہ نہ خیال کریں پھر فرمایا اللہ کا جو ارادہ ہے وہ پورا ہوکر رہتا ہے اوسکے ارادہ کو کوئی روک نہیں سکتا پھر فرمایا جو بات اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ٹھہرادی اے نبی نہ تمکو اوسکے کرنے میں کسی کی بدگوئی کا کچھ اندیشہ کرنا چاہئے نہ تم سے پہلے کے نبی ایسی باتوں میں کسیکی بدگوئی کا اندیشہ کیا کرتے تھے پھر فرمایا نیکوں کی فرمانبرداری اور بدوں کی بدگوئی کے حساب و کتاب کے لئے اللہ کا علم کافی ہے ایکدن ان سب باتوں کا حساب و کتاب ہوکر جزا و سزا کا فیصلہ ہوجاویگا پھر فرمایا لوگوں کے زید بن محمد کہنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر کی اولاد کے باپ نہیں ہوسکتے وہ تو غیروں کے حق میں اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں پھر فرمایا اللہ کا علم بہت وسیع ہے اوسنے ہر بات اپنے علم کے موافق ٹھرائی ہے اوسمیں کسیکو کچھ دخل نہیں دینا چاہئے زینب کے اس نکاح پر بعضے عیسائیوں نے اور اونکے دیکھا دیکھی بعضے آریوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں طرح طرح کی بدگوئی جو کی ہے واللہ احق ان تخشاہ سے اس بدگوئی کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ نے یہ کردیا ہے کہ اے رسول اللہ کے تم کو لوگوں کی بدگوئی سے کچھ نہ ڈرنا چاہئے بلکہ تم اللہ سے ڈرو اور جسطرح اللہ کو منظور ہے کہ شرک کے زمانہ کی ایک رسم آیندہ قایم نرہے اوسکے موافق تم کو بلا تامل عمل کرنا چاہئے اس فیصلہ قرآنی کے بعد اگرچہ مسلمانوں کو کسی بدگو کی بدگوئی کا کچھ اندیشہ نہیں لیکن مخالفوں کے قائل کرنے کے لئے بعضے مسلمانوں نے اس بدگوئی کا جو جواب دیا ہے اوسکا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے ۔

(۱) ملۃ ابراہیمی میں ساتھ کے ساتھ دو بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا اسلئے یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں لیا اور راحیل یہ دو بہنیں ساتھ کے ساتھ موجود تھیں جسکا ذکر توراۃ کے حصہ سفر التکوین باب ۲۹ میں ہے ما شریعت موسوی میں ملۃ ابراہیمی کا یہ مسئلہ منسوخ ہوگیا جسکا ذکر توراۃ کے حصہ سفر الاحبار کے باب ۱۸ میں ہے ۔

(۲) صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی روایتہ اوپر گذر چکی ہے کہ لے پالک کو اصلی بیٹا قرار دینے کا طریقہ زمانہ شرک کا ایک طریقہ تھا پہلی کے کسی شریعت میں اسکا کوئی حکم نہیں ہے ۔

(۳) لے پالک کو اصلی بیٹا قرار دینے کا طریقہ اگر پہلے کی شریعت کے حکم سے ہوتا اور قرآن سے وہ حکم منسوخ ہوتا تو اس صورت میں بھی عیسائی لوگ اسلام پر کچھ اعتراض نہیں کرسکتے تھے کیونکہ مسلمان لوگ عیسائیوں کو یوں قائل کردیتے

منزل ۵

کہ جسطرح توراۃ نے ملتہ ابراہیمی کے ایک مسئلہ کو منسوخ کیا اوسیطرح قرآن نے بھی پہلے کی شریعت کے ایک مسئلہ کو منسوخ کردیا یہاں تو عیسائی لوگوں کے یہ ہٹ دہرمی ہے کہ زمانہ شرک کی ایک رسم کو قرآن نے مٹایا ہے جس سے قرآن اونکے نزدیک قابل اعتراض ہے اگرچہ اس ہٹ دہرمی کے جواب میں مسلمانوں نے بارہا تحریری اور تقریری مناظرے کرکے عیسائیوں کو یہ جتلایا کہ اگر کسی آسمانی کتاب میں اس اعتراض کی تائید کا کوئی مسئلہ ہو تو پیش کیا جاوے لیکن سوا قدیمی بدگوئی کے آج تک مسلمانوں کو کوئی جواب نہیں ملا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ زمانہ شرک کی ایک رسم کے مٹا دینے کا الزام عیسائیوں کی طرف سے اگر نبی آخر الزماں اور قرآن پر قایم ہوسکتا ہے تو اس سے بڑھکر یہ الزام مسلمانوں کی طرف سے حضرت موسے اور توراۃ پر قایم ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور توراۃ نے ملتہ ابراہیمی کے ایک مسئلہ کو مٹا دیا،، فرقہ آریہ کی بدگوئی کا جو جواب اہل اسلام نے دیا ہے اسکا خلاصہ بھی ذیل میں بیان کیا جاتا ہے،،

(۱) جسطرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق واوحی الی ہذا القرآن سے یہ جتلایا ہے کہ قرآن وہ الہامی کتاب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور الہام کے نازل ہوئی ہے اسطرح رشیوں نے کسی وید میں یہ نہیں جتلایا کہ وید الہام کے ذریعہ سے رشیوں پر نازل ہوئے ہیں پھر جو فرقہ اپنی کتاب کو آسمانی کتاب نہیں ثابت کرسکا اوسکو آسمانی کتاب پر بدگوئی کا حق کیونکر حاصل ہوسکتا ہے،،

(۲) عیسائیوں سے تو آج تک یہ نہیں ہوسکا کہ وہ اپنی بدگوئی کی بنیاد کسی آسمانی کتاب سے کوئی سند قایم کرتے آریہ لوگ اس بدگوئی میں اگر عیسائیوں کے مددگار بنے ہیں تو جو کام عیسائیوں سے پورا نہو سکا اوسکو آریہ لوگ ہی پورا کرکے دکھا دیں،،

(۳) اہل اسلام کی بعض ضعیف روایتوں کے بھروسہ پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ نکاح سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو دیکھا جس سے زینب کی الفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوگئی اسلئے باطن میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ زید زینب کو طلاق دیدیویں تو خود زینب سے نکاح کریں اور ظاہر میں زید کو دلی ارادہ کے برخلاف نصیحت کرتے تھے حالانکہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ یہ بات نبوت کی شان سے بہت بعید ہے اسکا جواب اوپر گذر چکا کہ معتبر علماء اسلام کے نزدیک یہ روایتیں صحت کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتی ہیں عیسائی فرقوں میں جسطرح مثلا پروٹسٹنٹ فرقہ باقی عیسائیوں کے روایتوں کو ضعیف ٹھراکر نہیں مانتے اسیطرح باقی کے فرقوں کے لوگ اس فرقہ کو نہیں مانتے یا مثلا آریہ وید کی تفسیروں میں سوائے دیانند کے تفسیر کے اور قدیمی مفسروں کی تفسیر ونکو نہیں مانتے اسیطرح اہل اسلام میں صحیح روایتوں کے پابند مسلمان ان ضعیف روایتوں کو نہیں مانتے پھر یہ کیا زبردستی ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہبوں میں تو صحیح اور ضعیف روایتوں میں فرق پیدا کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ضعیف روایتوں کے حوالہ سے قایل کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کے قواعد کے موافق پہلے ان ضعیف روایتوں کی صحت کو ثابت کرکے

منزل ۵

یہ بحث کریں ؎

(۴) یہ جو کہا جاتا ہے کہ بغیر شرائط نکاح کے زینب کا یہ نکاح شرعی نکاح کیونکر ہوسکتا ہے اس کا جواب اہل اسلام نے یہ دیا ہے کہ آدم اور بنی آدم سب اللہ تعالیٰ کے لونڈی غلام ہیں اور شرح محمدی کا یہ ایک مسئلہ ہے کہ عورت کے رشتہ داروں میں سے کوئی رشتہ دار کسی عورت کو یا لونڈی کے مالکوں میں سے کوئی مالک اپنی لونڈی کو زوجنا کہا کہ کر کسی مرد کو سونپ دیوے تو یہ نکاح ایسا صحیح ہوجاتا ہے کہ پھر نکاح کی شرطوں میں سے کسی شرط کی ضرورت باقی نہیں رہتی چنانچہ سہل بن سعد کی حدیث کے موافق صحیح بخاری میں اس مسئلہ کا خاص ایک باب ٹھہرا کر امام بخاری نے اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا کے مالکوں کی زبان سے جس لفظ کے نکلنے سے شرعی نکاح صحیح ہوجاتا ہے تو اس مالک حقیقی نے وہی لفظ زوجنا کہا فرما کر آدم اور حوا کے نکاح کی طرح یہ نکاح قائم کردیا اور جتنے مسلمانوں کے روبرو یہ آیۃ نازل ہوئی یا جتنے مسلمان اس نکاح کے ولیمہ میں شریک ہوئے جس کا ذکر انس بن مالک کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ہے یہ سب اس نکاح کے اعلان کے گواہ ٹھہرے تو اب اسکے بعد کسی عیسائی یا آریہ کو مسلمانوں کو الزام دینے کے لئے شرع محمدی کے موافق تو کسی بحث کی گنجائش ہرگز باقی نہیں رہی اور عقلی بحث کا ہر مسلمان یہ جواب دے سکتا ہے کہ دینی بحث اگر محض عقل سے طے ہوسکتی ہے تو عیسائی لوگ توراۃ و انجیل پر اور آریہ لوگ اپنے ویدوں پر اپنی مذہبی باتوں کا دارومدار کیوں رکھتے ہیں ؎

(۵) یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام میں اس بدگوئی کے قابل نکاح کی ضرورت ہی کیا تھی اس کا جواب اوپر گذر چکا ہے کہ جسطرح توریت انجیل قرآن شرک کی رسمیں مٹانے کی ضرورت سے نازل ہوئے اسیطرح زمانہ شرک کی ایک رسم مٹانے کے لئے یہ آیتیں نازل ہوئیں جسمیں اس نکاح کی تاکید ہے جو عیسائی اس ضرورت کا قائل نہ ہوگا اس سے پوچھا جاویگا کہ توراۃ و انجیل کس ضرورت سے نازل ہوئی اسیطرح فرقہ آریہ کے لوگ اگر مذہبی ضرورتوں کے قائل نہوں گے تو اونکے وید بلا ضرورت قرار پاوینگے اگرچہ آریوں کے گرو سوامی دیانند نے ستیارتھ میں لکھا ہے کہ خاندان کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے آریہ لوگ اپنی ذات والے کا لڑکا گود میں لیکر لے پالک بنا سکتے ہیں ؎ اب یہ تو ظاہر ہے کہ مثلاً ایک فقیر اپنے آپکو بادشاہ کہوے تو قانون قدرت کے موافق وہ بادشاہ نہیں ہوسکتا اسیطرح قانون قدرت کے موافق خاندان کا سلسلہ تو اسی شخص کا جاری رہے گا جسکے نطفہ سے وہ لے پالک لڑکا پیدا ہوا ہے لیکن آریہ مذہب میں یہ لے پالک کا مسئلہ ایک خیالی مسئلہ ہے جو جاری ہے اور تعجب یہ ہے کہ باوجود اس خیالی مسئلہ کی پابندی کے اس آریہ فرقہ کا دعوا اکثر بحثوں میں یہ ہے کہ جو مسئلہ قانون قدرت کے خلاف ہو وہ غلط ہے ، یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب بے اولاد آریوں کے خاندان کا سلسلہ لے پالک سے جاری رہسکتا ہے تو پھر نیوگ کے مسئلہ کی کیا ضرورت ہے نیوگ کے مسئلہ کا ذکر سورۂ طلاق میں آویگا ؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت سی یاد اور پاکی بولو اسکی صبح اور شام وہی ہے جو

يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اسکے فرشتے کہ نکالے تمکو اندھیروں سے اُجالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝

مہربان دعا اُن کی جسدن اس سے ملیں گے اسلام اور رکھا ہے انکے واسطے نیگ عزت کا

اس آیت کے اوپر کے ٹکڑے میں اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت سے کرنیکا اور تسبیح وتہلیل کا ذکر تھا اسلئے اوسکے ساتھ ہی آیۃ
کے دوسرے ٹکڑے میں یاد الٰہی کے فائدہ کا ذکر فرمایا بڑا فائدہ ذکر الٰہی کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم صحیح
بخاری ومسلم میں ابوہریرہؓ کی روایتہ کی حدیث قدسی ہے جسمیں اس آیتہ کی تفسیر یوں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
مجھکو تنہائی میں یاد کریگا تو میں بھی اوسکو تنہائی میں یاد کرونگا اور جو شخص مجھکو آدمیونکی جماعت میں یاد کریگا تو میں اوسکو
فرشتوں کی جماعت میں یاد کرونگا جو آدمیونکی جماعت سے بہتر ہے اسیطرح یاد الٰہی کی فضیلت میں اور بہت سی
آئی ہیں علمائے اسلام نے یاد الٰہی کی فضیلت کو اور یاد الٰہی کی روایتوں کو ایک جگہ کرنے کی غرض سے اس باب میں
خاص کتابیں تصنیف کی ہیں شیخ محی الدین نووی کی ایک کتاب جسکا نام اذکار ہے اس باب میں بہت لاجواب او
مثل ہے اب آقا کا اپنے غلام کو یاد رکھنا یہی ہے کہ آقا کی نظر عنایت غلام پر رہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آیتہ کے
اس ٹکڑے میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں اونپر اللہ کی رحمت اوترتی ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ
جس غلام پر خود بادشاہ مہربان ہوتا ہے اوسپر بادشاہ کے سب دربار کے لوگ بھی مہربان ہوجاتے ہیں اسیواسطے فرمایا ہے
کہ یاد الٰہی میں مصروف رہنے والے لوگونپر اللہ کے مہربانی کی نگاہ دیکھکر فرشتے بھی ایسے لوگوں کی مغفرت کی دعا کرتے
رہتے ہیں جسطرح فرشتوں کو رات دن سوا ذکر اللہ اور یاد الٰہی کے اور کچھ کام نہیں ہے اسیطرح انسانوں میں جو
ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اونکو بھی فرشتوں کے ساتھ ایک طرح کی مناسبت پیدا ہوجاتی ہے اسلئے فرشتے
ایسے لوگوں کے حق میں دعا خیر کرتے رہتے ہیں جس دعا کا پورا مضمون حم عسق میں آویگا مسند امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ
میں ابو الدرداؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یاد الٰہی کا مشغلہ ہے وہ
صدقہ دینے والوں اور جہاد کرنے والوں سب سے افضل مشغلہ میں ہے صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایتہ ہے
یہ ہے کہ کسی لڑائی میں کچھ قیدی آئے تھے اونمیں ایک عورت بھی تھی اس عورت کا بچہ اوس سے بچھڑ گیا تھا کچھ دیر کے
بعد اوس عورت نے اپنے بچہ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی اوس بچہ کو اوس عورت نے بہت پیار کیا اور دودہ پلایا یہ
دیکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈالنے پر راضی ہوگی صحابہ نے عرض کیا کہ

آپ نے فرمایا جسقدر یہ عورت اپنے بچہ سے مہربانی اور الفت سے پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے اس حدیث کے موافق جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اسقدر مہربان ہے تو جن لوگوں سے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی اور رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کس سلوک سے پیش آویگا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے ایماندار لوگو دل سے زبان سے ہاتھ پیروں سے ذکر الٰہی میں لگے رہو اور نمازوں میں سے صبح اور عصر کی نماز کا بڑا خیال رکھو کہ صبح کی نماز کا وقت غفلت کا ہے اور عصر کی نماز کا وقت کام کاج کا وسبحوہ بکرۃ واصیلا کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے جو بیان کی گئی کہ آیتہ کا ٹکڑا صبح اور عصر کی نماز کی تاکید میں ہے، صحیح بخاری و مسلم میں ابوموسیٰؓ اشعری سے اور فقط مسلم میں عمارہؓ بن رویبہ سے جو صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت کی روایتیں ہیں ان سے قتادہ کی تفسیر کی پوری تائید ہوتی ہے اب آگے فرمایا کہ جو لوگ ذکر الٰہی اور نماز صبح اور عصر کے پابند ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعا خیر کی برکت سے وہ گمراہی کے اندھیروں سے راہ راست کے اوجالے میں رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر مہربان ہے وہ ہمیشہ ایسے لوگوں کو دنیا میں راہ راست پر رکھے گا اور عقبےٰ میں اوسکے اجر میں اونکو جنت میں داخل کریگا جہاں یہ لوگ خوشی سے آپسمیں سلام علیک کریں گے جس سلام علیک کا مطلب گویا یہ مبارک باد ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے رحم جسکو دوزخ کے عذاب سے بچا کر امن امان سے جنت میں داخل کیا، ابن ماجہ مسند بزار تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جابرؓ بن عبداللہ سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا سلام بھی پہونچا کریگا، اس حدیث کی سند میں ایک راوی فضیل بن عیسیٰ رقاشی کو اگرچہ اکثر علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن سورہ یٰسین میں آویگا سلام قولا من رب رحیم جس سے اس روایت کی پوری تائید ہوتی ہے علاوہ اسکے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے جسمیں یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہونچایا کرتے تھے اس حدیث سے بھی جابرؓ بن عبداللہ کی روایتہ کی تائید ہوتی ہے کیونکہ جن لوگوں کا دنیا میں یہ رتبہ ہے کہ اونکو اللہ تعالیٰ کا سلام پہونچتا ہے تو جنت میں اونکا رتبہ وہی رہے گا اسیواسطے امام المفسرین حضرت عبداللہؓ بن عباس کا قول بھی جابرؓ بن عبداللہ کی روایتہ کے موافق ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا

اے نبی ہمنے تجکو بھیجا بتانیوالا اور خوشی سنانیوالا اور ڈرانیوالا اور بلانے والا اللہ کی طرف اسکے حکم سے اور چراغ

مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ

چمکتا اور خوشی سنا ایمان والوں کو کہ اُن کو ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی اور کہا نہ مان کافروں کا اور

الْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

بازوں کا اور چھوڑ دے ان کو ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا اے ایمان والو جب تم

إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

نکاح کرو مسلمان عورتوں کو پھر اُن کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ سو اُنپر حق نہیں تمہارا عدت میں

تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ

جسکو تم گنتی پوری کرواؤ سو اُن کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھکو تیری

أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ

عورتیں جن کے مہر تو دے چکا اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تجکو اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیاں

عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً

اور پھوپی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور کوئی عورت ہو مسلمان

مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ

اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اُسکو نکاح میں رکھے یہ نری ہے تجھی کو سوائے

مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

سب مسلمانوں کے ہمکو معلوم ہے جو ٹھیرا دیا ہے ہمنے اُنپر انکی عورتوں میں اور اُن کے ہاتھ کے مال میں تا نہ رہے

أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

تجھپر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

مسند امام احمد اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو صفتیں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پہلی آیت میں ہیں وہی صفتیں آپکی توراۃ میں ہیں مسند امام احمد صحیح بخاری ترمذی وغیرہ کی روایتوں سے سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے کہ سوائے امت محمدیہ کے اور نبیوں کی امتیں اپنے انبیا کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو جھٹلا دیں گے اور یہ کہویں گے کہ ہمکو کسی نبی نے اللہ کا حکم نہیں پہونچایا آخر قرآن کے حوالہ سے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر یہ معاملہ طے ہوگا اور سب اللہ کے رسول سچے ٹھیریں گے اسکو فرمایا کہ اے نبی تمکو اللہ نے دنیا میں گواہ بنا کر بھیجا ہے ، مبشرا ونذیرا کے معنے فرمانبرداروں کو جنت کی خوشخبری سنانا اور نافرمانوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانا اور جو ڈر کر راہ راست پر آجاویں اونکو اللہ کے فضل اور مہربانی کا امیدوار کرنا پھر فرمایا جو کافر اور منافق تمہارے رسالت کے کام میں فتور ڈالیں تو اے رسول اللہ کے اونکا کہنا نہ سنو اور اونکی جہالت کی باتوں پر صبر کرکے اپنے کام کے پورا کرنے میں اللہ پر بھروسہ رکھو اللہ تمہارا کام بنانے والا ہے داعیا الی اللہ باذنہ کا یہ مطلب ہے کہ تم اللہ کے حکم سے لوگوں کو نیک راستہ سکھاتے ہو ، سراجا منیرا کا یہ مطلب ہے کہ جو تمہاری نصیحت پر عمل کریگا اوسکا دل نور ایمان سے روشن ہوجاویگا پھر فرمایا اے ایمان والو جب تم نکاح کرو ایمان والیوں کو پھر طلاق دو اونکو پہلے اس سے کہ تم اون

صحبت کرو تو اُنپر تمہارا کچھہ حق عدت کے پورا کرنیکا نہیں ہے اونکو فائدہ پہونچا کر اچھی طرح رخصت کرو مطلب یہ ہے کہ صحبت سے پیشتر جب تم طلاق دو تو پہر عورتوں کو عدت میں بٹھانے کچھہ حق نہیں کہ تم اونسے عدت کے دنونکی گنتی پوری کراؤ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کسیکا اسمیں خلاف نہیں کہ صحبت سے پیشتر طلاق دیجاوے تو عورت کو اختیار رہے کہ فی الفور جس سے چاہیے نکاح کر لیوے ایسی عورت کو کچھہ فائدہ اپنی حیثیت کے موافق دیکر اچھی طرح رخصت کرو صحیح بخاری میں ہے کہ پیغمبر صلعم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب آپ نے اوسکی طرف ہاتھہ بڑھایا تو اوسکو یہ بات ناپسند ہوئی اسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید سے فرمایا کہ اسکو کچھہ کپڑے دیدو علی بن ابی طلحہ نے حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایتہ کیا ہے کہ اگر عورت کا مہر مقرر ہوچکا ہے تو اوسکو صحبت سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں آدھا مہر بھی دیا جاوے اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تو آدمی پر اپنی حیثیت کے موافق فائدہ دینا ضرور ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے اس قول سے یہ بات صاف ہوگئی کہ نصف مہر کے حکم کی سورہ بقرہ کی آیت سے یہ آیتہ منسوخ نہیں ہے بلکہ مہر کے مقرر ہوجانے کی صورت میں سورہ بقرہ کی آیتہ کے موافق عمل ہوگا اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تو اس آیتہ کے موافق عمل ہوگا پہر اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مخاطب ٹہراکر فرمایا کہ تم جن بیویونکو مہر دیچکے ہو وہ اللہ نے تمپر حلال کردیں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کا مہر پانسو درم تہا مگر اس حکم سے تین بی بیاں مستثنیٰ ہیں ایک تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہ اونکا مہر نجاشی بادشاہ حبشہ نے چارسو دینار دیا دوسری صفیہ رضی اللہ عنہا کہ انکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قیدیوں میں سے پسند کرکے انکا مہر اونہیں آزاد کرنیکو ٹہرایا تیسری جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کہ حضرت نے اونکو کچھہ مال دیکر اونسے عقد کر لیا پہر فرمایا اے نبی صلعم اللہ نے تمکو وہ عورتیں بھی جائز کردیں ہیں جو تم نے غنیمت کے مال سے لی ہیں اور چچا اور پھوپھیاں اور خالہ اور ماموں کی بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی وہ بھی حلال کردیں نصاریٰ جبتک عورت مرد کے درمیان سات پشت یا زیادہ کا فاصلہ نہ ہو تو نکاح درست نہ جانتے تھے اور یہود بہانجی بہتیجی کو بھی حلال سمجھتے تھے اس شریعت محمدیہ میں یہ بات قایم نرہی پہر فرمایا اے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اگر کوئی ایماندار عورت اپنے آپکو تمہیں بخشدیوے اور تم چاہتے ہو اوس سے نکاح کرنا تو تمکو اوس سے بغیر مہر کے نکاح کرنا درست ہے یہ بات خاص تمہارے لئے ہے اور ایمان والوں کے لئے نہیں ہے امام احمد امام بخاری مسلم ترمذی نسائی اور ابوداؤد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایتہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں ایک عورت نے عرض کیا کہ میں نے اپنی جان آپکو بخشدی پھر دیر تک کہڑی رہی اوسکے بعد ایک شخص نے اوٹھہ کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپکو اس کی حاجت نہیں تو اسکا نکاح مجھہ سے کردیجئے آپنے فرمایا کیا تیرے پاس مہر کے واسطے کوئی چیز ہے اوسنے عرض کیا میرے پاس تو یہی تہبند ہے آپنے فرمایا اگر تو نے اسکو اپنی چادر دیدی تو تو بے چادر بیٹھا رہیگا کوئی چیز تلاش کرکے لے آ اوسنے عرض کیا مجھے کچھہ بھی نہیں ملتا آپ نے فرمایا کچھہ ڈہونڈ کر لے آ اور کچھہ نہیں تو لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی پہر اوسنے ڈہونڈا مگر اوسے کچھہ بھی نہیں ملا تو حضرت نے اوس سے دریافت کیا کہ تجھے کچھہ قرآن بھی یاد ہے اوسنے کئی سورتین

بتائیں دیہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسقدر تجھے قرآن یاد ہے اسکے بدلے میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کردیا یہ حدیث خالصۃ لک من دون المومنین کی گویا تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ مین سونپ کر بغیر مہر کے نکاح پر راضی ہو اور اللہ کے رسول
شخص سے کرنا چاہیں تو اس نکاح میں مہر کی ضرورت ہے قرآن کی آیتوں کو مہر ٹھہرا کر
نے جو یہ نکاح پڑھایا اسمیں ابوحنیفہ اور امام مالک کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں
فرمایا اے رسول اللہ کے تمہارے نکاح کے حکموں کے علاوہ امت کے مسلمانوں کے نکاحوں کے
نازل فرمائے ہیں وہ بھی اللہ کے علم کے موافق ہیں کہ کسی مسلمان کو چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنے کی اجازت نہیں ہے اور اوسکے ہر ایک نکاح میں عورت کے وارث کی اجازت اور گواہوں کی گواہی ضرور ہے اور لونڈیوں کو صحبت میں رکھنے کی انکو اجازت ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ نکاح کے احکام اسواسطے تفصیلوار نازل فرمائے ہیں کہ اے نبی تم کو اور تمہاری امت کے مسلمان لوگوں کو اس باب میں کچھ تنگی نرہے اور اون احکام کے نازل ہونے سے پہلے یہ لوگ جو بے احتیاطی کرچکے اوسکو اللہ معاف کرنے والا ہے

تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا

پیچھے رکھیے تو جسکو چاہے انمیں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا انمیں سے جو کنارے

جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ

کردی ہیں تو کچھ گناہ نہیں تجھپر اس میں لگتا ہے کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور نہ غم کھاویں اور راضی رہیں اسپر جو تونے دیا

كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝

ساریاں اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ سب جانتا تحمل والا

اس آیۃ کی تفسیر میں علمائے مفسرین کے تین قول ہیں پہلا یہ کہ اس آیۃ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اجازت دی ہے کہ ازواج مطہرات میں سے جسکو چاہیں حسب دستور اپنے نکاح میں رکھیں جسکو چاہیں طلاق دیدیں دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت میں فقط اس بات کی اجازت ہے کہ ازواج مطہرات کے پاس رہنے کی باری برابر یا گھٹی بڑھتی جسطرح آپکا جی چاہے مقرر کریں تیسرا قول یہ ہے کہ بلا مہر کے جو عورتیں آنحضرت کی خدمتمیں نذر کے طور پر اپنے آپکو پیش کرتی ہیں یا رشتہ داروں میں جن عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے یہ آیۃ اون عورتوں کے حکم میں ہے اور اس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر آنحضرت کو یہ اجازت دی ہے کہ اونمیں سے جس عورت کو آپ چاہیں اپنی خدمت میں رکھیں جسکو چاہیں نہ رکھیں امام بخاری نے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ کی دو روایتیں جو اس آیۃ کی تفسیر میں ذکر کی ہیں اونسے فقط دوسرے اور تیسرے قول کی تائید ہوتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رض کی پہلی روایۃ کا حاصل

یہ ہے کہ جو عورتیں اپنے آپکو نذر کے طور پر پیش کیا کرتی تھیں اس آیتہ کے نازل ہونیسے پہلے مجھکو اون عورتوں کے حال پر کچھہ
غیرت اور شرم آیا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو مجھکو معلوم ہوا کہ یہ بات اللہ کی مرضی کے موافق ہے اور اللہ تعالے
کو ہر طرح کی خاطر داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منظور ہے دوسری روایتہ کا حاصل یہ ہے کہ اس آیت کے نازل
ہونے کے بعد آنحضرت ایسا بھی کیا کرتے تھے کہ آپکی بی بیوں میں سے جس کسیکی باری ہو اوس بی بی سے اجازت
لیکر دوسری بی بی کے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے ان دونو قولوں میں آیتہ کی شان نزول
کو شامل اور عام ٹھیرایا ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں اس شان نزول کو ترجیح دی ہے ماحاصل مطلب
آیتہ کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اللہ تعالی نے تم کو اختیار دیا ہے کہ تم اپنی بیویوں میں باری کی قید رکھو یا نہ رکھو
اسیطرح آیندہ جن عورتوں سے نکاح کرنے کی تم کو اجازت دی گئی ہے اون سے نکاح کرو یا نہ کرو اسیطرح بیویوں کو باری میں پیچھے
رکھدیا یا جن عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت تھی اونسے نکاح نہیں کیا تو اوسکے ردو بدل میں بھی گناہ نہیں پھر فرمایا کہ جب تمہاری بیبیاں یہ حال جان لیویں گی کہ
اونکی طرفسے تو تم پر باری کی قید نہیں رہی اسکے بعد بھی باری میں جو رعایتہ رکھی جاتی ہے وہ تمہاری طرف سے ہے تو پھر
اونکو کچھہ شکایتہ باری کی نہ رہیگی اور تھوڑے نان نفقہ میں بھی یہ رضامند رہینگی حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیتہ کے نازل
ہونے سے پہلے بیویوں کی باری اللہ کے رسول پر واجب تھی اس آیتہ کے بعد واجب نہیں رہی پھر فرمایا چند بیویوں
میں سے مرد کے دل میں جن بیویوں کی محبت زیادہ ہوتی ہے یہ حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے اسلئے اللہ تعالی نے
اپنے علم کے موافق یہ حکم دیا ہے تاکہ باری کے نباہنے کی شکایت اوٹھہ جاوے اور اللہ تعالی بردبار ہے اسواسطے بعض
بیویوں کی محبت دل میں زیادہ رکھنے پر اوسنے کچھہ مواخذہ نہیں کیا۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ

حلال نہیں تجکو عورتیں اس پیچھے اور نہ یہ کہ اُن کے بدلے اور کرے عورتیں اگرچہ خوش لگیں

حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا ۝

تجکو ان کی صورت مگر جو مال ہو تیرے ہاتھہ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان

اس آیت کے تفسیر میں صحابہ اور تابعین کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ اوپر کی آیتہ میں اللہ تعالی نے جن عورتوں کی تفصیل
بتلائی ہے کہ یا قریشی عورت مہاجر ہو تو مہر کے بعد اوس سے نکاح حلال ہے یا نذر کے طور پر جو عورت اپنے آپکو پیش کرے
تو بلا مہر اوس سے نکاح حلال ہے اب اس آیتہ کی رو سے سوائے اُن دوقسموں کے اور کسی قسم کی عورت سے نکاح
حلال نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیتہ کے نازل ہونے کے وقت جو بی بیاں آنحضرت کے نکاح میں موجود تھیں ان بی بیوں کے
سوائے کسی عورت سے آنحضرت کو نکاح کرنا جائز نہیں پہلے قول کی روایتہ ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے بسند
صحیح ہوچکی ہے اور تفسیر کے باب میں حضرت عبداللہ بن عباس کا قول مقدم گنا جاتا ہے اسیطرح میں

اس تفسیر کے صحیح ہوجانے کے بعد دوسرے قول کے لحاظ سے بعضے مفسروں نے اس آیتہ سے عورتوں کی تفصیل والی آیتہ کو منسوخ
جو کہا ہے اوسکی بھی ضرورت نہیں رہی اور آیتہ ترجی من تشاء سے اس آیتہ کو بعضے مفسروں نے منسوخ جو کہا ہے وہ قول بھی
ضعیف ہے غرض ان تینوں آیتوں میں سے کوئی آیتہ منسوخ نہیں ہے بلکہ آیتہ لایحل لک النساء آیتہ یاایہا النبی انا احللنا لک
کے بیان میں ہے اور صحیح بخاری کی حضرت عائشہ رض کی ایک روایتہ جو گذر چکی جسمیں ترجی من تشاء کی تفسیر ہے اوس سے
معلوم ہوتا ہے کہ آیتہ لایحل لک النساء اور آیتہ ترجی من تشاء میں کچھہ باہمی مخالفت نہیں ہے کیونکہ ترجی من تشاء میں باری کا حکم
ہے یا جن عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے اوس اجازت کے عمل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار
پر چھوڑا ہے پھر اسطرح کی آیتہ سے دوسری آیتہ کو منسوخ کیونکر کہا جا سکتا ہے اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے اگرچہ اپنے ترجمہ
کے فائدے میں اس آیتہ کو ناسخ اور پہلی آیتہ کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن فوز الکبیر میں بڑی بحث کے بعد شاہ صاحب پانچ
آیتیں تمام قرآن شریف میں جو منسوخ جچا نتی ہیں اونمیں یہ آیتہ داخل نہیں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سلف میں سے جن علما
نے آیتہ کا یہ مطلب ٹھہرایا ہے کہ بیویوں کے سوائے اور عورتوں سے نکاح کرنا آیتہ سے حرام ہوا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ موجودہ
بیویوں کے سوا آیتہ یاایہا النبی انا احللنا لک میں جن عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت تھی اس آیتہ لایحل سے وہ منسوخ
ہوگئی اور جن علما نے اس آیتہ کا یہ مطلب قرار دیا ہے کہ آیتہ انا احللنا لک میں عورتوں کی جو تفصیل بتلائی گئی ہے اوس
تفصیل کے باہر کی کسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے وہ علما اجس آیتہ لایحل کو انا احللنا لک کا بیان کہتے ہیں، حافظ ابو
جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اس اختلاف کا یہی فیصلہ کیا ہے کہ ایسی اختلافی اور شکی حالت میں کسی آیتہ قرآنی کو منسوخ
نہیں کہا جا سکتا، اس صورت میں معنے آیت کے یہی ہیں کہ آیتہ انا احللنا لک میں جن عورتوں کی تفصیل بتلائی گئی ہے
اوس تفصیل کے علاوہ کسی عورت سے نکاح جائز نہیں خواہ یہ نکاح پہلی بیوی کو طلاق دیکر ہو یا یوں ہی نئی عورت کی خوبصورتی
کے خیال سے ہاں لونڈیاں اس حکم سے علیحدہ ہیں پھر فرمایا جو حکم اللہ تعالی نے دیا اوسکی نگہبانی پر وہ قادر ہے کیونکہ کوئی
چیز اوسکی نگہبانی سے باہر نہیں ہے حضرت عائشہ رض کی یہ روایتہ جسکا حوالہ شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں لکھا ہے یہ صحیح سند سے
مسند امام احمد ترمذی نسائی اور مستدرک حاکم میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے
آیہ ترجی من تشاء سے لایحل لک النساء کا حکم منسوخ ہوگیا حضرت علی رض ام سلمہ رض اور بعضے سلف کا یہی قول ہے لیکن
صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عائشہ رض کی دو روایتیں جو اوپر ترجی من تشاء کی تفسیر میں گذر چکی ہیں اون سے
یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ترجی من تشاء یا تو اون عورتوں کے باب میں ہے جو نذر کے طور پر اللہ کے رسول کی خدمت
میں اپنے آپ کو پیش کیا کرتی تھیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی باری کے باب میں ہے اس صورت
میں ان دونوں مطلبوں کے موافق آیتہ ترجی من تشاء میں ایسا کوئی عام حکم کہاں ہے جس سے انا احللنا لک کی
تفسیر میں ذکر کی ہیں اوس تفصیل کی پابندی کی وہ تاکید جو لایحل لک النساء میں ہے ان دونوں کو منسوخ ٹھہرایا جاوے اسیواسطے

امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول یہی ہے کہ انا احللنا لک کی تفصیل اور لایحل لک النساء کی تاکید یہ دونو منسوخ نہیں ہیں غرض اصول حدیث کے موافق حاصل کلام یہی ٹہرتا ہے کہ صحیح بخاری کی حضرت عائشہؓ کی روایتوں کو ترمذی نسائی وغیرہ کی روایتوں پر ترجیح دی جاکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کو صحیح ٹہرایا جاوے اور آیۃ ترجی من تشاء سے کسی آیۃ کو منسوخ نہ کہا جاوے بعضے مفسروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث سے آیۃ لایحل لک النساء منسوخ ہے لیکن اول تو اون مفسروں نے اوس حدیث کو معین طور پر نہیں بتلایا جس سے آیۃ کو منسوخ کہا جاوے دوسرے اس مسئلہ پر بھی علمائے امت کا اتفاق نہیں ہے کہ حدیث سے قرآن کی کوئی آیۃ منسوخ ہوسکتی ہے اور یہ اوپر گذر چکا ہے کہ ایسی اختلافی حالت میں کسی آیۃ کو منسوخ نہیں کہا جاسکتا حدیث سے آیۃ کے منسوخ ہونے نہونے میں جو اختلاف ہے اوسکا سبب یہ ہے کہ علمائے متقدمین نے ناسخ منسوخ میں لغت کے معنوں کو اختیار کیا ہے اسلئے اونکے نزدیک ناسخ منسوخ کی یہ ایک ہی صورت ہے کہ ایک حکم سے دوسرا حکم بالکل اوٹھہ جاوے جیسے مثلا سورہ بقر کی آیۃ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت میں بیمار شخص کو وارثوں کے حق میں وصیت کرنے کا حکم تہا پہر جب سورۃ النساء کی آیۃ یوصیکم اللہ میں وارثوں کے حصے ٹہر گئے تو وہ وصیت کا حکم بالکل اوٹھہ گیا اب علماء متقدمین کے نزدیک تمام صحیح حدیثوں میں کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس سے قرآن کی کسی آیۃ کا حکم بالکل اوٹھہ جاوے اسواسطے وہ حدیث سے قرآن کی آیۃ کے منسوخ ہونے کے قایل نہیں ہیں اسلئے اونکے نزدیک کسی حدیث سے انا احللنا لک کا حکم منسوخ نہیں ہوسکتا، علمائے متاخرین نے ایک اصطلاح ٹہراکر ناسخ منسوخ کی بحث کی ہے اسلئے اونکے نزدیک ناسخ منسوخ کی بہت سی صورتیں ہیں جنکی تفصیل اصول فقہ کی کتابوں میں ہے، نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہے کہ مثلا آیۃ کا اصلی حکم باقی رہکر حدیث سے اوس اصلی حکم میں کچھہ زیادتی ہوجاوے تو اصلی حکم کے باقی رہنے کے سبب سے متقدمین اس صورت کو ناسخ منسوخ نہیں کہتے اور متاخرین کی اصطلاحی صورتوں میں یہ صورت ناسخ منسوخ کہلاتی ہے مثال اسکی یہ ہے کہ سورہ النساء کی آیۃ حرمت علیکم امہاتکم میں عورت اور اوسکی پہوپی سے ساتہہ نکاح کرنیکی مناہی نہ تہی ابوہریرہؓ کی صحیح بخاری ومسلم کی حدیث سے آیۃ کے اصلی حکم میں یہ مناہی اور بڑہگئی تو متقدمین کے نزدیک یہ صورت ناسخ منسوخ کی نہیں ہے اور متاخرین کے نزدیک یہ صورت ناسخ منسوخ کی صورتوں میں داخل ہے ''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ

اے ایمان والو مت جاؤ گہروں میں نبی کے مگر جو تمکو حکم ہو کہانے کیواسطے نہ راہ دیکھتے اوسکے پکنے کی

اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ

لیکن جب بلائے تب جاؤ پہر جب کہا چکو آپ آپکو چلے جاؤ اور نہ آپسمیں جی لگاتے باتوں میں

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ

اس بات سے تمہاری تکلیف تہی پیغمبر کو پہر تمسے شرم کرتا اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹہیک بتانے میں

منزل ۵

یہ آیۃ پردہ کی ہے اور اسکے اندر کئی حکم اور آداب ہیں اور یہ آیۃ بھی اون آیتوں میں سے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
مشورہ کے موافق نازل ہوئی ہیں صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایۃ ہے جسمیں حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں خدا
تعالیٰ کے ساتھ تین باتوں میں موافق ہوا ایک یہ کہ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کاش ابراہیم
علیہ السلام کے مقام کو آپ مصلے بنادیں تو اللہ نے آیۃ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے اوتاری دوسرے پردہ کے بارہ
میں میں نے عرض کیا اللہ نے آیۃ حجاب بھیجی تیسرے جب نان نفقہ کی زیادتی کی خواہش میں سب بی بیاں آپ کے
پاس اکٹھی ہوئیں تو میں نے اونسے کہا عسے ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن پھر قرآن شریف بھی اسیطرح کا حکم
اوترا اور مسلم کی روایۃ میں بدر کے قیدیوں کا بھی ذکر ہے کہ اونکو فدیہ لیکر نہ چھوڑا جاوے پھر اوسکی موافق حکم نازل ہوا
حضرت عمرؓ کی رائے اور قرآن کی موافقت کا یہ چوتھا مقام ہے امام بخاری نے انسؓ رضی اللہ عنہ سے روایۃ کیا کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول آپکے پاس اچھے
برے لوگ سب آتے جاتے ہیں کیا اچھا ہو اگر آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیں اسپر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیۃ
اوتاری ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کے روز آیۃ حجاب خدا نے نازل فرمائی امام بخاری
و مسلم رحمہ اللہ نے حضرت انس سے روایۃ کیا ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے عقد کیا تو لوگوں کی
ولیمہ کی دعوت کی اور وہ کہانا کہاکر باتوں میں لگے بیٹھے رہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھنے لگے لیکن وہ لوگ نہ اوٹھے
جب آپ اوٹھہ کھڑے ہوئے تو اوٹھنے والے چلے گئے تین آدمی بیٹھے رہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے تو بھی
وہ تینوں شخص بیٹھے تھے آپ اوسلٹے پھر گئے جب وہ چلے گئے تو میں نے یا شاید کسی اور شخص نے اون تینوں شخصوں کے چلے
جانے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی یہ خبر سنکر آپ اندر آئے اور میں بھی اندر جانے لگا، آپنے میرے اور اپنے
درمیان میں پردہ ڈالدیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی نسائی نے بھی اس حدیث کو کئی طریقہ سے نقل کیا ہے یہ جو
روایت ہے کہ حضرت ام سلیمؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ تھوڑا مالیدہ بھیجا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کردی قریب
تین سو آدمی کے کہانا کہا گئے اور وہ مالیدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور ہاتھ کے رکھنے کے سبب سے اوتنے کا
اوتنا ہی تھا کچھہ کم نہیں ہوا یہ انسؓ بن مالک کی روایۃ صحیح مسلم ترمذی اور نسائی میں ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے
کہ اے ایماندار لوگو بغیر کہانے کی دعوت کے تم اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نہ جایا کرو اور کہانے کی دعوت
کے وقت بھی کہانا پک جانے کے انتظار میں پہلے سے نہ جا بیٹھا کرو بلکہ کہانا پکجانے کے بعد جب اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کہانا کہانے کے لئے تم کو بلاویں تو جایا کرو اور کہانا کہاتے ہی اپنے گھر کو چلے آیا کرو کہانے کے بعد اللہ کے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بیٹھہ کر ادہر اودہر کی باتوں میں نہ لگ جایا کرو کہ اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کی ضرورتوں میں حرج ہوکر اللہ کے رسول کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ لحاظ کے سبب سے کچھہ کہہ نہیں سکتے مگر حق

بات کی نصیحت میں اللہ تعالیٰ کو کسیکے لحاظ کی کچھہ ضرورت نہیں ، غیر ناظرین اناہ کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے کہانا پکنے کے انتظار کی فرمائی ہے ،،

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ

اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھہ چیز کام کی تو مانگ لو پردے کے باہر سے اسمیں خوب ستھرائی ہے تمہارے دلکو اور انکے دلکو

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ

اور تمکو نہیں سونچتا تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ کہ نکاح کرو اسکی عورتوں کو اُسکے پیچھے البتہ یہ بات

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

تمہاری اللہ کے ہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو یا چھپاؤ تو اللہ ہے سب جانتا

حضرت عمرؓ کی یہ حدیث جو اوپر گذری کہ مقام ابراہیم کے مصلے ٹھہرانے کی آیتہ اور یہ پردہ کی آیتہ اور چند آیتیں حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہیں اوسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پردہ کی صلاح دی تھی پھر حضرت زینب کے ولیمہ والے دن یہ آیتہ نازل ہوئی اور صحیح بخاری وغیرہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث جو مشہور ہے کہ حضرت سودہ ایک رات چادر اوڑھ کر حاجت بشری کے لئے گھر سے باہر نکلیں اور حضرت عمرؓ نے اونکو دھمکایا یہ قصہ پردہ کی آیتہ کے بعد کا ہے اور حضرت عمر کا اس دھمکانے سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں رات کو چادر اوڑھ کر بھی نہ نکلا کریں لیکن یہ رائے حضرت عمر کی اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوئی چنانچہ اسکی صراحت صحیح بخاری کی حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے یہ جو ایک شبہہ مشہور ہے کہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت زینب کا ولیمہ روٹی سالن کا ہوا اور بعض روایتوں میں مالیدہ کا ذکر ہے حافظ ابن حجر نے اس شبہہ کو فتح الباری میں رفع کردیا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سالن اس ولیمہ میں پکوایا تھا اور حضرت ام سلیم نے مالیدہ بناکر اس ولیمہ کے لئے آنحضرت کیخدمت میں بھیجا تھا اسلئے بعض روایتوں میں ایک چیز کا ذکر ہے اور بعض روایتوں میں دوسری چیز کا ، ام سلیم انس بن مالک کی ماں کی کنیت ہے انکا نام سہلہ ہے یہ مشہور صحابیات میں سے ہیں حضرت عثمان کی خلافت میں انکا انتقال ہوا ، معتبر سند سے مسند امام احمد ابوداؤد ترمذی نسائی اور صحیح ابن حبان میں ام سلمہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس پردہ کی آیتہ کے نازل ہونے کے بعد ایک دن عبداللہ بن ام مکتوم حضرت کی بیوی ام سلمہ کے گھر میں آئی اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں موجود تھے آپنے ام سلمہؓ کو عبداللہؓ سے پردہ کرنے کا حکم دیا اسپر ام سلمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ تو نابینا ہیں یہ سنکر آپنے فرمایا کہ وہ نابینا ہیں تو آخر تمہاری تو آنکھیں ہیں مسند امام احمد ابوداؤد و نسائی اور مختصر طور پر صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیس کی بڑی روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کو انہیں عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر میں عدت کے دن گذارنے کا حکم دیا ہے ، ابوداود

منزل ۵

منذری حافظ ابن حجر اور اور علمانے اس قسم کی مختلف حدیثوں کی مطابقت میں وہی بات بیان کی ہے جو بات شاہ
صاحب نے اپنے فائدہ میں لکھی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر یہ پردہ کا حکم واجب
تہا اور مسلمانوں کی عورتوں پر مستحب ہر مستحب شریعت میں وہ چیز ہے جسکا کرنا بہتر ہے اور نہ کرنے میں کچہہ گناہ نہو جیسے
مثلاً جمعہ کے دن اچھے کپڑوں کا پہنہا مستحب پر اوسوقت تک عمل کرنا جایز ہے کہ اوس سے کسی ممانعت کے کام میں پڑجانے
کا خوف نہو اور جس مستحب کے عمل سے ممانعت کے کام میں پڑجانے کا خوف ہو تو خدا سے ڈرنے والے مرد عورت کو ایسے
مستحب پر عمل کرنا جایز نہیں ہے چنانچہ معتبر سند سے ترمذی میں عطیہؓ سعدی سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کوئی شخص متقی نہیں ہوسکتا جبتک وہ جایز چیز کو ناجایز کے خوف سے نہ چھوڑ دے حاصل کلام یہ ہے کہ اس پردہ
کے مستحب پر عمل کرنے میں صحابہ کو جبتک کسی بدنیتی اور ناجائز نتیجہ کا خوف نہیں تہا تو صحابہ کا اس مسئلہ پر اتفاق تہا جب
یہ بات باقی نہیں رہی تو صحابہ میں اختلاف پیدا ہوگیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جسطرح اب
عورتیں اچھے کپڑے پہنکر اور عطر ملکر مسجد میں نماز کو جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اسطرح جاتیں تو
انکو مسجد میں جانیکی کبھی اجازت نہ ہوتی ۔ حضرت عائشہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جن روایتوں میں عورتوں کے
مسجد میں جانیکی اجازت ہے اونہیں سے بعض روایتوں میں یہ بہی ہے کہ خوشبو لگاکر کوئی عورت مسجد میں نہ آوے اب
عورتوں نے اوس اجازت کو تو پکڑ لیا ہے اور اوسکی شرطوں کو چھوڑ دیا ہے جس سے ناجایز نتیجوں کا اندیشہ ہے اسلئے
اگر یہ حالت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی ہوجاتی تو یہ اجازت ہرگز قایم نہ رہتی اب بھی زمانہ
کا ڈھنگ دیکھہ کر جو نیک لوگ عورتوں کے پردہ کے باب میں سخت رائے رکھتے ہیں وہ بالکل حضرت عائشہ کے
ہم قول ہیں اور عطیہؓ سعدی کی روایتہ اونکی تائید کے لئے کافی ہے ۔ مسند بزار اور طبرانی میں حضرت علیؓ سے صحیح
روایتہ ہے کہ اجنبی مرد اور عورت جہاں ایک جگہ ہوں تو اونکے بہکانے کے لئے وہاں ان دونوں میں تیسرا شیطان
آن موجود ہوتا ہے ۔ یہ حدیث ذٰلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن کی گویا تفسیر ہے سنن بیہقی تفسیر سدی تفسیر ابن حاتم وغیرہ میں آیتہ
کے آگے کے ٹکڑے کی شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ سے جو بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے
کہ جب پردہ کا حکم نازل ہوا اور اوسکا عمل جاری ہوگیا تو صحابیوں میں سے ایک شخص طلحہؓ بن عبیداللہ کو یہ ایک نئی
بات معلوم ہوئی اسواسطے طلحہ نے یہ کہا کہ ابتو یہ حکم ہے لیکن اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے سامنے ہوئی
تو عائشہؓ یا ام سلمہؓ سے میں ضرور نکاح کرونگا اسپر اللہ تعالیٰ نے آیتہ کا یہ ٹکڑا نازل فرماکر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امت کے لوگوں کی ماں ٹھہرا دیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی
بیوی سے امت میں کا کوئی شخص کبھی نکاح نہیں کرسکتا پھر یہ لوگ ایسی باتیں مونہہ سے کیوں نکالتے ہیں جنکے سننے
اللہ کے رسول کو رنج ہوتا ہے اور اوس رنج سے ایذا پہونچتی ہے تمہارے نزدیک اسطرحکی بات ایک معمولی بات ہے

منزل ۵

لیکن اللہ کے نزدیک اللہ کے رسول کی ایذا پہونچانے کی بات بڑے وبال کی چیز ہے پھر فرمایا ایسی باتیں تم لوگ زبان پر لاؤ یا دل میں رکھو یہ سب اللہ کو خوب معلوم ہیں کیونکہ اوس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اسلیئے ایسی باتوں کے دل میں خیال رکھنے اور زبان پر لانے سے بچنا چاہیئے ۔،

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ

گناہ نہیں ان عورتوں کے سامنے ہونے کا نہ اپنے باپوں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھائی

أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝

کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتیاں رہو اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز

جب اللہ نے اجنبی آدمیوں سے پردہ کا حکم کر دیا تو فرمایا کہ ان رشتہ داروں سے پردہ واجب نہیں ہے جسطرح سورۂ نور میں گذرا چکا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھانجے مسلمانوں کی عورتوں اور غلام سے پردہ نہیں ہے اسورۂ نور میں پردہ کی تفصیل زیادہ ہے پھر فرمایا اللہ کے رسول کی بیبیوں کو ان حکموں کی پابندی میں ظاہر اور باطن میں اللہ سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ظاہر اور باطن کا سب حال معلوم ہے ، ابوداؤد بیہقی اور تفسیر ابن مردویہ میں انس بن مالک سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوس غلام کو حضرت فاطمہ کے پاس لائے تو حضرت فاطمہ اس سبب سے شرمانے لگیں کہ اونکے اوڑھنے کی چادر چھوٹی تھی اسپر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت یہاں تمہارے باپ یا غلام وہی شخص ہیں شرمانے کی کوئی بات نہیں ہے ، اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوجمیع سالم بن دینار ہے جنکو بعضے علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن معین نے سالم بن دینار کو ثقہ قرار دیا ہے ، یہ یحیی بن معین امام احمد بخاری مسلم اور ابوداؤد کے اوستادوں میں امام احمد کہا کرتے تھے کہ ان یحیی بن معین کو راویوں کی شناخت میں بڑا دخل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ انکے قول کا راویوں کے باب میں بڑا اعتبار ہے اسواسطے یہ روایت معتبر ہے اس حدیث اور اسی مضمون کی کئی اور حدیثوں کے موافق حضرت عائشہؓ سعید بن مسیب امام شافعی اور ایک قول میں امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ غلام سے پردہ نہیں ہے لیکن اکثر سلف غلام سے پردہ کرنے کے قائل ہیں اونکا کہنا یہ ہے کہ جن حدیثوں میں غلاموں سے پردہ نہ کرنے کا ذکر ہے وہ چھوٹی عمر کے غلام تھے بالغ نہیں تھے ان لوگوں کے نزدیک ما ملکت ایمانکم کی تفسیر میں بھی وہی چھوٹی عمر کے غلام لئے گئے ہیں زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے ۔،

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

اللہ اور اوسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اسپر اور سلام بھیجو سلام کہکر

منزل ۵

صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے بعد نماز کے قعدہ آخر میں اور جنازہ کی نماز میں درود شریف کے پڑھنے کی بڑی تاکید ہے یہانتک کہ امام شافعی علیہ الرحمتہ کے نزدیک قاعدہ آخر میں درود شریف کا پڑھنا فرض ہے اور اوس کے علاوہ بھی درود کے پڑھنے کی بڑی فضیلت صحیح حدیثوں میں آئی ہے چنانچہ مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت انس رض سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایکدفعہ درود بھیجے اللہ اس شخص پر دس دفعہ رحمت کو بھیجتا ہے ترمذی، امام احمد وغیرہ میں روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ درود کے پڑھنے سے غافل ہیں قیامت کے دن درود پڑھنے والوں کا ثواب دیکھ کر ان غافل لوگوں کو بڑی حسرت آویگی بعض حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاص جمعہ کے دن درود شریف کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے کچھ روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ گویا جنت کا رستہ بھول گیا صحیح بخاری مسلم وغیرہ میں کعب رض بن عجرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم لوگ آپ پر کن لفظوں سے درود اور سلام بھیجا کریں تو آپنے وہی لفظ فرمائے جو سب لوگ التحیات میں پڑھتے ہیں، اگرچہ دوسری حدیثوں میں درود کے بہت سے لفظ آئے ہیں لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لفظ اکثر مرد عورت کی زبان پر ہیں اونکے پڑھ لینے سے اللہ کے حکم کی تعمیل ہوسکتی ہے ؎

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور رکھی ہے اونکے واسطے ذلت کی مار

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا

اور جو تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بن کئے کام کے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ

منزل ۵ ع ۷

یہ آیتیں اون لوگوں کے حق میں اوتری ہیں جو پیٹھ پیچھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو برا کہتے تھے اور جنہوں نے اللہ کے رسول کی بی بی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طوفان لگایا جسکا قصہ سورہ نور میں گذر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث قدسی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگ زمانہ کو برا کہہ کر مجھکو ایذا دیتے ہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے زمانہ کا برا ہو کہ ہمارے ساتھ اوسنے ایسا اور ایسا کیا اسمیں یہ لوگ دنیا کے کاموں کو زمانہ کی طرف نسبت کرکے اوسکو برا کہتے تھے اور حقیقت میں اون کاموں کا کرنیوالا اللہ ہے اسلئے وہ نا سمجھی سے گویا اللہ کو برا کہتے تھے، اگرچہ سارا جہان اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آگے عاجز اور لاچار ہے کسکی کیا طاقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دے سکے لیکن سورۃ الزمر میں آویگا کہ نافرمانی کے کام اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اسی ناپسندی کو ان آیتوں اور حدیث میں ایذا فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ اللہ کے رسول کے ایذا گویا اللہ تعالیٰ کی ایذا کے برابر ہے معتبر مسند امام احمد اور ترمذی میں عبداللہ رض بن مغفل سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے

ایذادی اوسنے مجھکو ایذادی اور جسنے مجھکو ایذادی اوسنے گویا اللہ تعالیٰ کو ایذادی، اوپر کی حدیث قدسی اور اس حدیث کو ملا کر ان آیتوں کی تفسیر کا حاصل یہہ ٹھہرا کہ جس کسی نے نا سمجھی سے اللہ تعالیٰ کی ناپسندی کی کوئی بات مونہہ سے نکالی یا اللہ کے رسول یا آپکے صحابہ کے ایذا کی کوئی بات کی یا مسلمانوں پر کوئی جھوٹا بہتان لگایا تو ایسا شخص اللہ کی رحمت سے دور قرار پاکر بڑا گنہ گار اور سخت عذاب میں گرفتار ہوگا، صحیح مسلم ابوداؤد ترمذی اور نسائی میں ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص میں کوئی بات پائی جاوے تو پیٹھ پیچھے ایسی بات کی مذمت کو غیبت کہتے ہیں اور اگر اوس شخص میں وہ بات نہ پائی جاوے تو اوسکو بہتان کہتے ہیں، ان آیتوں میں بہتان کا جو ذکر ہے یہہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے،،

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ

اے نبی کہدے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ لَىٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ

اس میں لگتا ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان کبھی باز نہ آئے منافق

وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ

اور جنکے دل میں روگ ہے اور جھوٹ اڑا نیوالے مدینے میں تو ہم لگادیں تجھکو انکے پیچھے پھر رہنے پاویں گے تیرے

فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ مَّلْعُوْنِیْنَ ۚۛ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی

ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے دستور پڑا ہوا ہے

الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۝

اللہ کا اُن لوگوں میں جو آگے ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھیگا اللہ کی چال بدلنی

منزل ۵ — الربع

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ پردہ کی آیتہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ ایک رات چادر اوڑھکر نکلیں اور حضرت عمرؓ نے اونکو دھمکایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ مشورہ دیا کہ جسطرح پردہ کا حکم اوترا ہے اوسیطرح یہہ حکم بھی دیا جاوے کہ چادر اوڑھکر بھی مستورات گھر کے باہر نہ نکلا کریں طبقات ابن سعد میں محمد بن کعب حسن بصری اور ابی مالک کی روایتوں سے حضرت عمرؓ کے اس مشورہ کے دینے کا سبب یہہ بتلایا ہے کہ مسلمان عورتیں جب چادر اوڑھکر باہر نکلا کرتی تہیں تو مدینہ میں بعضے منافق لوگ ایسے ناہموار تھے کہ عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے اور جب ان ناہمواروں کو دھمکایا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ شریف مسلمان عورتوں کو تم کیوں چھیڑتے ہو تو کہتے تھے کہ ہمنے انکو شریف جانکر نہیں چھیڑا بلکہ لونڈی جانکر چھیڑا تھا اللہ تعالےٰ نے یہہ آیتیں نازل فرما کر دونو حکم فرمادیا حضرت عمرؓ کے مشورے کے باب میں تو یہہ حکم ہوا کہ عورتوں کے لئے پردہ کا جو حکم نازل ہو چکا ہے

وہی کافی ہے جماعت کی نماز کے لئے یا اور کسی ضرورت سے چادر یا برقعوں میں مونہہ چھپا کر عورتوں کے باہر نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے دوسری بات کا یہ حکم ہوا کہ بی بی اور باندی کی پوشاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرق کر دیا ہے کہ شریف عورتیں باہر نکلتے وقت گھونگٹ کے طور پر چادر اوڑھا کریں پھر فرمایا اگر وہ ناہموار لوگ اس فرق کے بعد بھی باز نہ آوینگے تو جسطرح اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے لڑنے کا حکم اپنے رسول کو دیا ہے اوسیطرح ان منافقوں کے قتل کا حکم دیدیا جاوے گا قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم شرطیہ کر دیا تھا کہ اگر آیندہ منافق لوگ اپنی ناہمواری سے باز نہ آوینگے تو اونکے قتل کا حکم دیا جاویگا اس شرط کو سنکر اس آیت کے نازل ہونیکے بعد پھر اون منافقوں نے وہ اپنی ناہمواری چھوڑ دی اسلئے قرآن شریف میں اونکے قتل کا حکم نازل نہیں ہوا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا ہے کہ عادت الٰہی میں یہ بات داخل ہے کہ جو برا کام کرتا ہے وہی پکڑا جاتا ہے کسی برے کام کے کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کسیکو نہیں پکڑتا یہ ابی مالک تابعین میں مشہور عالم ہیں شعبی کے بعد کوفہ کے قاضی بھی تھے نسائی وغیرہ نے انکو ثقہ کہا ہے اور محمد بن کعب بھی ثقہ ہیں، محمد بن سعد امام احمدؒ کے ہمعصر بصرہ کے مشہور اور معتبر علما میں ہیں صحابہ اور تابعین کے احوال میں انکی تصنیفات کبیر طبقات صغیر اور تاریخ یہ کتابیں مشہور ہیں تقریب میں انکو معتبر لکھا ہے صحابہ کے طبقوں میں پہلے خلفائے اربعہ ہیں پھر درجہ بدرجہ اور صحابہ ہیں اسیطرح سب بارہ طبقے ہیں آخر طبقہ اون لوگوں کا ہے جنہوں نے نوعمری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے یہی حال تابعین اور تبع تابعین کے طبقوں کا ہے، حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جب ناہموار لوگ شریف عورتوں کو راستہ میں چھیڑتے ہیں اور دھمکانے کے وقت یہ کہتے ہیں کہ شریف عورتوں کے اور لونڈیوں کے لباس میں کچھہ فرق نہیں تھا اسلئے لونڈیوں کے شبہہ میں ہمنے اون شریف عورتوں کو چھیڑا تو ان ناہمواروں کو قایل کرنے کے لئے اے نبی تم اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ باہر نکلنے کے وقت وہ معمولی دوپٹہ کے اوپر ایک چادر اوڑھکر گھونگھٹ نکال لیا کریں تاکہ ان ناہمواروں کا پہلا عذر باقی نہ رہے پھر اسپر بھی یہ ناہموار اپنی ناہمواری سے باز نہ آوینگے تو انکو سزا دی جاویگی۔ یہ عادت الٰہی جاری ہے کہ مہلت کے زمانہ میں جو نافرمان لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو پھر اپنے جرم کی سزا میں پکڑے جاتے ہیں، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰؓ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو پہلے مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اونکو ایسے سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں، یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے ,,الارجاف،، کے معنے جھوٹی خبر کے اوڑانے کے ہیں، مدینہ میں کچھہ منافق ایسے بھی تھے جو مسلمانوں کو پریشان کرنے کے سوائے مخالفوں کی چڑہائی کرکے آنے کی جھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے اون ہی کو والمرجفون فی المدینہ فرمایا،،

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

لوگ پوچھتے ہیں تجھہ سے قیامت کو تو کہہ اسکی خبر ہے اللہ ہی پاس اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی

تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ

ہو بیشک اللہ نے پھٹکارا ہے منکروں کو اور رکھی ہے واسطے انکے دہکتی آگ رہا کریں اسمیں ہمیشہ نہ پاویں کوئی

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا

حمایتی نہ مددگار جسدن اوندھے ڈالے جاویں گے انکے منہ آگ میں کہینگے کسی طرح ہمنے کہا مانا ہوتا اللہ اور کہا مانا

الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ

ہوتا رسول کا اور کہیں گے اے رب ہمنے کہنا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے چوکادی ہمسے راہ اے رب انکو

ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

دے دوہنی مار اور پھٹکار ان کو بڑی پھٹکار اے ایمان والو تم مت ہو ویسے جنہوں نے ستایا

آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

موسے کو پھر بے عیب دکھایا اسکو اللہ نے انکے کہنے سے اور تھا اللہ کے یہاں آبرو رکھتا اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے

اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ

اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تمکو تمہارے کام اور بخشے تمکو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہے پر چلا

اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

اللہ کے اور اسکے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد

ع ۵ — منزل ۵

ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ اے رسول اللہ کے تمہیں ستانے کو جو لوگ گھڑی گھڑی تم سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی تم اونکو جواب دو کہ اوسکا علم خدا کو ہے اور تمکو کیا خبر شاید قریب ہو جیسا اور جگہ فرمایا اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون جسکا مطلب یہ ہے کہ نزدیک آیا لوگوں کا حساب کا وقت اور وہ غفلت میں ہیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے اور طیار کر رکھا ہے اونکے لئے دہکتی آگ کو ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اوسمیں اور نہ پاوینگے کافر کسیکو اپنا دوست اور مددگار جو عذاب سے اونکو چھوڑا دے پھر فرمایا جسدن وہ آگ میں اوندھے مونہہ ڈالے جاوینگے کہینگے کاش ہم دنیا میں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی تابعداری کرتے، طاؤس کا قول ہے کہ سادتنا سے مراد اشراف لوگ ہیں اور کبراءنا سے علما مراد ہیں اونکے پیرو لوگ کہیں گے اے پروردگار ہمارے ہمنے تابعداری کی اپنے امیروں اور بڑے علما کی اور تیرے رسول کا کہا نہ مانا اسلئے دنیا میں ہم گمراہ رہے اے پروردگار دوگنا عذاب اور لعنت کر انکو حشر اور قیامت کے منکر لوگ مسخراپن سے کے طور پر قیامت کی جلدی جو کرتے تھے اونکو ڈرایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کا بڑا انجام ہوگا، یہ طاؤس بن کیسان حسن بصری کے رتبے کے ثقہ تابعینوں میں ہیں اور حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایتیں ہیں، پھر فرمایا اے ایمان والو نہ ہو تم مثل اون لوگوں کے جنہوں نے ایذا دی موسے علیہ السلام کو

پھر بری کیا موسےٰ کو اللہ نے اوس عیب سے جو لوگوں نے لگایا تھا، اور تھے موسےٰ علیہ السلام خدا کے نزدیک بڑے آبرو والے
امام بخاری رحمہ علیہ نے حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام بڑے حیادار اور بڑے پردہ
کرنے والے تھے شرم کے سبب سے اونکا بدن بنی اسرائیل میں سے کوئی دیکھہ نہیں سکتا تھا اسلئے بنی اسرائیل میں سے کچھہ موذی
لوگوں نے اونکو ستایا اور کہنے لگے کہ موسےٰ علیہ السلام اپنے بدن کے کسی عیب کے سبب سے اسقدر پردہ کرتے ہیں اسپر خدا تعالیٰ
نے اونکو اس عیب سے یوں بری کیا کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے جاکر اپنے کپڑے اوتارے اور ایک
پتھر پر رکھدئے اور نہانے لگے جب نہا چکے اور اپنے کپڑے لینے کے لئے آگے کو بڑہے تو وہ پتھر اونکے کپڑے لیکر بہاگا
پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی لیکر پتھر کے پیچھے دوڑے اور فرمانے لگے او پتھر میرے کپڑے دیدے او پتھر میرے
کپڑے دیدے یہانتک کہ وہ پتھر بنی اسرائیل میں جا پہونچا اور ٹہر گیا اون لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کا تمام جسم نہایت
صاف اور بے عیب دیکھا اسیکو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی باتوں سے بری فرمایا تفسیر
ابن ابی حاتم میں حضرت علےؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ایک پہاڑ پر گئے تو وہیں
حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوگیا بنی اسرائیل کہنے لگے کہ اے موسیٰ تمنے ہی اونکو مار ڈالا ہے اسپر خدا تعالیٰ نے
ملائکہ کو حکم دیا اور وہ حضرت ہارون علیہ السلام کا جنازہ اوٹھاکر بنی اسرائیل کے روبرو لائے اور جنازے میں سے آواز
آئی کہ میں اپنی موت سے مراہوں اس صورت میں اون دونو قصوں کا مجموعہ آیتہ کی شان نزول ہے پھر فرمایا اے ایمان
والو ڈرو اللہ سے اور کہو موہنہ پر بات سیدہی سنوار دیگا اللہ تمہارے کام اور بخشیگا تمہارے گناہ اور جسنے اللہ رسول کی اطاعت
کی تو وہ شخص بڑی مراد کو پہونچا اور بڑی مراد کو پہونچنا یہی ہے کہ اللہ اوسکو آگ کے عذاب سے بچا دیگا اور جنت میں داخل کریگا
جہاں ہر طرح سے ہمیشہ کا عیش و آرام ہے صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمام دنیا کی عمر کو ایکدن ٹہرا کر یہ فرمایا ہے کہ صبح سے عصر تک کا حصہ اوس دن کا تو میرے نبی ہونے سے پہلے گذر چکا اب
فقط عصر سے مغرب تک کا حصہ باقی ہے اس حدیث سے قیامت کے قریب ہونے کا مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے اور
یہ بہی سمجھہ میں آسکتا ہے کہ اوس عصر سے مغرب تک کے حصہ میں سے بہی تیرہ صدیاں گذر چکیں، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے
ابی ہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دوزخ کی آگ میں دنیا کی آگ سے تیزی ۶۹ حصے زیادہ ہے اس حدیث سے
دوزخ کی آگ کو دہکتی آگ فرمانے کا مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے، صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایتہ
ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نافرمان لوگ موہنہ کے بل گھسیٹی جاکر دوزخ میں ڈالے
جاوینگے یہ حدیث یوم تقلب وجوہہم فی النار کی گویا تفسیر ہے ؎

نزول

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

ہمنے دکہائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پہر سب نے قبول نہ کیا کہ اسکو

وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ

اٹھاویں اور اس سے ڈر گئے اور اُٹھالیا اسکو انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان

اگرچہ اس آیتہ کی تفسیر میں علمائے مفسرین نے بہت سے طرح طرح کے قول لکھے ہیں لیکن صحیح تفسیر قرآن شریف کی یا تو خود قرآن سے ہوسکتی ہے کہ ایک آیتہ کی تفسیر دوسری آیتہ سے کیجاوے اور اگر یہ موقع حاصل نہو سکے تو پھر صحیح حدیث سے قرآن کی تفسیر ہوسکتی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلئے نازل فرمایا ہے کہ آپ قرآن شریف کو اللہ تعالی کے پیغام کے طور پر امت کے لوگوں کو سمجھا دویں اسیواسطے اللہ تعالی کے کلام کو جسطرح تائید غیبی کی مدد سے آپ نے صحیح صحیح اور اللہ تعالی کی مراد کے موافق سمجھا ہے اوسطرح کسی دوسرے کو قرآن شریف کا سمجھنا میسر نہیں ہوسکتا پھر اگر یہ موقع بھی کسی آیتہ کی تفسیر میں حاصل نہو سکے کہ صحیح حدیث سے اوس آیتہ کی تفسیر کی جا سکے تو صحابہ کے قول سے قرآن شریف کی تفسیر کیجاتی ہے کیونکہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کا مطلب بڑی محنت سے سیکھا ہے اور آنحضرت سے اونہوں نے سن لیا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر میں عقل کو دخل دینا بڑا گناہ ہے اسلئے جو کچھ وہ قرآن شریف کی تفسیر کے باب میں کہتے ہیں وہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے نہیں کہتے اسیواسطے حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ صحابی کا قول تفسیر کے باب میں حدیث نبوی کے برابر ہے اور تابعین صحابہ سے روایتہ کے طور پر بیان کرتے ہیں غرض اس آیتہ کی تفسیر میں جو اسطرح کے قول تھے جنکی تائید نہ کسی آیتہ قرآن سے ہوسکتی تھی نہ صحیح حدیث سے نہ قول صحابہ و تابعین سے اون قولوں کا ذکر کرنا تو بالکل بے فائدہ ہے اب یہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ تفسیر کے باب میں بہ نسبت اور صحابہ کے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کا بڑا اعتبار ہے اور یہ بھی بیان ہوچکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تفسیر کی روایتیں مختلف سندوں سے ہیں ان سب سندوں میں سے زیادہ معتبر وہی علی بن طلحہ کی روایتہ کا طریقہ ہے جسکو امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری کی کتاب التفسیر میں اختیار کیا ہے اسلئے اوسی علی بن طلحہ کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کا جو قول اس آیتہ کی تفسیر میں ہے وہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ اوس قول کے ذکر کرنے کے بعد کسی دوسرے قول کے ذکر کرنے کی حاجت باقی نرہے علی بن طلحہ حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایتہ کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اس آیتہ میں امانت کا جو ذکر ہے اوس سے مراد وہ باتیں ہیں جنکو اللہ تعالی نے انسان پر فرض کیا ہے جنکے ادا کرنے سے انسان کی نجات ہوسکتی ہے نہیں تو انسان کے لئے بڑی خرابی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق امانت کے لفظ میں وہ سب حقوق داخل ہیں جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے ذمہ کئے ہیں مثلا توحید عبادت اور اس لفظ میں وہ حقوق بھی داخل ہیں جو بندوں پر شریعت نے لگائے ہیں مثلا امانت کی چیز یا مانگی ہوئی چیز کا نیک نیتی سے واپس کرنا ان سب حقوق کو امانت داری سے ادا کرنے کی امانت کو اللہ تعالی نے آسمان زمین اور پہاڑوں کے روبرو پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر اس امانت کو تم پورے طور پر ادا کروگے تو تم کو بڑا اجر ملیگا اور اگر تم اس امانت کو پورے طور پر

ادا نہ کر سکو گے تو تمکو سخت عذاب بھگتنا پڑیگا اس شرط سے وہ سب ڈرے اور اس امانت کو انہوں نے قبول نہیں کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو حضرت آدم علیہ السلام کے روبرو پیش کیا انہوں نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اس امانت کو قبول کرلیا اللہ تعالیٰ کو اپنے علم ازلی سے یہ بات معلوم تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بہت سی اولاد اس امانت میں خیانت کریگی اور اس امانت کو پوری طرح سے ادا نکر سکے گی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان بڑا نادان ہے بغیر انجام کے سوچے اتنا بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا اور پھر انسان کی تسکین کے لئے یہہ بھی فرمایا کہ جو شخص اس امانت میں کسیطرح کی خیانت کرنے کے بعد توبہ استغفار کریگا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ہاں جو شخص مرتے دم تک اسی خیانت میں شرک اور نفاق کے سبب سے گرفتار رہیگا تو وہ بلا شک عذاب آخرت میں پکڑا جاویگا۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس کی معتبر روایتہ اوپر ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جو شخص عمر بھر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کاموں میں لگا رہے گا اور موت سے پہلے موت کے بعد کا کچھہ سامان نکریگا وہ بڑا نادان ہے حاصل مطلب یہہ ہے کہ دنیا کے انتظام کو دیکھہ کر ہر صاحب عقل شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اتنا بڑا انتظام کھیل تماشے کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس انتظام کا انجام وہی ہے جسکے سمجھانے کے لئے آسمانی کتابیں لیکر اللہ کے رسول دنیا میں آئے ہیں کہ دنیا کے ختم ہوجانے کے بعد پھر دوبارہ پیدا ہونا اور نیک و بد کی جزا و سزا ضروری ہے تاکہ دنیا کا پیدا ہونا ٹھکانے سے لگجاوے جو شخص سمجھانے کے بعد بھی اس انجام کا منکر یا اس سے غافل ہے وہ بڑا نادان ہے یہہ حدیث ظلوما جہولا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو لوگ اپنی پیدایش کے انجام سے بےخبر ہیں وہ بڑے نادان ہیں ۱۱

منزل ۵

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

تا عذاب کرے اللہ منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور شریک والے مردونکو اور عورتونکو اور معاف کرے اللہ ایماندار مردونکو

وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

ع

اس آیتہ سے پہلی آیتہ میں امانت کا ذکر تھا آیتہ کے پہلے ٹکڑے میں جس امانت کا ذکر تھا آیتہ کے اس آخری ٹکڑے میں اوس امانت کا یہہ نتیجہ بیان فرمایا کہ جو منافق اور مشرک لوگ اوس امانت میں خیانت کریں گے اونپر عذاب ہوگا اور جو ایماندار لوگ اوس امانت کی شرط کو پورا کریں گے وہ اللہ کی رحمت کے قابل ٹھیریں گے منافق وہ تھے جو ظاہر میں اپنے آپکو مسلمان کہتے تھے اور باطن میں اسلام کے بدخواہ تھے مشرک وہ جو ظاہر اور باطن میں کھلم کھلا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھہ شرک کرنے پر اور اوسکے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے پر ہر وقت آمادہ و طیار رہتے تھے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کا حق بندوں پر یہہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسیکو شریک نہ کریں پھر اوس حق کے ادا ہونے کے بعد بندوں کا

حق تعالی پر یہ ہو گا کہ وہ اپنے ایسے بندوں کی مغفرت فرماوے حضرت عبداللہ بن عباس نے آیۃ مین کے لفظ امانت کی جو تفسیر فرمائی ہے اس صحیح حدیث سے اوس تفسیر کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ شرک اور نفاق کی خیانت سے بچنے کی جو شرط حق آلہی کے ساتھ حدیث مین ہے وہی ہر طرح کی خیانت سے بچنے کی شرط امانت مین ہوا کرتی ہے اس حدیث اور آیۃ کو ملانے کے بعد پوری آیۃ کی تفسیر کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جو شخص بشریت کے تقاضے سے حق آلہی کی امانت مین کچھ خیانت کر بیٹھے گا اور پھر خالص دل سے توبہ کر کے امانت داری کی حالت پر جم جاویگا تو اللہ غفور الرحیم ہے وہ اوس کی مغفرت فرما دے گا ہان جو شخص مرتے دم تک شرک و نفاق کی خیانت حق آلہی مین کریگا وہ آخرت کے عذاب مین پکڑا جاویگا کس لیئے کہ انتظام آلہی کے موافق دنیا کے پیدا ہونے کی بنیاد اس جزا و سزا کے فیصلہ پر قائم ہوئی ہے یہی انتظام آسمان زمین اور پہاڑ و نکو جتلایا گیا تھا جب وہ اونے ذمہ داری سے ڈر کر اس انتظام کو اپنے ذمہ نہین لیا اور سب بنی آدم کے باپ آدم نے اس انتظام کو اپنے ذمہ لے لیا تو سب بنی آدم کو اس عہد پر قائم رہنا چاہیے کیونکہ الست بربکم کے جواب مین سب بنی آدم نے بھی عہد کا اقرار کیا ہے جسکا ذکر سورۃ الاعراف مین گزر چکا۔

سُوْرَةُ السَّبَا مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ

سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین اور اسی کی تعریف ہے آخرت مین اور وہی ہے حکمتوں والا سب جانتا ہے جانتا ہے

فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ○

جو پیٹھتا ہے زمین مین اور جو نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اسمین اور وہی ہے رحم والا بخشتا

ان آیتون مین ارشاد ہے کہ دنیا اور آخرت مین سب تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے کیونکہ انعام کرنے والا دنیا اور آخرت کے لوگون پر وہی ہے اور وہی سب کا مالک ہے اور سب کے اوپر اوسی کا حکم جاری ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد کیا وھو اللہ لا الہ الا ھو لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون جس کا حاصل یہ ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہین اس لئے اوسی کے لئے تعریف ہے دنیا اور آخرت مین اور اوسی کا حکم ہے اور اوسی کی طرف تم پھیرے جاؤگے پھر فرمایا وہی اپنے ہر کام مین بڑی حکمت والا ہے اور بڑا خبردار ہے جس پر کوئی چیز چھپی نہین رہتی ہے پھر فرمایا پانی کی بوندین جس قدر زمین مین جانے والی ہیں اور جس قدر دانے زمین کے اندر بوئے ہوئے اور چھپے ہوئے ہین اون سب کی گنتی وہ جانتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اوس کی کیفیت اور شمار کو بھی جانتا ہے اور اسی طرح جس قدر قطرے اور روزی آسمان سے اوترتی ہے اور جو نیک عمل اور روحین آسمان پر چڑھتی ہیں

ہیں اون سب کو بھی خوب جانتا ہے اور وہی اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جو اونکی نافرمانیوں کے سبب سے اونپر جلدی عذاب نہیں بھیجتا اور جو اوس کے بندے اوسکی طرف رجوع ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں اون کی خطاؤں سے بڑا درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے ان آیتوں میں مشرکون کو یون قائل کیا گیا ہے کہ جب انسان اور آسمان و زمین میں سب انسان کی ضرورت کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اوس کے اختیار او رعلم میں ہیں نہ ان مشرکین کے بتوں نے ان میں سے کوئی چیز پیدا کی نہ کسی چیز پران کا کچھ اختیار چلتا ہے نہ ان بتوں کو کسی ضرورت کی چیز کا کچھ حال معلوم ہے کہ کونسی چیز کی اس وقت ضرورت ہے تو پھر ان بتوں کو اللہ کی تعظیم میں شریک ٹھہرانے کا کیا حق ہے اب تو دنیا میں شیطان کے بہکانے سے یہ مشرک لوگ اپنے بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں مگر مرنے کے بعد انکو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا میں یہ لوگ غلطی پر تھے دونوں جہان کی تعظیم اور تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے شرک سے توبہ کر کے اللہ کی وحدانیت کا جو شخص قائل ہو جاوے تو اوسکے زمانہ شرک کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے کہ شرک سے توبہ کرتے ہی زمانہ شرک کے سب گناہوں کی جڑ بنیاد بالکل ڈھے جاتی ہے اسی مطلب کے ادا کرنے کے لئے ان آیتوں کو وھو الرحیم الغفور پر ختم فرمایا تاکہ مشرکون کے دل میں شرک سے توبہ کرنے کی ایک طرح کی رغبت پیدا ہو جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگوں کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ میں پہونچ جاتے ہیں مسند امام احمد اور ابوداؤد کے حوالہ سے براء بن عازب کی صحیح حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قبض روح کے بعد نیک لوگوں کی روحوں کو فرشتے اللہ تعالیٰ کے روبرو لیجاتے ہیں ان حدیثوں سے عملوں کا اور نیک روحوں کا آسمان پر چڑھنا معلوم ہوتا ہے ان حدیثوں کو وما یعرج فیھا کی تفسیر میں بڑا دخل ہے ؛؛

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

اور کہنے لگے منکر نہ آوے گی ہمپر وہ گھڑی تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آویگی تمپر اس چھپے جاننے والے کی غائب

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ

نہیں ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی جو نہیں ہی کھلی کتاب میں

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

تا بدلا دیوے انکو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ جو ہیں ان کو ہے معافی اور روزی عزت کی

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے جگہ جگہ قیامت کے آنے پر قسم کھانے کو فرمایا ہے چنانچہ سورہ یونس میں فرمایا قل ای وربی اور یہاں اس سورہ میں فرمایا قل بلی وربی اور سورہ تغابن میں فرمایا قل بلی وربی لتبعثن جگہ جگہ اس تاکید سے قیامت کا ذکر فرمانے سے ایک تو بڑی تاکید سے اون منکر لوگوں کا جواب دینا مقصود ہے جو قیامت کے منکر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قیامت کا ذکر فرماتے تھے تو یہ لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور اللہ کے رسول کو دیوانہ بتلاتے تھے دوسرا

منزل ۵

مقصود یہ ہے کہ قیامت کے ساتھ اوس دن حساب کتاب عملون کا تولنا جنت اور دوزخ مین داخل ہونا جن جن باتون کا ذکر ہے اون
باتون پر مسلمانون کا ایمان خوب مضبوط ہو جاوے کیونکہ جب تک ان باتون پر ایمان مضبوط نہ ہوگا تو ثواب آخرت کی نیت سے
نیک کام نہ کیا جاوے گا اور دنیا کے دکھاوے کا کام شریعت مین مقبول نہین ہے قرآن شریف اور حدیث شریف مین قیامت کا
نام یوم آخر جو آیا ہے اس کا سبب علما نے یہی لکھا ہے کہ پہلا دن تو ہر انسان کے لئے وہ ہے جس دن وہ بالکل نیست سے ہست
ہو کر دنیا مین پیدا ہوا اور دوسرا دن وہ ہوگا کہ دنیا فنا ہو کر پھر دوبارہ انسان نیست سے ہست ہو جاویگا غرض پہلی دفعہ
کی نیستی اور ہستی مین اور دوسری دفعہ کی نیستی اور ہستی مین کچھ فرق نہین ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آگے افلم یروا الی ما بین ایدیہم
وما خلفہم من السماء والارض فرمایا آسمان اور زمین اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنا یاد دلا کر منکرون کو قائل کیا ہے کہ جسطرح پہلی دفعہ اللہ
تعالیٰ نے یہ سب کچھ بالکل نیست سے ہست کیا ہے اوسی طرح قیامت کے دن ہوگا اور جس طرح پہلی دفعہ اللہ تعالےٰ کے علم
اور حکمت سے کوئی چیز باہر نہ تھی دوسری دفعہ بھی باہر نہین ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کی حدیث ایک جگہ
گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے وہ سب لوح محفوظ مین اپنے علم غیب کے موافق
اللہ تعالیٰ نے لکھ لیا ہے آیت مین ہر ایک چھوٹی بڑی چیز کے کتاب مبین مین لکھے جانے کا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اس کی تفسیر ہے جس
سے یہ سمجھ مین آسکتا ہے کہ کتاب مبین سے مقصود لوح محفوظ ہے جس مین ہر ایک چھوٹی بڑی چیز دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس
ہزار برس پہلے لکھی جا چکی ہے یہ منکر قیامت جو اس کو جھٹلاتے ہین تو ان کے جھٹلانے سے نہ اللہ تعالےٰ کا علم غیب بدل سکتا ہے
نہ لوح محفوظ کا لکھا ان کے منکر ہونے کے سبب سے مٹ سکتا ہے۔ جہان لوح محفوظ مین اور سب کچھ لکھا گیا ہے وہان
یہ بھی ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ بے فائدہ اور بے ٹھکانہ نہین پیدا کیا گیا بلکہ دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد دوسرا جہان
قائم ہوگا اور نیک و بد کا فیصلہ کیا جاویگا یہ لوگ اپنے آپ کو ملتہ ابراہیمی پر بتلاتے ہین اور اون کو اتنی بھی خبر نہین کہ قیامت کی
صداقت کی تاکید جس طرح اس آخری شریعت مین ہے اوسی طرح ملتہ ابراہیمی مین ہے اس واسطے ان لوگون کے پاس کوئی نقلی
سند تو ایسی نہین ہے جسکو اپنے انکار کی تائید مین یہ لوگ پیش کر سکین رہی انکی یہ عقلی حجت کہ مرنے کے بعد جب ان کی خاک ر
دوان ہو جاوے گی تو پھر وہ خاک کیونکر جمع ہو جاوے گی اس کا جواب بھی ان کو سمجھا دیا گیا ہے کہ ان کی خاک روان دوان
ہو کر جہان کہین جاوے گی اوس کا پتہ لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہے اوس پتے کے موافق وہ خاک جمع کیجاویگی اور اوس کا پتلا بنایا
جا کر اس پتلے مین روح پھونک دیجاویگی جس سے یہ دوبارہ زندہ ہو جاوینگے صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عبد اللہ بن عباس
کی روایت سے حدیث قدسی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور بعض نیکیون کا
بدلہ اس سے بھی زیادہ قیامت کے دن ایماندار لوگون کو دیا جاوے گا۔ یہ حدیث لیجزی الذین امنوا وعملوا الصالحات کی گویا
تفسیر ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رض کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا
جنت مین جو نعمتین ایماندار جنتی لوگون کو ملین گی وہ نہ کسی نے آنکھ سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل

ہیں ذہن کو خیال گزر سکتا ہے یہ حدیث خندق کریم کی گویا تفسیر ہے۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا

اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہٹلانے کو انکو بلا کی مار ہے دکھہ والی اور دیکھہ لیتے ہیں جنکو ملی ہے

الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝

سمجہہ کہ جو تجہپر اترا تیرے رب سے وہی ٹھیک ہے اور سوجہاتا ہے راہ اس زبردست خوبیوں والے کے

اوپر نیک لوگون کا اور انکی نیکیون کی جزا کا ذکر فرما کر اب بد لوگون کا اور ان کی سزا کا ذکر فرمایا کہ لوح محفوظ مین جس طرح نیکیون کی جزا کا حال لکھا ہوا ہے اسی طرح یہ بھی ہے کہ جن لوگون نے قرآن کی آیتون کے جھٹلانے کی کوشش کی اور ان کو شعر اور جادو کہا تاکہ ان آیتون سے لوگون کو روکین اور اسی طرح رسول کو شاعر اور جادوگر کہکر جھٹلایا ان بدبختون کے واسطے بلا کی مار ہے دکھہ دینے والی۔ رجز کے معنے بری طرح کے عذاب کے ہین اب آگے فرمایا لوح محفوظ مین قیامت کا آنا جہان لکھا ہے اور نیک و بد کی جزا و سزا کا حال لکھا ہے وہان قیامت کے آنے کا یہ فائدہ بھی لکھا ہے کہ علم الٰہی کے موافق جن لوگون نے قرآن کی نصیحت سے عقبیٰ کی بہبودی کی سمجہہ حاصل کرلی ہے وہ اس قرآن کی نصیحت سے روکنے والون کا کہنا نہین مانین گے جس کا نتیجہ اون کے حق مین یہ ہوگا کہ قیامت کے دن وہ قرآن کی ہدایت اور جزا و سزا کی صداقت کو آنکھون سے دیکھہ لیوینگے اور دنیا مین قرآن کی نصیحت پر جو اونھون نے عمل کیا تہا وہان عقبیٰ مین وہ لوگ اس کی قدر کرینگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جو لوگ دنیا مین قرآن کی نصیحت پر چلنے سے روکنے والون کے کہنے مین نہین آئے تو وہ اپنی ثابت قدمی کا نتیجہ قیامت کے دن آنکھون سے دیکھ لیوین گے۔ سورہ والصافات مین آویگا کہ بعضے جنتی اپنے دنیا کے بہکانے والون کو دوزخ مین دیکھکر اپنی دنیا کی ثابت قدمی اور بہکانے والون کے بہکانے مین نہ آنے پر اللہ کا شکر ادا کرین گے والصافات کی وہ آیتین گویا اس آخری آیۃ کی تفسیر ہین۔ سورہ حم سجدہ مین آویگا کہ مشرکین مکہ قرآن کی نصیحت کے وقت پکار پکار کر باتین کرتے تھے اور کبھی شعر خوانی شروع کردیتے تھے تاکہ لوگ قرآن کی نصیحت نہ سنین اس قصہ سے معاجزین کا مطلب اچھی طرح سمجہہ مین آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے گمان مین قرآن کی نصیحت کے پہیلانے مین پورا خلل ڈالتے ہین۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کرے گا اور کون دوزخ مین جانے کے قابل اسی طرح صحیح بخاری کے حوالہ سے عمرانؓ بن حصین کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے علم غیب کے موافق جو شخص دوزخ مین جانے کے قابل ہے وہ اپنی نافرمانی سے کسی طرح باز نہ آوے گا ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ تفسیر قرار پائی کہ اللہ سچا ہے اللہ کا علم غیب سچا ہے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق جو نیک و بد کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھا تھا دنیا کے پیدا ہونے کے بعد

وہی کا ظہور ہو رہا ہے کہ کوئی بہکانے والوں کے بہکانے سے نہیں بہکتا اور کوئی خود بھی بہکا ہوا ہے اور دوسروں کے بہکانے میں بھی کوشش کرتا ہے اب اسی طرح قیامت کے دن کا ہر شخص کا انجام بھی علم الٰہی کے موافق سب کی آنکھوں کے سامنے آجاوے گا العزیز الحمید اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن ایسے معبود کی وحدانیت کا راستہ بتلاتا ہے جو نافرمانوں سے بدلا لینے میں زبردست اور فرمانبرداروں کے ساتھ احسان کرنے میں لائق تعریف ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ

اور کہنے لگے منکر ہم بتادیں تمکو ایک مرد کہ تمکو خبر دیتا ہے جب تم پھٹ کر ہو جاؤ ٹکڑے

لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ٹکڑے تمکو پھر بننا ہے کیا بنالیا ہے اللہ پر جھوٹ یا اسکو سودا ہے کوئی نہیں پر جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا

بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ

آفت میں ہیں اور دور پڑے غلطی میں

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے آنے کا حق ہونا قسم کھا کر فرمایا تھا اور عقلی طور پر منکرین قیامت کو یہ بھی سمجھایا تھا کہ جسطرح دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے کچھ بھی نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب کچھ پیدا کر دیا جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اسی طرح دنیا کی نابودی کے بعد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے سب کچھ پیدا کر دیگا ان منکرین حشر کی عقل نے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے کی نابودی اور دنیا کے فنا ہونے کے بعد کی نابودی میں کیا فرق نکالا ہے جس فرق کے سبب سے ان کو حشر کا انکار ہے اور حشر کو یہ لوگ اللہ کی قدرت سے باہر گنتے ہیں اس آیت میں منکرین حشر کی نادانی بیان فرمائی ہے کہ ان نادانوں کے پاس اور کوئی دلیل عقلی تو حشر کے ناممکن ہونے کی نہیں ہے فقط یہی ایک نادانی کا تعجب انکے دل میں بسا ہوا ہے کہ انکا گوشت پوست ہڈیاں سب کچھ گل گھل کر جب خاک ہو جاویگا تو پھر یہ دوبارہ کیونکر پیدا ہونگے اور منکرین حشر کی اس نادانی کا جواب اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن شریف میں یہی دیا ہے کہ آخر انکا گوشت پوست ہڈیاں گل گھل کر ایسی ہی خاک ہو جاوینگی جس طرح دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے کی خاک تھی جس خاک سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کا وہ پتلا بنایا جس پتلے سے سلسلہ بہ سلسلہ کروڑہا پتلے پیدا ہوتے چلے آتے ہیں پھر ایسے قادر مطلق کو اوسی خاک سے دوبارہ ہر ایک پتلہ کو علیحدہ علیحدہ بنا دینا کیا مشکل ہے معتبر سند سے بیہقی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے جسکا حاصل یہ ہے اعاص بن وائل ایک شخص مشرک ایک روز ایک بوسیدہ ہڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور اس ہڈی کی راکھ کو مل مل کر ہوا میں اڑاتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کیا یہی راکھ پھر دوبارہ زندہ ہو گی اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسین میں اس کا یہی جواب دیا جان آیتوں میں دیا ہے کہ جس اللہ نے پہلی دفعہ خاک سے انسان کو بنایا ہے وہی دوسری دفعہ بھی بنا دے گا،، حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ مشرکین انکے نزدیک مرکر دوبارہ زندہ ہونا ایک تعجب کی بات تھی اس لئے یہ لوگ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے

تھے تو آپس مین یہی باتین کرتے تھے کہ جس شخص کو ہم دیکھ رہے ہیں یہ وہی ہین جو مرنے اور ہڈیون کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونیکی خبر سناتے ہین پھر یہ بھی کہتے تھے کہ یا تو اس شخص نے اللہ کے حکم کے نام سے ایک جھوٹی بات بنائی ہے یا اس شخص کو سودا ہو گیا ہے جو ایسی خلاف عقل بات موںہہ سے نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان دونون باتون مین سے کوئی بات بھی نہین بلکہ علم الٰہی مین یہ لوگ گمراہ اور عقبے کے عذاب کے قابل ٹھہر چکے ہیں اسواسطے ایسی باتین کرتے ہین ورنہ جو کام ایک دفعہ ہو چکا پھر دوبارہ اس کام کا ہو جانا کسی عقلمند کے نزدیک خلاف عقل نہین ہو سکتا صحیح بخاری کے حوالہ سے عمران بن حصین رضی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دوزخ مین جانے کے قابل ٹھہر چکے ہین وہ اپنی گمراہی کی باتون سے کبھی باز نہ آوین گے اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب کے موافق دوزخ مین جانے کے قابل ٹھہر چکے وہ ایسی باتین کرتے ہین جیسی باتون کا ذکر ان آیتون مین ہے۔

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ
کیا دیکھتے نہین جو کچھ ان کے آگے ہے اور پیچھے ہے آسمان و زمین مین اگر ہم چاہین دھسا دین انکو

الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ
زمین مین یا گرا دین انپر ٹکڑا آسمان سے تحقیق اس مین پتہ ہے ہر بندے کو جو رجوع رکھتا ہے

ع ۹ منزل ۵

اس آیۃ مین انہی قیامت کے منکر لوگون کو یون سمجھایا گیا ہے کہ یہ لوگ کیا آنکھوں سے دیکھتے نہیں کہ انکے آگے اور پیچھے آسمان اور زمین ہے کہ جہان کہین آتے جاتے ہین آسمان اونکے سر پر ہے اور زمین انکے نیچے ہے مطلب یہ ہے کہ آسمان اور زمین اون کو گھیرے ہوئے ہین آگے پیچھے وہی دکھائی دیتے ہین کیا وہ اندھے ہو گئے ہین جو اتنا نہین دیکھتے کہ یہ دونون اللہ کی قدرت کی کتنی بڑی نشانیان ہین جب ان کے پیدا کرنے کی ہم مین پہلی دفعہ کی قدرت دیکھتے ہین تو کیا ہم انکو دوسری بار پیدا نہین کر سکتے یا بہ سبب ان کے کفر اور جھٹلانے کے اون کے اوپر عذاب نازل نہین کر سکتے اگر ہم چاہین تو اون کو زمین مین دھنسا دین یا گرا دین اونپر آسمان سے ایک ٹکڑا لیکن ہم نے اپنی بردباری کے سبب سے اونکو مہلت دے رکھی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ سرکش لوگون کو جب تک چاہتا ہے مہلت دیتا ہے مہلت کے زمانہ مین اگر وہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو پھر اونکو بالکل ہلاک کر دیتا ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سرکش لوگو نکو بدر کی لڑائی کے زمانہ تک مہلت دی گئی تھی اس مہلت مین جب یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو آخر ہلاک ہو گئے صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک رض کی روایت سے بدر کی لڑائی کا قصہ اوپر گزر چکا ہے منیب کے معنے اللہ کی طرف رجوع ہونے والا مطلب یہ ہے کہ پچھلی امتون کے قصے جو ان لوگون کو سنائے گئے ہین اون مین سرکشی سے باز آنے والے اور اللہ کی طرف رجوع ہونے والے کے لئے عبرت پکڑنے کی بڑی نشانی ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ○ أَنِ اعْمَلْ
اور ہمنے دی ہے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی اے پہاڑ درجوع سے پڑھو اسکے ساتھ اور اڑتے جانور اور نرم کر دیا ہمنے اسکے آگے

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

لوہا کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان اور کرو تم سب کام بہلا جو کرتے ہوین دیکھتا ہون

اِس آیۃ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے اوس انعام اور فضل کا حال بیان فرمایا ہے جو اُس نے حضرت داؤد علیہ السلام پر کیا کہ نبوت اور سلطنت اونکو دی اور بہت سا لشکر اور سامان دیا اور اِس طرح کی آواز اونکو عطا کی کہ جب وہ تسبیح کرتے تو اونکے ساتھ اونچے پہاڑ بھی تسبیح کرتے اور پرندے اوڑنے والے بھی ٹہر جاتے اور طرح طرح کی آوازون سے اونکا ساتھ دیتے معتبر سند سے طبرانی مین سلمہ بن قیس کوفی سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جب وہ رات کے وقت قرآن پڑہتے تھے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وہان ٹہر گئے اور اونکی قرارت سنی پہر آپ نے اون کی آواز کو داؤد علیہ السلام کی آواز سے تشبیہ دی مسند امام احمد ابن ماجہ مسند ابو یعلی وغیرہ مین اِس مضمون کی اور بھی روایتین ہین حاصل کلام یہ ہے کہ خوش آوازی مین داؤد علیہ السلام مشہور ہین اوبی معہ کے معنے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور مجاہد کے قول کے موافق سبحی معہ کے ہین مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑون کو حکم دیا تھا کہ وہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرین والنا لہ الحدید کی تفسیر مین حسن بصری اور قتادہ کا قول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو آگ مین لوہا تپانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی نہ ہتوڑے کی بلکہ وہ تو اوس کو تاگے کی طرح ہاتھ سے بٹتے تھے ان اعمل سابغات وقدر فی السرد کی تفسیر مین قتادہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے کڑیون سے زرہین بنائی ہین انسے پہلے چوڑے چوڑے تپرے لوہے کے بدن پر لگاتے تھے مطلب یہ ہے کہ قد آدم اچھے فراخ زرہ بنائی جاوے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایۃ ہے کہ سرد سے مراد حلقے ہین حاصل مطلب یہ ہے کہ زرہ کی کیلون کو اُسکے حلقون مین اس طرح مضبوطی سے ٹھوکا جاوے کہ زرہ خوب ٹھوکی ہوئی مضبوط بنے ڈہیلی نہ رہے واعملوا صالحا یہ حضرت داؤد علیہ السلام اور اُنکے گہر والون کو حکم کیا جیساکہ فرمایا اعملوا آل داؤد شکرا۔ شکر کرو داؤد کے گہر والو حق مانکر کہ یہ نعمتین ہمنے تم کو دین انی بما تعملون بصیر اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک مین تمہارے عملون کو دیکھتا ہون مجہپر کوئی کام تمہارا چھپا نہین ہے۔ صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی مستدرک حاکم مین ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عالم ارواح مین جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے روحون کو نکالا تو آدم علیہ السلام نے ایک روح کی پیشانی کو نورانی دیکھ کر پوچھا یا اللہ یہ کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ داؤد ہین اِس کے بعد اِس حدیث مین وہی مشہور قصہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنی عمر مین سے چالیس برس داؤد علیہ السلام کو دئے اور پہر بھول گئے سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل مین طرح طرح کی نافرمانی پہیل گئی تو اوس کی سزا مین ملک شام کے اکثر شہر قوم عمالقہ کے بادشاہ جالوت نے بنی اسرائیل سے چھین لئے اِس کے بعد بنی اسرائیل کے پیغمبر شمویل علیہ السلام نے طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا اور جالوت اور طالوت کی لڑائی مین داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور حضرت شمویل کی وفات کے بعد نبوت اور طالوت کی وفات کے بعد بادشاہت یہ سب کچھ داؤد علیہ السلام کے خاندان مین آگیا ابو ہریرہؓ کی اوپر کی اِس حدیث اور سورہ بقر

منزل ۵

کے اس قصہ کو ولقد آتینا داؤد منا فضلا کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ اس حدیث اور قصہ سے داؤد علیہ السلام کی عالم ارواح اور دنیو ی میں فضیلت اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام اپنی دست کاری کی آمدنی سے گزر کرتے تھے صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک دن بیچ دیکر روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس حدیث سے بھی داؤد علیہ السلام کی فضیلت سمجھ میں آسکتی ہے کہ باوجود بادشاہ ہونے کے ایک دن کھانا کھاتے تھے اور دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَ

اور سلیمان کے آگے باؤ صبح کے منزل اسکی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ اور بہا دیا ہمنے اسکے واسطے چشمہ پگھلے تانبے کا اور

مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ

جنوں میں سے کتنے لوگ جو محنت کرتے اسکے سامنے اسکے رب کے حکم سے

اللہ تعالیٰ نے جو انعام حضرت داؤد علیہ السلام پر کیا تھا اسکے ذکر کے بعد اب اس انعام کا ذکر فرمایا جو اونکے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ ہوا کو تابع کر دیا جس سے صبح کی منزل میں ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل میں ایک مہینہ کی راہ اسی طرح ایک روز میں دو مہینہ کا راستہ طے ہو جاتا تھا موضح القرآن میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک تخت تھا جس پر سب لشکر چلتا تھا ہوا اسکو لیے چلتی تھی ملک شام سے یمن اور یمن سے شام ایک اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اللہ نے نکالا تھا جنات اسکو سانچوں میں ڈہال کر باسن بناتے بہت بڑے لشکر کے موافق اون میں کھانا پکتا اور بٹتا۔ موضح القرآن کی یہ روایت تفسیر ابن جریر میں عبد الرحمن بن زید کے حوالہ سے ہے ان عبد الرحمن بن زید کو اگرچہ بعضے علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن سورہ ص کی تفسیر اور روایتیں بھی اسی مضمون کی آوینگی اسواسطے اس روایۃ کو بے اصل نہیں کہا جا سکتا حضرت عبد اللہ بن عباس اور مجاہد اور عکرمہ وغیرہ نے کہا ہے کہ قطر تانبہ کو کہتے ہیں قتادہ نے کہا کہ وہ تانبے کا چشمہ یمن میں تھا۔ ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جن بھی مسخر اور تابعدار کر دئے تھے ہر طرح کا کام کرتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تابعداری میں جنات اس طرح بے بسی سے جو رہا کرتے تھے یہ سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا چنانچہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے روایۃ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سرکش جن رات کو میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھکو اسپر غالب کر دیا یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور یہ چاہا کہ اس کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دوں تاکہ صبح کو لوگ اوسے دیکھیں مگر مجھکو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اس لئے میں نے اوس کو چھوڑ دیا سلیمان علیہ السلام کی جس دعا کا ذکر اس حدیث میں ہے وہ دعا سورہ ص میں آوے گی جس کا حاصل یہ ہے کہ معجزہ کے طور پر ایک زبردست بادشاہت کے عطا ہونے کی دعا سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی تھی اور اون کی وہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ہوا اور سرکش جنات کو

کے طور پر سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا وہی ذکر آیتہ کے اس ٹکڑے میں ہے اور ابوہریرہؓ کی یہ حدیث آیتہ کے ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ ہوا اور جنات کا بے بسی سے سلیمان علیہ السلام کی تابعداری میں رہنے کا ذکر جو آیتہ کے ٹکڑے میں ہے
وہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا جو انکی دعا سے خاص طور پر انہیں عطا ہوا تھا اسی خیال سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس سرکش جن کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ کر ایک نبی کی خصوصیت میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا ؎

وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ○

اور جو کوئی پھرے ان میں ہمارے حکم سے چکھادیں ہم اسکو آگ کی مار

اگرچہ تفسیری میں اس آیتہ کی تفسیر یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا اور
ایک فرشتہ اسلئے مقرر کیا تھا کہ جو جن کسیطرح کی نافرمانی کرتا تھا تو وہ فرشتہ ایک آگ کا کوڑا اوس جن کے مارتا تھا جس سے
وہ جن جلکر بالکل خاک ہو جاتا تھا لیکن یہ روایتہ اہل کتاب کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کسی حدیث سے اس قصہ کی تائید نہیں نکل
سکتی اسیواسطے اکثر مفسروں نے یہی کہا ہے کہ جس عذاب کا ذکر آیتہ میں ہے اوس عذاب سے مراد عذاب دوزخ ہے
اکثر فلسفی اور زندیق اور قدریہ لوگوں نے جنات کے دنیا میں موجود ہونیکا انکار کیا ہے لیکن اہل سنت نے بہت سی آیات
قرآنی اور حدیثوں سے جنات کا دنیا میں موجود ہونا اور پابند شریعت ہونا ثابت کیا ہے سورہ جن کی تفسیر میں حضرت عبداللہؓ
ابن عباس کی روایتہ جو صحیح بخاری میں ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد ابلیس میں دو قسمیں ہیں ایک منکر شریعت اور
کافر گروہ ہے اوسکو شیاطین کہتے ہیں اور دوسرا گروہ پابند شریعت ہے اوسکو جن کہتے ہیں ناقابل اعتراض سند سے مسند امام احمد
اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح خیبر کے بعد ایک شخص خیبر سے چلکر مدینہ
کو آرہا تھا راستہ میں دو شخص اوسکے پیچھے لگے اور اون دو شخصوں کے پیچھے ایک شخص اور تھا جوان دونو شخصوں سے
کہہ رہا تھا کہ اولٹے پھر جاؤ آخر جب وہ دونو شخص اولٹے پھر گئے تو پھر تیسرا شخص اس خیبر سے سفر کرنے والے صحابی سے آنکر
ملا اور کہا جن دونو شخصوں کو میں نے اولٹا پھیر دیا یہ دونو شیاطین تھے اور یہ بھی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ ہم لوگ زکوۃ کا مال جمع کر رہے ہیں جب یہ زکوۃ کا مال بھیجدینے قابل جمع ہو جاویگا تو آپکی
خدمت میں روانہ کریں گے مدینہ میں آنکر جب اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے
اکیلے سفر کرنے سے لوگونکو منع فرمایا اس حدیث سے بھی جنات کی دو قسمیں معلوم ہوتی ہیں کیونکہ وہ دو شیاطین تھے اور ایک
جن مسلمان تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں سلام اور پیغام کہلا بھیجا اس بات پر علماء اسلام کا اتفاق
ہے کہ شرع محمدی کی توحید اور ارکان اسلام کے مسائل جسطرح انسانوں میں جاری ہیں اوسیطرح جنات میں بھی جاری
ہیں صرف کھانے پینے کی کچھ چیزیں ایسی ہیں جو خاص جنات کی خوراک ہیں چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی حدیث میں اسکا
ذکر تفصیل سے ہے تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں بعضی موقوف روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ جب اہل جنت انسان

جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہوجاویں گے تو مسلمان جنات کو اللہ تعالیٰ فرماویگا تم خاک ہوجاؤ وہ فوراً خاک ہوجاویں گے ان موقوف روایتوں کے سبب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ اور اور بعضے علما کہتے ہیں کہ نیک جن جنت میں نہیں جاویں گے مگر آیۃ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان کے مضمون کے موافق باقی علما کا مذہب یہہ ہے کہ نیک جن جنت میں جاویں گے بعضے لوگوں نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جنات تو آتشی ہیں انکو دوزخ کی آگ سے کیا صدمہ پہونچے گا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ جسطرح انسان خاکی کہلاتا ہے اور مٹی کی دیوار کے نیچے دب جانے سے صدمہ اوٹھاتا ہے اسیطرح جنات دوزخ کی آگ سے صدمہ اٹھاویں گے اس سے زیادہ جنات کے متعلق کچھہ تفصیل سورہ جن میں آویگی ۱۱

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ
بناتے اسکے واسطے جو چاہتا قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اور دیگیں

رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ
چولھوں پر جمی کام کرو داؤد کے گھروالو حق مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں حق ماننے والے

مطلب یہہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے عمدہ عمدہ مکان اور مسجدیں اور تصویریں اور لگن مانند تالاب کے اور دیگیں جو بڑے ہونیکی سبب سے جنبش نہیں کرتی ہیں چولھے پر جمی ہوئی رکھی رہتی تہیں جنکے اوٹھانے رکھنیکی حاجت نہیں تھی، وہ جنات یہہ سب چیزیں بناتے تھے اعملوا آل داؤد شکرا اسکا مطلب یہہ ہے کہ اے داؤد کی اولاد جو نعمتیں اللہ نے تمکو دی ہیں انکا شکر ادا کرو صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ پیاری نماز اللہ تعالیٰ کو داؤد کی ہے نصف رات سوتے تھے اور تہائی رات نماز پڑھتے تھے اور پھر چھٹا حصہ رات کا سوتے تھے، اس حدیث کا ایک ٹکڑا اوپر گذرچکا ہے کہ داؤد علیہ السلام ایکدن بیچ کرکے روزہ رکھا کرتے تھے سورہ ص میں آیتیں آوینگی جنمیں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی عبادت کی تعریف فرمائی ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ اس آیۃ میں شکرگذاری کا جو حکم تھا داؤد علیہ السلام کی شکرگذاری کا حال اس حدیث سے اور سلیمان علیہ السلام کی شکرگذاری کا حال سورہ ص کی آیتوں سے اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے، صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں حضرت عائشہ مغیرہ بن شعبہ اور ابوہریرہ رضی سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں اسقدر کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے یہہ حال دیکھہ کر بعضے صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے اگلے پچھلے گناہ تو اللہ تعالیٰ نے سب معاف کردیئے ہیں پھر آپ عبادت میں اتنی مشقت کیوں اوٹھاتے ہیں آپنے جواب دیا کہ کیا میں اپنے آپ کو اللہ کا شکرگذار بندہ نہ بناؤں، ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت میں لگے رہنا بھی اللہ کی نعمتوں کی شکرگذاری ہے لیکن بہت سے صاحب نعمت لوگوں میں یہہ حالت پائی نہیں جاتی اسیواسطے فرمایا کہ اللہ کے شکرگذار بندے دنیا میں تھوڑے ہیں، صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ رضی اللہ

منزل ۵

بن عباس سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تندرستی اور فارغ البالی یہ دونو اللہ تعالی کی ایسی نعمتیں ہیں جنسے
فائدہ اوٹھانے کی جگہ اکثر لوگ نقصان اوٹہاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مثلاً جو شخص فقط تندرست ہو اور وہ اس نعمت کی شکر
گذاری کے طور پر عبادت الٰہی میں کوتاہی کرے تو ایسا شخص فکر معاش سے فرصت نہ ملنے کا عذر کرسکتا ہے اسیطرح جو شخص
فارغ البال اور بیمار ہو تو وہ بیماری کا عذر پیش کرسکتا ہے لیکن جس شخص میں یہ دونوں نعمتیں جمع ہوں وہ کاہلی سے عبادت
الٰہی میں کوتاہی کرے اور دس سے لیکر سات سو تک اور بعض عبادتوں کا اس سے بھی زیادہ ثواب نہ کماوے تو وہ قیامت
کے دن اجر کے حساب سے بڑے ٹوٹے میں رہے گا حاصل کلام یہ ہے کہ آیتہ میں قلیل کا لفظ اور حدیث میں کثیر کا لفظ
جو فرمایا گیا ہے اس سے یہ حدیث گویا آیتہ کی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بہت سے تندرست فارغ البال لوگ ان دونو
نعمتوں کی شکر گذاری کے طور پر عبادت الٰہی کی پروا نہیں کرتے اسلئے اللہ کے شکر گذار بندوں کی تعداد دنیا میں گھٹی ہوئی
ہے ''

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ
پھر جب تقدیر کی ہمنے اسپر موت نہ جتایا انکو اسکا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کہاتا رہا اسکا عصا
فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ
پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں

منزل ۵

اس آیتہ میں سلیمان علیہ السلام کی وفات کا حال ہے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں حضرت سلیمان کے زمانہ میں جنات اور انسان
ملے رہتے تھے اس ملنے جلنے میں جنات نے اکثر لوگوں کے دل میں یہ بات جما رکھی تھی کہ جنات کو غیب کی خبریں معلوم ہوتی ہیں ہیں
اس خیال کے غلط ٹہرانے کے لئے اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام کے دنیا سے اوٹھنے کی یہ صورت نکالی کہ ایک سال کے قریب
وفات کے بعد بھی سلیمان علیہ السلام اپنے عبادت خانہ میں اپنا عصا ٹیکے ہوئے کہڑے رہے اور جنات سلیمان علیہ السلام کو زندہ
سمجہکر اپنے کاموں میں لگے رہے پہر جب گھن کا کیڑا اوس عصا کو کہا گیا تو وہ عصا اور سلیمان علیہ السلام دونو زمین پر گر پڑے
جس سے سب لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ جنات کا یہ خیال کہ اونہیں غیب کی خبریں معلوم ہوتی رہتی ہیں بالکل ایک غلط خیال ہے
کیونکہ اگر جنات کو غیب کی خبریں معلوم ہوجایا کرتیں تو برس دن تک وہ سلیمان علیہ السلام کی وفات سے بیخبر رہ کر محنت سخت
کاموں میں کیوں لگے رہتے یہ مضمون ایک حدیث نبوی میں بھی ہے لیکن اوسکی سند صحیح نہیں ہے معتبر سند سے ترمذی
نسائی مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے
پہلے جنات آسمان پر کچھہ خبریں چوری سے سن آیا کرتے تھے جب نزول قرآن کا زمانہ آیا تو آسمان کی خبروں کے روکنے
کا انتظام زیادہ ہوگیا جنات کا یہ جو خیال تہا کہ اونکو غیب کی خبریں معلوم ہوتی رہتی ہیں اوسکا سبب اس حدیث سے
اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے ''

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۚ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَّشِمَالٍ ۵ كُلُوا مِنْ رِّزْقِ

قوم سبا کو تہی انکی بستی میں نشانی دو باغ داہنے اور بائیں کہاؤ روزی

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

اپنے رب کی اور اسکا شکر کرو دلیں ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشتا پہر دہیان میں نہ لائے پہر چہوڑ دیا ہم نے

سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ

انپر نالا زور کا اور دیا انکو بدلے ان دو باغوں کے دو اور باغ جسمیں کہے ایک میوہ کسیلا اور جہاؤ کچھ بیر تہوڑے

قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝

سے یہ بدلا دیا ہم نے انکو اسپر کہ ناشکری کی اور ہم بدلا اسکو دیتے ہیں جو ناشکر ہو

قوم سبا بلقیس کی قوم کا نام ہے اس قوم کے بادشاہ جو تبع کہلاتے تہے وہ اپنے وطن کو خوب آباد کر گئے تہے جس سے سبا کے لوگ بڑی نعمت اور عیش و آرام میں تہے کیونکہ اس ملک میں زراعت اور میوے بہت تہے بہت مزے سے گذارہ ہوتا تہا اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف اپنے رسول بہیجے کہ اونکو ہدایت کریں کہ خدا کا دیا ہوا رزق کہائیں اور اوسکی بندگی کرکے اوسکا شکر کریں جب ان لوگوں نے نافرمانی کی اونکو اسطرح عذاب کیا گیا کہ اونپر پانی کا نالہ بہیجا گیا جسکے سبب سے وہ قوم برباد ہو کر جدا جدا شہروں میں چلی گئی انصار کے قبیلے اوس اور خزرج بہی اس بربادی کے وقت یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہوئے وہ عذاب کا پانی سرخ تہا جس زمین پر پہر گیا وہ نکمی ہو گئی باغ خشک ہو گئے قریش کی عبرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا کہ قوم سبا کے لئے اونکی بستی میں یہ نشانی اللہ کی قدرت کی تہی کہ وہ دو باغ داہنے اور بائیں طرف رکہتے تہے یہ باغ ایسے سرسبز تہے اور اسقدر کثرت سے اونمیں.. میوے کی پیداوار تہی کہ کوئی عورت ٹوکرا سرکے اوپر رکہکر درختوں کے نیچے سے گذر جاتی تو خود بخود وہ ٹوکرا میوے سے بہر جاتا اسلئے فرمایا کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ کہاؤ اپنے رب کی روزی اور حق مانو اوسکا مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے اللہ کی نصیحت کو نہ مانا اور بت پرستی نہ چہوڑی تو اونپر یہ آفت آئی کہ قوم صبا کے بادشاہوں نے دو پہاڑوں کے بیچ میں ایک بڑا مضبوط بند جو بنا دیا تہا پہاڑوں کا اور جنگلوں کا اور مینہ کا پانی جہاں جمع ہوا کرتا تہا اون پہاڑوں کے کنارے درخت لگا دیئے تہے وہ بہت سرسبز اور میوے دار ہوئے بند کی بدولت سبب اونکی خاطر جمع تہی لیکن ان لوگوں کی نافرمانی کی سزا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھونس نے اوس بند میں سوراخ کرکے اوسکو توڑ ڈالا اور اس کثرت سے پانی آیا جسنے سب میوے کے درختوں کو کہیتی اور بستی کے مکانات کو برباد کر دیا اور ان میوہ دار دو باغوں کی جگہ پر کچہہ جہاؤ پیلو اور بیری کے درخت پیدا ہو گئے ، صحیح مسلم وغیرہ کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام کر لیا ہے اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم صبا کو پانی کے ریلہ سے جو برباد کیا یہ اوس قوم کی نافرمانی اور ناشکری کی سزا

منزل ۵

تھی کیونکہ بغیر جرم کے ظلم کے طور پر کسی قوم کو برباد کر دینا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا رکھا ہے "

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ

اور رکھیں تھیں ہمنے انہیں اور ان بستیوں میں جہاں ہمنے برکت رکھی ہر بستیاں راہ پر نظر آئیں اور منزلیں ٹھیرا دیں ہمنے بیچ انکے سیر کی

سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

انہیں چلنے کی پھیر دان میں راتوں اور دنوں امن سے پھر کہنے لگے اے رب فرق ڈال ہمارے سفر میں اور اپنا برا کیا پھر کر ڈالا

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

ہمنے انکو کہانیاں اور چیر کر کر ڈالا ٹکڑے اس میں پتے ہیں ہر ٹھیرتے والے کو

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور سچ کر دکھائی انپر ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اسکے راہ چلے مگر تھوڑے سے ایماندار

ان آیتوں میں قوم سبا کی باقی کی حالت کا ذکر ہے کہ یہ لوگ یمن سے ملک شام کو اکثر جایا کرتے تھے اس راستہ میں گاؤں ایسے پاس پاس تھے کہ مسافر کو کھانا پینا اور سفر کا سامان لادنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی جس جگہ کا ارادہ کیا بے تکلف وہاں چلدیا جہاں ٹھیرا پانی اور میوہ طیار پایا ایک گاؤں میں دوپہر کو سوتا دوسرے گاؤں میں رات کو جا رہتا لیکن جب وہ لوگ بہت نعمت کے سبب سے اترا گئے تو انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور شکر کے بدلے ناشکری کی اور کہنے لگے اے رب ہمارے دوری کردے ہمارے سفروں میں غرض انہوں نے ایسے جنگل اور بیابان کو پسند کیا جن کے طے کرنے میں سواری اور کھانے پینے کی ضرورت ہوا اور گرم ہوا لگے اور خوفناک مقاموں میں سفر کرنے کی ہوس ان لوگوں کے دل میں یہاں تک پیدا ہوئی کہ انہوں نے اس آرام کے ملک کے سفر کو برا جانکر اپنے حق میں برا کیا کہ سختی کے سفر کی اللہ سے دعا کی جو حقیقت میں ایک بد دعا تھی اللہ تعالیٰ نے انکی یہ بد دعا قبول کر لی اور پانی کے ریلہ کا عذاب بھیجکر ملک یمن سے انکو بالکل اجاڑ دیا جس سے انہیں کے کچھ لوگ ملک شام کو کچھ مدینہ اور عمان وغیرہ کو چلے گئے اور وہ ملک یمن کی راحت پھر انکو خواب میں بھی نظر نہ آئی اور انکی یمن کی راحت کی حالت اور اس راحت کے بعد تکلیف کی حالت اس وقت کے لوگوں میں ایک کہانی کی طرح مشہور ہو گئی، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ مصیبت کے وقت صبر اور راحت کے وقت شکر کرنا ایمانداروں کا کام ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ایسے قصے مصیبت کے وقت صبر اور راحت کے وقت شکر کرنے والوں کے حق میں عبرت کی نشانیاں ہیں اور یہ عبرت ایمان کی نشانی ہے اسلئے تھوڑے سے ایمانداروں کے سوا اکثر لوگ مصیبت کے وقت گھبرا کر اور راحت کے وقت اترا کر بے صبری اور ناشکری میں شیطان کے پیرو بنجاتے ہیں اور شیطان نے آسمان سے نکالے جانے کے وقت یہ جو کہا تھا کہ بنی آدم کو ہر طرح سے بہکاؤں گا اسکو سچا کر دیتے ہیں، شیطان کا یہ قول سورۃ الاعراف میں گذر چکا ہے، سورۃ الاعراف کی آیتوں کو ان آیتوں

منزل ۵

کی ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ شیطان نے بنی آدم کے دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے جو کچھ اٹکل سے کہا
بنی آدم نے دنیا میں پیدا ہونے کے بعد شیطان کی اوس اٹکل کو سچا کر کے دکھا دیا۔

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا
اور اس کا نہ تھا ان پر کچھ زور مگر اتنے واسطے کہ معلوم کریں ہم کون یقین لاتا ہے آخرت پر الگ اس سے جو رہتا ہے
فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ
اس کی طرف سے دھوکے میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے

ع ٢ / ١٢ — منزل ٥

دنیا کے پیدا ہونے سے اور دنیا میں نیک و بد کے پیدا ہونے سے اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں کوئی نئی بات نہیں پیدا ہوتی دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اور نیک و بد کے پیدا ہونے سے پہلے جو کچھ دنیا کے پیدا ہونے کے وقت سے اب تک ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں انصاف ہے اسواسطے اللہ نے اپنے اوس علم ازلی پر جزا اور سزا کی بنیاد نہیں رکھی ہے بلکہ دنیا میں اللہ کے اس علم ازلی کے موافق جو ظہور قیامت تک ہوگا اوسی کے موافق قیامت کے دن جزا اور سزا ہوگی اوسیکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ میں فرمایا ہے شیطان کا وسوسہ انسان کے پیچھے لگانا اسلئے ہے کہ اللہ کے علم ازلی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ خواہش نفسانی اور اوس خواہش نفسانی کا اوبھارنے والا شیطان دنیا میں انسان کے ساتھ پیدا ہوگا تو کچھ انسان شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنی عمر برے کاموں میں گذار دینگے اور کچھ انسان اللہ کے رسول کی نصیحت مانکر شیطان کے بہکاوے میں نہ آوینگے بلکہ شیطان کے وسوسہ سے اونکو اور یہ فائدہ ہوگا کہ جب شیطان اونکے دل میں کسی برے کام کا وسوسہ ڈالیگا اور خوف عقبے سے اوس وسوسہ کو ٹال دیویں گے اور اوس وسوسے کے موافق برا کام کرنے کی جرأت نکرینگے تو اس برے خیال چھوڑنے کے عوض میں ایک نیکی اونکے نامہ اعمال میں لکھی جاویگی صحیحین وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ کی حدیث قدسی اور حضرت ابوہریرہ کی روایتہ کی اور روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جب لوح محفوظ میں جزا سزا کا حال لکھا تو یہ بھی لکھ لیا ہے کہ جس شخص کے دل میں برے کام کا وسوسہ گذرے اور خدا کے خوف سے وہ شخص اوس برے کام کو نہ کرے تو پوری ایک نیکی ایسے شخص کی لکھی جاویگی اور جو کوئی شخص نیکی کا فقط ارادہ کرے تو ایک نیکی نیک ارادہ کے عوض میں لکھی جاویگی اور جب اوس نیک ارادہ کے موافق وہ شخص کام بھی کرلیوےگا تو ایک نیکی کا دس حصہ سے لیکر سات سو حصہ تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ جسقدر خالص نیت ہوگی اوسقدر ثواب ملیگا اور صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتہ سے یہ بھی گذر چکا ہے کہ جسطرح وسوسہ ڈالنے کے لئے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے اوسیطرح ہر ایک شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ نیک کام کی ہر دفعہ صلاح دینے کو مقرر کر دیا ہے اور توبہ کی بحث میں صحیح مسلم کی روایتہ سے یہ بھی گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں توبہ

استغفار ایسی پیاری چیز ہے کہ جو مخلوق دنیا میں ہے اگر یہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی صفت ظاہر کرنے کے لئے ایسی مخلوقات کو دنیا میں پیدا کرتا کہ جو لوگ گناہ کر کے توبہ استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کرتا غرض خواہش نفسانی اور شیطان کو اللہ تعالیٰ نے خاص اس حکمت کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے کہ خواہش نفسانی کو روک کر شیطان کے بہکاوے سے بچ کر جو کوئی نیک کام کرے تو اوسکا رتبہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور اس حکمت کے ساتھہ ہی یہ حکمت ہے کہ جہاں شیطان کا بہکاوا ہے وہاں ایک فرشتہ بھی اوس بہکاوے کو روکنے کے لئے موجود ہے پھر اگر شیطان کے بہکاوے سے سالہا سال برے کام کسی نے کئے تو ایکدم کی خالص توبہ واستغفار میں بالکل سب نیست ونابود ہو گئے اسیواسطے اس آیتہ میں فرمایا ہے کہ اسقدر انتظام الٰہی کے بعد کسیطرح کا شیطان کا غلبہ انسان پر باقی نہیں رہا ہے جو کوئی اس انتظام سے غافل رہے گا وہ عقبےٰ کا منکر اور قابل سزا قرار پاویگا جو کوئی شیطان کے پھندے سے بچنے کے انتظام الٰہی کو کام میں لاویگا اوسکے لئے ایک نیکی کا سات سو تک یا اس سے بھی زیادہ بدلا ہے اور شیطان ایسے لوگوں کا کچھہ بھی بگاڑ نہیں سکتا کیونکہ ایسے لوگونکی نگہبانی اللہ کے ہاتھہ ہے اور اوسکی نگہبانی ہر چیز کے لئے کافی ہے "

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝

تو کہہ پکارو ان کو جن کو گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے وہ نہیں مالک ایک ذرہ بھر کے آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ انکا ان دونوں میں ساجھا اور نہ ان میں کوئی اس کا مددگار

منزل ۵

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام پر طرح طرح کے احسانات کئے اور ناقدری کے سبب سے قوم سبا کو اوجاڑ دیا، صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ قریش نے جب اللہ کے رسول سے بہت مخالفت شروع کی تو آپ نے قریش کے حق میں بددعا کی اور آپکی بددعا کے اثر سے مکہ میں سخت قحط پڑا، اس قحط کے زمانہ میں مشرکین مکہ نے اپنے بتوں سے مینہہ برسنے کی بہت کچھہ التجا کی لیکن ایک بوند پانی کی نہیں پڑی آخر اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ابوسفیان نے مینہہ برسنے کی دعا کی التجا کی اور آپکی دعا سے مینہہ برسا۔ اسیطرح کی بتوں کی بے اختیاری جتلانے کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور قوم سبا کا قصہ کے فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکوں سے کہدو کہ اللہ کی قدرت کے مقابلہ میں ان جھوٹے معبودوں کا کوئی اختیار اسلئے نہیں چلسکتا کہ آسمان وزمین میں نہ ایک ذرہ کے یہ مالک ہیں نہ آسمان کے پیدا کرنے میں انکا کچھہ ساجھا ہے نہ کسی چیز کے پیدا کرنے میں اللہ نے ان سے کچھہ مدد چاہی ہے اسلئے نہ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہت یہ بت کسیکو دے سکتے ہیں نہ قوم سبا جیسی کسی قوم کو یہ اوجاڑ سکتے

ہیں ، حاصل کلام یہ ہے کہ مشرکین کہ جسطرح دنیا میں اپنے بتوں سے نفع کی امید رکھتے تھے جس امید کے غلط ہونے
حال کہ کسے تحفا کے وقت انکو اچھی طرح کھل گیا اسیطرح شیطان کے بہکانے سے ان لوگوں کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ ،،
فرشتوں اور نیک لوگوں کی مورتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ عقبے میں ہماری شفاعت کرکے دوزخ کے عذاب سے ہم کو
بچالیں گے ، نیک لوگوں کی شفاعت کا حال تو سورہ یونس میں گذرچکا کہ بجائے شفاعت کے وہ نیک لوگ اپنی مورتوں
پوجا کرنے والوں سے دور ہوا گیں گے اور اللہ تعالیٰ کو گواہ قرار دیکر یہ کہیں گے کہ ہم ان لوگوں کے شرک سے بالکل
فرشتوں کی شفاعت کا حال اسی سورہ میں آگے آتا ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے خفگی کے طور پر
دریافت فرما دیگا کہ کیا سب لوگ تمہاری مورتوں کی دنیا میں پوجا کرتے تھے تو اللہ کے فرشتے بہت ڈریں گے اور صاف
کہدیویں گے کہ شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ شیطان کی پوجا کرتے تھے جسکا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل میں
شیطان نے ہمارے نام کی مورتوں کی پوجا کا وسوسہ ڈال دیا تھا ہماری مرضی کا اوسمیں ہرگز کچھہ دخل نہیں تھا زیادہ
اس شفاعت کی آگے کی آیتہ میں آتی ہے ،،

وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ
اور کام نہیں آتی سفارش اسکے پاس مگر اسکو جسکے واسطے حکم کردیا تھا یہانتک کہ جب گھبراہٹ اٹھائی جاوے اُنکے

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝
دل سے کہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہیں جو واجبی ہے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا

مکہ کے مشرکوں نے ملت ابراہیمی کو بدلکر جسطرح اور باتیں اپنے دل سے ٹہرالی تھیں اوسیطرح یہ بھی ایک بات اونہوں نے
ٹہرالی تھی کہ بتوں کے پرستش کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اونکو بت پرستی سے منع کرتے اور آخرت کے
عذاب سے ڈراتے تو کہتے تھے کہ اول تو ہم مرکر جینے کے نہیں اور اگر جیئے اور حساب وکتاب اور عذاب کا موقع پیش آیا
تو وہ فرشتے اور نیک لوگ جنکی مورتوں کی ہم پرستش کرتے ہیں اللہ کی درگاہ میں ضرور ہماری شفاعت کرکے ہمکو عذاب سے
نجات دلوا دینگے چنانچہ سورہ یونس کی آیتہ ویقولون ہولاء شفعاؤنا عنداللہ کی تفسیر میں یہ ذکر گذرچکا ہے قوم نوح کے زمانہ
سے نیک لوگوں کی مورتوں کا پوجنا جسطرح شروع ہوا صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ کے حوالہ سے ا
ایک جگہ گذرچکا ہے اور سورہ نوح کی تفسیر میں اسکی تفصیل زیادہ آویگی فرشتوں کے پوجا کی نسبت امام فخرالدین رازی نے
تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مشرکین مکہ میں ایک بڑا گروہ ایسا تھا جو فرشتوں کی مورتوں کی پرستش کرتا تھا اور اون فرشتوں کو
اپنا شفاعت کرنے والا جانتا تھا قرآن شریف سے بھی امام فخرالدین رازی کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ اسی
سورہ میں آگے آتا ہے ثم یقول للملائکۃ اہولاء ایاکم کانوا یعبدون غرض اوپر کی آیتہ کو اور اس سورہ یونس کی
لاکر حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مورتوں کو یہ لوگ پوجتے ہیں نہ خدا کی خدائی میں اونکو کچھہ اختیار ہے کہ اپنے اختیار سے وہ

اپنے عبادت کرنے والوں کو عذاب سے بچا سکتے ہیں نہ بغیر مرضی خدا کے اوسکی درگاہ میں زبردستی اونکی شفاعت کا کچھ اثر ہو سکتا ہے کیونکہ اپنے نزدیک بڑا صاحب اختیار سمجھ کر جن فرشتوں کی مورتیں ان مشرک لوگوں نے پرستش کے لئے بنا رکھی ہیں اور بغیر مرضی اللہ تعالیٰ کے اونکے شفاعت پر ان لوگوں کا بھروسہ ہے اون فرشتوں کا تو خدا کے خوف کے سبب سے یہ حال ہے کہ جسوقت خدا کی درگاہ سے کسیطرح کا کوئی حکم ہوتا ہے تو وہ مارے خوف کے بدحواس ہو جاتے ہیں جبتک وہ یہ نہیں سن لیتے کہ اللہ کا کوئی خفگی کا حکم نہیں ہے بلکہ معمولی انتظام دنیا میں کے حکموں کا ایک حکم اب بھی ہوا ہے اوسوقت تک اونکے ہوش ٹھکانے نہیں آتے پھر اونکی کیا طاقت ہے کہ بے مرضی اللہ کے ان مشرکوں کی وہ سفارش کریں گے بلکہ قیامت کے دن جب فرشتوں سے اور نیک لوگوں سے اس شرک کا حال خفگی کے طور پر پوچھا جاویگا تو وہ اس شرک سے اپنی نہایت درجہ کی بیزاری ظاہر کریں گے جسکا ذکر اوپر کی آیۃ کے تفسیر میں گذر چکا متاخرین مفسروں نے اگرچہ اس آیۃ کے اور کچھ کچھ معنے بیان کئے ہیں لیکن صحیح بخاری مسلم ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عباس اور چند صحابہ سے جو روایتیں ہیں اونکی روسے یہی معنے صحیح ہیں جو اوپر بیان کئے گئے اور یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ شفاعت دو طرح کی ہوگی ایک محشر کے میدان میں گرمی اور پسینے سے تمام اہل محشر گھبرا کر جب اس بات کی شفاعت چاہینگے کہ انکا حساب وکتاب جلدی سے شروع ہو جاوے اور اس شفاعت کے لئے اہل محشر حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک سب انبیا کے پاس جاوینگے مگر سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شفاعت پر کوئی نبی مستعد نہوگا اسیواسطے یہ شفاعت خاص آنحضرت کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور اہل قبلہ میں سے کوئی فرقہ اس شفاعت کا منکر نہیں ہے دوسری شفاعت گنہگاروں کو دوزخ میں سے نکالکر جنت میں داخل کرانے کی ہوگی اس شفاعت میں ملائکہ اور سب انبیا اور صلحا شریک ہیں جسطرح کی یہ آیۃ ہے اوسیطرح کی آیتوں کا مطلب سمجھنے میں غلطی کرکے فرقہ خارجیہ اور فرقہ معتزلہ نے اسی دوسری قسم کی شفاعت کا انکار کیا ہے اور اہل سنت نے بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے اس شفاعت کو ثابت کیا ہے اور فرقہ خارجیہ اور معتزلہ کے انکار کا جواب دیا ہے کہ انکار شفاعت کی آیتیں مشرک لوگوں کے حق میں ہیں کلمہ گو لوگوں کے حق میں نہیں، اہل محشر کے حساب وکتاب کی شفاعت کا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی ابوہریرہؓ کی روایۃ میں ہے اور گنہگاروں کو دوزخ سے نکالنے کی شفاعت کا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی ابوسعید خدریؓ کی روایۃ میں تفصیل سے ہے ''

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ

تو کہہ کون روزی دیتا ہے تمکو آسمان سے اور زمین سے بتا کہ اللہ اور یا ہم یا تم بیشک سوجھ پر ہیں یا پڑے ہیں بہٹکا وے ہیں

مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

صریح تو کہہ تم سے نہ پوچھیں گے جو ہمنے گناہ کیا اور ہمسے نہ پوچھیں گے جو تم کرتے ہو تو کہہ جمع کریگا ہم سبکو

منزل ۵

رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۚ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِ شُرَكَاءَ

رب ہمارا پھر فیصلہ کرے گا ہم میں انصاف کا اور وہی ہے نبٹاؤ چکانیوالا سب جانتا تو کہہ مجھکو دکھاؤ تو جنکو اس سے ملاتے ہو ساجھی

كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

ہیہ کر کوئی نہیں یہی اللہ ہے زبردست حکمت والا اور تجکو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانیکو

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو

قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝

تو کہہ تم کو وعدہ ہے ایک دن کا دیر کروگے نہ اس سے ایک گھڑی نہ شتابی

اوپر گذرا کہ اہل مکہ کی سرکشی کے سبب سے مکہ میں سخت قحط پڑا اور اوس قحط کی بلا کے دفع کرنے میں اہل مکہ کے بت کچھ کام نہ آئے آخر اللہ تعالیٰ نے ہی جب اپنے فضل سے مینہ برسایا تو وہ قحط کی بلا دفع ہوگئی اسیواسطے ان مشرکوں کے قائل کرنے کے لئے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان بت پرستوں سے یہ تو پوچھو کہ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین میں ہر طرح کی پیداوار کی تاثیر پیدا کر کے تم لوگوں کے رزق کا سامان کون کرتا ہے مکہ کے قحط کے تجربہ کے بعد اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ کام اللہ کا ہے اس جواب کے بعد ان مشرکوں سے یہ بھی کہدیا جاوے کہ مکہ کے قحط کے تجربہ سے یہ سمجھ لو کہ ہم میں اور تم میں حق پر کون ہے قل لا تسئلون الآیۃ اس آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمکو خدا کی توحید کی طرف بلاتے ہیں کہ فقط اللہ کی عبادت کرو اگر تم اسکو مانو تم ہمارے اور ہم تمہارے نہیں تو تمہارے عمل تمہارے ساتھ اور ہمارے عمل ہمارے ساتھ پھر فرمایا ان سے کہدیا جاوے جو نصیحت تم کو کیجاتی ہے اگر تم لوگ اوسکو نہ مانوگے تو ایکدن ایسا آنیوالا ہے کہ ہمیں تمہیں سب کو اللہ کے روبرو کھڑا ہونا پڑیگا اوس دن حق و ناحق سب کھل جاویگا کیونکہ حق و ناحق اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اور وہ اپنے علم غیب کے موافق پورے انصاف سے فیصلہ کرنے والا ہے پھر فرمایا مکہ کے قحط سے اللہ کی شان تو ان لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لی اب بھی جن بتوں کو یہ لوگ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اون میں اللہ کی قدرت جیسی کوئی بات یہ لوگ دکھا سکتے ہوں تو دکھلاویں لیکن اللہ کی قدرت اور حکمت ایسی زبردست ہے کہ اوسکی قدرت اور حکمت جیسی کوئی بات مخلوق میں ہرگز نہیں پائی جاسکتی اب آگے اپنے رسول کی تسکین کے لئے فرمایا اے رسول اللہ کے یہ تمہاری قوم کے لوگ تمہاری نصیحت کو نہیں مانتے تو اسکا کچھ رنج نہ کرنا چاہئے کیونکہ اور رسولوں کی طرح تمکو اللہ نے کسی خاص قوم کا رسول بنا کر نہیں بھیجا ہے تمہاری نبوت ایسی عام ہے کہ تمہارے قوم کے نیک لوگوں کے سوا اور قوموں کے بہت سے لوگ تمہارے پیرو ہو جاویں گے جنکا مقابلہ اہل مکہ کو مشکل ہوگا اور آخر کو مکہ فتح ہو جاویگا لیکن تمہاری قوم کے اکثر لوگ اس سے بیخبر ہیں اسلئے سرکشی کی باتیں کرتے ہیں اور اسی سرکشی کے سبب سے قیامت کی باتیں جنکو یہ لوگ سنتے ہیں کہ آخر ان باتوں کا ظہور کب ہوگا اسکے جواب میں

منزل ۵

ان لوگوں سے کہدیا جاوے کہ جب ان باتوں کے ظہور کا وقت آگیا تو پھر گھڑی بھر کی بھی دیر سویر نہ ہوگی ۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ قبر میں دفن کئے جانے اور منکر نکیر کے سوال وجواب ہو جانے کے بعد نیک شخص کو اوسکا جنت کا ٹھکانا اور بد شخص کو اوسکا دوزخ کا ٹھکانا اللہ کے فرشتے دکھا کر یہ کہدیتے ہیں کہ قیامت کے دن ان ٹھکانوں میں جانے اور رہنے کے لئے تمکو دوبارہ زندہ کیا جاویگا ۔ اس حدیث کا ظہور قیامت کے دن یوں ہوگا کہ جنت میں جانے والوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جاویں گے اور دوزخ میں جانے والوں کے بائیں ہاتھ میں ۔ اسکی زیادہ تفصیل سورۃ الواقعہ اور سورۃ الحاقہ میں آویگی ۔ اس حدیث اور واقعہ اور الحاقہ کی آیتوں کے موافق لا تستأخرون ساعۃ ولا تستقدمون کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ جنت و دوزخ کا ٹھکانا دکھاتے اور جنت و دوزخ میں جانیکا جب وقت آجاویگا تو پھر اوسمیں گھڑی بھر کی دیر سویر نہ ہوگی صحیح بخاری و مسلم میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے کے نبی خاص اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آئے اور مجکو اللہ تعالیٰ نے سب قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے یہ حدیث وما ارسلناک الا کافۃ للناس کی گویا تفسیر ہے ۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ

اور کہنے لگے منکر ہم ہرگز نہ مانیں گے یہ قرآن اور نہ اس سے اگلا اور کبھی تو دیکھے جب گنہگار کھڑے

مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا

کئے گئے ہیں اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہے بات کہتے ہیں جنکو کمزور سمجھا تھا بڑائی کرنے والوں کو

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ

اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے کہنے لگے بڑائی کرنیوالے کمزور لوگوں کو

اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم ۖ بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ۝ وَقَالَ

کیا ہم نے روک رکھا تمکو سوجھ کی بات سے تمہارے پاس پہنچے پیچھے نہیں تم تھے گنہگار اور کہنے

الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ

لگے کمزور بڑائی کرنے والوں کو کوئی نہیں پر فریب سے رات دن کے جب تم ہمکو حکم کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہراویں

أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اسکے ساتھ برابر کے اور چھپے چھپے پچتانے لگے جب دیکھا عذاب اور ہم نے ڈالے ہیں طوق گردنوں میں منکروں کی وہی بدلہ پاتے ہیں جو کرتے تھے

منزل ۵

اوپر مشرکین مکہ کی اس سرکشی کا ذکر تھا کہ وہ قیامت کے آنیکا وقت گھڑی گھڑی سرکشی اور مسخراپن سے پوچھتے تھے ان آیتوں میں ذکر ہے کہ جب ان مشرکوں کو یہ جواب دیا گیا کہ وہ وقت آجاویگا تو گھڑی بھر کی بھی دیر سویر نہ ہوگی تو ان مشرکوں نے یہ کہا کہ قرآن پاک اور اس سے پہلے کی جن کتابوں میں قیامت کا ذکر ہے اونمیں سے ایک کتاب کو بھی ہم نہیں مانتے پھر

فرمایا اب تو اپنی سرداری کی گھمنڈ سے یہ سردار لوگ اور عام لوگ ان سرداروں کے بہکانے کے سبب سے یہ سرکشی کی باتیں کرتے ہیں لیکن قیامت کے دن جب اس سرکشی کی سزا کا موقع آویگا تو انمیں سے ہر ایک دوسرے کا دشمن ہو جاویگا سردار لوگ اپنے تابع لوگوں کو گمراہ ہونے کا اور تابع لوگ سرداروں کو ذات دن کے بہکانے کا الزام لگا دیں گے، پھر فرمایا اللہ کی درگاہ میں انصاف ہے وہاں بے قصور کسیکو سزا نہیں دیجاتی اسلئے سرداروں اور اونکے پیروں میں سے جیسا جسکا قصور ہوگا ویسی اوسکو سزا دیجاویگی، صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا میں جو شخص کسیکو بہکاویگا اوسکو دوہری سزا دیجاویگی خود بہکنے کی جدا اور دوسروں کو بہکانے کی جدا، صحیح مسلم وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایت سے حدیث قدسی بھی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ ظلم اور ناانصافی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام کرلیا ہے ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ناانصافی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام کرلیا ہے اسواسطے یہ نہیں ہوسکتا کہ بہکانے والوں اور بہکنے والوں کی سزا میں کچھ فرق نہ کیا جاوے بلکہ بہکانے والوں کو اونکے جرم کے موافق دوہری سزا دیجاویگی اور بہکنے والوں کو اونکے جرم کے موافق اکہری، ہل یجزون الا ما کانوا یعملون فرماکر اسی مطلب کو ادا کیا گیا ہے ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا

اور نہیں بھیجا ہمنے کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا مگر کہنے لگے ہیں وہاں کے آسودہ لوگ جو تمہارے ہاتھ بھیجا ہم نہیں مانتے اور کہنے لگے

نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

ہمکو زیادہ ہیں مال اور اولاد اور ہمپر آفت نہیں آتی تو کہہ میرا رب ہر جو پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے

وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا

اور ماپ کرتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں تمکو ہمارے پاس تمہارا

زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي

درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا سو انکو ہے بدلا دونا اُنکے کئے پر اور وہ جھروکوں میں

الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

بیٹھے ہیں خاطر جمع سے اور جو لوگ دوڑتے ہیں ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہ مار میں پکڑے آتے

مُحْضَرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ

ہیں تو کہہ میرا رب پھیلا دیتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کردیتا ہے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

اسکو اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینیوالا

منزل ۵

ع

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قریش کے سرکش دولتمندوں کا ذکر فرمایا تھا کہ وہ قرآن اور قرآن سے پہلے کی کسی کتاب آسمانی کو نہیں مانتے اور پھر ان مشرکوں کو ڈرایا تھا کہ اب دنیا میں تو یہ لوگ سرکشی کر رہے ہیں میدان حشر میں پچھتاویں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اب اس آیۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے فرمایا ہے کہ قریش ہی کچھ موقوف نہیں ہے دولتمند ہمیشہ سے اسیطرح عاقبت سے غافل اور اللہ کے رسولوں کے منکر رہے ہیں مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابراہیم ابن منذر تفسیر سفیان ثوری اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو شان نزول اس آیۃ کی عبدالرحمن بن زید اور عبداللہ ابو زرین کی روایۃ سے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ دو شخص تجارت پیشہ ساجھے میں ملکر تجارت کرتے تھے انمیں سے ایک شخص ملک شام کے سفر کو گیا ہوا تھا وہاں آسنے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حال سنا تو اپنے ساجھی کو خط لکھ کر آپکا تفصیلی حال دریافت کیا اوسکے ساجھی نے جواب لکھا کہ کچھ غریب تنگدست لوگ ان رسول کے دین میں آئے ہیں اور سب دولتمند قریش ابھی اون رسول کے منکر ہیں اوس شخص نے اس خط کے پڑھتے ہی تجارت چھوڑ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنکر مسلمان ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص سے پوچھا کہ تجھکو میرا رسول ہونا کیونکر معلوم ہوا اوس نے کہا پچھلے رسولوں کے فرمانبردار ہمیشہ سے غریب لوگ ہوتے ہیں اور آپکے فرمانبردار لوگ بھی غریب نظر آتے ہیں اسلئے مجھکو یقین ہوگیا کہ بلاشک آپ سچے رسول ہیں اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی جب آیۃ اوتری تو آپ نے اوس شخص سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے کلام کی تصدیق میں یہ آیۃ نازل فرمائی ہے یہ عبداللہ ابو زرین سفیان ثوری کے ہم رتبہ تابعی ہیں اور ابن حبان نے انکو ثقہ لوگوں میں لکھا ہے حدیث کی روایۃ میں اگرچہ ان عبدالرحمن کو ضعیف شمار کیا جاتا ہے لیکن تفسیر کے باب میں ان عبدالرحمن ابن زید بن اسلم کو متقدمین مفسروں میں اسلئے شمار کیا جاتا ہے کہ تفسیر کی روایۃ یہ اپنے باپ زید بن اسلم سے کرتے ہیں علاوہ اسکے عبداللہ ابو زرین کی روایۃ سے یہاں ان عبدالرحمن کی روایۃ کو تقویۃ بھی حاصل ہوگئی ہے اسواسطے اس شان نزول کو صحیح کہا جا سکتا ہے عمرو بن عوف انصاری کی حدیث صحیحین کی روایۃ سے اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اپنی امت کے فقر و فاقہ کا اتنا اندیشہ نہیں ہے جتنا اندیشہ اس بات کا ہے کہ اونکو فارغ البالی ہوکر پچھلی امتوں کی طرح کہیں یہ خرابی میں نہ پڑ جاویں مسند امام احمد میں محمود بن لبید کی روایۃ کا ایک ٹکڑا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تنگدستی سے گھبراتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ جس شخص کے پاس دنیا میں مال کم ہے اوسکو قیامت کے دن حساب بھی کم دینا پڑیگا، اگرچہ امام مسلم نے ان محمود بن لبید کو تابعیوں میں شمار کیا ہے لیکن امام بخاری نے ان محمود کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور ابن عبداللہ نے کہا ہے کہ بہ نسبت مسلم کے امام بخاری کا قول زیادہ صحیح ہے مسند امام احمد میں یہ محمود بن لبید کی حدیث دو سندوں سے آئی ہے جنمیں ایک سند صحیح ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ جو دولتمندی دین کے کاموں سے آدمی کو غافل کرے اوسکی قرآن شریف اور حدیث میں جگہ جگہ مذمت آئی ہے ہاں جو دولتمندی اسطرح کی ہو کہ حلال

منزل ۵

طریقہ سے آدمی کمائے اور شریعت کے حکم کے موافق اوسکو خرچ کرے تو یہ بڑے رتبہ کی بات ہے چنانچہ ابی کبشہ انماری کی ترمذی میں ایک بڑی حدیث ہے جسکو ترمذی نے صحیح حدیث قرار دیا ہے اوس حدیث کا ایک ٹکڑا یہہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال اور علم دونو چیزیں دیوے اور وہ مال کو شریعت کے موافق خرچ کرے او علم کے موافق عمل کرے تو ایسے شخص کا بڑا رتبہ ہے جسطرح مشرکوں نے وہ غلط خیال اپنے دل میں جما رکھا تھا جسکا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا کہ قیامت کے دن اللہ کے فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکوں کی شفاعت کر کے اونکو عذاب سے چھوڑا لیویں گے اوسیطرح ایک غلط خیال یہہ بھی اونہوں نے اپنے دل میں جما رکھا تھا کہ جب خدا نے دنیا میں اونکو مال اور اولاد سے خوش و آسودہ حال رکھا ہے اور اکثر مسلمان تنگ حال نظر آتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بہ نسبت مسلمانوں کے ان مشرکوں پر خدا کی مہربانی اور نظر رحمت زیادہ ہے پھر اگر قیامت قایم ہوئی تو اپنی ایسی مخلوق کو جسپر اوسکی نظر عنایت زیادہ ہے خدا تعالیٰ عذاب نہیں کریگا اونکے اس غلط خیال کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا ہے کہ مال اور اولاد اللہ کے نزدیک کوئی قابل قدر چیز نہیں ہے تاکہ دنیا میں مال اور اولاد اللہ تعالیٰ اوسکو دیوے جسپر اوسکی نظر عنایت ہو ان مشرکوں سے پہلے کے لوگوں کو جو کچھہ مال اور اولاد کی آسودہ حالی تھی اوسکا دسواں حصہ بھی آسودہ حالی انکو نہیں ہے اونکی آسودہ حالی اگر خدا کے نظر عنایت کے سبب سے ہوتی تو اون پر اسطرح عذاب الٰہی کیوں آتا جس عذاب کا حال انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا ہے اور اونکی اجڑی ہوئی بستیاں خود آنکھوں سے دیکھی ہیں بلکہ اللہ کی نظر عنایت کی چیز دنیا میں ہے تو یہی ہے کہ آدمی خدا کو ایک جانے خدا کے رسول کی فرمانبرداری کرے جن کاموں سے اللہ خوش ہوتا ہے وہ کام اللہ کے رسول سے سیکھے اور رات دن اون کاموں میں لگا رہے کسلیئے کہ عاقبت کی آسودہ حالی دنیا کی طرح نہیں ہے کہ نیک و بد سبکو حاصل ہو جاوے بلکہ عقبےٰ کی آسودہ حالی تو دنیا کے نیک کاموں کا بدلا ہے جو کریگا سو پاویگا یہہ امر اللہ کے انصاف کے بالکل برخلاف ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کے مرضی کے موافق کام کرتے ہیں وہ اور جو خلاف مرضی کام کرتے ہیں وہ جزا اور سزا کے وقت دونو کا ایک حال رکھے رہی دنیا کی خوشحالی اوسکی مصلحت ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا کی تنگدستی دیتا ہے تاکہ وہ صبر کریں اور اوس صبر کے اجر میں انکا رتبہ بڑہے عاقبت کے حساب و کتاب کا اونکا بوجھہ ہلکا ہو جاوے کبھی ایسے بدلوگوں کو دنیا کی خوشحالی دیتا ہے جو بالکل عاقبت سے غافل ہیں تاکہ وہ اپنی آسودہ حالی میں کوئی دنوں غرق رہیں پھر اپنے کیئے کو بھگتیں سورہ زخرف میں جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ گویا اس آیتہ کی تفسیر ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ دنیا کی تنگدستی اور خوش حالی کچھہ اس سبب سے نہیں ہے کہ خوش حال لوگوں کی اللہ کے نزدیک کچھہ عزت اور توقیر تھی اوس عزت اور توقیر کے سبب سے دنیا میں انکو خوشحالی دی گئی یا تنگدست لوگوں پر اللہ کی نظر عنایت نہیں تھی اس سبب سے انکو تنگدستی دی گئی بلکہ دنیا کی تنگدستی اور خوشحالی محض دنیا کا چندروزہ انتظام چلانے کے لئے ہے کہ روپے پیسہ کا کام تنگدست کا خوشحال سے چل جاوے اور خوشحال لوگونکی محنت اور مزدوری کی ضرورت تنگدست لوگوں سے رفع ہو جاوے سب انسان ایک حالت میں ہوتے تو یہہ

انتظام کیونکر ہو سکتا اور بدلوگوں کی خوشحالی دیکھ کر نیک لوگوں کے بہک جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بدلوگوں کو اتنا کچھ دیتا کہ وہ اپنے گھروں کی چھتیں اور زینہ کی سیڑھیاں اور دروازوں کے کواڑ تک چاندی کے بنا لیتے پھر فرمایا یہ سب کچھ ہوتا بھی تو کیا ہوتا آخر نہ دنیا رہنے والی ہے نہ دنیا کی خوشحالی رہنے والی ہے رہنے والی تو وہی خوشحالی ہے جو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو عقبیٰ میں دیویگا یہ سب مضمون سورہ زخرف کی آیتوں کا ہے ، ایک نیکی کا ثواب دس سے لیکر سات سو تک اور کچھ نیکیوں کا اس سے بھی زیادہ جو ملیگا اوسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث قدسی کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے وہی حدیث فاولئک لہم جزاء الضعف بما عملوا کی گویا تفسیر ہے ، صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص نیک راہ میں اپنا مال خرچ کریگا تو اللہ تعالیٰ اوسکو اور دیویگا یہ حدیث وما انفقتم من شیء فہو یخلفہ کی گویا تفسیر ہے انتظام دنیا میں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے بعضے لوگوں کا رزق بعضوں کے ذمہ کر دیا ہے لیکن رزق کے سارے اسباب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اسلئے وہو خیر الرازقین فرمایا ،،

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا

اور جسدن جمع کریگا ان سب کو پھر کہیگا فرشتوں کو کیا لوگ تھے تم کو پوجتے وہ بولے

سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ

پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف ہیں نہ انکی طرف نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر انہیں پر یقین رکھتے ہیں

منزل ۵

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا

سو آج تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کا نہ برے کے اور کہیں گے ہم ان گنہگاروں کو چکھو تکلیف

عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝

اس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتاتے تھے

اوپر گذر چکا ہے کہ مکہ کے مشرک لوگوں میں کا ایک گروہ فرشتوں کی مورتوں کی پوجا اس اعتقاد سے کیا کرتا تھا کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو وہ فرشتے اپنی پوجا کرنے والوں کی شفاعت بارگاہ الٰہی میں کر کے اونہیں عذاب دوزخ سے بچا لیویں گے اوسکے جواب میں فرمایا کہ جس دن ان فرشتہ پرستوں کو سب مخلوقات کے ساتھ دوبارہ زندہ کیا جاویگا تو اونکے قائل کرنے کے لئے فرشتوں سے خفگی کے طور پر اللہ تعالیٰ یہ دریافت فرماویگا کہ کیا یہ لوگ تمہاری مورتوں کی دنیا میں پوجا کیا کرتے تھے اللہ کے فرشتے یہ [illegible] کر عرض کریں گے یا اللہ تو اس سے پاک ہے کہ تیرے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہو تو ہمارا کارساز ہے [illegible] لوگوں کے دل میں شیطان نے ہماری نزدیک کو پوجنے کا وسوسہ ڈالا تھا [illegible] فرشتوں کے اس سچے جواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان

فرشتہ پرستوں کو فرشتوں کی شفاعت سے نا امید کرنے کے لئے فرما دیگا کہ آج کے دن کا نفع نقصان عذاب و ثواب سب اوسکے ہاتھ ہے اوسکے سوا کوئی کسیکو نفع نقصان نہیں پہونچا سکتا اس ارشاد کے بعد سزا و جزا کے جھٹلانے والوں کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنے کا حکم ہو جاویگا۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک کاموں کے سبب سے جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام سب آسمانوں کے فرشتوں کو اسکی خبر کر دیتے ہیں جسسے آسمان کے فرشتے ایسے لوگوں کی محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں اور اونکے لئے دعا خیر کیا کرتے ہیں یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اوسمیں یہ بات زیادہ ہے کہ برے کاموں کے سبب سے جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے غصہ کی نظر ہوتی ہے اوسکی اطلاع بھی سب فرشتوں کو ہو جاتی ہے جس سے سب فرشتے ایسے لوگوں سے بیزار رہتے ہیں۔ اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ قیامت کیدن جس سوال و جواب کا ذکر آیتوں میں ہے اگرچہ اس سوال و جواب سے پہلے اللہ کے فرشتے ان فرشتہ پرست لوگوں سے بیزار اور اونکو برا جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں اسلئے اللہ تعالیٰ کو بھی فرشتوں کی یہ بیزاری خوب معلوم تھی لیکن فقط اس فرشتہ پرست فرقے کے ذلیل کرنے کے لئے یہ سوال جواب اوس دن ہو دیگا تاکہ اس فرشتہ پرست فرقہ کو معلوم ہو جاوے کہ جن فرشتوں کی مورتوں کو یہ لوگ پوجا کرتے وہ فرشتے اللہ کو اپنا کارساز اور اپنے آپ کو اوسکا بندہ جانتے اور اس شرک سے نہایت درجہ بیزار تھے یہ سوال و جواب ایسا ہی ہے جسطرح اللہ تعالیٰ اوس دن حضرت عیسٰے علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ وہ تمکو اور تمہاری ماں کو معبود ٹھہرا دیں اور حضرت عیسٰےؑ اس سوال کا وہ جواب دیویں گے جسکا ذکر سورہ مائدہ میں گذرا۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ

اور جب پڑھی جاویں ان پاس ہماری آیتیں کھلی کھلی اور نہیں مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تمکو اونسے جنکو پوجتے رہے

آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا

تمہارے باپ دادے اور کہیں اور نہیں جھوٹ ہی باندھ لیا اور کہتے ہیں منکر ٹھیک بات کو اور جب پہنچے ان تک اور نہیں یہ

إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۝ وَكَذَّبَ

ہے صریح اور ہمنے دیں نہیں انکو کچھ کتابیں جن کو پڑھتے ہوں اور بھیجا نہیں اُن پاس تجھ سے پہلے ڈرانے والا اور جھٹلا چکے ہیں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝

اونسے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسویں حصے کو جو ہمنے انکو دیا تھا پھر جھٹلایا میرے بھیجوں کو تو کیسا ہے ہوا انکار میرا

حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف سے پہلے نہ کوئی کتاب عرب پر اوتاری اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کوئی رسول اونکی طرف بھیجا گیا عرب کے لوگ پہلے بہت چاہتے تھے اور کہتے تھے اگر کوئی ڈرانے

والا ہمارے پاس آتا یا کوئی کتاب ہم پر نازل کیجاتی تو ہم اور قوموں کی بہ نسبت زیادہ ہدایت پر ہوتے پھر جب خدا تعالیٰ نے رسول بھیجا اور کتاب بھیجی تو بغیر کسی سند کے اللہ کے رسول کو جھوٹا کہنا اور کتاب آسمانی کو جادو بتلانا ان لوگوں کی نادانی ہے پھر فرمایا ان سے پہلے ایسی قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا ہے کہ دولت اور قوت کے حساب سے یہ لوگ اون پہلی قوموں کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہونچے جب اللہ نے اونکو ہلاک کر دیا اور اونکی دولت وقوت نے اونکو کچھہ نفع نہ دیا تو یہ لوگ جو کہ اونسے ہر بات میں کم ہیں رسول کے جھٹلانے کے بعد عذاب الٰہی سے کیونکر بچ سکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ پہلی قوموں کے قدم بقدم چلیں گے تو بھی انجام انکا ہوگا جو اونکا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے قریش میں کے بڑے بڑے قرآن اور اللہ کے رسول کے جھٹلانے والوں کا جو انجام بدر کی لڑائی میں ہوا صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایتہ کے حوالہ سے اوسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عقبے کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگونکی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پالیا ؎

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝

تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں تمکو کہ اٹھہ کھڑے اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو اس تمہارے رفیق کو تجہہ سودا نہیں یہ تو ایک ڈرانے والا ہے تمکو آگے ایک بڑی آفت کے

اوپر کی آیتوں میں یہ ذکر تھا کہ مشرکین مکہ قرآن شریف کی آیتیں سنکر کبھی یہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام اپنی طرف سے بنا لیا ہے اللہ کا کلام یہ نہیں ہے اور یہ بھی کہتے کہ غرض انکی اس کلام کے بنانے سے یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا کے دین سے ہمکو روکنا چاہتے ہیں اور کبھی یہ لوگ آنحضرت کا معجزہ دیکھ کر جادو بتلاتے تھے اور کبھی حشر کی باتیں اور قیامت کی باتیں آپ سے سنکر آپکو دیوانہ بتلاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب بیہودہ باتوں کا دو طرح جواب دیا ایک تو یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بنی اسمٰعیل میں نہ کوئی نبی آیا نہ کوئی آسمانی کتاب اوتری پھر جب انکی یہ بیہودہ باتیں کسی نبی کے بیان اور کتاب آسمانی کی سند سے نہیں ہیں تو یہ لوگ جو کچھہ کہتے ہیں وہ گویا محض انکی عقل اور تجربہ کی رو سے ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ نبوت سے پہلے انہیں یہ بات مشہور تھی کہ انہیں کے چھوٹے بڑے ان اللہ کے رسول کو سچا جانتے تھے نبوت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے معجزوں سے بھی اپنے رسول کی تائید کی تو پھر کسی عقل اور کون سے تجربہ سے یہ لوگ اللہ کے رسول کو جھٹلاتے ہیں لے اللہ کے رسول تم اون سے کہدو کہ بہت سے آدمیوں کے ہجوم میں بات اچھی طرح سمجھہ میں نہیں آتی انہیں کے ایک ایک دو دو شخص اللہ کی نیک راہ کو سوچنے کے لئے مستعد اور قائم ہو جاوینگے تو خود بخود انکی سمجھہ میں آجاویگا کہ انکا تجربہ پہلے سے اللہ کے رسول کے باب میں کیا تھا اور اب یہ لوگ اپنے تجربہ کے خلاف اللہ کے رسول

کی شان میں کیا کہ رہے ہیں صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی وہ حدیث جو مشہور ہے جسمیں ہرقل بادشاہ اور
ابوسفیان کی باتوں کا ذکر ہے اوسمیں یہ بھی ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا جو شخص اپنے آپکو اللہ کا رسول کہتے ہیں کیا
رسول ہونے کا دعوے کرنے سے پہلے کبھی تم لوگوں نے اونکو جھوٹ بولتے ہوئے بھی سنا ہے ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں
اوسپر ہرقل نے کہا کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ سے کیونکر یہ جھوٹ بولیگا کہ بغیر اللہ کے رسول بنانے کے
کہہ دیگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں غرض اس صحیح روایتہ اور اور صحیح روایتوں سے یہ بات ثابت ہو کہ نبوت سے پہلے
تمام مکہ کے مشرک آنحضرت کے سچے پنے کو مانتے تھے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ میں اون لوگوں کو الزام دیا ہے کہ
جب ان لوگوں کے پاس کسی پہلے نبی کا مقولہ نہیں کوئی کتاب آسمانی نہیں خود انکا تجربہ اونکے قول کے مخالف موجود ہے تو
پہر اسطرح کی بیہودہ اور بے ٹہکانے باتیں یہ لوگ کیوں زبان پر لاتے ہیں اور اوپر کی آیتوں میں یہ ڈراوا بھی دیا تھا کہ اگر یہ
لوگ ہر طرح کی فہمائش کے بعد بہی اللہ کے رسول کے جھٹلانے سے باز نہ آوینگے تو اون سے پہلے اللہ کے رسولوں کے جھٹلانے
والی امتوں کا جو حال ہو چکا ہے وہی حال انکا ہوگا، اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اہل مکہ کے بڑے بڑے سرکشوں کے
حق میں بدر کی لڑائی کے وقت جو کچھہ اس وعدہ کا ظہور ہوا اوسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتہ کے حوالہ سے اوپر
گذر چکا ہے، صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ ایک جگہ گذر چکی ہے کہ کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ
دوزخی شخص کو آگ کی جوتیاں پہنا دی جاویں گے جس سے اوسکا بہیجا کھول جاویگا، اس آیتہ میں دوزخ کے جس عذاب
کو اللہ تعالیٰ نے بڑی آفت فرمایا ہے اوسکی تفسیر بیان سے باہر ہے ؛؛

قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ قُلْ إِنَّ

تو کہہ جو میں نے تجھے مانگا تہا کچھہ نیگ سو تمہیں کو پہنچے میرا نیگ ہے اُسی اللہ پر اور اسکے سامنے ہے ہر چیز تو کہہ میرا

رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ○

رب پہینکتا جاتا ہے سچا دین اور وہ جاننے والا چھپی چیزیں تو کہہ آیا دین سچا اور جہوٹ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتا اور نہ پہیرتا

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ مشرکوں سے اسطرح کہیں کہ میں جو تمکو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہونچاتا ہوں
اور خدا کی عبادت کا تمکو حکم کرتا ہوں اسکے اوپر میں تم سے کچھہ اجرت نہیں طلب کرتا نہ کچھہ انعام چاہتا ہوں تم اپنا اجر اپنے پاس
رہنے دو کیونکہ میں تو اللہ سے اسکا ثواب چاہتا ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے میری حالت کو بھی اور
تمہاری کو بھی سب چیز اوسکے سامنے ہے کچھہ اوس سے پوشیدہ نہیں اوسے خوب معلوم ہے کہ میں تم سے کچھہ اجر نہیں چاہتا ہوں
شریف حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت آسمان سے زمین پر آیا تہا اسلئے اوسکی مثال اوپر سے نیچے پھینکنے کی فرمائی
اور یہ بھی فرمایا کہ قرآن اللہ غیب داں کا کلام ہے اسواسطے اسمیں غیب کی خبریں ہیں فرمایا اس قرآن کے ذریعہ سے اب
وہ دین حق آگیا جسکے سبب سے نہ آئندہ شرک کی نئی رسمیں پیدا ہو سکتی ہیں نہ مٹی ہوئی رسمیں پہر رواج پکڑ سکتی ہیں مسند امام

احمد کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی معتبر روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ فتح مکہ کے وقت شیطان یہ کہکر بہت رویا کہ آج سے شرک کی جڑ امت محمدیہ میں سے اوکھڑ گئی یہ حدیث وما یبدئ الباطل وما یعید کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آیت کے اس ٹکڑے میں شرک کے مٹ جانے کی جو پیشین گوئی تھی اوسکا ظہور فتح مکہ کے وقت ایسا ہوا کہ جزیرہ عرب میں سے شرک کی قدیم اور جاہلیت رسموں کے مٹ جانے پر شیطان کو رونا آگیا، صحیح مسلم کے حوالہ سے جابرؓ بن عبد اللہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جزیرہ عرب کی بت پرستی سے اب شیطان ناامید ہوگیا، اس حدیث سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کو پوری تقویت ہوجاتی ہے ۔

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ

تو کہہ اگر میں بہکا ہوں تو یہی کہ بہکوں گا اپنے برے کو اور اگر میں سوجھا ہوں تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجکو میرا رب وہ سنتا ہے نزدیک

سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عمر بن سعد کہا کرتے تھے کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے اوسکا جواب دیا ہے جو مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا کرتے تھے کہ محمدؐ نے خود بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑا اور ہم سے بھی باپ دادا کا دین چھوڑانا چاہتے ہیں اوپر کی آیتوں میں مشرکین مکہ کا یہ قول جو گذرا کہ ماھذا الا رجل یرید ان یصدکم عما کان یعبد آباؤکم اوس سے عمر بن سعد کے اس قول کی تصدیق بھی ہوتی ہے یہ عمر بن سعد ثقہ تابعیوں میں ہیں لیکن یزید کی طرف سے جو لشکر حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہ سے کوفہ پر لڑا اوس لشکر کے یہ عمر بن سعد سردار تھے اسواسطے اسماء الرجال اور تاریخ کی کتابوں میں ان عمر بن سعد پر لوگ طعن کرتے ہیں لیکن انکی روایت میں کچھہ طعن نہیں ہے اسماء الرجال کی بعض کتابوں میں ان عمر بن سعد کو صحابیوں میں جو شریک کر دیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ ابن معین نے اس بات کی صراحت کردی ہے کہ ان عمر بن سعد کی پیدائش اور حضرت عمرؓ کی وفات ایک ہی دن ہے پھر عمر بن سعد صحابی کیونکر ہوسکتے ہیں غرض اللہ تعالی نے اس آیت میں مشرکین مکہ کے جس قول کا جواب دیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ تم لوگوں کے کہنے کے موافق باپ دادا کا دین اگر حق تھا جسکے چھوڑ دینے سے میں بے راہ ہوگیا ہوں تو اوسکا وبال خدا مجھہ پر ڈالیگا اور اگر جسطرح میں کہتا ہوں کہ میرے کہنے جو کچھہ نصیحت ہے وہ اللہ کے حکم کے موافق ہے اور تم لوگ اس نصیحت کی مخالفت کرتے ہو تو اس مخالفت کا سخت عذاب اللہ تعالی کی جانب سے تمکو بھگتنا پڑیگا اللہ تعالی میرے اور تمہارے قول وفعل سنتا اور دیکھتا ہے جس طرح کا قول وفعل جس کسیکا ہوگا اوسیطرح کا بدلہ اللہ تعالی اوسکو دیگا اب آگے اللہ تعالی نے فرمایا کہ دنیا میں تو یہ لوگ اسطرح کی باتیں کر رہے ہیں جسدن انکے قول وفعل کا وبال ان لوگوں پر پڑیگا اوسدن ان لوگوں کی پریشانی کا حال دیکھنے کے قابل ہوگا کہ اپنے قول وفعل پر پچتاوینگے اور دنیا میں پھر آنے اور نیک کام کرنے اور اسطرح قول وفعل سے باز آنے کا اقرار کریں گے مگر جب وقت ہاتھہ سے نکل جاوے گا تو پھر پچتانے سے کچھہ فائدہ نہوگا صحیح بخاری ومسلم میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ادنے درجہ کے عذاب والے اہل دوزخ سے اللہ تعالی قیامت کے دن پوچھیگا کہ تمام دنیا کا مال و

منزل ۵

متاع دیگر میرا چھٹکارہ ہوسکتا ہو تو اسقدر معاوضہ دنیا اور عذاب دوزخ سے نجات حاصل کرنا مجھکو منظور ہے وہ شخص کہیگا کہ ہاں مجھکو منظور ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے شخص جب تو دنیا میں پیدا بھی نہیں ہوا تھا اوسیوقت میں نے تجھ سے ایک ذراسی بات چاہی تھی کہ تو خدا کا شریک کسیکو نہ ٹہرائیو مگر تو نے نہ مانا اب تمام دنیا کا مال و متاع دیگر بھی چھٹکارہ دشوار ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتہ بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے اوپر گذرچکی ہے جسکے ایک ٹکڑہ کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے بچنے اور جنت کے حاصل کرنے کی جو باتیں تھیں وہ سب میں نے لوگوں کو تبلادی ہیں کوئی بات اوٹہا نہیں رکھی غرض آج کے روز دنیا میں بہت سے لوگوں کو توحید اور فرمانبرداری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کل قیامت کے دن لوگوں کو قدر معلوم ہوگی کہ توحید اور فرمانبرداری ایسی قابل قدر چیز ہے کہ تمام دنیا جسکی قیمت قرار نہ پاسکے گی ''

وَلَوْ تَرٰى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ

اور کبھی تو دیکھے جب یہ گبہرائے پہر بہاگے نہیں بچتے اور پکڑے آئے نزدیک جگہ سے اور کہنے لگے ہمنے اسکو یقین مانا اور اب کہاں انکا ہاتہ

مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ

پہنچ سکتا ہے دور جگہ سے اور اس سے منکر ہو رہے آگے سے اور پہینکتے رہے بن دیکھے نشانی پر دور جگہ سے اور اٹکاؤ

بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

پڑگیا ان میں جو انکا جی چاہے اسمیں جیسا کیا گیا ہے اُنکی راہ والوں سے پہلے وہ لوگ تہے دہوکے میں جو چین نہ لینے دیتا

ع

اوپر ذکر تہا کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سے کہا کرتے تہے کہ محمدؐ نے خود بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا اور ہم سے بھی اوسکو چھوڑایا چاہتے ہیں ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اب تو یہ لوگ باپ دادا کی رسموں پر ایسے اڑے ہوئے ہیں لیکن اے رسول اللہ کے جس دن ان رسموں کی پابندی کا وبال ان لوگوں پر پڑیگا تو اوسدن ان لوگوں کا حال دیکھنے کے قابل ہوگا کہ یہ لوگ پہر دوبارہ دنیا میں آنے اور ان بد رسموں سے بچنے کی کسطرح آرزو کریں گے مگر اس بے وقت کی آرزو سے انکو کچھہ فائدہ نہوگا کیونکہ جب دنیا میں ان لوگوں کو عقبے کے عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو یہ لوگ بن دیکھے عذاب کو جھٹلاتے اور اللہ کے رسول کو دیوانہ تبلاتے تہے اب عذاب کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد انکی اور انسے پہلے کے منکروں کی یہ آرزو پوری ہونی ناممکن ہے اگرچہ ان آیتوں کی تفسیر میں مفسروں نے سلف کے اور قول بھی لکھے ہیں لیکن اوپر جو تفسیر بیان کی گئی وہ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے اس قول کے موافق ہے جو علی بن طلحہ کی روایتہ سے ہے ، اس تفسیر میں یہ کئی جگہ بیان ہوچکا ہے کہ تفسیر کے باب میں حضرت عبداللہ بن عباس کا جو قول علی بن طلحہ کی روایتہ سے آتا ہے وہ نہایت صحیح ہوتا ہے علاوہ اسکے سورہ الانعام میں گذرچکا ہے کہ مشرک لوگ دوزخ کے عذاب کو دیکھ کر دنیا میں دوبارہ آنے اور فرمانبرداری سے زندگی گذارنے کی آرزو کریں گے

اور اونکی وہ آرزو منظور نہوگی ان سورۃ الانعام کی آیتوں سے بھی حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے
مسند امام احمد اور ابو داؤد کے حوالہ سے براء بن عازب کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ نافرمان لوگوں پر موت کے وقت
سے ہی عذاب کی سختی شروع ہو جاتی ہے، یہ حدیث واخذوا من مکان قریب کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قسمت
عقبے کے دنیا جو انسان کے لئے قریب کی جگہ ہے اپنے بد اعمالوں کے سبب سے یہ لوگ وہیں سے عذاب میں پکڑے
آئے ہیں پھر اب عقبے میں آکی کیا نجات ہو سکتی ہے، وانی لہم التناوش من مکان بعید اسکا مطلب یہ ہے کہ عقبے میں
پہونچ جانے کے بعد دنیا انسان کے لئے ایک دور جگہ ہے پھر جو آرزو دنیا میں آنکر آرزو اتنے دور بیٹھے بیٹھے کیونکر پوری
ہو سکتی ہے ویقذفون بالغیب من مکان بعید اسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح دور سے ایک شخص دوسرے شخص کی اوپرے
اٹکل سے کوئی چیز پھینکتا ہے اسیطرح قرآن اور اللہ کے رسول کی شان میں یہ لوگ اٹکل سے باتیں بناتے رہیں صحیح مسلم
کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ شہید لوگ دنیا میں دوبارہ آنے اور شہید ہونے کی آرزو
کریں گے لیکن اونکی وہ آرزو منظور نہ ہوگی اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جب نہایت
فرمانبردار بندوں کی دنیا میں دوبارہ آنے کی آرزو منظور نہیں ہوئی تو ان نافرمان لوگوں کی یہ آرزو کیونکر منظور ہو سکتی
تھی کیونکہ یہ بات علم الٰہی میں ٹھہر چکی تھی کہ یہ لوگ دنیا میں دوبارہ آنکر اوسی نافرمانی میں اپنی عمر گزارتے جسطرح پہلی
دفعہ گزاری چنانچہ اسکا ذکر سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے، مریب کے معنے شک میں ڈالنے والی چیز کے ہیں مطلب یہ ہے
کہ ان لوگوں کے اعتقاد میں مرتے دم تک کفر و شرک کی باتیں اسطرح جم رہی ہیں جن باتوں نے انکے دل کو قرآن کی
نصیحت کی طرف مائل نہیں ہونے دیا جس سے تمام عمر یہ لوگ عقبے کی باتوں میں شک کرتے رہے شاہ صاحب نے
شک مریب کا ترجمہ چین نہ لینے والے دھوکے کا جو کیا ہے اوسکا یہی مطلب ہے، حدیث کی سب کتابوں میں ابو ہریرہؓ سے
یہ جو روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دل کے وسوسہ کو معاف کر دیا ہے یہ اون لوگوں کی شان میں ہے جو اسلامی اعتقاد
اور عملوں میں تو پکے ہیں مگر کبھی کبھی اونکے دل میں شیطان کوئی وسوسہ ڈالدیتا ہے اور اونکا اعتقاد اوس وسوسہ پر
نہیں جمتا اسلئے وہ فوراً اوس وسوسہ کو رفع دفع کر دیتے ہیں اور اوس وسوسہ پر عمل نہیں کرتے، ان آیتوں میں ایسے
لوگوں کا ذکر ہے جو عمر بھر اسطرح کے شیطانی وسوسوں میں گرفتار رہے کہ اون وسوسوں کے مقابلہ میں شریعت الٰہی کو
اور اون وسوسوں کو اپنا اعتقاد ٹھہرا کر مرتے دم تک اوس اعتقاد کے موافق کفر اور شرک کی باتوں پر عمل کرتے رہے
اس تفسیر سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ آیتہ اور حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔۔

سورۃ فاطر مکیۃ وھی خمس واربعون آیۃ وخمس رکوعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ

سب خوبی اللہ کو ہے جسنے بنا نکالے آسمان زمین کے جسنے ٹہرائے فرشتے پیغام لانیوالے جنکے پر ہیں دو دو اور تین تین

وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اور چار چار بڑہاتا ہے پیدایش میں جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے

فاطر کے معنے خالق کے ہیں حاصل معنے یہ ہیں کہ سب تعریف اللہ کو ہے جو پیدا کرنیوالا ہے آسمان اور زمین کا مطلب اس سے یہ ہے کہ جو ایسی بڑی بڑی چیزیں کے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو وہ دوسری بار بھی سب کچھ پیدا کر سکتا ہے خدا تعالیٰ نے جو اس صفت کے ساتھ اپنی ذات پاک کی تعریف کی ہے مقصود اس سے خالص اللہ کی تعظیم ہے اور بندوں کو یہ تعلیم بھی ہے کہ وہ اسطرح خدا کی ثنا کیا کریں اور اللہ کی تعظیم اور عبادت میں کسیکو شریک نکریں پھر فرمایا وہ اللہ جو ٹہرانے والا ہے فرشتوں کو رسولوں کے پاس پیغام پہونچانے والا جن فرشتوں کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں جن سے وہ اُڑتے ہیں اور خدا کا حکم لیکر رسولوں کے پاس جلد پہونچ جاتے ہیں، موضح القرآن میں یہ جو لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں یہ حدیث صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود کی روایتہ سے آئی ہے اور بھی حدیث یزید فی الخلق ما یشاء کی گویا تفسیر ہے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اور میکائیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام کے تعیناتی کے کام پوچھے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہوا اور لشکروں کے فتح شکست کے کام پر مامور ہوں اور میکائیل علیہ السلام مینہ اور زمین کی پیداوار کے کام پر اور عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح کے کام پر مامور ہیں اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن ابی لیلے کو اگرچہ بعضے علمانے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اکثر علمانے عبدالرحمن بن ابی لیلے کو معتبر کہا ہے حاصل کلام ہے کہ مشرکین مکہ اس بات کے منکر تہے کہ قرآن شریف کلام الہی ہے اور جبرئیل علیہ السلام اسکو پیغام کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے ہیں اسلئے آیتہ میں فرشتوں کے پیغام پہونچانے کا ذکر فرمایا لیکن حدیث سے آیتہ کی یہ تفسیر ہو سکتی ہے کہ سوا وحی کا پیغام لانے کے جبرئیل علیہ السلام کو زمین پر آنے کے اور کام بھی سپرد ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایتہ میں اسرافیل کا ذکر نہیں ہے لیکن طبرانی میں معتبر سند سے حضرت عائشہ کی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوح محفوظ میں سے ہر طرح کے احکام کے نقل کرنے اور صور کے پہونکے جانے کی خدمت اسرافیل علیہ السلام کے سپرد ہے ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں ابی ہریرہؓ سے روایتہ ہے کہ قبض روح کے وقت اللہ کے فرشتے اچھے لوگوں کو رحمت الہی کا اور برے لوگوں کو غضب الہی کا پیغام پہونچاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وحی کے پیغام کے علاوہ اور پیغام بھی اللہ کے فرشتوں کے سپرد ہیں اسیواسطے آیتہ میں پیغام لانے والوں کو جمع کے لفظوں میں فرمایا،،

منزل ۵

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

جو کھولدے اللہ لوگون پر کچھہ مہر تو کوئی نہین اسکو روکنے والا اور جو روک رکھے تو کوئی اوسکو نہین بھیجنے والا اسکے سوا اور وہی ہے زبردست حکمتون والا

صحیح سند سے مسند امام احمد و ترمذی مین حضرت عبد اللہ ابن عباس کی روایت ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عباس کو طرح طرح کی نصیحت فرمائی ہے اوس حدیث کا ٹکڑا گویا اس آیۃ کی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے فرمایا اگر تمام روے زمین کی مخلوقات جمع ہوکر تم کو کچھہ فائدہ پہونچانا چاہے تو بدون حکم خدا کے کوئی فائدہ کیسطرح کا ہرگز تم کو نہ پہونچا سکین گے۔ اسی طرح تمام دنیا کے لوگ ضرر پہونچانے پر آمادہ ہو جاوین تو بدون حکم خدا کے کبھی کوئی شخص کچھہ ضرر ہرگز تمکو نہ پہونچا سکیگا اسواسطے پنجگانہ نماز کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی کوئی چیز کوئی چھین نہین سکتا اور بغیر حکم اللہ کے کوئی کسی کو کچھہ دے نہین سکتا صحیح مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے جو روایۃ ہے اوس مین اس دعا کا ذکر ہے وھو العزیز الحکیم اسکا مطلب یہ ہے وہ ایسا زبردست ہے کہ اوس کے حکم کو کوئی روک نہین سکتا صاحب حکمت ایسا ہے کہ اوس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہین ۔۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

اے لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کوئی ہے بنانیوالا اللہ کے سوائے روزی دیتا تمکو آسمان سے اور زمین سے کوئی حاکم نہین مگر وہ پھر کہان الٹے جاتے ہو اور اگر تجھکو جھٹلاوین تو جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھسے پہلے اور اللہ تک پہنچتے ہین سب کام اے لوگو بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے سو نہ بہکاوے تمکو دنیا کا جینا اور نہ دغا دے تمکو اللہ کے نام سے وہ دغاباز تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھے رہو اوسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسیواسطے کہ ہوویں دوزخ والون مین جو منکر ہوئے اونکو سخت مار ہے اور جو یقین لائے اور کام کئے بھلے اونکو ہے معافی اور نیگ بڑا

ان آیتون مین ارشاد ہے کہ جسطرح پیدا کرنا اور روزی کا دینا فقط اوسی کا کام ہے نہ کسی اور کا ایسے ہی سواے اوسکے اور کسی کو پوجنا نہین چاہیئے مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جاوے اور جب اللہ کے سوا کوئی معبود نہین تو پھر تم بعد اسکے ان کھلی ہوئی باتون سے کہان سنے لٹے جاتے ہو اور بتونکو پوجتے ہو اور اگر اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مشرک لوگ تمکو جھٹلاوین اور توحید کو نہ مانین تو تمہین پہلے رسولون کی چال چلنی چاہیئے کیونکہ وہ بھی اپنی قومون کے پاس کھلی ہوئی نشانیان لائے تھے لیکن ان لوگون نے رسولونکو جھٹلایا اور مخالفت کی مطلب کہ یہ کچھہ نئی بات نہین ہے

اسلئے ان کے جہٹلانے پر اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم صبر کرو جیسا کہ پہلے رسولون نے صبر کیا پہر فرمایا کہ سب کام اللہ کیطرف رجوع ہوتے ہین مطلب یہ ہے کہ عنقریب ہر ایک کو موافق اوسکے عمل کے پوری پوری سزا وجزا دی جاویگی پہر فرمایا اے لوگو وعدہ اللہ کا حق ہے وعدہ سے مراد آخرت ہے وہ ضرور ہوگی اور تم دوسری دفعہ جلائے جاؤگے اسواسطے تمکو یہ دنیا کا جینا دہوکانہ دے مطلب ہے کہ اس دنیائے فانی کے عیش مین جو بمقابلہ عیش آخرت کے کچہ حقیقت نہین رکہتا مشغول ہوکر آخرت کے عیش کو نہ بہول جاؤ اور نہ دہوکے مین ڈالے تمکو خدا کی یاد سے وہ دہوکہ باز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق لفظ غرور سے مراد یہان شیطان ہے حاصل یہ ہے کہ شیطان کہین تمکو سیدہے راستے سے نہ بہکادیوے کیونکہ وہ بڑا دہوکے باز ہے پہر اللہ تعالی نے شیطان کی دشمنی اولاد آدم علیہ السلام سے بیان کی کہ وہ شیطان بیشک تمہارا کہلا دشمن ہے تم بہی اسکو دشمن سمجہو اور اسکا کہانہ مانو وہ بلاتا ہے اپنی پیروی کرنے والونکو اسلئے کہ دوزخ والونمین سے ہوجاوین مطلب یہ کہ اونکو بہکاکر اپنے ساتہہ دوزخ مین لیجاوے۔ اب آگے شیطان کے بہکاوے مین آنیوالون اور اس بہکاوے سے بچنے والونکا نتیجہ بیان فرمایا کہ شیطانی گروہ کا ٹہکانا دوزخ ہے اور قرآن کی نصیحت ماننے والے گروہ کا ٹہکانا جنت شیطان نے اللہ تعالی کے روبرو بنی آدم کے بہکانے کی قسم جو کہائی ہو اوسکا اور اللہ تعالی نے قسم کہاکر شیطان کو جو جواب دیا ہے اوسکا ذکر سورہ الاعراف مین گوزر چکا ہے سورہ الاعراف کی وہ آیتین اور ان آیتونکی تفسیر مین جو حدیثین نقل کی گئی ہین وہ شیطانکی دشمنی کی تفسیر ہین۔

منزل ۵

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا

بہلا ایک شخص کہ بہلی سوجہائی اوسکو اسکے کام کی برائی پہر دیکہا اسنے اوسکو بہلا کیونکہ اللہ بہکاتا ہے جسکو چاہے اور سوجہاتا ہے جسکو چاہے سو تیرا

تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

جی نہ جاتا رہے ان پر پچتا پچتاکر ۔ اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین

تفسیر ضحاک بن مزاحم مین حضرت عبد اللہ ابن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہو اوسکا حاصل یہ ہے کہ مکہ مین جب کہ اہل اسلام کم تہے اور مشرکون کا زور تہا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے یہ دعا مانگی تہی کہ یا اللہ عمر ابن خطاب یا ابوجہل بن ہشام ان دونون مین سے کیکے اسلام لانے سے اسلام کو قوت اور رونق ہوجاوے آنحضرت کی اس دعا سے حضرت عمرؓ تو اسلام لائے اور ابوجہل نے اسلام قبول نہین کیا اور ابوجہل کے اسلام نہ لانے سے آنحضرت کو رنج ہوا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اے نبی اللہ کے ایسی باتونسے تمکو غمگین نہین ہونا چاہیئے تمہارا کام فقط اتنا ہے کہ تم ایکسان سب کو خدا کا حکم پہونچادو پہر ہدایت اللہ کے اختیار ہے جو لوگ علم الہی مین بد قرار پاچکے ہین شیطان کے بہکانے سے اونکو برے کام اچہے نظر آتے ہین لیکن اللہ کو ان کے سب کامونکی خبر ہے وقت مقررہ پر وہ اپنے عملون کی سزا پاوینگے بعضے مفسرین نے جو یہ لکہا ہے کہ یہ آیتہ بدعتیونکی شان مین ہے اوسکا مطلب یہی ہے کہ بدعتیون کے حق مین بہی اس آیتہ کا مضمون صادق آتا ہے کہ جسطرح ابوجہل کفر کی گمراہی مین پہنسا ہوا تہا یہ لوگ بدعت

کی گمراہی میں پہنسے ہوئے ہیں ورنہ صحیح شان نزول وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی ہے کیونکہ لیث بن سلیم - ضحاک، محمد بن سائب یہ اس قسم کے لوگ ہیں کہ اگرچہ حدیث میں انکی روایت ضعیف ہے لیکن تفسیر میں ان لوگوں کی روایت مقبول ہے اور بعضے مفسرین نے ضحاک بن مزاحم کے تفسیر کی روایتوں پر یہ جو اعتراض کیا ہے کہ ضحاک بن مزاحم کی روایت حضرت عبد اللہ بن عباس سے منقطع ہے کیونکہ ضحاک بن مزاحم کی ملاقات حضرت عبد اللہ بن عباس سے نہیں ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ضحاک بن مزاحم کی ملاقات حضرت عبد اللہ بن عباس سے نہیں ہوئی لیکن شعبہ نے عبد الملک بن میسرہ تابعی سے جو روایت کی ہے اوس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ضحاک بن مزاحم کی ملاقات سعید بن جبیر سے ہوئی ہے اور سعید بن جبیر سے ہی ضحاک بن مزاحم نے تفسیر کی روایتیں حاصل کی ہیں اسلئے جسطرح علی بن طلحہ کی روایت تفسیر میں مقبول ہے اوسیطرح ضحاک کی بھی روایت مقبول ہے کسلئے کہ علی بن طلحہ کی بھی ملاقات حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے نہیں ہوئی جو کچھہ تفسیر کی روایتیں علی بن طلحہ کو پہونچی ہیں وہ مجاہد اور سعید بن جبیر سے پہونچی ہیں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں فیصلہ کر دیا ہے کہ جب درمیان کا واسطہ معلوم ہوگیا کہ ثقہ شخص کا واسطہ ہے تو روایت منقطع میں جو عیب تہا وہ جاتا رہا، صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ قوم نوح میں کے کچھہ نیک لوگ مرگئے تہے جنکی جدائی کا رنج قوم کے لوگوں کو بہت تہا شیطان نے قوم کے لوگوں کے دلمیں یہ وسوسہ ڈالا کہ اون نیک لوگوں کی مورتیں بناکر رکھ لی جاویں تاکہ اون مورتوں کے پیش نظر رہنے سے اون نیک لوگوں کی جدائی کا رنج کچھ ہلکا ہو جاوے شیطان کے اس وسوسہ کے موافق وہ مورتیں بنائی گئیں اور کئی پشت کے بعد پہر رفتہ رفتہ اون مورتوں کی پوجا ہونے لگی، آیت میں یہ جو ذکر ہے کہ شیطان برائی کو زیب و زینت دیکر بہلائی کی صورت میں لوگوں کو دکھلاتا ہے اوسکی مثال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ بت پرستی جیسی برائی کو اوس ملعون نے کسطرح بہلائی کا لباس پہنایا اصل عبارت یوں تھی افمن زین لہ سوء عملہ فراٰہ حسنا ذہبت نفسک علیہم حسرات، ذہبت نفسک علیہم حسرات کو فلا تذہب نفسک علیہم حسرات کے ذکر کرنے کے بعد ضروری نہیں سمجہا گیا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علم الٰہی میں گمراہ ٹہر چکے ہیں اونکی گمراہی کے افسوس میں اے رسول اللہ کے تم اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہو ایسا نہ کرو اور اون لوگوں کا معاملہ اللہ پر سونپ دو اللہ کو ان لوگوں کے سب کام معلوم ہیں کہ یہ لوگ شیطان کے بہکانے سے برے کاموں کو کہانتک اچھا جان رہے ہیں "

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ

اور اللہ ہے جسنے چلائی ہیں باویں پہر اُبہارتیاں ہیں بدلی پہر ہانک لیگئے ہم اُسکو ایک مرگئے دیس کو پہر جلائی ہمنے اوس سے زمین

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ

اُسکے مرگئے پیچہے اسیطرح ہے جی اُٹھنا جسکو چاہیے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری

مشرکین مکہ کو حشر کا انکار تہا جسکے سبب سے عقبیٰ کی بہبودی کی باتیں ان لوگوں کے دل میں نہیں جمتی تہیں اور اسی سے اللہ

منزل ۵

کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا تھا اسلئے اکثر جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے کھیتی کی مثال دیکر حشر کا حال ان لوگونکو سمجھایا ہے کہ جسطرح زمین مردہ پڑی ہوتی ہے اوسمیں گھاس تک نہیں ہوتی پھر جسوقت اللہ تعالےٰ نے مینہ کی ہوا چلائی اور پانی کے بھرے ہوئے بادل بھیجے اور مینہ برسایا تو اسوقت زمین حرکت کرکے اوبھرتی ہے اور اوسمیں ہر طرح کی چیز پیدا ہوجاتی ہے یہی حال جسموں کا ہے جب اللہ اونکو دوبارہ اوٹھانا چاہے گا تو عرش کے نیچے سے ایک ایسی بارش بھیجے گا کہ وہ تمام زمین کو پہونچے گی قبروں کے اندر تمام جسم اسطرح بنکر طیار ہوجاویں گے جسطرح اب زمین کی پیداوار کا حال ہے اس بارش کے باب میں صحیح بخاری ومسلم کی حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ ایک جگہ گذرچکی ہے پھر فرمایا کہ جو شخص دنیا اور آخرت میں عزت حاصل کرنی چاہے تو اوسکو چاہیے کہ اللہ کی بندگی کرے بیشک اوسکا مقصد حاصل ہوجاویگا کسواسطے کہ دنیا اور آخرت کا مالک خداتعالیٰ ہے اور تمام عزت اوسی کے اختیار میں ہے یہ لوگ اب تو کہتے ہیں اگر ہم مرکر دوبارہ زندہ ہوئے تو وہ فرشتے اور نیک لوگ جنکی مورتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کرکے دوزخ کے عذاب کی ذلت سے ہم کو بچالیویں گے جس سے ہماری عزت میں کچھ فرق نہ آویگا لیکن قیامت کے دن بجائے سفارش کے اللہ کے فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہوجاویں گے اور دوزخ کے عذاب کی جو ذلت انکو بھگتنی پڑے گی وہ اُس دن اسطرح انکی آنکھوں کے سامنے آجاویگی جسطرح مکہ کے قحط کے وقت ان لوگوں نے اپنے بتوں کی بے اختیاری کے سبب سے مردار چیزیں کے کھانے کی ذلت اوٹھائی نیک لوگونکی بیزاری کا حال سورہ یونس میں اور فرشتوں کی بیزاری کا حال سورۃ سبا میں گذرچکا ہے مکہ کے قحط کی عبداللہؓ بن مسعود کی یہ روایتہ بھی صحیح بخاری کے حوالہ سے اوپر گذرچکی ہے کہ جب مشرکین مکہ نے بہت سرکشی پر کمر باندہی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ میں سخت قحط پڑا جسمیں مشرکین مکہ کو یہ ذلت اوٹھانی پڑی کہ مصیبت کے وقت اونکے بت کچھ کام نہ آئے آخر اللہ کے رسول کی دعا سے مینہ برسا اسیواسطے فرمایا کہ عزت کا دنیا اور ذلت سے بچانا اللہ کے ہاتھ ہے ان بتوں کے اختیار میں نہیں ؀

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ط

ترجمہ اسکی طرف چڑہتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اوسکو اُٹھا لیتا ہے

حضرت عبداللہؓ بن مسعود حضرت عبداللہؓ بن عباس مجاہدؒ عکرمہ اور مفسرین متقدمین نے جو اس آیتہ کے معنے بیان کئے ہیں اوسکا حاصل یہ ہے کہ عمل نیک سے مراد وہ عمل ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ اور کلمات پاکیزہ سے مقصود نفلی ذکر الٰہی ہے جیسے تلاوۃ قرآن تسبیح تہلیل دعا جو شخص فرض عبادت کے ادا کرنے کے بعد یہ نفلی ذکر الٰہی کریگا اوسکے فرض عمل اوسکے نفل ذکر الٰہی کو اوس رتبہ کو پہونچاویں گے کہ وہ نفلی ذکر آسمان پر چڑھ جاویگا اور آسمان پر چڑھنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ نفلی ذکر اللہ کی جناب میں قبول ہوجاویگا اور جو شخص بدون فرض عبادت ادا کرنیکے کوئی نفلی ذکر الٰہی کریگا اوسکا وہ نفلی ذکر ہرگز قبول نہوگا طبرانی بیہقی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس معنے

منزل ۵

کو روایتہ کیا ہے اور حاکم نے اس روایتہ کو صحیح قرار دیا ہے اور علی بن طلحہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے یہی معنے روایتہ کئے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتوں میں علے بن طلحہ کی سند وہی قابل قدر سند ہے جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے مدینہ سے مصر تک کے سفر میں اس سند سے ایک روایتہ بھی جس شخص کے ہاتہہ آوے تو گویا اس نے وہ روایتہ مفت پائی اور یہی سند ہے جسکو امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں جگہ جگہ اختیار کیا ہے حاصل یہ ہے کہ بعضے مفسرین نے علاوہ اس معنے کے اور معنے جو اس آیتہ کے بیان کئے ہیں اون سب معنوں سے یہ معنے زیادہ صحیح ہیں اور نیک عمل کے آسمان پر چڑھنے کی کیفیت اور حالت اسی بیہقی اور حاکم کی روایتہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے یوں بیان فرمائی ہے کہ سبحان اللہ یا اور کوئی نیک کلمہ آدمی کے منہہ سے نکلے تو فوراً وہ فرشتہ جو نیک کلموں کے ثواب کے لکھنے پر مقرر ہیں اون کلموں کو آسمان پر لیجاتے ہیں اور جس آسمان کے فرشتے اوسکو دیکھتے ہیں اس نیک شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہانتک کہ وہ کلمات نیک اور عمل نیک اللہ تعالے کی درگاہ میں پہنچ جاتے ہیں معتبر سند سے مستدرک حاکم اور ابن ماجہ میں نعمان بن بشیر سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ جب وہ نیک کلمات اللہ تعالیٰ کی درگاہ تک پہونچتے ہیں تو عرش کے گرد پہرتے ہیں اور شہد کی مکھی کی طرح بھن بھناتے ہیں اور جس شخص کے منہ سے وہ کلمات نکلے ہیں اوسکا ذکر خدا تعالیٰ کے دربار میں آتا ہے اسلئے ہر انسان کو شوق چاہیئے کہ اوسکا ذکر ہمیشہ خدا کی دربار میں آیا کرے یہ تو نیک کلموں اور نیک عملوں کا آسمان پر چڑھنے کا حال ہوا اب رہا ان کا ثواب اسکا حال حضرت ابوہریرہ کی صحیحین کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ جب آدمی دین میں خوب پکا ہوجاتا ہے تو اوسکی ہر نیکی کا ثواب دس گونہ سے لیکر سات سو تک لکھا جاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ رات کے لوگوں کے نیک عمل دن سے پہلے اور دن کے رات سے پہلے آسمان پر چڑہکر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہوجاتے ہیں یہ حدیث آیتہ کے ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہمیشہ رات دن کے لوگوں کے عمل آسمان پر چڑھتے اور اللہ تعالے کے روبرو دو وقتہ پیش ہوتے رہتے ہیں ؁

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ

اور جو لوگ داؤں میں ہیں برائیوں کے انکو سخت مار ہے اور اونکا داؤ ہے ٹوٹے گا

مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ مکیرون سے ریاکار آدمی مراد ہیں جو اپنے عملوں کے ادا کرنے میں یہ مکر کرتے ہیں کہ لوگوں پر تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں حالانکہ ریا کے سبب سے اونکے کام خدا کے نزدیک بہت ناپسند ہیں اسواسطے فرمایا کہ اونکے لئے سخت عذاب ہے اور اونکا مکر عنقریب ظاہر ہو جاویگا کہ دنیا میں سمجھہ والے ایماندار لوگوں پر اونکا فریب کھل جاوے گا اور اللہ تو عالم الغیب ہے دنیا اور آخرت میں کوئی چیز اوس پر پوشیدہ نہیں ہے اسلئے اوسکی بارگاہ میں بدنیتی کے ایسے کھوٹے عملوں کا کچھہ اجر نہیں ہے مسند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے انس بن مالک کی صحیح

روایتہ ایک جگہ گذر چکی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعضے ایسے نیک عملوں کو نامقبول فرما کر اعمال ناموں میں سے نکال ڈالنے کا حکم دیویگا کہ جن عملوں میں نامہ اعمال کے لکھنے والے فرشتوں کو بھی برائی معلوم نہ ہوگی، اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جن عملوں میں ظاہر کسی شرک یا بدعت کا میل ہوگا ان عملوں کی برائی نامہ اعمال کے لکھنے والے فرشتوں سے چھپی نہیں رہ سکتی اسلئے ایسے عملوں کی برائی صاف صاف نامہ اعمال میں لکھی ہوگی اور ایسے عمل اوسدن ضرور نامقبول ٹھہر کر اکارت جاویں گے، حاصل کلام یہ ہے کہ لوگوں کے نیک عمل آسمان پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہوتے ہیں جسکا نتیجہ قیامت کے دن یہ ہوگا کہ جو عمل قواعد شرع کے موافق صحیح اور خالص نیت سے ہوں گے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اوپر کی حدیث کے موافق انکا اجر دس سے لیکر سات سو درجہ تک دیا جاویگا اور جو عمل ایسے نہ ہونگے وہ بالکل رائگاں جاویں گے ۱۱

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ

اور اللہ نے تمکو بنایا مٹی سے پھر بوند پانی سے۔ پھر بنایا تمکو جوڑے جوڑے اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ جنتی ہے

اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ

بن خبر اسکے اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں یہ اللہ پر آسان ہے

اس آیۃ میں آدم اور اولاد آدم کی پیدایش کا ذکر فرما کر منکرین حشر کو یوں قایل کیا گیا ہے کہ جو صاحب قدرت پانی جیسی پتلی چیز سے اولاد آدم کا پتلا بنا دینے پر قادر ہے جس قدرت کو رات دن یہ لوگ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں تو پھر حشر کے دن آدم کے پتلے کی طرح مٹی سے تمام اولاد آدم کے پتلے بنا دینا اور ان میں پیٹ کے بچوں کی طرح روحوں کا پھونک دینا اوسکی قدرت سے کیونکر باہر ہو سکتا ہے ابو داؤد ترمذی صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰؓ اشعری کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے تمام زمین کی مٹی لی ہے اسیواسطے اولاد آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے کوئی خوش مزاج کوئی بدمزاج، اس حدیث کو واللہ خلقکم من تراب کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اب اولاد آدم کی پیدایش نطفہ سے ہے لیکن اوسکی پیدایش میں آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا بھی میل ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ نطفہ عورت کے رحم میں جا کر چالیس روز تک نطفہ کی حالت میں رہتا ہے اور پھر جما ہوا خون اور پھر گوشت کی بوٹی بنجاتا ہے یہ حدیث ثم من نطفۃ کی گویا تفسیر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ حوا علیہا السلام آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اسلئے پسلی کی ہڈی کی طرح ہر عورت کے مزاج میں ایک کجی ہے یہ حدیث ثم جعلکم ازواجا کی گویا تفسیر ہے جس سے آدم اور حوا کے جوڑے کی پیدایش کا حال اور پھر اوس جوڑے سے اور سب جوڑوں کی پیدایش کا حال معلوم ہوتا ہے، صحیح بخاری میں انسؓ بن مالک سے اور صحیح مسلم میں حذیفہؓ بن اسید سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ نطفہ کی حالت سے لیکر لڑکا یا لڑکی کے پتلا بن جانے کی حالت تک رحم پر جو فرشتہ تعینات ہے وہ ہر حالت کو اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا جیسا حکم ہوتا ہے اوسکے موافق عمل کرتا ہے یہ

منزل ۵

حدیثیں وما تحمل من انثیٰ ولا تضع الا بعلمه کی گویا تفسیر ہے، صحیح بخاری ومسلم کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایتہ میں ہر لڑکے یا لڑکی کی
عمر کے لکھے جانے کا بھی ذکر ہے جو بڑی چھوٹی عمر کی گویا تفسیر ہے آخر کو فرمایا کہ انسان کی عقل کے آگے یہ باتیں مشکل معلو
ہوتی ہیں لیکن اللہ کے علم اور قدرت کے آگے یہ سب باتیں آسان ہیں وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمره اسکا یہ مطلب ہے
کہ بعضے لوگوں کی عمر لمبی ہوتی ہے اور بعضوں کی چھوٹی اسکا حساب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے جو کچھ ہوتا ہے اوسیکے
موافق ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس نے آیتہ کے اس ٹکڑے کی بھی تفسیر کی ہے جو بیان کی گئی،،

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا
اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا پیاس بجھا پینے میں رچتا اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے کھاتے ہو گوشت
وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝
تازہ اور نکالتے ہو گہنا جسکو پہنتے ہو اور تو دیکھے جہاز اسمیں چلتے ہیں پہاڑتے تا تلاش کرو اسکے فضل سے اور شاید تم حق مانو

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آدم اور اولاد آدم کو کیونکر پیدا کیا اس آیتہ میں قدرت کی یہ نشانی بیان فرمائی
کہ زمین کے اوپر اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے دریا پیدا کئے ہیں ایک دریا تو شیریں ہے پیاس کو بجھاتا ہے اور دوسرا دریا نہایت
کھاری کڑوا ہے جو حلق کو جلا دیتا ہے اسیطرح زمین کے اندر کا حال ہے کہ کھودنے سے کہیں میٹھا پانی نکلتا ہے کہیں
کھاری لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان دونوں کے بیچ میں آڑ رکھدی ہے چنانچہ اسکا ذکر سورۃ الفرقان میں گذرا
پھر فرمایا کہ تم دونوں دریاؤں میں سے کھاتے ہو تازہ گوشت اس سے مقصود مچھلی ہے اور نکالتے ہو زیور جسے تم پہنتے ہو زیور
مراد اس سے موتی اور مونگا ہے، صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایتہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو لباس وغیرہ میں عورتوں کی مشابہت کو پسند کرتے ہیں اکثر علما نے اس حدیث اور
اس قسم کی اور حدیثوں کو آیتہ کے ٹکڑے وتستخرجون حلیة تلبسونها کی تفسیر قرار دیکر یہ کہا ہے کہ مرد کو نرے جواہر کا پہننا وہیں
تک جائز ہے جسمیں عورتوں کی مشابہت نہ پیدا ہو اب آگے فرمایا کہ سمندر میں جہاز چلتے ہیں اور چھوٹے دریاؤں میں کشتیاں
چلتی ہیں جنمیں تجارت کا مال اودہر سے اودہر جاکر بکتا ہے جسکے سبب سے لوگوں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے، مجاہد کا قول ہے
کہ اللہ کا فضل تلاش کرنے سے مطلب تجارت ہے دریا کے سفر میں اگرچہ سلف کا اختلاف ہے لیکن اس قسم کی آیتوں سے
ام حرام کی صحیح بخاری کی حدیث سے اکثر سلف کے نزدیک مرد عورت سب کے لئے ضرورت کے وقت دریا کا سفر
جائز ہے، یہ ام حرام کی روایتہ وہی ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے کچھ لوگوں کو خواب میں
دریا کا سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تاریخ بخاری میں معتبر سند سے بعضی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے موسم
میں دریا کا سفر خلاف احتیاط ہے امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب میں عورتوں کے لئے دریا کی سفر کی جو منا ہی ہے
اوسکو اور علما نے تسلیم نہیں کیا، اوپر گذر چکا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسیکو شریک

منزل ۵

بخرے مشرکین مکہ کا عمل اسکے برخلاف تہا اسواسطے آخر آیتہ میں شکر کا ذکر فرماکر مشرکین مکہ کو قائل کیا ہے کہ یہ لوگ بڑے ناشکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اوٹہاتے ہیں اور بتوں کو اپنا معبود ٹہراتے ہیں ۱۱

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَٰلِكُمُ اللَّهُ

رات پیٹہاتا ہے دن میں اور دن پیٹہاتا ہے رات میں اور کام لگایا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹہیرے وعدہ پر یہ اللہ ہے

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا

تمہارا رب اوسیکے لئے بادشاہی ہے اور جنکو تم پکارتے ہو اوسکے سوائے مالک نہیں ایک چہلکے کے اگر تم اونکو پکارو سنیں نہیں تمہاری

دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ

پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور دن قیامت کے منکر ہونگے تمہارے شریک ٹہیرانے سے اور کوئی نہ بتاویگا تجکو

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ

جیسا بتاوے خبر رکہنے والا لوگو تم ہو محتاج اللہ کیطرف اور اللہ وہی ہے بے پروا خوبیوں سراہا اگر چاہے تمکو لیجاوے اور لے آوے

بِخَلْقٍ جَدِيدٍ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ

ایک نئی خلقت اور یہ اللہ پر مشکل نہیں

یہ ایک اور قدرت کی نشانی بیان فرمائی کہ گرمی کے موسم میں رات کا کچہہ حصہ دن میں ملایا جاکر دن کو بڑا کر دیا جاتا ہے اور جاڑے کے موسم میں اسیطرح رات کو بڑھا دیا جاتا ہے پہر فرمایا سورج اور چاند کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے نفع کے لئے کام میں لگا رکہا ہے کہ ہر ایک چلتا ہے مقدار معین کے ساتہہ مدت مقرر تک پہر فرمایا یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا جسنے یہ سارے کام کئے ہیں اوسکے واسطے بادشاہت ہے اوسکے سوا کوئی معبود نہیں اور جنکو تم اوس کے سوا پوجتے ہو وہ مالک نہیں ایک قطمیر کے قطمیر چہلکے کو کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ قطمیر وہ چہلکا ہے جو کہجور کی گٹہلی پر ہوتا ہے پہر فرمایا کہ اگر تم اونکو پکارو تو نہ سنیں وہ تمہارا پکارنا اسلئے کہ وہ تو پتہر ہیں جنمیں جان نہیں ہے اور اگر سنیں تو جو کچہہ تم اون سے مانگتے ہو وہ اوسمیں سے کسی چیز پر قدرت نہیں رکہتے جو تمکو دیں، قیامت کے دن وہ منکر ہونگے تمہارے شریک ٹہرانے اور تم سے بیزار ہونگے جن فرشتوں اور نیک لوگوں کی مورتوں کو یہ مشرک لوگ پوجتے ہیں اون فرشتوں اور نیک لوگوں کی قیامت کے دن کی بیزاری کا حال سورہ یونس اور سورۃ سبا میں گذر چکا ہے یا یہ قیامت کے دن کا حال سوا اللہ تعالیٰ کے کسیکو معلوم نہیں اسیواسطے فرمایا کہ سوا اللہ کے اور کوئی اس حال کو نہیں بتلا سکتا، اور طرح طرح کی قدرت کی نشانیوں کا ذکر فرماکر آگے فرمایا اے لوگو تم اپنی ضرورتوں میں ہر ایک چیز میں اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تمہاری عبادت کا محتاج نہیں ہے تمہاری ہی عقبے کی بہبودی کے لئے تمکو شرک سے بچنے کا حکم دیا جاتا ہے اور اوپر جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا اونکے پیدا کرنے میں کوئی اللہ کا شریک نہیں اسلئے تعریف کے قابل بھی وہی وحدہٗ لاشریک ہے پہر فرمایا اس فہمائش کے بعد بھی اگر

تم لوگ نہ مانوگے تو اللہ کی قدرت سے یہ بات کچھ بعید نہیں کہ وہ تمکو ہلاک کر کے تمہاری جگہ کسی فرمانبردار مخلوقات کو پیدا کردیوے ، سورہ تبت کی تفسیر میں آویگا کہ ابولہب کو اللہ تعالی نے طاعون کے بلا میں پکڑکر ہلاک کردیا کہ تین دن تک اوسکی لاش بغیر دفن کے پڑی رہی ، بعد اسکے ابولہب کے دونو بیٹوں عتبہ اور معتبہ کو احکام دین کا فرمانبردار بنادیا ، نافرمانبرداروں کو ہلاک کر کے اونکی جگہ فرمانبرداروں کو پیدا کردینے کا ذکر جو آخر کی آیتہ میں ہے اوسکا مطلب ابولہب اور اوسکے دونو بیٹوں کے حال سے اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسےؓ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذرچکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالی کی بہت بڑی بردباری ہے کہ لوگ شرک کرتے ہیں اور وہ اونکی صحت اور خوشحالی کے انتظام کو قایم رکھتا ہے ، نافرمان لوگوں کے جلدی ہلاک نہ ہونے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے ؛؛

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ

اور نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانیوالا بوجھہ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھوں مرتا اپنا بوجھہ بٹانیکو کوئی نہ اوٹھاوے اوسمیں سے کچھا گرچہ ہو

ذَا قُرْبٰی اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰی فَاِنَّمَا

ناتے والا تو تو ڈرسنا دیتا ہے انکو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور کھڑی رکھتے ہیں نماز اور جو کوئی سنوریگا تو یہی

يَتَزَكّٰی لِنَفْسِهٖ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا

کہ سنوریگا اپنے بھلے کو اور اللہ کیطرف ہے پھر جانا اور برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور نہ

النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِی الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ

اُجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور برابر نہیں جیتے اور نہ مردے اللہ سناتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝

جسکو چاہے اور تو نہیں سنانیوالا قبر میں پڑونکو تو تو یہی ہے ڈر کی خبر پہنچانیوالا

ترمذی ابوداؤد نسائی اور بیہقی وغیرہ میں ابی رمثہ کی حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیتہ کی جو تفسیر فرمائی ہے حاصل اوس کا یہ ہے کہ ابی رمثہ کہتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں ایک روز گیا جب آنحضرت پر میری نظر پڑی تو آپ نے میرے باپ سے پوچھا کہ یہ لڑکا تمہارا بیٹا ہے میرے باپ نے جواب دیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ باپ بیٹے کا تعلق دنیا ہی دنیا کا ہے آخرت میں نہ بیٹا باپ کے کچھہ گناہ بٹا سکتا ہے نہ باپ بیٹے کے یہ فرماکر پھر آپ نے یہ آیتہ پڑھی اسیطرح آپکا وہ فرمانا مشہور ہے جو حجۃ الوداع میں آپ نے نصیحت کی طور پر فرمایا تھا جسکی روایتہ مسند امام احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ میں عمرو بن احوص سے ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص گناہ کریگا اوس گناہ کا وبال خود اوسکی جان پر ہے گناہوں کے بٹانے میں آل اولاد کوئی کام نہ آویگا اسی حدیث

کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اس حدیث سے ابورمثہ کی روایتہ کو بھی پوری تقویت ہوجاتی ہے حضرت عبداللہ بن عباس نے اس آیتہ کی تفسیر میں فرمایا قیامت کے روز گناہگار باپ جب گنہگار بیٹے کو دیکھےگا تو اوس سے کہویگا کہ کچھہ بوجہہ میرے گناہوں کا بٹالے بیٹا جواب دیگا میرے ہی گناہ ہونگا بوجہہ مجھکو کافی ہے بعضے مفسرین نے یہاں شبہہ پیدا کیا ہے کہ صحیح حدیثوں کے رو سے رشتہ دار لوگ اپنے رشتہ داروں کی شفاعت قیامت کے دن کریں گے پہر اون حدیثوں میں اور ان حدیثوں میں مطابقت کیونکر ہے حضرت ابوسعید خدری کی صحیحین کی شفاعت کی بہت بڑی حدیث جو ہے اس شبہہ کا جواب خود اوس حدیث کے لفظوں میں موجود ہے کیونکہ اوس حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جب دیندار مسلمانوں کی نجات ہوجاویگی اور وہ اپنے بہائی اور رشتہ کے مسلمان گنہگاروں کو دوزخ میں دیکھینگے تو اون گنہ گاروں کے نماز روزہ کی گواہی اللہ تعالیٰ کے روبرو اداکرکے اللہ تعالیٰ سے اون گنہ گاروںکی شفاعت کرینگے اس سے معلوم ہوگیا کہ کوئی گنہ گار اپنی نجات سے پہلے کسی دوسرے کے کام نہ آویگا اور یہی مطلب اون حدیثوں کا ہے جو اوپر بیان ہوئیں اس صورت میں دونوں قسم کی حدیثوں کا مطلب ایک ہے ایک دوسرے کے کچھہ مخالف نہیں بعضے مفسروں نے آیتہ ولیحملن اثقالہم اور حدیث من سن سیئتہ فعلیہ وزرہا ووزر من عمل بہا کو اس آیتہ کے مضمون کے مخالف ہونیکا شبہہ کیا ہے کیونکہ اس آیتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ایک کا بوجہہ کوئی دوسرا نہ اوٹہاویگا اور اوس آیتہ اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے گنہ گاروں کو دوسروں کا بوجہہ بھی اوٹہانا پڑیگا اس شبہہ کا جواب اوپر گذر چکا ہے کہ جن گنہ گاروں نے خود بھی گنہ کیا اور کوئی برا راستہ نکال کر دوسروں کو بھی گمراہ کیا تو ان دو گناہوں کا الگ الگ وبال اون پر پڑیگا اور یہ دونو گناہ اونکی ذات کے ہیں کسی دوسرے کے نہیں اسواسطے دونوں آیتوں اور حدیث کا مطلب ایک ہے آپس میں کچھہ مخالف نہیں اب قیامت کا نفسا نفسی اور قرابتداروں کا غیر ہوجانیکا حال ذکر فرماکر فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے قیامت کی باتوں کا اور خدا کے سامنے کہڑے ہونیکا جنکو خوف ہے اونکو ہی اللہ کے رسول کی نصیحت کچھہ کارگر ہوتی ہے دنیا کی محبت میں جو لوگ خدا کے سامنے کہڑے ہونے کو اور قیامت کے حساب وکتاب کو بالکل بہول گئے ہیں اونکے دل پر اس نصیحت کا کچھہ اثر نہیں ہوتا پہر اندہے اور آنکہوں والے اور گرمی اور سردی (یعنی دہوپ چہاؤں) اور مردہ اور زندہ کی مثال یہہ سمجہانے کو ذکر فرمائی ہے کہ جسطرح یہہ چیزیں ایک سی نہیں ہیں اسیطرح اللہ اور رسول کے فرمانبردار اور نافرمان بردار ایک سے نہیں ہیں دنیا میں بہی وہ فرقے الگ الگ ہیں اور آخرت میں الگ الگ دوزخ اور جنت میں ہونگے عالم ارواح میں ہی اللہ تعالیٰ نے نیک وبد کو الگ الگ کردیا معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی وغیرہ میں حضرت عبداللہ عمرو بن العاص سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو سب مخلوقات ایک اندہیرے میں تھی پہر اللہ تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا جسنے اوس نور کے اثر کو جھیل لیا وہ دنیا میں نیک ہوا اور جس نے اوس نور کو نہ جھیلا بد ہوا یہہ حدیث انا انت نذیر کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ اے رسول اللہ کے تمہارا کام فقط یہہ ہے کہ ہر ایک کو عذاب الٰہی سے ڈرادو

انزلہ

پہر جو لوگ عالم ارواح میں نور ہدایت کا حصہ پا چکے ہیں وہ تمہاری ڈرانے سے راہ راست پر آجاویں گے اور جو لوگ وہاں اوس
نور سے بے بہرہ رہے ہیں یا وہ علم الٰہی میں بدقرار پا چکے ہیں اونکا راہ راست پر آجانا تمہارے اختیار سے باہر ہے،،

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ
ہمنے بہیجا تجکو سچا دین دیکر خوشی اور ڈر سناتا اور کوئی فرقہ نہیں جسمیں نہیں ہوچکا کوئی ڈرانیوالا اور اگر وہ تجکو جھٹلادیں

فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ
تو آگے جھٹلا چکے ہیں اونسے اگلے پہنچے اون پاس رسول اونکے لیکر کہلی باتیں اور ورق اور چمکتی کتاب

الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾
پہر پکڑا مینے منکروں کو تو کیسا ہوا انکار میرا

ع ٣ ١٢ ١٥

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا اور اور انبیا کے ذکر میں فقط ڈرانے والا اسواسطے
فرمایا کہ صاحب شریعت انبیا کی ابتدا حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت شعیب بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ
تک ڈرانے کے طور پر جو کچھہ انبیا نے اپنی امتوں سے کہا تھا اوسیکا ظہور زیادہ ہوتا رہا یہہ سب عام امتیں عذاب الٰہی سے
ہلاک ہوتی رہیں اور بہت تہوڑے لوگ اونہیں سے راہ راست پر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اکثر لوگ مسلمان
ہوگئے اور تہوڑے نافرمانی سے غارت ہوئے اسلئے آپکے ذکر میں آپکی دونوں صفتوں کا ذکر فرماکر اللہ تعالیٰ نے آپکی تسکین فرمادی
ہے کہ آپکی امت کا انجام اور امتوں کی بہ نسبت اچھا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی صحیحین کی حدیث میں آپ نے خود فرمایا ہے
کہ مجھکو اللہ کی ذات سے توقع ہے کہ بہ نسبت اور انبیا کے امتوں کے میری امت کے فرمانبردار لوگوں کی تعداد قیامت کے دن
زیادہ ہوگی اس آیتہ میں یہہ فرمایا ہے کہ ہر ایک زمانہ کی امت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نصیحت کرنے والا اور ڈرانے والا
نبی گذرا ہے اسمیں بعضے مفسروں نے یہہ شبہہ پیدا کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین
ایک زمانہ ایسا گذرا ہے جسمیں کوئی نبی نہیں گذرا اسکا جواب اور مفسروں نے یہہ دیا ہے کہ کچھہ زمانہ تک تو حضرت عیسےٰ کے
بعد حضرت عیسےٰ کی نصیحت کا اثر دنیا میں باقی رہا پہر جب لوگوں نے اوس نصیحت میں فتور ڈالنا شروع کیا تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو گئے اور آپکی نبوت کا زمانہ قیامت تک رہے گا غرض حضرت نوح کے
زمانہ سے لیکر قیامت تک کوئی زمانہ نبوت کے اثر سے خالی نہیں ہے اس جواب پر پہر بعضے مفسروں نے یہہ اعتراض
کیا ہے کہ اس صورت میں حضرت عیسےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کے زمانہ کے لوگ قابل عذاب
ٹہرتے ہیں حالانکہ آیتہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کی رو سے ایسے لوگ عذاب کے قابل نہیں ٹہرتے اسکا جواب
یہہ ہے کہ مشرکین کی نابالغ اولاد اور مجنوں اور بہرہ شخص اور ایسے شخص کے باب میں جسکو رسول وقت کی نصیحت
نہیں پہونچی بہت قدیم زمانہ سے علما کا اختلاف ہے کہ اسطرح کے لوگوں کو نافرمانی شریعت کا عذاب ہوگا یا یہہ لوگ

منزل ۵

عذاب سے بالکل بری ہیں صحیح مذہب اس اختلاف میں وہی ہے جسکو بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں امتحان کا مذہب ٹھہرا کر
صحیح قرار دیا ہے مسند امام احمد مسند بزار طبرانی وغیرہ میں اس امتحان کی تفصیل چند روایتوں میں جو آئی ہے اوسکا حاصل
یہ ہے کہ ایسے لوگونکو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ امتحان کے طور پر ایک آگ میں کود پڑنے کا حکم دیگا جو لوگ اوس
آگ میں گر پڑیں گے وہ جنتی قرار پاویں گے اور جو اوس آگ میں گرنے سے انکار کریں گے اونکو اللہ تعالیٰ فرماویگا
کہ اگر اللہ کے رسولونکی نصیحت سننے کا موقع ان لوگوں کو ملتا بھی تو علم الٰہی ازلی کے موافق یہ لوگ ضرور نافرمانی کرتے
یہ فرما کر اون لوگوں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیگا ان روایتوں میں اکثر روایتیں صحیح ہیں لیکن بعضے علماء نے ان
روایتوں پر یہ اعتراض کیا ہے کہ عقبےٰ مقام امتحان کا نہیں ہے بلکہ مقام جزا ہے وہاں امتحان کیسا حافظ ابن کثیر
اور حافظ ابن حجر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کے بعد عقبےٰ
میں امتحان نہیں ہے اس سے پہلے حساب و کتاب بلپصراط موحدوں اور منافقوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہونا اور منافقوں
کا سجدہ نکر سکنا یہ سب کچھ امتحان نہیں تو کیا ہے، اب آگے اپنے رسول کی تسکین کے لئے فرمایا اے رسول اللہ کے
اگر مشرکین مکہ میں کے کچھ لوگ تمہارے جھٹلانے سے باز نہ آویں تو یہ بات کچھ نئی نہیں ہے ان سے پہلی امتیں بھی اپنے
رسولوں کو جھٹلا کر طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو چکی ہیں اگر یہ لوگ اونکے قدم بقدم چلیں گے تو بھی انجام اونکا ہوگا
اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے مشرکین مکہ کے بڑے بڑے جھٹلانے والوں کا جو انجام بدر کی لڑائی کے وقت صحیح بخاری
ومسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے
اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی
لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو تم لوگوں نے سچا پا لیا؛

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ
تونے نہ دیکھا کہ اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی پھر ہمنے نکالے اُس سے میوے طرح طرح اُنکے رنگ اور پہاڑوں میں
جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ
گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ طرح طرح اُنکے رنگ اور بھجنگ کالے اور آدمیوں میں اور کیڑوں میں اور چوپایوں
مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ
میں کئی رنگ کے ہیں اسیطرح اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اُسکے بندوں میں جنکو سمجھ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا

منزل ۵

یہ ایک اور نشانی قدرت کی بیان فرمائی کہ ایک ہی پانی کے اثر سے سب میوے پیدا ہوتے ہیں لیکن جس میوہ کا رنگ اللہ
تعالیٰ نے سرخ ٹھہرا دیا ہے اوسکو پانی اپنے اثر سے سبز نہیں کر سکتا اور سبز سرخ نہیں ہو سکتا اسیطرح پہاڑوں کو بھی اللہ
تعالیٰ نے رنگ برنگ کا پیدا کیا ہے اور اونمیں رنگ برنگ کی گھاٹیاں رکھی ہیں یہی حال انسان چارپایوں اور کیڑے

پتنگوں کا سے پھیر فرمایا، اللہ تعالیٰ کی ان قدرتوں کو دیکھہ کر وہی لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جو یہہ جانتے ہیں کہ جسمیں یہہ سب قدرتیں ہیں وہ نافرمان لوگوں کی گرفت کر لینے میں بڑا زبردست ہے اور فرمانبرداروں کے گناہوں کے بخشدینے میں بڑا غفور رحیم ہے ایک رنگ کی چیز پر دوسرے رنگ کے کچھہ خط پڑے ہوئے ہوں تو اونکو جدد کہتے ہیں اسیواسطے اکثر سلف نے جدد کے معنے پہاڑ کے گہاٹیوں کے کئے ہیں جسکا مطلب یہہ ہے کہ اوسکی قدرت سے پہاڑوں کا رنگ کچھہ اور کسی[2] اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں سے انسان اللہ تعالیٰ کو تو عقل سے پہچان سکتا ہے لیکن اوسکی مرضی نامرضی کے کام بغیر شریعت کے معلوم نہیں ہو سکتے اسیواسطے قرآن شریف میں قدرت کی نشانیوں کا اور احکام شریعت کا ساتہہ ساتہہ تذکرہ فرمایا گیا ہے، تبارک الذی میں آویگا کہ جب قیامت کے دن لوگونکی جماعتوں کی جماعتیں دوزخ میں ڈالی جاوینگی تو دوزخ کے داروغہ فرشتے اون لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا اللہ کے رسولوں نے تم کو آج کے دن کی آفت سے نہیں ڈرایا وہ لوگ جواب دیوینگے لوکنا نسمع ونعقل ماکنا فی اصحاب السعیر، اسکا مطلب یہی ہے کہ اگر ہم انبیا کی نصیحت کو کانوں سے سنتے اور قدرت کی نشانیوں کے سمجھنے میں عقل سے کام لیتے تو آج اس آفت میں گرفتار نہ ہوتے، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہ نسبت امت کے لوگوں کے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں،، یہہ حدیث انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ انبیا کا علم دین امت کے لوگوں سے بڑا ہوا ہوتا ہے اسلیئے اونکے دل میں اللہ کا خوف بھی امت کے لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے اب امت کے لوگوں میں سے علم دین میں جیسا جسکا مرتبہ ہوگا اوسکے دل میں اوتنا ہی اللہ کا خوف ہوگا صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں زید بن ارقم سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے (۱) وہ علم جس سے دین کا کچھہ نفع نہو (۲) وہ دل جسمیں اللہ کا خوف نہو (۳) آدمی کے دل کی وہ حرص جو کبھی پوری نہو (۴) وہ دعا جو قبول نہو،، اس حدیث سے معلوم ہوا جس عالم کے دل میں اللہ کا خوف نہیں اوسکا علم کسی کام کا نہیں،،

(۲) اور کسی کا ... بعضوں کا رنگ ...

منزل ۵

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَٰبَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

جو لوگ پڑہتے ہیں کتاب اللہ کی اور سیدہی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں کچھہ ہمارا دیا چھپے اور کہلے

يَرْجُونَ تِجَٰرَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ غَفُورٌ

امیدوار ہیں ایک بیوپار کے جو کبھی نہ ٹوٹے تا پورے دے اونکو نیگ اونکے اور بڑہتی دے اپنے فضل سے تحقیق وہی ہے بخشنے

شَكُورٌ ۝ وَالَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ

والا قبول کرتا اور جو ہمنے تجہپر اوتاری کتاب وہی ٹہیک ہے سچا کرتے آپ سے اگلے کو مقرر

اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

اللہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا پھر ہمنے وارث کئے کتاب کے وہ جو چنے ہمنے اپنے بندوں میں سے

اوپر قرآن کے پابند علما کا ذکر فرماکر ان آیتوں میں فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور جو کچھ اوسمیں ہے اوسپر ایمان لاتے ہیں اور عمل کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اوس چیز میں سے کہ دی ہمنے اونکو چھپی اور کھلی امید رکھتے ہیں ایک سوداگری کی جو کبھی نہ ٹوٹے اور نہ ہلاک ہو مطلب یہ کہ ثواب کی امید رکھتے ہیں اللہ سے اور وہ ضرور اونکو ملے گا جیسا کہ فرمایا لیوفیہم اجورہم تاکہ پورا کر دے اونکو ثواب اونکے کاموں کا اور بڑھائیگا اللہ اوس ثواب کو اپنے فضل سے بیشک وہ بخشنے والا ہے اونکے گناہ اور قدر دانی کرنے والا ہے اونکے تھوڑے عملوں کی پھر فرمایا یہ قرآن برحق کلام الٰہی ہے اسیواسطے یہ تصدیق کرتا ہے اون کتابوں کی جو آگے اوس سے ہیں جیسے توریت اور انجیل وغیرہ اور یہ پہلی کتابوں کی تصدیق قرآن میں ایسی ہی ہے جسطرح پہلی کتابیں قرآن کی بزرگی پر اور اوسکے خدا کی طرف سے اوتارے جانے پر گواہی دیتی ہیں بلاشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال کی خوب خبر رکھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کون مستحق فضیلت کا ہے تمام رسولونکو اوس نے سارے آدمیوں پر فضیلت دی ہے اور نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے زیادہ کیا ہے پھر فرمایا پہلی کتابوں کی صداقت جبکہ اس قرآن میں ہے تو اس قرآن کے ذریعہ سے اون پہلے کتابوں کا ہم نے اون لوگوں کو وارث بنایا جنکو چن لیا ہمنے اپنے بندوں میں سے کہ وہ قایم رکھنے والے ہیں اوسکے حکموں کو مراد اونسے یہ امت محمدیہ ہے، قرآن شریف میں جو حکم پہلی کتابوں کے علاوہ ہیں وہ وراثت کے طور پر کسی پہلی امت سے امت محمدیہ کو نہیں پہنچے بلکہ پہلی کتابوں کے جو حکم قرآن شریف میں ہیں اون ہی کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کے ذریعہ سے پہلے کتابوں کے یہ حکم امت محمدیہ کو وراثت کے طور پر پہونچے ہیں اسواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے ثم اورثنا الکتاب کی اس تفسیر کو ترجیح دی ہے جو اوپر بیان کی گئی مثلاً توراۃ کے حصہ احبار کے اٹھارویں باب میں حکم ہے کہ ساتھ کے ساتھ دو بہنوں سے نکاح حرام ہے یہی حکم قرآن میں ہے چنانچہ سورۃ النساء میں گذر چکا، صحیح بخاری اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ص کا سجدہ کیا اور فرمایا کہ داؤد علیہ السلام نے اپنی توبہ کے قبول ہونے کے شکریہ میں یہ سجدہ کیا تھا اسلئے ہم بھی یہ سجدہ کرتے ہیں، اسی قسم کے مسائل ہیں جو امت محمدیہ میں پہلی شریعتوں سے وراثت کے طور پر قرآن شریف اور حدیث میں ہیں۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ

پھر کوئی انمیں برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی انمیں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی انمیں ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی

بعض مفسرین نے سورۃ واقعہ میں جو اہل محشر کی تقسیم ہے اوس تقسیم کو اور اس آیۃ کی تقسیم کو ایک قرار دیا ہے اور اپنی جان پر ظلم کرنے والوں سے مراد کافر اور منافق لوگ لئے ہیں مگر یہ تفسیر قرآن شریف کی عبارت کے مخالف ہے کیونکہ اللہ

منزل ۵

تعالی نے تینوں قسم کے لوگوں کا ذکر فرما کر انکے جنت میں داخل ہونیکا ذکر فرمایا ہے اور اوسکے بعد اہل دوزخ کا ذکر جدا فرمایا ہے پھر جن لوگوں کا ذکر اللہ تعالی نے اہل جنت کے ساتھ فرمایا ہے وہ لوگ کافر اور منافق کیونکر قرار دئے جاسکتے ہیں اگرچہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے بھی ایک روایتہ اس تفسیر کی تائید میں بعضے مفسروں نے ذکر کی ہے لیکن وہ روایتہ اوس روایتہ کے مخالف ہے جسکو علی بن طلحہ نے حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے روایتہ کیا ہے اور سیہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے جسقدر روایتیں تفسیر کے باب میں ہیں اونمیں علی بن طلحہ کی سند سب سے بڑھکر ہے امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں اس سند کو کئی جگہ اختیار کیا ہے پھر اور کوئی سند اس سند کے کیونکر برابر ہوسکتی ہے صحیح بخاری حدیث اور تفسیر کی اور کتابوں پر اسی سبب سے مقدم ہے کہ صحیح بخاری کی سند اور کتابوں سے اچھی ہے یہی قاعدہ علی بن طلحہ کا اس روایتہ میں اور اور روایتوں میں برتا جاویگا غرض علی بن طلحہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے جو روایتہ کی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والوں سے مرادؑ وہ گنہگار اہل اسلام ہیں جو آخر کو جنت میں داخل ہونگے اور مسند امام احمد میں حضرت ابو درداؓ سے جو روایتہ ہے اوسمیں خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیتہ کی تفسیر فرمادی ہے کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والوں سے وہ گنہگار اہل اسلام مراد ہیں جو اپنے گناہوں کے سبب سے میدان حشر میں دیر تک روکے جاویں گے پھر اللہ تعالی اون پر رحم فرما کر اونکو جنت میں داخل کریگا اور اسی مضمون کی اور حدیثیں بھی اس آیتہ کی تفسیر میں ہیں جس سے بڑی قوت اس تفسیر کو حاصل ہوتی ہے اسیواسطے براءؓ بن عازب قسم کھا کر اس تفسیر کو بیان کیا کرتے تھے اور اسیواسطے جمہور مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے تفسیر ابن جریر وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت عبد اللہؓ بن عباس کو اس آیتہ کی تفسیر میں شبہ تھا اسی شبہ کے سبب سے اونہوں نے اس آیتہ کی تفسیر ایک روز کعب سے پوچھی جب کعب احبار نے حضرت عبد اللہؓ بن عباس کو سمجھایا کہ اللہ تعالی نے اس آیتہ میں اپنی جان پر ظلم کرنے والا جن لوگوں کو فرمایا ہے ان لوگوں کے علاوہ اہل دوزخ کا ذکر جدا فرمایا ہے اسواسطے اس آیتہ میں جن لوگوں کو اپنی جان پر ظلم کرنے والا فرمایا ہے ضرور وہ گنہگار اہل اسلام ہیں جو آخر کو جنت میں داخل ہونگے یہ بات جب حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کعب سے سنی تو پھر کعب سے زیادہ کچھ بحث نہیں کی اور کعب کی اس بات کو مان لیا اسیواسطے اس آیتہ کی تفسیر میں حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے دو روایتیں مشہور ہیں اور یہ اوپر گذر چکا ہے کہ ان دونوں روایتوں میں ایک روایتہ علی بن طلحہ کی ہے جو نہایت معتبر اور سب روایتوں سے زیادہ صحیح ہے اور حدیث نبوی سے بھی اس روایتہ کی تائید ہوتی ہے مسند امام احمد کی ابو درداؓ کی روایتہ میں یہ جو شبہ ہے کہ یہ روایتہ مرسل ہے کیونکہ علی بن عبد اللہ الازدی تابعی نے اس حدیث کو ابو درداؓ صحابی سے نہیں سنا ہے یہ شبہ یوں رفع ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کو علی بن عبد اللہ الازدی نے ایمن بن ثابت ابو ثابت سے بھی روایتہ کیا ہے اور ابو ثابت کا مسجد دمشق میں ابو درداؓ صحابی سے ملنا اور اس حدیث کا سنا ابن جریر کی صحیح روایتہ سے ثابت ہوتا ہے اس صورت

متولہ

لیکن یہ حدیث مرسل نہیں کہا جا سکتا ہے کیونکہ کسی حدیث کو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایۃ کرے تو وہ روایۃ مرسل کہلاتی ہے [illegible] اس روایۃ میں جبکہ ابو درداء صحابی کا واسطہ موجود ہے تو پھر یہ روایۃ مرسل کیونکر ہو سکتی ہے علاوہ اسکے مسند [illegible] ترمذی بیہقی وغیرہ میں معتبر سند سے ابو سعید خدری کی اسی مضمون کی روایۃ موجود ہے جس سے علی بن عبد اللہ [illegible] کی روایۃ کو تقویۃ ہو جاتی ہے اور اس طرح کی تقویۃ کے بعد مرسل روایۃ کے مقبول ہونے میں علما کا کچھ اختلاف نہیں رہتا " ابو درداء کی حدیث کے موافق آیۃ کے اس ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ اس امت کے گنہگار لوگ دیر تک میدان محشر میں روکے جا کر پھر جنت میں جا دیں گے بیچ کی چال والوں کا حساب جلدی سے ہو کر اور نیک کاموں میں سبقت اور ترقی کرنے والے بلا حساب جنت میں چلے جاویں گے اسی کو بڑی بزرگی فرمایا ہے "

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا
باغ ہیں بسنے کے جنمیں جا دینگے وہاں گہنا پہنایا گیا انکو کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک وہاں

حَرِیْرٌ ۞ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۞ الَّذِیْۤ
ریشمی ہے اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہمسے غم بیشک ہمارا رب بخشتا ہے قبول کرتا جسنے اتارا

اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۞
ہمکو رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہونچے اسمیں ہمکو مشقت اور نہ پہونچے ہمکو اسمیں تھکنا

جنکو اللہ تعالی نے قرآن شریف کا وارث کیا یہ اونکا حال ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ کے فضل سے جنت میں داخل ہونگے اور اونکو سونے اور موتی کے کنگن اور ریشمی کپڑے پہنائے جاوینگے اسیواسطے دنیا میں مردوں پر یہ دونو چیزیں حرام ہیں چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے ہاتھ میں ریشمی کپڑا لیکر یہ فرمایا کہ میری امت کے مردوں پر دنیا میں یہ دونو چیزیں حرام ہیں " صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا اوسکو جنت میں ریشمی لباس نہ ملے گا صحیح بخاری و مسلم میں اسی مضمون کی روایۃ انس بن مالک سے بھی ہے صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار انگل [illegible] ریشمی کپڑے کی گوٹ وغیرہ مرد کو جائز ہے ریشم اور اون وغیرہ کو ملا کر جو کپڑا بنا جاوے اوسکا استعمال صحابہ نے جائز رکھا ہے " صحیح بخاری وغیرہ میں ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کی مردوں کو ممانعت فرمائی ہے " صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہؓ سے روایۃ ہے جسمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی بھی اسلئے دنیا میں ممانعت ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسی اشعری سے جو روایۃ ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کھانے پینے کے برتن سونے چاندی کے ہونگے " دنیا میں آدمی کو معیشت کا جانی اور مالی نقصانات کا

خاتمہ بخیر ہونے کا اور عبادت کے قبول ہونے کا اسیطرح طرح طرح کا فکر و غم تھا جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ سب غم جاتے رہیں گے اسیلئے جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے اور کہویں گے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے کہ اوس نے ہمارے گناہ معاف کر دئے اور وہ بڑا قدردان ہے کہ اوسنے ہماری تہوڑی سی عبادت کے بدلہ میں ہم کو جنت جیسا مقام عنایت فرمایا کہ جہاں بے محنت اور مشقت کے ہم ہمیشہ رہیں گے،، صحیح بخاری مسلم ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ کی روایتیں گذر چکی ہیں کہ جنتیوں کے جنت میں داخل ہوتے ہی فرشتے پکار پکار کر یہ کہویں گے اے جنتیو اب تم ہمیشہ تندرست رہوگے کبھی تمکو کوئی بیماری نہ ہوگی ہمیشہ زندہ رہوگے کبھی موت نہ آویگی موت تو ذبح ہوگئی کیونکہ موت کو ذبح کر دیا گیا ہمیشہ جوان رہوگے کبھی بڈھے نہوگے ہمیشہ خوش حال رہوگے کبھی کوئی رنج و غم پاس نہ آویگا فرشتوں سے یہ خوشی کی باتیں سنکر جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کا وہ شکریہ ادا کریں گے جسکا ذکر آخر آیۃ میں ہے،،

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا

اور جو منکر ہیں انکو ہے آگ دوزخ کی نہ انپر تقدیر پہنچے کہ مر جاویں اور نہ انپر ہلکی ہوتی ہے وہاں کی کچھہ آفت یہ سزا

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ

دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو اور وہ چلاتے ہیں اسمیں اے رب ہمکو نکال کہ ہم کچھہ بھلا کام کریں وہ نہیں جو کرتے تھے

فرمانبردار لوگوں کے انجام کے ذکر کے بعد یہ نافرمان لوگوں کے انجام کا ذکر فرمایا کہ اونکا انجام ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں جلنا ہے دنیا کی آگ کا ایک انگارہ اگر انسان کے جسم پر رکھا جاوے تو اوسکی برداشت اوسسے نہیں ہوسکتی دوزخ کی آگ تو وہ آگ ہے جسمیں دنیا کی آگ سے اونہتر حصے تیزی زیادہ ہے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث اس باب میں ایک جگہ گذر چکی ہے،، دنیا کی تکلیف سے دو طرح چھٹکارا ہو جاتا ہے یا تو آدمی تکلیف کی سختی سے مر جاتا ہے جس سے تکلیف کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا رفتہ رفتہ تکلیف کچھہ کم ہو جاتی ہے دوزخ میں یہ دونوں باتیں نہ ہونگی تکلیف تو ایسی ہوگی کہ چاروں طرف موت نظر آویگی چنانچہ اسکا ذکر سورہ ابراہیم میں گذر چکا ہے اور صحیح بخاری ومسلم وغیرہ کے حوالہ سے ابوسعید خدریؓ کی یہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ موت کو وہاں ذبح کر دیا جاویگا اسیلئے موت کے آنے کا موقع بھی باقی نہ رہے گا،، صحیح مسلم ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر ظلم کو حرام کر لیا ہے اسیلئے فرمایا کہ ان لوگوں کو جو کچھہ سزا دیجاویگی وہ انکے اوس ناشکری کے عوض دیجاویگی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اور انکی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا لیکن اون لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کچھہ قدر نہ کی اور ناشکری سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عبادت میں اوروں کو شریک کیا ترمذی میں ابوالدرداءؓ سے اور مستدرک حاکم وطبرانی میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو معتبر روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ لوگ دوزخ سے نکالے جانے کی خواہش اور آئندہ نیک عمل کرنے کا اقرار کریں گے اور چلاویں گے تو مدت تک تو اونکو کچھہ جواب نہ ملیگا پھر ایک

منزل ۵

مدت کے بعد انکو کتے کی طرح دھتکار دیا جاویگا کیونکہ علم الٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ اگر ان لوگوں کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جاوے تو یہ لوگ ہرگز نیک عمل نہ کریں گے چنانچہ اسکا ذکر سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے علم الٰہی کے موافق ان لوگوں کو وہ اقرار جھوٹا ٹھہرچکا اسلئے انکی یہ خواہش منظور نہ ہوگی ۔۔

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ

کیا ہمنے عمر نہ دی تھی تمکو جتنے میں سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور پہنچا تمکو ڈر سنانیوالا اب چکھو کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار

اسمیں سلف کا اختلاف ہے کہ آیۃ کے اس ٹکڑے میں عمر کی کسقدر مدت مقصود ہے جس مدت میں نصیحت پکڑنے والا آدمی نصیحت پکڑ سکے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ عذر پیش نکرے کہ دنیا میں اسکو کم عمری کے سبب سے نصیحت کے قبول کرنے کا موقع نہیں ملا یہ تو ایک ظاہر بات ہے کہ دنیا میں اللہ کے رسول محض اس غرض سے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر طرح کا حکم جو مرضی الٰہی کے موافق ہو وہ لوگوں کو سمجھا دیویں اسیواسطے جن مفسروں نے بغیر سند کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آیۃ کی تفسیر کی ہے وہ توکسیطرح مقبول ہونے کے قابل نہیں ہے کیونکہ قرآن شریف کی کسی آیۃ کا وہ مطلب صحیح نہیں ہوسکتا جسکی سند قرآن کا مطلب سمجھانے والے تک نہ پہنچے اسیطرح جن مفسروں نے اپنے نزدیک کسی حدیث کے مضمون کے موافق اس آیۃ کی تفسیر کی ہے اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے تو وہ تفسیر بھی قبول ہونے کے لائق نہیں اسواسطے کہ جس کلام کا سند صحیح سے کلام رسول ہونا نہ ثابت ہوجاوے اوس کلام سے مراد الٰہی کیونکر ثابت کی جاسکتی ہے ایسے چند حدیثوں کے مضمون کے موافق مفسروں کے چار قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ آیۃ میں ساٹھہ برس کی عمر مراد الٰہی ہے یہی قول بہت صحیح ہے کیونکہ اس قول کی تائید صحیح بخاری کی حضرت ابوہریرہؓ کی روایۃ سے ہوتی ہے جس روایۃ کا حاصل یہ ہے کہ ساٹھہ برس کی عمر ہونے کے بعد کسی کا کم عمری کا عذر خدا تعالیٰ کے روبرو قبول نہوگا اگرچہ حافظ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ چالیس برس کی عمر کی روایۃ صحیح ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حافظ ابن جریر کا یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح بخاری کی کتاب الرقاق میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایۃ ساٹھہ برس کی جبکہ موجود ہے تو صحیح بخاری سے بڑھکر کونسی صحیح روایۃ کی پھر ضرورت باقی ہے دوسرا قول چھیالیس برس کی عمر کا ہے اسکی روایۃ تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے مگر اسمیں ایک راوی ابن خثیم ضعیف ہے تیسرا قول ستر برس کا تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے ہے اسمیں بھی ایک راوی یحییٰ بن میمون ضعیف ہے چوتھا قول چالیس برس کی عمر کا تفسیر ابن جریر وغیرہ میں ہے یہ روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس کی ہے لیکن دوسری روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس کی ساٹھہ برس کی بھی تفسیر سفیان ثوری وغیرہ میں موجود ہے اور یہی دوسری روایۃ عبداللہ بن عباس کی ابوہریرہؓ کی صحیح بخاری کی حدیث کے موافق ہے اسواسطے حضرت عبداللہ بن عباس کی اسی روایۃ کو حافظ ابن کثیر اور اور مفسروں نے صحیح قرار دیا ہے ۔۔ اسقدر عمر خدا کے پہچاننے اور دین کی باتیں سمجھنے اور نیک عمل کرنے کے لئے کافی تھی اسیواسطے امت محمدیہ کی عمر ساٹھہ اور

ستر برس کے مابین میں قرار پائی ہے شاذ و نادر آدمی ہیں جنکی عمر اس سے زیادہ ہوتی ہے چنانچہ معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگوں کی عمر ساٹھ اور ستر برس کے مابین میں ہے بہت کم لوگ ہیں جنکی عمر اس سے زیادہ ہوگی اسیواسطے علما نے لکھا ہے کہ جو شخص دنیا میں ساٹھ برس کی عمر کو پہونچکر بھی توبہ و استغفار اور عبادت الٰہی میں مصروف نہوا اوسکے حال پر بڑا افسوس ہے کیونکہ ایسے شخص کو قیامت کے روز خدا کے روبرو کسی عذر کا موقع بھی باقی نہیں،، حاصل کلام یہ ہے کہ جب نافرمان لوگ دوزخ سے نکالے جانے کی خواہش اور آیندہ کے لئے نیک عملوں کا اقرار کریں گے تو اونکو کتوں کی طرح دھتکارا جا کر یہ جواب دیا جاویگا کہ تمکو راہ راست پر آنے کے لئے کافی عمر دی گئی اللہ کی مرضی کے کام سمجھانے اور آج کے دن کی آفت سے ڈرانے کے لئے آسمانی کتابیں و دیگر رسول بھیجے گئے مگر تم یہی کہتے رہے کہ اول تو مر کر پھر جینا نہیں اور اگر ایسا ہوا بھی تو جن فرشتوں اور نیک لوگوں کی مورتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچالیویں گے اب یہ تم نے دیکھ لیا کہ وہ فرشتے اور نیک لوگ تم سے بیزار ہوگئے اسلئے اب تم یہ سزا اپنے جرموں کی بھگتو اور کسی مددگار کی مدد کی امید نہ رکھو،،

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

اللہ بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اُسکو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں وہی ہے جسنے کیا تمکو

خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ

قایم مقام زمین میں پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اُسپر پڑے اُسکی ناشکری اور منکروں کو نہ بڑھیگی اُنکے انکار سے اُنکے رب کے آگے مگر بیزاری

وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

اور منکروں کو نہ بڑھیگا اُنکے انکار سے مگر نقصان تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریک جنکو پکارتے ہو اللہ کے سوائے

اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ

دکھاؤ تو مجکو کیا بنایا اُنہوں نے زمین میں یا کچھ اُنکا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہمنے دی ہے اُنکو کوئی کتاب سو یہ

بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿۴۰﴾ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ

سند رکہتے ہیں اُسکی کوئی نہیں پر جو وعدہ بتاتے ہیں گنہگار ایک دوسرے کو سب فریب ہے تحقیق اللہ تھام رہا ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ

آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جاویں

اوپر فرمانبردار اور نافرمان لوگوں کا قیامت کے دن کا انجام کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا اللہ تعالیٰ غیب داں ہے اسلئے اوس نے اپنے علم غیب کے موافق ابھی سے لوگوں کو قیامت کے انجام سے ہوشیار کر دیا اور اوسکو دلوں کا بھید تک معلوم ہے اسواسطے جزا و سزا کے وقت اوس سے دل کا اعتقاد یا ہاتھ پیر کا کام یا مونھ کی بھلی بری بات کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی

منزل ۵

پھر فرمایا پہلے کے نافرمان لوگوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر کے ان لوگوں کو ان کی جگہ پر پیدا کیا اسلئے پہلے کے لوگوں کی اُجڑی ہوئی بستیاں دیکھ کر ان لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ شرک سے اللہ تعالیٰ کسقدر بیزار ہے اور شرک کے سبب سے پہلے کے مشرکوں کو کیا نقصان پہنچ چکا ہے ،، پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے پوچھو تو سہی کہ انکے بتوں نے انکو یا انکی ضرورت کی کسی چیز کو پیدا کیا ہے یا اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں انکے بتوں کی کچھ شراکت ہے یا اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پوجا کی ان مشرکوں کے پاس کوئی سند بھیجی ہے جب ان باتوں میں سے کسی بات کو یہ لوگ ثابت نہیں کر سکتے تو انکے بہکانے والوں نے بتوں کی سفارش کا وعدہ جو کر رکھا ہے وہ ایک دھوکے کی ٹٹی ہے جسکا حال انکو قیامت کے دن معلوم ہو جاویگا پھر فرمایا یہ شرک ایسی چیز ہے جسکے خوف سے آسمان وزمین اپنی جگہ سے ہل جاویں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بردباری سے انکو تھام رکھا ہے شرک کے وبال سے آسمان وزمین کے پھٹ جانے اور پہاڑوں کے ہل جانے کا ذکر سورہ مریم میں گذر چکا ہے ان آیتوں کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل وہی ہے جو بیان کیا گیا ،، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بردباری سے نافرمان لوگوں کو پہلے تو مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب یہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو انکو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے ،، اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مہلت کے زمانہ میں عقبیٰ کے انجام سے پہلے بتوں کی بے اختیاری سے شرک سے ڈر کر آسمان وزمین کے کانپنے سے شرک کے وبال سے پہلی قوموں کے برباد ہو جانے کی غرض سے ہر طرح قریش میں کے سرکش لوگوں کو سمجھایا جب یہ لوگ سمجھانے سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت انکی سب سرکشی خاک میں ملگئی دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عقبیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوگئے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی حدیث کے حوالہ سے اسکا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے ،،

وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝

اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے انکو اسکے سوائے وہ ہے تحمل والا بخشتا

یہاں ابو ہریرہؓ کی روایت سے بعضی تفسیروں میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ کے دل میں ایک دفعہ یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ بھی کبھی سوتا ہے یا نہیں اسپر اللہ تعالیٰ نے دو آئینے حضرت موسیٰ کو سونپے اور حکم دیا کہ ان دونوں آئینوں کو حضرت موسیٰ اپنے ہاتھ میں رکھیں پھر حضرت موسیٰ کے اونگھ جانے سے وہ ایک آئینہ دوسرے پر گرا اور دونوں آئینے ٹوٹ گئے اسپر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو یوں قایل کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ سوتا تو زمین وآسمان کیونکر قایم رہتے حافظ ابن کثیر اور اور مفسروں نے اس اثر کی صحت پر اعتراض کیا ہے اور اس کو بنی اسرائیل کی روایتہ قرار دیا ہے لیکن ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور دارقطنی اور بیہقی نے اسما وصفات میں اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں چند سند سے موقوف اور مرفوع طور پر اس حدیث کو روایتہ کیا ہے جس سے اسکی اصل پائی جاتی ہے اسیواسطے بیہقی نے لکھا ہے کہ اس قصہ کی روایتہ معتبر معلوم ہوتی ہے ما آیتہ کے اس ٹکڑے میں بھی مشرکین مکہ کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ ان لوگوں کے شرک کے

سبب سے اگر اللہ تعالیٰ ان پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیوے یا زمین میں اونکو دھنسا دیوے تو مکہ کے قحط میں اونہوں نے اپنے بتوں کی جو بے اختیاری دیکھی ہے اونکی وہی بے اختیاری ہر حال میں موجود ہے لیکن یہ اللہ کی بردباری ہے کہ اوسنے باوجود ان لوگوں کے شرک کے دنیا کے ہر طرح کے انتظام کو قائم رکھا ہے، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہے کہ لوگ شرک کرتے ہیں اور وہ اونکے صحت کے اور رزق کے انتظام میں کچھہ خلل ڈالنا نہیں چاہتا،، یہ حدیث آیتہ کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا،،

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى
اور قسم کہاتے تھے اللہ کی تاکیدکی قسمیں اپنی اگر آویگا اُن پاس کوئی ڈرسنانیوالا البتہ بہتر راہ چلیں گے اور کسی ایک

الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَ
بہت سے پہر جب آیا اُن پاس ڈر سنانیوالا اور زیادہ ہوا اُنکا بدکنا غرور کرنا ملک میں اور

مَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ
داؤ کرنا برے کام کا اور برائیکا اور اُلٹے گا اُنہیں داؤ والوں پر پہر اب وہی راہ دیکھتے ہیں اگلوں کے دستور کی

فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾
سو تو نپاویگا اللہ کا دستور بدلنا اور نہ پاویگا اللہ کا دستور ٹلنا

تفسیر ابن ابی حاتم میں قتادہ کا قول ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کے پہلے سے یہود ونصاریٰ کو اہل کتاب دیکھہ کر حرص کرتے تھے اور قسمیں کہا کہا کرتے تھے کہ اگر ہماری قوم میں اللہ تعالیٰ کسی شخص کو نبی کرکے بہیجے تو ہم خوب راہ راست پر آئیں اور اللہ کے رسول کی پوری فرمانبرداری کریں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور قریش نے آپ سے طرح طرح کی مخالفت کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے قریش کے قایل کرنے کو اس مضمون کی چند آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ پہلے تو یہ لوگ قوم عرب میں اللہ کے رسول کے آنیکی آرزو کرتے تھے اور اللہ سے وعدہ کرتے تھے کہ اللہ کا رسول انکی قوم میں اگر پیدا ہوگا تو یہ لوگ اللہ کی مرضی کے موافق کام کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے اونکی آرزو پوری کی تو اللہ کے رسول سے انہوں نے مخالفت نکالی کیا انکو معلوم نہیں کہ اللہ کے رسولونکی مخالفت کے سبب سے کتنی قومیں ان سے پہلے ہلاک ہو چکی ہیں اگر یہ لوگ اللہ کے رسول کی نافرمانی سے باز نہ آویں گے تو ایک دن وہی انجام انکا ہونے والا ہے کیونکہ یہ عادت الٰہی ہمیشہ سے جاری ہے کہ حضرت نوح سے لیکر اب تک جن پچھلی امتوں نے اللہ کے رسولونکی نافرمانی کی ہے ایک دم میں اللہ تعالیٰ نے انکو نیست ونابود کر دیا،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایتہ اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے مخالف دنیا میں بڑی

ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو کے جس عذاب کے جھٹلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پا لیا اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل
کیونکہ اس حدیث سے اوس وعدہ الٰہی کا پورا ظہور سمجھ میں آسکتا ہے جو وعدہ ان آیتوں میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا د
بدلنے اور ٹلنے والا نہیں اگر قریش میں کے سرکش لوگ اپنی سرکشی اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالف
داؤں پیچ سے باز نہ آوینگے تو ایسے سب داؤں پیچ ایکدن انہی پر اولٹ پڑیں گے اور دستور الٰہی کے موافق پہلے
لوگوں کی طرح ان کی ساری سرکشی خاک میں ملجاویگی قتادہ کی روایتہ سے آیتہ کی جو شان نزول اوپر بیان کی گئی
حاکم میں یہ روایتہ ابوہلال سے بھی ہے ان ابوہلال کا نام محمد بن سلیم ہے ،، تابعین میں انکا رتبہ اگرچہ قتادہ سے کم ہے لیکن
انکی روایتیں قتادہ سے ہوا کرتی ہیں اسلئے شان نزول کی انکی روایتہ بھی صحیح ہے ، شان نزول کے باب میں صحابہ کا
قول جو حدیث نبوی کے برابر گنا جاتا ہے اوسکا سبب یہی ہے کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے وقت صحابہ موجود تھے ا
شان نزول کے قصوں سے وہ واقف ہیں شان نزول کے قصوں میں عقل کو دخل نہیں ہے اسواسطے اس باب میں وہ
جو کچھ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا حال دیکھ کر کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ شان نزول اور نقلی
تفسیر میں صحابہ کے قول کو حدیث نبوی کے برابر شمار کرنے کا مسئلہ ایسا ہے کہ جسپر سلف کا اتفاق ہے اسی سبب سے حسن
بصری قتادہ اور اونکے زمانہ تک کی اور تفسیریں بہت معتبر کہلاتی ہیں کیونکہ یہ لوگ تابعی ہیں اور انکی تفسیروں کا دار
صحابہ کے قولوں پر ہے ،، یہ زمانہ سنہ ڈیڑھ سو ہجری تک کا ہے اسکے بعد سفیان بن عیینہ شعبہ کے زمانہ کی تفسیریں ہیں جنمیں
تابعین کے قول بھی ہیں یہ زمانہ دو سو ہجری کے قریب تک کا ہے پھر اسکے بعد ابن ماجہ ، حاکم ، ابن جریر کے زمانہ کی تفسیریں ہیں جنمیں
تبع تابعین تک کے قول ہیں لیکن اس زمانہ تک حدیث کی کتابوں کی طرح تفسیر کی کتابوں میں راویوں کے نام کے حوالہ سے پوری
تفسیروں میں لکھی جاتی تھی جس کے سبب سے سلسلہ روایتہ کا حال معلوم ہو سکتا تھا اس نظر سے اس زمانہ تک کی تفسیریں بھی معتبر
کہلاتی ہیں یہ زمانہ تین سو ہجری کے قریب تک کا ہے ،، اسکے بعد بغیر سلسلہ سند کے تفسیروں کی تالیف کا طریقہ شروع ہوا جس سے صحیح
قول کا پتہ لگنا دشوار ہو گیا ،، یہ تفسیر اگرچہ اردو کی ایک مختصر تفسیر ہے لیکن اسمیں معتبر زمانہ کے قولوں کے لینے کی پوری پا
کی گئی ہے ، اس قسم کے اصول تفسیر کی ضروری باتیں اس تفسیر کے مقدمہ میں بیان کر دی گئی ہیں لیکونن اہدی ،،
اسکا مطلب یہ ہے کہ راہ راست پر آنے کے حساب سے سب امتوں میں جو امت یکتائے زمانہ ہوتی وہ ہمارا ہی گروہ ہو
بات قریش اسلئے کہتے تھے کہ وہ اور قوموں سے اپنے آپکو زیادہ عقلمند گنتے تھے اسواسطے وہ یہ کہتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی
تو ہم اپنی عقلمندی کو کام میں لاکر اور قوموں سے زیادہ راہ راست پر آویں گے ،،

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْا

کیا پھرتے نہیں ملک میں کہ دیکھیں آخر کیسا ہوا انکا جو اُنسے پہلے تھے اور تھے

منزل ۵

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ

سخت زور میں اور اللہ وہ نہیں جسکو تھکا دے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہی ہے

عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ

سب جانتا کر سکتا اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگوں کو انکی کمائی پر نہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر کوئی ہلنے چلنے والا

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

پر انکو ڈھیل دیتا ہے ایک ٹھیرے ہوئے وعدے تک پھر جب آیا انکا وعدہ تو اللہ کے نگاہ میں ہیں اسکے سب بندے

اوپر ذکر تھا کہ اللہ کا دستور بدلنے اور ٹلنے والا نہیں اگر یہ لوگ پہلے کے سرکشوں کے قدم بقدم چلیں گے تو وہی انجام انکا ہوگا جو ان سے پہلے کے سرکشوں کا ہوا ان آیتوں میں فرمایا کہ یہ لوگ تجارت پیشہ ہیں اکثر شام کے ملک کا سفر کرتے رہتے ہیں کیا انکو اس رستے میں پہلے کے سرکشوں کی اوجڑی ہوئی بستیاں نظر نہیں آئیں جو ان سے قوت میں مال و اولاد میں ہر طرح بڑھ کر تھے لیکن انکی سرکشی کے سبب سے جب اللہ تعالیٰ نے اونکو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کرنا چاہا تو اللہ کی قدرت کے آگے اونکی قوت مالداری کوئی چیز بھی اونکو آفت سے نہ بچا سکی پھر فرمایا باوجود طرح طرح کی سرکشی کے یہ لوگ آفت سے اب تک اسواسطے بچے ہوئے ہیں کہ عادت الٰہی میں ایسے لوگوں کی پکڑ جلدی کی نہیں ہے کیونکہ وہ ہر ایک بد اعمالی پر لوگوں کو جلدی پکڑے تو زمین پر کوئی جاندار ہلاکت سے نہ بچ سکے کسلئے کہ علم اوسکا وسیع ہے جس سے فرمانبردار اور سرکش نافرمان سب بندے اوسکی نگاہ میں ہیں سب کے دلوں تک کا حال اوسکو خوب معلوم ہے قدرت اوسکی زبردست ہے کہ پہلے کے بڑی بڑی سرکش قوموں کو جس عذاب سے اوس نے چاہا ایک دم میں ہلاک کر دیا لیکن اوسکے انتظام میں ہر کام کا وقت مقرر ہے اور عادت الٰہی یہ ہے کہ وقت مقررہ سے پہلے وہ نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے تاکہ ان نافرمان لوگوں کو مہلت کے زمانہ میں راہ راست پر آنے کا پورا موقع ملے جو سرکش لوگ مہلت کے زمانہ میں اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہیں آتے تو وقت مقررہ پر اونکو ایسے سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے جس سے وہ بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے اگر مہلت کے زمانہ میں وہ اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے تو پھر اونکو بالکل ہلاک کر دیتا ہے ،، یہ حدیث آخری آیتہ کی گویا تفسیر ہے کیونکہ آیت اور حدیث کے ملانے سے آیتہ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی روایتہ گذر چکی ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش دنیا میں نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پالیا ،، اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ قریش میں کے سرکشوں کو اللہ تعالیٰ نے بارہ تیرہ برس کی مہلت دی اور اس مہلت کے زمانہ میں قرآن کی بہت سی آیتیں اونکی

فہمائش کے لئے نازل فرمائیں پہلے سرکشوں کے اوجڑ جانے کے حالت انہیں یاد دلائی لیکن جب یہ لوگ کسیطرح اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو آخر دونو جہان کی ذلت اوٹھائی ،، سورہ الفاطر ختم ہوئی ،،

سورۃ یٰسٓ مکیۃ وھی ثلث وثمانون اٰیۃ وخمس رکوعات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

یٰسٓ ۝ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝

قسم ہے اس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے اوپر سیدھی راہ کے

حروف مقطعات کا ذکر سورہ بقر کے شروع میں گذر چکا ہے ،، یہ سورہ مکی ہے مکہ کے مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانتے تھے کبھی تو جادوگر بتلاتے تھے اور کبھی شاعر اور کاہن کہتے تھے اور کبھی فقط اتنا ہی کہدیتے کہ لست مرسلا جسکا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول نہیں ہو اسلئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اون مشرکوں کو یقین دلانے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت کا ذکر کیا ہے ان آیتوں میں قریش کی بات کا جواب تھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے خاص قریش کا ذکر لتنذر قوما ما انذر آباؤھم سے فرمایا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام مخلوقات کے لئے عام ہے چنانچہ اور آیتوں میں ہے وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین اور لانذرکم بہٖ ومن بلغ اور صحیح حدیثوں میں آپنے فرمایا ہے کہ میری نبوت عام ہے چنانچہ صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتہ میں آپ نے فرمایا کہ جو یہودی یا نصرانی میری نبوت پر ایمان نہ لاویگا وہ دوزخی ٹہریگا اور علاوہ تمام مخلوقات انسانی کے آپکا جنات کی ہدایت کے لئے جنگل میں جانا اور جنات کا آپ کے پاس احکام شریعت سیکھنے کے لئے آنا یہ بھی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے ،، چنانچہ صحیح مسلم کی عبداللہؓ بن مسعود کی روایتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنات کی ہدایت کے لئے جانے اور اونکو قرآن شریف سنانے کا تفصیل سے ذکر ہے ،، جس چیز کی قسم کہائی جاتی ہے اوسکو مقسم بہ کہتے ہیں اور جس بات کی صداقت کے لئے قسم کہائی جاتی ہے اوسکو مقسم علیہ کہتے ہیں ،، یہاں مقسم بہ قرآن ہے اور مقسم علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے قرآن شریف میں مقسم بہ اکثر ظاہر چیزیں ہیں جیسے آسمان چاند سورج وغیرہ اگرچہ مشرکین مکہ کے نزدیک قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا ایسا ظاہر نہ تھا جسطرح چاند سورج کو ظاہر میں وہ آنکھوں سے دیکھتے تھے لیکن اللہ کے رسول کا ان پڑھ ہونا اور قرآن شریف میں ایسی باتوں کا پایا جانا ،، ان پڑھ شخص تو درکنار کوئی پڑھا لکھا شخص بھی ایسی باتیں بغیر غیبی مدد کے نہیں کہہ سکتا اسلئے قرآن کی قسم کہا کر مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بات جتلائی کہ جسطرح چاند سورج ظاہر چیزیں ہیں اسیطرح یہ بھی ایک ظاہر بات ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جن پر یہ اللہ کا کلام اوترا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں اور جس راہ سے وہ لوگوں کو لگاتے ہیں وہ سیدھا راستہ نجات کا ہے ،، معتبر سند سے مسند امام احمد نسائی دارمی اور مستدرک حاکم میں عبداللہؓ بن مسعود سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

منزل ۵

ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ راستہ اللہ کا ہے اور پھر اوس خط کے دائیں بائیں اور خط کھینچ کر فرمایا ان سب راستوں میں شیطان کا دخل ہے
ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ اور فقط ترمذی میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتیں ہیں اونمیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف کے سبب سے بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوگئے ہیں اور میری امت میں تہتر فرقے ہوجاویں گے جن میں
ایک فرقہ جنتی اور سیدھی راہ پر ہوگا اور یہ وہی فرقہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا ،، یہ حدیثیں صراط مستقیم کی
گویا تفسیر ہیں ،، ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے صحیح اور عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کو حسن کہا ہے ،، عبداللہ بن عمرو
بن العاص کی سند کے ایک راوی عبدالرحمن بن زیاد افریقی کو اگرچہ دارقطنی نے ضعیف کہا ہے لیکن یحییٰ بن سعید القطان نے
عبدالرحمن بن زیاد کو ثقہ قرار دیا ہے ،، یہ یحییٰ بن سعید راویوں کی جانچ کے باب میں امام مشہور ہیں اور راویوں کی جانچ
میں انکے قول کا بڑا اعتبار ہے ،، یہ یحییٰ امام احمد رح کے اوستادوں میں شمار کئے جاتے ہیں ،، فلسفہ یونانی اسلام میں آنکر
اہل قبلہ میں طرح طرح کے فرقے جو پیدا ہوگئے ان حدیثوں میں اوسکی پیشین گوئی ہے اسی پیشین گوئی کے موافق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں اور اقوال صحابہ کو اصول فلسفہ کی طرف کھینچنا اور سلف کے طریقہ کو چھوڑنا شروع ہوا ،،
اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کی عظمت جتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ہر ایک چیز کی قسم کھائی ہے لیکن مسلمان
آدمی کو سوا اللہ تعالیٰ کے نام کے اور چیزوں کی قسم کھانی کی منا ہی ہے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کی عبداللہ بن عمر کی روایت
میں اسکا ذکر تفصیل سے آیا ہے ،،

تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ
اُتارا زبردست رحم والیکا ۔ کہ تو ڈراوے ایک لوگوں کو کہ ڈر نہیں سنا انکے باپ دادوں نے سو وہ خبر نہیں رکھتے ثابت ہو چکی بات
عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ
ان بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے ۔ ہمنے ڈالے ہیں انکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اونکے سر
فَهُمْ مُقْمَحُونَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ
اُبل رہے ہیں اور بنائی ہمنے انکے آگے دیوار اور انکے پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا
فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ إِنَّمَا تُنْذِرُ
سو انکو نہیں سوجھتا اور برابر ہے تونے انکو ڈرایا یا نہ ڈرایا یقین نہیں کرتے تو تو ڈر سنا دے
مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ○
اوسکو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمن سے بن دیکھے سو اسکو دے خوشخبری معافی کی اور عزت کے نیگ کی

اوپر قرآن شریف کی قسم کھا کر یہ اوسکی تفصیل بیان فرمائی کہ جس قرآن کی قسم کھائی گئی ہے وہ قرآن ایسے کا اوتارا ہوا ہے جو قرآن
کے جھٹلانے والوں کو سزا دینے میں بڑا زبردست اور قرآن کے ماننے والوں کے حق میں بڑا صاحب رحم ہے پھر قرآن کے

نازل کرنے کا سبب بیان فرمایا کہ قرآن ایسے لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرانے کے لئے اوتارا گیا ہے کہ جنمیں بہت مدت سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اسواسطے اونمیں موروثی غفلت چلی آتی ہے پھر فرمایا دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے جو لوگ اللہ کے علم میں نافرمان ٹھہر چکے ہیں وہ اس قرآن کو نہیں مانیں گے اسلئے اے رسول اللہ کے ایسے لوگوں کے حال پر تم کو کچھ افسوس نہ کرنا چاہیے اب آگے ان نافرمان لوگوں کی مثال بیان فرمائی کہ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی کی گردن میں طوق ڈالدیا گیا ہو اور اوسکا سر آسمان کی طرف اونچا ہو کر رہ جاوے اور اوسکو زمین پر کی کوئی چیز نظر نہ آوے ،، گردن میں طوق اسطرح ڈالا جاتا ہے کہ اوسمیں دونو ہاتھ بھی جکڑ دئے جاتے ہیں اسلئے جب طوق مع دونو ہاتوں کے ٹھوڑی تک ہوا تو ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے پھنس کر گردن اونچی ہو گئی اور آنکھیں آسمان کو لگ گئیں ،، اس مطلب کو مقمحون کے لفظ سے ادا فرمایا گیا ہے ،، اقماح کے معنے سر اونچا کر دینے کے ہیں اونٹ جب پانی پر جا کر گردن اونچی کر لیتا ہے اور پانی نہیں پیتا تو ایسے موقع پر عرب لوگ بعیر قامح بولتے ہیں ،، ایسی لوگوں کی دوسری مثال یہ بیان فرمائی کہ اونکے آگے پیچھے دیوار اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اسلئے یہ لوگ آگے پیچھے کی چیز تو درکنار دیوار پر کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتے پھر فرمایا کہ ان لوگوں کی گمراہی کا جب یہ حال ہے تو قرآن کی آیتوں میں انکے بھلے برے کو جو جتلایا گیا ہے اوسکو یہ لوگ کسیطرح ماننے والے نہیں اسلئے انکو عذاب آخرت سے ڈرانا اور نہ ڈرانا یکساں ہے ،، معتبر سند سے ترمذی اور نسائی کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ گناہوں کی کثرت سے آدمی کے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے جسکے سبب سے اوسکے دل پر نیک بات کا اثر نہیں ہوتا ،، اس حدیث سے وسواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانا اور نہ ڈرانا یکساں ہے علم الٰہی میں جن لوگوں کا راہ راست پر آنا قرار پا چکا ہے اب اونکا حال بیان فرمایا اگرچہ اونہوں نے بھی عذاب آخرت کو آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن اللہ کے کلام کا یقین اونکے دل میں ایسا جم گیا ہے کہ بن دیکھے عذاب کا خوف بھی اونکو نافرمانی کے کاموں سے روکتا ہے اب اس خوف کا نتیجہ بیان فرمایا کہ ایسے لوگوں کے حق میں گناہوں کی معافی کا اور تھوڑے سے نیکی کے بڑے اجر کا اللہ کا وعدہ ہے اے رسول اللہ کے تم اللہ کا یہ وعدہ خوشخبری کے طور پر ایسے لوگوں کو سنا دو صحیح مسلم میں ابوذرؓ کی ایک بڑی حدیث قدسی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا توبہ استغفار کرنے والے لوگوں کے گناہ معاف کرنے کو اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے ،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی اوپر گذر چکی ہے کہ نیک لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں وہ نعمتیں رکھیں ہیں جو نہ کسی نے دنیا میں آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گذر سکتا ہے ،، یہ حدیثیں فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم کی گویا تفسیر ہیں ،،

منزل ۵

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ ؕ وَ كُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ۝

ہم ہیں جو جلاتے ہیں مردے اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور انکے پیچھے نشان ہیں اور ہر چیز گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں

صحیح مسلم میں جابرؓ بن عبداللہ سے ترمذی اور حاکم میں ابوسعیدؓ خدری کی روایتہ سے اور طبرانی میں حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایتہ سے
جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ایک قبیلہ بنی سلمہ کے مکانات مسجد نبوی سے فاصلہ پر تھے دور
سے نماز کے لئے مسجد نبوی میں آنے کے وقت ان لوگوں کو ذرا تکلیف ہوتی تھی اسواسطے اونہوں نے چاہا کہ مسجد نبوی کے
پاس اپنے مکانات بنالیویں اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اس آیتہ کا مطلب
سمجھا کر فرمایا کہ دور سے نماز کے لئے تمہارے ایک ایک قدم کا ثواب لکھا جاتا ہے اسواسطے تم اپنے مکانوں کو دور ہی رکھو حافظ
ابن کثیر اور اور بعضے مفسروں نے اس شان نزول پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور یہ قصہ مدینہ کا
ہے پھر یہ مدینہ کا قصہ مکی آیتہ کی شان نزول کیونکر قرار پاسکتا ہے اس اعتراض کا جواب اور مفسروں نے یہ دیا ہے کہ یہ تمام
سورہ بالاتفاق مکی نہیں ہے بیہقی حافظ ابن حجر وغیرہ جن علما نے مکی سورتوں میں سے مدنی آیتوں کو الگ کیا ہے اونہوں نے
سورہ یٰسین میں سے اس آیتہ اور آیتہ واذا قیل لہم انفقوا کو مدنی قرار دیا ہے غرض جن علما نے اس شان نزول کو بغیر اعتراض
کے قایم رکھا ہے اونہوں نے لفظ اثار کی تفسیر نقش قدم سے کی ہے اور جن علما نے اس شان نزول پر اعتراض کیا ہے اونہوں
نے اثار کی تفسیر صدقہ جاریہ سے کی ہے، صدقہ جاریہ وہ نیک کام ہے جو آدمی کے مرجانے کے بعد دنیا میں باقی رہے صحیح مسلم میں
حضرت ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی شخص مرجاتا ہے تو
اوسکے نیک عمل بند ہوجاتے ہیں مگر کوئی صدقہ جاریہ وہ چھوڑ جاوے تو اوسکا ثواب باقی رہتا ہے جسطرح مثلاً کوئی مسجد یا کنواں
بناکر چھوڑ جاوے کوئی علم دین کی ایسی کتاب چھوڑ جاوے جس سے لوگوں کو نفع پہونچے یا ایسی نیک اولاد چھوڑ جاوے جو اوسکے
حق میں دعا خیر کرے اس آیتہ کی تفسیر میں علما کے یہ دو قول ہیں اسواسطے فارسی اور اُردو ترجمہ میں بھی اختلاف ہے فارسی
ترجمہ میں پہلا قول لیا گیا ہے اور دونوں اردو ترجموں میں پچھلا قول ہے،، مجاہد کے قول کے موافق امام مبین کے معنے لوح محفوظ کے
ہیں جسکی پیروی کیجاوے اوسکو امام کہتے ہیں، لوح محفوظ کے نوشتہ کی پیروی کے طور پر اللہ کے فرشتے سب کام چلاتے ہیں اسلئے
لوح محفوظ کو امام مبین فرمایا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ جینا اور نیک و بد عمل اور اونکی جزا و سزا دنیا کے پیدا ہونے سے
پہلے یہ سب کچھ علم الٰہی کے موافق لوح محفوظ میں لکھا جاچکا ہے، صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کی روایتہ اوپر
گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم الٰہی کے نتیجہ کے طور پر تمام مخلوقات کا حال اللہ تعالےٰ
نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے، یہ حدیث آیتہ کی گویا تفسیر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیتہ میں سب چیزوں کو لوح محفوظ میں
لکھے جانے کا جو ذکر ہے وہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لکھا گیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ علم الٰہی تو قدیمی ہے
لیکن اوس قدیمی علم کا نتیجہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے،،

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

اور بیان کر اُنکے واسطے ایک کہاوت اُس گاؤں کے لوگوں کی جب آئے اُسمیں بھیجے ہوئے جب بھیجے ہمنے اُنکی طرف دو

منزل ۵

وقف لازم

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۰ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

تو انکو جھٹلایا پھر ہمنے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمہارے طرف آئے ہیں بھیجے ہوئے وہ بولے تم بھی انسان ہو جیسے ہم

وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۰ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ

اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمہارے طرف

لَمُرْسَلُوْنَ ۰ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۰ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

بھیجے آئے ہیں اور ہمارا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا کھولکر بولے ہم نے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑو گے تو ہم تمکو سنگسار کریں گے

وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۰ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۰

اور تمکو لگیگی ہمارے ہاتھ سے دکھ کی مار کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اس پر کہ تمکو سمجھایا کوئی نہیں پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے

اوپر ذکر تھا کہ نصیحت اونہی لوگوں کے دل پر اثر کرتی ہے جو علم الٰہی میں نیک قرار پا چکے ہیں جو لوگ علم الٰہی میں بد قرار پا چکے ہیں اونکے دل پر کسی نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا اس قصے میں ایک شخص نیک کا اور بستی کے تمام سرکشوں کا حال بیان کرکے اوپر کی بات کی مثال سمجھائی حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک بستی میں دو رسول بھیجے جب بستی کے لوگوں نے اون دونو رسولوں کو جھٹلایا تو تیسرے رسول کو ان دونو کی مدد کے لئے بھیجا گیا لیکن بستی کے لوگوں نے ان تینوں رسولوں کو جھٹلایا اور تمام گمراہ قوموں کی طرح یہ کہا کہ اللہ کے رسول انسان نہیں ہو سکتے اسلئے تم تینوں جھوٹے ہو، اللہ کے رسولوں نے جواب دیا کہ جس اللہ نے ہم کو رسول بنا کر بھیجا ہے اوسکو خوب معلوم ہے کہ ہم اوسکے رسول ہیں کیونکہ اگر ہم اوسکا پیغام پہونچانے میں جھوٹ بولتے تو اللہ تعالیٰ ہمکو جھوٹ کی سزا میں پکڑ لیتا تفسیر مقاتل میں ہے کہ جب بستی کے لوگوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا تو اوسکی سزا کے طور پر اون بستی میں قحط پڑا اسیواسطے بستی کے لوگوں نے اللہ کے رسولوں سے کہا کہ اس بستی میں تمہارا آنا منحوس ہوا جس سے یہ قحط پڑا اب بھی تم اگر ہمارے ٹھاکروں کی مذمت سے باز نہ آؤگے تو ہم تمکو طرح طرح سے صدمہ پہونچائیں گے اللہ کے رسولوں نے جواب دیا کہ یہ قحط تمہاری ناشکری اور بد اعمالی کے سبب سے پڑا ہے جس اللہ نے تم کو تمہاری ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا ہم تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان نعمتوں کے شکریہ میں تم خالص اوسکی تعظیم کرو اوسکی تعظیم اور عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ ایسی سیدھی باتوں پر تم جو ہمکو منحوس بتاتے ہو یہ تمہاری حد سے زیادہ گمراہی ہے، تمہارے بتوں میں اگر کچھ قدرت ہے تو اونکی مدد سے اللہ کے بھیجے ہوئے قحط کو ٹال دو ورنہ یہ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے خلاف مرضی کاموں کے سبب سے ہمیشہ تم پر ایسی آفتیں آتی رہیں گی، اللہ کے رسولوں کی یہ پیشین گوئی سچی ہوئی کہ آخر کو یہ بستی ایک سخت چنگھاڑ کے عذاب سے ہلاک ہو گئی چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہے اس بستی کے لوگوں نے یہ جو کہا کہ اللہ کے رسول انسان نہیں ہو سکتے نوح علیہ السلام سے لیکر قریش تک سب گمراہ قوموں نے یہی بات اللہ کے رسولوں سے کہی ہے اور اسکا جواب اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے وہ سورہ الانعام میں گذر چکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اسلئے انتظام الٰہی یہی قرار پایا ہے کہ بنی آدم کی ہدایت کے لئے

جو رسول اللہ کی طرف سے آئیگا وہ ضرور انسان ہوگا، صحیح بخاری و مسلم میں جبرئیل علیہ السلام کا وحیہ کلبی صحابی کی صورت بن کر
لیکر آنے کا جو قصہ ہے اوسمیں حضرت ام سلمہ قسم کھا کر فرماتی ہیں کہ میں جبرئیل علیہ السلام کو وحیہ کلبی سمجھا کرتی تھی، یہ وحیہ کلبی بہت
خوبصورت شخص تھے یہ وہی صحابی وحیہ بن خلیفہ کلبی ہیں جنکے ہاتھ اللہ کے رسول نے ہرقل بادشاہ روم کے پاس خط بھیجا تھا
اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ تمام بنی آدم تو درکنار اللہ کے رسول کے دیکھنے والے اعلےٰ
مرتبہ کے بنی آدم بھی جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکتے تھے اسواسطے جبرئیل علیہ السلام وحیہ کلبی صحابی کی
صورت بنکر وحی لایا کرتے تھے اس بستی کا کیا نام تھا اور تینوں رسول کس زمانہ میں تھے اسکا ذکر آگے آویگا ۔۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ
اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا — بولا اے قوم چلو راہ پر بھیجے ہوؤں کے — چلو راہ پر

لَّا يَسْــَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
ایسوں کے جو تمسے نیگ نہیں مانگتے اور راہ سوجھے ہیں — اور مجکو کیا ہے کہ میں بندگی نکروں اس کی جسنے مجکو بنایا اور اوسیکے طرف پھر جاؤگے

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْــًٔا وَّلَا
بھلا میں پکڑوں اوسکے سوائے اور ونکو پوجنا کہ اگر مجہپر چاہے رحمٰن تکلیف کچھ کام نہ آوے مجکو انکی سفارش اور نہ وہ مجکو

يُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ
چھڑاویں گے گو تو میں بھٹکار رہوں صریح — میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھسے سن لو — حکم ہوا کہ چلا جا بہشت میں

جس بستی کا اوپر ذکر تھا اوسی بستی کے پرلے سرے سے یہ نیک شخص دوڑتا ہوا آیا شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں لکھا ہے اوسطرح
ابن اسحاق کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اور کعب احبار اور وہب بن منبہ اور عکرمہ و قتادہ اور زہری وغیرہ
نے بھی اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ان آیتوں میں جس شہر کا ذکر ہے وہ شہر انطاکیہ تھا اور جن رسولوں کا ذکر ہے وہ حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کے تین حواری تھے مگر عماد الدین حافظ ابن کثیر نے اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ شہر انطاکیہ اس سبب سے
نہیں ہو سکتا کہ اکثر اہل اسلام اور اہل کتاب کی تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ انطاکیہ اور اسکندریہ اون شہروں میں سے
ہیں جنکے لوگ سب سے پہلے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں پھر انطاکیہ اون شہروں میں کیونکر ہو سکتا ہے جسکے رہنے
والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور وہ رسول حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواری اس سبب سے نہیں ہو سکتے
کہ یہ شہر قرآن کے مضمون کے موافق ایسا شہر ہے جسکے رہنے والے رسولوں کے جھٹلانے اور حبیب نجار نے کے شہید کر
ڈالنے کے سبب سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی چنگھاڑ سے ہلاک ہوئے ہیں حالانکہ مستدرک حاکم مسند بزار تفسیر ابن ابی
حاتم اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے مرفوع اور موقوف روایتیں ہیں جنمیں سے مرفوع روایت
حاکم نے صحیح ٹھیرایا ہے اون روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ سوا اوس بنی اسرائیل کے فرقے کے جو مچھلیوں کے شکار میں

منزل ۵

فرمائی کرنے سے بندر ہوگئے توریت کے نازل ہونے کے بعد عام عذاب اور کسی قوم پر آسمان سے نہیں آیا پھر یہ حضرت جبرئیل کی چنگھاڑ
کے عذاب کا قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں توریت کے نازل ہونے کے بعد کیونکر صحیح ہو سکتا ہے، سورۂ قصص کی آیۃ
ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولیٰ سے ابو سعید خدری کی اوپر کی حدیث کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ آیۃ اور
حدیث کا مطلب قریب قریب ہے غرض اس اعتراض کے بعد حافظ ابن کثیر نے صحیح تفسیر یہی قرار دیا ہے کیونکہ توریت کے نازل
ہونے سے پہلے تین نبیوں کا کسی شہر کا یہ قصہ ہے جن نبیوں اور شہر کے نام کی صراحت نہ آیۃ میں ہے نہ کسی صحیح حدیث میں
طبرانی میں اگرچہ حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایۃ سے ایک حدیث ہے جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ سورۂ یٰسین کا قصہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ہے کیونکہ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی امت میں جو رتبہ حضرت علیؓ کا ہے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی امت میں وہی رتبہ اوس شخص کا ہے جسکا ذکر سورۂ یٰسین میں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں وہی رتبہ
یوشع بن نون کا ہے لیکن اس حدیث کی سند میں ایک راوی حسین بن حسن الاشقری کوفی ایسا ہے جسکو امام بخاری نسائی اور
دارقطنی نے ضعیف ٹھیرایا ہے اور جوزجانی نے کہا ہے کہ یہ حسین بن حسن اسطرح کا غالی شیعہ تھا کہ اچھے لوگوں کو گالیاں دیا کرتا
تھا یہ جوزجانی ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب دمشقی علما میں سے ہیں انکی تالیفات میں کتاب الضعفا مشہور ہے نسائی اور دارقطنی
نے ان جوزجانی کو ثقہ کہا ہے، اگرچہ تنہا ابن حبان نے حسین بن حسن کو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے لیکن اور علما نے ابن حبان کی
بات کو تسلیم نہیں کیا اسواسطے یہ روایۃ اوس روایۃ مستدرک حاکم کے مقابلہ میں مقبول نہیں ہو سکتی جسکی صحت حاکم کے حوالہ
سے اوپر گذر چکی بعضے مفسروں نے یہ جو لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی چنگھاڑ سے شاید اسی قدر لوگ انطاکیہ کے ہلاک
ہوئے ہونگے جنہوں نے حبیب نجار کو شہید کیا تھا اس صورت میں انطاکیہ کا عذاب جبکہ عام نہیں تھا تو اس شہر کے انطاکیہ ہونے
پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا یہ قول قرآن شریف کے مطلب کے مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوس عذاب کے ذکر کے بعد کم ا
من القرون فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بستیوں کی طرح اس شہر کا عذاب بھی عام تھا تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں
حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایۃ ہے کہ ان نیک شخص کا نام حبیب نجار تھا، حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جب بستی
کے لوگوں نے اللہ کے رسولوں کے شہید کر ڈالنے کا ارادہ کیا اور حبیب نجار نے یہ خبر سنی تو وہ گھبرا کر دوڑتے ہوئے وہاں
آئے جہاں اللہ کے رسول تھے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اے قوم کے لوگو جب یہ اللہ کے رسول اپنی نصیحت کا کچھ
معاوضہ تم لوگوں سے نہیں چاہتے اور پکی پکی باتیں نصیحت کی کہتے ہیں تو وہ ضرور راہ راست پر معلوم ہوتے ہیں اسلئے تم لوگوں کو انکا
کہنا ماننا چاہئے قوم کے لوگوں نے حبیب نجار کی یہ نصیحت سنکر کہا کہ کیا تم نے اپنا قدیمی دین چھوڑ دیا جو تم ایسی باتیں کرتے ہو،،
حبیب نجار نے قوم کے لوگوں کو جواب دیا کہ کیا مجھکو اتنی بات سمجھنی یعنی کچھ مشکل ہے کہ جسنے مجھکو پیدا کیا ہے اور مجھے اور تمہے
سب کو ایک دن اوسے مونہہ دکھانا ہے تو میں اوسکی عبادت نکروں اور ایسے بتوں کی پوجا میں لگا رہوں کہ جو نہ خود اللہ کے
کی دی ہوئی کسی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری کچھ سفارش کر سکتے ہیں،، تم بھی سمجھ لو کہ اگر میں

ایسی بے اختیار چیز کی پوجا میں لگا رہوں تو یہ کیسی موٹی عقل ہے پھر رسولوں کی طرف متوجہ ہو کر حبیب نجار نے یہ کہا تم گواہ رہو کہ میں تو تمہارے پروردگار کو اپنا معبود مان چکا آگے حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کی روایتیں آئی ہیں کہ اس کے بعد قوم کے لوگوں نے حبیب نجار کو شہید کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے حبیب کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں داخل ہونے کے قابل کام کریگا اور کون دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل، صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ میں سخت قحط پڑا اور آخر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مینہ برسا جس سے وہ قحط رفع ہوا ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ کے قحط کے وقت مشرکین مکہ کو اور اس بستی کے قحط کے وقت یہاں کے لوگوں کو اگرچہ بتوں کی بے اختیاری کا حال اچھی طرح سے کھل گیا تھا لیکن ان میں کے جو لوگ علم الٰہی کے موافق دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پائے تھے وہ مرتے دم تک ان بے مقدور مورتوں کی پوجا میں لگے رہے۔

قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۰ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى

بولا کسی طرح میری قوم معلوم کریں کہ بخشا مجھکو میرے رب نے اور رکھا مجھکو عزت والوں میں اور اتاری نہیں ہمنے

قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۰ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

اسکی قوم پر اسکے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم اتارا نہیں کرتے یہی تھی مگر ایک چنگھاڑ پھر تبھی

فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۰ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

سب بجھ رہے کیا افسوس ہے بندوں پر نہیں آیا ان پاس کوئی رسول جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۰ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ

کیا نہیں دیکھتے کتنی کھپا چکے ہم ان سے پہلے سنگتیں کہ وہ ان پاس پھر نہیں آتے اور ساروں میں کوئی نہیں جو اکٹھے آویں ہمارے پاس پکڑے

منزل ۵ — وقف غ — ع ۲

جس طرح کی تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے حوالہ سے روایتیں اوپر گذریں اسی طرح شعیب بن بشر نے اپنی تفسیر میں عکرمہ کی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے یہ حبیب نجار تھے یہ شعیب بن بشیر ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں اور ابن معین نے انکو ثقہ تابعیوں میں شمار کیا ہے سیرت ابن اسحاق میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اسی بستی کے لوگوں نے اللہ کے ان تینوں رسولوں سے جھگڑا کیا اور ان رسولوں کے شہید کرنے کا قصد کیا تو حبیب نجار دوڑ کر آئے تاکہ جہاں تک ہو سکے اللہ کے رسولوں کی مدد کریں یہ حبیب نجار بڑے نیک شخص تھے جو کچھ کماتے تھے آدھا خیرات کرتے تھے اور آدھا اپنے خرچ میں لاتے تھے قتادہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ حبیب پہاڑ کے ایک غار میں عبادت الٰہی

ی عبادت کیا کرتے تھے اور جذام کے مرض میں مبتلا تھے سیرۃ ابن اسحاق کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ میں یہ بھی
نجار نے اپنے قوم کے لوگوں کو نصیحت کرنی شروع کی تو قوم کے لوگوں نے حبیب پر حملہ کیا اور اونکو شہید کر ڈالا حضرت
بن مسعود کی روایۃ جو سیرۃ ابن اسحاق میں ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ قوم کے لوگوں نے حبیب نجار کو پیروں سے
ر حبیب نجار کی انتڑیاں پیٹ کے باہر نکل آئیں امام احمد اور ترمذی نے ان محمد بن اسحاق کی روایتوں کو معتبر قرار دیا ہے حضر
عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حبیب نجار اپنی قوم کے بڑے خیرخواہ تھے جیتے جی قوم کے لوگوں کو نصیحت کرتے رہے اور
اسکے کہ قوم کے لوگوں نے اونکو اس سختی اور بے رحمی سے شہید کیا اوسپر جب اللہ تعالیٰ نے اونکو جنت نصیب کی تو وہ
بھی قوم کے لوگوں کو یاد کر کے یہی آرزو کرتے رہے کہ قوم کے لوگ بھی نیک راہ پر آویں اور جنت میں اونکے شریک حال ہو
سلف کا قول ہے کہ جب حبیب نجار کی قوم نے حبیب نجار کو شہید کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو او
قوم کے ہلاک کرنے کا حکم دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوس بستی کے دروازہ پر آنکر ایک چنگھاڑ ماری جس سے سب
آدمی کلیجے پھٹ کر فوراً مر گئے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اونکے ہلاک کرنے کے لئے آسمان سے کسی فوج کے ا
ی ضرورت نہ تھی بلکہ ایک چنگھاڑ اونکے ہلاک کے لئے کافی تھی اسمیں قریش کو تنبیہ فرمائی کہ قریش لوگ اللہ کے رسول کو
جھٹلا کر عذاب الٰہی کی کیا جلدی کرتے ہیں عذاب الٰہی کے لئے کسی فوج اور لشکر کی ضرورت نہیں اوسکا ایک آوا
بڑے بڑے سرکشوں کے کافی ہے اب آگے اللہ تعالیٰ نے اللہ کے رسولوں کی نافرمانی والے لوگوں کے حال پر افسو
ظاہر فرمایا ہے کہ کیوں یہ لوگ اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کر کے دین و دنیا کے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں اگرچہ مفسرین
یاحسرۃ علی العباد کے اور معنے بھی بیان کئے ہیں لیکن یہ معنے جو اوپر بیان کئے گئے یہ حضرت عبداللہ بن عباس کے او
قول کے موافق ہیں جو علی بن طلحہ کی روایۃ سے ہے اور اس تفسیر میں یہ بات کئی جگہ بیان کر دی گئی ہے کہ اس سند کی
بہت صحیح ہوتی ہے اسیواسطے تینوں ترجموں میں اس قول کو لیا ہے اسی قول کے موافق یہ آیۃ متشابہات میں
کیونکہ مثلاً اللہ کے غصے اور خوشی کی تفصیل معنے جسطرح ہمکو معلوم نہیں وہی حال اللہ تعالیٰ کے افسوس کا ہے ص
بخاری و مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ر
رمثال مینہ کیسی ہے اور لوگوں کی مثال زمین کی سی ہے اب زمین میں دو قسمیں ہیں ایک کھیت اور باغ کی زمین ہے کہ
فیض اوٹھا کر پھلتی پھولتی ہے دوسری شور زمین ہے کہ مینہ سے اوسکو کچھ فیض نہیں اسیطرح بعضے لوگ اللہ کے رسول کی
نصیحت سے فیض پاتے ہیں اور بعضے محروم ہیں یہ حدیث گویا اس آیۃ کی تفسیر ہے کیونکہ جن لوگوں کی حالت پر اللہ تعالیٰ
افسوس ظاہر کیا ہے اون لوگوں کا حال حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ باوجود اسکے کہ مینہ کی طرح اللہ کے رسو
ی نصیحت کا فیض عام ہے لیکن وہ لوگ اس فیض عام سے محروم ہیں یہاں ایک یہ خیال گذرتا ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے پیدا
پھر جسکو اوس نے جیسا پیدا کیا ہے ویسا وہ ہے اللہ اور اللہ کے رسول کے افسوس کا کیا مطلب ہے اسکا جواب یہ ہے

منزل ۵

کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نیک و بد سب کی خصلتیں جان لی ہیں پیدا ہونے سے پہلے جن لوگوں میں بری خصلات نظر آئیں اونہی خصلات پر وہ افسوس ہے اور مجبوری کا ایمان اللہ کی درگاہ میں مقبول نہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اوسکی خصلت پر چھوڑ دیا ہے،، اب آگے قریش کو تنبیہ فرمائی کہ رسولوں کی نافرمانی کے سبب سے کچھ یہ ایک ہی بستی نہیں اجڑی بلکہ ملک شام کے سفر میں انکو راستہ میں کئی اجڑی ہوئی اور بستیاں دیکھنی چاہئیں جو ایک دم میں طرح طرح کے عذابوں سے ایسے اجڑیں کہ اونمیں سے کوئی بھی اپنے اجڑے ہوئے گھربار مال متاع کی خبرگیری کو پھر دنیا میں نہ آیا پھر فرمایا ایسے لوگوں کی فقط یہی سزا نہیں ہے کہ اونپر دنیا کے طرح طرح کے عذاب آئے بلکہ عذاب آخرت کے فیصلہ کے لئے ان سب کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونا پڑیگا ترمذی مسند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے ابو برزہؓ اور معاذ بن جبلؓ صحیح روایتیں اوپر گذر چکی ہیں کہ چار باتوں کی جوابدہی کے لئے ہر شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو ضرور کھڑا رہنا پڑیگا،، (۱) تمام عمر کس کام میں گذاری (۲) جوانی میں کیا کیا (۳) روپیہ پیسہ کیونکر کمایا اور کہاں خرچ کیا (۴) دین کی کوئی بات سنی تو اوسپر کیا عمل کیا،، یہ روایتیں وان کل لما جمیع لدینا محضرون کی گویا تفسیر ہیں کیونکہ آیۃ کے اس ٹکڑے میں قیامت کے دن سب مخلوق کے اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے کا جو ذکر ہے ان روایتوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ حاضر ہونا کون سی جوابدہی کے لئے ہوگا،،

منزل ۵

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور ایک نشانی ہے اُنکو زمین مردہ اُسکو ہمنے جلایا اور نکالا اُسمیں سے اناج سو اُسمیں سے کھاتے ہیں اور بنائے ہمنے

فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۙ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا

اُسمیں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہائے اُسمیں بعضے چشمے کہ کھاویں اُسکے میوے اور وہ

عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ

بنایا نہیں اُنکے ہاتھونے پھر کیوں نہیں شکر کرتے پاک ذات ہے جسنے بنائے جوڑے سب چیز کے اس قسم سے جو اُگتا ہے زمین میں اور آپ اُنمیں اور جن چیزوں کی اُنکو خبر نہیں

اوپر کی آیۃ انا نحن نحی الموتی میں حشر کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں اوسکی مثال بیان فرمائی کہ ہر سال حشر کا حال سمجھنے کے لئے وہ مردہ زمین کہ جس میں گھاس تک نہیں ہوتی منکرین حشر کے حق میں ایک نشانی ہے کہ جسوقت ہمنے اوسپر مینہ برسایا تو وہ جی اوٹھتی ہے اور ہر قسم کی چیزیں اگاتی ہے گویا بعد مرنے کے جی اوٹھتی ہی اسواسطے فرمایا کہ زندہ کیا ہمنے اوسکو اور نکالا ہمنے اُس سے اناج جو کھاتے ہیں یہ بھی اور اونکے چوپائے بھی پھر فرمایا کہ بنائے ہمنے باغ کھجور اور انگور کے اور بہائے زمین میں چشمے اور ندیاں تاکہ کھائیں اوسکے میووں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اناج کے پیدا کرنیکا احسان مخلوق پر رکھا اوسکے بعد میوونکا اور پھلوں کا ذکر کیا، کیونکہ انسان کو بہ نسبت میووں کے اناج کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے اسلئے اناج کا پیدا کرنا ایک بڑی نعمت ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دوسرے صور سے

پہلے ایک مینہ برسیگا جسکی تاثیر سے آدم علیہ السلام کے پتلے کی طرح قیامت تک کی سب مردہ مخلوقات کے پتلے اسیطرح طیار ہو جاویں گے جسطرح اب ہر سال کے مینہ کی تاثیر سے ہر طرح کا اناج اور میوہ پیدا ہوجاتا ہے قرآن شریف میں جگہ جگہ حشر کی حالت کے سمجھانے کے لئے حشر کے ذکر کے ساتھ اناج اور میووں کی پیدا وار کا جو ذکر فرمایا گیا ہے اس حدیث سے اوسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کسلئے کہ اب جو ہر سال مینہ کی تاثیر سے کام لیا جاتا ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے بہت بڑا کام ہے کہ ایک اناج کے دانہ سے ہزاروں دانے اور ایک میوہ کی گٹھلی سے ہزاروں میوے پیدا کئے جاتے ہیں حشر کے دن جو مینہ برسیگا اوسکی تاثیر سے فقط اتنا ہی کام لیا جاویگا کہ ایک مردہ کی مٹی سے ایک پتلا تیار کردیا جاویگا پھر اب جسطرح ماں کے پیٹ میں پتلا تیار ہوجاتا ہے اور اوسمیں روح پھونکدی جاتی ہے اسیطرح حشر کے دن سب پتلوں میں روحیں پھونکدی جاویں گی منکرین حشر کے دن سب پتلوں میں روحیں پھونکدی جاویں گی منکرین حشر کی یہ بڑی نادانی ہے کہ وہ باوجود سمجھانے کے کھیتی کی حالت سے حشر کی حالت کو نہیں سمجھتے ،، جو فلسفی لوگ جسمانی حشر کے منکر ہیں اونہوں نے بھی اس مثال کے سمجھنے میں غلطی کی ہے ، بعضے میوے ایسے قدرتی ہوتے ہیں کہ انسان کا کچھ دخل اونمیں گٹھلی کے بونے یا پانی کے دینے کا نہیں ہوتا حضرت عبداللہؓ بن عباس نے ایسی ہی میووں کو وما عملتہ ایدیہم کی تفسیر قرار دیا ہے اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے اور پانی دئے ہوئے درختوں کے میوے کھاتے ہیں اور ایسے درختوں کے میوے بھی کھاتے ہیں جو انکے ہاتھ کے لگائے ہوئے نہیں ہیں اور قدرتی ندیوں کے پانی سے اون درختوں کی پرورش ہوئی ہے ، حضرت عبداللہؓ بن عباس کا یہ قول تفسیر ابراہیم بن المنذر میں ہے ، یہ ابراہیم ابن المنذر حاکم اور ابن ماجہ کے رتبہ کے قدیم مفسروں میں ہیں اور ابوحاتم رازی نے انکو معتبر علما میں شمار کیا ہے اسلئے یہی تفسیر صحیح معلوم ہوتی ہے اسی خیال سے تینوں ترجموں میں اسی تفسیر کے موافق ترجمہ کیا گیا ہے آگے فرمایا جس نے انسان اور ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے وہ اللہ ان ناشکر مشرکوں کے شرک سے پاک اور دور ہے وممالا یعلمون ،، اسکا مطلب یہ ہے کہ جنگل اور دریا میں بہت سے ایسے جانور ہیں جنکو لوگ نہیں جانتے ،،

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝

اور ایک نشانی ہے انکو رات اودھیڑ لیتے ہیں ہم اُس سے دن پھر تبھی یہ رہجاتے ہیں اندھیرے میں

یہ ایک اور قدرت کی نشانی کا ذکر فرمایا کہ ایک نشانی ہماری قدرت کی اونکی واسطے رات ہے اودھیڑ لیتے ہیں ہم اوس سے دن کو تو اوسوقت وہ اندھیرے میں رہجاتے ہیں رات کا اندھیرا اور دن کا اوجالا دونوں خدا کی قدرت کو ہر روز بتاتے ہیں ایک دوسرے کے پیچھے لگا رہتا ہے رات آتی ہے تو دن چلا جاتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات چلی جاتی ہے رات کو انسان آرام پاتا ہے اور دن کو ہر طرح کام دہندا کرتا ہے ،، صحیح بخاری میں حذیفہؓ بن الیمان سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کو موت اور سوکر اوٹھنے کو دوبارہ جینا فرمایا ہے ،، نیند میں آدمی کے ہوش وحواس جاتے رہتے ہیں اسلئے اللہ کے رسول نے نیند کو موت فرمایا اس آیۃ کی تفسیر میں اوپر کی حدیث کو یہ دخل ہے کہ رات کو سونا اور دن کو پھر جاگ اوٹھنا حشر کا

منزل ۵

ایک نمونہ ہے اس مناسبت سے حشر کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے رات دن کا ذکر فرمایا ،،

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھہری راہ پر یہ سادھا ہے اس زبردست باخبر کا

حسن بصریؒ اور اور سلف کے قول کے موافق سورج کے تین سو ساٹھ مطلع اور چاند کی اٹھائیس منزلیں مقرر ہیں سورج کے مطلع پورے ہونے سے ایک سال اور چاند کی منزلیں پوری ہونے سے ایک مہینہ پورا ہوتا ہے اس آیتہ میں رات دن کی ذکر کی مناسبت سے سورج کے دورہ کا اور آگے کی آیتہ میں چاند کے دورہ کا ذکر ہے سورج کے دورہ کے علمائے مفسرین نے دو مطلب بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ ہر روز مشرق سے مغرب کے طرف جو سورج جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے اس مطلب کی تفصیل اور تفسیر صحیح حدیثوں میں آئی ہے صحیح بخاری صحیح مسلم ترمذی نسائی مسند امام احمد وغیرہ میں جو حدیثیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ یہ سورج جو غروب ہوتا ہے تو تمکو معلوم ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے انہوں نے کہا مجھکو کچھ معلوم نہیں آپ نے فرمایا یہ عرش معلے کے نیچے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ کرتا ہے ،، اور معمول کے موافق مشرق سے نکلنے کی اوسکو اجازت ملتی ہے جب قیامت آنے کو ہوگی تو مغرب کی طرف سے نکلنے کا اوسکو حکم ہو جاویگا پھر کسیکا ایمان قبول نہ ہوگا یہ فرما کر پھر آپ نے یہ آیتہ پڑہی اگرچہ سورج اور تمام مخلوقات ہر وقت عرش معلے کے نیچے ہے کیونکہ مستدرک حاکم اور بیہقی کی حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث میں جس حدیث کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے یہ آچکا ہے کہ ساتوں آسمان بمقابلہ کرسی کے ایسے ہیں جسطرح بڑے جنگل میں ایک چھلا پڑا ہوا ہو اور جسقدر اوس چھلے سے وہ جنگل بڑا ہے وہی حال عرش کا بمقابلہ کرسی کے ہے اب عرش معلے کی بڑائی استقرار ہونے کے سبب سے کسی وقت تمام مخلوقات میں کی کوئی شی عرش معلے کے نیچے ہونے سے سرک تو نہیں سکتی لیکن خاص طور پر سورج کے سجدہ کرنے کے ذکر میں اوسکے عرش کے نیچے ہونیکا ذکر حدیث میں آیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ غروب کے وقت بھی سورج عرش معلے کے نیچے ہی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ کرتا ہے دوسرا مطلب آفتاب کے دورہ کا یہ ہے کہ قیامت تک مشرق سے نکلنے اور مغرب میں غروب ہونیکا دورہ جو اللہ تعالیٰ نے اوسکے پیچھے لگا دیا ہے وہی اوسکا دورہ ہے قیامت کے دن اوسکی حرکت جاتی رہیگی اس مطلب کی تائید اسطرح کی صحیح حدیثوں سے نہیں ہوتی جسطرح پہلے مطلب کی تائید صحیح حدیثوں سے ہوتی ہے اسلئے آیتہ کی وہی تفسیر صحیح ہے جو اوپر بیان ہوئی غرض سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی شے کو ایک حال پر قیام نہیں اب سورج مشرق سے نکلتا ہے ایک دفعہ اسکو مغرب سے نکلنا پڑیگا اور اب بھی جاڑے کے موسم میں مشرق سے مغرب تک اوسکو تھوڑا سا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے جسکے سبب سے جاڑے کے موسم کا دن چھوٹا ہو جاتا ہے اور گرمی کے موسم میں بہت فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے جس کے سبب سے گرمی کے موسم کا دن بڑا ہو جاتا ہے بعض روایتوں میں ہو جو ہے کہ سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے کے بعد دنیا ایکسو بیس برس تک قائم رہیگی اور جب لوگ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا بھول جاوینگے تو ایمان اور توبہ پھر قبول ہونے لگ جاوینگے یہ بات صحیح حدیثوں کے مخالف ہے کیونکہ صحیح حدیثوں میں آچکا ہے کہ سورج کے مغرب سے نکلتے ہی دابۃ الارض نکل آویگا اور مسلمان اور کافر

کو الگ الگ کر دیوےگا اور سورج کے مغرب سے نکلتے ہی اسلام اور توبہ پھر قیامت تک قبول نہ ہوں گے،، آخر کو فرمایا سورج کی چال کا یہ اندازہ ایسے زبردست صاحب علم کا ٹھہرایا ہوا ہے کہ اوس میں کبھی فرق نہیں پڑ سکتا،، ترجمہ میں ہندی کا جو لفظ سادہ ہے اوس سے مطلب بھی اندازہ ہے،،

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

اور چاند کو ہمنے بانٹ دی ہیں منزلیں یہانتک کہ پھر آ رہا جیسے ٹہنی پرانی نہ سورج کو پہونچے کہ پکڑ لے چاند کو

وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک ایک گھیرے میں پھرتے ہیں

خطیب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اٹھائیس منزلیں ہیں جنکے اندر چاند ہر مہینے پھرتا ہے جب ان سب منزلوں کو چاند طے کر چکتا ہے تو پھر پرانی ٹہنی کی صورت میں اسطرح ہو جاتا ہے جسطرح اول مہینے میں تھا چاند کی اس چال سے مہینوں کا حساب سمجھا جاتا ہے اور پھر برسوں کا جسطرح کہ سورج سے رات اور دن کی پہچان ہوتی ہے،، یہ خطیب بغدادی ابوبکر احمد بن علی ملک شام کے معتبر اور مشہور علما میں ہیں انکے وقت کے علما انکو دارقطنی ثانی کہا کرتے تھے انکی وفات کے بعد اوس وقت کے بعضے علما نے خواب میں دیکھا کہ انکی تصنیف کی بعض کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھوا کر ان سے سنیں پھر فرمایا کہ سورج کو نہیں لائق ہے کہ پکڑ لیوے چاند کو مطلب یہ ہے کہ چاند کی چال سے سورج کی چال کم ہے اسلئے سورج چاند کو پکڑ نہیں سکتا اور رات بھی دن سے آگے بڑھنے والی نہیں ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ دن تو آوے نہیں اور دوسری رات شروع ہو جاوے انکے لئے یہی ایک حد اللہ نے ٹھہرا دی ہے کہ اوس سے تجاوز نہیں کر سکتے اور رات دن تیزی کے ساتھ ایک دوسرے کی طلب میں مشغول ہیں اور پیچھے لگا آتا ہے غرضکہ رات اور دن اور سورج اور چاند سب کے سب الگ گھیرے میں آسمان اور زمین کے بیچ میں دوڑتے ہوئے پھرتے ہیں معلوم ہوا کہ ستارے خود چلتے ہیں یہ بات نہیں ہے کہ وہ آسمان میں گڑے ہوئے ہیں اور فقط آسمان چلتا ہے جیسا کہ لفظ یسبحون سے جسکے معنے پھرنے کے ہیں سمجھا جاتا ہے حضرت عبداللہ ابن عباس اور عکرمہ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سب دورکرتے رہتے ہیں ایک گھیرے میں،، صحیح مسلم میں نواس بن سمعان سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال زمین پر چالیس دن رہیگا جنمیں ایکدن ایک برس کا ہوگا اور دوسرا ایک مہینہ کا اور تیسرا ایک ہفتہ کا اور باقی کے دن معمول ہونگے یہ بات سنکر صحابہ نے پوچھا کہ برس کے دن میں کیا نمازیں اوسیقدر کافی ہونگی جو ایکدن میں کافی ہوسکتی ہیں آپ نے فرمایا نہیں حساب کر کے برس روز کی نمازیں اوسدن پڑھنی چاہئیں،، اس سے معلوم ہوا کہ اون بڑے تینوں دن میں راتیں بھی شامل ہونگی اسلئے رات دن کے اندازہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برس دن کی نمازوں کا حکم اوس ایکدن کے لئے فرمایا یہ نواس بن سمعان شامی صحابہ میں ہیں اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سورج اور چاند اور رات دن کے جس انتظام کا ان آیتوں میں ذکر ہے وہ انتظام دجال کے زمانہ میں تین دن کے لئے اللہ کے حکم سے پلٹ جائیگا

منزل ۵

کل فی فلک یسبحون سے اہل ہیئت کے اوس قول کا ضعیف ہونا نکلتا ہے کہ سورج آسمان میں جڑھا ہوا ہے آسمان کے پہرنے سے وہ بھی پہرتا ہے خود نہیں پہرتا، عرجون کھجور کی اوس ٹہنی کو کہتے ہیں جسمیں چھوٹی چھوٹی بہل دار شاخیں لگی ہوتی ہیں یہ ٹہنی پرانی ہو کر زرد اور خمدار ہوجاتی ہے اور چاند بھی آخر مہینہ پر ایساہی ہوجاتا ہے اسلئے آخر مہینہ کے چاند کو کھجور کی پرانی ٹہنی کے مشابہ فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ

اور ایک نشانی ہے انکو کہ اٹھائے انکی نسل اس بھری کشتی میں اور بنا دئے ہمنے انکو اسطرح کے جسپر چڑھتے ہیں

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

اور ہم چاہیں تو انکو ڈبادیں پہر کوئی نہ پہنچے انکی فریاد کو اور نہ وہ خلاص کئے جاویں مگر ہم اپنی مہر سے اور کام چلانے کو ایک وقت تک

حضرت عبداللہ بن عباس نے مشحون کے معنے بوجہل کے بیان کئے ہیں اور قتادہ کا قول ہے کہ وہ کشتی نوح علیہ السلام کی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے دریا کو بھی تمہارا تابعدار بنا دیا کہ تم اوسمیں اسباب کی کشتیاں لئے پہرتے ہو اگر حضرت نوح علیہ السلام کی اول کشتی نہ ہوتی تو دنیا میں کشتی کا رواج نہ ہوتا اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وہ کشتی بنوائی جس سے کشتی کا رواج بھی پڑا اور بنی آدم کی نسل بھی آگے کو چلی ورنہ طوفان میں سب ہلاک ہوجاتے پہر فرمایا بنا دی ہمنے اونکے لئے مثل کشتی کے اور سواریاں جنپر سوار ہوتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ من مثلہ سے مراد اونٹ ہیں وہ خشکی کی کشتیاں ہیں اوسپر بوجھ بھی لادتے ہیں اور سوار بھی ہوتے ہیں مجاہد نے بھی ایسا ہی کہا ہے پہر فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ڈبو دیں اونکو جو کشتیوں میں سوار ہیں پہر کوئی اونکی فریاد کو پہونچنے والا نہیں جو اونکو اس مصیبت سے نجات دیوے مگر ہم اپنی رحمت سے دریا اور خشکی میں سفر کراتے ہیں ،، اور ایک وقت مقرر تک تمکو ہر ایک آفت سے بچاتے ہیں ،، ذریتہ کے معنے نسل کے بھی آتے ہیں اور جن بڑے بوڑہوں سے نسل چلتی ہے اونکو بھی ذریتہ کہتے ہیں اسیواسطے مرادی ترجمہ میں پہلے معنے لئے گئے اور باقی کے دونو ترجموں میں دوسرے ،، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذرچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو ایسے کسی عذاب میں اونکو پکڑ لیتا ہے جس سے وہ پہر بچ نہیں سکتے ،، اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کے وعدہ کے موافق جنگل اور دریا کے سفروں میں وقت مقررہ تک ہر ایک آفت سے بچایا جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے تو بدر کے سفر میں انپر ایسی آفت پہونچی کہ جس سے بجکر پہر اونکو گھر آنا نصیب نہ ہوا چنانچہ اسکا قصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایتہ سے کئی جگہ گذرچکا ہے ،،

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ

اور جب کہئے انکو بچو اپنے سامنے آنے سے اور پیچھے چھوڑے سے شاید تمپر رحم ہو اور کوئی حکم نہیں پہنچتا

منزل ۵

أَيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ

آنکو اپنے رب کے حکموں سے جسکو ٹلاتے نہیں رہتے اور جب کہئے انکو خرچ کرو کچھہ اللہ کا دیا

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلاویں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اسکو کھلاتا تم لوگ تو نرے بہک رہے ہو صریح

مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ مشرکین مکہ کو جب پہلے قوموں کی حالت سے ڈرنے کو کہا جاتا اور اونکی گمراہی کے آیندہ کے نتیجہ کو انہیں یاد دلایا جاتا تھا تو بجائے راہ راست پر آنے کے یہ لوگ قرآن کی ان نصیحتوں کو ٹال دیتے تھے اسیطرح جب ان لوگوں سے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو خوشحال جو کیا ہے اسکے شکریہ میں غریب محتاج لوگوں کے ساتھہ کچھہ سلوک کیا کرو تو اوسکے جواب میں یہ لوگ کہتے تھے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ غریب و محتاج رکھنا چاہتا ہے اونکے ساتھہ سلوک کرنے کا تقاضا نادانی سے خالی نہیں،، صحیح قول یہی ہے کہ ان انتم الا فی ضلال مبین مشرکین مکہ کا قول ہے اور مطلب اسکا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ غریب محتاجوں کے ساتھہ سلوک کرنے کی نصیحت کو یہ لوگ نادانی ٹھہراتے تھے،، ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیتوں میں واذا قیل لہم اتقوا کا کچھہ جواب مشرکین کی طرف سے نہیں ہے لیکن حقیقت میں واذا قیل لہم اتقوا اور وما تاتیہم من آیۃ دونو کے جواب کی جگہہ الا کانوا عنہا معرضین کو رکھہ کر یہ جتلایا گیا ہے کہ مشرکین کی حالت ہی گویا اس بات کا جواب ہے کہ جب ان کو کچھہ نصیحت کی جاتی یا نصیحت کی کوئی نئی آیتہ اوترتی تو وہ اوسکو ٹال دیتے تھے اور کسی بات کا جواب دیتے تو اولٹا دیتے تھے مثلاً دنیا عالم اسباب میں خود تو تجارت کرتے تھے بیمار ہوتے تو علاج کرتے تھے اور مسلمانوں کو مسخرا پنے سے اونہوں نے یہ جواب دیا کہ جن بھوکوں کی قسمت میں کھانا لکھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اونکو کھانا کھلاویگا جسکو اللہ نے بھوکا رکھا ہم اونکو اپنا کھانا نہیں کھلا سکتے،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی روایتہ ایک جگہہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھہ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے بعد کتنے آدمی دوزخ میں جانے کے قابل کام کریں گے حدیث کے اس ٹکڑے کو آیتوں کی تفسیر میں دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا ظہور ایسے لوگوں کی حالت سے اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے جیسے لوگوں کا ذکر ان آیتوں میں ہے،،

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ

کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو یہی راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ کی جو انکو پکڑیگی

وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

جب آپس میں جھگڑ رہے ہونگے پھر نہ سکیں گے کہ کچھہ کہہ مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر جاویں گے اور پھونکا جاوے نرسنگا

فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا

پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کیطرف بہیں پہریں گے کہینگے اے خرابی ہماری کسنے اوٹھا دیا ہمکو ہماری نیند کی جگہہ سے یہ وہ ہے

مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

جو وعدہ دیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا بھیجے ہوؤں نے یہی ہوگی ایک چنگھاڑ پھر تبھی وہ سارے ہمارے پاس پکڑے آئے

جسطرح کوئی کسی چیز کا منتظر ہوتا ہے اسطرح کافر لوگ قیامت کا حال سنکر مسخراپن اور تعجب سے یہ بات مسلمانوں سے کہتے تھے کہ جو کچھ تم قیامت کا حال کہتے ہو کہ مرکر پھر جینا ہوگا اور وہاں آخرت میں ہم پر عذاب ہوگا اور تم بڑے عیش اور آرام میں ہوجاؤگے اگر یہ تمہارا بیان سچ ہے تو آخر اسکا ظہور کب ہوگا اور قیامت کی ابتدا پہلے صور سے ہوگی جسکو نفخۃ الفزع کہتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے اون کافروں کے جواب میں فرمایا کہ جب یہ لوگ ایک منتظر آدمی کی طرح قیامت کے انتظار میں ہیں تو انکو ایک سخت آواز کا انتظار کرنا چاہئے کہ لوگ اپنے دنیا کے کاربار میں معمول کے موافق اسیطرح مصروف ہونگے جسطرح آج مصروف ہیں کہ یکایک ایک آواز سخت آنکر تمام دنیا فنا ہوجاویگی صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کی اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کی روایت سے جو تفسیر اس پہلے صور کی آئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ بازار میں کپڑے کے تھان دوکاندار خریداروں کو کھول کھول دکھا رہے ہونگے حوضوں اور نہروں کی مرمت کھیتوں اور باغوں میں پانی پہونچانے کی غرض سے ہو رہی ہوگی اپنے جانوروں کا دودھ لوگ دوہتے ہوں گے کچھ لوگ کھانا کھانے بیٹھے ہونگے اتنے میں وہ کپڑے کا تھان کھلا کا کھلا رہجاویگا ہاتھہ کا نوالہ ہاتھہ میں رہویگا اور موہنہ کا موہنہ میں دوہا ہوا دودھ اور مرمت کئے ہوئے حوض اور نہریں یہ سب کچھہ یوں ہی پڑا رہویگا کہ یکایک پہلے صور کی آواز سے سب مخلوق اسطرح فنا ہوجاویگی کہ نہ کوئی اپنے مال کی کسیکو کچھہ وصیت کرسکے گا نہ گھر کے باہر گیا ہوا شخص پھر کر گھر کو آسکیگا اسکے بعد چالیس برس تک تمام دنیا ویران پڑی رہیگی پھر دوسرا صور پھونکا جاویگا جسکا ذکر آگے کی آیت میں ہے کہ اس دوسرے صور کی آواز سے سب جی اوٹھینگے اور اپنے رب کے روبرو حاضر ہونے کے لئے قبروں سے نکل کر چل نکلیں گے ،، اس دوسرے صور کا نام نفخۃ البعث ہے دونو صور کے مابین کے چالیس برس کے زمانہ میں عذاب قبر موقوف ہوجاویگا اور عذاب قبر والے لوگوں کو ایک غنودگی سی آجاویگی اسیواسطے جب یہ لوگ دوسرے صور کی آواز سے جاگ اوٹھینگے تو اپنی قبروں کو اپنی خوابگاہ قرار دیکر یہ کہیں گے کہ افسوس ہمکو ہماری خوابگاہ سے کسنے اوٹھایا دیندار لوگ جواب دینگے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے جس وعدہ کو تم لوگ دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے آج وہ اللہ کے وعدہ کا حشر کا دن ہے حساب وکتاب کے لئے سب لوگ قبروں سے اوٹھائے گئے ہیں تفسیر عبدالرحمٰن بن زید میں ہے کہ پہلے کافر لوگ یہ کہیں گے کہ ہمکو ہماری خوابگاہ سے کسنے اوٹھا دیا پھر اپنی بات کا آپ ہی یہ جواب دیں گے کہ شاید آج وہ دن ہے جسکو حشر کا دن اللہ کے رسول نے دنیا میں جتلایا تھا اور تفسیر حسن بصریؒ میں ہے کہ کافروں کی بات کا یہ جواب فرشتے دیویں گے لیکن سورۂ روم میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث فھذا یوم البعث جسکا حاصل مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا اور آگے بھی آتا ہے کہ منکرین حشر کی اوس بات کا جواب دیندار لوگ دیویں گے اسواسطے یہی قول صحیح اور قرآن شریف کے مضمون کے موافق ہے کہ کافروں کی اوس بات کا جواب دیندار لوگ دیویں گے

منزل ۵

پہر فرمایا کہ دوسرے صور کی فقط ایک ہی آواز ان لوگوں کے اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہونے کے لئے ایسا کہہ تقاضا ہے کہ اوس آواز کے ساتھ ہی سب اللہ تعالی کے روبرو پکڑے ہوئے آجاویں گے ،،

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ

پہر آجکے دن ظلم نہوگا کسی جی پر کچہہ اور وہی بدلا پاؤگے جو کرتے تھے تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک دہندے میں ہیں

فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلٰلٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ

باتیں کرتے ہیں وہ اور انکی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے انکو وہاں ہے میوہ اور انکو ہے جو مانگ لیں

سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِي آدَمَ

سلام بولنا ہے رب مہربان سے اور تم الگ ہو جاؤ آج اے گنہگارو نے کہہ رکھا تہا تمکو اے آدم کی

أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ

اولاد کہ نہ پوجو شیطان کو وہ کہلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجکو یہ راہ ہے سیدہی اور وہ

أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝ هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝

بہکا لیگیا تم میں سے بہت خلق کو پہر کیا تمکو بوجہ نہ تہی یہ دوزخ ہے جسکا تمکو وعدہ تہا

اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

جا پڑو اسمیں آجکے دن بدلا اپنے کفر کا

اوپر دوسرے صور کی آواز سنکر اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہو جانے کا ذکر تہا اب اوسکے نتیجے کا ذکر فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی روایتہ سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام کر لیا ہے اسیواسطے فرمایا کہ قیامت کے دن کسی پر کچہہ ظلم نہوگا مطلب یہ ہے کہ نیکیوں کے ثواب میں کمی نہ ہوگی اور بدی کی سزا جرم کی حیثیت سے بڑہکر نہ ہوگی ،، اب آگے جنتیوں اور دوزخیوں کا ذکر فرمایا کیونکہ دنیا کا پیدا ہونا اور حشر کا قائم ہونا سب اسی نتیجہ کے لئے تہا ،، جنتیوں کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اور اونکی بیبیاں طرح طرح کی نعمتوں کے مشغلہ میں لگے ہوئے ہونگے جنت کے مکانوں درختوں کے سایہ کی ٹھنڈک میں چپر کھٹوں کے اندر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے اور طرح طرح کے میوے اور جو جو کچھ اونکا جی چاہیگا وہ سب کچہہ وہاں موجود ہو جاویگا اللہ تعالی کا سلام اونکو پہونچے گا جنتی جب جنت میں جانے لگیں تو دوزخیوں کو حکم ہوگا کہ تمہارے گروہ الگ ہو جاوے اور پہر انکو یوں قائل کیا جاویگا کہ کیا رسولوں کی زبانی تم کو شیطان کی فرمانبرداری سے منع نہیں کیا گیا تہا اسپر بھی ایک بڑی جماعت نا سمجھی سے شیطان کے بہکاوے میں آگئی تو ایسے لوگوں کا ٹھکانا آج کے دن دوزخ ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جنتیوں کے لئے اللہ تعالی نے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی ہیں وہ دنیا میں نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنی نہ

کسی کے دل پر انکا خیال گذر سکتا ہے ،، صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالک سے اور بخاری ترمذی اور مستدرک حاکم میں ابو درداؔ اور ابوذرؔ سے جو روایتیں ہیں اونمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ میں پورا بیان کردوں تو لوگ ہنسنا چھوڑکر ہمیشہ روتے رہیں اور گھر بار چھوڑکر جنگل کو نکل جاویں ،، ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ اہل جنت کی نعمتوں اور اہل دوزخ کے عذابوں کی پوری تفسیر علمائے امت کی طاقت سے باہر ہے ، سلام قولا من رب رحیم کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کا قول یہی ہے کہ اہل جنت سے اللہ تعالیٰ سلام علیکم فرماویگا ابن ماجہ بیہقی وغیرہ میں جابرؔ بن عبداللہ کی ایک روایت بھی اس مضمون کی ہے جس سے حضرت عبداللہ بن عباس کے اس قول کی پوری تائید ہوتی ہے اگرچہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی فضل بن عیسی رقاشی ضعیف ہے لیکن یہ حدیث چند طریقوں سے آئی ہے اسلئے بیہقی نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ یہ حدیث معتبر ہے ،،

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

آج ہم مہر کردیں گے اُنکے مونھ پر اور بولیں گے ہمسے اُنکے ہاتھ اور بتاوینگے اُنکے پاؤں جو کچھہ وہ کماتے تھے

صحیح مسلم ترمذی نسائی مسند امام احمد مسند بزار تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو چند روایتیں اس آیتہ کی تفسیر میں حضرت انسؔ وغیرہ کی روایتہ سے آئی ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حالت کا ذکر اس آیتہ میں ہے وہ قیامت کے دن لوگونکا حساب جسوقت ہوگا اوسوقت کی حالت کا ذکر ہے جب نیک وبد سب طرح کے لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونگے تو بعضے نیک گنہگار لوگ ایسے ہونگے کہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھہ کر جسقدر گناہ اسمیں لکھے ہونگے اونکا اقرار کریں گے اونکے اقرار پر اللہ تعالیٰ کو رحم آویگا اسلئے اللہ تعالیٰ انکے سب گناہ بخشدیویگا اور بعضے کافر اور منافق ایسے ہونگے کہ اپنے گناہوں کا انکار کریں گے اور کہویں گے کہ یا اللہ تیرے فرشتوں نے ہمارے نامہ اعمال مین وہ برے کام لکھدیئے ہیں جو ہم نے ہرگز دنیا میں نہیں کئے اور بعضے یہ بھی کہویں گے کہ یا اللہ کیا آج کے دن تجھکو انصاف درکار نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ ہاں مجھکو ضرور آجکے دن انصاف درکار ہے اوسپر وہ لوگ کہویں گے کہ آج کے دن ہم ایسا گواہ چاہتے ہیں کہ جسپر ہمارا بھروسہ ہو اسپر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے منہ پر اپنی قدرت سے خاموشی کی مہر لگا دیویگا جس سے انکی زبان بالکل بند ہوجاویگی اور اونکے ہاتھ پیروں کو گویائی دیویگا انکے ہاتھہ پیر انکے سب گناہوں کا حال اسطرح بیان کردیویں گے کہ جب ہاتھہ گناہونکا حال بیان کریگا تو پیر اوسکے بیان کے سچے ہونے کی گواہی دیویگا اور جب پیر گناہوں کا حال بیان کریگا تو ہاتھہ گواہی دیویگا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے آیتہ میں باتیں کرنا اور گواہی دینا دو لفظ فرمائے ہیں جب یہ ہو چکے گا تو وہ کافر اور منافق لوگ اپنے ہاتھہ پیروں پر خفا ہونگے کہ تمنے ہمارے مخالف گواہی کیوں دی ہاتھہ پیر جواب دیویں گے کہ ہمنے جو کچھہ کیا اللہ کے حکم سے کیا تفسیر کرخی میں ہے کہ جس اللہ نے گوشت کے ایک ٹکڑے زبان کو دنیا میں گویائی دی ہے اسکی قدرت سے کیا عجیب ہے کہ وہ ہاتھہ پیروں کو گویائی دیدے کیونکہ انسان کی زبان کا گوشت اور اور سب گوشت یکساں ہے تفسیر مقاتل میں ہے کہ جب

منزل

یہ کافر اور منافق لوگ سچی بات کے کہنے سے زبان کو بند کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود انکے ہاتھ پیروں سے انکو قائل کرادیگا مسند امام احمد مستدرک حاکم نسائی بیہقی تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم میں معاویہ بن حیدہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام کی سرزمین پر مخلوقات کا حشر ہوگا سوار پیدل اور منہ کے بل تین طرح کے لوگ قبروں سے میدان حشر تک جاویں گے اور اپنے برے اعمالوں سے جب لوگ منکر ہونگے تو سب سے پہلے ہتھیلی اور ران کو قوت گویائی دی جائیگی اور زبان بند کردیجاویگی حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اس آیۃ میں تو اللہ تعالیٰ نے فقط ہاتھ اور پاؤں کو گویائی دیے جانے کا ذکر فرمایا ہے اور حٰم السجدہ میں آگے ذکر آویگا وہاں کان آنکھ اور سارے جسم کا ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اعضا سے آدمی دنیا میں برا کام کریگا وہ سب قیامت کے دن گواہی دیوینگے امام فخرالدین رازی نے حٰم السجدہ کی تفسیر میں کان آنکھ اور جلد کا ذکر کرکے یہ بات ثابت کی ہے کہ اور باقی کے سب اعضا اس ذکر میں داخل ہیں صحیح مسلم اور نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپکی ہنسی کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ جسطرح خدا تعالیٰ سے جھگڑیں گے وہ ذکر یاد کرکے مجھکو ہنسی آئی ہے پھر آپ نے لوگوں کے گناہوں سے انکار کرنے اور مونہہ پر مہر لگنے اور ہاتھ پاؤں کی گواہی دینے کا ذکر فرمایا قتادہ کا قول ہے کہ مونہہ پر سکوت کی مہر لگ جانے سے پہلے یہ لوگ طرح طرح کی حجتیں کریں گے جب انکے مونہہ پر سکوت کی مہر لگ جاویگی تو پھر زبان کے کھلجانے کے بعد بھی انکو کوئی موقع ہاتھ پیروں کی گواہی کے جھٹلانے کا باقی نہ رہیگا قرآن شریف اور صحیح معتبر روایتوں میں جو یہ ہے کہ دوزخی دوزخ میں طرح طرح سے فریاد کریں گے اس سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی آیتوں اور روایتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں جانے سے پہلے ان لوگوں کی زبان کھلجاویگی

وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي

اور اگر ہم چاہیں مٹا دیں انکی آنکھیں پھر دوڑیں راہ پانے کو پھر کہاں سے سوجھے اور اگر ہم چاہیں صورت بدل دیں

مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

انکی جہاں کی تہاں پھر نہ سکیں آگے چلنا نہ وہ الٹے پھریں اور جسکو ہم بوڑھا کریں اوندھا کریں خلقت میں پھر کیا نہیں سمجھ رکھتے

اوپر ذکر تھا کہ قیامت کے دن ہاتھ پیر گواہی دیوینگے اسکے سمجھانے کے لئے فرمایا کہ دنیا میں جبکہ اللہ اسپر قادر ہے کہ جسکو چاہے اندھا کردیوے اور جسکی صورت کو بدلنا چاہے تو بدل دیوے مثلاً جسطرح آدمی کا بدن بگڑ کر یا اندھا ہو کر اوسکی صورت بگڑ جاتی ہے تو وہ اسپر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن زبان کو گونگا کردیوے اور زبان کا کام ہاتھ پیروں سے لیوے پھر فرمایا کہ انکے اعضا حقیقت اور جسطرح پھر قدرت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں کیا اوسکا حال یہ لوگ اپنے بچپنے جوانی اور بوڑھاپے کی حالت سے نہیں سمجھ سکتے کہ جوانی سے پہلے کی کمزوری کا کیا حال تھا جوانی میں وہ کمزوری کیسی قوت سے بدل گئی اور بڑھاپا آتے ہی پھر وہی قوت کیونکر پلٹ گئی معتبر سند سے مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جوانی ایسی چیز ہے کہ بڑھاپے سے پہلے آدمی کو اوسکی قدر کرنی چاہیے۔ اس حدیث کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ بڑھاپے میں آدمی کے اعضا ایسے کمزور ہوجاتے ہیں کہ اوس سے کچھ ہو نہیں سکتا اسلیے بڑھاپے کے آنے سے پہلے آدمی کو چاہیے کہ جوانی کی قدر کرلیوے حاصل کلام یہ ہے کہ آیتوں میں بڑھاپے کے سبب سے انسان کے اعضا کی کمزوری کا جو ذکر ہے جس کمزوری سے نیک عملوں میں کوتاہی ہوجاتی ہے اوس کوتاہی کا علاج سکھانے میں یہ حدیث گویا ان آیتوں کی تفسیر ہے ؎

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا

اور ہمنے نہیں سکھایا اسکو شعر کہنا اور یہ اسکے لائق نہیں یہ تو نری سمجھوتی ہے اور یہ قرآن ہے صاف تاکہ ڈر سناوے اسکو جس میں جان ہو

وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا

اور ثابت ہو بات منکروں پر کیا اور نہیں دیکھتے وہ کہ ہمنے بنا دیے انکو اپنے ہاتھوں بنائے سے چوپائے پھر

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

وہ انکے مالک ہیں اور عاجز کر دیا انکو انکے آگے پھر انمیں کوئی ہے انکی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور انکو ان میں فائدے ہیں

وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

اور پینے کے گھاٹ پھر کیوں شکر نہیں کرتے اور پکڑے ہیں اللہ کے سوائے اور حاکم کہ شاید انکو

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ

نہ سکینگے انکی مدد کرنے اور یہ انکی فوج ہوکر پکڑے آویں گے مدد پہنچے اب تو غم نکھا انکی بات سے

اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

ہم جانتے ہیں جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں

اوپر ذکر تھا کہ قیامت کے دن جو گنہ گار اپنے گناہوں سے انکار کریں گے اونکی زبان بند کیجا کر اونکے ہاتھ پیروں سے گناہوں کا اقرار کرایا جاویگا اوسی مناسبت سے فرمایا کہ جو لوگ سرکشی سے یہ زبان درازی کرتے ہیں کہ قرآن کو شعر اور اللہ کے رسول کو شاعر کہتے ہیں جب انکی زبان بند کیجا کر اونکے ہاتھ پیروں سے انکے اس زبان درازی کا اقرار کرایا جاویگا تو اوسوقت انکو اس جھوٹ کی حقیقت کھل جاوے گی کہ اللہ کے رسول کو یہ جھوٹے لوگ شاعر کہتے ہیں حالانکہ اللہ کے رسول ان میں چھوٹے سے بڑے ہوے ان لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو شعر کہنے کی عادت سے ہمیشہ بچایا کیونکہ اللہ کے رسولوں کو شاعری زیبا نہیں ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو چیز رسول کو سکھائی ہے وہ قرآن ہے جسمیں عقبیٰ کی بہبودی کی صاف صاف نصیحت ہے تاکہ جو لوگ علم الٰہی میں دوزخ کے قابل نہیں ٹھہرے اور ازلی کفر کے زنگ سے اونکا دل مردہ نہیں ہوا اونکو عذاب آخرت سے ڈرایا جاوے ؎ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ

میں جانے کے قابل، اس حدیث سے من کان حیا ویحق القول علی الکافرین کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنت میں جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں وہ اس حساب سے زندہ دل ہیں کہ اونکے
دل میں قرآن کی نصیحت سے راہ راست پر آنے کی صلاحیت باقی ہے اسلئے تمام عمر میں کبھی نہ کبھی اونکے دل پر قرآن کی نصیحت
اثر کریگی اور وہ راہ راست پر آجاویں گے ہاں علم الٰہی کے موافق جنکا انجام دوزخ ٹھہر چکا ہے وہ مرتے دم تک جس حال پر ہیں اوسی
حال پر رہیں گے، اب آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی بے گنتی نعمتوں میں سے مثال کے طور پر سواری کے گوشت کھانے اور دودھ
پینے اور بالوں اور کھالوں کے کپڑے بنانے کے چوپائے کے پیدا کرنے کی نعمت کا ذکر فرما کر یہ فرمایا کہ ان لوگوں پر اللہ کے احسانات
کا تو یہ حال اور اونکی ناشکری کا یہ حال کہ اللہ کی نعمتوں کو کام میں لا کر پتھر کی مورتوں کو اپنا معبود ٹھہراتے ہیں اور اس غلط امید کے
بھروسہ پر اون پتھر کی مورتوں کو اپنی فوج بنا رکھا ہے کہ جسطرح فوج والے شخص کو فوج سے مدد پہونچتی ہے اسیطرح جنکی
یہ مورتیں ہیں وہ مدد کے وقت انکی کچھہ مدد کریں گے حالانکہ خلاف مرضی الٰہی کے اللہ کے کارخانوں میں کسیکو کسیطرح کی مدد
کا کچھہ اختیار نہیں چنانچہ دنیا میں تو مکہ کے قحط کے وقت ان لوگوں نے اس بات کو خوب آزما لیا کہ قحط کو رفع کر دینے میں انکے
بتوں نے انکی کچھہ مدد نہیں کی آخرت میں انکے جھوٹے معبود جسطرح ان لوگوں سے اپنی بیزاری ظاہر کریں گے وہ حال بھی
انکو قیامت کے دن معلوم ہو جاویگا اوپر کی مثال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ تسکین فرمائی کہ اے رسول اللہ کے
جب اللہ کے ساتھہ ان لوگوں کا یہ حال ہے جو اس مثال میں بیان کیا گیا تو تمکو یہ لوگ شاعر کہیں تو اوسکا تم کچھہ خیال نکرو
انکی زبانی بدگوئی انکے ہاتھہ پیروں کے برے کام انکے دلوں کے برے خیال اللہ کو سب معلوم ہیں وقت مقررہ پر اس سب کا
بدلہ انکی آنکھوں کے سامنے آجاویگا، اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو ظہور ہوا
صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ اللہ کے رسول کے بڑے بڑے
مخالف اس لڑائی میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے
جتلانے کو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ
کے وعدہ کو سچا پا لیا،،

منزل ۵

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا
کیا دیکھا نہیں آدمی نے کہ ہمنے اُسکو بنایا ایک بوند سے پھر تبھی وہ ہوگیا جھگڑتا بولتا اور بٹھاتا ہے ہمپر
مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۝ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ
کہاوت اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا کون جلا دیگا ہڈیاں جب کھو کھلی ہو گئیں تو کہہ انکو جلا دیگا جسنے
اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۨ ۝
بنایا انکو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے

مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے جس روایتہ کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے جو شان
نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے، اوسکا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص مشرک عاص بن وایل ایک روز ایک بوسیدہ ہڈی کو لیکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اوس ہڈی کو ملکر اسکی خاک ہوا میں اوڑانے اور کہنے لگا اسکو خدا پھر پیدا کریگا
آپ نے فرمایا ہاں یہی حالت تیری ہوجانے کے بعد اللہ تجھکو پھر پیدا کریگا اور پھر تجھکو دوزخ میں ڈھکیل دیگا اوسپر اللہ نے
یہ آیتہ نازل فرمائی دوسری روایتہ تفسیر ابن ابی حاتم میں اور تفسیر سدی میں مجاہد اور عکرمہ وغیرہ سے جو ہے، اوس میں
بجائے عاص بن وایل کے ابی بن خلف کا نام ہے لیکن حاکم نے پہلی روایتہ کی صحت بیان کی ہے اسلئے وہی روایتہ قوی
معلوم ہوتی ہے اور تفسیر ابن جریر میں عبداللہ بن ابی کا نام جو لیا ہے اوسپر حافظ عماد الدین ابن کثیر نے یہ اعتراض کیا ہے، کہ
اس مکی سورۃ میں عبداللہ بن ابی مدینہ کے منافق کا ذکر کیونکر ہو سکتا ہے اس اعتراض کے بعد حافظ ابن کثیر نے یہ فیصلہ
کیا ہے کہ خواہ کوئی بھی مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہو لیکن آیتہ کل حشر کے منکروں کے حق میں عام ہے
حشر کے منکر لوگوں کی بڑی غلطی یہی ہے کہ وہ لوگ اللہ کی قدرت کو انسانی قدرت اور طاقت پر قیاس کرتے ہیں اور یہ خیال
کرتے ہیں کہ حشر کی باتیں جسطرح قدرت انسانی سے باہر ہے اوسی طرح قدرت الہی سے بھی وہ باتیں باہر ہونگی اس غلط
قیاس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ پانی جیسی پتلی اور بے جان چیز منی سے اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کر دیا کیا یہ آدمی
کی قدرت سے باہر نہیں ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے منی سے آدمی کو پیدا کر دیا تو یہ لوگ قدرت الہی پر اللہ کی قدرت کا
غلط قیاس کیوں کرتے ہیں کیا اللہ کی قدرت یاد کرنے کے لئے اپنی پیدایش اون لوگوں کو یاد نہیں اگرچہ لاکھا کروڑہا چیزیں
اللہ کی قدرت سے پیدا ہو کر ایسی دنیا میں موجود ہیں جو قدرت انسانی سے بالکل باہر ہیں لیکن انسان ان سب کو
چھوڑ کر اگر فقط اپنی ہی پیدایش پر غور کرے تو اوسکو یقین ہو جاویگا کہ اللہ کی قدرت کا قیاس انسانی قدرت پر کرنا
بالکل غلط ہے اسی آیتہ کی تفسیر اور اسی غلط قیاس کی غلطی ثابت کرنے کی صراحت میں نا قابل اعتراض سند سے ابن ماجہ
اور مسند امام احمد میں جو روایتیں ہیں اون روایتوں کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک روز اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسطرح کی پتلی چیز سے آدمی پیدا کیا گیا ہے اور باوجود
اپنی پیدایش کے آنکھوں کے سامنے ہونیکے پھر آدمی خاک سے دوسری دفعہ پیدا کرنیکو اللہ کی قدرت سے باہر گنتا ہے
صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ کی بڑی روایتہ ہے اوس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان نے مجھکو جھٹلایا اور اسکو یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ مجھکو جھٹلاتا ہے اور اسکا جھٹلانا
یہ ہے کہ ایک دفعہ میں نے انسان کو پیدا کر دیا پھر وہ دوسری دفعہ پیدا کرنے سے انکار کرتا ہے اور مجھکو جھٹلاتا ہے
یہ نہیں جانتا کہ جیسا پہلی دفعہ اسکا پیدا کرنا ہے ویسا ہی دوسری دفعہ کا ہے، جسطرح عاص بن وائل اور اوسکے
ساتھی مشرکین مکہ نے جسمانی حشر کو خلاف عقل کہا ہے یہی خیال یونانی فلسفی لوگوں کا ہے اگرچہ فلسفہ یونانی کی کتابیں

منزل ۵

خلفائے عباسیہ کی فرمائش سے عربی زبان میں ترجمہ کی گئی ہیں اس سے پہلے کتابی طور پر عرب کے لوگ علم فلسفہ سے نا
آشنا تھے لیکن مشرکین مکہ پارسیوں سے ملتے جلتے رہتے تھے اسی میل جول میں انہوں نے پارسیوں سے جسمانی حشر کا
انکار سیکھا تھا سورۃ الانفال میں النضر بن حارث کا قصہ گذر چکا ہے جس سے مشرکین مکہ اور پارسیوں کا میل جول تھا اور یونانیوں
کی طرح پارسیوں میں بھی علم فلسفہ کا بڑا زور تھا چنانچہ بعض تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جب سکندر رومی نے پارسیوں کے
بادشاہ دارا پر غلبہ پایا تو اوسوقت سکندر دارا کے کتب خانہ میں سے علم فلسفہ کی بہت سی کتابیں یونانی لایا ،، یہ سکندر وہ
ذوالقرنین سکندر نہیں ہے جسکا ذکر قرآن میں ہے کیونکہ سکندر ذوالقرنین کا زمانہ اور ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ایک تھا ،، یہ دوسرا
سکندر رومی عیسیٰ علیہ السلام سے تین سو برس کے قریب پہلے تھا ،حضرت عیسیٰ کے بعد جب یونانی لوگ بت پرستی چھوڑ کر
عیسائی ہوگئے پھر رفتہ رفتہ عیسائیوں میں بھی علم فلسفہ آگیا ،اس دوسرے سکندر کا وزیر ارسطاطالیس تھا ،ارسطاطالیس نے
علم فلسفہ کی کتابوں کو ارسطو نے ترتیب وار کیا اسلئے ارسطو کو معلم اول کہتے ہیں اسکے بعد مامون رشید نے علم فلسفہ کی کتابیں
یونان سے منگوائیں اور چند شخصوں سے اونکا ترجمہ زبان عربی میں کرایا لیکن ان ترجموں میں اختلاف تھا اسواسطے ۳۸۹ھ میں خراسان
کے امیر منصور بن نوح سامانی نے ابو نصر فارابی سے غرض یہ کہ اون ترجموں کو درست کرایا اسی سبب سے فارابی کو معلم ثانی
کہتے ہیں ، فارابی کی تالیفات مسودہ کی حالت میں رہیں بیاض نہیں ، اسکے بعد محمود غزنوی کے بیٹے امیر مسعود بن محمود کی فرمائش
سے ۴۲۲ھ میں امیر مسعود کے وزیر شیخ ابو علی سینا نے فارابی کے مسودہ سے مدد لیکر شفا اشارات عیون الحکمۃ وغیرہ کتابیں تالیف
کیں جنکی باتیں اب تک پڑھائی جاتی ہیں ، شیخ نے اپنی کتاب اشارات کے آخر میں لکھ دیا ہے کہ یہ فلسفہ کی کتابیں اسلامی نہیں
ہیں بلکہ یونانی کتابوں کا ترجمہ ہے یہ تو ظاہر ہے کہ علم فلسفہ کا معلم اول ارسطو بت پرست تھا اوسکی تالیف کی بنا پر فارابی اور شیخ کی
تالیفات ہیں اسواسطے جسطرح اوپر گذرا شیخ نے اپنی کتاب اشارات کے آخر میں لکھا ہے کہ فلسفہ کی کتابیں اسلامی نہیں ہیں
بلکہ یونانی کتابوں کا ترجمہ نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ کے معتقدوں میں سے جو لوگ شریعت کے مسائل کو کلام شیخ کا تابع کرنا چاہتے ہیں وہ
گویا شرع کی باتوں کو بت پرستوں کی باتوں کے تابع کرتے ہیں ،، فلسفہ کے معنے عقلی حکمت کی محبت پیدا کرنے والی باتیں ، ہیں
عقلی حکمت میں منطق ، طبیعیات ، ہندسہ ، ہیئت چند علم ہیں جنکی تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں لیکن اس عقلی حکمت میں ایک
باب الہیات کا ہے جسمیں یہ فلسفی لوگ اللہ کے صفات حشر جنت دوزخ وغیرہ ایسی شرعی باتوں میں عقلی بحث کرتے ہیں حالانکہ
یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں کی ہیں جو بذریعہ وحی کے انبیا کو بتائی گئی ہیں محض عقل سے صحیح طور پر انکو کوئی نہیں
جان سکتا اسواسطے علمائے اسلام نے الہیات میں ارسطو کی بہت سی غلطیاں ثابت کی ہیں ، اگرچہ علم فلسفہ کی کچھ کتابیں
خالد بن یزید بن معاویہ کے زمانہ میں بھی یونان سے آئی ہیں جنکا ترجمہ عبداللہ بن مقفع وغیرہ نے عربی میں کیا ہے
لیکن خالد بن یزید کا شمار خلفائے بنی امیہ میں نہیں ہے اسلئے مشہور یہی بات ہے کہ خلفائے عباسیہ میں سے ہارون
رشید کے زمانہ میں علم فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا گیا حاصل کلام یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر کے قول کے موافق

نزل ۹

دہریہ مشرکین مکہ پارسی یونانی ان سب جسمانی حشر کے منکروں کے حق میں آیتہ عام ہے اور حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ ایک بوند پانی سے جس صاحب قدرت نے ان جسمانی حشر کے منکروں کو پیدا کر دیا جسکا یہ لوگ کسیطرح انکار نہیں کرسکتے وہی صاحب قدرت بوسیدہ ہڈیوں کی خاک سے آدم علیہ السلام کے پتلے کی طرح انکے پتلے بنا دیگا اور جسطرح ماں کے پیٹ میں نطفہ کے ہرایک پتلے میں روح پہونچی جاتی ہے اسیطرح بوسیدہ ہڈیوں کے ہرایک پتلے میں روح پہونکدی جاویگی اور اسکے بعد جب انکی تمام عمر کی نیکیوں بدیوں کا حساب ہوگا تو اوسوقت انکا جسمانی حشر کا یہ انکار انکو بہت آفت میں ڈالیگا ،، ان لوگوں کو اپنی عقل پر بڑا بہروسہ ہے ان عقل کے بندوں کو اتنی بات سمجھ لینی چاہئے کہ جب پہلی پیدایش کے دریافت میں عقل کے پر جلتے ہیں تو دوسری پیدایش کا حال معلوم کرنے میں عقل کی بلند پروازی کیا چل سکتی ہے ، عاص بن وائل نے یہ جو کہا تھا من یحی العظام وہی رمیم اسکو فرمایا وضرب لنا مثلا جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ کم عقل شخص اللہ کی قدرت کے آگے انسان کی قدرت کی مثال بیان کرتا ہے اور گویا یہ کہتا ہے کہ اس بوسیدہ ہڈی کو جب کوئی انسان زندگی کی حالت پر نہیں لا سکتا تو یہ کلام کیونکر سچا ہو سکتا ہے کہ یہ بوسیدہ ہڈی پہر دوبارہ زندگی کی حالت میں آویگی ،، اس عقلی حجت کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ یہ کم عقل اتنی بات نہیں سمجھتا کہ کوئی انسان تو ایک بوند پانی سے بچہ کا پتلا نہیں بنا سکتا پہر انسان کی قدرت سے باہر اللہ کی جو قدرت اس کم عقل نے پہلی پیدایش میں آنکھوں سے دیکھ لی وہی قدرت الٰہی اسکو مرنے کے بعد دوسری پیدایش میں آنکھوں سے دیکھنی ہوگی ،، ترمذی ابو داؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث صحیح گذر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی مٹی لی اوسکی تاثیر سے بنی آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی نیک مزاج کوئی بد مزاج صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ اور ابو سعید خدری کی روایتیں بھی گذر چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے خوف سے ایک شخص نے یہ وصیت کی تھی کہ اوسکے مرنے کے بعد اوسکی لاش کو جلا کر آدہی مٹی ہوا میں اوڑا دی جاوے اور آدہی دریا میں بہا دی جاوے اس شخص کے مرنے کے بعد اوسکی وصیت کے موافق عمل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جنگل اور دریا کو اوسکی مٹی کو حاضر کرنے کا حکم دیا اس حکم کے موافق وہ مٹی حاضر ہوگی اور حکم الٰہی کے موافق اوس مٹی کا پتلا بنا اور اوس پتلے میں روح پہونکی گئی اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اوس شخص سے پوچھا کہ تو نے ایسی وصیت کیوں کی تھی اوس شخص نے جواب دیا یا اللہ تجھکو خوب معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیرے خوف سے کیا تھا اسپر اللہ تعالیٰ نے اوس شخص کی مغفرت فرمائی ،، ان حدیثوں کو وہو بکل خلق علیم کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق تمام زمین کی مٹی سے پتلا بنایا کہ اوسوقت اوسیطرح کے پتلے کی ضرورت تھی اور حشر کی ضرورت کے موافق ہرایک مردہ کی مٹی کا پتلا بنے گا اور اس وصیت والے شخص کی مٹی کی طرح جنگل میں دریا میں غرض ہرایک مردہ کی مٹی جہاں ہوگی وہ ضرورت کے وقت حکم الٰہی سے فوراً حاضر ہو جاویگی ،،

منزل ۵

ۨالَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝

جسنے بنا دی تمکو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اُس سے سلگاتے ہو

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰی ۗ وَ

کیا جسنے بنائے آسمان اور زمین نہیں سکتا کہ بنا دے ویسے . کیوں نہیں اور وہ ہے

هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ

اصل بنانیوالا سب جانتا اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اُسکو ہو وہ ہو جاوے سو پاک ہے

الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

وہ ذات جسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اُسکی طرف پھر جاؤگے

انسان کی عقل کی رسائی سے باہر ہے اور قدرت کی نشانی بیان فرمائی ہے کیونکہ انسان کا عقلی تجربہ تو یہی ہے کہ کسی ہرے درخت کی ٹہنیوں پر آگ ڈالدی جاوے تو اوسکی ٹہنیاں جل جاویں گی یہ اوسی صاحب قدرت کی قدرت ہے کہ مثلاً بانس اور بعضے درختوں میں اوسنے یہ خاصیت رکھی ہے کہ اون درختوں کی ہری ٹہنیوں کو توڑکر ایک ٹہنی کو دوسری ٹہنی سے رگڑا جاوے تو اون ٹہنیوں میں سے آگ نکلتی ہے جس آگ کو مسافر لوگ کام میں لاتے ہیں پھر فرمایا جس صاحب قدرت نے ان منکرین حشر کے سر پر بغیر ستون کے سات آسمان کھڑے کردیے انکے رہنے اور بسنے کے لئے پانی پر زمین بچھادی کیا ایک دفعہ پیدا کرکے پھر دوبارہ ان منکرین حشر کا پیدا کرنا اوس صاحب قدرت کی قدرت سے باہر ہے نہیں نہیں وہ بڑا خالق ہے اور اوسکا علم بہت وسیع ہے اوسکی قدرت کے کارخانہ میں ہر ایک چیز کے پیدا ہوجانے کے لئے فقط حکم کی دیر ہے یہ منکرین حشر اوسکی شان میں جو بکواس لگاتے ہیں اوس سے وہ پاک اور دور ہے ہر ایک چیز اوس کے حکم کے تابع ہے جنگل دریا میں جہاں کہیں ان منکرین حشر کی خاک ہوگی اوسکو جمع کیا جاکر اونکو دوبارہ پیدا کیا جاوے گا اور عمر بھر کے سب نیک و بد کا اونکو حساب دینا پڑے گا ترمذی مسند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے ابو برزہؓ اور معاذ بن جبل کی صحیح روایتیں اوپر گذر چکی ہیں کہ چار باتوں کی جوابدہی کے لئے ہر شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے روبرو ضرور کھڑا ہونا پڑے گا (۱) ساری عمر کس کام میں گذاری (۲) جوانی میں کیا کرتا رہا (۳) روپیہ پیسہ کیونکر کمایا اور کہاں خرچ کیا (۴) دین کی کوئی بات سیکھی تو اوسپر کیا عمل کیا ،، ان روایتوں کو اور صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ اور ابو سعیدؓ خدری کی روایتیں جو اوپر گذری جنمیں ایک شخص کی لاش کے جلادینے اور خاک کو ہوا میں اوڑا دینے اور دریا میں بہادینے کی وصیت تھی ان سب روایتوں کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر چیز اللہ کے حکم کے جو تابع ہے اوسکے موافق جنگل اور دریا نے اوس شخص کی

خاک کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً حاضر کر دیا انسان کے دوبارہ پیدا ہو جانے میں فقط اللہ کے حکم کی دیر تھی اسلئے حکم ہوتے
ہی وہ شخص دوبارہ زندہ ہوگیا، جن باتوں کی جوابدہی کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جا دیگا وہ چار باتیں ہیں
جنمیں عمر بھر عملوں کا جب سوال ہوگا تو منکرین حشر نے اپنی عمر کا جو حصہ حشر کے انکار میں گذارا ہے وہ اونکو بہت آفت میں
ڈالیگا، فقط، سورہ لیٰس ختم ہوئی،،

منزل ۴ ختم ہوئی

غلط نامہ عربی منزل پنجم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲	رکیب	ریک
۳	۲	فرعون	فرعون
[illegible]	۱	فالقی	فالقی
۲۵	۳	فی ہنا	فی ابنائنا
۲۸	۱	اصحٰب لئیکہ	اصحٰب لئیکۃ
۳۴	۳	عذابا	عذابا
۳۸	۵	مشکوک	وجہا تحتہا
۴۴	۲	ایضاً	اصحٰب عبر
۴۵	۹	ایضاً	من الکتب
۴۸	۱	ایضاً	لیبلوکم فی ما اٰتکم الکذ
۴۸	۵	ساقیہا	ساقیہا
۵۲	۲	لیشرکون	لیشرکون
۵۴	۱۰	مشکوک	اٰباؤنا
۵۴	۱۰	تخرجون	تخرجون
۵۶	۵	لترد	لترد
۴۹	۱	الذین	الذین
۱۳۹	۱	المشہر	المسمم
۱۳۹	۱	یخطف العمی	یخطف العمی
۱۴۵	۲	زوجہا	زوجہا
۱۴۹	۳	قرتنا	قرتکم
[illegible]	۴	اجرا	اجرا
۲۲۶	۴	تجزی	تجزی
۲۳۴		شرکا	شرکا
۲۴۲	۳	لا تعلمون	لا یعلمون
۲۴۰	۳	تغشرنکم	یغشرنکم
۲۴۹	۲	انفروتہ	انفروہ
۲۵۴	۴	ولا	وما تبصر
۲۶۲	۳	دار المقامۃ	دار المقامۃ
۲۰۵	۳	ان یریدن	ان یریدون
۲۰۷	۱	وجعلنی	وجعلنی

غلط نامہ ترجمہ منزل پنجم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	پہنچے	پہنچی
۸	۳	مشکوک	میں
۸	۴	ایضاً	والی
۱۰	۲	سانک	سانگ
۱۲	۲	مشکوک	کرنے والے
۱۵	۲	بس سے	جس سے
۱۵	۲	مشکوک	دیا
۱۶	۴	جو جو گیا ہے	دن
۲۸	۳	تولو	تولو
۲۸	۵	ہاوسے	ہارے
۳۲	۱	مانگتے	مانگنے
۴۱	۴	مشکوک	پنیچے چیونٹیوں سے
۴۲	۴	مشکوک	نہ
۴۱		مشکوک	کہ ... پہنچائی گئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶	۲	زور	رزور
۴۶	۴	مشکوک	بولا
۴۶	۹	ایضاً	دیتا
۴۷	۱	ایضاً	کا
۴۸	۱	بولے	بولی
۴۹	-	مشکوک	پڑیں
۴۹	۵	ایضاً	فریب
۴۹	۷	ڈھنے	ڈسنے
۵۰	۳	مشکوک	برسایا
۵۰	۲	رکھا	رکھی
۵۲	۸	رانڈ	کے
۵۲	۹	مشکوک	ہارگئی
۵۹	۲	ایضاً	یاکہو
۶۳	۴	ایضاً	جس چیز کا
۶۳	۴	ایضاً	ہم نے حکم
۶۳	۵	ز	نہ
۶۳	۵	مشکوک	رسولوں سے
۶۶	۲	چلاجا	چلی جا
۶۶	۳	پر	پھر
۶۷	۱	مشکوک	آٹھ برس
۶۹	۲	انکل	اٹکل
۸۶	۲	مشکوک	خوب جانتا ہے
		لا	بھلا۔ پانیوالا
		۔	کیا
۹۳	۱	مشکوک	کسی مرد
۹۴	۱	اِن سے گناہ	اِن کے گناہ
۹۴	۲	مشکوک	کھولتا
۹۶	۱	پچھلے	پچھلی
۱۰۹	۶	اُسکی قوم	اُس کی قوم کا
۱۱۲	۱	ثموذ	ثمود
۱۲۱	۲	رہیں	رہے
۱۲۶	۱	مشکوک	بیچ میں
۱۲۹	۴	ایضاً	پکڑو
۱۳۴	۱	صرف	طرف
۱۳۴	۱	مشکوک	مہر
۱۳۷	۸	ایضاً	بدلا
۱۴۱	۱	رہیں گے	رہیں
۱۶۳	۱	مشکوک	اتارا۔ لایا
۱۶۸	۱	کہلیگا	کہلیکا
۱۶۵	۲	پچر	پچر طے
۱۶۷	۳	پھرنا	بھرنا
۱۶۹	۱	مشکوک	فوجیں
۱۶۹	۵	ایضاً	رخصت
۱۶۹	۸	ہوئی	ہوئی
۱۶۹	۹	مشکوک	پھل نہ پاؤ گے
۱۸۲	۴	ایضاً	بھلی تھی
۲۱۳	۴	دونے	دوونی
۲۲۹	۳	مشکوک	پھر کہ

۲۲۹	۴	مشکوک	تھپیڑے نے
۲۳۰	۱	ایضاً	ان پر
۲۴۰	۲	ایضاً	واوا
۲۴۰	۱۳	پڑھتے	پڑھتے ہیں
۲۴۷	۱	مشکوک	زبردست حاکموں
۲۴۷	۳	ایضاً	وہ
۲۵۵	۳	سپلے کو	بھلے کو
۲۵۹	۲	مشکوک	بڑھتی
۲۵۹	۳	کرتے	کرتی
۲۶۰	۲	ٹڑا	بڑا
۲۶۳	۱	مشکوک	کلفت
۲۶۳	۲	ایضاً	بھلا نہیں
۲۸۱	۱	دیروست	زبردست
۲۸۱	۱	باخبر ہے	باخبر کا
۲۸۲	۱	مشکوک	ہٹھی
۲۸۹	۳	ایضاً	انہیں
۲۸۹	۴	ایضاً	شکر
۲۹۰	۱	ایضاً	سنے
۲۹۰	۱	ایضاً	بہتا آتا ہے

غلطنامہ تفسیر منزل پنجم ۵

۱	۱	طلسم	طسم
۱	۲	مشکوک	مطلب
۳	۵	دیکھئے	دیکھے
۴	۹	مشکوک	پتھروں کا مینہ

۴	۱۷	مشکوک	نہیں سکتا
۵	۹	ہمارے	ہماری
۵	۱۳	ادین	مدین
۵	۲۱	فتادہ	قتادہ
۶	۱۱	مشکوک	نا سمجھ
۶	۱۸	سعیدبن جہبیر	سعیدبن جبیر
۶	۲۲	صدیجہ	خدیجہ
۷	۱	مشکوک	ہوا
۷	۲	استاد	ارشاد
۷	۵	مشکوک	اپنا
۷	۶	ایضاً	اچھا اونکو بلالو
۷	۱۰	ایضاً	تومیں
۷	۱۱	ایضاً	متاخرین
۸	۱	ایضاً	تیرا خدائی کا دعویٰ
۸	۵	ایضاً	پہچان
۸	۱۵	جاگے	جاسنے
۹	۷	بیہتی	بیہقی
۱۰	۱۷	غاب	غالب
۱۱	۱۰	والہ	حوالہ
۱۴	۸	فتادہ	قتادہ
۱۵	۳	بہرا	برا
۱۵	۴	داوا	وادا
۱۶	۱	ماریکا	ماریگا
۱۶	۳	مشکوک	[illegible]
۱۹	۱	بیجا ودگی	بیہودگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	زبروست	زبردست	۳۸	۴	مشکوک	ہیں
[illegible]	[illegible]	مشکوک	فرمائے	۳۸	۴	ہوتا	ہونا
[illegible]	[illegible]	اپنے	اپنی	۳۸	۹	سبزا	سفرا
[illegible]	[illegible]	زنزہ	زلزلہ	۴۲	۷	مشکوک	جائے
[illegible]	[illegible]	مشکوک	فرشتے	۴۳	۴	ایضاً	خصوصیت
[illegible]	[illegible]	ایضاً	سے کئے	۴۳	۴	ایضاً	صور
[illegible]	[illegible]	شہزادہ	شہزادہ	۴۳	۶	ایضاً	انکھوں
[illegible]	[illegible]	مشغلہ	ہے	۴۴	۱۶	شاہ دادی	شاہزادی
[illegible]	[illegible]	ہے	شعیب	۴۴	۱۰	مشکوک	پارسی
۴۲	[illegible]	ہوتے ہے	حالت یک غش کی سی	۴۴	۱۸	ایضاً	سورج
[illegible]	[illegible]	سرگشتہ	دنیا میں آتی	۴۵	۱۹	ایضاً	قرآن
[illegible]	۵	مشکوک	حدیث	۴۸	۴	ایضاً	جواہرات
۴۰	۲	ایضاً	فرشتے	۴۹	۵	بڑے	جڑے
۴۲	۱۶	ایضاً	جواب	۴۹	۳	مشکوک	بے معنے
۴۲	۱۵	فلرغ	فارغ	۴۹	۷	ایضاً	مراجعت
۴۲	۱۵	فارغ البلی	فارغ البال	۴۹	۸	ایضاً	دوسرے
۴۳	۱۲	زائد لکھا گیا	حوالے سے	۵۱	۲	چلے	چھپے
۴۳	۱۶	والکبین فی المین	عیاناً فی العین	۵۱	۱۰	مشکوک	توہم
۴۳	۱۶	پر تغیر لیا ہے	پر حرام پھیر لیا ہے	۵۱	۱۳	توڑ	تبوک
۴۵	۳	زبردست	زبردست	۵۱	۲۲	مشکوک	بچائے
۴۵	۱۰	مشکوک	دیکھکر	۵۴	۷	ایضاً	لگا دینے
۴۵	۱۴	چہوٹے	جھوٹے	۵۴	۱۰	ایضاً	کو
۴۷	۱۹	غصہ	قصہ	۵۰	۴	خدیث	حدیث
۴۰	۵	مشکوک	ہمارابن الحارث	۵۰	۳	خدیفہ	حذیفہ بن اسید
۴۰	۱۵	ایضاً	مستعد				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۲۴	پر ہے چکے گی	پڑ چکے گی
۵۹	۱۰	مشکوک	طور پر
۵۹	۱۱	ایضاً	کیا
۵۹	۱۱	ٹھہری	جھڑکی
۵۹	۱۱	مشکوک	مشرک
۵۹	۱۱	مشکوک	گئے اور جب
۵۹	۱۲	ایضاً	تو
۵۹	۱۳	ایضاً	کاملہ پر
۵۹	۱۴	ایضاً	سفینہ
۵۹	۱۵	گہ	کہ
۵۹	۱۶	کہا	کیا
۶۰	۱	رسکنے	رکھنے
۶۰	۲	رہایت	روایت
۶۰	۶	گی	گئے
۶۰	۱۴	گر	مگر
۶۰	۱۴	ہونا ہے	ہوتا ہے
۶۰	۱۸	ستیطان	شیطان
۶۰	۱۸	مشکوک	بہکانے
۶۰	۱۸	ایضاً	زمانہ
۶۰	۱۸	ایضاً	بت
۶۰	۲۰	حزیمہ	خزیمہ
۶۰	۲۰	مشکوک	میں اوس بن ثقفی
۶۰	۲۰	ایضاً	ابن حبان
۶۰	۲۱	جمع	جمعہ
۶۱	۶	اینوں	آیتوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۱۲	مشکوک	ابوہریرہ
۶۲	۲	عال	حال
۶۲	۱۱	اکعبہ	الکعبہ
۶۲	۱۱	نہایا	کھایا
۶۲	۱۶	اکھا	رکھا
۶۲	۱۶	چھوٹ گیا	سنے
۶۲	۱۸	بج	حج
۶۳	۱۵	مشکوک	اپنے
۶۳	۷	حباب	خباب
۶۳	۱۲	ہو	ظہور ہوا
۶۵	۱	مشکوک	ازلی
۶۵	۲	دریر	وزیر
۶۶	۱۶	مشکوک	رہیگی
۶۷	۱	چھوٹ گئی	کی
۶۷	۹	مشکوک	دور
۶۸	۳	ایضاً	یہاں تک
۶۸	۷	ڈالڈی	ڈالدی
۶۸	۱۴	کرٹے	کھڑے
۶۸	۱۵	کہ	کمہ
۷۱	۱۴	چھوٹ گیا	اوس وقت اوسمین
۷۱	۱۹	مشکوک	زبانی سب قصہ
۷۲	۱۴	فرعوں	فرعونی
۷۸	۲۰	انصانے	انصافی
۷۹	۹	مشکوک	ولیسل
۸۳	۱۳	تصویر	تفسیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۷	مشکوک	دُرِّیا
۸۵	۱۳	خوشخبری	خوشخبری
۸۶	۱۵	مشکوک	پہیے
۸۸	۱۴	روکی اردکے	روکے
۹۱	۲	چپوٹے	چھوٹے
۹۱	۱۲	سورۂ نسائی	سورۃ النسا
۹۲	۱۲	تخالفت	مخالفت
۹۲	۱۳	تیرا	تیرا
۹۳	۲	مشکوک	مال
۹۵	۴	مشکوک	مالداری
۹۵		ملپاخال	سچاحال
۹۸	۱۰	مشکوک	آیتیں
۹۹	۱۷	ایضاً	ازل
۱۰۹	۷	ایضاً	اچھی
۱۰۳	۱۷	نترول	نزول
۱۱۳	۱	فارون	قارون
۱۱۶	۱۷	مشکوک	نضیر
۱۱۸	۲۱	ایضاً	علیہ وسلم
۱۲۲	۲	پہوٹ گیا	کو
۱۲۲	۱۴	مشکوک	تتر بتر
۱۲۲	۲۰	لوٹنا	لوٹتا
۱۲۴	۱	مشکوک	آیتوں
۱۲۵	۱۱	جبگا	جبکا
۱۲۶	۱۷	مشکوک	المزمول
۱۲۷	۲۱	مشکوک	انس
۱۲۵	۲۲	ایضاً	اعتقاد
۱۳۵	۲۳	ایضاً	سیتے
۱۳۸	۵	ایضاً	تو
۱۳۸	۱۹	ایضاً	جبھوں
۱۴۰	۳	روخ	روح
۱۴۰	۱۲	کے	آگے
۱۵۱	۱	انتے	مانتے
۱۵۲	۵	مشکوک	ہم
۱۵۲	۱۰	چڑیاتے	چڑیا سے
۱۵۹	۳	مشکوک	چھپا
۱۵۵	۲	موت	معشق
۱۶۱	۱۳	مشکوک	حشر
۱۶۲	۹	ایضاً	ملجاویں
۱۶۲	۱۵	جزادجزا	جزا وجزا
۱۶۲	۱۸	مشکوک	پٹخوں
۱۶۳	۱۵	ایضاً	مسعود
۱۶۴	۱۱	ایضاً	شرمت
۱۶۴	۱۳	ایضاً	معبودوں
۱۶۷	۱	سبیے	بیٹے
۱۸۱	۱۱	کھانی	کھانے
۱۸۱	۱۵	مشکوک	ہیں
۱۸۱	۱۸	انبدہ	آئندہ
۱۸۶	۵	اُن	اُڑا
۱۸۸	۱۳	چھوٹ گیا	تو

۱۹۰	۹	مشاکوک	بیویوں کی
۱۹۰	۱۸	ایضاً	نازل ہوئے
۱۹۰	۱۹	ایضاً	ایک کپڑے
۱۹۰	۱۹	ایضاً	لیا
۱۹۰	۲۰	ایضاً	میری
۱۹۳	۲	ایضاً	موضح القرآن
۱۹۴	۲	ایضاً	ڈالدی
۱۹۴	۴	ایضاً	متبنیٰ
۱۹۴	۲۱	ایضاً	رشتہ
۱۹۵	۱۵	ایضاً	بدگوئی
۲۰۲	۴	ایضاً	گھبراکر
۲۰۲	۶	ایضاً	فرمائے
۲۰۲	۱۴	ایضاً	قول
۲۰۲	۱۲	ایضاً	کرتی
۲۰۳	۵	ایضاً	نزول
۲۰۳	۱۶	ایضاً	قریشی
۲۰۹	۲	چھوٹ گیا	میں
۲۰۶	۸	چوتھا	چوتھا
۲۰۷	۱۰	مشاکوک	ہوا
۲۱۰	۲۱	ایضاً	مغفل
۲۲۸	۱۴	ایضاً	بندگی مضبوطی
۲۲۹	۱۶	استیطان	شیطان
۲۳۱	۲	مخلوقات	مخاوقات
۲۳۲	۱۲	بتوں سکے	بتوں کی
۲۳۲	۱۸	مشکوک	مشرکین

۲۳۲	۲۱	مشکوک	مورتوں
۲۳۲	۲۱	ایضاً	پوجتے
۲۳۴	۱۲	سرکش	سرکشی
۲۳۴	۱۶	نہیں کہتے	اتنو سکہتے
۲۳۵	۱۱	ہوا آستے ہیں	ہوتے آتے ہیں
۲۳۶	۱۴	مشکوک	سیکھنے
۲۳۶	۱۵	ایضاً	بد
۲۳۸	۱۶	ایک	ایک
۲۳۹	۱۱	مشاکوک	مورتوں کی
۲۳۹	۱۴	ایضاً	سے لئے
۲۳۹	۱۵	ایضاً	یہ بات سنکر
۲۳۹	۱۶	ایضاً	دل
۲۳۹	۱۲	نزدیک	نزدیک مورتوں کو
۲۳۹	۱۶	مشکوک	مرضی کا
۲۴۱	۱۸	کوکسی	کو کسی
۲۴۲	۱۹	خواب	خوب
۲۴۵	۳	مشاکوک	بہ نسبت
۲۴۵	۵	ایضاً	مقابلے میں
۲۴۵	۱۱	ایضاً	یہ
۲۴۵	۱۲	ایضاً	عمر گذارتے
۲۴۵	۱۳	ایضاً	والی چیز سکے ہیں مطلب یہ ہی
۲۴۵	۱۴	ایضاً	شان
۲۴۵	۱۹	ایضاً	عمل
۲۴۵	۲۰	ایضاً	جھٹلاتے
۲۴۵	۲۱	ایضاً	اعتقاد

۲۴۸	۵	او ے	دیوے
۲۴۸	۷	مشکوک	عبداللہ بن عباس
۲۴۸	۱۳	ایضاً	ضحاک
۲۴۸	۱۵	ایضاً	ابوجہل
۲۴۸	۱۹	ایضاً	پاچکے
۲۴۸	۱۹	ایضاً	مقررہ
۲۴۹	۱۶	ایضاً	جیسی
۲۵۱	۳	ایضاً	روایۃ
۲۵۱	۱۷	ایضاً	ہوتے
۲۵۳	۲	ایضاً	معلوم
۲۵۴	۱	ایضاً	بڑے
۲۵۴	۴	ایضاً	رکھا ہے
۲۵۶	۱	ایضاً	تقویت
۲۵۶	۱۹	ایضاً	دھوپ چھاؤں اور مردہ
۲۵۸	۵	ایضاً	سننے کا
۲۵۸	۱۲	بھی	بھی
۲۵۸	۱۳	مشکوک	ہوا

۲۶۴	۷	مشکوک	سمجھا دیویں
۲۶۴	۷	ایضاً	کلام
۲۶۶	۶	ایضاً	شرک
۲۸۵	۱۲	مشکوک	برس تک
۲۸۸	۱۸	ایضاً	بھی
۲۸۸	۱۹	ایضاً	جس طرح
۲۸۸	۲۰	ایضاً	سمجھ سکتے
۲۸۹	۶	کراتے	کرتے
۲۹۱	۱۰	سے معنے	سے
۲۹۱	۱۳	مشکوک	الشافعی
۲۹۱	۱۵	ایضاً	الیسی
۲۹۱	۲۲	جھلانہ	جھٹلاتا
۲۹۲	۳	مشکوک	جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
۲۹۲	۱۳	ایضاً	فارابی
۲۹۲	۱۷	ترجمہ	ترجمہ ہے جس کا

فہرست مطالب احسن التفاسیر منزل پنجم

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
مشرکین کے ایمان نہ لانے کا ذکر۔	وقال الذین	۱ تا ۴
موسیٰ علیہ السلام کا پیغمبر ہونا اور فرعون کا انجام	//	۵ تا ۱۴
ابراہیم علیہ السلام کا بت پرستی سے منع کرنا اور اون کی قوم کا جھٹلانا	//	۱۵ تا ۱۸
جنت اور دوزخ کا ذکر اور منکرین کی خواہش۔	//	۱۸ تا ۲۰
انبیا کا ذکر اور اون کی امتون کا حال	//	۲۱ تا ۲۴
آنحضرت کو مسلمانون کے ساتھ اچھی طرح پیش آنے کا حکم۔	//	۲۴ تا ۳۶
شاعرون کی مدح و مذمت۔	//	۳۷
قرآن شریف پر ایمان لانے کا بیان	//	۳۸ تا ۴۰
موسیٰ علیہ السلام کا قصہ۔	//	۴۱ تا ۴۲
حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور بلقیس کا قصہ	//	۴۳ تا ۴۹
حضرت صالح اور لوط کا قصہ اور قریش کو عبرت کی تاکید	//	۵۰ تا ۵۶
قیامت کا ذکر۔	امن خلق السموات	۵۸ تا ۶۰
آنحضرت کو قرآن کے موافق نصیحت کا حکم اور مشرکین کو شرک سے باز آنے کی تنبیہ۔	//	۶۱ تا ۶۲
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ		۶۳ تا ۸۲
آنحضرت کی نبوت کا ثبوت اور مشرکین کا حال۔		۸۲ تا ۹۳
قارون کا قصہ	//	۹۴ تا ۹۶
مسلمانون کو عقبیٰ کی بہبودی کی خوشخبری	//	۹۷ تا ۱۰۰

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
حضرت سعد کا اسلام اور اون کی والدہ کی بیزاری	امن خلق السموات	۱۰۱ تا ۱۰۲
مشرکین کا ذکر۔	//	۱۰۳ تا ۱۰۵
حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور اونکی امت کا انجام۔	//	۱۰۵ تا ۱۰۷
حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت موسیٰ تک جو انبیا کو تکلیفین پہونچین اونکا اور اونکی امتون کا انجام	//	۱۰۷ تا ۱۱۳
مشرکین کا ذکر	//	۱۱۴
اہل کتاب کا ذکر	اتل ما اوحی	۱۱۵ تا ۱۱۶
مشرکین کا ذکر۔	//	۱۱۷ تا ۱۱۹
توکل کا ذکر	//	۱۲۰ و ۱۲۱
خدا کا معبود ہونا	//	۱۲۲ و ۱۲۳
اہل روم کی فتح اور مسلمانون کو خوشخبری	//	۱۲۴ تا ۱۲۷
مشرکین کو نصیحت	//	۱۲۸ و ۱۲۹
خدا کی حمد اور اوس کے احسانات	//	۱۳۰ تا ۱۳۴
فطرت وحدانیت اور سخاوت کا ذکر	//	۱۳۵ تا ۱۴۰
نیک اور بد کا بیان	//	۱۴۲ تا ۱۴۳
شرک کی مذمت اور لقمان کی نصیحت	//	۱۴۷ تا ۱۵۱
اللہ تعالیٰ کی ظاہر اور باطن کی نعمتین		۱۵۲ تا ۱۵۳
مشرکین کا ذکر۔	//	۱۵۴ و ۱۵۵

فہرست مطالب

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
عام کا بیان۔	اتل ما اوحی	۱۵۶ تا ۱۵۸
حشر کا بیان اور غیب کا علم	"	۱۵۹ تا ۱۶۲
مشرکین کا ذکر۔	"	۱۶۳ تا ۱۶۵
انسان کی پیدائش کا ذکر۔	"	۱۶۶ تا ۱۶۹
عقبیٰ کی جزا اور سزا	"	۱۷۲
مشرکین کا ذکر۔	"	۱۷۳ تا ۱۷۵
منہ کے کہنے سے حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔	"	۱۷۶
آنحضرت کو جان مال سے عزیز سمجھنے کا بیان۔	"	۷۷
انبیا سے خدا کا عہد۔	"	۱۷۸ تا ۱۷۹
خندق کی لڑائی کا قصہ	"	۱۸۰ تا ۱۸۶
اللہ کے رسول کی بیویوں کا بیان۔	"	۱۸۷ تا ۱۹۲
حضرت زینب کے نکاح کا بیان۔		۱۹۳ تا ۱۹۷
یاد الٰہی کا ذکر۔	ومن یقنت	۱۹۸ تا ۱۹۹
آنحضرت کی نبوت کا بیان اور نکاح وطلاق کا ذکر۔	"	۲۰۰ تا ۲۰۶
پردہ کا ذکر۔	"	۲۰۷ تا ۲۱۲
قیامت کا ذکر۔	"	۲۱۳ تا ۲۱۴
امانت کا ذکر	"	۲۱۵ تا ۲۱۶
خدا کی قدرت کی شان۔	"	۲۱۷
قیامت کا ذکر اور نیک وبد کی جزا وسزا۔	"	۲۱۸ تا ۲۲۲
خدا کا فضل داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام پر	"	۲۲۳ تا ۲۲۷
قوم سبا کا حال	"	۲۲۸ تا ۲۲۹
شفاعت اور علم ازلی کا بیان	"	۲۳۱ و ۲۳۳

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
مشرکین کا ذکر اور آنحضرت کی بد دعا۔	ومن یقنت	۲۴۳ تا ۲۴۵
خدا کی قدرت کی نشانی۔	"	۲۴۶ تا ۲۴۹
اعمال کا ذکر۔	"	۲۵۰ تا ۲۵۱
خدا کی قدرت اور انسان کی پیدائش۔	"	۲۵۲ تا ۲۵۴
باپ اور اولاد کا تعلق صرف دنیا ہی میں ہے باقی جیسا کرنا ویسا بھرنا۔	"	۲۵۵ تا ۲۵۶
آنحضرت کی نبوت کا ذکر	"	۲۵۷
خدا کی قدرت کی چند نشانیاں	"	۲۵۸ ۲۵۹
عالم باعمل کا حال	"	۲۶۰ تا ۲۶۲
نافرمانوں کا انجام۔	"	۲۶۳ ۲۶۴
خدا تعالیٰ کے عالم غیب ہونے کا ذکر۔	"	۲۶۵، ۲۶۶
سرکش قریش کا ذکر	"	۲۶۷ تا ۲۷۲
لوح محفوظ کا ذکر۔	"	۲۷۳
ایک نیک شخص کا قصہ۔	"	۲۷۴ تا ۲۷۸
حشر کا ذکر اور قدرت الٰہی کی چند نشانیاں۔	"	۲۷۹، ۲۸۰
سورج اور چاند کا بیان۔	"	۲۸۱ تا ۲۸۳
مشرکین کا ذکر۔	"	۲۸۴ ۲۸۵
آخرت کی چند باتوں کا ذکر	"	۲۸۵ تا ۲۹۵

ختم۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

یہ تفسیر دنیائے اسلام کے دینی سلسلے میں سب سے پہلی تفسیر ہے اور صحت روایت کا اور شان نزول وغیرہ کے اعتبار سے اپنی آپ ہی نظیر ہے جسکے مطالعہ کے لیئے شائقین کی طبیعتیں عرصہ سے بے چین تھیں یعنی

احسن التفاسیر

کی

چھٹی منزل

جسمیں احادیث حسنہ صحیحہ اور اقوال صحابہ کرام سے قرآن شریف کی تفسیر کر گئی ہے اور بڑے بڑے نکات لاینحل مقامات مشہور و معروف تفاسیر مثل تفسیر خازن تفسیر ابن جریر تفسیر ابن کثیر تفسیر معالم التنزیل وغیرہ سے حل کیئے ہیں اور صحت روایت کا درجہ حد خیال رکھا گیا ہے اسکے ساتھ ہی قرآن شریف کی شان نزول جہانتک صحیح سند سے ساتھ مل سکی ہے روایت صحیحہ کے ساتھ لکھی گئی ہے

جسکو

عمدۃ المفسرین۔ سند المحدثین۔ فاضل اجل۔ عالم اکمل۔ علامہ زمن۔ جناب مولنا و بالفضل اولنا مولوی سید احمد حسن صاحب سابق تعلقدار اول حیدرآباد دکن ممالک محروسہ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے تالیف کیا

اور مرزا محمد عبد الغفار مالک فضل المطابع و فضل الاخبار دہلی کے اہتمام سے

فضل المطابع دہلی میں چھپکر شائع ہوئی

۱۳۲۷ھ

قیمت فی جلد منزل (۶) ہے علاوہ محصولڈاک

المنزل السادس

سورة الصّٰفّٰت مكية وهي مائة واثنان وثمانون آية وخمس ركوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ

قسم صف باندھنے والونکی قطار ہوکر پھر ڈانٹنے والونکی جھڑک کر پھر پڑھنے والونکی یاد کر بیشک حاکم تمہارا ایک ہے رب

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

رب آسمانونکا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ مین ہے اور رب مشرقونکا

قتادہ کے قول کے موافق صافات وہ فرشتے ہین جو صفین باندھے ہوئے آسمان پر اللہ کا حکم سننے کو کھڑے ہوتے ہین مجاہد کے قول کے موافق زاجرات وہ فرشتے ہین جو بادلونکو ڈانٹتے اور ہانکتے ہین۔ اور جو شیاطین حکم الٰہی کا مطلب سننے کو آسمان پر جاتے ہین اُنکو انگارے مارتے ہین۔ تالیات وہ فرشتے ہین جو اللہ تعالےٰ کا حکم خود بھی پڑھتے ہین اور فرشتون کو بھی سناتے ہین۔ ان تینون قسم کے فرشتون کی اللہ تعالےٰ نے اس بات پر قسم کھائی ہے کہ بیشک معبود تمہارا ایک اللہ ہے۔ اُس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہین وہ رب ہے آسمانون اور زمین کا اور جو اُن کے درمیان مین ہے اُن کا بھی رب وہی ہے رب ہے مشرقون کا چاند سورج اور تارون کی الگ الگ مشرق اور مغرب ہین فقط مشرق کا ذکر کیا جس سے مغرب خود سمجھ مین آسکتا ہو۔ قتادہ کے قول کے موافق سورج اور چاند کے ایک سال مین تین سو ساٹھ مشرق اور مغرب ہین۔ قرآن شریف مین جس طرح مثلاً آسمان و زمین کی قسم کر اللہ تعالےٰ نے یہ جتلایا ہے کہ آسمان و زمین دونون اللہ تعالےٰ کی قدرت کی بڑی نشانیان ہین اسی طرح یہان یہ جتلایا ہے کہ اگرچہ یہ مشرک لوگ شرارت سے فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہتے ہین۔ لیکن اصل مین فرشتے اللہ کی بہت بڑی مخلوق اور اُس کی قدرت کی نشانی ہین۔ جن کو طرح طرح کے کام اللہ تعالےٰ نے سپرد کر رکھے ہین صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ سب فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہین صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایت ہے جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتون کی ایک جماعت زمین پر ذکر الٰہی کی مجلسون کی تلاش مین پھرتی رہتی ہے تلاش کے بعد اس جماعت کے فرشتون کو جہان کہین ذکر الٰہی کی کوئی مجلس نظر آتی ہے تو اُس مجلس مین یہ فرشتے بھی شریک ہو کر ذکر الٰہی سنتے ہین۔ معراج کے ذکر مین صحیح بخاری کے حوالہ سے مالک بن صعصعہ کی حدیث گذر چکی ہے۔ جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز بیت المعمور مین ستر ہزار فرشتے عبادت کے لیے جاتے ہین۔ جو پھر وہین رہ جاتے ہین۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی معتبر روایت ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ آسمانون مین چار انگل کی جگہ ایسی نہین ہے کہ جہان اللہ کی عبادت کوئی فرشتہ نہ کر رہا ہو۔ اسی طرح کی اور بھی صحیح حدیثین ہین جن مین مثلاً پہاڑون پر جو فرشتے تعینات ہین۔ اُن کا اور جمعہ کی نماز کے ثواب لکھنے والے فرشتون کا اور دوزخ پر جو فرشتے تعینات ہین اُن کا ذکر ہے۔ ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت مین مثال کے طور پر فرشتون کی خاص جماعت کی اللہ تعالےٰ نے قسم کھائی ہے ورنہ فرشتون کی تعداد بے گنتی ہے

منزل ۶

اور آسمان وزمین مین طرح طرح کے کام اُن کو سپرد ہین اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُن کی ایسی عظمت ہے کہ مثال کے طور پر اُن مین سے بعضے فرشتون کی قسم کھا کر اللہ تعالےٰ نے اپنی وحدانیت کو جتلایا ہے یہان صافات تالیات زاجرات یہ تین صفتین جو ذکر فرمائی ہین۔ اُن مین مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ تینون صفتین فرشتون کی ہین یا کسی اور چیز کی لیکن طبرانی تفسیر ابن ابی حاتم مستدرک حاکم مین عبد اللہ بن مسعود کا صحیح قول ہے کہ تینون صفتین فرشتون کی ہین۔ اس لئے اوپر جو تفسیر بیان کی گئی ہے وہی صحیح ہے اور اب اس صحیح تفسیر کے بعد کوئی اختلاف باقی نہین رہا۔

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝

ہمنے رونق دی ورے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہین اور بچاؤ بنایا ہر شیطان سرکش سے

لَّا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

سن نہین سکتے اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہین ہر طرف سے ہانکے گئے اور انکو مار ہے

وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝

ہمیشہ مگر جو کوئی اُچک لایا جھپ سے پھر پیچھے لگا اُسکو انگارا چمکتا

ان آیتون مین اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کی یہ نشانی جتلائی ہے کہ اُس نے آسمان مین تارے پیدا کر کے آسمان کی رونق بڑھائی پھر فرمایا چوری سے شیاطین جو آسمان پر کی کچھ باتین سننے کو جو آجاتے ہین۔ تو ان ہی تارون مین سے آگ کے شعلے لیکر اللہ کے فرشتے اُن شیاطینون پر آگ کے انگارے برساتے ہین تاکہ وہ شیاطین آسمان پر کی باتین نہ سننے پاوین صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کاہن لوگون کا ذکر آیا تو آپنے فرمایا کہ کاہن لوگ جھوٹے ہین بعضے صحابہ نے عرض کیا کہ کاہنون کی بعضی بعضی بات تو سچ نکلتی ہے آپنے فرمایا کہ کبھی شیطان آسمان کی باتون مین سے کوئی بات جو چرا لاتا ہے۔ وہ سچی نکل آتی ہے ورنہ اُس ایک سچی بات کے ساتھ سینکڑون جھوٹی باتین ملا کر شیاطین کاہن لوگون سے کہدیتے ہین۔ اسلام سے پہلے کچھ لوگ ایسے تھے کہ مشرکون کو کچھ آگے کی باتین بتلا کر کمائی کرتے تھے اُن لوگون کو کاہن کہتے تھے۔ یہ کاہن لوگ شیاطین کے نامون کی نذر نیاز کیا کرتے تھے اس نذر و نیاز کے لالچ سے شیاطین آسمان پر کی باتین چوری سے سن آتے اور کاہنون سے کہدیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین جو دخل ہے۔ اُس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ غیب کی باتین چورانے والے شیاطینون کے پیچھے آگ کے انگارے لگ جاتے ہین۔ لیکن اُس پر بھی بچ بچا کر کوئی شیطان آسمان پر کی کبھی ایک آدھی بات سن آتا تھا۔ جس کو کاہنون تک پہونچا دیتا۔ ترمذی نسائی مسند امام احمد وغیرہ مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے صحیح روایت ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے زمانہ مین آسمان کی خبرون کے روکنے کا انتظام زیادہ ہو گیا تھا۔ تاکہ قرآن شریف کا کوئی مضمون اللہ کے رسول پر نازل ہونے سے پہلے چوری کے طور پر کاہنون تک نہ پہونچ جاوے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے قتادہ کا قول ایک جگہ گذر چکا ہے۔ کہ تارے اللہ تعالےٰ نے تین کامون کے لئے پیدا کئے ہین۔ ایک تو آسمان کی رونق دوسرے ان تارون مین سے شعلے لیکر آسمان کی باتین سننے والے شیاطینون پر اللہ کے فرشتے انگارے برساتے ہین۔ تیسرے تارون کے حساب سے مسافر لوگ راستہ کا حال معلوم کرتے ہین۔ ان تینون کے سوا تارون مین جس کسی نے اور کوئی تاثیر خیال کی وہ غلطی پر ہے۔ قدیمی فلسفی اور نجومی لوگ تارون مین ان تین باتون کے سوا جن تاثیرات کے قائل ہین۔ اُن کے اعتقاد کا غلط ہونا۔ قتادہ کے اس قول سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ○

اب پوچھ اُن سے یہ مشکل ہیں بنانی یا جتنی خلقت ہم نے بنائی ہم ہی نے اُن کو بنایا ہے ایک گارے چپکتے سے

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ○ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ○ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ○

بلکہ تو بچنبا ہے اچنبے ہیں اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے اور جب سمجھائیے نہیں سوچتے اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں

وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ○ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○

اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ جادو ہے کھلا کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو پھر اٹھنا ہے

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ○ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ

کیا ہمارے باپ دادا اُن اگلے کو تو کہہ ہاں اور تم ذلیل ہوگے سو وہ تو یہی ہے ایک جھڑکی

فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ○ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ هَٰذَا يَوْمُ

پھر تبھی لگینگے دیکھنے اور کہینگے اے خرابی ہماری یہ آیا دن جزا کا یہ ہے دن

الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ○ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا

فیصلہ کا جسکو تم جھٹلاتے تھے جمع کرو گنہگاروں کو اور انکی

وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ○ مِنْ دُونِ اللَّهِ

جوروں کو اور جو کچھ پوجتے تھے اللہ کے سوا

فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ○

پھر چلاؤ انکو راہ پر دوزخ کی

ربع ۵ منزل ۶

اوپر آسمان زمین اور ان دونوں میں کی تمام مخلوقات کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا۔ اے رسول اللہ کے تم ان منکرین حشر سے ذرا پوچھو تو سہی کہ ان تمام چیزوں کا پیدا کرنا مشکل تھا یا ان منکرین حشر کا دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے۔ ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری کی یہ صحیح روایت ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالےٰ نے تمام زمین کی مٹی لی ہے۔ اسی واسطے بنی آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی سخت مزاج ہے کوئی نرم مزاج اس حدیث سے انا خلقناھم من طین لازب کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اب بنی آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن انکے باپ آدم کے پتلے کی مٹی اس طرح لی گئی ہے جس میں سب بنی آدم کے پتلوں کی مٹی کی خاصیت رکھی گئی ہے پھر جس صاحب قدرت نے اس طرح کی عقل سے باہر خاصیت کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونک دی اس کو ہر ایک مردہ کی مٹی سے پتلہ کا بنا دینا اور اس میں روح کا پھونک دینا کیا مشکل ہے۔ دنیا کے جنگل دریا ان لوگوں کے اختیار میں نہیں۔ اسی سبب سے ان لوگوں کو مردہ کی رواں رواں مٹی کا جمع ہو جانا دشوار نظر آتا ہے اللہ کے اختیار و علم اور قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں یہ سب کچھ اس کا پیدا کیا ہوا اور اس کے حکم کا تابع اس لئے مردہ کی مٹی جہاں کہیں ہوگی۔ اس کے حکم سے فوراً جمع ہو جاوے گی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدری کی روایتیں ایک جگہ گذر چکی ہیں۔ کہ ایک شخص نے اپنی لاش کے

جلا دینے اور آدھی مٹی کو دریا میں بہا دینے اور آدھی کو ہوا میں اڑا دینے کی وصیت کی تھی۔ اس شخص کے مرجانے کے بعد وصیت کے موافق عمل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ سے اس شخص کی مٹی کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور وہ مٹی جمع ہوئی۔ اور اس کا پتلہ بنایا گیا۔ اس حدیث سے مردہ کی رواں دواں مٹی کے جمع ہوجانے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ مٹی میں جب پانی ملایا جاوے تو وہ چپکنے لگتی ہے اسی واسطے آدم علیہ السلام کے پتلہ کے گارے کو چپکتا ہوا گارا فرمایا۔ اب آگے فرمایا ان لوگوں کو حشر کا قائم ہونا تفصیل سے سمجھایا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ نہیں مانتے ہیں۔ اس پر اے رسول اللہ کے تم کو ان لوگوں کے حال پر تعجب ہوتا ہے لیکن تعجب کی کچھ بات نہیں ہے یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو بغیر سوچے سمجھے مسخراپن کرکے اور معجزہ کو جادو بتلا کر ٹال دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے دل پر قرآن کی نصیحت کا اور معجزہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا پھر فرمایا اپنی قدیمی عادت کے موافق یہ لوگ اپنے اور اپنے بڑوں کے دوبارہ زندہ ہوجانے کا انکار کریں تو ان سے فقط اتنا ہی کہہ دیا جاوے کہ ہاں تم اور تمہارے بڑے حشر کے دن بڑی ذلت سے دوبارہ زندہ کئے جاوگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ نافرمان لوگ جب قبروں سے اٹھیں گے تو فرشتے منہ کے بل گھسیٹ کر انہیں میدان محشر میں لیجاویں گے ان لوگوں کے ذلت سے دوبارہ زندہ ہونے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔ پھر فرمایا کہ اب تو یہ لوگ حشر کا انکار کرتے ہیں مگر دوسرے صور کی آواز سنتے ہی دوبارہ زندہ ہوکر تعجب سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گا۔ اور ملکر یہ کہنے لگیں گے کہ بڑی کمبختی یہ سزا و جزا کا دن تو آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اللہ کے فرشتے اور اچھے لوگ ان نافرمانوں کو جواب دیویںگے کہ ہاں یہ وہی نیک و بد کے فیصلہ کا دن ہے جس کو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے۔ اس کے بعد حساب و کتاب ہوکر بت پرستوں سورج پرستوں وغیرہ کی جماعتیں بنائی جاکر ان جماعتوں اور ان کے جھوٹے معبودوں کو دوزخ کے راستہ سے لگا دیا جاویگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق احشروا الذین ظلموا وازواجھم کی تفسیر یہی ہے کہ ہر ایک قسم کے نافرمانوں کی الگ الگ جماعتیں بنائی جاویں گی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے۔ کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا۔ اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل۔ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ مشرکین مکہ میں سے جو لوگ علم الٰہی میں دوزخی ٹھہر چکے تھے وہ مرتے دم تک ایسی ہی باتیں کرتے رہے جیسی باتوں کا ذکر آیتوں میں ہے اور جو لوگ علم الٰہی میں جنت کے قابل قرار پاچکے تھے وہ آخر کو اس کثرت سے راہ راست پر آئے کہ مکہ کے ہر ایک گھر میں اسلام پھیل گیا۔

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○

اور کھڑا رکھو انکو اُن سے پوچھنا ہے کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں وہ آج آپ کو پکڑواتے ہیں

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ○ قَالُوا

اور منہ کیا بعضوں نے بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہم پر داہنے سے وہ بولے

بَلْ لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ○

کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانیوالے اور ہمارا تم پر زور نہ تھا پر تم ہی لوگ بیحد چلنے والے ہو

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ ○ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ○ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ

ثابت ہوئی ہم پر بات ہمارے رب کی ہم کو مزہ چکھنا پھر ہم نے تم کو گمراہ کیا ہم تھے آپ گمراہ سو وہ اس دن

منزل ۶

فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ ۝ اِنَّا کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝

تکلیف مین شریک ہین ہم ایسا کچھہ کرتے ہین گنہگارون کے حق مین

ترمذی تاریخ بخاری مستدرک حاکم دارمی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ مین حضرت انسؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مین جو کوئی کسی کو برے کام کے راستہ پر لگاویگا۔ اس کو اور برے راستہ لگنے والے ان دونون کو قیامت کے دن خدا کے روبرو جواب دہی کرنی پڑیگی۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے یہ آیت پڑہی۔ اگرچہ ترمذی نے اس روایت کو غریب کہا ہے لیکن یہ روایت کئی طریق سے ہے۔ جس کے سبب سے ایک ایک سند کو دوسرے سے تقویت ہو جاتی ہے صحیح سند سے ترمذی مین ابو برزہ کی روایت سے دوسری حدیث ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار باتون کی جواب دہی کے لئے ہر ایک شخص کو خدا تعالے کے روبرو کھڑا رہنا پڑے گا۔ ایک تو ہر شخص سے پوچھا جاوے گا۔ کہ اس نے اپنی عمر کس کس کام مین گذاری۔ دوسری بات یہ کہ اگر کچھہ علم پڑہا تو اس علم کے موافق کیا عمل کیا۔ تیسری بات یہ کہ کس کس طریقہ سے دنیا مین مال کمایا اور کہان کہان خرچ کیا۔ چوتھی بات یہ کہ خاصکر جوانی کی عمر کس کام مین صرف کی۔ ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ ابو برزہؓ اسلمی کی روایت کے موافق چار باتون کا بڑا حساب و کتاب تو جدا ہوگا۔ اور انس کی روایت کے موافق فقط ایک بات کا حساب جدا ہوگا۔

اب جن مفسرون نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے۔ کہ حساب و کتاب سے اور دوزخ مین لیجانے کے حکم ہونے کے بعد بعضے لوگون کو روکا جاویگا اور وہ جوابدہی ہوگی جس کا ذکر اس آیت مین ہے۔ یہ تفسیر اس تفسیر کے موافق ہے۔ جو خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسؓ کی روایت مین اس آیت کی فرمائی ہے۔ اور جن مفسرون نے ابو برزہؓ کی روایت کو اس آیت کی تفسیر خیال کر کے اس آیت کی تفسیر مین یہ لکھا ہے کہ ان لوگون کو عقائد اور اعمال کے سوال و جواب اور حساب و کتاب کے لئے پل صراط پر گذرنے سے پہلے روکا اور ٹھیرایا جاوے گا۔ اول تو وہ تفسیر انسؓ کی روایت کی مخالف ہے دوسری بات یہ ہے کہ قرآن شریف کا مطلب بھی اس پہلی تفسیر کے موافق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے نے ان لوگون کو دوزخ مین لیجانے کا حکم دیکر پھر ان لوگون کے کھڑا کئے جانے اور روکے جانے کا حکم دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بڑا حساب و کتاب ہو جانے اور دوزخ مین لیجانے کا حکم ہو جانے کے بعد ایک خاص جوابدہی کے لئے پل صراط پر گذرنے سے پہلے ان لوگون کو روکا جاویگا۔ علاوہ اس کے ترمذی کی ابو برزہؓ کی روایت مین اس جوابدہی کا ذکر بھی تو نہین ہے۔ جس جوابدہی کا ذکر آیت مین ہے۔ پھر جو باتین اس حدیث مین ہین۔ وہ بدون کسی تعلق کے آیت کی تفسیر کیونکر قرار پا سکتی ہین۔ ہان قرآن شریف کی جن آیتون مین ان چار باتون مین سے کسی بات کا ذکر ہے۔ ان آیتون کی تفسیر اس حدیث کو قرار دیا جاوے تو آیت اور حدیث مین تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ بہت سی آیتون مین یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ مین داخل ہونے کے بعد بہکنے والے لوگ اپنے بہکانے والون کو برا کہوین گے اور وہ ان کو برا کہوین گے۔ جب برے لوگ پل صراط سے نہ گذر سکین گے۔ اور پل صراط پر سے کٹ کر دوزخ مین گر پڑین گے وہ اس وقت کا ذکر ہے۔ اس آیت مین جس برا بھلا کہنے کا ذکر ہے یہ ذکر پل صراط پر سے گذرنے سے پہلے کا ہے۔ جس وقت اچھے برے لوگ حساب و کتاب کے لئے خدا تعالے کے روبرو ہونگے۔ چنانچہ آیت کے مطلب سے خود معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگون کو دوزخ مین لیجانے کا حکم دیکر پھر فرشتون سے اللہ تعالے فرماویگا۔ ان لوگون کو کھڑا رکھو ان سے پوچھنا ہے۔ اور پھر دوزخ مین داخل ہو جانے کے بعد اس طرح کے مشرک لوگ اللہ تعالے کے روبرو یہ کہین گے چنانچہ سورہ قد افلح المومنون مین گذر چکا ہے کہ اس طرح کے مشرک لوگ دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے تنگ آکر رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا

منزل ۶

اور ربنا اخرجنا منہا - کہہ کہہ کر ایک مدت تک چلاویں گے - تو آخر اللہ تعالےٰ اُن کو بغیر رو برو بلانے کے یہی جواب دے گا - اخسئوا فیہا ولا تکلمون جس کا مطلب یہ ہے - کہ تم لوگ بات کرنے کے قابل نہیں ہو - اس لئے جس حالت میں ہو اُسی حالت میں پڑے رہو - حاصل مطلب اِن آیتوں کا یہ ہے کہ جن جن مشرکوں اور اُن کے جھوٹے معبودوں کو دوزخ کے راستہ سے لگا دینے کا حکم ہوگا - اُن کے دوزخ میں جھونکے جانے سے پہلے فرشتوں کو یہ بھی حکم ہوگا - کہ اِن جماعتوں کو ذرا ٹھہراؤ کچھ اِن سے پوچھنا ہے - پھر اُن سے یہ پوچھا جاوے گا - کہ جس عذاب کو دنیا میں تم لوگ جھٹلاتے تھے آج ایک دوسرے کی مدد کرکے تم اِس عذاب کو کیوں نہیں ٹال دیتے - اب بہکنے والے اپنے بہکانے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہویں گے کہ تم ہی ہم کو بڑے زور شور سے ہر وقت بہکاتے رہتے تھے - یمین کے معنی عربی میں قوت کے ہیں تاتوننا عن الیمین کا مطلب یہی ہوا - کہ تم لوگ بڑے زور شور سے ہم کو نیک باتوں سے روکتے تھے - بہکانے والے جواب دیویں گے کہ تم پر ہمارا زیادہ زور نہیں چلتا تھا - تمہارے دل میں عقبیٰ کی باتوں کا پورا بھروسہ نہیں تھا - اس لئے تم ہمارے کہنے میں آکر ہم جیسے ہوگئے - اب سوا اِس کے کچھ علاج نہیں کہ ہم اور تم دونوں اِس عذاب کو بھگتیں - آگے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نافرمان لوگوں کو اسی طرح قائل و معقول کرکے سزا دیتا ہے - کیونکہ اُس کی بارگاہ میں کسی پر ظلم نہیں ہے - صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے - کہ ظلم اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام کر لیا ہے - اِس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے - جس کا حاصل یہ ہے - کہ بارگاہ الٰہی میں ظلم نہیں ہے - اِس واسطے قیامت کے دن نافرمان لوگوں کو پورا قائل کیا جا کر جرم کے موافق سزا دی جاوے گی -

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا

وہ تھے کہ اُن سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے تو غرور کرتے — اور کہتے کیا ہم چھوڑ دینگے

لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝

اپنے ٹھاکروں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانے کے — کوئی نہیں وہ لایا ہے سچا دین اور سچ مانا ہے سب رسولوں کو

إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ

بیشک تم کو چکھنی ہے دکھ والی مار — اور وہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے — مگر جو بندے اللہ کے

الْمُخْلَصِينَ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ

ہیں چنے ہوئے — وہ جو ہیں انکو روزی ہے مقرر — میوے کی اور اُن کی عزت ہے — باغوں میں

النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ

نعمت کے — تختوں پر — ایک دوسرے کے سامنے — لوگ لئے پھرتے ہیں اُن کے پاس پیالہ — شراب ستھری کا سفید رنگ

لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ

مزہ دیتی پینے والوں کو — نہ اس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اس سے بہکتے ہیں — اور اُن کے پاس ہیں

قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

عورتیں نیچی نگاہ رکھتیاں بڑی آنکھوں والیاں — گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے — پھر منہ کیا ایک نے دوسرے

منزل ۶

عَلٰی بَعۡضٍ یَّتَسَآءَلُوۡنَ ۝

کی طرف لگے پوچھنے

مکہ کے مشرکون مین بہت دنون سے شرک کی باتین چلی آتی تہین۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے جب توحید کی باتین فرماتے تو کبھی مشرک لوگ یہ کہتے کہ جس طریقہ پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ ہم تو اُس طریقہ پر قائم رہوینگے۔ اور جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرک اور اُن مشرکون کے بتون کی مذمت کرتے تو وہ ظالم نہایت زیادتی سے اللہ تعالےٰ کے حق مین بے ادبی کے کلمات کہنے کو مستعد ہو جاتے صحیح سند کا حضرت عبد اللہؓ ابن عباس کی روایت سے ترمذی نسائی وغیرہ مین ایک دفعہ کا یہ ایک قصہ ہے۔ کہ ابو طالب کی بیماری کے زمانہ مین ایک بڑی جماعت قریش کی ابو طالب کے پاس گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح طرح کی شکایت کی۔ ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس شکایت کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا مین تو ایک بات ایسی اِن لوگون کو بتلاتا ہون۔ جس کے اختیار کرنے کے سبب سے سب ملک عرب و عجم اِن کا تابعدار ہو جاوے۔ جب اُن جماعت کے لوگون نے پوچھا کہ آخر وہ بات کیا ہے۔ بیان تو کرو تو آپ نے کلمہ توحید پڑہکر سنایا۔ یہ سنتے ہی بڑے تکبر سے اجعل الالهة الها واحدا اور ما سمعنا بهذا فی الملة الآخرة کہتے ہوئے وہ سب لوگ اُس مجلس مین سے اٹھکر چلے گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ایک معبود کی عبادت کسی پچھلے دین مین نہین سُنی۔ غرض اسی طرح توحید کی باتین سنکر نخوت اور تکبر سے پیش آنے کے مشرکین مکہ کے بہت سے قصے قرآن شریف اور حدیث شریف مین ہین۔ اِن آیتون مین اللہ تعالےٰ نے وہی ذکر فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن جب اِن لوگون پر طرح طرح کا عذاب ہوگا جس کا ذکر اوپر کی آیتون مین ہے۔ تو اُس وقت اُن کو یاد دلایا جاوے گا۔ کہ تم پر عذاب اسی سبب سے ہے کہ تم توحید کی باتین اللہ کے رسول سے سنکر نخوت اور تکبر سے اُن حق باتون کو نہین سنتے تھے۔ اور اللہ کے رسول کو شاعر اور دیوانہ بتلاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ کیا ایک دیوانہ کے کہنے سے ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ کے معبودون کو چھوڑ دیوینگے۔ اب بیچ مین اللہ تعالےٰ نے اُن مشرکون کی بات کا جواب دیا ہے کہ اللہ کے رسول شاعر اور دیوانہ نہین بلکہ یہ اللہ کے سچے رسول ہین۔ پھر جنت اور اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ عقبےٰ کے منکرون کو جنت کا حال سنکر ایک طرح کی رغبت عقبےٰ کی پیدا ہو۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف پیٹھ کرے تو ذرا برا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ جنت مین جنتی لوگ اس طرح جڑاؤ تختون پر بیٹھین گے کہ ایک کی پشت دوسرے کی طرف نہ ہوگی۔ دنیا کی شراب سے درد سر ہوتا ہے۔ قے ہوتی ہے۔ نشہ چڑھکر عقل زائل ہو جاتی ہے۔ کبھی قولنج کا درد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے فرمایا کہ جنت کی شراب مین یہ کوئی بات نہ ہوگی۔ نہرون مین جس طرح پانی بہتا ہے۔ اسی طرح جنت مین شراب اور دودھ اور شہد اور میٹھے پانی کی نہایت صاف نہرین ہون گی۔ اس شراب کا رنگ ایسا ہوگا کہ جس کے دیکھنے سے رغبت آویگی۔ یہ دودھ کبھی جمے گا نہ کھٹّا ہوگا۔ یہ شہد موم کے میل سے بالکل صاف ہوگا۔ جنت کی اور نعمتون اور جنت کے میوون کا جو اِن آیتون مین ذکر ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ جنت کی نعمتین وہ ہین۔ کہ نہ آنکھون سے کسی نے دیکھین اور نہ کانون سے سُنین۔ نہ کسی کے دل مین اُن نعمتون کا تصور گذر سکتا ہے۔ اس لئے جنت کی نعمتون کی تفصیل سوا خدا کے کون جان سکتا ہے۔ اِن آیتون مین جنت کی حورون کا بھی ذکر ہے۔ حدیث شریف مین ترمذی کی روایت سے آیا ہے کہ حورون کے جسم مین اس طرح چمک ہوگی۔ کہ ستر پوشاکون مین سے اُنکا جسم نظر آویگا۔ ترمذی نے اس روایت کو عبد اللہؓ بن مسعود کا قول صحیح قول قرار دیا ہے بخاری کی ابو ہریرہؓ کی روایت مین ہے۔ کہ جنت کی حورون کی پوشاک ایسی ہوگی کہ اُس پوشاک مین کا اُن کا ایک دوپٹہ دنیا بھر کی چیزون سے بڑھکر

قیمت کا ہوگا - غرض جنت کی سب چیزیں ایسی ہی ہیں - کہ خدا تعالٰے اپنی رحمت سے جب جنت میں جانا نصیب کرے گا - اسی وقت ان چیزون کی قدر معلوم ہوگی - اس واسطے صحیح بخاری و مسلم کی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جتنی سی جگہ میں گھوڑے کا سوار اپنے گھوڑے کا کوڑا رکھتا ہے - جنت کی اتنی سی جگہ تمام دنیا سے بہتر ہے - غول کے معنے خلاف طبیعت بات کے پیش آنے کے ہیں - اس لئے حاصل مطلب یہ ہے - کہ جنت کی شراب سے دردسر - قے - قولنج کوئی خلاف طبیعت بات پیش نہ آویگی - عرب کے محاورہ میں نزف الرجل ایسے موقعہ پر بولتے ہیں جب کوئی آدمی نشہ میں مدہوش ہوجاتا ہے - اس لئے فرمایا کہ جنت کی شراب میں یہ بات نہ ہوگی - کہ کوئی جنتی مدہوش ہوجاوے - بیض مکنون - اس کا یہ مطلب ہے کہ انڈے کے سخت چھلکے کے اندر کا نرم پوست جیسا آبدار ہوتا ہے - حوروں کا جسم ایسا آبدار ہوگا -

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ۝ یَّقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا

بولا ایک بولنے والا ان میں مجکو تھا ایک ساتھی کہتا کیا تو یقین کرتا ہے کیا جب ہم مرگئے

وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ

اور ہوگئے مٹی اور ہڈیان کیا ہم کو بدلا ملتا ہے کہنے لگا بھلا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو اسکو دیکھا

فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ

بیچون بیچ دوزخ کے بولا قسم اللہ کی تو تو لگا تھا کہنے کہ مجکو گڑھے مین ڈالے اور اگر نہوتا میرے رب کا فضل تو مین بھی ہوتا انمین جو

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ۝ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

پکڑے آئے کیا اب ہم کو نہیں مرنا مگر جو پہلے بار مرچکے اور ہمکو تکلیف نہیں پہنچنی بیشک یہی ہے بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝

مراد ملنی ایسی چیزون کے واسطے چاہئے محنت کرنی محنت والے

تفسیر اسمعیل سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں بنی اسرائیل کا ایک قصہ اس آیت کے متعلق جو لکھا ہے - اس کا حاصل یہ ہے - کہ کسی تجارت میں دو شخص ساجھی تھے جنمیں ایک شخص مشرک تھا - اور ایک مسلمان تھا - یہ مسلمان شخص اکثر اپنے دین کے کاموں میں مصروف رہ کر تجارت کے کاموں سے بیخبر رہتا تھا - اس مشرک ساجھی نے اپنے اس مسلمان ساتھی کا یہ حال دیکھ کر اپنے ساجھے سے اس کو الگ کردیا - اس ساجھی کے الگ ہونے کے وقت دونوں شخصوں کے حصہ میں چار چار ہزار اشرفیاں آئیں - اس مشرک شخص نے تو اپنی اشرفیاں دنیا کے طرح طرح کے کاموں میں لگائیں - اور مسلمان شخص نے رفتہ رفتہ وہ اپنی سب اشرفیاں عاقبت کے اجر کے خیال سے اللہ کی راہ میں خیرات کر ڈالیں اور تنگ حال ہوگیا - ایک روز اس مشرک نے اس مسلمان کو تنگ دست دیکھ کر اس کے حال پر بڑا افسوس کیا - اور اس سے پوچھا کہ تیری اشرفیاں کہاں گئیں - پہلے تو اس مسلمان شخص نے اپنی اشرفیوں کا حال اس مشرک سے چھپایا لیکن جب اس مشرک شخص نے بہت کھود کھود کر پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ وہ اشرفیاں عاقبت کے اجر کے خیال سے میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کردیں - اس مشرک عاقبت کے منکر نے عاقبت اور عاقبت کے اجر کا نام سنکر اس مسلمان کو بہت برا بھلا کہا - قیامت کے دن اس مسلمان کو جنت میں اور مشرک کو دوزخ میں جب اللہ تعالٰے داخل فرماوے گا - تو یہ مسلمان شخص اپنے مشرک ساجھی کا عاقبت کا انکار کرنا - اور برا کہنا یاد کر کے جنت میں سے جھانک کر اس کو دیکھیگا اور

طرح طرح کے عذاب مین گرفتار پاکر یہ کہوے گا۔ کہ اگر دنیا مین تیرا کہنا مین مان لیتا تو آج مین بھی اس مصیبت مین گرفتار ہوتا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ جنت کے مکانون کی دیوارون مین کھڑکیان ہونگی جنمین سے اہل جنت اہل دوزخ کا حال دیکھ کر اپنے عیش و آرام کی بڑی قدر کرینگے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ دوسرے کی مصیبت دیکھ کر آدمی کو اپنے آرام کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ اس مسلمان جنتی شخص کے کلام مین اللہ تعالےٰ نے یہ جو فرمایا ہے۔ کہ وہ شخص جنت کی نعمتون کی قدر اور اپنی خوشی ظاہر کرنے کی باتون مین یہ بھی کہیگا۔ کہ یہ بھی بڑی مراد پوری ہونے کی بات ہے۔ کہ ہم جنتی لوگ سدا اسی عیش مین رہوینگے اور سوا دنیا مین ایک دفعہ کی موت کا مزا چکھ لینے کے۔ اب ہمکو کبھی موت نہین آئیگی اسکی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی صحیحین کی روایت مین ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ جنتیون کی جنت مین اور دوزخیون کی دوزخ مین داخل ہوجانے کے بعد جنت اور دوزخ کے مابین مین موت کو ذبح کردیا جاوے گا۔ اور پھر فرشتے پکار کر اہل جنت اور اہل دوزخ کو سنادیوینگے۔ کہ اب جو جس حال مین ہے۔ ہمیشہ وہ اسی حال مین رہوے گا۔ اب کسی کو موت نہین۔ اس خبر کو سنکر اہل جنت اپنے عیش و آرام سے ہمیشہ رہنے کی بڑی خوشی کرینگے۔ اور اہل دوزخ اپنا عذاب مین ہمیشہ رہنے کا حال دیکھ کر بڑا رنج کرینگے۔ جس خوشی کا اس حدیث مین ذکر ہے۔ وہی خوشی ہے۔ جس کا تذکرہ اُس جنتی شخص نے اپنی خوشی اور مراد پانے کی باتون مین کیا ہے۔ غرض جنت کی نعمتین دنیا کی نعمتون سے نرالی ہین۔ پھر یہ کتنی بڑی بات ہے۔ کہ وہ نعمتین ہمیشہ ہونگی نہ اُن نعمتون کو دکھ کا خلل ہے۔ نہ بیماری کا نہ موت کا کچھ کھٹکا۔ دنیا کی نعمتون کو دکھ کا بیماری کا موت کا ہر طرح کا کھٹکا لگا ہوا ہے جس کے سبب سے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ دنیا کی بادشاہت وزارت کوئی نعمت پائیدار نہین۔ کیونکہ زبان حال سے دنیا کی ہر نعمت یہ پکار رہی ہے۔ کہ آج ہے تو کل نہین۔ عاقبت مین اس کے برخلاف معاملہ ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت کے لوگون کو فرشتے ہر وقت پکار پکار کر سنادینگے۔ کہ جنت کی زندگی کو موت نہین اور جوانی کو بڑھاپا نہین صحت کو مرض نہین۔ خوشی کو رنج نہین۔ لمدینون۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کیا مرنے اور خاک ہو جانے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہونگے۔ اور ہماری نیکی بدی کا حساب و کتاب ہوگا۔ منکرین حشر کے اس عقلی اعتراض کا جواب عقلی طور پر اللہ تعالےٰ نے کئی آیتون مین جو دیا ہے اس حاصل یہ ہے۔ کہ خود دنیا کا موجودہ انتظام اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ دنیا کے ختم ہوجانے کے بعد قیامت کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے حاکم فرمانبردار اور نافرمان رعایا کو ایک حالت پر رکھنا ناانصافی جانتے ہین۔ پھر اُس احکم الحاکمین کے انصاف سے یہ بعید ہے کہ اُس کی بارگاہ مین نہ نیکی کا کچھ ثمرہ ہو نہ بدی کی کچھ پرسش۔ دنیا کی حالت سب کی آنکھون کے سامنے ہے۔ کہ یہان بہت سے نیک لوگ تنگدست ہین اور بد لوگ خوشحال۔ اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے۔ کہ دنیا مین جزا و سزا کا موقعہ نہین ہے۔ بلکہ اُس کے لئے ایک دوسرا جہان ہے۔ جس کا حال وحی کے ذریعہ سے انبیا کو معلوم ہوا ہے۔ اور عقل بھی اُس کا انکار نہین کرسکتی۔ سورہ جاثیہ مین اس عقلی جواب کی تفصیل زیادہ آویگی۔

منزل

أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ۝ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ

کر محنت والے کیا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینڈھ کا ہم نے اسکو کیا ہے خراب کرنا ظالمون کا فر وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا دوزخ

الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ
کی جڑ میں شگوفہ جیسے سر شیطانون کے سو وہ کہاوینگے اس مین سے پھر بھرینگے اس سے پیٹ پھر
إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝
انکو اسکے اوپر ملونی جلتے پانی کی پھر اُنکو لیجانا آگ کے ڈھیر مین انہون نے پائے اپنے باپ دادا بہکے ہوئے
فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝
سو وہ اُنہین کے قدمون پر دوڑتے ہین اور بہک چکے اُن سے آگے بہت لوگ پہلے اور ہم نے بھیجے ہین اُن مین ڈر سنانے والے
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝
اب دیکھ کیسا ہوا آخر ڈرائے ہوؤن کا مگر جو بندے اللہ کے ہین چنے ہوئے۔

اوپر جنت کی نعمتون کا ذکر فرما کر اِن آیتون مین فرمایا۔ کہ یہ جنت کی نعمتین بہتر ہین۔ یا دوزخیون کی خوراک سینڈھ کا درخت بہتر ہے۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے صحیح روایت ہے۔ جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس دوزخ کے سینڈھ کے عرق کا ایک قطرہ بھی اگر زمین پر ٹپک پڑے تو تمام دنیا کے لوگون کی زندگی دشوار ہو جاوے۔ اور اگر دنیا کے دریاؤن مین وہ قطرہ پڑ جاوے۔ تو دریاؤن کا پانی بالکل بگڑ جاوے۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے۔ اُن لوگون کے حال پر جنکی خوراک یہ سینڈھ کا پھل ہوگا۔ اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔ کہ وہ سینڈھ دنیا کے سینڈھ جیسا نہین ہے۔ بلکہ وہ ایسی بری بلا ہے۔ جس کی حالت حدیث مین بیان کی گئی ہے۔ تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن جریر مین قتادہ کا قول ہے کہ قرآن شریف مین جب سینڈھ کے درخت کا ذکر آیا تو مشرکین مکہ تعجب سے کہنے لگے۔ کہ سبز درخت دوزخ کی آگ مین کیونکر ہوگا۔ اُس پر فرمایا۔ یہ اللہ کی قدرت ہے۔ کہ دوزخ کے کنارہ پر نہین۔ بلکہ بیچ دوزخ کی جڑ مین یہ درخت نکلے گا۔ اور منکرون کو اس خرابی مین ڈالے گا۔ کہ اُس کے پھل پیٹ بھر کر اُن کو کھانے پڑینگے اور جب وہ پھل اُن کے حلق مین پھنسین گے۔ تو ایسا کھولتا ہوا پانی اُن کو پلایا جاوے گا۔ کہ اُن کی انتڑیان نکل پڑین گی۔ زقوم کے علاوہ دوزخیون کو کبھی ایک کانٹون دار گھاس بھی کھلائی جاوے گی۔ جس کا ذکر سورۃ الغاشیہ مین آوے گا۔ حاصل یہ ہے۔ کہ دوزخ کے درجے الگ الگ ہین۔ بعض درجون مین دوزخیون کی خوراک زقوم ہوگی۔ اور بعضون مین کانٹون دار گھاس عرب کے لوگ خوفناک چیز کو شیطان سے تشبیہ دیا کرتے ہین۔ اس واسطے سینڈھ کے پھل کو شیطان کے سر سے مشابہت دی۔ مسند امام احمد ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم اور بیہقی مین ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی سے معتبر روایتین ہین جن مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ کھولتا ہوا پانی دوزخیون کے منہ کے پاس لایا جاوے گا۔ تو اُن کے منہ کی کھال جلکر اُتر جاوے گی۔ اور جب وہ پانی انکو پلایا جاوے گا۔ تو کٹکر انتڑیان نکل پڑین گی اُس کھولتے ہوئے پانی کو ملونی کا پانی جو فرمایا۔ اُس کی تفسیر سورہ ابراہیم مین گذر چکی ہے۔ کہ زیادہ بدمزہ کرنے کے لئے اس پانی مین پیپ بھی ملائی جاوے گی۔ تفسیر عبد الرحمن بن زید مین ملونی کی یہ تفسیر کی گئی ہے۔ جو اوپر بیان کی گئی۔ یہ عبد الرحمن بن زید سفیان بن عیینہ کے مرتبہ

کے تبع تابعین میں ہیں ترمذی اور ابن ماجہ میں ان سے روایتیں ہیں۔ حدیث کی روایت میں اگرچہ علماء نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مگر تفسیر کے باب میں یہ اپنے باپ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اس لئے تفسیر کے باب میں اُن کے قول کا اعتبار ہے۔ کیونکہ اُن کے باپ حسن بصری کے مرتبہ کے ثقہ تابعیوں میں ہیں۔ اکثر سلف کا قول ہے۔ کہ یہ کھولتے پانی کا چشمہ دوزخ کے کنارہ پر ہے۔ وہاں فرشتے دوزخیوں کو پانی پلا نے لاویں گے۔ اور پھر دوزخ میں دھکیل دیویں گے ثم ان مرجعہم لالی الجحیم۔ کا یہی مطلب ہے اب آگے فرمایا۔ قریش میں کے اور پچھلی اُمتوں کے نافرمان لوگ اس واسطے عذاب میں پکڑے گئے۔ کہ انہوں نے اللہ کے رسولوں کی نصیحت کو نہ مانا اور سرکشی کر کے اپنے بڑوں کی لکیر کے فقیر رہے ہاں اللہ کے چنے ہوئے جن بندوں نے اللہ کے رسولوں کی نصیحت کو مان لیا۔ وہ اس عذاب سے بچکر جنت میں داخل ہوئے۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ موطا مسند امام احمد اور مستدرک حاکم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم علیہ السلام کی پشت سے قیامت تک کی روحوں کو نکال کر عالم ارواح ہی میں اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا تھا۔ کہ اتنی روحوں کے بنی آدم دنیا میں پیدا ہونے کے بعد جنتیوں کیسے کام کریں گے اور اتنی روحوں کے بنی آدم دوزخیوں کے سے کام کریں گے۔ اگرچہ منذری نے اس حدیث کی سند پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث کو مسلم بن یسار نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ حالانکہ مسلم بن یسار کو حضرت عمرؓ کی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اس واسطے اس حدیث کی سند پوری نہیں ہے لیکن موطا مسند امام اور مستدرک حاکم کی سند میں مسلم بن یسار نہیں ہے اور یہ سندیں پوری ہیں اسی واسطے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سب سندوں کے ملانے سے یہ حدیث معتبر ہے۔ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ اگرچہ جنتی اور دوزخی عالم ارواح میں بھی اللہ تعالےٰ کے علم غیب کے موافق چھنٹ چکے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے انصاف سے جزا و سزا کا دارمدار دنیا کے پیدا ہونے کے بعد پر رکھا۔ جب اُوس علم غیب کا ظہور ہو گیا۔ تو اُس کے موافق قیامت کے دن جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاویگا۔ یہ کئی جگہ گذر چکا ہے۔ کہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اس لئے جو لوگ علم الٰہی میں دوزخ کے قابل ٹھہر چکے تھے۔ زبردستی اُن کو راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف تھا۔ اس واسطے اُن کو اللہ تعالےٰ نے اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ

اور ہمکو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں پکار پر اور بچا دیا اُس کو اور اُسکے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھی اس کی اولا

هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

وہی رہجانے والی اور باقی رکھا اسپر پچھلی خلق میں کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں ہم یوں بدلا دیتے ہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

نیکی والوں کو وہ ہے ہمارے بندوں ایمانداروں میں پھر ڈبا دیا ہم نے دوسروں کو

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ کہ جس طرح قریش اللہ کے رسول کی نصیحت نہیں مانتے اور شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسی طرح قریش سے پہلے بھی بہت قومیں بہک چکی ہیں۔ اور اللہ کے رسولوں کی نصیحت کے نہ ماننے سے وہ قومیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ اب اس آیت سے آخر سورہ تک اُس ارشاد کی تائید میں حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت موسےٰ حضرت ہارون۔ حضرت الیاس۔ حضرت لوط

منزل ۶

حضرت یونس کے سات قصّے ذکر فرمائے۔ اُن میں سے یہ پہلا قصہ حضرت نوح سب سے پہلے صاحب شریعت نبی کا ہے مدت تک حضرت نوح نے اپنی قوم کو سمجھایا۔ جب اُن لوگوں نے حضرت نوح کی نصیحت کو نہ مانا۔ اس وقت حضرت نوح نے اُکتا کر رب انی مغلوب فانتصر اور رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یہ دعائیں مانگی۔ جن دعاؤں کا مطلب یہ ہے۔ کہ یا اللہ اب میں قوم کے لوگوں کی سرکشی سے عاجز آگیا۔ اس لئے اُن سے ایسا بدلا لے کہ اُن کا ایک گھر بھی زمین پر باقی نہ رہے۔ آخر اللہ کے رسول کی بددعا کے اثر سے وہ قوم غرق ہو کر ہلاک ہو گئی۔ حضرت نوح کی اسی بددعا کرنے کا اور اللہ تعالےٰ کا اُس میں اثر دینے کا ذکر اس آیت میں ہے۔ قریش کو اور ساری اُمت کو گویا یہ نصیحت اللہ تعالےٰ نے فرمائی ہے۔ کہ اللہ کے رسول کی بددعا کا انجام اچھا نہیں۔ اللہ کے رسول کی ناخوشی اور اللہ کے رسول کی بددعا سے اُمت کے ہر شخص کو بچنا چاہیے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد مسند بزار مسند ابی یعلےٰ اور مستدرک حاکم میں ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ یا تو اُس کے مقصد کو پورا کر دیتا ہے۔ اور اگر علم الٰہی میں وہ مقصد پورا ہونے کے قابل نہ ہو تو اُس شخص کے سر سے کوئی بلا ٹل جاتی ہے یا عقبےٰ میں اُس دعا کا اجر اُس کو مل جاوے گا۔ یہ حدیث فلنعم المجیبون کی گویا تفسیر ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ بارگاہ الٰہی میں کسی کی دعا رائیگان نہیں جاتی۔ صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی طبرانی مستدرک حاکم میں سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طوفان کے بعد سام حام اور یافث نوح علیہ السلام کے تین بیٹے جو طوفان سے بچے۔ اُن کی نسل سے تمام دنیا چلی۔ یہ حدیث وجعلنا ذریتہم الباقین کی گویا تفسیر ہے نوح علیہ السلام کے بعد جو آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔ اُن میں نوح علیہ السلام کا ذکر خیر ہے وہی وترکنا علیہ فی الاخرین کی گویا تفسیر ہے۔ اب آگے اُس ذکر خیر کی یہ تفسیر فرمائی کہ ہر ایماندار شخص اُن کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ بولتا یا لکھتا ہے۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ہے۔ کہ جو شخص فرض عبادت کے بعد نفل عبادت میں لگا رہتا ہے۔ اُس کو بارگاہ الٰہی میں ایک قربت حاصل ہو جاتی ہے صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ کی دوسری حدیث ہے۔ کہ جس شخص کو بارگاہ الٰہی میں قربت حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام اُس خبر کو آسمان و زمین میں پکار کر کہہ دیتے ہیں جس سے آسمان و زمین میں اُس شخص کا ذکر خیر جاری ہو جاتا ہے۔ اِن حدیثوں سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ نیک لوگوں کا ذکر خیر کیونکر اور کن باتوں سے ہر جگہ پھیل جاتا ہے پھر فرمایا۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام اور اُنکے ساتھ کے ایمان دار لوگوں کو طوفان کی آفت سے بچا کر اُن کے مخالفوں کو طوفان کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ حضرت نوح کی طرح کامل الایمان اور خالص دل سے عبادت کرنے والے بندہ کو اُس کی نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰؓ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ پہلے تو اللہ تعالےٰ نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اُن کو ایسے سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے۔ جس سے وہ بچ نہیں سکتے۔ اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ قوم نوح کے نافرمان لوگوں کو ساڑھے نو سو برس تک مہلت دی گئی۔ اور اس مہلت کے زمانہ میں اللہ کے رسول نوح علیہ السلام اللہ کے حکم سے ہر طرح ان لوگوں کو سمجھاتے رہے لیکن یہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے۔ اور اللہ کے رسول کو یہاں تک تنگ کیا کہ آخر اللہ کے رسول نے ان لوگوں کے حق میں بددعا کی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طوفان کے عذاب سے یہ سب نافرمان ہلاک ہو گئے۔ ان آیتوں میں محسنین کا لفظ جو آیا ہے۔ اس کی تفسیر صحیح

نزل ۶

مسلم کی حضرت عمرؓ کی حدیث کے حوالہ سے ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ احسان اس طرح کے خالص دل کی عبادت کو کہتے ہین۔ کہ عبادت کے وقت آدمی یہ سمجھے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ مرتبہ آدمی کو میسر نہ آوے تو اتنا ضرور سمجھے کہ اللہ تعالےٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ

اور اسی کی راہ والون مین ہے ابراہیم جب آیا اپنے رب پاس لے کر دل نروکا جب کہا اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو

مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

تم کیا پوجتے ہو کیا جھوٹ بنائے حاکمون کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو پھر کیا خیال کیا ہے تم نے جہان کے صاحب کو

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ

پھر نگاہ کی ایکبار تارون مین پھر کہا مین بیمار ہون پھر الٹے گئے اس سے پیٹھ دیکر پھر جا گھسا انکے

آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝

بتون مین پھر بولا تم کیون نہین کھاتے تم کو کیا ہے کہ نہین بولتے پھر گھسا انپر مارتا داہنے ہاتھ سے

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ۝ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۝

پھر لوگ آئے اسپر دوڑکر گھبرائے بولا کیون پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے من شیعتہ کی تفسیر مین من اہل دینہ کہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین والون مین سے ہین۔ حضرت ابراہیم کو حنیف اور ملت ابراہیمی کو حنیفی کہتے ہین۔ حنیف کے معنے ایک طرف کا ہوجانا حضرت ابراہیم نے شرک سے بیزار ہوکر اپنے وطن کو باپ کو قوم کو چھوڑا اور اللہ کی وحدانیت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اس لئے حضرت ابراہیم کا یہ لقب ہوا۔ حضرت ابراہیم اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ ملتا جلتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم کی طرح نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی توحید کی حفاظت مین وطن کو قوم کو سب کو چھوڑنا پڑا۔ اور پھر جس طرح ہجرت کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا بول بالا ہوا۔ وہی حال ہجرت کے بعد نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ قلب سلیم کا بھی وہی مطلب ہے۔ جو حنیف کا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کا دل شرک کے دھبہ سے بالکل پاک صاف تھا۔ صحیح بخاری مین نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کے بدن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جس کو دل کہتے ہین۔ اگر وہ درست ہے تو آدمی کے سب کام درست ہین۔ نہین تو کچھ بھی نہین مطلب یہ ہے۔ کہ شریعت مین نیک عمل کا ثواب۔ نیت پر موقوف ہے۔ اور نیت دلی ارادہ کا نام ہے۔ اس واسطے جس شخص کا دلی ارادہ درست نہین۔ اس کا کوئی نیک عمل بارگاہ الٰہی مین قبول نہین جس طرح مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافق دکھاوے کے لئے سب نیک عمل کرتے تھے۔ لیکن ان کے دل مین کھوٹ تھی۔ اس لئے۔ قران شریف مین جگہ جگہ انکی مذمت آئی ہے۔ غرض شریعت مین قلب سلیم کی جس قدر ضرورت ہے۔ اس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے۔ یہان اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کا قصہ مختصر طور پر بیان فرمایا ہے۔ سورۃ الانبیا مین اس قصہ کی زیادہ تفصیل گذر چکی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے اپنے باپ آزر اور قوم کے لوگون کے روبرو بت پرستی کی مذمت بیان کی جب اُن لوگون پر اُس کا کچھ اثر نہین ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے دبی ہوئی آواز سے یہ قسم کھائی کہ کبھی موقعہ پا کر مین ان بتون کا پورا علاج کرون گا - اب سال بھر مین ایک میلہ بستی کے باہر ہوا کرتا
تھا - جس مین بستی کے سب لوگ جاتے تھے - اور میلہ مین جاتے وقت کچھ کھانا پکا کر بتخانہ مین رکھ جاتے تھے - اور میلہ مین سے پلٹ کر جب آیا
کرتے تو وہ کھانا کھا لیتے - اس قصہ کے سال جب یہ لوگ جانے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیماری کا عذر کر کے بستی مین رہ گئے - اور
اُن لوگون کے بستی کے باہر چلے جانے کے بعد بت خانہ کو اکیلا پا کر بت خانہ مین گئے - اور بتون کے سامنے کھانا دھرا ہوا دیکھ کر پہلے تو
دل لگی کے طور پر بتون سے یہ کہا - کہ تم یہ کھانا کیون نہین کھاتے - جب بتون نے اس کا جواب کچھ نہین دیا - تو پھر ان بتون سے یہ
کہا کہ تم بولتے کیون نہین - اُسکی بعد سب مین بڑے بت کو تو ثابت چھوڑ دیا - اور باقی سب چھوٹے بتون کو توڑ تاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے
کر دیا - جب یہ لوگ میلہ سے پلٹ کر آئے - اور بت خانہ مین عادت کے موافق کھانا لینے گئے - تو بتون کو ٹوٹا ہوا پا کر آپس مین چرچا
کرنے لگے - کہ یہ کام کس نے کیا - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دبی ہوئی آواز سے وہ قسم کھائی تھی جس کا ذکر اوپر گذرا تو اُن مین
کے بعضے لوگون نے حضرت ابراہیم کی وہ آواز سن لی تھی - اس واسطے ان لوگون نے اس کام کا شبہ حضرت ابراہیم کی نسبت ظاہر کیا
اُس پر ان لوگون نے اس کی فریاد نمرود سے کی اور حضرت ابراہیم جب نمرود کے سامنے بلائے گئے تو اُنہون نے یہ کہا کہ تم لوگ بڑے
بت کے ساتھ ملا کر ان چھوٹے بتون کی پوجا کرتے تھے - اس لئے بڑے بت نے اس بات کو ناپسند کیا - اور چھوٹے بتون کو توڑ ڈالا
اگر یہ بت کچھ بات کر سکتے ہین تو ان سے پوچھ لیا جاوے - کہ اُن کو کس نے توڑ ڈالا حضرت ابراہیم کی اس بات سے جب وہ لوگ قایل
ہوئے - تو حضرت ابراہیم نے اُن کو یون بھی قایل کیا - کہ تم لوگ اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے بتون کی پوجا کرتے ہو - یہ کون عقل کی
بات ہے - اب آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب سلیم کا بیان ہے - کہ اُنہون نے شرک کی دلی بیزاری کے سبب سے اپنے باپ
اور قوم کے لوگون سے بت پرستی پر جھگڑا کیا - اور کہا کہ اللہ نے تم کو تمہاری ضرورت کی سب چیزون کو پیدا کیا - پھر تم نے اُس کو چھوڑ
یہ جھوٹے معبود تراش رکھے ہین - اس شرک کی حالت مین اگر تم مر گئے - تو اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے - اسی جھگڑے کے بعد ان لوگون
کا میلہ مین جانے کا وقت آگیا - اور ان لوگون نے حضرت ابراہیم کو بھی میلے مین چلنے کو کہا - لیکن ان نجومی لوگون کی زبان بند کرنے
کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے تارون کی طرف نگاہ کر کے بیمار ہو جانے کا عذر کیا - اور میلہ مین نہین گئے - اب آگے وہی قصہ ہے جو اوپر
بیان کیا گیا - کہ ان لوگون کے میلے مین چلے جانے کے بعد ابراہیم علیہ السلام بت خانہ مین گئے - اور اُن لوگون کے بتون کو توڑ ڈالا
اور بتون کے توڑنے کا حال پوچھنے کے وقت اُن لوگون کو یون قایل کیا - کہ تم اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے بتون کی پوجا کرتے
ہو - جو عقل سے بالکل بعید ہے - نجومی وہ فرقہ ہے - جو تارون مین برائی اور بھلائی پہنچانے کا اعتقاد رکھتے ہین - قدیمی فلسفی
لوگون کا بھی یہی اعتقاد تھا - صحیح بخاری مین زید بن خالد جہنی سے اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے جو روایتین ہین - اُن سے معلوم ہوتا ہے
کہ تارون مین کسی مستقل تاثیر کا اعتقاد رکھنا شرک ہے - صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے - جس مین اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عمر مین دینی ضرورت سے یہ تین باتین ایسی کی ہین - جو ظاہر مین جھوٹ کی

جھوٹ کی صورت کی ہین ایک تو تارون کو دیکھکر انہون نے بیماری کا عذر کیا۔ دوسرے انہون نے یہ کہا کہ بڑے بت نے چھوٹے بتون کو توڑ ڈالا تیسرے انہون نے ایک ظالم بادشاہ کے خوف سے اپنی بیوی سارہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ یہ حدیث انی سقیم کی گویا تفسیر ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات منا ہی کی جھوٹ مین داخل نہین ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جب اپنے وطن سے ہجرت کرکے ملک شام کو جارہے تھے تو راستے مین ایک ظالم بادشاہ کی بستی ملی جو خوبصورت عورتون کو بدکاری کی غرض سے پکڑ والیا کرتا تھا۔ اور خوبصورت عورت کا شوہر ہو تو اُسے قتل کرا دیتا تھا خوبصورتی کے سبب سے جب اُس ظالم بادشاہ کے آدمیون نے حضرت سارہ کو پکڑا تو قتل کے صدمہ سے بچنے کے لئے حضرت ابراہیم نے اپنی بی بی کو اپنی دینی بہن ظاہر کیا۔ پورا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت سارہ اُس ظالم بادشاہ کے گھر پہنچین اور اُس نے بد ارادہ کیا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور اُس نے حضرت سارہ سے تندرست ہو جانے کی دعا مانگنے کو کہا۔ جب اُن کی دعا سے وہ ظالم اچھا ہو گیا۔ تو اُس نے حضرت سارہ کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت ہاجرہ کو اِن کی خدمت کے لئے دیا۔ ابوہریرہؓ کی جس روایت کا ذکر اوپر گذرا اُس مین یہ قصہ تفصیل سے ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا

اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو — بولے چنو اسکے واسطے ایک چنائی پھر ڈالو اسکو آگ کے ڈھیر مین — پھر چاہنے لگے

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ

اُس پر برا داؤ — پھر ہم نے ڈالا انہین کو نیچے — اور بولا مین جاتا ہون اپنے رب کی طرف — وہ مجکو راہ دیگا — اے رب بخش مجکو

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

کوئی بیٹا نیک — پھر خوشخبری دی ہم نے اُسکو ایک لڑکے کی جو ہو گا تحمل والا

فرقہ قدریہ معتزلہ اور اہل سنت مین جس طرح اور چند مسئلون مین بحث ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ بھی بڑی بحث کا ہے۔ فرقہ قدریہ کا یہ مذہب ہے۔ کہ بندہ جو کچھ کام کرتا ہے۔ وہ خود بندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالے نے وہ کام بندہ مین پیدا نہین کئے۔ اہل سنت یہ کہتے ہین کہ بندہ کی ذات اور سب اچھے برے بندہ کے کام اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہین۔ لیکن برے کام جب بندہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالے ناخوش ہوتا ہے۔ اور اچھے کام کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کی بحث ایک ایسی بڑی بحث ہے۔ کہ امام بخاری اور علما نے اس باب مین بڑی بڑی کتابین لکھی ہین۔ یہ آیت بھی علمائے اہل سنت کی دلیلون مین سے ایک دلیل ہے۔ کیونکہ اس آیت سے بندہ کا اور بندہ کے ہر ایک کام کا اللہ تعالے کی جانب سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے صحیح سند سے رسالہ افعال عباد مین امام بخاری نے حذیفہؓ کی حدیث نقل کی ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالے نے ہر کام والے اور اُس کے ہر ایک کام کو پیدا کیا ہے۔ یہ حدیث آیت کے ٹکڑے۔ واللہ خلقکم وما تعملون کی گویا تفسیر ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اِن بت پرستون کی ذات اور اُس ذات مین بت تراشی کی کاری گری یہ سب کچھ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اُس کی مخلوق ہے۔ پھر اِن بت پرستون کو اتنی سمجھ نہین۔ کہ مثلاً جس پتھر کے انہون نے بت تراشے ہین۔ بت تراشی سے پہلے تو وہ پتھر اللہ کی مخلوق مین داخل تھا۔ اب اُس پتھر کی صورت بن گئی۔ تو اُس مین یہ فوقیت کہان سے آگئی۔ کہ اُسکو مخلوقات کے دائرہ سے نکال کر خالق کا شریک ٹھہرایا جاوے۔ رہی یہ بات کہ جن اصلی صورتون کی یہ مورتین ہین۔ اُن کو خالق کا شریک ٹھہرا کر اُن کی مورتون کی تعظیم کی جاتی ہے تو یہ بات بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ سارے بت پرست جمع ہو جاوین۔ تو سوا اللہ تعالے کے کسی دوسرے کی پیدا کی ہوئی اونے سی چیز بھی نہین

دکھا سکتے - اس واسطے پہلے تو ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے لوگوں کو یوں قائل کیا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو جو عقل کے خلاف ہے - پھر یوں قائل کیا کہ مخلوق کو مخلوق کی عبادت زیبا نہیں ہے - اس کے بعد اب وہی قصہ ہے جو سورہ انبیا میں گزرا کہ جب حضرت ابراہیم کی باتوں سے نمرود اور اسکے دربار کے لوگ لاجواب ہو گئے - تو ان لوگوں نے یہ صلاح نکالی کہ تنور کی طرح کا ایک مکان بنا کر اس میں خوب آگ جلائی جاوے - اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈالا جاوے - لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کر دیا جس سے اللہ کے رسول ابراہیم علیہ السلام کے مخالفوں کو بڑی شرمندگی ہوئی - اب ابراہیم علیہ السلام نے الہام الٰہی کے موافق ملک شام کی طرف ہجرت کی - اور ملک شام میں پہنچکر نیک بیٹے کے عطا ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی - اور اس دعا کے اثر سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے - حضرت اسمٰعیل کو تحمل والا اس لئے فرمایا کہ وہ اپنے صبر و تحمل سے اللہ کے نام پر ذبح ہو جانے کے لئے خوشی سے تیار ہو گئے - جس کا قصہ آگے آتا ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے - جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے دن سب لوگ قبروں سے ننگے اٹھکر محشر کے میدان کو جاوین گے - صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے - جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جاوین گے - ان حدیثوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے - جس کا حاصل یہ ہے - کہ نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو ننگا کر کے آگ میں ڈالا تھا - اس کا بدلہ یہ ہوگا - کہ حشر کے دن ساری مخلوقات سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جاوین گے -

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْٓ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ

جو ہو گا تحمل والا　پھر جب پہونچا اسکے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں　خواب میں کہ تجھکو　ذبح کرتا　ہوں

مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ

پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے　بولا اے باپ کر ڈال جو تجھکو حکم ہوتا ہے - تو مجکو پاوے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے

الصّٰبِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓإِبْرٰهِيْمُ ○

والا　پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اسکو　ماتھے کے بل　پہر ہمنے اسکو پکارا یوں کہ اے ابراہیم

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○

تو نے سچ کر دکھایا خواب　ہم یوں دیتے ہیں　بدلا نیکی کرنیوالوں کو　بیشک یہی ہے صریح جانچنا　اور

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى إِبْرٰهِيْمَ ○ كَذٰلِكَ

اس کا بدلا دیا ہم نے ایک جانور ذبح بڑا　اور باقی رکھا ہمنے اس پر پچھلی خلق میں　سلام ہے ابراہیم　پر　ہم یوں دیتے

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ إِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَبَشَّرْنٰهُ بِإِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو　وہ ہے ہمارے بندوں ایمانداروں میں　اور خوشخبری دی ہمنے اسکو اسحاق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝

اور برکت دی ہم نے اُس پر اور اسحٰق پر اور دونو کی اولاد مین نیکی والے ہین اور بدکار بھی ہین اپنے حق مین بکن صریح

قرآن شریف کے مضمون کے موافق صحیح تفسیر اِس آیت کی یہی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کے یہ بیٹے جنکا ذکر اِس آیت مین ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہین۔ کیونکہ بعضی تفسیرون مین کچھ روایتون کے حوالہ سے یہ جو لکھا ہے۔ کہ یہ اللہ کے نام پر ذبح ہونے کا قصہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی شان مین ہے۔ اِن روایتون مین سے کوئی روایت درجہ صحت کو نہین پہنچی۔ کس لئے کہ اِن روایتون مین بعض روایتین ضعیف ہین اور کچھ ایسی ہین کہ یہود کی غلط بیانی کے سبب سے اِس مسئلہ مین اختلاف پیدا ہو کر وہی بنی اسرائیل کی روائیتین مسلمانون مین بھی پھیل گئی ہین۔ کہ یہ قصہ حضرت اسحٰق کی شان مین ہے ورنہ قرآن شریف کا مطلب تو یہی ہے۔ کہ یہ قصہ حضرت اسمٰعیل کی شان مین ہے۔ کس واسطے کہ اِس آیت مین اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کے ایک بیٹے کا ذکر فرما کر پھر آگے کی آیت مین حضرت اسحٰق کا ذکر جدا فرمایا ہے۔ علاوہ اِس کے توراۃ کے حصہ سفر التکوین کے باب ۲۲ مین ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کو اکلوتے بیٹے کی قربانی کا حکم تھا۔ اِس صورت مین اکلوتے بیٹے حضرت ابراہیم کے حضرت اسحٰق کی پیدائش سے پہلے حضرت اسمٰعیل ہو سکتے ہین۔ حضرت اسحٰق کو کسی طرح اکلوتا بیٹا ہرگز نہین کہا جا سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ توراۃ کی عبارتون مین اگرچہ یہود نے بہت ردوبدل کیا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ توراۃ مین اسی طرح ہے۔ جس طرح قرآن مین ہے۔ غرض حافظ ابوجعفر ابن جریر نے جس قدر دلیلون سے اِس آیت کے قصہ کو حضرت اسحٰق کی شان مین ہونا ثابت کیا تھا۔ اُن سب دلیلون پر اعتراض کر کے حافظ ابن کثیر نے اُن سب دلیلون کو ضعیف کر دیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ مسند امام احمد اور طبرانی مین اِس قصہ کی روایت جو حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے۔ اُس مین اسمٰعیل علیہ السلام کا نام ہے۔ اور اُس کی سند اچھی ہے۔ حضرت اسحٰق کا نام مسند امام احمد اور طبرانی کی جن روایتون مین ہے۔ اُن کی سند مین عطا بن السائب ہے۔ جس کے حافظہ مین آخر کو فتور پڑ گیا تھا۔ اِس واسطے اِن آیتون کی صحیح تفسیر یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے اثر سے اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہو کر جب اچھی طرح پھرنے چلنے کے قابل ہو گئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے اپنے اُس خواب کا ذکر کیا جس کا تذکرہ اِن آیتون مین ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دل مین اللہ تعالےٰ نے یہ بات ڈال دی تھی۔ کہ انبیا کا خواب اللہ تعالےٰ کے حکم کے موافق ہوتا ہے۔ اِس لئے اسمٰعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ آپ کو جس طرح اللہ تعالےٰ کا حکم ہے اُس کے موافق عمل کیجئے۔ اللہ نے چاہا تو آپ اس معاملہ مین مجھکو پابند صبر پاوین گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اوندھا اس لئے لٹایا کہ چھری پھیرتے وقت اسمٰعیل علیہ السلام کا چہرہ دیکھکر جوش محبت کے سبب سے اللہ کے حکم کی تعمیل مین کچھ خلل نہ پڑے۔ جب اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی پر بالکل تیار پایا۔ تو اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلہ مین ایک دنبہ قربانی کے لئے بھیجدیا۔ اور غیب سے ابراہیم علیہ السلام کو یہ آواز آئی کہ اے ابراہیم تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ پھر فرمایا۔ کہ اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کے حق مین یہ بڑی جانچ تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نیک لوگون سے ویسا ہی برتاؤ برتتا ہے۔ جو برتاؤ اُس نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ برتا۔ کہ اُن کے اکلوتے بیٹے کو بھی قربانی [illegible] ری اُن کو سنا دی۔ اور جانچ مین پورا اُترنے سے اُن کا ذکر خیر دنیا مین پھیلا

ع ۳ / ۹ / ۷

منزل ۶

دیا کہ ہر ایک آدمی اُن پر سلام بھیجتا ہے۔ پھر فرمایا علم الٰہی کے موافق ابراہیم علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں قیامت تک اچھی بری طرح کے لوگ ہوں گے۔ بنی اسرائیل میں جو خرابیاں پیش آئیں۔ اور قیامت تک پیش آویں گی۔ یہ اُن کی غیب گوئی کا قرآن شریف میں ایک معجزہ ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اسمٰعیل اور اُن کی ماں ہاجرہ کو مکہ کے میدان میں چھوڑ کر ملک شام کو جانے لگے۔ تو ہاجرہ نے اُن سے پوچھا کہ کیا یہ کام آپ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ ہاں یہ سنکر ہاجرہ نے کہا تو اچھا اب ہماری نگہبانی اللہ کے ہاتھ ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جب حضرت ہاجرہ کے پیٹ سے اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ تو اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھکر سارہ اپنی بے اولادی پر بڑا رنج کیا کرتی تھیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی ماں ہاجرہ کو سارہ کی نگاہ سے دور کر دیا۔ سلف میں سے جو علما قربانی کا قصہ اسمٰعیل علیہ السلام کی شان میں بتلاتے ہیں۔ اس حدیث سے اُن کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے کیونکہ اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے جب اللہ نے سارہ کے حال پر یہ نظر رحمت فرمائی کہ ان کا رنج دور ہو جانے کی نظر سے اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی ماں ہاجرہ کو جنگل میں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ اب اسحٰق علیہ السلام کی قربانی کا حکم دیکر سارہ کو بے اولاد کر دینا۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو زندہ رکھکر سارہ کے رنج کو پہلے کے رنج سے اور بڑھا دینا۔ اللہ تعالےٰ کی اس نظر رحمت سے بہت بعید ہے۔ جس کا ذکر عبداللہؓ بن عباس کی حدیث میں ہے۔ علاوہ اس کے سورہ ہود میں گذر چکا ہے۔ کہ سارہ کو اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری ساتھ کے ساتھ دی گئی تھی۔ پھر قربانی کا حکم اسحاق علیہ السلام کی شان میں ہوتا تو سارہ کو یہ شبہ ضرور پڑتا کہ سورہ ہود کی ظاہر خوشخبری کے برخلاف ابراہیم علیہ السلام کا یہ قربانی کا خواب سچا نہیں ہے علاوہ سارہ کے اس شبہ کا ذکر کہیں قرآن شریف میں نہیں ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایت جو اوپر گذری ہے۔ اس میں یہ بھی ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام۔ اسمٰعیل علیہ السلام کو اُن کی ماں ہاجرہ کو مکہ کے میدان میں جب چھوڑ کر گئے۔ تو اس وقت اسمٰعیل دودھ پیتے تھے۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام مکہ کو اتنے عرصہ میں آئے کہ ہاجرہ کا انتقال اور اسمٰعیل علیہ السلام کا نکاح ہو چکا تھا۔ حدیث کے ان لفظوں سے بعضے علما کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اسمٰعیل علیہ السلام کی پوری جوانی سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کا مکہ کو آنا ثابت نہیں ہوتا۔ تو آٹھ سات برس کی عمر کا قربانی کا قصہ بھی اسمٰعیل علیہ السلام کی شان میں نہیں ہے۔ اس شبہ کا جواب حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ دیا ہے۔ کہ حضرت عبداللہؓ بن عباس کی یہ حدیث مختصر ہے۔ حضرت علیؓ اور بعضے اور صحابہ کی صحیح روایتوں میں اس بات کا صاف تذکرہ ہے۔ کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی پوری جوانی سے پہلے ابراہیم علیہ السلام بار بار ملک شام سے مکہ کو آیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ

اور ہمنے احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر اور بچا دیا ہمنے انکو اور انکی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور انکی مدد کی

فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

تو رہے وہی زبر اور دی اُن کو کتاب واضح اور سجھائی انکو سیدھی راہ

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

اور باقی رکھا انپر پچھلے خلق میں سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے

منزل ۶

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

والونکو وہ دونون مین ہمارے بندون ایمان دار مین

ان آیتون مین اللہ تعالےٰ نے اپنے اُن احسانون کا ذکر فرمایا ہے۔ جو اُس نے حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام پر کئے۔ اول یہ کہ اُن دونون کو نبوت عطا کی دوسرے یہ کہ فرعون اور اس کی قوم بنی اسرائیل پر ظلم کرتے تھے۔ کہ اُن کے لڑکون کو مار ڈالتے اور اُن کی لڑکیون کو زندہ چھوڑتے اللہ تعالےٰ نے اُس سے ان کو نجات دی۔ اور مدد کی کہ یہ اُن پر غالب ہو گئے۔ اور اُن کی زمین اور مال سب کچھ اُن کے ہاتھ لگا۔ اور اُن کی آنکھون کے روبرو اُن کے دشمنون کو ہلاک کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اُن پر توراۃ شریف کو اُتارا۔ اور بتائی اُن کو راہ سیدھی اور پچھلی خلقت مین اُن کا یہ ذکر خیر رکھا کہ سب ایماندار اُن پر سلام بھیجتے ہین۔ پھر فرمایا کہ بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہین۔ نیکی کرنے والون کو۔ پھر فرمایا۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہمارے ایمان والے بندون مین سے ہین حضرت یعقوب علیہ السلام موسےٰ علیہ السلام کی چوتھی پشت کے دادا ہین یہ ایک جگہ گذر چکا ہے۔ کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام کی نسل کو بنی اسرائیل کہتے ہین۔ یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے بنی اسرائیل کا قیام مصر مین ہوا۔ فرعون کے زمانہ مین بنی اسرائیل سے محنت مزدوری کے ذلیل کام لئے جاتے تھے۔ پھر بنی اسرائیل کے لڑکون کو قتل کی ذلت اس سبب سے شروع ہوئی کہ فرعون نے بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آتی ہوئی خواب مین دیکھی۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اُس آگ نے فرعونی قبطی قوم کے سب گھر جلا دیئے۔ اور بنی اسرائیل کا محلہ اُس آگ سے بالکل بچ گیا۔ اُس وقت کے نجومیون نے خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ بنی اسرائیل مین ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے سبب سے فرعونی سلطنت کو زوال ہو جاوے گا۔ اسی واسطے فرعون نے اپنے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کو دنیا مین نہ رکھنے کے لئے بنی اسرائیل کے سب لڑکون کے قتل کا حکم جاری کیا تھا۔ مگر تقدیر الٰہی کو کون روک سکتا ہے۔ اگرچہ حضرت موسےٰ کے شبہ مین بنی اسرائیل کے ہزارون لڑکے قتل ہوئے۔ لیکن موسےٰ علیہ السلام آخر پیدا ہو کر فرعون ہی کے گھر مین پلے۔ اور اُن ہی کے سبب سے فرعون کو صدمہ پہونچا۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ فرعون کے اسی سخت حکم کو بڑی گھبراہٹ فرمایا۔ کیونکہ آنکھون کے سامنے اولاد کا قتل ہونا بڑی گھبراہٹ ہے فرعون اور اُس کے لشکر کے غرق ہونے کا قصہ جو کئی جگہ گذر چکا ہے۔ وہ قصہ اٰیۃ ونصرناہم فکانوا ہم الغالبین کی گویا تفسیر ہے۔ سیدھی راہ سے مقصود شرک سے بچنا اور وحدانیت الٰہی پر قایم رہنا ہے۔ جو سب شریعتون کا جزاعظم ہے۔ صحیح بخاری مین مالک بن صعصعہ کی بڑی حدیث ہے جس مین یہ ہے کہ معراج کی رات ہارون علیہ السلام کی پانچوین آسمان پر اور موسےٰ علیہ السلام کی چھٹے آسمان پر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی موسےٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے مرتبہ مین اللہ تعالےٰ نے جو فرق رکھا ہے۔ اُس کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

اور تحقیق الیاس ہے رسولون مین جب اپنی قوم کو کیا تم کو ڈر نہین۔

صحیح بخاری مین امام بخاری نے بغیر سند کے معلق طور پر حضرت عبد اللہؓ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباسؓ کا یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ حضرت الیاس اور حضرت ادریس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے۔ حضرت عبد اللہؓ بن عباس کے اس قول کو تو معہ سند کے جو یبر نے اپنی تفسیر مین ضحاک سے روایت کیا ہے۔ جسکی سند ضعیف ہے۔ اور حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کے اس قول کو عبد بن حمید نے اپنی مسند مین اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین ذوات

منزل ۶

کیا ہے۔ اس کی سند اگرچہ درجہ حسن کی ہے لیکن یہ روایت اس صحیح روایت کی مخالف ہے۔ جس کو ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے جو حضرت ابوذرؓ کی روایت سے ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ حضرت ادریس نے سب سے پہلے قلم سے لکھنا دنیا میں ایجاد کیا ہے اور وہ نبی رسول ہیں۔ اس صحیح روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ادریس علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام ایک پیغمبر کا نام نہیں ہے۔ کس لئے کہ حضرت الیاس بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور قلم سے لکھنا بنی اسرائیل سے پہلے ہی دنیا میں جاری تھا۔ چنانچہ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو عزیز مصر خیال کر کے جو خط لکھا ہے۔ اس خط کو اکثر مفسروں نے اپنی تفسیروں میں نقل کیا ہے۔ اس واسطے یہی قول صحیح ہے کہ حضرت الیاس بنی اسرائیل میں کے جدا نبی ہیں۔ اور حضرت ادریس حضرت شیث کے بیٹے اور حضرت آدم کے پوتے ہیں اور یہ حضرت نوح سے پہلے کے انبیا میں جدا نبی ہیں بعضے مفسروں نے آل یاسین کی تفسیر آل محمدؐ کی جو کی ہے۔ اس قول کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ضعیف قرار دیا ہے صحیح قول یہی ہے کہ جس طرح حضرت ادریس کے نام میں ادریسین بھی آیا ہے۔ اسی طرح الیاس اور الیاسین دونوں حضرت الیاس کے نام ہیں۔ بیہقی اور مستدرک حاکم میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ الیاس اور آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی ہے۔ اور دونوں نے مل کر ایک دفعہ کھانا بھی کھایا ہے۔ اگرچہ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ لیکن ذہبی نے اس کو جھوٹی حدیث قرار دیا ہے۔ جس کو محدثین موضوع کہتے ہیں جو علما اس بات کے قائل ہیں کہ الیاس بنی اسرائیل میں کے نبی ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں کا بعلبک بستی کا بادشاہ اور اس کی رعایا بت پرست ہو گئے تھے۔ اور ان ہی کی ہدایت کے لئے الیاس علیہ السلام نبی ہوئے۔ اور ان لوگوں کی بت پرستی کے سبب سے ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا ہے۔

منزل ۶

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے باپ داداؤں کا

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ

پھر انکو جھٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہیں مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے اور باقی رکھا اس پر

فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّهٗ

پیچھلی خلق میں کہ سلام ہے الیاس پر ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو وہ ہے

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

ہمارے بندوں ایمانداروں میں

حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق ان آیتوں کی تفسیر کا حاصل یہ ہے۔ کہ کنعانی قوم کے ایک ظالم بادشاہ کا جب انتقال ہو گیا۔ تو اس کی بی بی نے اپنے خاوند کی شکل کی ایک مورت بنائی۔ اور اس کا نام بعل رکھا۔ کہ بعل عربی میں عورت کے خاوند کو ہی کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس عورت کا دوسرا نکاح ایک اسرائیلی بادشاہ سے ہو گیا۔ اور اس عورت نے اپنے دوسرے خاوند کو بہکا کر اس بعل بت کی پوجا عام طور پر لوگوں میں جاری کروا دی۔ ان ہی لوگوں کے سمجھانے کے لئے الیاس علیہ السلام نے وہ نصیحت کی ہے۔ جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے

حاصل اُس نصیحت کا یہ ہے۔ کہ اے لوگو۔ جس اللہ نے تم کو اور تمہارے بڑوں کو پیدا کیا۔ اُس کا شکریہ کیا یہی ہے۔ کہ تم اس کی عبادت کو چھوڑ کر اُس بعل بت کی پوجا کرتے ہو۔ اب آگے فرمایا۔ کہ اِن لوگوں نے الیاس علیہ السلام کی نصیحت کو نہیں مانا۔ اس لئے دین و دنیا کے عذاب میں پکڑے گئے۔ حسن بصری کی تفسیر کے موافق دنیا کا عذاب تو یہ ہوا۔ کہ اِن لوگوں میں تین برس کا سخت قحط پڑا۔ اور عقبےٰ میں جو سب مشرکوں کا حال ہو گا۔ وہی مصیبت اِن لوگوں پر آوے گی۔ چنانچہ سورۃ الاعراف میں گذر چکا ہے۔ کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں گھس جاوے تو گھس جاوے لیکن ایسے مشرک لوگ جنت میں کسی طرح نہیں جا سکتے۔ اب اس عذاب میں سے اُن لوگوں کو مستثنےٰ فرمایا۔ جو الیاس علیہ السلام کی نصیحت کو مان کر خالص دل سے اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے تھے۔ پھر فرمایا۔ الیاس علیہ السلام اللہ کے کامل الایمان بندے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کا یہ ذکر خیر دنیا میں جاری رکھا۔ کہ ہر ایماندار شخص اُن کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہتا اور لکھتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب نیک بندوں کو اُن کی نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت اوپر گذر چکی ہے۔ کہ نیک لوگوں کا ذکر خیر آسمان و زمین میں کیونکر اور کن باتوں سے پھیل جاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسےٰ اشعری کی حدیث گذر چکی ہے۔ کہ پہلے تو اللہ تعالےٰ نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے۔ اور جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو انکو عذاب میں پکڑ لیتا ہے۔ اِن حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ بعل بت کے پوجنے والے لوگوں کو پہلے مہلت دی گئی۔ اور اُس مہلت کے زمانہ میں الیاس علیہ السلام نے اُن کو پوری نصیحت کی اُس نصیحت کے بعد بھی جو لوگ شرک سے باز نہ آئے۔ تو وہ دین و دنیا کے وبال میں پھنس گئے۔ اور جو لوگ اُس نصیحت کے پابند ہو گئے۔ وہ وبال سے بچ گئے۔ اور ذکر خیر کے ساتھ اللہ کے کلام میں اُن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ۝

اور تحقیق لوط ہے رسولوں میں سے بچا دیا ہم نے اُسکو اور اُس کے گھر والوں کو سارے مگر بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ع

پھر اُکھاڑ مارا ہم نے دوسروں کو اور تم گذرتے ہو اُن پر صبح کے وقت اور رات کو پھر کیا نہیں بوجھتے

حضرت الیاس کے قصہ کے بعد یہ لوط علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا۔ یہ قصہ سورہ الاعراف سورہ ہود سورہ شعراء اور سورۃ النمل میں گذر چکا ہے حاصل اِس قصہ کا یہی ہے۔ کہ اِن لوگوں نے لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کی عادت نکالی تھی۔ ملک شام کے شہروں میں ایک بستی سدوم ہے۔ وہاں یہ لوگ رہتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ابراہیم کے بھتیجے لوط علیہ السلام جب ملک عراق سے ملک شام کو آئے تو سدوم کے لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی مقرر ہوئے۔ ایک مدت تک لوط علیہ السلام نے طرح طرح کی نصیحت سے اِن لوگوں کو راہ راست پر لانا چاہا۔ مگر یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے۔ آخر اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے اُن کی بستی کو الٹ دیا۔ اب وہاں بدبودار پانی کا ایک چشمہ ہے۔ جو کسی کام نہیں آتا۔ ملک شام کے سفر کے وقت قریش کا گذر اِس اُلٹی ہوئی جگہ پر سے ہوا کرتا تھا۔ اسی واسطے فرمایا۔ کہ اُس جگہ کو دیکھکر۔ کیا یہ عبرت حاصل کرنے کی سمجھ ان لوگوں میں نہیں ہے۔ کہ نافرمان لوگوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسےٰ اشعری کی حدیث

اوپر گذر چکی ہے۔ کہ نافرمان لوگوں کو پہلے اللہ تعالےٰ مہلت دیتا ہے۔ جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو پھر اُن کو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے۔ ان آیتوں میں قوم لوطؑ اور قریش دونوں قوموں کا جو ذکر ہے۔ یہ حدیث دونوں کی حالت کی گویا تفسیر ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ مہلت کے زمانہ میں قوم لوط کو لوطؑ علیہ السلام نے اور قریش کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح سے اگرچہ سمجھایا۔ لیکن یہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے۔ تو قوم لوطؑ کا انجام تو اوپر ابھی گذرا کہ اُن کی بستی اُلٹ گئی۔ اور قریش کا انجام صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گذر چکا ہے۔ کہ بدر کی لڑائی میں اُن میں کے بڑے بڑے نافرمان نہایت ذلت سے مارے گئے۔ اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔ جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے وعدہ کو سچا پایا۔ لوطؑ علیہم السلام کی بی بی قوم کے لوگوں سے ملی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ بھی عذاب میں پکڑی گئی۔ جس کو نجات والوں میں سے الگ کر کے۔ ایک بڑھیا فرمایا۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے جب بھاگ کر پہنچا اس بھری کشتی پر پس قرعہ ڈلوایا تو ہو گیا

الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ

الزام کھایا پھر لقمہ کیا اُسکو مچھلی نے اور وہ اُلاہنا کھایا ہوا تھا پھر اگر نہ ہوتا کہ وہ تھا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اُسکے

فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ

پیٹ میں جسدن تک مردے جیویں پھر ڈالدیا ہمنے اسکو چٹیل میدان میں اور وہ اور وہ بیمار تھا اور اگایا اس پر ہم نے ایک درخت

يَّقْطِيْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

بیل کا اور بھیجا اُسکو لاکھ آدمیوں پر یا زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے اُنکو برتنے دیا ایک وقت تک

منزل ۶

یہ یونس علیہ السلام کا قصہ سورۃ الانبیا میں بھی گذر چکا ہے۔ تفسیر سدی تفسیر ابن ابی حاتم مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ عبداللہؓ بن مسعود کی صحیح روایت سے جو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے۔ کہ موصل شہر کی سرزمین میں نینوی بستی ہے۔ وہاں کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے حضرت یونس نبی ہوئے تھے جب وہاں کے لوگوں نے حضرت یونس کی نصیحت کو نہ مانا۔ تو حضرت یونس نے اُن لوگوں کو عذاب الٰہی کے نازل ہونے کی خبر سنائی۔ اور خود اُس بستی کے باہر چلے گئے۔ جب نینوے کے لوگوں نے کچھ کچھ آثار عذاب الٰہی کے دیکھے تو جنگل میں جا کر بہت روئے۔ اور گڑگڑائے اللہ تعالےٰ نے اُن کے حال پر رحم فرما کر اُن پر عذاب نازل نہیں فرمایا۔ جب حضرت یونس کو معلوم ہوا۔ کہ وقت مقررہ پر عذاب نہیں آیا۔ تو اُس شریعت میں یہ حکم تھا۔ کہ جھوٹ بولنے والے شخص کو مار ڈالا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت یونس نے اپنے دل میں سوچا کہ جس قوم کے نزدیک میں جھوٹا اور واجب القتل ٹھہر چکا ہوں۔ اُس قوم کی سرحد میں بھی رہنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سوچ کر بدون مرضی اور حکم اللہ تعالےٰ کے اُس بستی سے بہت دور جانا چاہا اور دریا پر جا کر کشتی میں بیٹھے۔ کشتی دریا میں چلنے سے اٹک گئی۔ جب قرعہ ڈالا کہ کس شخص کے سبب سے کشتی نہیں چلتی تو تین دفعہ حضرت یونس کا نام نکلا۔ اس لئے یونس علیہ السلام نے آپ ہی آپکو دریا میں ڈالدیا۔ اور اللہ کے حکم سے ایک مچھلی نے اُنکو نگل لیا

جب وہ مچھلی دریا کی تہ میں بیٹھی تو کنکروں کے تسبیح کی آواز حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں آئی - اور انہوں نے بھی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین - پڑھنا شروع کیا - اس کا ذکر ان آیتوں میں ہے - کہ اگر یونس علیہ السلام راحت کے وقت اللہ کی عبادت میں نہ لگے رہتے - اور اب تکلیف کے وقت مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے - اس علمائے مفسرین نے اختلاف کیا ہے - کہ حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں کتنے روز رہے - تفسیر سدی تفسیر کلبی اور تفسیر مقاتل بن سلیمان تینوں تفسیروں میں بالاتفاق حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کے موافق یہی ہے - کہ حضرت یونس چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے - اس میں بھی علمائے اختلاف کیا ہے - کہ حضرت یونس پہلے سے نبی تھے یا مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد نبی ہوئے - قوی قول یہی ہے - کہ مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے سے حضرت یونس نبی تھے - کیونکہ ان آیتوں میں کشتی میں جانے کے وقت انکو نبی فرمایا ہے - حدیث کی شرح کی کتابوں میں لکھا ہے - کہ اس خیال سے کہ حضرت یونس کا قصہ سنکر لوگوں کے دل میں حضرت یونس کی طرف سے کوئی برا خیال لوگوں کے دل میں پیدا نہ ہو جاوے - اور لوگ حضرت یونس کو حقیر نہ جانیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت میں فرمایا - کہ کوئی شخص مجھکو یہ نہ کہوے کہ میں یونس سے بہتر ہوں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے - کہ نینوے بستی کے لوگوں کی ہدایت کے لئے یونس علیہ السلام کو رسول بناکر اللہ تعالے نے بھیجا تھا - جو عذاب کا وعدہ ٹل جانے سے گھبراکر ایک بھری ہوئی کشتی میں سفر کی نیت سے جا بیٹھے اور جب وہ کشتی اٹک گئی - اور کشتی والوں نے قرعہ ڈالا اور کشتی کے اٹک جانے کا یہ حال دریافت کیا - کہ کشتی کسی شخص کے سبب سے اٹکی ہے تو قرعہ میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا - حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق مدحضین کے معنے مقروعین کے ہیں - جسکا مطلب یہ ہے - کہ قرعہ میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا - جس کے سبب سے انہوں نے اپنے آپ کو دریا میں ڈالدیا - اور ان کے خطاوار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالے کے حکم کے موافق ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا - پھر فرمایا - اس تکلیف سے پہلے راحت کے زمانہ میں اگر یونس علیہ السلام ذکر الہی میں نہ لگے رہتے - تو فقط تکلیف کے وقت ذکر الہی ان کو قیامت تک کچھ فائدہ نہ دیتا کیونکہ تکلیف کے وقت تو فرعون نے بھی اللہ کو یاد کیا تھا - یہ تفسیر قتادہ کے قول کے موافق ہے - ترمذی اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہؓ کی معتبر روایت ہے - جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص کو یہ منظور ہو کہ تکلیف کے وقت اسکی دعا جلدی قبول ہو تو وہ شخص راحت کے وقت اللہ تعالے کو نہ بھولے - اس حدیث سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے - غرض اس قول کے موافق یونس علیہ السلام راحت کے زمانہ میں ذکر الہی میں لگے رہتے تھے اور تکلیف کے وقت بھی انہوں نے وہ دعا کی جسکا ذکر اوپر گذرا - اس لئے اللہ کے حکم سے اس مچھلی نے دریا کے کنارہ پر ان کو نگل دیا - اور مچھلی کے پیٹ کی گرمی کے سبب سے انکی حالت بیماروں کی سی ہو گئی - بدن پر کے بال اور ناخن اتر گئے کھال بالکل پتلی ہو گئی - عرا اس میدان کو کہتے ہیں - جہاں کسی درخت یا مکان کا سایہ نہ ہو - اسلئے وہاں اللہ تعالے نے کدو کی بیل پیدا کردی - کہ اس کے پتوں کا سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے - ترجمہ میں عرا کے معنے چٹیل میدان کے جو لکھے ہیں اسکا مطلب بھی یہی ہے - کہ اس میدان میں کسی طرح کا سایہ نہ تھا - ابوہریرہؓ کا قول ہے - کہ جب تک یونس علیہ السلام میں پھر سے چلنے کی طاقت نہیں آئی - اسوقت تک اللہ کے حکم سے ایک پہاڑی بکری صبح و شام ان کو دودھ پلا جاتی تھی - ہر ایک نبی کی امت کی ابتدا میں ایک تعداد ہوتی ہے - اور پھر نئے بچے پیدا ہو کر جب نبی کی نصیحت سننے کے قابل ہو جاتے ہیں - تو وہ تعداد بڑھ جاتی ہے - اسی مطلب کو مائة الف او یزیدون

سے ادا فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یونس علیہ السلام کے نبی ہو کر جانے کے وقت تو انکی اُمت کی تعداد لاکھ آدمیوں کی تھی۔ مگر آئندہ زیادتی کی گنجائش تھی جس طرح مثلاً صلح حدیبیہ کے وقت اللہ کے رسول کے ساتھی صحابہ کی تعداد چودہ سو کے قریب تھی۔ مگر اُس میں زیادتی کی گنجائش تھی جو فتح کے مکہ کے سفر تک دس ہزار تک پہونچ گئی۔ پھر فرمایا کہ دوسری دفعہ یونس علیہ السلام کے نینوا لبستی میں آنے کے بعد وہاں کے لوگ راہ راست پر آگئے اور اللہ تعالےٰ نے موت کے وقت مقررہ تک اُن کو امن آمان میں رکھا ہاں موت کے بعد ہر ایک کے عملوں کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی نسائی اور مستدرک حاکم میں سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یونس علیہ السلام کی اس دعا کو اسم اعظم فرمایا ہے جس کا ذکر اوپر گذرا۔ اسم اعظم وہ ہے جس کے پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جاوے وہ قبول ہوتی ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝

اب اُن سے پوچھ تیرے رب کے یہاں بیٹیاں اور اُن کے یہاں بیٹے ہیں یا ہم نے بنایا فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے

أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى

سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ بنایا کہتے ہیں اللہ کے اولاد ہوئی اور بیشک جھوٹے ہیں کیا پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے

الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ ۝

کیا ہوا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو کیا تم پاس کوئی سند ہے کھلی

فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے

اوپر پہلے کے انبیاء اور ان کی نافرمان اُمتوں کا ذکر فرما کر تنبیہ کے طور پر قریش کی ایک نافرمانی کا یوں ذکر فرمایا۔ کہ اے رسول اللہ کے تم ان مشرکین سے پوچھو کہ تم لوگ اللہ کے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں جو کہتے ہو۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا ہے۔ تو کیا اُس وقت تم نے دیکھا ہے۔ کہ اللہ کے فرشتے عورتیں ہیں۔ پھر فرمایا۔ جب یہ بات نہیں ہے۔ تو یہ ان لوگوں کا ایک جھوٹ ہے کہ یہ لوگ اللہ کو صاحب اولاد ٹھیرا کر اللہ کے لئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں۔ اُن کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ یہ لوگ کیا بکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو بات یہ لوگ منہ سے نکالتے ہیں۔ اگر وہ جھوٹ نہیں ہیں۔ تو اس کے سچ ہونے کی کوئی سند ان کے پاس ہو تو اُس کو پیش کریں مطلب یہ ہے۔ کہ جس اللہ نے ان کو انکی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا۔ یہ لوگ نادانی سے اُس کی عبادت میں اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بتوں کو شریک کرتے ہیں۔ اور پھر بھی اپنے آپ کو بڑا عقل مند کہتے ہیں حالانکہ اُن کی عقل مندی کا یہ حال ہے۔ کہ بلا سند اللہ کے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے ہیں۔ اور اُن کی صورتیں بنا کر اُن صورتوں کے عورتوں کے مناۃ اور لات نام رکھتے ہیں۔ اور انکی پوجا کرتے ہیں۔ سورۃ السبا میں گذر چکا ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں سے اللہ تعالےٰ پوچھے گا۔ کہ یہ لوگ کیا تمہاری صورتوں کی پوجا کرتے تھے۔ فرشتے جواب دیں گے۔ کہ شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ جو کچھ کرتے تھے۔ وہ شیطان کی پوجا تھی۔ ہم تو ان لوگوں کے شرک سے بیزار اور اللہ کو ایسے شرک سے پاک ذات

جانتے ہین۔ سورۃ السبا کی آیتون کو ان آیتون کے ساتھ ملایا جاوے۔ تو یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے۔ مشرکین مکہ مین کے جن لوگون نے فرشتون کی مورتون کی پوجا عرب مین پھیلائی تھی۔ قیامت کے دن فرشتے اُن کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھہ لیا ہے کہ کون شخص دنیا مین پیدا ہونے کے بعد دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا۔ اور کون شخص جنت مین جانے کے قابل اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ مشرکین مین سے جو لوگ علم الٰہی کے موافق دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹھیر چکے تھے۔ انہون نے مرتے دم ایسی ہی باتین کین جیسی باتون کا ذکر ان آیتون مین ہے۔ اور پھر اسی حال مین مر کر دوزخ کا ابدی ٹھکانا پالئے۔ اسی طرح جو لوگ علم الٰہی مین جنت کے قابل قرار پا چکے تھے۔ وہ کچھ عرصہ تک اسی گمراہی کی باتون مین لگے رہے۔ پھر اسی طرح راہ راست پر آئے کہ فتح مکہ کے دن۔ مکہ کے ہر گلی کوچہ بلکہ تمام جزیرہ عرب مین پورا اسلام یہان تک پھیل گیا کہ مثلاً انصار مین کے قبیلہ اُس خزرج کے لوگ جو مناۃ بت کی تعظیم مین مشہور تھے۔ آخر کو بت پرستی کے دشمن اور اسلام کے ایسے مددگار بن گئے کہ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ٹھیر گئی چنانچہ صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک کی روایت مین اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔ یا تو تمام اہل عرب مین اسی مناۃ بت کی بڑی تعظیم تھی یا فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول کے حکم سے جب علیؓ نے اُس بت کو توڑا تو اہل عرب مین سے کسی نے حضرت علیؓ کا ہاتھ نہین پکڑا۔

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ○ سُبْحَانَ اللَّهِ

اور ٹھیرا ہے اُس مین اور جنون مین ناتا اور جنون کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آتے ہین اللہ نرالا ہے

عَمَّا يَصِفُونَ ○ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ○ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ

اُن باتون سے جو بتاتے ہین۔ مگر جو بندے ہین اللہ کے چنے سو تم اور جنکو تم پوجتے ہو اُس کے ہاتھ سے نہین بہکا سکتے

بِفَاتِنِينَ ○ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ○

ے سکتے مگر اُسی کو جو پڑنے والا ہے آگ مین

منزل ۶

شعب الایمان بیہقی تفسیر سدی تفسیر کلبی اور تفسیر مقاتل وغیرہ مین قتادہ کے قول کے موافق جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ فرشتون کو اللہ تعالےٰ کی بیٹیان کہتے تھے ایک روز حضرت ابوبکر صدیق اور کچھ مشرک لوگون سے اِس باب مین بحث ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ اگر فرشتے اللہ کی بیٹیان ہین۔ تو اُن بیٹیون کی مان کون ہین قبیلہ خزاعہ کے لوگون نے جواب دیا کہ جنون کے سردارون کی بیٹیون سے نعوذ باللہ من ذالک۔ اللہ تعالےٰ نے شادی کی اور اس شادی کے سبب سے یہ لڑکیان پیدا ہوئین جنکو فرشتے کہتے ہین۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین۔ اور فرمایا کہ اے رسول اللہ کے اِن مشرکون سے پوچھو کہ یہ لوگ اس طرح کی بیہودہ باتین جو اللہ تعالےٰ کی شان مین منہ سے نکالتے ہین۔ اِن کے پاس اِن باتون کے سچے ہونے کی کوئی سند ہو تو پیش کرین پھر فرمایا کہ جنات خود جانتے ہین۔ کہ ان مشرکون کی یہ بیہودہ باتین بالکل جھوٹی ہین۔ اور اس جھوٹ کے سبب سے یہ مشرک لوگ عذاب الٰہی مین پکڑے جاوینگے۔ پھر عذاب کے ذکر مین سے نیک لوگون کو مستثنیٰ فرمایا۔ اور آخر کو فرمایا۔ کہ یہ لوگ ایسی گمراہی کی باتون

سے اُن ہی لوگوں کو بہکا سکتے ہیں - جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخ میں جھونکے جانے قابل قرار پاچکے ہیں - جو لوگ علم الٰہی میں جنت میں جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں اور اُن کو گمراہی کی باتوں سے کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا - اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث جو گذر چکی ہے وہی حدیث اِن آیتوں کی گویا تفسیر ہے - حاصل اس تفسیر کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے -

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

اور ہم میں جو ہے اس کو ایک ٹھکانا ہے مقرر اور ہم ہی ہیں قطار باندھنے والے اور ہم ہی ہیں پاکی بولنے والے

تفسیر قرطبی، در تفسیر مقاتل میں چند روایتوں سے جو شان نزول اِن آیتوں کی بیان کی گئی ہے - اس کا حاصل یہ ہے کہ معراج کی رات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام سدرۃ المنتہیٰ تک جبرئیل کے ساتھ پہونچے تو اس مقام پر پہونچ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے جانے سے رُکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ ایسے مقام پر مجھ کو تنہا چھوڑتے ہو حضرت جبرائیل نے اِن تینوں آیتوں کے مضمون کے موافق جواب دیا اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے قائل کرنے کو اِن تین آیتوں میں نازل فرمایا - کہ یہ ظالم مشرک فرشتوں کو اللہ کی اولاد ٹھہراتے ہیں اور اُن مورتوں کی پوجا کر کے مورتوں والے فرشتوں کو اپنا سفارشی قرار دیتے ہیں اُن کو یہ نہیں معلوم کہ اللہ کی جناب میں عام فرشتوں کا تو کیا ذکر ہے مقرب فرشتوں کا بھی یہ حال ہے - کہ جو جگہ خدا تعالیٰ نے اُن کے لئے حد ٹھہرا دی ہے اُس حد سے ایک قدم آگے وہ جنبش نہیں کر سکتے اس تفسیر قرطبی کا نام جامع احکام القرآن ہے اور قرطبی کا نام محمد بن احمد ہے - بڑی تفسیر ہے اور علماء نے اُس تفسیر کو مختصر بھی کیا ہے - اس شان نزول کی تائید اور صحیح حدیثوں سے بھی ہوتی ہے - جن حدیثوں کا حاصل یہ ہے - کہ آسمان پر ملائکہ کے لئے خاص خاص جگہ اور خاص خاص عبادت مقرر ہے چنانچہ معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - آسمان پر کہیں چار انگل کی جگہ ایسی نہیں ہے - جہاں کوئی فرشتہ سجدہ میں نہ پڑا ہو صحیح مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ میں ابوذرؓ اور جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہ کہ جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے روبرو برابر صفیں باندھتے ہیں تم بھی نماز میں اُسی طرح برابر صفیں باندھا کرو - اور صحیح روایتوں میں نوح کی امت کا بھی ذکر آیا ہے - سورۃ الانبیاء میں گذر چکا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف کوئی کام نہیں کرتے - سورہ انبیاء کا یہ مضمون گویا اِن آیتوں کی اور اوپر کی آیتوں کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکوں کی نجات کو جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں اس طرح ناممکن فرمادیا ہے جس طرح سوئی کے ناکے میں اونٹ کا گھس جانا ناممکن ہے - تو پھر اللہ کے فرشتے حکم الٰہی کے برخلاف اِن مشرکوں کی نہ سفارش کر سکتے ہیں نہ اپنی حد سے بڑھ کر اِن مشرکوں کی اور کوئی مدد کر سکتے ہیں -

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

اور یہ تو کہتے تھے اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ

سو اس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لینگے اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں بیشک ان ہی کو

الْمَنْصُوْرُوْنَ ۞ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۞ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۞ وَّاَبْصِرْهُمْ

مدد ہوتی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے وہی زبردست ہے سو تو اُنسے پھر آ ایک وقت تک اور اُنکو دیکھتا رہ

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۞ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۞ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ

کہ آگے دیکھہ لینگے کیا ہماری آفت شتاب مانگتے ہین۔ پھر جب اُترےگی اُن کے میدان مین تو بری صبح ہوگی

الْمُنْذَرِيْنَ ۞ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۞ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۞

ڈرائے گیونکی اور پھر اُنسے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ اب آگے دیکھہ لینگے

اوپر مشرکین مکہ کی گمراہی کی باتون کا ذکر فرماکر ان آیتون مین اِن مشرکین کو یون قایل کیا۔ کہ اہل کتاب کو دیکھ کر پہلے تو یہ لوگ حرص کرتے تھے۔ کہ اُن مین کوئی نبی اسمانی کتاب لیکر آوے۔ اور قسمین کھاکر یہ بھی کہتے تھے کہ اگر اِن مین کوئی نبی آیا تو یہ لوگ اللہ کے خالص بندے بن جاوین گے۔ پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے اُن کی حرص کو پورا کردیا تو یہ لوگ اللہ کے کلام کو جھٹلانے لگے۔ لیکن اُس مین انہون نے کسی کا کچھہ نہین بگاڑا۔ اُس کا انجام انہی کے حق مین جو کچھہ ہوگا وہ اُن کو معلوم ہوگا۔ اس وعدہ کا ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ہوا کہ اس لڑائی مین بڑے بڑے اسلام کے مخالف بڑی ذلت سے مارے گئے۔ اور مرتے ہی عقبےٰ کے عذاب مین گرفتار ہوگئے۔ جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا۔ کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا۔ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے بدر کی لڑائی کا یہ قصہ کئی جگہ اُوپر گذر چکا ہے۔ پھر فرمایا ان لوگون کی خرابی اور بربادی کا وقت جب تک آوے اسوقت تک بھی اِن لوگون کی مخالفت سے کچھ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ دُنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے کہ ہر زمانے مین اللہ تعالےٰ اپنے رسولون کی مدد کریگا۔ جس سے دین الٰہی کا لشکر ہمیشہ غالب رہیگا۔ اب آگے فرمایا۔ اب تو یہ لوگ عذاب کی جلدی کرتے ہین۔ لیکن جب عذاب اُن کے سر پر آجاویگا۔ تو اُن کو اس جلدی کی حقیقت کھل جاوے گی اللہ تعالےٰ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اس لئے اے رسول اللہ کے کچھ گھبرانا نہین چاہیئے۔ تھوڑے دنون تک وقت مقرر کا انتظار کرنا چاہیئے۔ تفسیر سدی مین وقت مقررہ کی تفسیر بدر کی لڑائی قرار دی ہے۔ اور حافظ ابوجعفر بن جریر نے اس تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت مین مشرکون کی لاشون پر کھڑے ہوکر عذاب الٰہی کے وعدہ کو جو یاد دلایا اُس سے سدی کے قول اور حافظ ابوجعفر ابن جریر کی ترجیح دونون کی تائید ہوتی ہے۔

منزل ۵

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۞ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

ع ۵ / ۹

پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ عزت کا صاحب پاک ہے ان باتون جو کرتے ہین اور سلام ہے رسولون پر اور سب خوبی اللہ کو ہے۔ جو رب ہے سارے جہان کا

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز سے فراغت کا حاصل کرنا صحابہ کو اس سے معلوم ہوجاتا تھا کہ نماز کے بعد آپ اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور حضرت زید بن ارقم سے طبرانی مین روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرضون کے بعد تین دفعہ اس آیت کو پڑھنا بڑا ثواب ہے۔ طبرانی مین عبداللہ بن ارقم کی بھی اس مضمون کی ایک حدیث ہے ان روایتون مین ایک روایت کو دوسری سے تقویت ہوجاتی ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سورۃ مین مشرکون کی اُن بیہودہ گوئیون کا ذکر تھا جو شرک لوگ کی شان مین کہتے تھے اسواسطے اللہ تعالےٰ نے اس سورہ کو اس پاک کی آیت پر ختم فرمایا ہے

سورة ص مكية وهي ثمان وثمانون اية وخمس ركوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا

قسم ہے اُس قرآن سمجھانے والے کی بلکہ جو لوگ منکر ہین غرور مین ہین اور مقابلہ مین بہت گیا دین ہم اسنے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ

پہلے سنگتین پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا اور اچنبا کرنے لگے اس پر کہ آیا انکو ایک ڈر

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ڻ اِنَّ هٰذَا

سنانے والا انہین مین سے اور کہنے لگے منکر یہ جادوگر ہے جھوٹا کیا اسنے کردیے اتنو نکی بندگی کے بدل ایک ہی کی بندگی یہ بھی

لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓي اٰلِهَتِكُمْ ښ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

بڑے تعجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے کتنے ہی پنچ انمین سے کہ چلو اور ٹھیرے رہو اپنے ٹھاکروں پر بیشک اس بات مین کچھ

يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ښ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝

غرض ہے۔ نہین سنا ہم نے اس پچھلے دین مین اور کچھ نہین یہ بنائی بات ہے

منزل ٦

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ترمذی نسائی مسند امام احمد مصنف ابی شیبہ مستدرک حاکم مسند عبد بن حمید بیہقی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قریش مین ایک کھلبلی سی پڑ گئی تھی۔ اس لئے ایک جماعت قریش کی ایک روز ابوطالب کے پاس گئی اور ابوطالب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح طرح کی شکایت کی ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ کہ اے میرے بھتیجے یہ قوم کے لوگ تمہاری شکایت کرتے ہین۔ کہ تم اُن کے معبودون کو برا کہتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ کہ مین قوم کے لوگون سے ایسی ایک بات چاہتا ہون کہ اگر یہ لوگ اُسکو پورا کریوین تو تمام ملک عرب وعجم اُن کا فرمان بردار ہو جاوے۔ ان لوگون نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آخر وہ کیا بات ہے۔ ذرا کہو تو سہی۔ تو آپ نے اُن کے روبرو کلمہ توحید پڑھا۔ کلمہ توحید سنکر سب اجعل الالهة الها واحدا۔ اور ما سمعنا بهذا في الملة الآخرة کہتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین۔ ترمذی اور حاکم نے اس شان نزول کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مجلس سے اُٹھتے وقت جو لفظ ان مشرکون نے کہے اُن کا مطلب یہی ہے۔ کہ ہم نے اپنے بڑون سے یہ نہین سنا کہ ان آیتون کو چھوڑ کر خاص اللہ کی عبادت کیجاوے۔ اس واسطے اس نصیحت کو ہم ایک بنائی ہوئی بات جانکر اپنے ٹھاکرون کی پوجا پر ہم توجہ ہوئے ہین۔ مکہ کے قحط

کے وقت ان ٹھاکرون کی بے بسی کا حال جو معلوم ہوا - اس سے یہ لوگ اپنے بڑون کی اور اپنی غلطی کو سمجھ سکتے تھے - چنانچہ کئی جگہ یہ بات ان کو جتلائی گئی ہے - اس لئے ان آیتون مین ان لفظون کا کچھ جواب نہین فرمایا - ص حروف مقطعات مین سے ہے جن کی تفسیر سورہ بقرہ مین گذر چکی ہے - باقی کی آیتون کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اس قرآن صاحب نصیحت کی قسم ہے کہ ان مشرکین مکہ کا قرآن کو جھٹلانا نادانی کے غرور اور سرکشی کے سبب سے ہے - نہین تو یہ لوگ اللہ کے رسول کو بچپنے سے جانتے ہین کہ اللہ کے رسول نے کہین جاکر کچھ پڑھا نہین بالکل ان پڑھ ہین پھر ان پڑھ آدمی اس طرح کا کلام کیونکر بنا سکتا ہے جس کی فصاحت انسان کی طاقت سے باہر ہو پچھلے انبیا اور امتون کے قصے اس مین ایسے ہون کہ جن کو سوائے اہل کتاب کے کوئی نہین جانتا غیب کی خبرین اس مین ایسی سچی ہون کہ جسطرح آنکھ سے دیکھ کر کسی چیز کو کوئی بیان کرتا ہے - حاصل کلام یہ ہے - کہ ان پڑھ نبی پر یہ قرآن اترا ہے - اور باتین اس قرآن مین وہ ہین کہ ان پڑھ آدمی تو درکنار اہل کتاب بھی بغیر آسمانی کتابون کی مدد کے وہ باتین نہین بتلا سکتے پھر اب اس بات کو کون جھٹلا سکتا ہے - کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جن پر یہ کلام الٰہی نازل ہوا ہے - وہ اللہ کے رسول ہین اس واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہر ایک نبی کی امت کے ایمان لانے کے موافق ہر نبی کو معجزہ دیا گیا ہے - اور مجھکو اور معجزون کے علاوہ قرآن کا ایک معجزہ ایسا دیا گیا ہے جس سے مجھکو امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے سب امتون سے زیادہ ہونگے - چنانچہ صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے - پھر فرمایا کہ اس طرح کی سمجھ مین آجانے کی باتون کے سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ کلام الٰہی اور اللہ کے رسول کے جھٹلانے سے باز آوین گے تو ان سے پہلے کے ایسے لوگون کا جو انجام ہوا وہی ان کا ہوگا صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایتون کے حوالہ سے کئی جگہ گذر چکا ہے - کہ اس وعدہ کا ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ہوا جس مین بڑے بڑے کلام الٰہی اور اللہ کے رسول کے جھٹلانے والے بڑی ذلت سے مارے گئے - اور مرتے ہی عقبے کے عذاب مین گرفتار ہوگئے - جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول نے ان کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو اللہ کے وعدہ کو تم نے سچا پالیا - پھر فرمایا یہ لوگ اللہ کے رسول کو جھوٹا اور جادوگر قرار دیکر یہ جو کہتے ہین کہ اللہ کا کلام انسان پر نہین اتر سکتا - قرآن اللہ کا کلام ہوتا تو اس کو کوئی فرشتہ ہمارے پاس لاتا - اس کا جواب ان کو کئی جگہ سمجھا دیا گیا ہے - کہ فرشتون کو اصلی صورت مین دیکھنا ان کی طاقت سے باہر ہے - اس لئے کوئی فرشتہ بھی ان کے پاس قرآن لیکر آتا - تو ضرور انسان کی صورت مین آتا - باقی کی آیتون کا مطلب وہی ہے - جو شان نزول مین بیان کیا گیا -

أَؤُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي ۖ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا

کیا اسی پر اتری سمجھوتی ہم سب مین سے کوئی نہین انکو د ہو کا ہے میری نصیحت مین کوئی نہین ابھی چکھی نہین

عَذَابِ ﴿٨﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾ أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَاوَاتِ

میری مار کیا ان کے پاس ہین خزانہ تیرے رب کے مہر کی جو زبردست ہے بخشنے والا یا انکی حکومت ہے آسمانون مین

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ

اور زمین مین جو انکے بیچ مین ہے تو چاہئے چڑھ جاوین رسیان تانکر ایک لشکر یہ بھی وہان تباہ ہوا ان سب

منزل

مِنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ

لشکروں میں جھٹلا یا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخونوالا اور ثمود

وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ

اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ وہ ہونگیں فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی جھٹلایا رسولونکو پھر ثابت ہوئی

فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝

میری طرف سے سزا اور۔ راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر یہی ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی

ع ۱۰ منزل ۶

قران شریف کے جھٹلانے کی باتوں میں مشرکین مکہ ایک یہ بات بھی کہتے تھے۔ کہ قرآن شریف اگر کسی انسان پر نازل ہوتا تو ولید بن مغیرہ یا عروہ بن مسعود ایسے مالدار شخص پر نازل ہوتا۔ ان مالدار شخصوں کو چھوڑ کر محمد جیسے تنگدست پر کلام الٰہی کا اترنا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ جب تک ان لوگوں کی ایسی باتوں کی سزا کے طور پر کوئی آفت ان پر نہیں آتی۔ اسوقت تک یہ لوگ قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے میں ایسی ہی شک وشبہ کی باتیں کرتے رہیں گے۔ ان جب کوئی آفت آسمانی ان پر آجاوے گی تو انکا یہ سب شک وشبہ جاتا رہیگا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی گزر چکی ہے۔ کہ بدر کی لڑائی میں جب مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے منکر قرآن مارے گئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا۔ اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکشوں کا شک وشبہ الیسا ہے وقت رفع ہوا کہ اس سے ان لوگوں نے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ پھر فرمایا۔ کہ اللہ کی رحمت کے خزانے کچھ ان لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہیں کہ آسمان پر چڑھ کر یہ لوگ جس کو چاہیں نبوت دیدیں جس طرح ان سے پہلے لوگ قوم نوح سے لیکر فرعون تک ایسی سرکشی کی باتوں کے وبال میں پکڑے گئے۔ ایک دن یہی حال ان کا ہونے والا ہے۔ اور پھر دوسرے صور کی آواز سے انکو دوبارہ زندہ کیا جاکر ان کی بداعمالی کی پوری سزا ان کو دیجاوے گی۔ مالہا من فواق۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نفیری بجانے والے بیچ میں دم لیکر نفیری بجاتے ہیں۔ صور کے پھونکنے میں اتنی مہلت بھی نہ ہوگی۔ بلکہ ایکدم میں صور پھونکا جاویگا۔ اور فوراً یہ منکرین حشر دوبارہ زندہ کئے جاکر حساب وکتاب کے لئے حاضر کردئے جاویں گے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کی حدیث بدر کی لڑائی کے قصہ میں گذر چکی ہے۔ کہ اس لڑائی میں بڑے بڑے سردار مشرکین مکہ کے جو مارے گئے ان کے نام پہلے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور اللہ کے رسول نے صحابہ کو بتادئے تھے۔ اس روایت میں انس بن مالک قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے جتنے لوگوں کے نام اور جس جس جگہ پر ان کی لاشوں کا پڑا رہنا ایک رات پہلے سے فرمایا تھا۔ صبح کو لڑائی کے ختم ہوجانے کے بعد وہی حال ہم لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ان آیتوں میں جو ذکر ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک جتنے جس طرح برباد اور تباہ ہو چکے ان مشرکین مکہ کا جتھا بھی ایک دن اسی طرح برباد اور تباہ ہو جاویگا حضرت عمرؓ اور انس بن مالک کی یہ روائتیں۔ گویا اس کی تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ان آیتوں کے وعدہ کے ظہور کا وقت جب آگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات پہلے سے اپنے رسول کو اور اللہ کے رسول نے معجزہ کے طور پر صحابہ کو بتلادیا اور صبح کو وہی حال صحابہ نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ معتبر سند کی عقبہ بن عامرؓ کی حدیث

ایک جگہ گذر چکی ہے کہ پہلے صور کی آواز سے لوگ ایسے جلدی ہلاک ہو جاوین گے۔ کہ جس شخص کے ہاتھ مین نوالہ ہوگا وہ منہ تک نہ جا سکے گا۔ کہ وہ شخص ہلاک ہو جاوے گا صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہؓ کی حدیث بھی گذر چکی ہے۔ کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسیگا جس سے سب جسم تیار ہو جاوین گے۔ اور پھر دوسرے صور کی آواز سے ان جسمون مین روحین پھونکدی جاوین گی۔ ان آیتون مین صور کا جو ذکر ہے ان حدیثون سے اُس کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ

اور کہتے ہین اے رب شتاب دے ہمارا حصہ ہمارے پہلے حساب کے دن سے۔ تو سہتا رہ اس پر جو کہتے ہین اور یاد کر

تفسیر ابو العالیہ تفسیر مقاتل تفسیر سدی تفسیر ضحاک اور تفسیر کلبی مین جو شان نزول اُس آیت کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے۔ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ سنا کہ قیامت کے دن داہنے اور بائین ہاتھ مین نامہ اعمال دئے جاوینگے اور جو لوگ جنت مین جاوین گے۔ ان کو بڑی بڑی نعمتین ملین گی۔ تو مسخراپن سے وہ مشرک یہ کہتے تھے۔ کہ وہ جنت کی نعمتین دنیا ہی مین ہم آنکھون سے دیکھ لیوین تو شاید ہمکو کچھ یقین آوے گا۔ اور اللہ تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمادیا۔ کہ اے رسول اللہ کے ان نادانون کی ایسی باتون پر صبر کرنا چاہیے۔ وقت پر اپنے کئے کو خود یہ لوگ بھگت لیوین گے۔ بعضے مفسرون نے لکھا ہے۔ کہ جہاد کے حکم سے آیت کا ٹکڑا۔ اصبر علی مایقولون منسوخ ہے مگر صحیح قول یہی ہے۔ کہ یہ آیت منسوخ نہین ہے اب آگے آنحضرت کا دل بہلانے کے لئے اللہ تعالٰے نے حضرت داؤد کے قصہ کا ذکر فرمایا۔ قط کے معنے لکھے ہوئے کاغذ کے ہین حضرت عبد اللہؓ بن عباس اور سعید بن جبیر کے قول کے موافق آیت کا یہی مطلب ہے۔ جسکا ذکر اوپر گذرا کہ وہ لوگ مسخراپن سے سیدھے ہاتھ مین نامہ اعمال کا آجانا۔ اور اُس کے ذریعہ سے جنت کی نعمتون کو یا اُلٹے ہاتھ مین نامہ اعمال آنکر دوزخ کے عذاب کو دنیا مین ہی دیکھ لینا چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالٰے نے اپنے رسول کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ ان لوگون کے مسخراپن پر صبر کیا جاوے۔ صحیح سند سے ترمذی ابن ماجہ صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم مین سفیانؓ بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو انگلیون مین پکڑ کر یہ فرمایا کہ یہ زبان بھی آدمی کے حق مین بڑے خوف کی چیز ہے۔ اس حدیث کو آیت کے اس ٹکڑے کی تفسیر مین بڑا دخل ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ بت پرستی کے وبال کے علاوہ مشرکین مکہ اس وبال مین بھی قیامت کے دن پکڑے جاوین گے۔ کہ مسخراپن کے طور پر ایسی باتین منہ سے نکالتے تھے جس کا ذکر آیت کے اس ٹکڑے مین ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ

ہمارے بندے داؤد ہاتھ کے بل والا وہ تھا رجوع رہنے والا ہم نے تابع کئے پہاڑ اس کے ساتھ پاکی بولتے شام کو اور

الْإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

صبح کو اور اڑتے جانور جمع ہوکر سب تھے اُسکے آگے رجوع رہتے اور زور دیا ہم نے اسکی سلطنت کو اور دی اسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا

وقف لازم

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَۙ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ

اور پہنچی ہے تجکو خبر دعوے والون کی جب دیوار کود کر آئے عباد تخانہ مین جب گھس آئے داؤد پاس تو اُن سے گھبرایا وہ بولے مت گہبرا

خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ

ہم دو جھگڑتے ہین زیادتی کی ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کر دے ہم مین انصاف اور دور نہ ڈال باتکو اور بتا دے ہمکو سیدہی راہ

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ

یہ جو ہے بہائی ہے میرا اسکے ہان مین ننانوے دنبیان اور میرے ہان ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالے کر دے مجکو وہ اور زبردستی کرتا ہے

فِي الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ

مجھسے بات مین جو داؤد بے انصافی کرتا ہے تجہپر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانیکو اپنی دنبیون مین اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہین ایک دوسرے پر

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ

مگر جو یقین لائے ہین اور کام کئے اچھے اور تہوڑے لوگ ہین ویسے اور خیال مین آیا داؤد کے

منزل ۶

ذاالاید کے معنے ہین صاحب قوت حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ داؤد علیہ السلام کی قوت عبادت الٰہی مین بڑہی ہوئی تھی اس لئے ان کو صاحب قوت فرمایا صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن عمرو العاص سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن کھانا کھایا کرتے تھے۔ اسی طرح آدہی رات سویا کرتے تھے۔ اور آدہی رات عبادت کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے عبداللہ بن عباس کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے۔ نیک کامون مین جو لگا اور برے کامون سے بچا رہے اُس کو اواب کہتے ہین۔ داؤد علیہ السلام جب صبح شام ذکر الٰہی کرتے تھے۔ اُن کے ساتھ پہاڑ اور جانور بھی ذکر الٰہی کیا کرتے تھے۔ اور داؤد علیہ السلام پہاڑون اور جانورون کے ذکر الٰہی کا مطلب سمجہتے تھے۔ اُسی کا ذکر ان آیتون مین فرمایا۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی سلطنت کو قوت دی۔ سورہ بقر مین یہ قصہ گذر چکا ہے۔ کہ داؤد علیہ السلام نے مدد الٰہی سے جالوت بادشاہ کو کیونکر قتل کیا۔ اور طالوت بادشاہ کے انتقال کے بعد بادشاہت اور حضرت شمویل کی وفات کے بعد نبوت یہ سب کچھ داؤد علیہ السلام کے خاندان مین کس طرح آیا۔ اسی غلبہ کو سلطنت کی قوت فرمایا۔ یہان حکمت کے معنے نبوت کے ہین اور فصل خطاب کے معنے مقدمات کے فیصلہ کرنے کی پوری سمجہ۔ فارسی اور ہندی فائدہ مین یہ قصہ لکھا ہے کہ ایک عورت پر داؤد علیہ السلام کی نظر پڑ گئی۔ جس سے نکاح کرنے کا خیال اُن کے جی مین جم گیا۔ اس عورت کا خاوند داؤد علیہ السلام کے لشکر مین تھا۔ اُس کو تابوت سکینہ کے آگے رہنے پر تعینات کیا۔ یہ بڑے معرکہ کی تعیناتی تھی۔ اس لئے وہ شہید ہو گیا۔ اُس کے بعد داؤد علیہ السلام نے اُس کی بی بی سے نکاح کر لیا۔ یہ قصہ مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم مین ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر نے اس قصہ کی روایت کو بنی اسرائیل کی روایتون مین شمار کر کے بے اعتبار ٹھہرایا ہے۔ کہ قرآن شریف مین اسی قدر قصہ ہے۔ کہ داؤد علیہ السلام نے اُس عورت کے خاوند سے یہ خواہش کی کہ وہ اپنی بی بی

کو طلاق دیدے - اُس سے زیادہ کوئی بات قرآن شریف یا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہین ہوتی - تابوت سکینہ کا قصہ سورہ بقر مین گذر چکا ہے اِن آیتون مین جو قصہ ہے - اُس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک رات کو خلاف عادت داؤد علیہ السلام کے عبادت خانہ مین دو شخص دیوار کو د کر آگئے - تفسیر مقاتل مین ہے کہ یہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام تھے جو آدمی کی شکل مین آئے تھے اِن دونون شخصون کے بے وقت دیوار کود کر آنے سے داؤد علیہ السلام پریشان ہوگئے - اِن دونون شخصون نے داؤد علیہ السلام سے کہا پریشانی کی کوئی بات نہین ہے - کہ ہم تو اہل مقدمہ ہین - ایک مقدمہ کے فیصلہ کے لئے تمہارے پاس آئے ہین مگر شرط یہ ہے - کہ وہ فیصلہ رو داد مقدمہ کے موافق صحیح ہونا چاہیے - مقدمہ کی رو داد یہ ہے کہ اُس میرے دینی بھائی کے پاس ننانوے دنبیان ہین - اور میرے پاس ایک دنبی ہے - لیکن یہ میرا دینی بھائی یہ کہتا ہے کہ مین اپنی وہ ایک دنبی بھی اس کے حوالہ کردون اور میرے اس دینی بھائی کی بات چیت ایسی زبردست ہے کہ مین اس کی بات کو ٹال نہین سکتا - مقدمہ کی یہ رو داد سنکر داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص ننانوے دنبیان رکھ کر پھر اپنے دینی بھائی کے پاس ایک دنبی بھی نہین دیکھ سکتا وہ بڑی ناانصافی کرتا ہے - اس فیصلہ کے بعد داؤد علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا - کہ ایک معاملہ مین جہان چند شخص شریک ہوتے ہین وہان اکثر شریک لوگ آپس مین ایسی ہی زیادتیان کرتے رہتے ہین - تھوڑے بندے اللہ کے ایسے ہین جو اس طرح کی زیادتیون سے بچتے رہتے ہین -

وَظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ

اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اسکو جانچا پھر گناہ بخشوا اسنے لگا اپنے رب سے اور گرا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف

ذٰلِكَ ۚ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

کردیا اسکو وہ کام اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا

منزل ۶

فارسی اور اردو کے فائدہ مین جو قصہ حضرت داؤد کا شاہ ولی اللہ علیہ رحمتہ اور شاہ عبد القادر علیہ رحمتہ نے بیان کیا ہے - جس کا ذکر اوپر گذرا اسی قصہ پر قاضی عیاض اور امام فخر الدین رازی وغیرہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس طرح کے قصے انبیا کی شان سے بعید ہین - اس اعتراض سے بچنے کی غرض سے حافظ ابن کثیر نے اس قصہ کو اپنی تفسیر مین ذکر نہین کیا - لیکن یہ اوپر گذر چکا ہے - کہ اس قصہ کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور حاکم نے مستدرک مین اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے - اس قدر محدثین کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کی اصل ضرور ہے اور خود قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے - کہ اس قصہ کی اصل ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ بیرونی مثال سنکر حضرت داؤد نے جان لیا - کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جانچا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی مثال سے پہلے کوئی بات ایسی تھی - جس سے اس مثال کو داؤد علیہ السلام نے سنکر اپنے قصہ کا خلاصہ اس مثال سے پہچان لیا - حافظ ابن کثیر نے یہ جو اعتراض کیا ہے - کہ اس قصہ کی سند مین یزید بن ابان رقاشی ضعیف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اسماء الرجال کی کتابون کے مصنف تین طرح کے لوگ ہین بعضے سخت ہین بعضے نرم ہین بعضے معتدل ہین

امام احمد ابن عدی اُن معتدل لوگون مین شمار کئے جاتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص سختی سے کسی اچھے راوی کو ضعیف اور ضعیف راوی کو اچھا بتلادیوے ۔ تو یہ تینون صاحب اُسکی اصلاح کردیتے ہین ۔ اب امام احمد نے جب یہ فیصلہ کردیا ۔ کہ شعبہ کا یہ قول جو مشہور ہے کہ یزید بن ابان کی روایت لینے سے بدکاری کا کرنا بہتر ہے ۔ یہ قول شعبہ کا یزید بن آبان کے حق مین غلط مشہور ہے ۔ بلکہ دراصل یہ قول شعبہ کا ابان بن عیاش کے حق مین ہے اور ابن عدی نے یہ فیصلہ کردیا کہ یزید بن ابان رقاشی کی روایت مین کچھ اندیشہ نہین ہے ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ سخت عادت کے علما نے یزید بن ابان رقاشی پر جو جرح کردی تھی معتدل عادت کے دو عالمون کی اصلاح کے بعد اُس قدر ضعف یزید بن ابان کی روایت مین باقی نہین رہا ۔ جس قدر ضعیف اصلاح سے پہلے مشہور تھا ۔ اسی واسطے ترمذی اور ابن ماجہ نے یزید بن ابان کو اپنے راویون مین داخل کیا ہے ۔ جب داؤد علیہ السلام اپنے فیصلہ کا مطلب اُن اہل مقدمہ دونون شخصون کو سنا چکے تو اُن کے خیال مین یہ بات آئی کہ اِس مقدمہ کی صورت اِن ہی کے حال کے موافق ہے کیونکہ اُن کی ننانوین بی بیان تھین اور اُس اوریا نام کے شخص کی ایک ہی بی بی تھی جس سے داؤد علیہ السلام نکاح کرنا چاہتے تھے ۔ جب داؤد علیہ السلام نے مقدمہ کی روداد کو اپنے اوپر صادق پایا ۔ اور سمجھ لیا ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ ایک جانچ تھی تو فوراً سجدہ مین گر پڑے اور توبہ اور استغفار کرنے لگے صحیح بخاری ۔ ابوداؤد ۔ و ترمذی ۔ نسائی وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اُنہون نے وخر راکعا واناب پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ۔ معتبر سند سے ابوداؤد صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان مستدرک حاکم وغیرہ مین ابوسعید خدری سے روایت ہے ۔ جس کا حاصل یہ ہے ۔ کہ ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ صٓ پڑھی ۔ اور یہ سجدہ ادا کرکے صحابہ سے فرمایا ۔ مین نے تم لوگون کو سجدہ کے لئے تیار دیکھکر سجدہ کیا ۔ ورنہ یہ سجدہ داؤد علیہ السلام کی توبہ کا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ پہلی حدیث کے موافق امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ اس سجدہ کو سنت کہتے ہین اور دوسری حدیث کے موافق امام شافعی رحمتہ اللہ اس سجدہ کو سنت نہین کہتے ۔ اب آگے فرمایا ۔ داؤد علیہ السلام بارگاہ الٰہی مین صاحب مرتبہ لوگون مین سے تھے اس لئے خالص دل سے اُنہون نے توبہ کی اللہ تعالےٰ نے اُن کی اس چوک کو معاف کردیا ۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا ۔ اللہ تعالےٰ کو اپنے غفور رحیمی کی صفت ایسی پیاری ہے کہ اگر زمین پر کے موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالےٰ اُن کی جگہ اور ایسی خلقت کو پیدا کرتا کہ وہ لوگ گناہ کرکے خالص دل سے توبہ کرتے ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی غفور رحیمی کی صفت کے موافق اُن کی توبہ قبول کرتا ۔ اِس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے ۔ جسکا حاصل یہ ہے ۔ کہ اگرچہ داؤد علیہ السلام نے اپنے مرتبہ کے موافق توبہ کی ۔ اور اللہ تعالےٰ نے انکی توبہ قبول کی ۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی غفور رحیمی کی صفت تو ایسی عام ہے کہ ہر گنہ گار شخص جب اپنے رتبہ کے موافق خالص دل سے توبہ کریگا ۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ قبول فرماویگا ۔ داؤد علیہ السلام نے ایک تدبیر سے اُس عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا تھا ۔ مگر پیغمبرون کا درجہ بہت بڑا ہے ۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے دو فرشتون کو بھیجا ۔ تاکہ داؤد علیہ السلام آگاہ ہوجاوین کہ دنیا کی مباح چیزون مین ایسی تدبیر پیغمبرون کی شان کے برخلاف ہے ۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

اے داؤد ہم نے کیا تجکو نائب ملک مین سو تو حکومت کر لوگون مین انصاف سے

منزل ۶

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ لَهُمْ
اور نہ چل جی کی چاہ پر پھر تجکو بچلاوے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بہکتے ہیں اللہ کی راہ سے انکو سخت

عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
مار ہے اس پر کہ بھلا دیا دن حساب کا اور ہم نے نہیں بنایا آسمان وزمین کو اور جو انکے بیچ میں ہے

بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝ أَمْ نَجْعَلُ
نکما یہ خیال ہے انکا جو منکر ہیں سو خرابی ہے منکروں کی آگ سے کیا ہم کرینگے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ
ایمانوالونکو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر انکے جو خرابی ڈالیں ملک کیا ہم کرینگے ڈروالونکو برابر ڈھیٹھ لوگونکی

كَالْفُجَّارِ ۝ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝
ایک کتاب ہے جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی تا دھیان کریں لوگ اسکی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے

اوپر گذر چکا ہے کہ طالوت بادشاہ کے انتقال کے بعد بادشاہت اور شمویل علیہ السلام نبی کی وفات کے بعد نبوت یہ دونوں نعمتیں اللہ تعالے نے داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائیں۔ اسی کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے انبیا اور بادشاہوں کا تم کو نائب اس لئے ملک میں مقرر کیا ہے۔ کہ بغیر دل کی چاہ کے لگاؤ کے خالص حکم الٰہی کے موافق نبوت اور حکومت کو چلاؤ۔ اور دل کی چاہ کے لگاؤ سے تم کو اس لئے منع کیا گیا ہے کہ دل کی چاہ آدمی کو حکم الٰہی کی فرمانبرداری سے دور ڈالدیتی ہے۔ اور حکم الٰہی کی فرمانبرداری سے دور پڑ جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو قیامت کے حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالے کے روبرو کھڑے ہونے کو بھولے ہوئے ہیں۔ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ یہ اتنا بڑا کارخانہ اللہ تعالے نے بے فائدہ نہیں پیدا کیا بلکہ اسی فائدہ کے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے۔ کہ اس جہان کے ختم ہو جانے کے بعد نیکی کی جزا و بدی کی سزا کے لئے ایک دوسرا جہان پیدا کیا جاوے۔ کیونکہ سب کی آنکھوں کے سامنے بہت سے نیک لوگ دنیا میں تنگدستی سے اور بد لوگ خوشحالی سے گذر کرتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے حکمت الٰہی کے موافق نیکی کی جزا اور بدی کی سزا کے لئے دوسرا جہان مقرر ہے۔ کیونکہ نیک وبد کو ہمیشہ ایک حال میں رکھنا انصاف الٰہی کے بالکل برخلاف ہے۔ اب قریش کو تنبیہ کرنے کے لئے اللہ تعالے نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھیرا کر فرمایا کہ یہ سراپا عقبیٰ کی بہبودی کی نصیحت کا قرآن اے رسول اللہ کے اللہ نے تم پر اس لئے نازل فرمایا ہے کہ جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اس سے یہ نصیحت حاصل کریں کہ دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد دنیا کے نیک و بد کی جزا و سزا کا فیصلہ ضرور ہونے والا ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے دنیا کا پیدا کرنا بالکل بے ٹھکانے ٹھہرتا ہے۔ جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے صحیح سند سے ابی داؤد ونسائی ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں آنحضرت کے پروردہ ابو عبدالرحمن سفینہ سے روایت ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبوت کی خلافت میرے بعد تیس برس تک رہیگی بعد اس کے بادشاہ لوگ ہوں گے۔ یہ تیس برس خلفائے اربعہ کی خلافت کے زمانہ اور حضرت امام حسن کی چھ مہینے کی خلافت کو ملا کر پورے ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ اور اس حدیث سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کا بڑا معجزہ نکلتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خلافت اور نبوت چلانے کے لئے ان آیتون مین جو نصیحت داؤد علیہ السلام کو کی تھی جب تک اس امت کے خلفا مین اس نصیحت کا اثر رہا اس وقت تک اس امت مین بھی خلافت چلی پھر بعد اس کے دنیوی بادشاہت کا طریقہ جاری ہو گیا۔ چنانچہ معاویہ نے جب اپنی زندگی مین اپنے بیٹے یزید کی خلافت کی بیعت شام اور مدینہ کے لوگون سے لی تو تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے اعتراض کیا کہ یہ طریقہ کسرا اور قیصر بادشاہون کا ہے خلفائے نبوت کا یہ طریقہ نہین ہے اور اوپر کی حدیث کے موافق معجزہ کا حاصل یہ ہے کہ پیشین گوئی کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت و نبوت کی جو مدت قرار دی تھی بالکل اسی کے موافق ظہور ہوا۔ یہ ابوعبدالرحمٰن سفینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہین ان کا نام مہران ہے ایک دفعہ انہون نے سفر مین سامان بہت سا لے لیا تھا۔ اس دن سے ان کا لقب سفینہ ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح کشتی پر سامان لادتے ہین اسی طرح انہون نے اپنے اوپر سامان لاد لیا قریش کے بارہ خلفا کی جابر بن سمرہ کی حدیث بہت صحیح ہے لیکن وہ حدیث خلافت نبوت اور بادشاہت کو ملا کر ہے کیونکہ تیس برس مین قریش کے بارہ خلیفہ نہین ہوئے یہ قریش مین کے بارہ خلیفہ کی تعداد خلفائے بنی امیہ کے خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک پر ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد پھر طرح طرح کے جھگڑے شروع ہو گئے جنکی تفصیل تاریخ کی کتابون مین ہے۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ

اور دیا ہم نے داؤد کو سلیمان خوب بندہ (ابوسعید خدری سے) وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھانے کو آئے اسکے سامنے گھوڑے

الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝

خاصے تو بولا مین نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے یہان تک کہ چھپ گیا اوٹ مین

منزل ۶

رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝

پھیر لاؤ انکو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے پنڈلیان اور گردنین

نا قابل اعتراض سند سے تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن منذر مین حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ دریائی گھوڑے تھے جنکے دیکھنے کے شغل مین سلیمان علیہ السلام کی عصر کی نماز کو دیر ہو گئی۔ اوسط طبرانی مین ابی بن کعب سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصر کی نماز مین دیر ہو جانے کے رنج سے سلیمان علیہ السلام نے ان گھوڑون کی پنڈلیان کاٹ ڈالین اور پھر انکو ذبح کر ڈالا۔ دین الٰہی کے جوش مین سلیمان علیہ السلام کا یہ کام ایسا ہی ہے۔ جس طرح موسےٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچے تھے۔ ابی بن کعب کی حدیث جو اوپر بیان کی گئی اس کی سند مین سعید بن بشیر راوی ہے۔ جسکو بعضے علماء نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن شعبہ اور عبدالرحمٰن بن ابراہیم رحیم نے سعید بن بشیر کو ثقہ قرار دیا ہے۔ شعبہ اس فن مین امیر المومنین مشہور ہین اور عبدالرحمٰن رحیم دمشق کے ان علما مین ہین کہ امام احمد اور ابن معین ان کو اپنے سے بہتر شمار کرتے اور ان کی مجلس مین شاگردون کی شان سے بیٹھا کرتے تھے اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی سند معتبر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر داؤد علیہ السلام کی خلافت کا ذکر فرما کر ان آیتون مین ارشاد ہے کہ اس خلافت نبوت اور نیابت بادشاہت کو اللہ تعالےٰ نے فقط داؤد علیہ السلام پر ختم نہین کیا۔ بلکہ ان کی اولاد مین سلیمان علیہ السلام کو بھی وہی مرتبہ عنایت فرمایا۔ کہ وہ نبی بھی ہوئے بادشاہ بھی ہوئے

اور باوجود بادشاہت کے وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے مرضی کے کاموں میں لگے رہے۔ اب آگے اُن کے جوش دینی اور مرضی الٰہی کے کاموں کی اُمنگ کی مثال میں وہی دریائی گھوڑوں کا قصہ بیان فرمایا۔ جس کا ذکر حضرت علیؓ اور ابی بن کعب کی روایتوں کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے اگرچہ حافظ ابو جعفر ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے قول کے حوالہ سے سحا بالسوق والاعناق کی یہ تفسیر کی ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام نے اُن گھوڑوں کو دوبارہ اپنے سامنے منگوا کر اُن کو پیار کیا۔ لیکن جب ابی بن کعب کی معتبر روایت میں خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے ٹکڑے کی یہ تفسیر فرما دی ہے۔ جو اوپر بیان کی گئی تو اب اُس کے مقابل میں اور کوئی دوسری تفسیر صحیح نہیں قرار پا سکتی۔ اسی واسطے عماد الدین حافظ ابن کثیر نے حافظ ابو جعفر ابن جریر کے پیار کرنے کی تفسیر کو پسند نہیں کیا۔ صحیح سند سے ابن حبان میں ابو ہریرہؓ سے اور معتبر سند سے طبرانی اور بیہقی میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے جو روایتیں ہیں۔ ان کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس بات کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر رکھا تھا کہ اگر آپ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی طرح نبوت اور بادشاہت دونوں چیزوں کو پسند کریں تو اللہ تعالےٰ آپ کو دونوں چیزیں عطا فرما دیگا۔ لیکن آپ نے خالص نبوت کو پسند کیا۔ ان حدیثوں کو اوپر کی آیتوں اور ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر تنگدستی سے جو گذاری وہ آپ کی مرضی کے موافق ایک بات تھی ورنہ اللہ تعالےٰ نے نبوت کے ساتھ بادشاہت کی درخواست کو بھی آپکی مرضی پر منحصر رکھا تھا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ

اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈالدیا اُس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا۔ بولا اے رب میرے معاف کر مجھکو

مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً

اور بخش مجکو وہ بادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے بیشک تو ہے سب بخشنے والا پھر ہم نے تابع کی اسکے باؤ چلتی اس کے حکم سے نرم نرم

حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا

پہنچا چاہتا اور تابع کئے شیطان سارے عمارت کرنے والے اور غوطہ لگانے والے اور کتنے اور بندھے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہے

عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ نہیں حساب اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اور یاد کر ہمارے

والقینا علی کرسیہ جسدا۔ کی تفسیر ایک تو یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے سرداروں کی لڑائی میں کچھ پہلو تہی کرنے لگے تھے اُس پر سلیمان علیہ السلام نے خفا ہو کر یہ قسم کھائی کہ ایک رات اپنی سو بیبیوں سے صحبت کریں گے جس سے سو لڑکے اُن کی اولاد میں لشکر کے سردار پیدا ہو جاویں گے۔ اس قسم کے کھانے کے وقت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہنا بھول گئے اس لئے اُن کی ایک بی بی کے پیٹ سے اَدھورا بچہ پیدا ہوا جسکو سلیمان کے دکھانے کے لئے اُن کے تخت پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ کر سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ کے بھول جانے پر توبہ استغفار کی۔ یہ تفسیر صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کے چند صحابیوں کی روایتوں کے موافق نہایت صحیح تفسیر ہے۔ دوسری تفسیر وہی ہے۔ جو شاہ عبد القادر صاحب کے اُردو فائدہ میں ہے کہ صخر نام کے ایک جن نے دھوکا دیکر سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی حضرت سلیمان کی ایک

تو ادم سے صورت لے لی ۔ اور وہ انگوٹھی پہن کر سلیمان علیہ السلام کی شکل میں بادشاہت کرنے لگا ۔ قتادہ کے قول کے موافق چالیس دن تک یہی حال رہا ۔ اس عرصہ میں صخر جن کے خوف سے سلیمان علیہ السلام بستی سے نکل گئے ۔ اور ایک گاؤن میں چھپ کر رہنے لگے ۔ پھر یہ انگوٹھی صخر جن کی انگلی میں سے نکلکر دریا میں جا پڑی اور ایک مچھلی اُس کو نگل گئی ۔ جو مچھلی پھر سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ لگی ۔ اور اُس کے پیٹ میں سے وہ انگوٹھی نکلی اور سلیمان علیہ السلام پہلے کی طرح پھر وہ انگوٹھی پہنکر بادشاہ ہوگئے ۔ اگرچہ اس دوسری تفسیر کو بعضے علما نے یہود کی روایتون میں شمار کرکے ناقابل اعتبار ٹھیرایا ہے ۔ لیکن حاکم نے اس روایت کو حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل کرکے صحیح قرار دیا ہے ۔ اور یہ روایت نسائی میں بھی ہے جسکی سند معتبر ہے ہان اتنی بات ضرور ہے ۔ کہ اصول حدیث کے قاعدہ کے موافق صحیح بخاری وسلم کی روایتون کو ترجیح دی جاکر صحیح تفسیر وہی ٹھیرے گی جو پہلے بیان کیگئی اسی واسطے حافظ عماد الدین ابن کثیر نے دوسری تفسیر کو پسند نہین کیا ۔ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے بھی اپنے فارسی کے فائدہ میں اس دوسری تفسیر کا ذکر نہین کیا ۔ لیکن اگر دونو قصون کے مجموعہ کو آیتون کے مطلب مین داخل سمجھا جاوے تو دونو روایتون مین کچھ اختلاف باقی نہین رہتا ۔ حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے ۔ کہ جب سلیمان علیہ السلام قسم کے وقت انشاء اللہ کہنا بھول گئے ۔ تو اللہ تعالے نے گرفت کے طور پر انکی جانچ کی اب پہلی تفسیر کی بنیاد پر وہ جانچ یہ تھی ۔ کہ سو لڑکون کے پیدا ہونے کی اُمید کی جگہ ایک لڑکا ادھورا پیدا ہوا تھا ۔ اور دوسری تفسیر کی بنا پر وہ جانچ یہ تھی ۔ کہ چالیس دن تک بادشاہت ضبط ہوگئی ۔ پھر جب اس جانچ کے بعد سلیمان علیہ السلام نے ایسی بادشاہت کے عطا ہونے کی دعا کی جس کی کوئی دوسری مثال دنیا مین نہ پائی جاوے تو اللہ تعالے نے ہوا اور جنات کو اُن کا فرمانبردار کردیا ۔ وہ ہوا ظاہر مین تو نرم تھی آندھی نہین تھی ۔ لیکن تاثیر مین ایسی تیز تھی کہ رات دن مین اس کے سبب سے دو مہینہ کا راستہ طے ہوجاتا تھا ۔ چنانچہ سورۃ السبا مین اُس کا ذکر گذر چکا ہے ۔ اسی واسطے یہان تو اُس ہوا کو نرم فرمایا ۔ اور سورۃ الانبیا مین تیز ہوا فرمایا ۔ غرض اوپر کی تفسیر کے موافق ان آیتون مین اور سورۃ الانبیا کی آیتون مین کچھ مخالفت نہین ہے یہ تو ہوا کا کام ہوا ۔ جنات جو تعینات تھے ۔ وہ کچھ تو عمارتون کے بنانے کا کام کرتے تھے ۔ اور کچھ غوطہ لگاکر سمندر مین سے موتی نکالتے تھے ۔ اور کچھ اور کام کرتے تھے ۔ جن کامون کا ذکر سورۃ السبا مین گذر چکا ہے ۔ جو جنات سرکشی کرتے تھے اُن کو بیڑیان ڈالکر قید کردیا جاتا تھا ۔ آخر کو فرمایا سلیمان علیہ السلام بارگاہ الہی مین صاحب مرتبہ تھے ۔ اس لئے اتنی بڑی بادشاہت اُن کو عطا کی جاکر یہ حکم دیدیا گیا تھا کہ اس بادشاہت کے کامون مین وہ جسطرح چاہین تصرف کرین ۔ کسی بات مین اُن سے کسی طرح کی پرسش نہ ہوگی ۔ صحیح سند سے مسند امام احمد مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ۔ جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ دو دیماندار شخصون مین دوستی تھی جن مین ایک خوشحال تھا ۔ اور دوسرا تنگدست قیامت کے دن وہ تنگدست شخص پہلے سے جنت مین جاکر وہان اپنے دوست کو نہ پاویگا ۔ تو بہت پریشان ہوگا ۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جب وہ مالدار شخص بھی جنت مین داخل ہوجاویگا ۔ تو وہ تنگدست شخص اپنی پریشانی کا حال اُس مالدار دوست سے بیان کریگا وہ مالدار شخص کہویگا ۔ مالداری کے حساب وکتاب نے مجھکو اتنے عرصہ تک روک رکھا تھا ۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے ۔ کیونکہ اتنی بڑی بادشاہت کے عطا فرمانے کے بعد اللہ تعالے نے سلیمان علیہ السلام کو حساب وکتاب کے جھگڑے سے جو بچا دیا ۔ یہ اللہ تعالے کا بہت بڑا احسان تھا اس احسان کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے ۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝
اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب پکارا اپنے رب کو کہ مجکو لگادی شیطان نے ایذا اور تکلیف لات مار اپنے
ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم
پاؤں سے یہ چشمہ نکلا نہانیکو ٹھنڈا اور پینے کو اور دئے ہمنے اسکو اسکے گھر والے
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝
اور انکے برابر اُن کے ساتھ اپنی طرف کی مہر سے اور یاد رہنے کو عقل والوں کے

بعض علما کا قول ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام انبیا بنی اسرائیل مین سلیمان علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے ہین۔ قرآن شریف کی اِس سورہ مین اور سورۃ الانبیا مین ایوب علیہ السلام کا قصہ سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے بعد ہے۔ اس سے اس قول کی تائید بھی ہوتی ہے۔ لیکن ابن عساکر مین ہے کہ ایوب علیہ السلام لوط علیہ السلام کے نواسے اور موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے انبیا مین ہین۔ ایوب علیہ السلام بہت صاحب اولاد اور صاحب مال تھے۔ ترمذی اور ابن ماجہ مین سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا مین سب سے زیادہ آزمائش انبیا کی ہوا کرتی ہے۔ اس عادت الٰہی کے موافق ایوب علیہ السلام کی یہ آزمائش ہوئی کہ اُن کی اولاد سب مرگئی۔ سارا مال برباد ہوگیا۔ خود ایسے بیمار ہوئے کہ تمام بدن مین کیڑے پڑگئے۔ بستی کے لوگون نے بستی سے باہر ایک کونے مین اُن کو ڈالدیا۔ سوا اُن کی بی بی کے اور کوئی اُن کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ تیرہ یا اٹھارہ برس تک یہی حال رہا۔ ایوب علیہ السلام کا صبر اِس لئے مشہور ہے کہ وہ اِس سخت آزمائش مین گھبرائے نہین۔ علما نے لکھا ہے۔ کہ اُن کی بی بی کا نام رحمت تھا۔ اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی یا پوتی تھین۔ صحیح سند سے مسند بزار مستدرک حاکم صحیح ابن حبان مین انس بن مالک سے روایت ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام کے ایک دوست کی زبان سے ایک دن جب یہ کلمہ نکلا کہ ایوب علیہ السلام سے کوئی ایسا بڑا گناہ ہوا ہے۔ جو تیرہ یا اٹھارہ برس کی تکلیف مین بھی معاف نہین ہوا۔ تو یہ کلمہ سنکر ایوب علیہ السلام نے وہ دعا کی۔ جس کا ذکر ان آیتون مین ہے۔ اُس کے بعد ایوب علیہ السلام کو خواب مین یہ حکم ہوا۔ کہ زمین مین لات مارو انہون نے جب لات ماری تو زمین مین سے دو چشمے پیدا ہوگئے انہون نے ایک چشمہ کا پانی پیا اور دوسرے چشمہ کے پانی سے نہائے اور فوراً اچھے ہوگئے۔ ایوب علیہ السلام کی بی بی بستی مین جاکر محنت مزدوری کیا کرتی تھین۔ اور کچھ کھانا لاکر خود بھی کھاتی تھین۔ ایوب علیہ السلام کو بھی کھلایا کرتی تھین۔ جس دن ایوب علیہ السلام اچھے ہوگئے۔ اُس دن جب وہ کھانا لیکر آئین تو انہون نے ایوب علیہ السلام کو نہین پہچانا اور ایوب علیہ السلام سے پوچھا کہ یہان ایک بیمار شخص جو پڑا رہتا تھا۔ اُن کا کچھ حال تم کو معلوم ہے۔ کیا اُس کو بھیڑیا تو نہین لے گیا۔ ایوب علیہ السلام نے جواب دیا وہ بیمار مین ہی ہون اللہ تعالےٰ نے میرے صبر کا اجر مجکو دیا کہ مجھے بالکل تندرست کر دیا۔ تفسیر ضحاک مین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے۔ کہ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایوب علیہ السلام کی بی بی کو جوان کر دیا اور اُنسے ۲۶ بچے ہوئے صحیح بخاری اور صحیح ابن حبان مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایوب علیہ السلام کے اچھے ہو جانے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اُن پر سونے کی ٹڈیون کا مینہ برسایا جس سے ایوب علیہ السلام مالدار ہوگئے۔ آخر کو فرمایا

اُمت محمدیہ کے ایماندار عقلمند لوگوں کو مشرکین مکہ کے ستانے پر صبر کرنا اور صبر کی اجر کی اُمید اس قصہ سے پیدا کرنی چاہئے۔ اگرچہ ایوب علیہ السلام کی مدت میں سلف کا اختلاف ہے۔ لیکن تیرہ برس کی مدت کی انسؓ بن مالک کی روایت کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند امام احمد وغیرہ مین حضرت عبداللہؓ بن عباس کا قول ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام کے نیک عملوں کی کثرت دیکھ کر شیطان کو ایوب علیہ السلام سے ایک طرح کی دشمنی ہو گئی تھی اس لئے شیطان نے اللہ تعالےٰ سے التجا کی کہ مجکو ایوب علیہ السلام کی اولاد کی ہلاکت اور مال کی بربادی اور صحت جسمانی کی خرابی پر مسلط کیا جاوے۔ تو مین دیکھون کہ اس آزمائش کے بعد بھی ایوب علیہ السلام اپنے نیک عملون پر قائم رہتے ہین یا نہین۔ اللہ تعالےٰ کو آزمائش کے سبب سے ایوب علیہ السلام کا درجہ بڑہانا منظور تھا۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے شیطان کو ایوب علیہ السلام کی ہر طرح کی ایذا کا اختیار دیدیا۔ اور شیطان نے حکم الٰہی سے ایوب علیہ السلام کو ہر طرح کی ایذا دی اسی واسطے ایوب علیہ السلام نے انی مسنی الشیطان۔ بنصب وعذاب کہا۔ لیکن حافظ ابن کثیر وغیرہ نے اس قول کو ضعیف ٹھیرایا ہے۔ اور کہا ہے کہ انبیا پر شیطان کا اس طرح کا تسلط اللہ کی شان سے بعید ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سے حافظ ابن کثیر کے اعتراض کی پوری تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے جو حافظ ابن کثیر کے اعتراض کا مطلب ہے اس واسطے آیت کی تفسیر ان ہی علمائے سلف کے قول کے موافق صحیح معلوم ہوتی ہے جو یہ کہتے ہین کہ مالداری کے زمانہ مین شیطانی وسوسہ سے ایوب علیہ السلام مالداری کی حالت کو ذرا اچھا جاننے لگے تھے اس پر انکو یہ تکلیف پہونچی اور اسی شیطانی وسوسہ کو انہون نے تکلیف کا سبب ٹھیرا کر انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب کہا صحیح بخاری اور موطا مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو اللہ تعالےٰ عقبےٰ مین بڑا درجہ دینا چاہتا ہے۔ اُس کو دنیا مین طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا کر کے اُن مصیبتون پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جس سے اُس صبر کے اجر مین وہ شخص عقبےٰ مین بڑا درجہ پانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو ایوب علیہ السلام کے قصہ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام کے حال پر اللہ تعالےٰ کی بڑی مہربانی تھی۔ کہ اس نے دنیا مین اُن کو طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا کر کے صبر کی توفیق دی۔ جس سے انکا عقبےٰ مین رتبہ بڑھا اب کسی دیندار آدمی پر کوئی دینوی تکلیف گذرے تو اُسے توفیق صبر کی دعا مانگنی چاہئے۔ اور ثابت قدم رہکر اس تکلیف سے گھبرانا نہین چاہئے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اس تکلیف کی حالت پر صبر کرنے سے عقبےٰ مین بڑا ثواب ملیگا۔ چنانچہ طبرانی کبیر کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب مصیبتون پر صبر کرنے والے لوگون کو صبر کا اجر اُمید سے بڑھکر ملیگا۔ تو بے صبر لوگ یہ کہینگے کہ دنیا مین کوئی ہماری بوٹیان قینچی سے کترتا اور ہم اُس تکلیف پر صبر کرتے تو اچھا ہوتا۔ کہ آج ہم بھی بڑے اجر کے مستحق ٹھہرتے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

اور پکڑ اپنے ہاتھ مین سینکون کا مٹھا پھر اس سے مارلے اور قسم مین جھوٹا نہ ہو ہم نے اسکو پایا سہار نیوالا بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا

اگرچہ علمائے مفسرین نے اُس مین اختلاف کیا ہے کہ حضرت ایوب اپنی اُس بیماری مین اپنی بی بی سے کس بات پر خفا ہو گئے تھے جس خفگی مین انہون نے اپنی بی بی کو اپنے تندرست ہو جانے کے بعد سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی لیکن صحیح سبب حضرت ایوبؑ کی خفگی کا وہی ہے جس کی صراحت حدیث مین آئی ہے چنانچہ ناقابل اعتراض سند سے تفسیر ابن ابی حاتم مین جو روایت ہے کہ حضرت ایوبؑ کی بیماری کے زمانہ مین شیطان ایک حکیم کا بھیس بدلکر اور ایک صندوق

دوا دُون کا لیکر سر راہ بیٹھا حضرت ایوب کی بی بی نے جو ایک روز اُس فریبی حکیم کو دیکھا تو اُس سے حضرت ایوب کا حال کہا شیطان نے
جواب دیا کہ اس شرط سے مین اُس بیمار کا علاج کرتا ہون کہ اگر میرے علاج سے اُس بیمار کو صحت ہوگئی۔ تو تم یہ جاننا کہ اس صحت مین خدا کی
قدرت کا کچھ دخل نہ تھا۔ خاص میرے ہی علاج نے اُس بیمار کو اچھا کیا حضرت ایوب کی بی بی نے جب اس حکیم کا ذکر حضرت ایوب سے کیا تو
انھون نے اُس مشرک کی بات چیت پر غصہ ہو کر وہ قسم کھائی اب اس مین بھی علما کا اختلاف ہے کہ جس طرح قسم کے اُتارنے کا ذکر قرآن شریف
مین ہے یہ صورت قسم اُتارنے کی حضرت ایوب کے ساتھ مخصوص تھی یا شریعت محمدیہ مین بھی یہ حکم باقی ہے صحیح مذہب اس باب مین امام
ابوحنیفہ اور امام شافعی کا معلوم ہوتا ہے کہ قسم کے وقت کوئی خاص لکڑی قسم کھانے والا شخص اپنی نیت مین نہ ٹھہراوے تو اب بھی یہ
حکم باقی ہے کیونکہ ان دونون مذہبون کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو طبرانی نے ابی امامہؓ بن سہل سے روایت کیا ہے۔ جسکا
حاصل یہ ہے کہ قبیلہ بنی ساعدہ مین ایک لونڈی کو زنا کا حمل تھا۔ آپ نے دریافت کے بعد سو تنکون کی ایک جھاڑو مارنے کا حکم دیا۔
یہ حدیث چند سندون سے آئی ہے۔ اس لئے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہو جاتی ہے۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے اور اُن کے
صبر کی صداقت اس سے ہوتی ہے۔ کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ایوب بہت اچھے بندے ہین اللہ تعالےٰ نے اُن کو تکلیف کے وقت صبر کرنے
والا اور اللہ کی طرف رجوع ہونے والا پایا۔

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ
اور یاد کر ہمارے بندونکو ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھون والے اور آنکھون والے ہمنے امتیاز دیا ایک

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝
چنی بات کا وہ یاد اُس گھر کی ۔۔ اور وہ سب ہمارے پاس ہین چنے نیک لوگون مین

منزل ۶

اوپر ایوب علیہ السلام کا قصہ اس لئے فرمایا تھا کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھ کے مسلمان مشرکین مکہ ایذا دہی پر صبر
کرین گے تو اُن کا انجام بھی اچھا ہوگا۔ اسی مطلب کے لئے اب ابراہیم علیہ السلام۔ اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کا نام یاد
دلایا کہ انکو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے وقت پر لوگون کی ہدایت اور عقبےٰ کی نصیحت کے لئے چنا تھا۔ انھون نے بھی دنیا مین بڑی بڑی مصیبتین
جھیلین اور صبر کیا۔ اے رسول اللہ کے تم اور تمہارے ساتھ کے مسلمان صبر سے کام لیوین گے تو وقت مقررہ آنے پر ان مشرکون کی ساری
سرکشی خاک مین ملجاوے گی۔ اور جس چنی ہوئی بات کے لئے اللہ تعالےٰ نے ابراہیم اور نسل ابراہیمی کو چھانٹا ہے وہ بات بھی اللہ کی وحدانیت
کا پھیلانا اور شرک کا مٹانا ہے۔ جس کا ظہور مکہ اور تمام جزیرہ عرب مین اللہ تعالےٰ کے ارادہ ازلی کے موافق جلد ہو جاوے گا۔ اللہ سچا ہے
اور اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ مشرکین مکہ جن بتون کی حمایت مین اللہ کے رسول اور اُن کے ساتھ کے مسلمانون کو طرح طرح سے ایذا دیتے تھے
آخر فتح کے وقت اللہ کے رسول نے لکڑیان مار مار کر اُن بتون کو گرا دیا۔ اور کسی مشرک کو اللہ کے رسول کا ہاتھ پکڑنے تک کی جرأت نہ ہوئی
فتح مکہ کے وقت کا یہ قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایتون کے حوالہ سے ایک جگہ گذر چکا ہے۔ یہی روایتین
ان آیتون کی گویا تفسیر ہین۔ کیونکہ آیتون مین ابراہیم علیہ السلام۔ اسحٰق علیہ السلام۔ اور یعقوب علیہ السلام کا نام لیکر جس انجام کو اللہ تعالےٰ

نے یاد دلایا تھا۔ اُس انجام کا ظہور ان حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی وحدانیت کا پھیلانا سب انبیا کے دین مین ہمیشہ سے رہا ہے۔ ہر زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے نماز روزہ کے احکام شریعت مین بدلتے رہے ہین۔ ابراہیم علیہ السلام۔ اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے ساتھ توحید کو چنی ہوئی بات جو فرمایا۔ اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جس بات کی نصیحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور نسل ابراہیمی کو چھانٹا ہے وہ کوئی نئی بات نہین ہے بلکہ پچھلے سب انبیا کی شریعتون مین کی چنی ہوئی ایک بات ہے۔ ان آیتون مین مشرکین مکہ کو ایک یہ تنبیہ بھی ہے۔ کہ یہ لوگ بنی اسمٰعیل مین ملت ابراہیمی پر اپنے آپ کو بتلاتے ہین لیکن ابراہیم علیہ السلام اور نسل ابراہیمی کو جس چنی ہوئی بات کے لئے اللہ تعالےٰ نے منتخب کیا اس کے مٹانے کے یہ لوگ درپے ہین اس لئے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام دونو کا طریقہ ان لوگون کے بت پرستی کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہے۔ اور عمرو بن لحی سے پہلے اس بت پرستی کے طریقہ کا نام ونشان تک مکہ مین نہین تھا یہ عمرو بن لحی وہی شخص ہے جس نے پہلے پہل ملتہ ابراہیمی کو بگاڑ کر مکہ مین بت پرستی پھیلائی ہے۔ اس عمرو بن لحی کا پورا قصہ ایک جگہ گذر چکا ہے اولی الایدی والابصار۔ اُس کا مطلب عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے چنے ہوئے بندون مین تھے۔ اس لئے ان کے ہاتھ پیرون کی عبادت اُن کے دلون کا نور ایمانی سب کچھ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے موافق تھا۔

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝ هَٰذَا ذِكْرٌ

اور یاد کر اسمٰعیل اور یسع کو اور ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا یہ ایک مذکور ہو چکا

منزل ۶

بعض مفسرون نے لکھا ہے کہ الیسع حضرت الیاس کو کہتے ہین۔ لیکن یہ قول صحیح نہین ہے کس لئے کہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ نے حضرت الیاس اور الیسع کا الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ اور بعضے مفسرون نے یہ لکھا ہے۔ کہ الیسع خضر کو کہتے ہین یہ قول بھی کسی معتبر روایت سے ثابت نہین ہوتا صحیح قول یہی معلوم ہوتا ہے۔ جسکو شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے کہ الیسع حضرت الیاس کے خلیفہ تھے یہ قول حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور وہب بن منبہ تابعی کا ہے۔ یہ وہب بن منبہ حسن بصری کے رتبہ کے ثقہ تابعیون مین ہین۔ ذوالکفل کے ہونے اور نہ ہونے مین صحابہ کے زمانہ سے اختلاف ہے یہان تک کہ حضرت ابو موسےٰ اشعری منبر پر وعظ کی طرح بیان کیا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل مین ذوالکفل ایک نیک شخص تھے نبی نہین تھے مسند امام احمد مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل مین کفل ایک شخص بڑا گنہ گار تھا ایک روز اُس نے ایک عورت کو ساٹھ اشرفیان بدکاری کرنے کے وعدہ پر دین جب الکفل نے اوس عورت سے بدکاری کرنی چاہی تو وہ عورت رونے لگی۔ الکفل نے اُس عورت سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا۔ کہ ایسا برا کام کبھی عمر بھر مین نے نہین کیا۔ اس پر الکفل نے بھی اللہ تعالےٰ سے عہد کر لیا کہ کبھی عمر بھر گناہ نہ کریگا۔ اور اُسی رات کو الکفل کا انتقال ہو گیا۔ صبح کو بنی اسرائیل کے لوگون نے دیکھا کہ الکفل کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے الکفل کی مغفرت فرمادی حافظ ابن کثیر نے مسند امام احمد کی اس روایت کو نقل کر کے یہ کہا ہے۔ کہ صحاح ستہ کے کسی مصنف نے اس حدیث کو نہین لیا۔ لیکن ترمذی کے ابواب الزہد مین یہ روایت موجود ہے اور ترمذی نے۔ اُس حدیث کو حسن کہا ہے۔ مسند امام احمد اور ترمذی کے لفظون مین کس قدر فرق ہے

اس لئے شاید حافظ ابن کثیر کا مطلب یہ ہے کہ مسند امام احمد کے لفظوں سے یہ حدیث صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے سورۃ الانبیا میں اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل کا ذکر انبیا کے ساتھ فرمایا ہے۔ اس واسطے مفسرین نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں کے ذوالکفل اور شخص ہیں اور یہ ذوالکفل۔ قرآن شریف کے مضمون کے موافق نبی ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک بہت بڑی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی ماں ہاجرہ کو مکہ کے میدان میں چھوڑ گئے۔ اس وقت اسمٰعیل علیہ السلام دودھ پیتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ کو یہاں چھوڑتے وقت ایک مشک میں پانی جو رکھ گئے تھے جب وہ پانی ہو چکا۔ اور ہاجرہ اپنے دودھ پیتے بچہ کی پیاس سے بہت پریشان ہوئیں تو آخر جبرئیل علیہ السلام نے زمزم کے مقام پر اپنا پر مارا جس سے یہ زمزم کا چشمہ نکلا۔ اور اس پانی کے سبب سے قبیلہ جرہم کے لوگ اس مکہ کے میدان میں آباد ہوئے۔ اور جوان ہو جانے کے بعد اس قبیلہ میں کی ایک عورت سے اسمٰعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس جرہم قبیلہ کے لوگوں کی بولی بگڑی ہوئی عربی زبان میں تھی۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے اس قبیلہ کے لوگوں سے عربی زبان سیکھی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی بولی فصیح عربی میں کر دی۔ یہ جرہم بن قحطان قبیلہ سام بن نوح کی نسل میں سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اس قبیلہ جرہم کے اسمٰعیل علیہ السلام نبی تھے اور اسمٰعیل علیہ السلام کی ہدایت کے موافق عمرو بن لحی کے زمانہ تک یہ لوگ ملت ابراہیمی پر قائم تھے۔ پہلے پہل عمرو بن لحی نے ملت ابراہیمی کو بگاڑا۔ اور مکہ میں بت پرستی پھیلائی۔ عمرو بن لحی کا قصہ اوپر گذر چکا ہے۔ اور صحیح روایتوں کے حوالہ سے یہ بھی گذر چکا ہے۔ کہ اس عمرو بن لحی نے پہلے پہل مکہ سے ملت ابراہیمی کو مٹایا ہے قریش یہ جو کہتے تھے۔ کہ یہ بت پرستی ہمارے بڑوں کا طریقہ ہے اسمٰعیل علیہ السلام کا نام لیکر قریش کو یوں قائل کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو بنی اسمٰعیل کہتے ہیں۔ حالانکہ عمرو بن لحی سے پہلے اصل بنی اسمٰعیل کا طریقہ یہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو ملت ابراہیمی پر تھے پھر جس طریقہ پر خود اسمٰعیل علیہ السلام اور کئی پشت تک کے بنی اسمٰعیل نہیں تھے۔ وہ طریقہ بنی اسمٰعیل کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہذا ذکر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جس میں پہلے انبیا اور پہلی امتوں کے قصے ہیں ان سے لوگوں کو نصیحت کرنی چاہئے تاکہ نیکی اور بدی کا انجام لوگوں کی سمجھ میں آوے۔ اور خاصکر قریش کو اسمٰعیل علیہ السلام کے قصہ سے یہ نصیحت پکڑنی چاہئے۔ کہ یہ لوگ اپنے آپ کو بنی اسمٰعیل کہتے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت اسمٰعیل اور پہلے کے بنی اسمٰعیل کے طریقہ کو چھوڑ رکھا ہے۔

وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ

اور تحقیق ڈر والوں کو ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں بسنے کے کھول رکھے انکے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے ان میں منگوتے

فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ

بہت اور شراب اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر یہ وہ ہے جو تم کو وعدہ ملتا ہے

لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝ جَهَنَّمَ

حساب کے دن پر یہ ہے روزی ہماری دی اسکو نہیں نبڑنا سن چکے اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے برا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں

يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ

پیٹھیں گی سو کیا بری ہے یہ ہے اب اسکو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ

یہ ایک فوج ہے آتی ہے تمہارے ساتھ جگہ نہ ملیو انکو یہ ہیں داخل ہونے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو کہ جگہ نہ ملیو تم کو

اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا

تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا برا ٹھیراؤ ہے۔ وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی پیش لایا یہ بڑھتے دے اس کو مار دونی آگ

فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا

میں اور کہینگے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے کتنے مردوں کو کہ ہم ان کو گنتے تھے برے لوگوں میں کیا ہم نے انکو ٹھٹھے میں

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝

پکڑ لیا چوک گئیں ان سے انکھیں یہ بات ٹھیک ہونی ہے جھگڑا آپس میں دوزخیوں کا

ع ۴/۱۳

اوپر فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے تمام کارخانہ کو بے نتیجہ نہیں پیدا کیا۔ ان آیتوں میں وہ نتیجہ بیان فرمایا۔ کہ جو لوگ دنیا میں عذاب الٰہی سے ڈر کر مناہی کے کاموں سے بچنے اور عقبیٰ کے ثواب کا اعتقاد دل میں رکھ کر نیک کاموں میں لگے رہے ان کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ پھر اس اچھے ٹھکانے کی تفصیل بیان فرمائی۔ کہ وہ رہنے کے محل اور ان محلوں میں طرح طرح کے میوؤں کے باغ ہیں اور ان محلوں کے دروازے۔ ان لوگوں کے اندر جانے کے انتظار میں خود بخود کھلے ہوئے ہوں گے کسی سے کہنے اور دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہیں۔ مسند ابویعلیٰ اور بیہقی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا۔ جس طرح دنیا میں اپنے گھروں کو پہچانتے ہیں۔ اس سے زیادہ جتنے لوگ جنت میں داخل ہونے کے وقت اپنے گھروں کو پہچانیں گے۔ اور بغیر کسی سے پوچھنے کے اپنے اپنے گھروں میں چلے جاویں گے۔ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن جنت کے محلوں کے دروازے بھی کھلے ہونگے اور جنتی لوگ جنت میں داخل ہونے کے وقت اپنے اپنے ٹھکانے کو پہچان بھی لیویں گے۔ اس واسطے بغیر کسی کشمکش کے ہر ایک جنتی اپنے محل میں چلا ویگا۔ اسمٰعیل بن ابی رافع اور محمد بن یزید بن ابی زیاد یہ دو راوی اس حدیث کی سند میں اگرچہ ایسے ہیں۔ کہ ان کو بعضے علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اسمٰعیل بن ابی رافع کو امام بخاری نے ثقہ کہا ہے۔ اور محمد بن یزید کی روایتوں کو ترمذی نے صحیح ٹھیرایا ہے اس لئے یہ حدیث معتبر ہے قاصرات الطرف۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے خاوند کے سوا وہ کسی غیر مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی جنتی لوگ جب جنت میں طرح طرح کی نعمتوں سے خوش ہوں گے تو ان سے یہ کہا جاویگا۔ یہ وہی نعمتیں ہیں جنکا وعدہ تم سے دنیا میں اللہ کے رسولوں نے کیا تھا۔ قیامت کے دن ہر ایک نیکی بدی کا حساب ہو کر فیصلہ ہوگا۔ اس لئے اس کو یوم الحساب فرمایا۔ جنت میں ہر فصل کا میوہ ہر وقت ملیگا۔ اور جس پیڑ میں سے کوئی میوہ توڑا جاوے گا۔ اسی وقت وہ میوہ پھر پیدا ہو جاویگا۔ اس لئے فرمایا وہاں کی دی ہوئی روزی ہمیشہ رہے گی۔ کبھی نبڑنے کی نہیں۔ ہذا کا اشارہ جنت کی نعمتوں کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کی نعمتوں کا یہ مختصر سا ذکر ہے ان نعمتوں کا تفصیلی حال نیک لوگوں کو اسی وقت معلوم ہوگا۔ جب وہ لوگ جنت میں جاویں گے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اہل جنت کے واسطے وہ وہ نعمتیں جنت میں پیدا کی گئی ہیں۔ جو نہ کسی

منزل ۶

لئے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین - نہ کسی کے دل مین انکا تصور گذر سکتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے - کہ جنت کی نعمتون کے ذکر کی جو آیتین اور حدیثین سنی گئی ہین - وہ جنت کی نعمتون کے مختصر حال کی ہین - کیونکہ جنت کی بہت سی نعمتین ایسی ہین کہ وہ ابتک کانون سے نہین سنی گئین - اہل جنت کے ذکر کے بعد آگے اہل دوزخ کا ذکر فرمایا - جس کا حاصل یہ ہے - کہ جن لوگون نے دنیا مین نافرمانی کی - مرنے کے بعد اُن کے لئے برا ٹھکانا دوزخ ہے - جس مین یہ لوگ جھونکے جاوین گے - کھولتا ہوا پانی اور پیپ یہ چیزین ان کو پلائی جاوین گی - یہان فقط اُن ہی چیزون کا ذکر ہے جو دوزخیون کو پلائی جاوین گی - سورہ والصافات مین گذر چکا ہے - کہ پہلے سینڈھ کا پھل اُن لوگون کو کھلایا جاکر اُس کے اوپر یہ پیپ کا ملا ہوا کھولتا پانی پلایا جاوے گا - اس لئے کھانے کا ذکر واخر من شکلہ ازواج فرماکر بیان کو مختصر کر دیا - غساق کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اُس پیپ کی فرمائی ہے - جو اہل دوزخ کے جسمون مین سے جاری ہوگی - ترمذی اور مستدرک حاکم مین ابوسعید خدری سے روایت ہے - جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اُس پیپ کا ایک ڈول بھی زمین پر آن پڑے تو بدبو کے سبب سے تمام دنیا کے لوگون کی زندگی دشوار ہو جاوے - حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے - اور منذری نے اس صحت کی تائید کی ہے - سورہ محمدؐ مین آوے گا - کہ جب کھولتا ہوا پانی دوزخیون کو پلایا جاوے گا - تو اُن کی انتڑیان کٹ کر نکل پڑین گی - ترمذی نسائی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ سینڈھ کے عرق کا ایک قطرہ بھی زمین مین آن پڑے تو اہل دنیا کی زیست تلخ ہو جاوے - دوزخ مین جاکر بہکنے والے بہکانے والون پر اور بہکانے والے بہکنے والون پر لعن طعن جو کرین گے - آگے اُن کا ذکر ہے - یہ ذکر سورۃ الاعراف مین گذر چکا ہے - مشرکین مکہ مین کے الدار لوگ تنگدست مسلمان کو حقیر سمجھتے تھے - اور ہمیشہ اُن سے مسخراپن کیا کرتے تھے جب یہ مالدار مشرک دوزخ مین جھونکے جانے کے بعد اُن تنگدست مسلمانون کو وہان نہ پاوین گے - تو یہ باتین کرین گے - کہ یا تو ہماری نگاہ کا قصور ہے - کہ وہ تنگدست مسلمان یہان ہمکو نظر نہین آتے - یا ہمارا مسخراپن بیجا تھا وہ لوگ اچھے تھے - جنت مین چلے گئے - بہکنے والے اور بہکانے والے آپس مین لعن طعن کی باتین کرین گے - اسی کو دوزخیون کا آپس کا جھگڑا فرمایا - صحیح بخاری و مسلم مین انسؓ بن مالک سے اور صحیح بخاری و ترمذی وغیرہ مین ابوذرؓ سے جو روایتین ہین اُن مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا حال جو کچھ معلوم ہے - اگر وہ تفصیل وار تم سے کہدون تو تم اپنے بیوی بچون کو چھوڑ کر جنگل مین نکل جاؤ - اور سوا رونے کے اور تم کچھ نہ کر سکو - ان روایتون کو آخری آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ جس طرح جنت کی نعمتون کی پوری تفسیر علما کے امت کی حد علم سے باہر ہے وہی حال دوزخ کے عذاب کا ہے - کہ یہ پورا حال اللہ کے رسول نے علماء امت کو نہین بتلایا - اس لئے شریعت محمدی مین جو کچھ یہ حال ہے وہ جنت کے حال کی طرح مختصر طور پر ہے -

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

تو کہہ مین تو یہی ہون ڈر سنانیوالا اور حاکم کوئی نہین مگر اللہ اکیلا دباؤ والا رب آسمانون کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ۝ أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ۝

اور جو اُن کے بیچ ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی چیز ہے کہ تم اُسکو دھیان مین نہین لاتے

اوپر دوزخ کے عذاب کا ذکر تھا - اس لئے اُن آیتون مین فرمایا - اے رسول اللہ کے تم ان مشرکون سے کہدو کہ مین اُس عذاب سے ڈرانے آیا ہون - جو

منز

انسان کی برداشت سے باہر ہے۔ اور اس عذاب سے بچنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اور تعظیم مین کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ کیا جاوے کیونکہ وہ ایسا صاحب قدرت ہے۔ کہ ساری مخلوقات اُس کی قدرت کے آگے عاجز اور اُس کی قدرت کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ اسمان وزمین اور جو کچھ آسمان وزمین ہے۔ سب کا وہی مالک ہے۔ زبردست وہ ایسا ہے۔ کہ بہلی بڑی بڑی قومون کو اُس نے اُس شرک جرم مین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کر دیا۔ اور کوئی اُس کے عذاب کو ٹال نہ سکا۔ گناہون کا بخشنے والا وہ ایسا ہے۔ کہ سوا مشرک کے اور جس گناہ کا گنہ گار بغیر توبہ کے مرجاوے تو اُس نے اُس کے گناہون کے بخشدینے کا وعدہ فرمایا ہے بہلی قومون کی ہلاکت کے جتنے قصے گذر چکے وہ اللہ کے زبردست ہونے کی تفسیر ہین اسی طرح معتبر سند سے ترمذی مین انسؓ بن مالک سے حدیث قدسی کی روایت ہے۔ جس مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ جس شخص کے نامہ اعمال مین شرک نہ ہوگا اُس کے گناہ اگر اتنے بھی ہون گے۔ جس سے زمین بھر جاوے۔ تو اللہ تعالےٰ کو اُن کے بخشدینے مین کچھ دریغ نہ ہوگا۔ یہ حدیث اللہ تعالےٰ کے صاحب بخشش ہونے کی گویا تفسیر ہے۔ اب آگے فرمایا۔ اے رسول اللہ کے ان مشرکون سے یہ بھی کہدیا جاوے۔ کہ جس قرآن شریف کے تم دنیا مین منکر ہو اُس قرآن شریف کی قدر تم کو اُس وقت معلوم ہوگی جبکہ قیامت کے دن قرآن شریف کی نصیحت پر چلنے والون کو بڑے بڑے رتبے دئے جاوین گے۔ اور قرآن شریف کے منکرون کو طرح طرح کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ سورۃ الفرقان مین گذر چکا ہے۔ کہ قیامت کے دن قرآن شریف اور رسول کے جھٹلانے والے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاوین گے۔ اور کہوین گے۔ کہ افسوس ہم نے دنیا مین اللہ کے رسول کی نصیحت پر کیون نہین عمل کیا۔ سورۃ الفرقان کی وہ آیتین آخری آیت کی گویا تفسیر ہین۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اب تو یہ مشرک لوگ قرآن شریف کو جھٹلاتے ہین مگر قیامت کے اِن جھٹلانے پر بہت پچتاوین گے اور بے وقت کا پچتانا اُن کے کچھ کام نہ آوے گا۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

مجکو کچھ خبر نہ تھی اوپر کی مجلس کی جب آپس مین تکرار کرتے ہین مجکو تو یہی حکم آتا ہے کہ ڈرسنانیوالا ہون کہول کر

منزل ۶

ترمذی مسند امام احمد مسند عبد بن حمید وغیرہ مین حضرت عبداللہؓ بن عباس اور معاذؓ بن جبل کی معتبر روایتین ہین جن کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کی رات اللہ تعالیٰ کو مین نے خواب مین دیکھا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمدؐ تمکو کچھ معلوم ہے کہ یہ آسمان پر فرشتے کس باب مین جھگڑ رہے ہین۔ مین نے جواب دیا۔ کہ مجھکو معلوم نہین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونون شانون کے بیچ مین رکھا۔ جس کی خنکی میرے سینہ تک پہونچی اور اثر سے تمام زمین و آسمان کا حال مجھ پر کھل گیا۔ اور پھر مین نے بتلا دیا کہ جاڑے کے موسم مین وضو کرنے اور مسجد مین نماز کے انتظار مین بیٹھنے کے اور جماعت کے لئے قدم اٹھانے کے ثواب کے لکھنے کے باب مین یہ فرشتے جھگڑ رہے ہین کہ اِن نیک کامون کا ثواب کسقدر لکھا جاوے بعضے مفسرون نے اِن روایتون کو اس آیت کی تفسیر قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ فرشتون کے جس جھگڑے کا ذکر اِن روایتون مین ہے۔ وہی فرشتون کا جھگڑا اس آیت مین مختصر طور پر ہے۔ لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس آیت مین فرشتون کا وہ جھگڑا مراد ہے۔ جو حضرت آدم کی پیدائش کے وقت فرشتون نے پیش کیا تھا کہ حضرت آدم کے پیدا کرنے کی صورت مین حضرت آدم کی اولاد زمین پر طرح طرح کے فساد برپا کرے گی۔ اور جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے آگے کی آیتون مین حضرت آدم کی پیدائش کے قصہ کو ذکر فرمایا ہے۔ تو قرآن شریف کی تفسیر قرآن شریف کی آگے کی آیتون کو قرار دینا اصول تفسیر کے موافق ہے اوپر کی روایتون کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث مین جو قصہ ہے وہ

آنحضرت کے ایک خواب کا قصہ ہے۔ اسی واسطے محدثین کے نزدیک یہ حدیث خواب کی حدیث کے نام سے مشہور ہے بعضے علما نے اس قصہ کو بیداری کی حالت کا قصہ جو قرار دیا ہے وہ صحیح مسلم کی حضرت ابوذرؓ کی صحیح حدیث کے مخالف ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں قرآن شریف کا ذکر تھا۔ اس لئے ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان منکر قرآن مشرکوں کو یوں قائل کرو کہ پچھلے انبیا اور امتوں کے زمین پر کے صحیح قصوں سے اگر تم قرآن کو کلام الٰہی نہیں مانتے تو بھلا یہ تبلاؤ کہ آسمان پر کا فرشتوں کا قصہ زمین پر کیوں آگیا۔ یہ تو تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اہل کتاب میں کے کسی شخص سے میں نے یہ باتیں سیکھ لئے ہیں اسواسطے تم کو اس بات کے مان لینے میں ہٹ دھرمی نہ کرنی چاہیے۔ مجھکو تو یہی حکم ہے کہ قرآن کے جھٹلانے کے وبال سے میں تم لوگوں کو ڈراؤں اگر اس ڈر کو تم لوگ نہ مانو گے تو اپنی اس ہٹ دھرمی سے ایسے وقت پچھتاؤ گے کہ اس وقت کا پچھتانا تمہارے کچھ کام نہ آویگا ہود اعراف کی آیتوں کے حوالہ سے ایسے لوگوں کے بے وقت پچھتانے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ وہی آیتیں آخری آیت کی گویا تفسیر ہیں۔

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي

جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اسمیں ایک اپنی جان

فَقَعُوا لَهُۥ سٰجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ

تو تم گر پڑو اسکے آگے سجدے میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سارے اکٹھے مگر ابلیس نے غرور کیا اور تھا وہ

الْكٰفِرِينَ ۝ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ

منکروں میں فرمایا اے ابلیس تجکو کیا اٹکاؤ ہوا کہ سجدہ کرے اس چیز کو جو میں نے بنائی اپنے دونوں ہاتھ سے تو نے غرور کیا

مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ

یا تو بڑا تھا درجہ میں بولا میں بہتر ہوں اس سے مجکو بنایا تو نے آگ سے اور اسکو بنایا مٹی سے فرمایا تو تو نکل

مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ

یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھپر میری پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک بولا اے رب مجکو ڈھیل دے جس دن

يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝

تک مردے جیویں فرمایا تجکو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے

منزل

جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ اس جگہ بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح یہ قصہ اس سے پہلے سورہ بقرہ سورہ اعراف سورہ حجر وغیرہ میں بیان فرمایا ہے وہ قصہ یہ ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں کو یہ بات جتلائی کہ وہ ایک بشر پیدا کریگا۔ کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے اور جب اس کے پیدا کرنے اور درست کرنے کا کام پورا ہو جاوے تو چاہئے۔ کہ اس کی عزت بڑھانے کے لئے اور خدا کا حکم ماننے کے واسطے اس کو قبلہ ٹھہرا کر فرشتے سجدہ کریں۔ سارے فرشتوں نے اس حکم کو مانا اور سجدہ کیا مگر ابلیس نے حکم نہ مانا اور سجدہ نہ کیا بلکہ تکبر کیا جب اللہ تعالیٰ نے اس سے سجدہ نہ کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یا اللہ تو نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور مجکو آگ سے۔ اس لئے میں آدم سے بہتر ہوں۔ ایسا

نافرمانی اور حکم الٰہی کے مقابلہ مین عقلی قیاس دوڑانے کے جرم مین اللہ تعالیٰ نے اُسکو مردود ٹھیرا کر آسمان پر سے نکالدیا اور اگرچہ اُس نے موت کی تکلیف سے بچنے کے لئے دوسری صور تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی تھی۔ کیونکہ اُسے یہ بات معلوم تھی کہ دوسرے صور کے بعد پھر کسی کی موت نہین ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور نہ تھی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اُس کو پہلی صور تک کی مہلت دی۔ پہلے صور سے جب تمام دنیا فنا ہو گی۔ اُس حالت سے سلف مین سے کسی نے شیطان کو مستثنےٰ نہین کیا۔ اس لئے یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے صور کے وقت شیطان بھی مرجاویگا۔ جسطرح ان آیتون مین ذکر ہے۔ کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا۔ اسی مضمون کی حضرت عائشہ رضی کی روایت صحیح مسلم کے حوالہ سے سورہ بقر مین گذر چکی ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہین اور شیطان آگ کے شعلہ سے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون اور حضرت عائشہ کی صحیح حدیث کے موافق یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ شیطان فرشتون مین سے نہین ہے زیادہ تفصیل اس کی سورہ بقر مین گذر چکی ہے۔ سورہ بقر مین یہ بھی گذر چکا ہے کہ پہلی شریعتون مین سلام کی طرح سجدہ جائز تھا۔ اب سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہین ہے۔ وکان من الکافرین اس کا مطلب یہ ہے کہ علم الٰہی مین پہلے ہی یہ امر قرار پا چکا تھا۔ کہ نافرمانی کے سبب سے شیطان کافر ٹھیریگا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ قَالَ فَالْحَقُّ

بولا تو قسم ہے تیری عزت کی مین گمراہ کرونگا اُن سب کو مگر جو بندے ہین تیرے اُن مین چنے فرمایا تو ٹھیک

وَالْحَقَّ أَقُولُ ○ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ○ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ

بات ہے اور مین ٹھیک ہی کہتا ہون۔ مجکو بھرنا دوزخ تجھسے اور جو اُن مین تیری راہ چلے اُنسے سارے تو کہہ مین مانگتا نہین

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ○ وَ

تم سے اس پر کچھ نیگ اور مین نہین آپ کو بنانیوالا یہ تو ایک سمجھوتی ہے سارے جہانونکو اور

لَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ○

معلوم کر لوگے احوال تھوڑی دیر پیچھے

منزل ۶ ع ۵ ۱۴

مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین معتبر سند کی ابو سعید خدری سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان نے قسم کہا کر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ انسان کے جسم مین جسوقت تک جان رہیگی۔ اُس وقت تک مین ہر ایک انسان کے بہکانے مین کسی طرح کی کوتاہی نکرونگا اللہ تعالیٰ نے اپنے جاہ و جلال کی قسم کہا کر اُس ملعون کے جواب مین فرمایا کہ بیشک انسان کے جسم مین جان رہیگی۔ اور انسان گناہ کر کے توبہ استغفار کرتا رہیگا۔ مین بھی ہمیشہ اُس کے گناہ معاف کرتا رہونگا۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے۔ کیونکہ آیت مین فقط شیطان کا قول ہے۔ اور حدیث مین شیطان کا قول بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُس ملعون کے قول کا قسم کہا کر جو جواب دیا ہے وہ بھی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا مین اللہ تعالیٰ نے جسطرح ہر مرض پیدا کر کے اُس مرض کی دوا بھی پیدا کر دی ہے۔ اسی طرح آزمائش کے طور پر شیطان

کو پیدا کر کے خدا تعالیٰ نے اُس کا علاج بھی پیدا کر دیا ہے ۔ جس علاج کی تاثیر کو قسم کہا کر اپنے بندون کو اُس نے سمجہایا ہے ۔ اب جو شخص گناہ کرے اور توبہ پر آمادہ نہو ۔ اُس کی مثال ایسی ہے ۔ جیسے کوئی شخص کسی سخت مرض مین گرفتار ہو اور دوا کرنے سے دم چرائے ۔ اب اس طرح کے بیمار کا جو انجام ہونے والا ہے ۔ وہی اس گنہگار کا حال ہونے والا ہے ۔ چنانچہ توبہ کرنے والے اور نہ کرنے والے لوگون کی حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مین بیان فرمائی ہے ۔ صحیح سند سے ترمذی نسائی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے ۔ تو اُس کے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے اگر یہ گناہ کرنے والا شخص خالص دل سے اور دوسرا گناہ کرنے سے پہلے توبہ استغفار کر لیتا ہے تو وہ سیاہ داغ مٹ جاتا ہے اور دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر بغیر توبہ استغفار کے آدمی گناہ پر گناہ کئے چلا جاتا ہے تو داغ پر داغ پڑتا جاتا ہے ۔ اور اُن داغون کی سیاہی دل پر پھیلتی جاتی ہے یہان تک کہ تمام دلکو زنگ لگجاتا ہے ۔ یہ فرما کر آپ نے یہ آیت پڑہی کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون جس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر توبہ کے گنہگارون کے دلون پر زنگ چہا جاتا ہے ۔ اب بعضے لوگ تو ایسے ہین کہ وہ بالکل توبہ کرتے ہی نہین ۔ اور گناہ پر گناہ کئے چلے جاتے ہین ۔ اور بعضے لوگ ایسے ہین کہ توبہ تو کرتے ہین مگر اوپری دل سے اس طرح کہ توبہ کرتے وقت بھی اُن کے دل مین آئندہ گناہ کی جانب سے پوری نفرت اور بیزاری نہین ہوتی ۔ اس طرح کی توبہ کا کرنا اور نہ کرنا یکسان ہے ۔ کیونکہ اوپر توبہ کے ذکر مین گذر چکا ہے ۔ کہ توبہ کرتے وقت آدمی کے دل مین آئندہ گناہ نہ کرنے کا قصد ضرور ہونا چاہئے ۔ اگر فقط پچھلے گناہ پر آدمی کو ندامت ہوئی ۔ اور آئندہ گناہ پر دل للچاتا رہا تو شریعت کے موافق یہ پوری توبہ نہین ہے یہ نسبت بالکل توبہ نکرنے والون اور اوپری دل سے توبہ کرنے والون کے خالص دل سے توبہ کرنے والے اللہ کے بندے دنیا مین بہت کم ہین اور باوجود اُس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی معرفت شیطان کے بہکانے کے مرض کا علاج قسم کہا کر فرما دیا ہے ۔ لیکن اکثر لوگ اُس علاج کو حسب دلخواہ کام مین نہین لاتے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے سورہ سبا مین فرمایا ہے ۔ ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین جس کے حاصل معنے یہ ہین کہ حضرت آدم کو سجدہ نکرنے کے دن اپنے راندے جانے پر شیطان نے جو قسم کہائی تھی ۔ کہ جہانتک ہو سکے گا ۔ وہ انسان کو بہکاوے گا ۔ اُس دن تو وہ قسم اُس کی محض گمان کے طور پر تھی ۔ لیکن دنیا مین پیدا ہونے کے بعد اُس کے بہکانے مین اکثر لوگ آ گئے اور اُس کا وہ گمان سچا ہو گیا ۔ ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارثؓ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر مین لگے رہتے ہین شیطان اُنکو نہین بہکا سکتا شیطان ملعون کو بھی یہ بات تھی ۔ اس لئے اُس نے اپنے بہکانے کی قسم مین سے ایسے لوگون کو مستثنےٰ کر دیا صحیح مسلم مسند ابی یعلےٰ وغیرہ کے حوالہ سے جابرؓ کی حدیث سورہ النسا مین گذر چکی ہے کہ جس شخص کے نامۂ اعمال مین شرک نہ ہو گا ۔ اور بغیر توبہ کے اور کبیرہ گناہ ہونگے ۔ تو ایسے شخص کی مغفرت اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے ۔ وہ چاہے بلا کسی مواخذہ کے ایسے شخص کو جنت مین داخل کر دے چاہے کسیقدر مواخذہ کے بعد ۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے ۔ کہ شیطان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے وہی لوگ دوزخ مین رہینگے جن کے نامہ اعمال مین بغیر توبہ کا شرک ہو گا کبیرہ گناہون والا کلمہ گو اگر بغیر توبہ کے مرجاویگا ۔ تو ہمیشہ دوزخ مین نرہیگا ۔ اپنے مذہب معتزلی کی تائید کے لئے صاحب کشاف نے کبیرہ گناہ کے کلمہ گو کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا مطلب جو ان آیتون سے نکالا ہے ۔ وہ جابرؓ کی اوپر کی صحیح حدیث اور علاوہ اُسکے اور صحیح حدیثون کے برخلاف ہے ۔ پھر فرمایا اے رسول اللہ

منزل ۹

ان مشرکون سے یہ بھی کہدو کہ مین اس قرآن کی نصیحت پر تم لوگون سے کچھ مزدوری نہین مانگتا جس کے بوجھ سے تم قرآن کی نصیحت کے سننے سے بہاگتے ہو اور ایک مدت سے مین تم لوگون مین رہتا ہون۔ تمکو میری عادت معلوم ہے۔ کہ مین اپنے دل سے بنا کر کوئی بات نہین کہتا اور قرآن کے مضمون کو بھی رات دن سنتے ہو کہ اسمین کوئی بات شاعرون کی سی بناوٹ کی نہین۔ بلکہ اسمین تو سارے جہان کے لئے نصیحت کی باتین ہین۔ اس پر بھی تم لوگ مجکو جھوٹا شاعر اور قرآن کو شعر جو بتاتے ہو۔ یہ تمہاری زبردستی ہے۔ اگر تم لوگ اپنی باتون سے باز نہ آؤگے تو کچھ دنون کے بعد اس کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑیگا۔ تفسیر سدی مین ہے۔ کہ اس وعدہ کا ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ہوا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے۔ کہ مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے قرآن کے جھٹلانے والے بدر کی لڑائی مین نہایت ذلت سے مارے گئے۔ اور مرتے ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہوگئے۔ جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا۔ اس حدیث سے سدی کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکی سورتون کے اس طرح کے وعدہ کا ظہور بدر کی لڑائی کو قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی عزت اور تعظیم تمام مخلوقات پر واجب ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کو نہ مانا اُس نے اُس کی عزت اور تعظیم کو نہ مانا۔ حاصل یہ ہے کہ شیطان نے جب اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور اُسی جرم کی سزا مین وہ گمراہ ہوا تو اس کی گمراہی کا سبب گویا یہی اللہ تعالےٰ کی عزت کی ناقدری ہی اسی واسطے ان آیتون مین ذکر ہے۔ کہ شیطان نے اللہ تعالےٰ کی عزت کی قسم کہائی اور سورۃ الاعراف مین ذکر تھا کہ شیطان نے اپنی گمراہی کے سبب کی قسم کہائی۔ حقیقت مین دونون جگہ کی قسمون کی بنیاد اللہ تعالےٰ کی عزت ہے۔ فرق اتناہی ہے کہ ایک جگہ عزت کے اثر کی قسم ہے۔ اور دوسری جگہ خود عزت کی۔ غرض دونون آیتون مین کچھہ اختلاف نہین ہے۔ کیونکہ دونون آیتون کو ملاکر یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اُس عزت کی قسم ہے۔ جس کو نہ ماننا گمراہی کا سبب ہے۔

منزل ۶

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ

اُتارا ہے کتاب اللہ سے جو زبردست ہے حکمتون والا ہم نے ہو اُتاری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کرکے اسکے واسطے

الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ م

بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے نری بندگی اور جنہون نے پکڑے ہین اُس سے ورے حمایتی

وقف لازم

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے۔ مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے۔ کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالیا ہے یہ اللہ کا کلام نہین ہے۔ اُس کا جواب اللہ تعالےٰ نے یہ دیا۔ کہ یہ قرآن اللہ زبردست صاحب حکمت کا نازل کیا ہوا ہے۔ زبردست تو وہ ایسا ہے۔ کہ قرآن سے پہلے کے اُس کے احکام کو جن پہلی قومون نے نہین مانا اُن کو طرح طرح کے عذابون سے اُس نے ہلاک

کر دیا صاحب حکمت وہ ایسا ہے کہ مرنے کے بعد نیک و بد جو انجام ہونیوالا تھا۔ اُس نے اپنے کلام مین وہ سب انسان کو جتلادیا۔ تاکہ کسی کو اس انجام سے انجان پنے کا عذر باقی نہ رہے۔ اب دوسری آیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے فرمایا۔ اے رسول اللہ کے جس قرآن کے نازل کرنے کا ذکر پہلی آیت مین ہے۔ وہ قرآن اللہ تعالے نے تم پر نازل فرمایا ہے۔ منکر قرآن یہ جو کہتے ہین۔ کہ قرآن خود تم نے بنالیا ہے۔ وہ جھوٹے ہین۔ کیونکہ ان لوگون کو یہ تو معلوم ہے کہ تم اَن پڑھ ہو۔ اور باتین اس قرآن مین ایسی ہین۔ کہ اَن پڑھ آدمی تو درکنار اہل کتاب بھی بغیر آسمانی وحی کی مدد کے اُن باتون سے ناواقف تھے۔ تو اب اس بات مین شک وشبہ کرنے کا کسی عقلمند کو کیا موقع باقی رہا۔ کہ یہ قرآن کتاب آسمانی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آسمانی کتاب نازل ہوئی ہے۔ تو وہ بلاشک اللہ کے سچے رسول ہین۔ حق کے معنے انصاف کے ہین۔ جس اللہ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح پیدا کیا۔ کہ اُس مین کوئی اُس کا شریک نہین تو یہ عین انصاف ہے۔ کہ اُس کی تعظیم مین کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جاوے حق کی تفسیر خالص عبادت الٰہی سے فرماکر تعجب کے طور پر پھر مشرکون کا ذکر فرمایا۔ تاکہ معلوم ہوجاوے۔ کہ جو لوگ اپنے اور اپنی ضرورت کی چیزون کے پیدا کرنے والے کی تعظیم مین بلاسبب دوسرون کو شریک کرتے ہین۔ وہ بڑے نادان ہین صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ بندے اللہ کی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک نہ کرین۔ جن بندون نے اللہ کا یہ حق پورا پورا ادا کیا۔ تو اللہ تعالے نے اُنکا یہ حق اپنے ذمہ لیا ہے۔ کہ وہ ان بندون کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے۔ اس حدیث کو ان آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آیتون مین خالص دل کی عبادت کا جو حکم ہے حدیث کے موافق۔ وہ بندون پر اللہ کا ایک حق ہے۔ جس کے پورا پورا ادا ہوجانے کے بعد اللہ تعالے نے بندون کا یہ حق اپنے ذمہ لیا ہے۔ کہ وہ اللہ کے اس حق کے ادا کرنے والون کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے آیتون مین خالص عبادت الٰہی کے ساتھ مشرکون کا جو ذکر ہے۔ اُس کا مطلب اس صحیح حدیث کے موافق یہ ہے۔ کہ مشرک لوگ اللہ کے حق مین خلل ڈالتے ہین۔ اس لئے وہ دوزخ کے عذاب سے نہین بچ سکتے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۚ

کہ ہم انکو پوجتے ہین اسواسطے کہ ہمکو پہنچادین اللہ کی طرف پاس کے درجہ بیشک اللہ چکا دیگا۔ انمین جس چیز مین جھگڑ رہے ہین۔

تفسیر قتادہ تفسیر سدی اور تفسیر زید بن اسلم مین اس آیت کی تفسیر یون کی گئی ہے کہ مشرکین مکہ حشر اور قیامت کے تو قائل نہین تھے۔ لیکن اُنہون نے فرشتون کے نام کے اور پچھلے زمانہ کے کچھ نیک لوگون کے نام کے بت جو بنا رکھے تھے۔ انکو وہ لوگ اس اعتقاد سے پوجتے تھے کہ دنیا مین اللہ کی طرف سے اگر ان مشرکون پر کوئی مصیبت آویگی۔ تو وہ فرشتے اور نیک لوگ جنکو وہ پوجتے ہین اللہ کی درگاہ مین اُنکی سفارش کر کے وہ مصیبت ٹال دیوینگے۔ یہان اس سورہ مین تو اللہ تعالے نے ان مشرکین کے اس غلط خیال کا مختصر یہ جواب دیا کہ جس اختلاف مین یہ مشرک پڑے ہین اُن کا فیصلہ قیامت کے دن ہوجاویگا مگر ان مشرکون کے قیامت کے قائل نہونے کے سبب سے سورہ احقاف مین اللہ تعالے نے اُن کے غلط خیال کا جواب دنیا کی حالت کو جتلا کر دیا ہے۔ جس جواب کا حاصل یہ ہے کہ پہلی اُمتون کے

منزل ۶

ہلاک ہو جانے کا ذکر فرما کر پھر یہ فرمایا ہے کہ اگر یہ بت پرست لوگ اپنے اعتقاد میں سچے ہیں کہ جنکی مورتوں کو یہ پوجتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ مصیبت کے وقت ان مورتوں کی اصل صورتیں ان کی سفارشی بنیں گی تو پچھلے زمانہ کے بت پرستوں پر جو طرح طرح کے اللہ کے عذاب نازل ہوئے اس وقت ان سفارشیوں نے سفارش کرکے اللہ کے عذاب کی مصیبت کو کیوں نہیں ٹالا۔ اس جواب کو سورہ احقاف میں اللہ تعالے نے ان لفظوں سے ادا فرمایا ہے۔ فلولا نصرھم الذین اتخذو من دون اللہ قربانا اٰلھۃ حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالے نے حشر اور قیامت کو جگہ جگہ اس طرح ثابت فرما دیا ہے۔ جس سے منکرین حشر بالکل لاجواب ہو گئے۔ اور منکرین حشر کے جو اعتراض تھے ان کی کچھ بنیاد باقی نہ رہی اسواسطے مشرکوں کا وہ غلط خیال جو اوپر گذرا۔ اس کا جواب اللہ تعالے نے کہیں قرآن شریف میں شریعت کے موافق قسم کھا کر دیا ہے۔ کہ حشر اور قیامت کا آنا برحق ہے۔ اور اس دن ان بت پرستوں کے بت کچھ کام نہ آوینگے۔ بلکہ وہ اور ان کے بت دونوں دوزخ میں جھونکے جاوین گے۔ اور کہیں ان منکرین حشر کی سمجھ کے موافق عقلی جواب دیا ہے۔ کہ اگر ان بتوں کو کچھ قدرت تھی تو حضرت نوح سے لیکر حضرت موسےٰ تک کے پچھلے بت پرست لوگ طرح طرح کے عذاب الٰہی سے جو غارت ہو گئے۔ ان بتوں نے ان کی سفارش اور مدد کیوں نہیں کی۔ اوپر گذر چکا ہے۔ کہ سفارش کرنا تو درکنار فرشتے اور نیک لوگ قیامت کے دن ان اپنے پوجنے والے مشرکوں سے بڑی بیزاری ظاہر کریں گے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ وہ فرشتے اور نیک لوگ جن کی مورتوں کی یہ مشرک پوجا کرتے ہیں مصیبت کے وقت نہ دنیا میں اپنی پوجا کرنے والوں کے کچھ کام آئے نہ قیامت کے دن کچھ کام آسکتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالے نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے۔ کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے۔ اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی مکہ کے قحط کی حدیث بھی گذر چکی ہے۔ کہ اس قحط کے وقت مشرکین مکہ نے اپنے بتوں سے بہت التجا کی۔ مگر مینہ نہیں برسا۔ ان حدیثوں کو آیت کے اس ٹکڑے کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ کے قحط کے وقت جب مشرکین مکہ کے بت کچھ کام نہ آئے تو ان مشرکوں کی سمجھ میں یہ بات آ جانے کے قابل تھی۔ کہ ان بتوں کو اللہ کے کارخانہ میں کچھ دخل نہیں لیکن اللہ تعالے کے علم غیب میں جو لوگ دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے تھے وہ مرتے دم تک اپنے اس اعتقاد پر جمے رہے۔ جنکا ذکر آیت کے اس ٹکڑے میں ہے اور قیامت کے دن کا فیصلہ اوپر گذر چکا ہے۔ کہ خفگی کے طور پر فرشتوں سے اور نیک لوگوں سے پوچھا جاوے گا۔ کہ یہ مشرک لوگ تمہارے کہنے سے تمہاری مورتوں کی پوجا کرتے تھے جب فرشتے اور نیک لوگ اس شرک سے بیزاری ظاہر کریں گے۔ اور یہ مشرک اپنے جھوٹے معبودوں کے سامنے ذلیل ہو چکیں گے تو پھر ان مشرکوں کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جھونک دیا جاوے گا۔

منزل ۶

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ

البتہ اللہ راہ نہیں دیتا اسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرے تو چن لیتا اپنی خلق میں

مَا يَشَاءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ

جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا بنائے آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر

وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری مدت پر سنتا ہو وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا

اوپر ذکر تھا کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کے علم غیب میں جو لوگ دوزخی قرار پا چکے ہیں وہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام کرتے ہیں۔ ان آیتوں میں ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس طرح کے جھوٹے منکر لوگوں کو زبردستی راہ راست پر لانا نہیں چاہتا کیونکہ دنیا کو اس نے نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے۔ زبردستی میں وہ امتحان کی حالت باقی نہیں رہتی۔ جھوٹ توان مشرکوں کا یہ ہے۔ کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہہ کر یہ لوگ اللہ کو صاحب اولاد ٹھہراتے ہیں۔ اور ناشکری ان لوگوں کی یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اور ان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا۔ لیکن یہ لوگ اللہ کی تعظیم اور عبادت میں بلا سبب دوسروں کو شریک کرتے ہیں آگے فرمایا۔ آسمان وزمین اور جو چیز آسمان وزمین میں ہے۔ سب اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ پھر خالق کو اپنی مخلوقات میں سے کسی کو اولاد بنانے کے لئے چننا اور اپنے برابر ٹھہرانا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خالق تو اپنی ذات سے اکیلا ہے اور سب پر اس کی حکومت اور اسکا دباؤ ہے۔ جب رات کا اندھیرا پھیلتا ہے۔ تو دن کا اجالا اس طرح سمٹ جاتا ہے۔ جس طرح کسی چیز کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اور یہی حال دن کے اجالے کا ہے۔ یکور اللیل علی النہار ویکور النہار علی اللیل کا یہی مطلب ہے۔ سورج دن کی نشانی ہے۔ اور چاند رات کی۔ اس لئے دن اور رات کے ذکر کے ساتھ سورج اور چاند کا ذکر فرمایا۔ زبردست وہ ایسا ہے کہ پہلی جن قوموں نے اس کی نافرمانی کی ان کو اس نے طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیا۔ اور کوئی ان کے عذاب کو ٹال نہ سکا۔ بخشش کی صفت اس میں ایسی ہے کہ فرمانبردار لوگوں کی پچھلی سب خطاؤں کے معاف کرنے کا اس کا وعدہ ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عمرو بن العاص کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا عہد کر لیوے تو اس کی نافرمانی کے زمانہ کے سب گناہ اس طرح مٹ جاتے ہیں۔ جس طرح کوئی عمارت گر پڑتی ہے۔ اور پھر اس کا نام ونشان باقی نہیں رہتا۔ پچھلی قوموں کی بربادی کے سب قصے اور یہ حدیث ہو العزیز الغفار کی گویا تفسیر ہیں۔

منزل ۶

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ

بنایا تمکو ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور اتاری تمہارے واسطے چوپایوں سے آٹھ نر مادہ

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

بناتا ہے تم کو ماں کے پیٹ میں طرح پر طرح بنایا تین اندھیروں کے بیچ وہ اللہ ہے

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

رب تمہارا اسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے اسکے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو

اوپر مشرکین مکہ کے شرک کا ذکر تھا۔ اس لئے ان آیتوں میں ان کے قائل کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ ان مشرکین کو ان کے بڑوں کو سب بنی آدم کے باپ ماں آدم اور حوا کو اور ان کی ضرورتوں کے لئے چوپایوں کے آٹھ نر مادہ کو یہ سب کچھ اللہ تعالے نے اس طرح پیدا کیا کہ اس میں کوئی شریک نہ تھا پھر جو کوئی اپنے خالق اور آسمان اور زمین کے بادشاہ کی تعظیم اور عبادت میں بلا سبب دوسروں کو شریک کرتا ہے۔ وہ راہ راست سے پھرا ہوا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ حوا علیہ السلام آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور پسلی کی ہڈی کی طرح ہر عورت کے مزاج میں ایک کجی ہے جو کوئی اس کجی کو جھیل کر عورت کے ساتھ نرمی سے گذرے گا۔ تو گذر ہو جاوے گی۔ ورنہ گذر مشکل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہ قول ہے۔ کہ پہلے تن تنہا آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کا حکم ہوا تھا۔ ایک دن آدم علیہ السلام جب سو رہے تھے۔ تو ان کی نیند کی حالت میں ان کی بائیں پسلی سے اللہ تعالے نے حوا علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ یہ ابوہریرہؓ کی حدیث اور صحابہ کے قول ثم جعل منہا زوجہا کی گویا تفسیر ہیں۔ ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کی پشت سے بنی آدم کی روحوں کو نکالا۔ اور پھر جنتی اور دوزخیوں کی روحوں کو الگ الگ کیا۔ اس حدیث کے موافق صحابہ کی ایک جماعت کا قول ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کے جنت میں جانے اور حوا علیہ السلام کی جسمانی پیدائش سے پہلے تمام بنی آدم کی روحیں آدم علیہ السلام کی پشت میں پیدا کی جا چکی تھیں۔ اس لئے پہلے خلقکم من نفس واحدۃ فرما کر پھر حوا علیہ السلام کی جسمانی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ نطفہ چالیس دن تک رحم میں رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے۔ پھر اس خون کا گوشت بنتا ہے۔ اور ہڈیاں اسی گوشت سے نکل کر ان ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھا دیا جاتا ہے۔ اور پتلا تیار ہو جاتا ہے۔ غرض چار ساڑھے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہو کر اللہ تعالے کے حکم سے اس پتلے میں جان پڑ جاتی ہے۔ قد افلح المومنون میں اس کی تفصیل زیادہ گذر چکی ہے۔ عبداللہؓ بن مسعود کی یہ حدیث اور قد افلح المومنون میں کی تفصیل خلقا من بعد خلق کی گویا تفسیر ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس کے قول کے موافق تین اندھیروں میں ایک اندھیرا ماں کے پیٹ کا اور دوسرا رحم کا اور تیسرا اس جھلی کا جو بچے کے ساتھ نکلتی ہے۔ بھیڑ۔ بکری۔ اونٹ۔ اور گائے کے آٹھ نر مادہ کا ذکر سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے۔

منزل ۶

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ

اگر تم منکر ہو گے تو اللہ نہیں پروا رکھتا تمہاری اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کی منکری اور اگر حق مانو گے تو اسے تمہارے لئے پسند کرے گا

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ کی روایت سے ایک بہت بڑی حدیث قدسی ہے اس میں اللہ تعالی نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے حاصل اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ سارا جہان اگر متقی ہو جاوے تو اس سے اللہ کو کچھ نفع نہیں پہونچتا۔ اور اگر سارا جہان نافرمان ہو جاوے تو اس سے اللہ تعالے کو کچھ نقصان نہیں پہونچتا۔ جیسا جو عمل کرے گا۔ وہ لکھا جاتا ہے اگر نیک عمل ہے۔ تو اللہ تعالی فضل سے عمل کی حیثیت سے بڑھ کر جزا دیوے گا۔ اگر عمل بد ہے تو عمل بد کی حیثیت کے موافق سزا ہو گی یا معاف بھی ہو جاویگا۔ آدمی رات دن گناہوں میں گرفتار ہے۔ اس کو چاہئے۔ کہ جب موقع پاوے۔ اللہ کی جناب میں توبہ و استغفار کرے۔ اللہ تعالے بخشنے

والا ہے بغیر ہدایت اور توفیق الٰہی کے آدمی گمراہی مین پڑا ہوا ہے۔ اس کو چاہیے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے ہدایت کی التجا کرے اللہ تعالےٰ اس کو نیک راستہ پر لگادے گا۔ اس حدیث کے لفظون سے معلوم ہوا کہ نہ اللہ تعالےٰ کو نیک کام کی حیثیت سے بڑھکر جزا دینے مین کچھ دریغ ہے نہ بدی کے بخشدینے مین کچھ دریغ ہے۔ نہ سارے جہان کے نیک ہوجانے سے اُس کو کچھ نفع ہے نہ سارے جہان کے بد بنجانے سے کچھ ضرر ہے۔ یہی تفسیر اس آیت کی ہے۔ اور اسی اپنی بے پرواہی کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین فرمایا ہے۔ کہ اگر سب لوگ اللہ کے منکر ہوجاوین۔ تو اللہ کو اُن کے منکر ہونے کی کچھ پروا نہین خدا کی بادشاہی دنیا کی بادشاہون کی بادشاہی جیسی نہین ہے۔ کہ اُن کی بادشاہی کو فوج یا رعیت کے منحرف اور باغی ہوجانے سے ضرر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ایسا زبردست بادشاہ ہے۔ کہ کسی کے منحرف ہوجانے سے اُس کی بادشاہت مین کچھ خلل نہین پڑتا۔ اس واسطے کسی کے منکر اور منحرف ہوجانے کی اس کو ذرا بھی پروا نہین۔ اس آیت مین یہ جو فرمایا ہے کہ اللہ اپنے بندون کے کفر کو پسند نہین کرتا۔ مذہب اہل سنت کے موافق اُس کے معنے یہ ہین۔ کہ اللہ تعالےٰ کے علم ازلی مین جو لوگ نیک راہ پر آنیکے قابل ٹھہر چکے ہین۔ اُن کو اللہ تعالےٰ ہر طرح نیک کام سے لگا دیتا ہے۔ اس صورت مین بندون سے مراد آیت مین عام بندے نہین ہین۔ بلکہ جو بندے راہ راست پر آوین۔ وہی بندے مراد ہین۔ امام المفسرین عبداللہ بن عباسؓ اور مفسرین سلف نے آیت کے یہی معنے کئے ہین۔ تفسیر ابن جریر وغیرہ مین صحیح سند اس معنے کی حضرت عبداللہ بن عباس تک پہونچتی ہے فرقہ اہل سنت اور فرقہ معتزلی مین جو چند مسئلون مین بحث ہے۔ اُن مین ایک مسئلہ یہ بھی ہے معتزلی لوگ یہ کہتے ہین۔ کہ برا کام اللہ کے ارادہ سے نہین ہوتا۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہین۔ کہ خدا کی خدائی مین بغیر ارادہ خدا کے کچھ نہین ہوسکتا۔ لیکن خدا کا ارادہ اور چیز ہے اور ایک چیز پسند کرکے خدا تعالےٰ کا۔ اس کے کرنے کا حکم دینا یہ اور چیز ہے۔ ہر چیز خدا کے ارادہ سے پیدا ہوئی ہے۔ مگر کفر شرک بدعت اور برے کامون سے خدا نے منع کیا ہے۔ اور نیک کامون کے کرنے کا خدا نے امر فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کا امر بجالاویگا۔ اس سے خدا تعالےٰ خوش ہوگا۔ اور اُس کو جزا دیویگا۔ اور جو شخص اُن کامون کو کرے گا جسے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ تو اُس مین اللہ تعالےٰ نے شریعت محمدی مین یہ تفصیل فرمائی ہے۔ کہ اگر وہ منع کیا ہوا کام شرک ہے تو اُس کو خدا تعالےٰ بغیر توبہ کے ہرگز نہ بخشے گا۔ اور سوا شرک کے اور گناہون کا گنہگار بغیر توبہ کے مرجاویگا۔ تو ایسے شخص کی بخشش اللہ تعالےٰ کے اختیار مین ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اور نہ اُٹھاویگا کوئی اُٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ پھر اپنے رب کی طرف تمکو پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے تھے۔ مقرر

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اُسکو خبر ہے جیون کی بات کی

مشرکین مکہ مین کے بعضے لوگ اپنے جان پہچان مسلمانون سے یہ کہتے تھے کہ تم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر اسلام پر قائم نہ رہو اپنے قدیمی دین پر آجاؤ۔ اگر اسلام سچا ہوا۔ اور ہمارا کہنا مان لینے کے سبب سے تم قیامت کے دن گنہگار ٹھہرے تو تمہارے گناہ ہم اُٹھالیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے سورۃ العنکبوت بھی فرمایا۔ کہ یہ مشرک جھوٹے ہین۔ قیامت کے دن کوئی کسی کے گناہون کا بوجھ نہ اُٹھاویگا

اور کئی جگہ قرآن شریف مین اسی مطلب کو مختصر طور پر ادا فرمایا۔ یہ آیت بھی ان ہی آیتون مین کی ہے۔ حاصل مطلب آیت کا یہ ہے
کہ قیامت کے دن نہ تو کوئی گناہ اللہ تعالے سے چھپ سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کو انسان کے دل تک کا حال معلوم ہے اور نہ ایک شخص
کے گناہون کی سزا دوسرے کو دی جاوے گی۔ بلکہ ہر شخص کو اُس کے گناہون کے موافق سزا ہوگی۔ یہ ذکر تو بہکنے والون کا ہوا
بہکانے والون کا ذکر سورہ العنکبوت مین گذر چکا ہے۔ کہ بہکانے والون کو دوہری سزا دیجاوے گی۔ ایک خود بہکنے کی اور دوسری
اورون کو بہکانے کی۔ بہکنا اور بہکانا دونون کام ان لوگون کے ذاتی گناہ ہین۔ اس لئے یہ نہین کہا جا سکتا۔ کہ ان کو کسی دوسرے
کے گناہ کی سزا دی گئی۔ اس تفسیر کے بعد ان آیتون مین اور سورہ عنکبوت کی آیتون مین کچھہ اختلاف باقی نہین رہتا۔ صحیح مسلم
کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ جو شخص دین مین کوئی نیک راستہ نکالیگا۔ تو جتنے آدمی اُس نیک راستہ کے
سبب سے نیک راستہ سے لگین گے اُن سب کے اجر کے برابر اس نیک راستہ نکالنے والے کو بھی اجر ملے گا۔ اور یہی حال برے
راستہ کا ہے۔ اس حدیث کو اور سورۃ العنکبوت کی آیتون کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس طرح مشرکین مکہ زبان
سے بہکانے کی باتین نکال کر مسلمانون کو بہکاتے تھے برا راستہ نکالنے والے کا بھی وہی حکم ہے۔ خواہ وہ برا راستہ نکالنے کے بعد زبان
سے کسی کو بہکاوے یا نہ بہکاوے۔ اس حدیث کے موافق ایسے شخص کا برا راستہ نکالنا ہی زبانی بہکانے کے برابر ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ
اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسکیطرف پھر جب بخشے اُسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا۔ اس کام کو پہلے سے
جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝
اور ٹھیراوے اللہ کے برابر اور ون کو تا بہکاوے۔ اُسکی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنی منکری کے تھوڑے دنون تو ہے آگ والون مین

سورۃ العنکبوت مین گذر چکا ہے۔ کہ جب یہ مشرک لوگ کشتی مین سوار ہوتے اور دریا کے جوش کے سبب سے کشتی کے ڈوب جانے کا
خوف ہوتا تو ایسے وقت پر اپنے بتون کو بالکل بھول جاتے اور خاص اللہ سے ہی ڈوب جانے کی مصیبت کے ٹل جانیکی التجا کرتے
اور جب وہ مصیبت ٹل جاتی تو پھر شرک مین گرفتار ہو جاتے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ سورۃ العنکبوت کی آیتون کو اس آیت کے
ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا۔ کہ اگرچہ ان لوگون کے دل اس بات کو جانتے تھے۔ کہ مصیبت کے وقت سوا اللہ کے اور کسی مین مصیبت
کو راحت سے بدل دینے کی قدرت نہین لیکن راحت کے وقت یہ لوگ اس بات پر قائم نہین رہتے۔ بلکہ مصیبت کے وقت خالص اللہ
سے مصیبت کے ٹل جانے کی جو التجا کرتے ہین راحت کے وقت اُس حالت کو یاد ہی نہین رکھتے۔ اب آگے فرمایا۔ اے رسول اللہ کے تم
ان لوگون سے کہدو کہ دنیا کی زندگی تھوڑے دن کی ہے۔ اس مین جو ان کا جی چاہے کرلیوین۔ پھر مرتے کے ساتھ ہی ایسے لوگون کا ٹھکانا
دوزخ ہے۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے عائشہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کیونکہ منکر نکیر کے سوال وجواب کے بعد نیک شخص کے مردہ
کو جنت کا اُس کا ٹھکانا اور بد شخص کے مردہ کو دوزخ کا اُس کا ٹھکانا اللہ کے فرشتے دکھا کر یہ کہدیتے ہین۔ کہ اس ٹھکانے مین جانے
اور رہنے کے لئے تمکو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاوے گا۔ ابوداؤد اور مسند امام احمد مین براء بن عازب کی صحیح حدیث ہے

جس مین یہ ہے - کہ نیک شخص کا مردہ جنت مین کا اپنا ٹھکانا دیکھہ کر قیامت کے جلدی قائم ہوجانے کی دعا مانگتا رہتا ہے - اور بد شخص کا مردہ دوزخ مین کا اپنا ٹھکانا دیکھہ کر عذاب قبر کو ہلکا جانتا ہے - اس لئے اس کی التجا یہ ہوتی ہے - کہ قیامت جلدی سے قائم نہو - یہ تینوں تمتع بکفرک قلیلا کی گویا تفسیر ہین - جس کا حاصل یہ ہے - کہ اگرچہ یہ مشرک لوگ دوزخ مین تو قیامت کے دن جھونکے جاوینگے مگر اُن کو اپنے دوزخی ہونیکا انجام مرتے کے ساتھہ ہی معلوم ہوجاویگا - اور ایسے لوگون کا دوزخ کا ٹھکانا ہر وقت گویا اُن کی آنکھون کے سامنے رہے گا - اس لئے کہ اُن کی التجا یہ ہوگی - کہ قیامت جلدی سے قائم نہ ہو -

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ

بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہے گھڑیون رات کی سجدہ کرتا اور کھڑا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور اُمید رکھتا ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ کوئی

يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بےسمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے

ع ۹/۱ ۱۵

منزل ۶

مشرکین مکہ حشر کے قائل نہین تھے - اس لئے وہ یہ کہتے تھے - کہ جینا اور مرنا فقط یہی دنیا کی زندگی اور موت ہے - عمر پوری ہوجانے کے بعد جب آدمی مرکر خاک ہوگیا - تو پھر کچھہ بھی نہین - سورۃ الجاثیہ مین مشرکون کے اس قول کی زیادہ تفصیل اوے گی - اللہ تعالے نے مشرکون کے قول کا جواب کئی طرح سے قرآن شریف مین دیا ہے - اس آیت مین مشرکون کے اس قول کا جو جواب اللہ تعالے نے دیا ہے - اس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح یہ مشرک کہتے ہین - مرنے کے بعد پھر کچھہ بھی نہین - اگر ایسا ہو تو جو لوگ ہر وقت اللہ کی عبادت مین لگے رہتے ہین - اور اُس کے اجر کی اللہ سے توقع رکھتے ہین - اور دنیا مین اُن کا یہ اجر اس لئے پورا نہین ہوا - کہ اس طرح کے اکثر لوگون کی زندگی بھی - کچھہ خوشحالی سے نہین گذری - اسی طرح جو لوگ اللہ کی خالص عبادت کے منکر ہین - اللہ کے کلام اور اللہ کے رسول کا جھٹلانا اُن کا رات دن کا مشغلہ ہے - اور دنیا مین بھی اُن کی زندگی خوشحالی سے گذرتی ہے - اب ان دونون گروہ کو ایک حالت پر چھوڑ دینا تو ایسی بے انصافی ہے - کہ خود یہ لوگ بھی فرمانبردار اور نافرمان غلامون کے حق مین اُسکو جائز نہین کہتے پھر اللہ تعالے کے انصاف پر یہ دھبہ کیون لگاتے ہین - کہ اُس کی بارگاہ مین نہ فرمانبرداری کا کچھہ ثمرہ ہے نہ نافرمانی کی کچھہ پرسش اس لئے اللہ تعالے نے دنیا کو اسی ارادہ سے پیدا کیا ہے - کہ دنیا کے ختم ہوجانے کے بعد ایک دوسرا جہان نیک و بد کی جزا و سزا کا پیدا کیا جاوے - جو لوگ اُس کے منکر ہین وہ بڑے نادان ہین - کیونکہ یہ لوگ دنیا مین جو کام کرتے ہین اُس کا نتیجہ دل مین سوچ لیتے ہین - مثلاً تجارت کرتے ہین فائدہ حاصل کرنے کے لئے - کھیتی کرتے ہین اناج ہاتھہ آنے کو باغ لگاتے ہین میوہ کھانے کے لئے - پھر کیا اُن کو اتنی سمجھہ نہین - کہ اللہ تعالے نے دنیا کے پیدا کرنے کا اتنا بڑا کام یون ہی بلا نتیجہ کیا ہے - ان مشرکون کے قول کے موافق جس طرح اہل دنیا مرکر خاک مین مل جاوین گے - تو کیا دنیا کے پیدا کرنے کا نتیجہ بھی خاک مین ملجاوے گا - نہین نہین مرنے کے بعد بعد جیسا دنیا کے پیدا کرنے کا نتیجہ اُن کی آنکھون کے سامنے آوے گا - تو اسوقت یہ لوگ اپنی اس نادانی پر بہت پچھتاوین گے - مگر وہ بے وقت کا پچھتانا کچھہ اُن کے کام نہ آوے گا - صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے - جسکا حاصل یہ ہے - کہ اس طرح کے منکر حشر

لوگ قیامت کے دن جب اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے ہونگے۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کو وہ نعمتین یاد دلاوے گا۔ جو اُنہین دنیا مین دیگئی
تھین بعد اُس کے اللہ تعالےٰ اُن لوگون سے پوچھے گا۔ کہ جس اللہ نے یہ سب نعمتین پیدا کی تھین اُس کے روبرو کھڑے ہو کر حساب وکتاب
کا بھی تمہارے دل مین کبھی خیال گذرا تھا۔ وہ لوگ کہوین گے کہ نہین۔ اس پر اللہ تعالےٰ فرماوے گا۔ کہ جس طرح تم لوگون نے میرے
سامنے کھڑے ہونے کو دنیا مین بھلا دیا۔ اس طرح آج مین نے بھی تم کو رحمت کی یاد سے بھلا دیا۔ اور نظر رحمت سے دور ڈالدیا۔
اب یہ تو ظاہر بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جس کو اپنی نظر رحمت سے دور ڈال دیوے گا۔ اُس کا سوا دوزخ کے اور کہان ٹھکانا ہے
یہ حدیث منکرین حشر کے انجام کی گویا تفسیر ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ
تو کہہ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہون نے نیکی کی اس دنیا مین اُن کو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی
وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا
کشادہ ہے ٹھیرنیوالون ہی کو ملتا ہے۔ اُنکا نیگ ان گنت تو کہہ مجکو حکم ہے کہ بندگی کرون اللہ کو
لَهُ الدِّينَ ۝ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي
نری کر کر اُسکی بندگی اور حکم ہے کہ مین ہون سب سے پہلے حکم بردار تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر نہ مانون اپنے رب کا
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ
ایک بڑے دن کی مار سے تو کہہ مین تو اللہ کو پوجتا ہون نری کر کر اپنی بندگی اسکے واسطے۔ اب تم پوجو جسکو چاہو اسکے سوائے
قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ لَهُمْ
تو کہہ ٹوٹے ہارے وہ جو ہار بیٹھے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہی یہی ہے صریح ٹوٹا اُن
مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ
کے واسطے اوپر سے بادل ہین آگ کے اور نیچے سے بادل اس چیز سے ڈراتا ہے۔ اللہ اپنے بندون کو اے بندو میرے مجھسے ڈرو

منزل ۶

اوپر منکرین حشر کا ذکر فرما کر اب ایمانداروں کا ذکر فرمایا جو علما یہ کہتے ہین۔ کہ اس مکی سورہ مین ان آیتون مین کی پہلی آیت قل یاعباد
مدنی ہے۔ اُس کا سبب یہی ہے۔ کہ اس آیت مین ہجرت کا ذکر ہے اور ہجرت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ مین آنے اور قرآن
کا مدنی حصہ کا نازل ہونا شروع ہونے کے بعد فرض ہوئی ہے۔ لیکن جو علما اس آیت کو مدنی نہین قرار دیتے۔ وہ اس ہجرت کو حبشہ کی
ہجرت کہتے ہین۔ مشرکین مکہ نے جب مسلمانون کو بہت ستانا شروع کیا۔ تو نبوت کے پانچ برس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
حکم سے اسّی آدمی کے قریب مکہ سے حبشہ کو چلے گئے تھے۔ اسی کو حبشہ کی ہجرت کہتے ہین۔ مدینہ کی ہجرت کے بعد یہ لوگ پھر حبشہ سے
مدینہ کو چلے آئے۔ اسی واسطے ان لوگون کو دو ہجرتون والا کہا جاتا ہے۔ مدینہ کی ہجرت حبشہ کی ہجرت کے چھ ساڑھے چھ برس کے بعد
ہے۔ اللہ کے رسول دین کے جو احکام اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہین۔ اُن کے دلی یقین اور زبانی اقرار کو ایمان کہتے ہین۔ اب ایمان

کے ساتھ تقوے بھی ضرور ہے۔شریعت میں جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے۔اُن کے کرنے کو اور جن باتوں کی مناہی ہے اُن سے بچنے کو تقوے کہتے ہیں۔یہ سب کچھ اللہ کے خوف سے ہونا چاہئے۔کیونکہ دنیا کی دکھاوے کی کوئی بات بارگاہ الہی میں قبول نہیں۔ایمان کے ساتھ تقوے کا ذکر فرمانے کی یہی تفسیر ہے۔جو بیان کی گئی۔چنانچہ صحیح مسلم میں سفیانؓ بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے۔جس میں سفیان کہتے ہیں۔میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔حضرت اسلام میں مجھکو کوئی ایسی بات بتلا دیجئے۔کہ پھر مجھکو کسی بات کے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے آپ نے فرمایا۔جن باتوں کے ماننے کا شریعت میں حکم ہے۔اور تُو اُن کے ماننے کا زبان سے اقرار کر اور پھر اُس اپنے اقرار پر قائم رہ یہ سفیان بن عبد اللہ طائف کے رہنے والے صحابہ میں ہیں۔صحیح بخاری میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔حضرت عمرؓ کی خلافت میں یہ سفیان بن عبد اللہ طائف کے حاکم بھی رہے ہیں۔اقرار پر قائم رہنے کا یہی مطلب ہے۔کہ شریعت میں جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے۔اُن کو کرنا اور مناہی کے حکم کی باتوں سے بچنا چاہئے۔یا عباد الذین آمنوا اتقوا ربکم کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔جسکا مطلب وہی ہے۔جو اوپر بیان کیا گیا۔اب آگے فرمایا جو لوگ دنیا میں اس طرح کے نیک کاموں کے پابند ہوں گے۔عقبےٰ میں اُن کی جزا جنت ہے۔جہاں ہر طرح کا ہمیشہ کا آرام ہے۔پھر فرمایا۔جس سرزمین میں مخالفوں کے ستانے کے سبب سے نیک کاموں کے کرنے کا موقع نہ ملے تو ایماندار شخص کو چاہئے۔کہ ایسی جگہ نہ رہے۔اللہ کی سرزمین کچھ تنگ نہیں کشادہ ہے۔کہیں دوسری امن کی جگہ میں جا رہے۔پھر فرمایا۔جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنے وطن اور رشتہ داروں کے چھوڑنے کی تکلیف پر صبر کرے گا۔اُس کو قیامت کے دن بے حساب اجر ملے گا۔دین کی جو باتیں اُمت میں پھیلتی ہیں اُن میں اللہ کے رسول اُمت کے لوگوں کے گویا اُستاد ہوتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالے نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر قرآن شریف میں اسی طرح جگہ جگہ توحید کی تاکید فرمائی ہے۔جس طرح آگے کی آیتوں میں ہے۔تاکہ اللہ کے رسول بھی اسی طرح اُمت کے لوگوں میں توحید کو تاکید سے پھیلاویں۔مستدرک حاکم کے حوالہ سے نعمانؓ بن بشیر کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وعظ کہنے میں ایسے مصروف ہوتے تھے۔کہ آپکی چادر کاندھے پر سے اتر کر گر پڑتی تھی اس حدیث سے یہ اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔کہ جس طرح اللہ تعالے نے توحید اور دین کے احکام اپنے رسول پر نازل فرمائے اُسی تاکید سے اللہ کے رسول نے وہ احکام لوگوں کو پہنچا دئے۔ابن ماجہ کے حوالہ ابو ہریرہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔کہ اللہ تعالے نے ہر شخص کے لئے ایک گھر جنت میں اور ایک دوزخ میں بنایا ہے۔جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جاویں گے اُن کے جنت میں کے خالی گھر جنتیوں کو مل جاویں گے۔یہ حدیث خسروا انفسہم واہلیہم کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے۔کہ یہ لوگ اپنی جان کو دوزخ کے ہاتھ اور جنت کے مکان اور حوروں کو دوسروں کے ہاتھ ہار بیٹھے۔دوزخ کے اوپر کے درجہ میں جو دوزخی ہونگے۔اُن کے پاؤں کے نیچے کا آگ کا ٹکڑا دوزخ کے نیچے کے درجہ پر بادل کی طرح چھایا ہوا ہوگا۔اس واسطے نیچے کے آگ کے ٹکڑے کو بھی بادل فرمایا آخر کو فرمایا دوزخ کا عذاب۔انسان کی برداشت سے باہر ہے۔اس لئے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔اور یہ فرماتا ہے۔کہ اے بندو اللہ کے عذاب سے ڈرو۔

منزل ۶

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ
اور جو لوگ بچے شیطانون سے کہ اُن کو پوجین اور رجوع ہوئے اللہ کیطرف اُنکو ہے خوشخبری سو تو خوشی سنا میرے بندونکو
يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ
جو سنتے ہین بات پھر چلتے ہین اُس کے نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے -

اگرچہ تفسیر زید بن اسلم اور تفسیر ابن ابی حاتم مین لکھا ہے - کہ ابی ذر غفاری اور سلمان فارسی اور زید بن عمرو بن نفیل ان تین شخصون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے - لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اسی بات کو صحیح ٹھیرایا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یا صحابہ کے یا حال کے زمانہ مین غرض کسی زمانہ مین جو کوئی بت پرستی سے بچا اور توحید اختیار کی اسطرح کے سب لوگون کی شان مین یہ آیت صادق آتی ہے - اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے خوشخبری کے قابل اور صاحب ہدایت اور صاحب عقل - اُن ہی لوگون کو ٹھیرایا ہے - جو دین کی بات کو سنکر اُس کے موافق عمل بھی کرتے ہین - کیونکہ علم بغیر عمل کے آدمی کو کچھ مفید نہین بلکہ اور وبال کا سبب ہے - دارمی مین حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت برا وہ شخص ہے جو دین کا کوئی مسئلہ جانے اور اُس کے موافق عمل کر کے اس اپنے علم سے کچھ نفع نہ اٹھاوے - صحیح مسلم ترمذی اور نسائی مین زید بن ارقمؓ سے روایت ہے - جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے - جو عمل کا نفع نہ دیوے - زید بن ارقم کی روایت سے ابو درداؓ کی اس روایت کو تقویت ہو جاتی ہے - اچھے لوگونکی خوشخبری کا ذکر جو اس آیت مین ہے - حدیث شریف مین اس خوشخبری کے موقع بہت سے بیان فرمائے گئے ہین مثلاً قبض روح کے وقت فرشتون کا اچھے لوگون کو جنت اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی خوشخبری کا دینا جس کا ذکر ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان مین ابو ہریرہؓ کی صحیح روایت سے آیا ہے - یا منکر نکیر کے سوال وجواب اور قبرون سے اُٹھنے کے وقت جس کا ذکر چند صحیح حدیثون مین آیا ہے - اور اس آیت مین یہ جو فرمایا کہ وہ لوگ بات کو سنکر بہتر بات کی پیروی کرتے ہین - اس کا مطلب یہ ہے - مثلاً بدلا لینا اور معاف کرنے کے دونو حکمون مین سے معاف کرنے کے حکم کی پیروی کرنا کہ اس مین خدا کی خوشنودی زیادہ ہے -

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۚ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا
بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا عذاب کا حکم بھلا تو خلاص کریگا آگ مین پڑے کو لیکن جو ڈرتے رہے اپنے رب سے انکو ہین جھروکے اوپر اور
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ
اور جھروکے چنے ہوئے انکے نیچے چلتی ہین ندیان وعدہ ہوا اللہ کا اللہ نہین خلاف کرتا وعدہ تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اتارا
مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ
آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی چشمون مین زمین کے پھر نکالتا ہے اُس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتی ہے اُس پر آئے تیاری

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۝

پرتو تو دیکھے اُس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اُسکو چورا بیشک اسمین نصیحت ہے عقلمندون کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بڑی آرزو تھی کہ قریش سب مسلمان ہو جاوین - اس لئے قریش کی سرکشی کے سبب سے جب آپکی اس آرزو کے خلاف کوئی بات قریش کی جانب سے ظہور آتی تھی تو آپ کو اُس کا بڑا رنج ہوتا تھا - اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرما کر آپکی یہ تسکین فرمائی - کہ بعضے لوگ قریش مین ایسے ہین - کہ علم ازلی الٰہی مین وہ جہنمی قرار پا چکے ہین ہان لوگون کے لئے یہ کوشش کہ وہ سب اسلام لاوین - اور دوزخ کی آگ سے بچین - ایک بے فائدہ کوشش ہے - وہان جن لوگونکی ہدایت علم ازلی مین ٹھہر چکی ہے وہ تمہاری تھوڑی سی کوشش مین خود راہ راست پر آجاوین گے اور آخر کو اُس کا ٹھکانا جہرو کے والے باغون مین ہوگا - جن مین طرح طرح کی نہرین جاری ہون گی یہ اللہ کا وعدہ ہے جو کبھی خلاف نہین ہوسکتا - ابوجہل اور اس طرح کے اور لوگ جو باوجود کوشش کے اسلام نہین لاتے - ان کے اسلام نہ لانے پر کچھہ رنج نہین کرنا چاہیے - یہ لوگ علم الٰہی مین جہنمی قرار پا چکے ہین - صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت اوپر گذر چکی ہے - کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھہ دنیا مین نیک و بد ہونے والا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھہ لیا ہے - اس صورت مین ایک دفعہ تو حضرت آدم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی دوزخی اور جنتی لوگ الگ الگ ہو چکے ہین - پھر جب حضرت آدم پیدا ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو حضرت آدم کی پشت سے نکالکر یہ فرما دیا ہے - کہ ان مین اسقدر لوگ جنتی ہین - اور اسقدر دوزخی جسکی تفصیل موطا ترمذی اور ابوداؤد مین حضرت عمرؓ کی صحیح روایت سے آئی ہے - اور حضرت علیؓ کی صحیحین کی روایت مین ہے کہ ہر شخص کا ٹھکانا جنت دوزخ جو کچھہ ہے - وہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے - صحابہ نے یہ حال سنکر کہا تھا - کہ کیا حضرت ہم لوگ تقدیر پر بھروسہ کرکے عمل چھوڑ سکتے ہین - آپ نے فرمایا - تم لوگ عمل کئے جاؤ جو شخص جس ٹھکانے کے لئے پیدا ہوا ہے - خود بخود وہ ویسا ہی عمل کرتا ہے - صحیح مسلم مین حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے - جس کا حاصل یہ ہے - کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اہل جنت اور اہل دوزخ الگ الگ کئے گئے ہین اور ہر ایک مقام کے لئے ایک گروہ پیدا کیا گیا ہے - حاصل کلام یہ ہے - کہ پہلے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین وہ آرزو تھی - جس کا ذکر اوپر گذرا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتون اور اسی قسم کی بہت سی آیتون سے اپنے علم غیب کا حال آپ کو سمجھا دیا - تو آپ نے بھی بہت سی حدیثون کے ذریعہ سے وہ مطلب صحابہ کو سمجھا دیا تاکہ سلسلہ بسلسلہ یہ مطلب امت مین پھیل جاوے - ان فی ذلک لذکرے لاولی الالباب اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علم الٰہی مین قدرت الٰہی کے منکر اور دوزخی قرار پا چکے ہین - اُن کا تو کچھہ ذکر نہین - مگر جو لوگ علم الٰہی مین اس قابل ٹھہرے ہین - کہ اُنکو عقبےٰ کی بہبودی کی عقل ہے وہ دین کی نصیحت کو سنتے اور سمجھتے ہین - اور اُن کا اس بات پر یقین ہے کہ جو صاحب قدرت دنیا کی زمین مین طرح طرح کے چشمے جاری کر دینے پر پورا قادر ہے جنت کی زمین مین طرح طرح کی نہرون کا جاری کر دینا بھی - اُس کی قدرت سے باہر نہین - ان آیتون مین جنت کی نہرون کے ذکر کے بعد مینہہ کے برسانے اور اُس سے چشمون کے جاری کر دینے کا جو تذکرہ ہے - اوپر کی تفسیر سے اسکا مطلب

یعنی ہر طرح سمجھ میں آسکتا ہے -

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ

بھلا جسکا سینہ کھولدیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ آجالے میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے انکو جنکے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے

اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ‎﴿٢٢﴾‏ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ

وہ پڑے پھرتے ہیں بہکے صریح اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے کھال

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ

پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے - پھر نرم ہوتے ہیں انکی کھالیں اور انکے دل اللہ کی یاد پر یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ

يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ‎﴿٢٣﴾‏

دیتا ہے جس کو چاہے - اور جس کو راہ بھلاوے اللہ اسکو کوئی نہیں سمجھانیوالا

معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے - کہ اللہ تعالے نے جب انسان اور جنات کو پیدا کیا تو سب خواہش نفسانی اور طرح طرح کی حرص اور ہوا کے اندھیرے میں پھنسے ہوئے تھے - پھر اللہ تعالے نے ایک نور پیدا کیا - انسان اور جنات میں سے جس کسی کو اس نور میں سے جس قدر حصہ دنیا میں پیدا ہو جانے کے بعد ملا اسی قدر اس نے دین کے راستہ کو اختیار کیا - اور جو شخص وہاں اس عالم ارواح کے نور کے حصہ سے محروم رہا دنیا میں پیدا ہونے کے بعد بھی اس کو راہ راست پر آنا نصیب نہیں ہوا - صحیح بخاری کی ابو ہریرہؓ کی روایت میں آپنے یہ بھی فرمایا - کہ اللہ کے علم غیب کے موافق پہلے ہی جو کچھ لکھا جانا تھا وہ لوح محفوظ میں لکھا جا کر اب قلم خشک ہو گیا - حاصل مطلب یہ ہے - کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالے نے اپنے علم غیب کے موافق جسکو لوح محفوظ میں نیک لکھ لیا تھا - اس نے اس نور کا حصہ پایا اور دنیا میں پیدا ہونے کے بعد بھی وہ شخص نیک کاموں کی طرف مائل ہوا - اور جو شخص اللہ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں بد لکھا گیا - وہ عالم ارواح کے نور سے بھی محروم رہا اور دنیا میں پیدا ہونے کے بعد بھی اس کے دل میں نیک کام کی رغبت پیدا نہیں ہوئی - اسی حدیث کے مطلب کے موافق اللہ تعالے نے اس آیت میں فرمایا ہے - کہ جس کسی نے اللہ کے رسول کی نصیحت کو مان لیا اور اسلام کی باتوں پر عمل کرنے کے لئے اس کا دل کھل گیا - اس کو اللہ کی طرف سے ایک ازلی روشنی ملی ہوئی ہے - اور جو شخص اس ازلی روشنی سے وہاں محروم رہا - اس کا دل اس ازلی اندھیرے کے سبب سے دنیا میں سخت ہے - اللہ کے رسول کی نصیحت سے اس کا دل ذرا نہیں پسیجتا - پھر فرمایا - ایسے سخت دل لوگوں کی بڑی خرابی ہے - اور وہ بالکل بہکے ہوئے ہیں - ترمذی اور مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ایک دوسری صحیح حدیث ہے - اس میں بھی اس ازلی روشنی کا ذکر ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے - کہ جس وقت اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا - اور حضرت آدم کی پشت سے اُن کی سب اولاد کو جو دنیا تک پیدا ہونے والی تھی - چیونٹیوں کی طرح نکالا تو ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور تھا - اس حدیث میں جس نور کا

ذکر ہے یہ فطرت اسلام کا نور ہے۔ جس کا ذکر صحیحین کی حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اُسکے ماں باپ اُس کو یہودی اور نصرانی بنا لیتے ہیں۔ اس نور میں سب انسان شریک ہیں۔ اس نور میں اللہ تعالے نے اتنا ہی اثر رکھا ہے۔ کہ پیدا ہونے سے زبان کے کہلنے تک بچہ فطرت اسلام پر رہتا ہے پھر بڑی عمر میں نیک ہوجانا یا بدرہی عمر میں جو نیک رہتا ہو۔ اور اسی حالت پر ثابت قدم رکھ مرتا ہو یہ نور ہدایت کا اثر ہے اور یہ نور وہی ہے جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے۔ غرض فطرت کا نور الگ ہے۔ اور ہدایت پانے کا الگ ہے۔ فطرت کے نور میں حضرت آدم نے اپنی اولاد کو ازل میں جب دیکھا ہے۔ تو سب کی پیشانی کو نورانی پایا جس کا ذکر ترمذی کی حضرت ابو ہریرہؓ کی صحیح حدیث میں اوپر گذرا اور ہدایت کے نور میں حضرت آدم نے اپنی اولاد میں بعضونکو نورانی بعضونکو کوئلہ کی طرح کا سیاہ رو ازل میں دیکھا ہے۔ اور اس اُن کے دیکھنے کے بعد اللہ تعالے نے حضرت آدم سے فرمایا ہے کہ یہ نورانی چہرہ کے لوگ جنتیوں کا گروہ ہے۔ اور سیاہ رو لوگ دوزخی ہیں۔ اس کا ذکر حضرت ابو الدرداؓ کی روایت سے مسند امام احمد میں ہے۔ یہ حدیث بھی اوپر گذر چکی ہے۔ اور اس حدیث کی سند بھی معتبر ہے۔ اس آیت میں نیک کاموں کے لئے دل کے کہل جانے کا جو ذکر ہے۔ نوادر الاصول حکیم ترمذی اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ میں نا قابل اعتراض سند سے عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ عمر سے جو روایتیں ہیں اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دل کے کہل جانے کی یہ نشانی فرمائی ہے۔ کہ اس دل کے کہل جانے کے بعد آدمی کو دین کے کاموں کا ایک شوق پیدا ہو جاتا ہے اور دنیا سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ سخت دل لوگوں کے ذکر کے بعد آگے نرم دل لوگوں کا ذکر فرمایا۔ کہ کلام الٰہی سنکر عذاب کی آیتوں سے اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ڈر کے مارے کانپ جاتے ہیں۔ اور قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرنے کو اُن کا دل اُن کا جسم دونوں تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا جو لوگ اللہ کے علم غیب میں نیک قرار پا چکے ہیں۔ اُن کو اللہ اسی طرح راہ راست پر لاتا ہے اور جو لوگ اللہ کے علم غیب میں بد قرار پا چکے ہیں۔ اُن کو کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ اکثر سلف کے نزدیک کتابا متشابہا کا یہ مطلب ہے۔ کہ فصاحت میں غیب کی سچی خبروں میں قرآن کی آیتیں ملی جلی ہیں اور مثانی کا یہ مطلب ہے۔ کہ سمجھانے کے لئے قرآن میں ایک ہی مضمون کو دوبارہ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے۔ اس حدیث کو آخری آیت کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اگرچہ قرآن شریف مینہ کے پانی کی طرح عام لوگوں کے فائدہ اور ہدایت کے لئے۔ نازل ہوا ہے۔ لیکن جس طرح اچھی زمین کو مینہ کے پانی سے فائدہ پہونچتا ہے۔ اسی طرح قرآن کی نصیحت سے فقط انہی لوگوں کو فائدہ پہونچا جو دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالی کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے تھے۔ اور جو اللہ تعالی کے علم غیب میں بد قرار پا چکے تھے اُنکے حق میں قرآن کی نصیحت۔ اسی طرح رائیگاں گئی جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائیگاں جاتا ہے۔

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝

بھلا ایک جو وہ روکتا ہے اپنے منہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہیگا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے ۔

صحیح بخاری ومسلم مین انس بن مالک سے اور معتبر سند سے ترمذی مین ابو ہریرہؓ سے اور نسائی مین ابوذرؓ سے جو روایتین ہین۔ ان کا حاصل یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن اللہ کے فرشتے نافرمان لوگون کو ان کے منہ کے بل گھسیٹین گے۔ اور ان کو اوندھے منہ آگ مین ڈالدیوین گے۔ جس سے پہلے پہل ان کے منہ کو دوزخ کی آگ جھلس دیویگی۔ آیت مین منہ سے عذاب کے روکنے کا جو ذکر ہے۔ اس کا مطلب ان حدیثون سے۔ اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے۔ کہ جس نے منہ کے بل گھسیٹے جانے اور اوندھے منہ آگ مین ڈالے جانے سے اپنے آپ کو بچاکر جنت مین داخل ہونے کی سرخروئی حاصل کی وہ بہتر ہے۔ یا جو اس عذاب مین گرفتار ہوا وہ بہتر ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ نافرمان لوگ جب اوندھے منہ دوزخ مین ڈال دئے جاوین گے تو ان کو ذلیل کرنے کے لئے۔ اللہ کے فرشتے ان سے یہ کہوین گے۔ کہ تم لوگ دنیا مین جیسے کام کرتے تھے۔ انکی سزا مین اب یہ دوزخ کا عذاب چکھو۔

كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ

جھٹلا چکے ہین انسے اگلے پھر پہونچا ان پر عذاب جہانسے خبر نہ رکھتے تھے پھر چکھائی ان کو اللہ نے رسوائی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

دنیا کے جیتے اور عذاب آخرت کا اور بڑا ہے اگر یہ سمجھ رکھتے

اوپر قریش مین کے سخت دل اور قابل دوزخ لوگون کا ذکر تھا۔ اس لئے فرمایا۔ کہ ان سے پہلے بھی ایسے لوگ گذر چکے ہین۔ جنہون نے سخت دلی سے اللہ کے رسولون کو جھٹلایا اور ایسے لوگون کا آخر انجام یہ ہوا۔ کہ دنیا اور آخرت کے ناگہانی عذاب مین اللہ تعالےٰ نے ان لوگون کو پکڑ لیا۔ دنیا کے عذاب کا نتیجہ تو فقط اتنا ہی ہوا۔ کہ وہ لوگ ہلاک ہوگئے۔ مگر آخرت کا عذاب سمجھدار کے لئے بہت سخت ہے۔ کہ وہان طرح طرح کا عذاب ہے۔ اور موت نہین ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث اور صحیح بخاری و ترمذی کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخرت کے عذاب کا پورا حال اگر مین لوگون کے سامنے بیان کردون تو لوگ گھربار چھوڑکر جنگل کو نکل جاوین۔ اور سوا رات دن کے رونے کے اور کچھ کام ان سے نہ ہوسکے۔ صحیح بخاری۔ مسلم وغیرہ کے حوالہ سے ابوسعید خدریؓ کی حدیث بھی اوپر گذر چکی ہے۔ کہ جنتیون کی جنت مین اور دوزخیون کی دوزخ مین چلے جانے کے بعد موت کو ذبح کردیا جاویگا۔ یہ حدیثین ولعذاب الاخرۃ اکبر کی گویا تفسیر ہین۔ جن کا حاصل یہ ہے۔ کہ اس عذاب کی سختی بیان سے باہر ہے۔ اور پھر مرکر بھی اس سختی سے چھٹکارہ ممکن نہین ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ قُرْآنًا عَرَبِيًّا

اور ہم نے بیان کی لوگون کو اس قرآن مین سب چیز کی کہاوت کہ شاید وہ سوچین قرآن ہے عربی زبان کا

غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

جس مین کجی نہین کہ شاید وہ بچ چلین

مطلب یہ ہے کہ شرک کی برائیوں اور توحید کی خوبیوں کی مثالیں قرآن شریف میں لوگوں کے سمجھنے کے لئے بیان کردی گئی ہیں مثلاً سورہ الرعد میں جو مثال اس باب میں بیان فرمائی اُس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں یا کسی اور سے مدد چاہتے ہیں اونکی مثال ایسی ہے جسطرح کوئی پیاسا آدمی پانی سے دور کھڑا ہوکر من امید میں رہے کہ پانی خود بخود اسکے مونہہ میں آجاویگا انجام اس بیجا امید کا یہی ہوگا کہ پانی خود بخود کسیکے مونہہ تک آنے کی قدرت نہیں رکھتا اسلئے وہ شخص پیاسا کا پیاسا ہی رہیگا اب جسطرح پانی میں کسیکے مونہہ تک آنیکی قدرت نہیں یہی حال مشرکوں کی پوجا کی مورتوں اور مورتوں کی اصل صورتوں کا ہے۔ کہ اُن کو اللہ تعالےٰ کے کسی کارخانہ میں کچھہ دخل نہیں۔ اس لئے بغیر مرضی الہی کے وہ کسی کو کچھہ نفع نہیں پہونچا سکتے۔ اسی مثال میں فرمایا۔ کہ دعوۃ الحق۔ جسکا مطلب یہی کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو اس طرح پیدا کیا۔ کہ اُس میں کوئی اس کا شریک نہیں اسی سبب سے وہ انسان کی ہر ایک ضرورت سے واقف اور کوئی چیز اُس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ اسی واسطے ہر شخص کو چاہیے کہ خالص دل سے اُس کو اپنا معبود جانے اور اُس سے اپنی ہر ایک ضرورت کے رفع ہونے کی التجا کرے۔ اس طرح کی مثالیں قرآن شریف میں اور بھی بہت ہیں۔ جو جگہ جگہ گذر چکی ہیں قریش کو مکہ کے قحط کے وقت اس طرح کی مثالوں کا تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ اُن کے بتوں سے رفع قحط میں کچھہ مدد نہ ملی آخر اللہ کے رسول کی دعا سے مینہ برسا۔ صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث مکہ کے قحط کے باب میں ایک جگہ گذر چکی ہے۔ آگے فرمایا۔ کہ یہ لوگ عرب ہیں۔ اس لئے جس قرآن میں یہ مثالیں ہیں وہ انکی زبان کے صاف صاف لفظوں میں اُتارا گیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ اُن مثالوں کو سمجھہ کر اللہ سے ڈریں۔ اور شرک سے باز آویں۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی گذر چکی ہے۔ کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھہ لیا ہے۔ کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل۔ ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اگرچہ قرآن میں سمجھہ دار کے لئے مثالیں تھیں۔ زبان بھی خاص قریش کی تھی۔ لیکن قریش میں کے جو لوگ علم الہی میں دوزخی قرار پاچکے تھے۔ اُن کے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی رائیگان جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائیگان جاتا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک مرد ہے کہ اُسمیں کئی شریک ضدی ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کوئی برابر ہوتی ہے اُنکی کہاوت سب خوبی اللہ کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝

پر وہ بہت لوگ سمجھہ نہیں رکھتے بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں پھر مقرر تم دن قیامت کے اپنے رب کے آگے جھگڑو گے

شرک کی برائی اور توحید کی خوبی کی جس طرح کی ایک مثال اوپر گذری اُس طرح کی یہ دوسری مثال ہے عرب میں غلاموں کا

منزل ۶

ع ۳ ۱۰ ۱۷

بہت دستور ہے - اِس دستور کے موافق کسی غلام کا ایک آقا ہے - اور کسی کے کئی آقا ہین پہلی صورت مین آقا تو جدا جھگڑتے رہتے ہین - مثلاً کوئی غلام کو بازار مین بیچکر خرید و فروخت کی خدمت چاہتا ہے - اور کوئی غلام سے گھر کا کام لینا چاہتا ہے غلام جدا کش مکش مین رہتا ہے - کہ ایک آقا کی خدمت کرے تو دوسرا ناراض ہو جاتا ہے - حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین - کہ یہ مثال مشرک اور صاحب توحید کے باب مین ہے - کیونکہ جو شخص ایک آقا کا غلام ہے - اُس کا آقا اُس کی خبر گیری کرتا ہے - اور وہ اپنے آقا کی دل سے خدمت بجالاتا ہے - یہی حال صاحب توحید کا ہے - کہ وہ اپنے مالک حقیقی کی فرمانبرداری کرتا ہے - اور وہ مالک حقیقی اُسکو رزق دیتا ہے - اور جو شخص کئی آقاؤن کی غلامی کی کشمکش مین ہے اُس کا حال مشرک کا ہے کہ جھوٹے مالکون کی فرمانبرداری کے سبب سے مالک حقیقی اُس سے ناخوش ہے - اور ظاہر مین اگرچہ یہ مشرک شیطان کے بہکانے سے اُس مالک حقیقی کی فرمانبرداری مین غیرون کو شریک کرتے ہین - مگر اُن کے دل جانتے ہین - کہ مصیبت کے وقت سوا اُس مالک حقیقی کے اور کوئی مدد نہین کرسکتا اسیواسطے مصیبت کے وقت یہ لوگ خالص اللہ ہی سے مصیبت ٹل جانیکی التجا کرتے ہین - چنانچہ کشتی کی سواری اور ڈوبنے کے خوف کے وقت ان لوگون کی جو حالت ہوتی ہے - اُس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے -

الحمد للہ - اس کا مطلب یہ ہے - کہ اللہ کی ذات پاک مین جو خوبی ہے - اُس کو نافرمانون کے دل بھی جانتے ہین بل اکثرہم لایعلمون - اِس کا مطلب یہ ہے - کہ مصیبت کے وقت اگرچہ اللہ تعالےٰ کی خوبی کو اِن لوگون کے دل جانتے ہین - مگر راحت کے وقت شیطان کے بہکانے سے اُن مین کے اکثر لوگ اُس حالت پر قائم نہین رہتے - عرب مین شاعر بہت ہوتے ہین - اور عرب لوگ جن شاعرون کو اپنا مخالف سمجھتے تھے - اُن شاعرون کی موت کی تمنا کیا کرتے تھے - قریش بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر خیال کرکے آپ کی وفات کی تمنا کیا کرتے تھے - اُس کا جواب اللہ تعالےٰ نے یہ دیا کہ موت سے تو کوئی بچنے والا نہین لیکن بہکانے والون کے بہکانے سے اب یہ لوگ اللہ کے رسول کو شاعر بتلاتے رہے ہین - قیامت کے دن جب یہ بہکنے والے اور بہکانے والے اللہ تعالےٰ کے روبرو جھگڑین گے - اور ایک دوسرے کو لعن طعن کرے گا - اُس وقت اصلی حال کھلجاویگا ان مشرکون کا اپنے بہکانے والون اور سب بہکانے والون کے سرگروہ شیطان سے قیامت کے دن جو جھگڑا ہوگا - اِس کا ذکر سورہ ابراہیم اور سورہ سبا مین گذر چکا ہے - وہی آیتین ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون کی گویا تفسیر ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث گزر چکی ہے - کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے - کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت مین جانے کے قابل کام کرین گے - اور کتنے دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل - اِس حدیث کو پہلی آیت کی تفسیر مین بڑا دخل ہے - جس کا حاصل یہ ہے - کہ آیت مین جو مثال بیان کی گئی - وہ ہر وقت قریش کی آنکھون کے سامنے تھی - کیونکہ قوم کے لوگون مین سینکڑون غلام اُن دونون قسمون کے موجود تھے - جنکا ذکر آیت مین ہے - اِس واسطے جو حالت دونون قسمون کے غلامون کی آیت مین ہے - وہ قریش مین کا ہر شخص خوب جانتا تھا - اور جس بات کے جتلانے کے لئے یہ مثال بیان کی گئی تھی - مکہ کے قحط کے وقت وہ بات بھی ظہور مین آچکی تھی کہ اِس قحط مین اِن بت پرستون کے

منزل ۶

بت کچھ کام نہ آئے - یہ سب کچھ تو تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق اُن میں کے جو لوگ دوزخ میں جھونکنے کے قابل قرار پا چکے تھے - اُنکو نہ آیت کی مثال نے کچھ ہوشیار کیا نہ مکہ کے قحط کے تجربہ نے - آخر انجام یہ ہوا کہ بدر کی لڑائی کے وقت وہ شرک کی حالت میں مارے گئے - اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے - جس عذاب کے جتانے کے لئے - اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پایا - چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس ؓ بن مالک کی روایت سے یہ قصہ اوپر گذر چکا ہے -

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

پھر اُس سے ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھہراؤ منکروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ

اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا جس نے اسکو وہی لوگ ہیں ڈر والے انکو ہے

مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝

جو چاہیں اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا نیکی والوں کا

اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرنا - اور اللہ کو صاحب اولاد ٹھہرانا یا بتوں کے نام پر جانور چھوڑ کر اُن کو حرام قرار دینا بھی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے - وکذب بالصدق اس کا مطلب قرآن کو جھٹلانا کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے - پھر فرمایا کہ اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں اور اللہ کے کلام کو جھٹلانے والوں کا ٹھکانا دوزخ ہے - پھر فرمایا اللہ کے رسول جو اللہ کا کلام لوگوں کی ہدایت کے لئے لائے اور اُمت میں کے وہ اللہ سے ڈرنے والے لوگ جنہوں نے اللہ کے کلام کو دل سے سچا جان کر اُس کی نصیحت کے موافق عمل کیا - اس کا ٹھکانا جنت ہے - جس میں ہر طرح کی نعمتیں موجود ہیں - جس چیز کو اُن کا جی چاہے گا وہ اُسی وقت موجود ہو جاوے گی - آخر کو فرمایا خالص دل سے عبادت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ایسا ہی بدلا دیوے گا - کہ جو نعمت وہ چاہیں وہ اُن کو ملے - حاصل کلام یہ ہے - کہ پہلی آیت میں اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں اور اللہ کے کلام کو جھٹلانے والوں کا ذکر مذمت کے طور پر فرما کر اُن کا انجام بتلایا - اور آخر کی دونوں آیتوں میں نیک لوگوں کا ذکر تعریف کے طور پر فرما کر اُن کا انجام جتلایا - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ ؓ اشعری کی حدیث گذر چکی ہے - جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی - اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے - اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے - جس کا حاصل یہ ہے - کہ جس طرح مینہ کا پانی عام فائدہ کے لئے برستا ہے - اسی طرح اگرچہ قرآن کی نصیحت سب کے فائدہ کے لئے تھی - لیکن جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائیگان جاتا ہے - اسی طرح جن لوگوں کا ذکر پہلی آیت میں ہے اُن کے حق میں قرآن کی نصیحت رائیگان گئی - اور اچھی زمین میں جس طرح مینہ کے پانی کا اچھا ظہور ہوتا ہے - جن لوگوں کا ذکر آخر کی دونوں آیتوں میں ہے اُن کے حق میں قرآن کی نصیحت کا وہی ظہور ہوا -

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

تا اتارے اللہ اُنسے بُرے کام جو کئے تھے اور بدلے میں دے انکا نیگ بہتر کاموں کا جو کرتے تھے

برائی جو شامت نفس کے سبب سے آدمی سے ہو جاتی ہے ۔ اُس کے دور کرنے کی چند صورتیں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں ایک تو توبہ ہے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وقت آدمی گناہ کرے ۔ اور پھر اپنے گناہ کا اقرار کرے ۔ اور شرماوے ۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کا گناہ معاف فرما دیتا ہے ۔ اور اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے ۔ جب تک قیامت کے قریب آفتاب پچھم کی طرف سے نکلے گا ۔ اُس وقت تک دنیا میں جو گنہگار لوگ ہوں گے اُن کی توبہ قبول ہو سکتی ہے ۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے سے پہلے جو شخص توبہ کرے ۔ اُس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے ۔ یہ تو عام دنیا بھر کے گنہگاروں کی توبہ قبول ہونے کا وقت ہے ۔ اس عام وقت کے اندر خاص خاص گناہگار لوگ موت کے وقت روح کے حلقوں میں آجانے سے ایک خراٹا جو لگتا ہے ۔ اُس خراٹے سے پہلے اگر توبہ کرلیویں گے ۔ تو اُن کی توبہ قبول ہو جاوے گی ترمذی اور ابن ماجہ کی عبد اللہ بن عمر رض کی روایت میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے ۔ ترمذی نے اس حدیث کو معتبر قرار دیا ہے صحیح مسلم میں ابو موسےٰ اشعری سے روایت ہے ۔ کہ آفتاب کے مغرب سے نکلنے تک رات دن میں دو دفعہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کا ہاتھ پھیلاتا ہے ۔ تاکہ دن کا گنہگار رات کو اور رات کا گنہگار دن کو توبہ کرے تو فوراً اُس کی توبہ قبول ہو جاوے ۔ ماسوا توبہ کے چند نیک عمل بھی ایسے ہیں ۔ کہ اُن سے گناہ دور ہو جاتے ہیں چنانچہ سورہ ہود کی آیت ان الحسنات یذہبن السیئات میں اُس کی تفسیر گذر چکی ہے ۔ اور صحیحین کے حوالہ سے اُس آیت کی شان نزول بھی گذر چکی ہے ۔ کہ ایک شخص نے صحبت سے کم درجہ کی کچھ بیہودہ باتیں ایک عورت سے کی تھیں ۔ اُس پر اللہ تعالےٰ نے فرض پانچوں نمازوں کا ذکر فرما کر یہ فرمایا ۔ کہ نیک کاموں کے طفیل سے برائیاں جاتی رہتی ہیں ۔ اور رمضان کے روزوں اور شب قدر کے جاگنے کو حضرت ابو ہریرہ رض کی صحیحین کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ اس سے رمضان سے پہلے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح صحیح مسلم کی ابو قتادہ کی روایت میں آپ نے فرمایا کہ عرفہ کے دن کے روزے سے دو برس کے اور عاشورہ کے دن کے روزے سے برس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح صحیحین کی حضرت ابو ہریرہ رض کی حدیث میں حج کو آپ نے فرمایا ہے ۔ کہ جس کا حج قبول ہو جاوے ۔ وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے ۔ جس طرح آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ۔ اسی طرح حدیث شریف میں اور بھی نیک کاموں کا ذکر ہے ۔ اب توبہ اور نیک کاموں سے جو گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ اُن کے علاوہ کچھ گناہ اگر بعضے لوگوں کے نامہ اعمال میں باقی رہجاویں گے ۔ اور اللہ کو اُن لوگوں کا بخشنا منظور ہو گا ۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُن کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیوے گا چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رض سے روایت ہے ۔ جس کا حاصل یہ ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا قیامت کے دن کا حال بیان فرمایا ۔ کہ اللہ تعالےٰ ایک شخص کے کبیرہ گناہ اُس کے نامہ اعمال سے الگ کر کے فقط صغیرہ گناہ جو اس شخص نے دنیا

منزل ۶

مین کئے تھے۔ وہ اسکو دکھلا دے گا۔ جب وہ شخص ان گناہون کا اقرار کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ حکم دیوے گا۔ کہ اُس کے ہر گناہ کے بدلہ مین نیکی بدل دی جاوے یہ حکم سنکر وہ شخص کہوے گا۔ یا اللہ مین نے تو سوا ان صغیرہ گناہون کے بڑے بڑے گناہ بھی دنیا مین کئے تھے وہ کہان ہین۔ اس شخص کا یہ بیان ذکر کرکے آپ کو ہنسی آئی۔ اور خوب ہنسے۔ اور حدیثون مین بھی اس طرح گناہون کے یا نیکیون کے ساتھ بدل جانے کا ذکر آیا ہے یہ تو گناہون کے دور ہو جانے کا ذکر ہوا۔ نیک عملون کے بدلہ مین بہتر چیز کے دینے کا تذکرہ جو اس آیت مین ہے۔ اُس کا ذکر اوپر حضرت ابو ہریرہؓ کی صحیحین کی روایت مین گذر چکا ہے کہ دس درجہ سے لیکر سات سو تک ایک نیکی کا ثواب ملیگا۔ اور بعضی حدیثون مین اس سے بھی زیادہ کا ذکر آیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جن نیک لوگون کا ذکر اوپر کی آخری دو آیتون مین ہے۔ اُن کی نیکیون کا ثواب بڑھا کر اور اُن کے گناہون کو معاف فرما کر اللہ تعالےٰ اُنہین جنت مین داخل کرے گا۔ تاکہ جنت مین اُن کو عالی مقام ملے۔ اور گناہون کے معاف ہو جانے کے سبب سے وہ بالکل دوزخ سے دور رہین۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ۝

کیا اللہ بس نہین اپنے بندے کو اور تجکو ڈراتے ہین اُنسے جو اُسکے سوائے ہین اور جسکو راہ بہلاوے اللہ تو کوئی نہین اُسکو راہ دینے والا اور جسکو راہ سوجہا دے اللہ اُسکو کوئی نہین بہلانیوالا کیا نہین ہے اللہ زبردست بدلا لینے والا

جن آیتون مین مشرکین کی ٹھاکرون کی مذمت ہوتی تھی۔ اُن آیتون کو سنکر یہ مشرک لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ٹھاکرون کی طرف سے ڈراتے تھے۔ کہ ان مشرکون کے ٹھاکر آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیوین گے۔ اُس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتین نازل فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے۔ اور رسول کی حمایت کے لئے کافی ہے۔ بغیر مرضی اللہ کی کسی کی کیا مجال ہے۔ جو اللہ کے رسول کو کچھ نقصان پہنچا سکے۔ مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکون کو اپنے ٹھاکرونکی بےبسی معلوم ہو چکی ہے۔ اُس پر بھی یہ لوگ اپنے ٹھاکرون کو صاحب اختیار جو گنتے ہین۔ اُس کا سبب بھی ہے۔ کہ اللہ کے علم غیب مین یہ لوگ گمراہ ٹھہر چکے ہین۔ کیونکہ جو لوگ اللہ کے علم غیب مین راہ راست پر آنے والے ٹھہرے ہین۔ وہ ایسی نادانی کی باتین منہ سے نہین نکالتے۔ پھر فرمایا یہ تو اپنے ٹھاکرون سے ڈراتے ہی رہین گے۔ اللہ تعالےٰ کے کارخانہ مین ان لوگون کی ایسی باتون کی سزا کا وقت آجاوے گا تو وہ ایسا زبردست بدلا لینے والا ہے۔ کہ اُس کے بدلا لینے کے وقت اُن کا کوئی ٹھاکر اُن کے کچھ کام نہ آوے گا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ کہ بدر کی لڑائی کے وقت اس طرح کے بدلا لینے کی آیتون کا یہ ظہور ہوا۔ کہ ان مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے حامی و مددگار اس لڑائی مین مارے گئے۔ اور مرتے ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو گئے۔ جس عذاب کے جھٹلانے کے سبب اللہ کے رسول نے اُن لوگون کی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے بدلہ لینے کے وعدہ کو سچا پا لیا۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ
اور جو تو اُنسے پوچھے کسنے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جنکو پوجتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ
اللہ کے سوائے اگر چاہے اللہ مجہپر کچہ تکلیف وہ ہیں کہ کھولدیں تکلیف اُسکی ڈالی یا وہ چاہے مجہپر مہر

هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○
وہ ہیں کہ روکدیں اُسکی مہر تو کہہ مجکو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکہتے ہیں بھروسہ رکہنے والے

صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ قوم نوح میں کچھ نیک لوگ مر گئے تھے۔ جن کے مرجانے کا رنج قوم کے لوگوں کو بہت تھا۔ شیطان نے موقعہ پاکر قوم کے لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا۔ کہ ان نیک لوگوں کی صورت کے بت بناکر نگاہ کے روبرو رکھ لئے جاویں۔ تو اُن نیک لوگوں کے آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جانے کا رنج کچھ کم ہو جاوے گا۔ قوم کے لوگوں نے اس شیطانی وسوسہ کے موافق عمل کیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ اُس ملعون نے اس وسوسہ سے جہان میں یہ بات پھیلائی۔ کہ جو کوئی ان نیک لوگوں کی مورتوں کو پوجے گا۔ تو یہ نیک لوگ بارگاہ الٰہی میں اُس کی شفاعت کریں گے۔ اسی واسطے مشرک لوگ پشت در پشت بتوں کو شفعاؤنا عند اللہ کہتے چلے آئے۔ اور خالق اور رازق اللہ کو ہی سمجھتے رہے۔ مشرکوں کی اس بات پر اُنہیں یوں قائل کیا گیا ہے۔ کہ اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ مخلوقات کے پیدا کرنے میں جب ان بتوں کا کچھ دخل نہیں ہے۔ تو اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی تکلیف کو ٹالدینے یا راحت کو تکلیف سے بدل دینے میں نہ اُن کو کچھ دخل ہے۔ نہ اُن کے نقصان پہونچانے سے میں کچھ ڈرتا ہوں۔ مجکو تو فقط اللہ ہی کافی ہے۔ جس پر سب کا بھروسہ ہے۔ اور جس کے اختیار میں ساری مخلوقات کا نفع اور نقصان ہے۔ مسند امام احمد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے صحیح روایت ہے۔ جس میں اللہ کے رسول کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوقات کسی شخص کو کچھ نفع یا نقصان پہونچانے کا ارادہ کرے۔ تو بغیر مرضی الٰہی کے نہ کسیکو کوئی نفع پہونچا سکتا ہے۔ نہ نقصان یہ حدیث اللہ پر بھروسہ رکھنے کی گویا تفسیر ہے اس تفسیر میں یہ بات ایک جگہ گذر چکی ہے۔ کہ دنیا عالم اسباب میں ظاہری اسباب کو کام میں لاکر اُن اسباب کی تاثیر کو اللہ پر سونپنا شریعت میں بھی معنے اللہ پر بھروسہ رکھنے کے ہیں۔ یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ ظاہری اسباب کو آدمی بالکل کام میں بھی نہ لاوے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ تجارت زراعت سب کچھ کرتے تھے۔ اور اپنا اصل بھروسہ اللہ پر رکھتے تھے اور خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ عبداللہ بن عمر کی روایت میں فرمایا اللہ تعالے نے میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ کے نیچے رکھا ہے۔ عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث مسند امام احمد میں ہے اور اس کی سند کے ایک راوی عبدالرحمن بن ثابت ابن ثوبان کو اگرچہ بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ابن معین نے ان عبدالرحمن کو معتبر اور ابو حاتم نے ثقہ کہا ہے علاوہ اس کے مصنف ابن ابی شیبہ میں بعضی مرسل روایتیں معتبر سند کی ایسی ہیں۔ جن سے اس روایت کو

منزل ۶

تقویت ہو جاتی ہے ۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

تو کہہ اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے کس پر آتی ہے آفت

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ

کہ اسکو رسوا کرے اور اترتی ہے اسپر مار سدا کی ہمنے اتاری ہے تجہپر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ

اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

پھر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی کہ بہکا وے اپنے بُرے کو اور تجہپر انکا ذمہ نہیں

اوپر یہ ذکر تہا کہ ہر کام میں آدمی کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے اب ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے کہدو کہ میں تو اللہ پر اپنا بھروسہ رکھکر تمکو نصیحت کرے جاؤں گا تم اگر میری نصیحت کو نہیں مانتے تو جو کچھہ تم کر رہے ہو وہ کرو اب آگے تمہیں اوسکا خمیازہ دنیا اور آخرت میں بھگتنا پڑیگا - صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سردار دنیا میں نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ آئندہ کی خرابی کا وعدہ قریش سے جن آیتوں میں تہا انس بن مالک کی یہ حدیث گویا اون سب کی تفسیر ہے اوسکے موافق ان آیتوں میں عذاب دنیا اور عذاب آخرت کا جو وعدہ ہے یہی حدیث اوسکے ظہور کی بھی تفسیر ہے کیونکہ اس حدیث سے عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم کا مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے اس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دین کی وہ سچی باتیں تم پر نازل فرمائی ہیں کہ جسنے اون پر عمل کیا وہ بھلائی کو پہونچا اور جو اس راستہ سے بہکا وہ خرابی میں پڑگیا اور اے رسول اللہ کے ان بہکنے والوں کی گمراہی کا کچھہ الزام تمہارے ذمہ نہیں ہے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے نتیجہ کا ظہور ہے جو ضرور ہو کر رہے گا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھہ دیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانیکے قابل کام کریں گے اور کتنے آدمی دوزخ میں جہونکے جانے کے قابل - یہ حدیث وما انت علیہم بوکیل کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول کا کام فقط نصیحت کا کر دینا ہے رہا اوس نصیحت کا نتیجہ وہ اللہ تعالےٰ کے علم غیب کے موافق ہے اوسکی ذمہ داری اللہ کے رسول پر نہیں ہے مثلاً اللہ کے رسول کی نصیحت کے اثر سے سارے قریش اسلام کے تابع کیوں نہوئے اسکا کچھہ الزام اللہ کے رسول پر نہیں ہے ۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا

اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو اُنکے مرنے کا اور جو نہیں مریں اُنکے نیند میں پھر رکھہ چھوڑتا ہے جنپر

منزل ۶ ع ۱

الموت ويرسل الاخرى الى اجل مسمى ان فى ذلك لايت لقوم يتفكرون ٥

مرنا نہیں ایا ہے اور بہیجتا ہے دوسرونکو ایک ٹہیرے وعدے تک البتہ اسمین پتے ہیں ان لوگونکو جو دہیان کریں

شاہ صاحب نے اپنے اردو فائدہ میں یہ جو لکہا ہے کہ نیند میں جو جان کہنچی ہے یہ جان وہ ہے جسکو ہوش کہتے ہیں اور ایک جان جس سے سانس چلتا ہے اور نبضیں اوچلتی ہیں اور کہانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسرے ہے وہ موت سے پہلے نہیں کہنچتی مفسرین میں سے یہ قول ابراہیم بن سری زجاج کا ہے۔ قشیری اور بعضے اور مفسروں نے اس قول پر اعتراض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ آیتہ کے مضمون سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیند اور موت کے وقت ایک ہی چیز ہے جو کہنچتی ہے اگر نیند کی حالت میں وہ کہنچ کر پہر جسم میں نہ آئے تو مردہ ہے اور اگر پہر جسم میں آگئی تو زندہ ہے صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ کی سونے کے وقت کی دعا کی بڑی ایک حدیث ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ اگر سونے کی حالت میں جان جو جسم سے الگ ہوئی ہے اوسکو تو روک رکہے تو اوس جان پر اپنا رحم کر اور اگر وہ جان پہر جسم میں آوے تو اوسکو نیک کام کرنیکی توفیق عنایت فرما اسیطرح صحیح بخاری و مسلم میں براء بن العازب سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا سوتے وقت یوں کہنا چاہیے یا اللہ اپنی جان تجہکو سونپتا ہوں ان صحیح حدیثوں سے قشیری کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے کہ ایک ہی جان ہے جو نیند میں کہنچ جاتی ہے اور پہر جسم میں وہ نہ آوے تو آدمی مردہ ہو جاتا ہے۔ رہی یہ بات کہ سوتے آدمی اور مردہ میں تو فرق ہے سوتے آدمی کی نبضیں چلتی رہتی ہیں سانس چلتا رہتا ہے کہانا ہضم ہوتا ہے سوتے وقت جاں کنی کی تکلیف آدمی کو نہیں ہوتی موت اور نیند کے جان کے کہنچنے میں کیا فرق ہے اسکا جواب حضرت علیؓ نے یہ دیا ہے کہ نیند کے وقت روح کا تعلق جسم سے موت کے وقت کی طرح بالکل الگ نہیں ہوتا بلکہ جسطرح آفتاب آسمان پر ہے اوسکی شعاع زمین پر ہے نیند کی حالت کی جسم اور روح کی جدائی اسی طرح کی ہے اور موت کے وقت جسم اور روح کی جدائی ایسی ہے جسطرح قیامت میں آفتاب کا نور آفتاب کے جرم سے بالکل الگ کر دیا جاوے گا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں تفسیر ابراہیم بن منذر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں جو حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایتہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ انسان کے بدن میں روح اور نفس دو چیزیں ہیں سونے کی حالت میں روح بدن میں رہتی ہے اور نفس نکلجاتا ہے مسند عبد بن حمید میں جو روایتہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ایک ہی چیز جسکو روح کہتے ہیں انسان کے بدن میں ہے اور مرنے کے وقت وہی جسم سے نکل جاتی ہے اور خواب میں مردونکی روح سے ملتی ہے اور بات چیت کرتی ہے مسند عبد بن حمید کی روایتہ اوپر کی صحیح حدیثوں کے موافق ہے اسواسطے یہی قول صحیح ہے۔ بعضے متکلمین نے کہا ہے ہر نبی کے جسم میں پانچ روحیں ہوتی ہیں اور ہر مومن کی جسم میں تین روحیں لیکن یہ قول دلیل شرعی کا محتاج ہے۔ ان فی ذالک لآیات لقوم تیفکرون۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ نیند میں جان کا جسم سے الگ ہوجانا اور جاگنے کے وقت پر اوسکا جسم میں آجانا دہیان کرنے والوں کے لئے حشر کے ایک ایسی بڑی نشانی ہے جو بہت سی نشانیوں کے برابر ہے۔ صحیح بخاری میں حذیفہ بن الیمان سے اور صحیح مسلم

براء بن العازب سے جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوتے اوٹھ کر یہ فرمایا کرتے تھے سب تعریف اوسی اللہ کے لئے شایان ہے جسنے ہمکو نیند کی مردنی سے جس طرح زندہ کیا اسی طرح وہ ہمکو قبروں سے اوٹھاویگا۔ ان روایتوں کو آیۃ کے آخری ٹکڑے کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جن کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ نیند کی حالت میں جان کا جسم سے الگ ہو جانا اور جاگنے کی حالت میں اوس کا پھر جسم میں آجانا حشر کا پورا نمونہ ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلۡ اَوَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَعۡقِلُوۡنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ

کیا اُنہوں نے پکڑے ہیں اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے توکہہ اگرچہ انکو اختیار نہو کسی چیز کا اور نہ بوجھ تو بھی توکہہ اللہ

الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا ؕ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

کے اختیار ہے سفارش ساری اسیکا راج ہے آسمان و زمین میں پھر اُسیکے طرف پھیرے جاؤگے

صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ اوپر گزر چکی ہے کہ قوم نوح میں کے بعضے نیک لوگ جب مر گئے اور آنکے مر جانے کا قوم کے لوگوں کو رنج ہوا تو پہلے پہل شیطان نے قوم کے لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اون نیک لوگوں کی صورتوں کے بت بنا کر آنکھوں کے سامنے رکھ لئے جاویں تو اون نیک لوگوں کے آنکھوں کے سامنے سے اوٹھ جانے کا رنج کچھ کم ہو جاویگا پھر ان لوگوں کی نسل میں رفتہ رفتہ اس وسوسہ شیطانی اون بتوں کی پوجا اس وسوسہ سے پھیلا دی کہ جو کوئی ان نیک لوگوں کی مورتوں کو پوجے گا تو یہ نیک لوگ بارگاہ الٰہی میں اوس کی شفاعت کریں گے غرض اس وسوسہ شیطانی کا جو اثر قدیم سے بت پرستوں میں چلا آتا تھا اسی کے موافق قریش بھی یہ کہتے تھے کہ جن بتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں یہ نیک لوگوں کی مورتیں ہیں اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی ان نیک لوگوں کی مورتوں کو پوجے گا تو یہ نیک لوگ بارگاہ الٰہی میں اوس کی شفاعت کریں گے۔ ان مشرکوں کی اس بات کا ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس میں دیا تھا کہ نیک لوگوں کی شفاعت تو درکنار قیامت کے دن وہ نیک لوگ اللہ کو گواہ قرار دیکر اس پوجا سے اپنی بیزاری اور برات ظاہر کرینگے۔ یہاں جو مشرکوں کی اوس بات کا جواب دیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ مورتوں کے اصل صورتوں والے تو اس شفاعت سے بیزار اور یہ پتھر کی مورتیں بیجان ناسمجھ بالکل بے بس ہیں اسلئے یہ فقط ایک شیطانی وسوسہ ہے جسنے ان لوگوں کو اس بے ٹھکانے شفاعت کے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر کی نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں سفارش کرینگے مگر بارگاہ الٰہی میں آنکی سفارش منظور نہ ہوگی۔ اس حدیث کو آخری آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن جب سب مخلوقات اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوگی تو شفاعت کا منظور کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہوگا یہانتک کہ برخلاف مرضی الٰہی کے ابراہیم علیہ السلام آزر کی نجات کی شفاعت کرینگے جو منظور نہ ہوگی۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيۡنَ

اور جب نام لیجے اللہ کا نرا رک جاویں دل اُنکے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجے

منزل ۶

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اسکے سوائے اور ونکا بھی وہ لگیں خوشیاں کرنے تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان وزمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے

اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

توہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جسچیز میں وہ جھگڑ رہے تھے

مشرکین مکہ جو کہتے تھے کہ ہم نیک لوگونکی مورتوں کی پوجا اسلئے کرتے ہیں کہ وہ نیک لوگ بارگاہ الٰہی مین ہماری سفارش کرینگے ان مشرکین کی اس بات کا ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس مین دیا تھا جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن وہ نیک لوگ بجائے سفارش کے ان مشرکون کے شرک سے اپنی بیزاری ظاہر کرین گے دوسرا جواب اس بات کا ان آیتون مین ہے جن کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی جن آیتون مین اکیلے اللہ کا نام آوے تو ان آیتون کو سنکر ان اللہ کے سامنے کھڑے ہونے والے منکرون کے دل مین نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور جب انکے بتون کا نام آوے تو انکے دل خوش ہو جاتے ہیں یہ سفارش کی امید کا طریقہ نہین ہے بلکہ یہ مشرکون کا طریقہ ہے جن مشرکون کے حق مین اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ جسطرح اونٹ سوئی کے ناکے مین نہین جا سکتا اسی طرح مشرک کی نجات بھی نہین ہو سکتی اسی واسطے ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کی سفارش کرینگے اور وہ منظور نہ ہوگی ان مشرکین کی حالت تو آزر سے بھی بدتر ہے کہ انکی سفارش کو تو کوئی کھڑا بھی نہ ہوگا بلکہ جن سے انکو سفارش کی امید ہے وہ بجائے سفارش کے انسے بیزاری ظاہر کرینگے اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے اگر اس فہمایش کے بعد بھی یہ لوگ اپنے جھوٹے جھگڑونکی باتون سے باز نہ آوین تو تم انکا فیصلہ اللہ پر سونپ دو اس نے آسمان و زمین سب کچھ پیدا کیا ہے اسلئے آسمان و زمین مین کی کوئی ظاہر و باطن حالت اسکے علم سے باہر نہین ہے وہ اپنے علم کے موافق وقت مقررہ پر انکے سب چھوٹے جھگڑون کا جب فیصلہ کر دیگا تو انکی آنکھین کھل جاوینگی قیامت کے دن ایسے لوگون کا جو فیصلہ ہوگا اوسکی تفصیل سورہ الحاقہ مین آویگی جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ جب اپنے اعمال نامون مین اول سے آخر تک بدیان لکھی ہوئی دیکھین گے تو بہت پچتاوینگے اور یہ بے وقت کا پچتانا انکے کچھ کام نہ آویگا آخر ان کی گردنون مین طوق ڈالدیا جاویگا اور زنجیرون مین انکی جماعتون کو پرویا جاکر دوزخ مین جھونک دیا جاویگا۔ مسند امام احمد ترمذی وغیرہ مین چند صحابہ کی معتبر سندا تین مین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اون زنجیرون مین سے ہر ایک زنجیر کی لمبائی چالیس برس کے راستہ کے فاصلہ کی برابر ہوگی سورۃ الانبیا مین گزر چکا ہے کہ ان لوگون کو ذلیل کرنے کے لئے اونکے اون بتون کو بھی دوزخ مین ڈالدیا جاویگا جنکی یہ لوگ پوجا کرتے تھے۔ مسند امام احمد ترمذی نسائی اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایۃ سورہ ص مین گزر چکی ہی جس کا حاصل یہ ہے کہ ابوطالب کی بیماری کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش ابوطالب کے گھر پر جمع ہوئے اور اس مجلس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر سنکر بڑی نفرت کے ساتھ قریش وہان سے اوٹھ کھڑے ہوئے یہ قصہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ اکیلے اللہ کے ذکر کو سنکر اون لوگون کے دل مین ایک نفرت پیدا ہو جاتی تھی۔ سورہ والنجم کی تفسیر مین صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ آویگی کہ سورہ والنجم کے ختم پر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

منزل ۶

سجدہ کیا تو آپکے ساتھ مشرکین مکہ نے بھی سجدہ کیا مشرکین مکہ کے سجدہ کرنے کا سبب جو تفسیر ابن جریر ابن ابی حاتم وغیرہ مین چند روایتوں سے بیان کیا گیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جب مکہ مین سورہ والنجم نازل ہوئی اور اس سورہ کی آیۃ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری کو اللہ کے رسول نے پڑھا تو شیطان نے مشرکین مکہ کے کانون مین کچھ ایسے لفظ پھونکدئے جنسے ان بتون کی تعریف نکلتی تھی اسواسطے ختم سورہ پر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اپنے بتون کی تعریف کی خوشی مین مشرکین مکہ نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اسکے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھون نے شیطان کی شرارت کا حال کھولدیا یہ قصہ اس بات کی تفسیر ہے کہ مشرکین مکہ اپنے بتون کی تعریف سنکر بہت خوش ہوتے تھے۔ محی الدین ابن عربی قاضی عیاض وغیرہ نے اگرچہ اس قصہ کو غلط ٹھہرایا ہے لیکن سورۃ الحج مین گذر چکا ہے اور سورہ والنجم مین آویگا کہ اس مرسل روایۃ کے تین طریقہ صحیح ہین جس سے ایک روایۃ کو دوسری روایۃ سے تقویت ہوجاتی ہے بغیر ذکر صحابی کے تابعی کی روایۃ کو مرسل کہتے ہین۔ مفسرین کی بڑی جماعت کا یہ مذہب ہے کہ تفسیر کے باب مین تابعیون کا قول صحابہ کے قول کے برابر ہے اور صحابہ کا قول حدیث نبوی کے برابر ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عقلی تفسیر کی ممانعت جو فرمائی ہے اوس ممانعت سے صحابہ اور تابعین بے خبر نہین ہین اسلئے اس باب مین صحابہ جو کچھ کہتے ہین وہ اللہ کے رسول سے سنکر کہتے ہین۔ اس قاعدہ کے موافق تفسیر کے باب مین صحیح مرسل روایۃ کا جو اعتبار کیا جاسکتا ہے وہ ظاہر ہے اسواسطے امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر مین مجاہد کے قول کا جگہ جگہ اعتبار کیا ہے۔ مجاہد بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباس کے نامی شاگرد اور ثقہ تابعی ہین۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ایک منکر حشر کو قیامت کے دن اللہ تعالی اپنے روبرو کھڑا کرکے دنیا کی طرح طرح کی نعمتین یاد دلاویگا اور یہ منکر حشر شخص اون نعمتوں کا جب اقرار کریگا تو اللہ تعالی فرماویگا کہ جس اللہ نے وہ سب نعمتین پیدا کی تھین کبھی تیرے دل مین یہ خیال بھی آیا تھا کہ ان نعمتون کے حساب و کتاب کے لئے ایک دن تجھکو اوس کے روبرو کھڑا ہونا پڑے گا وہ منکر حشر شخص کہویگا نہین یہ خیال تو میرے دل مین کبھی نہین آیا اسپر اللہ تعالی فرماویگا جسطرح تونے دنیا مین میرے روبرو کھڑا ہونے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح بھولی ہوئی چیز کے طور پر آج مین بھی تجھکو اپنی نظر رحمت سے دور ڈالدیتا ہون۔ آیتون مین لایومنون بالآخرۃ جو فرمایا یہ حدیث اوس کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انتظام الٰہی مین جب حشر اور قیامت کا قائم ہونا ٹھہر چکا ہے تو ان منکرین حشر کے انکار حشر سے کچھ نہین ہوسکتا بلکہ انتظام الٰہی کے موافق ناگہانی طور پر ایک دن اللہ کے روبرو ان لوگونکو کھڑا ہونا پڑے گا اور حشر کے انکار کا جرم ان لوگون کو اللہ کی رحمت سے دور ڈالدیگا جس کا نتیجہ وہی ہوگا جو سورہ الحاقہ کے حوالہ سے اوپر گذرا۔ صحیح مسلم مین حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کی نماز کے لئے اوٹھا کرتے تھے تو آخری آیۃ کے لفظون کو دعا مین شریک کرلیا کرتے تھے۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ

اور اگر گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ سب دے ڈالیں اپنی چھڑوائی میں بری طرح کی

منزل ۶

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ

مارے دن قیامت کے اور نظر آیا اونکو اللہ کیطرف سے جو خیال نہ رکھتے تھے اور نظر آئی انکو برے کام

مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اپنے جو کمائے تھے اور الٹ پڑا انپر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے

حشر کے منکر لوگون کے حق مین قیامت کو جو فیصلہ ہوگا اوپر اوس کا ذکر تھا ان آیتون مین اوس عذاب کا ذکر ہے جو اس فیصلہ کے موافق ان لوگون کو بھگتنا پڑیگا حاصل مطلب یہ ہے کہ جس عذاب کو یہ لوگ دنیا مین مسخراپن سمجھتے تھے قیامت کے دن وہ عذاب ہوگا کہ انکو وہم و گمان بھی دنیا مین یہان تک نہین پہونچیا تھا کہ انکے لئے ایسا سخت عذاب آخرت مین تیار رکھا گیا ہے۔ اس عذاب کی سختی سے بےتاب ہو کر اون مین کا ہر شخص یہ آرزو کریگا کہ اگر اسکے پاس تمام دنیا کے مال و اسباب سے دوگنا مال و اسباب ہوتا تو اوسکو جرمانہ کے طور پر داخل کرکے اس عذاب سے نجات حاصل کر لیتا مگر اوس دن تو سوائے اللہ تعالی کی وحدانیت کے اعتقاد کے اور کوئی چیز عذاب سے بچانے والی نظر نہ آویگی۔ صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کم سے کم دوزخ کے عذاب والے شخص سے اللہ تعالی پوچھے گا کہ اگر تیرے پاس تمام دنیا کا مال و اسباب ہو تو اوسکو معاوضہ مین دیکر اس عذاب سے نجات حاصل کریگا وہ شخص کہویگا کہ ہان اسپر اللہ تعالی فرماویگا جب تو دنیا مین پیدا نہین ہوا تھا اوسی وقت تجھکو شرک سے منع کیا گیا تھا جب تو دنیا مین اوس مناہی کو ٹال گیا تو اب تیری نجات کی کوئی صورت نہیں یہ شرک کی مناہی وہی عالم ارواح کی ہے جسکا ذکر مسند امام احمد مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس اور ابی بن کعب کی معتبر روایتون مین ہے جسکا ذکر سورۃ الاعراف مین تفصیل سے گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ذرہ برابر ایمان والا شخص بھی قیامت کے دن دوزخ سے نکل کر جنت مین داخل ہوگا۔ ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس دن سوا اللہ تعالی کی وحدانیت کے اعتقاد کے اور کوئی چیز کچھ کام نہ آویگی کیونکہ ذرہ برابر توحید سے جو کام نکلیگا وہ تمام دنیا کے مال و اسباب سے نہ نکل سکے گا۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

سو جب لگے آدمی کو کچھ تکلیف ہمکو پکارنے پھر جب ہم بخشیں اوسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے یہ تو مجھکو ملی کہ آگے سے معلوم تھی کوئی نہیں

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ

یہ جانچ ہے پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے کہہ چکے ہیں یہ بات اُن سے اگلے پھر کچھ کام نہ آیا انکو جو کماتے تھے پھر پڑیں

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

انپر برائیاں جو کمائی تھیں اور جو گنہگار ہیں انمیں سے انپر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے اور کیا نہیں

اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

جان چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جسکو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے البتہ اسمیں پتے ہین ان لوگون کو جو مانتے ہیں

منزل ۶

ع ۵ / ۲

اوپر ذکر تھا کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان مشرکون کے دل مین ایک نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور جب ان کے بتون کا اچھا ذکر انکے کانون تک پہونچ جاتا ہے تو یہ لوگ خوش ہو جاتے ہین ان آیتون مین فرمایا کہ ان لوگون کی یہ عادت شیطان کے بہکانے سے ہے کیونکہ انکے دلون مین یہ بات اچھی طرح سے بسی ہوئی ہے کہ تکلیف کے وقت سوا اللہ کے انکے بت کچھ کام نہین آتے اسواسطے تکلیف کے وقت خالص اللہ ہی سے یہ لوگ رفع تکلیف کی التجا کرتے ہین لیکن یہ ان لوگون کی ناشکری ہے کہ جب اللہ تعالی اپنی قدرت سے انکی وہ تکلیف رفع کر دیتا ہے تو کبھی اوس رفع تکلیف کو اپنی تدبیرون کے اثر سے اور کبھی اپنی عزت اور شرافت سے سمجھنے لگتے ہین اور اللہ تعالی کے احسان کو بالکل بھول جاتے ہین یہ نہین جانتے کہ دنیا مین اللہ تعالی کے احسانات اس آزمائش کے لئے ہین کہ کون شخص اسکے احسانات کا شکر ادا کرتا ہے اور کون شخص ناشکری مین پکڑا جاتا ہے اور یہ خوب یاد رہے کہ ان سے پہلے بھی ایسے ناشکر لوگ گزر چکے ہین جنھون نے اپنی ناشکری کی سزا بھگت لی اور اب بھی وہی عادت الٰہی جاری ہے اس عادت الٰہی کے موافق جب ان لوگون کی سزا کا وقت آجاویگا تو یہ لوگ کہین بھاگ کر اللہ کو تھکا نہین سکتے۔ یہ تو ان لوگون کی آنکھون کے سامنے کی بات ہے کہ دنیا مین بہت سے نافرمان لوگون کو اللہ تعالی نے خوشحالی دے رکھی ہے اور بہت سے فرمانبردار لوگون کو تنگدستی اس لئے یہ خیال بھی ان لوگونکا غلط ہے کہ انکی عزت اور شرافت کے سبب سے اللہ تعالی انکی ہر ایک تکلیف کو راحت سے بدل دیتا ہے پھر آخر کو فرمایا ایسی باتون کو وہی سمجھتے ہین جو اللہ کی قدرت کے قائل ہین یہ قدرت الٰہی کے منکر لوگ ایسی باتون کو کیا سمجھ سکتے ہین۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عمرو بن عوف انصاری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اپنی امت کے لوگونکی تنگدستی کا کچھ اندیشہ نہیں ہے اندیشہ تو یہ ہے کہ خوشحالی کی ناشکری مین پہلی امتون کی طرح کہین یہ لوگ بھی ہلاک نہو جاوین۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ دنیا مین اللہ تعالی کے احسانات اس آزمائش کے لئے ہین کہ کتنے آدمی اسکے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہین اور کتنے آدمی ناشکری کے وبال مین پکڑے جاتے ہین۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

کہہ دے اے بندو میرے جنھون نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہے

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ

سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف اور اسکی حکم برداری کرو

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

پہلے اس سے کہ آوے تمپر عذاب پھر کوئی تمھاری مدد کو نہ آویگا اور چلو بہتر بات پر جو اتری تم کو تمھارے رب سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

پہلے اس سے کہ پہنچے تمپر عذاب اچانک اور تمکو خبر نہ ہو

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ

کہین کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اسپر کہ مین نے کمی کی اللہ کی طرف سے اور مین تو ہنستا ہی رہا یا

تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

کہنے لگے اگر اللہ مجکو راہ دیتا تو مین ہوتا ڈر والون مین یا کہنے لگے جب دیکھے عذاب کسی طرح مجکو پھر جانا ملے تو مین ہون نیکی والون مین

اس آیۃ کی تفسیر مین علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے اکثر مفسر تو یہ کہتے ہین کہ جس زیادتی کا ذکر اس آیۃ مین ہے اوس مین شرک و کفر بھی داخل ہے اور جس رحمت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مین کیا ہے وہ رحمت بدون توبہ کی قید کے حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ ان اللہ لایغفران یشرک بہ سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کفر اور شرک بغیر توبہ کے معاف نہین ہو سکتا اور بعضے مفسر یہ کہتے ہین کہ جس زیادتی کا ذکر اس آیۃ مین ہے اوس مین شرک و کفر داخل نہیں ہے اس لئے جس رحمت کا ذکر اس آیۃ مین ہے وہ رحمت بدون توبہ کی قید کے ہے صحیح بخاری صحیح مسلم ابوداؤد اور نسائی مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ کچھ مشرک لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جس دین کی آپ ہم لوگون کو رغبت دلاتے ہین وہ دین تو اچھا ہے مگر جو ہمنے آج تک کیا ہے اسکی پکڑ نہ ہو تو ہمکو اس دین کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اس صحیح شان نزول سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے مباحثہ پر یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اور جس زیادتی کا ذکر اس آیۃ مین ہے اوس مین کفر و شرک داخل ہے اور جس رحمت کا ذکر اس آیۃ مین ہے وہ کفر و شرک والے شخص کو بدون توبہ کے ہرگز حاصل نہین ہو سکتی ہان ان یغفر ما دون ذلک لمن یشاء کے وعدہ کے موافق سوا کفر اور شرک کے اور سب کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر سکتا ہے اس مین کسی کو اختلاف بھی نہین اس شان نزول کا بعضے مفسرین نے یہ جواب جو دیا ہے کہ شان نزول ہمیشہ خاص ہوا کرتی ہے اور آیۃ کا حکم عام ہوا کرتا ہے یہ جواب اس موقع پر صحیح نہین ہے کیونکہ آیۃ کا حکم عام ہونیکے یہ معنے ہین کہ جن لوگون کے حق مین یہ آیۃ اوتری ہے وہ لوگ اور قیامت تک اوس قسم کے اور سب لوگ آیۃ کے حکم مین شریک ہین یہ معنے عام کے کیونکر ہو سکتے ہین کہ جن لوگون کے حق مین آیۃ اتری ہے خود انکو آیۃ کے حکم مین سے خارج کر دیا جاوے غرض صحیح شان نزول سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ مشرکون کے مباحثہ پر یہ آیۃ نازل ہوئی ہے تو کسی طرح یہ نہین کہا جا سکتا کہ جس زیادتی کا ذکر اس آیۃ مین ہے اس مین شرک و کفر داخل نہین ہے اور جب یہ نہین کہا جا سکتا تو یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ آیۃ مین توبہ کی قید نہین ہے اور علاوہ اس شان نزول کے اور حدیثون سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ مین جو زیادتی کا ذکر ہے اوس مین شرک داخل ہے چنانچہ معتبر سند سے اوسط طبرانی اور مسند امام احمد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ثوبان کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیۃ قل یا عبادی الذین اسرفوا تمام دنیا سے زیادہ مجھکو عزیز ہے کسی شخص نے پوچھا حضرت اس آیۃ کے حکم مین مشرک لوگ بھی شریک ہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا کہ ہان شریک ہین اب خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر سے یہ معلوم ہو گیا کہ آیۃ کے حکم مین مشرک شریک ہین اور آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ سے سب مفسر یہ کہتے ہین کہ شرک بدون توبہ کے معاف نہین ہو سکتا تو اوپر مفسرین کا جو اختلاف تھا وہ بالکل رفع ہو گیا کیونکہ ثوبان کی معتبر روایۃ کے موافق جب یہ معلوم ہو گیا کہ پہلی آیۃ مین جس زیادتی کا ذکر ہے اوس مین شرک بھی شریک ہے اور آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شرک بغیر توبہ کے معاف نہین ہو سکتا تو اب آیۃ مین توبہ کی قید لگانے نہ لگانے کا جو اختلاف تھا اوس کا کوئی موقع باقی نہین رہا۔ حاصل مطلب آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غفور رحیمی کی صفت کے آگے کسی گناہ کی اگرچہ حقیقت نہین لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ شرک بغیر توبہ کے معاف نہین ہو سکتا اس لئے ہر مشرک کو عذاب کے آجانے کی بے بسی

منزل ۶

سے پہلے شرک کو چھوڑنا اور اوس سے آئندہ کے لئے توبہ کرنی چاہیئے اور شرک سے کم گناہوں کی معافی کی توقع بغیر توبہ کے بھی اللہ کی ذات
سے رکھنی چاہیے ہاں جو مشرک شرک کی حالت میں بغیر توبہ کے مرجاویگا اور قیامت کے دن یہ افسوس کریگا کہ میں نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری
میں کیوں کوتاہی کی اور دین کی باتوں کو مسخراپن کیوں سمجھتا رہا یا یہ افسوس کریگا کہ اللہ تعالی مجھکو بھی دنیا میں راہ راست پر آجانے اور نیک
کام کرنے کی توفیق دیتا تو کیا اچھا ہوتا یا نیک کام کرنے کے لئے افسوس کے طور پر دنیا میں دوبارہ پیدا ہونے کی تمنا کریگا تو بے وقت
کا افسوس کسی کے کچھ وہاں کام نہ آویگا۔ جو علما پہلی آیۃ میں توبہ کی قید نہیں لگاتے وہ یہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں کی شان میں یہ آیتیں نازل
ہوئی ہیں وہ لوگ حضرت عبد اللہ بن عباس کی شان نزول کی روایۃ کے موافق شرک سے توبہ کرنے کو تو خود تیار تھے مگر اور گناہوں کی
شرمندگی سے اپنے ارادہ پر نہیں جمتے تھے اسواسطے اللہ تعالی نے پہلی آیۃ میں اونکو اور گناہوں کی معافی کی خوشخبری سناکر وانیبوا الی
ربکم واسلموا لہ سے اونہیں شرک سے توبہ کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی طرف رغبت دلائی۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عمرو
بن العاص کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہی آدمی کے پچھلے گناہ اس طرح مٹ جاتے ہیں جسطرح کوئی
عبارت کر پڑتی ہے جس سے اس کا نام نشان کچھ باقی نہیں رہتا۔ جو علما آخری قول کے قایل ہیں اون کی تفسیر کی تایید اس حدیث سے
ہو سکتی ہے اس تائید کا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے بندو اسلام کے ارادہ پر جم جاؤ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتے ہی شرک سے
کم رتبہ کے سب گناہ خود بخود اللہ کی رحمت سے مٹ جاوینگے اب نتیجہ اختلاف کا فقط اس قدر باقی ہے کہ دوسری آیۃ میں توبہ
کا خاص حکم ہے اسلئے پہلی آیۃ میں توبہ کی قید ضروری نہیں ہے توبہ کے قبول ہونے کے لئے آئندہ گناہ سے باز رہنے کا اور نیک کام
کرنے کا ارادہ ضرور ہے جسطرح فرعون نے ڈوبتے وقت توبہ کی یا جیسے موت کے وقت عذاب کے فرشتوں کے نظر آجانے کے
بعد اب کوئی توبہ کرے تو ایسی بے بسی کے وقت کی توبہ قبول نہیں چنانچہ سورۃ النسا میں اس باب میں جو روایتیں ہیں وہ گزر چکی
ہیں اسواسطے فرمایا کہ عذاب کی حالت سر پر آجانے سے پہلے توبہ کیجاوے۔ قرآن میں جس کام کے کرنے کا حکم ہے اسکو کرنا اور
مناہی کے کام سے بچنا آدمی کی بہتری کی بات ہے بچنے کے کام کو کوئی شخص کرنے لگے تو یہ بہتری کی بات نہیں اسی کو فرمایا چلو
بہتر بات پر جو تمہارے اوپر اللہ تعالی کی طرف سے اوتری ہے۔

منزل

بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ

کیوں نہیں پہنچ چکے تجھکو میرے حکم پھر تونے انکو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا منکروں میں اور قیامت کے دن

تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝

تو دیکھے انکو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر انکے منہ سیاہ کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا

وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ؗ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ

اور بچا دیگا اللہ انکو جنہوں نے ڈر رکھا انکے بچاؤ کی جگہ نہ پہونچے انکو برائی اور نہ وہ غم کھاویں اللہ

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝

بنانیوالا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے

مسند امام احمد اور نسائی مین مرفوع اور موقوف روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ مین سے جنتیون کو طرح طرح کے عیش مین جب دیکھین گے اور جنت کی طرح طرح کی نعمتون پر نظر ڈالین گے اور فرشتون سے سنین گے کہ جنت مین ان دوزخیون کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مکان بنائے تھے اور ٹھکانہ مقرر کیا تھا لیکن دنیا مین ان لوگون نے جنت مین جانے کے قابل کام نہین کئے اسواسطے وہ ٹھکانے ان سے چھین کر دوسرون کو مل گئے اوسوقت دوزخی لوگ طرح طرح کی حسرت کی باتین کرین گے جنکا ذکر اوپر گزرا مثلاً کبھی کہوین گے کیا اچھا ہوتا کہ آجکو ہم لوگ بھی پرہیزگارون مین ہوتے کبھی کہوین گے کہ کیا اچھا ہوتا جو ہم لوگون کو پھر دنیا مین جانے کی اجازت مل جاتی اور ہم ایک دفعہ دنیا مین جاکر نیک کام کرتے اور پھر عقبے مین آنکر اون نیک کامون کے اجر مین جنت پاتے ان دوزخیون کی اون حسرت کی باتون کے جواب مین اللہ تعالیٰ یہ فرماویگا کہ اب حسرت کا کیا موقع ہے دنیا مین رہنے کا موقع بھی تمکو ملا اللہ کے رسول اور اللہ کے رسول کی معرفت اللہ کا کلام تمہاری ہدایت کے لئے سب کچھہ دنیا مین آیا لیکن تم لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور دنیا کے عیش و آرام کے غرور مین کلام الٰہی کو جھٹلاتے رہے اسواسطے آج اپنے کئے کو تمہین بھگتنا پڑا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ ہر شخص کے لئے دوزخ اور جنت دونون جگہ مین مکان بنائے گئے ہین مرنے کے بعد جیسے جسکے عمل ہونگے ویسا ہی اوس کا ٹھکانہ ہوگا صحیح بخاری مین حضرت انس بن مالک کی بہت بڑی حدیث ہے جسکے ایک ٹکڑہ کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت مسلمان شخص منکر نکیر کے جواب مین پورا اوترتا ہے تو اللہ کا فرشتہ دوزخ اور جنت دونون جگہ کے ٹھکانے اوسکو دکھا کر کہتا ہی کہ نیک عمل کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھکو دوزخ کے ٹھکانے سے محفوظ رکھا اور اوس کی جگہ یہ جنت کا ٹھکانہ تجھکو عنایت ہوا اور دوسری حدیث ابو ہریرہؓ کی روایت سے صحیح بخاری مین ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے جنت مین جانے سے پہلے اوس شخص کا دوزخ کا ٹھکانہ اوسے دکھلا دیا جاویگا تاکہ جنت کے ٹھکانے کی قدر اور شکر گزاری اوس شخص کے دل مین زیادہ ہو جاوے ابوداؤد و مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین اور بھی اس قسم کی روایتین ہین جس طرح اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے یہ جان لیا تھا کہ دنیا مین پیدا ہو کر اتنے شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کام کرین گے اور جنت مین داخل ہونگے اور اتنے شخص اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کرین گے اور دوزخ مین جاوین گے اسی طرح اللہ تعالےٰ کو یہہ بات بھی معلوم ہے کہ اگرچہ یہہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب سے اکتا کر یہہ کہہ رہے ہیں کہ دوبارہ انکو دنیا مین بھیجا جاوے تو یہہ لوگ نیک کام کرین گے لیکن اگر ان کو دوبارہ دنیا مین بھیجا بھی جاوے تو وہی نافرمانی کرین گے جو اونھون نے پہلی دفعہ کی ہے یہان مختصر طور پر اللہ تعالےٰ نے ان دوزخیون کی بات کا جواب دیا ہے سورۃ الانعام مین یہ جواب تفصیل سے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ علم ازلی الٰہی کے موافق دوزخیون کا یہہ قول جھوٹا ہے بلکہ علم ازلی الٰہی مین یہ بات قرار پاچکی ہے کہ اگر دوبارہ دنیا پیدا ہو اور یہہ لوگ دوبارہ دنیا مین بھیجے جاوین تو ان لوگون سے وہی نافرمانی ظہور مین آوےنے گی جو پہلی دفعہ

ذ ل ۱۶

دفعہ ظہور مین آئی اب آگے اللہ تعالے نے اپنے رسول کو مخاطب ٹہراکر فرمایا کہ شرک مین گرفتار ہو کر جن لوگون نے دنیا مین اللہ پر جھوٹ
باندہا ہے کہ اپنی طرف سے اللہ کے جھوٹے شریک قرار دئے ہین قیامت کے دن ایسے لوگون کی وہ ندامت کی حالت دیکھنے کے قابل
ہوگی کہ جب اونکے نامہ اعمال بائین ہاتھہ مین دئے جاکر اونکو دوزخی ٹہرایا جاویگا تو اونکے چہرون پر سیاہی چھا جاویگی اسی طرح اون
لوگون کی حالت بھی دیکھنے کے قابل ہے جنھون نے خدا کا خوف دل مین رکھا اور نیک کامون مین تا بمقدور لگے رہے کہ آنکے نامہ اعمال
داہنے ہاتھہ مین دئے جاکر اونکے سرون پر موتیون کے تاج رکھے جاوینگے اور اونکو جنت مین داخل ہونے اور اوس دن کی ہر طرح کی
برائی سے امن مین رہنے کی خوشخبری دیجاویگی جس خوشی سے اونکے چہرون پر رونق آجاویگی۔ ترمذی صحیح ابن حبان وغیرہ مین ابوہریرہؓ
سے جو روایتین ہین اون مین یہ نامہ اعمال کی تقسیم کا حال تفصیل سے ہے۔ اگرچہ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے لیکن صحیح
ابن حبان کی سند اچھی ہے اور مسند بزار مین حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک روایت بھی اسی مضمون کی ہے جسکو بزار نے صحیح کہا ہے ان
آیتون مین نافرمان لوگون کے چہرون پر سیاہی کے چھاجانیکا اور فرمانبردارون کے ہر طرح کے برائی اور رنج و غم سے امن مین رہنے کا
جو ذکر ہے یہ حدیثین گویا اسکی تفسیر ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ آیتون مین جس حالت کا ذکر ہے وہ حالت نامہ اعمال کے تقسیم کے وقت کی
ہے۔ ابوداؤد اور مستدرک حاکم مین حضرت عائشہ کی روایت سے قیامت کے تین مشکل مقامون کا جو ذکر آیا ہے اون مین ایک تو یہی نامہ اعمال
کی تقسیم کا مقام ہے دوسرا عملون کے تولے جانے کا اور تیسرا پل صراط پر گزرنے کا حضرت عائشہ کی یہ حدیث حسن بصریؒ کی روایت سے ہے
اگرچہ بعضے علما کو یہ شبہ ہے کہ حسن بصری کی ملاقات حضرت عائشہ سے ہوئی ہے یا نہین لیکن صاحب جامع الاصول نے یہ فیصلہ کردیا ہے
کہ حسن بصری کی ملاقات حضرت عائشہ سے ہوئی ہے ہان اس بات مین شبہ ہے کہ حسن بصری نے کوئی حدیث حضرت عائشہ سے سنی ہے
یا نہین۔ اس شبہ کی صورت مین امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ اسکی تفصیل ایک جگہ اس تفسیر مین گزر چکی ہے کہ امام
مسلم کے نزدیک تابعی اور صحابی کا ایک زمانہ مین موجود ہونا صحت روایت کے لئے کافی ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالی نے سب مخلوقات کو
پیدا کیا اسلئے ہر طرح کا انتظام اوسی کے اختیار مین ہے ان بت پرستون کے بتون کو نہ کسی چیز کے پیدا کرنے مین کچھ دخل ہے نہ کسی کے
نفع نقصان مین اون کا کچھ اختیار چل سکتا ہے چنانچہ مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکون کو اسکا حال اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے اب
بھی یہ لوگ اللہ کی تعظیم اور عبادت مین غیرون کو شریک کرتے ہین تو قیامت کے دن انکو اپنی اس نادانی پر وہی حسرت اور افسوس
کی باتین کرنی پڑینگی جسکا ذکر اوپر کی آیتون مین گزرا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث مکہ کے قحط کے باب مین
اوپر گزر چکی ہے کہ قریش کی سرکشی جب بہت بڑھ گئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی جسکے اثر سے مکہ مین سخت قحط
پڑا اس قحط کے زمانہ مین مشرکین مکہ نے اپنے بتون سے بہت کچھہ التجا کی مگر کچھہ نہ ہوا آخر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعا سے وہ قحط رفع ہوا۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اُسیکے پاس ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہین اللہ کی باتونسے وہ جو ہین وہی ہین ٹوٹے مین پڑنے

منزل ۶

مجاہد و قتادہ کا قول ہے کہ مقالید زبان فارسی مین کنجیون کو کہتے ہیں اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسکی تفسیر مین مفاتیحہا فرمایا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اختیار مین آسمان وزمین کے خزانون کی کنجیان ہین جو لوگ قرآن کی نصیحت کے منکر ہیں وہ بہت بڑا نقصان اوٹھاوینگے کیونکہ اللہ تعالی کے ان خزانون کے بہت بڑے حصہ سے وہ محروم ہین۔ ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ہر شخص کے لئے ایک ٹھکانہ جنت مین اور ایک دوزخ مین پیدا کیا ہے جو شخص اپنے شرک کے سبب سے ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پاویگا اوس کو سوا دوزخ کے عذاب کی تکلیف کے یہ بڑا نقصان پہونچے گا کہ اوس کا جنت کا ٹھکانا کسی جنتی شخص کو مل جاوے گا اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے خزانون مین سے جو نعمتین دنیا مین پیدا کی ہیں وہ تو ہمیشہ رہنے والی نہین اور جو نعمتین اون خزانون مین کی ہمیشہ رہنے والی ہیں وہ قرآن کے منکر لوگون سے چھینی جاکر دوسرون کو مل جاوینگی اس سبب سے یہ لوگ بڑے ٹوٹے مین ہین۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ

تو کہہ اب اللہ کے سوائے کسکو بتاتے ہو کہ پوجوں اے نادانو اور حکم ہو چکا ہے تجھکو اور تجھ سے اگلوں کو

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اگر تو نے شریک مانا اکارت جاوینگے تیرے کئے اور تو ہوگا ٹوٹے میں آیا نہ بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ ماننے والوں میں

مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے تھے کہ ہمارا تمہارا جھگڑا یہی ہے کہ تم ہمارے بتون کو نہین مانتے اگر تم چاہو تو یہہ جھگڑا یون مٹ سکتا ہے کہ برس دن تک تم ہماری بتون کی پوجا کر لیا کرو اور ہم برس دن تک تمہارے خدا کی عبادت کر لیا کرین اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین اور سورہ قل یاایہا الکفرون کی آیتین نازل فرمائین اور فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان نادانون سے کہدو کہ مجھکو اور مجھ سے پہلے سب انبیا کو اللہ تعالی نے یہی جتلایا ہے کہ اللہ کے سوا جو کوئی کسی کی عبادت کریگا تو اوس کی سب عبادت رائگان ہے کیونکہ جسکی تعظیم کی جاوے وہ صاحب تعظیم کی شان کے موافق ہونی چاہئے اللہ کی شان اس سے بہت دور ہے کہ اوسکی ذات وصفات مین کسی کو شریک کیا جاوے اس لئے مشرک لوگ نہ اللہ تعالی کی شان کو پہچانتے ہین نہ اونکی عبادت اللہ کی عبادت کہلا سکتی ہے یہی سبب ہے کہ مشرکون کی سب عبادت بالکل رائگان ہے غرض جس اللہ نے پیدا کرنے کا احسان کیا اور سوا پیدا کرنے کے اور بے گنتی احسانات میرے اوپر کئے ہین اون احسانات کی شکرگزاری کے طور پر خالص اللہ تعالی کی عبادت کا مجھکو اور سب انبیا کو حکم ہے جس حکم کے برخلاف مین تم لوگون کی خواہش کسی طرح پوری نہین کر سکتا۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز اس قدر دیر تک پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤن سوج جاتے تھے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت اللہ تعالی نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے ہین پھر آپ عبادت مین اس قدر کوشش کیون کرتے ہین آپ نے جواب دیا کہ کیا مین اللہ تعالی کے احسانات کی شکرگزاری مین کوتاہی کرون۔ اس حدیث کو

آیتوں کی تفسیر میں ثبرا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے احسانات کی شکر گزاری یہی ہے کہ خالص دل سے اسکی عبادت کی جاوے مشرکوں کی عبادت میں یہ بات نہیں ہوتی اسلئے اونکی سب عبادت رائگان ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ
اورنہیں سمجھے اللہ کو جیسا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اُسکی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہیں اسکے داہنے

بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتاتے ہیں اور پھونکا گیا نرسنگا پھر بیہوش ہوکر جو کوئی ہے آسمانوں میں

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ
اور زمین میں مگر جسکو اللہ نے چاہا پھر پھونکا گیا دوسری بار پھر تبھی وہ کھڑے ہوگئے دیکھتے اور چمکتی زمین

الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
اپنے رب کے نور سے اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا انمیں

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝
انصاف سے اور انپر ظلم نہوگا اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا اسنے اور اسکو خوب خبر ہے جو کرتے ہیں

ع ۷

منزل ۶

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس باب میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سوا تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اور زمین ایک انگلی پر اور آسمان ایک انگلی پر اور پہاڑ ایک انگلی پر رکھے گا اسپر اللہ تعالی نے یہہ آیۃ نازل فرمائی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے لیکن صحیح بخاری اور مسلم نسائی ابن ماجہ مسند امام احمد اور خود ترمذی کی ایک روایۃ میں اس قصہ کے بعد آیۃ کے نازل ہونے کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ ذکر ہے کہ اس قصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیۃ پڑہی مگر جب کہ ترمذی کی شان نزول کی روایۃ بھی صحیح ہو چکی ہے تو دونو طرح کی روایتوں میں یوں مطابقت ہو سکتی ہے کہ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جو آیۃ اترا کرتی تھی اُسی وقت آپ اسکو پڑھا کرتے تھے اسی طرح نازل ہوتی ہے اس آیۃ کو بھی آپنے پڑھا ہوگا جن صحابہ نے فقط آپکی تلاوت کی حالت کو دیکھا اونھوں نے وہی حالت روایۃ کی اور جن صحابہ نے آیۃ کے نازل ہونے کا موقع بھی دیکھا اونھوں نے آیۃ کے نازل ہونے کا ذکر بھی اپنی روایۃ میں کیا حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیۃ سے آخر رکوع تک اللہ تعالی نے حشر کے متعلق چند باتوں کا ذکر فرمایا ہے اب مقصد اس سے محض قریش کو شرک سے ڈرانا اور اونکے دل میں اللہ کی عظمت اور قدرت کا بٹھانا ہے اسواسطے ترتیب سے حشر کی باتوں کا ذکر ان آیتوں میں نہیں فرمایا صحیح حدیثوں میں اس مختصر ذکر کی تفصیل اور ترتیب یوں آئی ہے کہ پہلا صور پھونکا جاکر جب تمام دنیا ویران ہو جاویگی اوس ویرانی کے زمانہ میں اللہ تعالی زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اپنی انگلیوں پر لیکر یہ فرماویگا کہ آج وہ بادشاہت کے دعوے کرنے والے کہاں گئے اوسوقت کوئی جواب دینے والا موجود نہ ہوگا اس لئے خود پھر

فرما دیگا کہ سب ملک اللہ کا ہے پھر دوسرا صور پھونکے جاکر لوگ قبروں سے اوٹھیں گے اور نئی زمین جو پیدا ہوگی اوسپر میدان محشر میں سب جمع
ہونگے گرمی اور پسینے سے گھبرا کر سب انبیاء کے پاس جلد حساب و کتاب شروع ہونیکی شفاعت کی درخواست کرینگے اور سوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کسی نبی کی جرأت اس شفاعت کی نہ ہوگی آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اللہ تعالی اس نئی زمین پر لوگوں
کے حساب و کتاب کے لئے تجلی فرمادیگا اوس کا ذکر ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کے نور سے زمین روشن ہو جاویگی اللہ تعالی کی اونگلیوں کا اور
زمین کو مٹھی میں لینے کا اور زمین پر تجلی فرمانے کا اور اللہ تعالی کے ہاتھ کا ذکر ان آیتوں اور حدیثوں میں جو ہے اس باب میں صحیح مذہب وہی ہے
جو صحابہ اور تابعین نے اختیار کیا ہے کہ جس قدر قرآن اور حدیث میں آیا ہے اوسپر ایمان لانا چاہیے اور ان باتوں کا تفصیلی علم خدا کو
سونپنا چاہیے اور طرح طرح کی تاویلیں کرکے صحابہ اور تابعین سے مخالفت نہ پیدا کرنی چاہیے۔ شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں یہ جو
لکھا ہے کہ اللہ کا دہنا ہاتھ کہئے اور بایاں نہ کہئے۔ یہ صحیح مسلم کی عبداللہ بن عمر کی حدیث کا مضمون ہے کیونکہ اس حدیث میں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے کے دونوں ہاتھ دہنے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مخلوقات کے بائیں ہاتھ میں ذرا کمزوری
ہوتی ہے اللہ کی ذات اس نقصان کی صفت سے پاک ہے مخلوقات کو مٹھی میں لینے کی مثال سے مشرکین مکہ کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ جب
تمام مخلوقات اللہ تعالی کی قدرت کے آگے ایسی حقیر ہے کہ اوسکی مٹھی میں آسکتی ہے تو مخلوقات میں کسی کو اوس کا شریک کیونکر ٹھہرایا
جا سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر سے جو روایتیں ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ صور دو دفعہ
پھونکا جاویگا پہلے صور سے تمام دنیا اجڑ جاویگی اور دوسرے صور سے سب دنیا کے لوگ زندہ ہوکر قبروں سے نکل کھڑے ہونگے
یہ پہلا صور جب پھونکا جاویگا تو اوس وقت دنیا میں ایسے لوگ ہونگے جنکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ کیونکہ صحیح مسلم میں
عبداللہ بن عمر کی جو روایت ہے اوس میں یہ بھی ہے کہ پہلے صور سے پہلے شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا آویگی جسکے اثر سے ایسے سب
لوگ مرجاوینگے جنکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ صور تین دفعہ پھونکا جاویگا وہ اس ٹھنڈی ہوا کو پہلا صور
شمار کرتے ہیں۔ دونوں صور کے مابین میں چالیس برس کی مدت جو مشہور ہے اس باب میں کوئی حدیث تو نہیں ہے مگر اکثر صحابہ کا قول
یہی ہے۔ اس تفسیر میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ایسی باتوں میں صحابہ کا قول حدیث نبوی کے برابر ہوتا ہے کیونکہ ایسی غیب کی باتیں
صحابہ عقل سے نہیں کہہ سکتے الا من شاء اللہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کا قول یہی ہے کہ پہلے صور کے بعد جبرئیل ؑ میکائیل
اسرافیل اور ملک الموت یہ چار فرشتے باقی رہوینگے پھر اللہ کے حکم سے یہ بھی مرجاوینگے۔ اگرچہ بعض روایتوں میں الا من شاء اللہ
کی تفسیر شہیدوں کو ٹھہرایا گیا ہے لیکن وہ روایتیں ضعف سے خالی نہیں علاوہ ضعف کے اس تفسیر پر حافظ ابوجعفر ابن جریر نے یہ
اعتراض بھی کیا ہے کہ جب آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جن مخلوقات نے پہلے صور تک موت کا مزہ نہیں چکھا ہے پہلے صور سے وہ ساری
مخلوقات مرجاویگی ہاں جنکو اللہ تعالی زندہ رکھنا چاہے گا وہ نہ مرینگے۔ شہید لوگ شہادت کے وقت موت کا مزہ چکھ چکے ہیں
اسواسطے وہ آیۃ کے مطلب میں داخل نہیں ہو سکتے۔ مسند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے انس بن مالک کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے
کہ قیامت کے دن سب پہلے لوگوں کے نامہ اعمال حساب و کتاب کے لئے اللہ تعالی کے روبرو پیش ہوں گے یہ حدیث و وضع الکتاب کی گویا

منزل ۶

تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کتاب سے مقصود ہر شخص کا نامہ اعمال ہے صحیح بخاری ترمذی وغیرہ مین جو چند صحابہ کی روایتین ہین
اون کا حاصل یہ ہے کہ جب نافرمان امتون کے لوگ اپنے رسولون کو جھٹلا دینگے اور یہ کہوین گے کہ یا اللہ ہم کو کسی رسول نے تیرا حکم
نہین پہونچایا تو اسپر اللہ تعالی اون رسولون سے فرمادیگا کہ تمہارے پاس اللہ کا پیغام پہونچا دینے کی کوئی گواہی ہے وہ رسول امت
محمدیہ کو اپنا گواہ قرار دیوین گے۔ امت محمدیہ کے لوگ کہوین گے یا اللہ تو نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن اوتارا تھا اسمین
پہلے نبیون اور پہلی امتون کا سب ذکر ہے جس سے ہم گواہی دیتے ہین کہ تیرے رسول سچے ہیں یہ روایتین وجی بالنبین والشہداء
کی گویا تفسیر ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ سے مقصود امت محمدیہ ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث ایک جگہ گذر چکی
ہے کہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام کر لیا ہے۔ یہ حدیث وقضی بینہم بالحق وہم لا یظلمون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام کر لیا ہے اسلئے اوسکا فیصلہ انصاف کے موافق ہوگا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت
عبد اللہ بن عباس کی روایتہ سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو نیکیون کے برابر اور بعض
نیکیون کا بدلہ اس سے بھی زیادہ دیا جاویگا اور بدیون کی سزا مین کچھ زیادتی نہ کیجاویگی ووفیت کل نفس ما عملت کی یہ حدیث گویا تفسیر
ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا دنیا کے پیدا ہونے سے
پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے وہ سب لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے۔ یہ حدیث وہو اعلم بما یفعلون
کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نامہ اعمال کا لکھا جانا گواہی شاہدی یہ سب لوگون کے قائل کرنے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالی کے
کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا
اور ہانکے گئے جو منکر تھے دوزخ کو جتھے جتھے یہانتک کہ جب پہنچے اسپر کہولے گئے اُسکے دروازے اور کہنے لگے اُنکو داروغہ
أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا
اُسکے کیا نہ پہنچے تھے تم پاس رسول تم میں کے پڑھتے تمپر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تمکو اس تمہارے دن کی ملاقات سے
بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ
بولے کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر حکم ہوا کہ گہسو دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اسمیں
فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا
سو کیا بری جگہ ہے رہنے کی غرور والونکو اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے بہشت کو جتھے جتھے یہانتک کہ جب پہنچے اسپر
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ
اور کہولے گئے اُسکے دروازے اور کہنے لگے ان کو داروغہ اُسکے سلام پہنچے تمپر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو اسمیں سدا رہنے کو

اوپر کی آیتون مین ذکر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اوس نئی زمین پر جو اوس وقت پیدا ہوگی لوگون کے حساب

وکتاب کے لئے اللہ تعالی تجلی فرماویگا اور زمین اللہ کے نور سے روشن ہو جاویگی اوس حساب وکتاب کے بعد جو نتیجہ نکلے گا اس آیۃ سے آخر سورۃ تک اب اس کا ذکر ہے کہ جنتی لوگ جنت مین اور دوزخی لوگ دوزخ مین بھیجدئے جاوینگے جس طرح میدان محشر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے لوگون کا حساب وکتاب شروع ہوگا اسی طرح ابوہریرہؓ کی صحیح مسلم مین ہے کہ جنتی لوگون کی جنت مین جانے کی شفاعت بھی پہلے آپ ہی شروع کرینگے اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ بھی آپ ہی کھلوادینگے چنانچہ صحیح مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ مین ہے کہ سب سے پہلے مین ہی جنت کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاؤن گا انبیا مین آپ کی عزت اور آپ کا رتبہ بڑھانے کے لئے فرشتون کو اللہ تعالی کا یہ حکم ہوگا کہ نبی آخر الزمان سے پہلے کوئی جنت کا دروازہ کھلواوے تو نہ کھولنا چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد مین حضرت انسؓ کی روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مین جنت کا دروازہ کھلواؤن گا تو خازن پوچھے گا تم کون ہو جب مین اپنا نام لونگا تو خازن کہویگا مجھکو یہی اللہ کا حکم تھا کہ تم سے پہلے کوئی جنت کا دروازہ کھلواوے تو نہ کھولون یہ تو صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہین جس دروازے سے روزے دار لوگ داخل ہونگے اوس دروازہ کا نام ریان ہے لیکن جنتون کی تعداد بعضے مفسرین نے سات ہی بتلائی ہے یہ اوپر گزر چکا ہے کہ جنت کی نعمتون کی پوری تفصیل سوا خدا کے کسی کو معلوم نہین ہو سکتی پلصراط پر سے گزرنے کے بعد جنتی لوگ ایک اونچی جگہ پر دوزخ اور جنت کے بیچ مین ٹھہرائے جاوینگے اور دنیا مین جس کسی نے کسی پر زیادتی کی ہوگی اس کا بدلہ لیا جاویگا پھر جنت مین داخل ہونے کا حکم ہوگا کل اہل جنت کی ایک سو بیس صفین ہووینگی جس مین اسی صفین امت محمدیہ کی ہووینگی کل درجے جنت کے ایک سو ہین اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک سو برس کے رستہ کا فاصلہ ہے فردوس اعلی درجہ کی جنت ہے اس کے اوپر عرش معلے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے سے فردوس کی خواہش کرنی چاہیے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے نیچے کے درجے والے لوگون کو اوپر والے لوگ اس طرح نظر آوینگے جس طرح دور سے تارا نظر آتا ہے صحابہ نے پوچھا کیا حضرت اوپر کے درجے مین انبیا رہوینگے آپ نے فرمایا انبیا اور فرمانبردار لوگ بھی اوسی اوپر کے درجہ مین رہوینگے معتبر سند سے ترمذی مین ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبرون سے اوٹھتے ہی جنتی لوگون کو سواریان مل جاوینگی جنپر وہ سوار ہو کر میدان محشر کو جاوینگے۔ ان آیتون مین اہل جنت اور اہل دوزخ دونون کے ساتھ ہانکنے کا جو لفظ ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے موافق یہ ہے کہ اہل دوزخ تو خود ہانکے جاوینگے اور اہل جنت کے سواریون کے جانورون کو ہانکا جاوے گا۔ اہل دوزخ کے ذکر مین بغیر واو کے فتحت ابوابھا اور اہل جنت کے ذکر مین واو بڑھا کر وفتحت ابوابھا جو فرمایا اس کی تفسیر مین بعضے مفسرین کا قول ہے کہ اس حالیہ واو کے بڑھ جانے سے یہ مطلب قرار پایا کہ جنتی لوگ جنت کے دروازون پر اس حالت مین پہونچینگے کہ جنت کے دروازے اون کے پہونچنے سے پہلے ہی کھلے ہوئے ہونگے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث جو اوپر گزری کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جنت کے دروازے کھلوائینگے اس صحیح حدیث سے اوپر کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے اسلئے یہی تفسیر قوی ہے جب دوزخی دوزخ مین جاوینگے تو اونکو قائل کرنیکے لئے فرشتے یہ کہوینگے کہ کیا تمہارے پاس

منزل ۶

اللہ کے احکام لیکر رسول نہین آئے اور اس دن کی آفت سے اونھون نے تمکو نہین ڈرایا دوزخی لوگ جواب دیوین گے کہ ہان رسول تو اللہ کے احکام لیکر آئے اور اونھون نے اوس دن کی آفت سے ہمکو ڈرایا لیکن ہم لوگون نے اونکا کہنا نہین مانا اور شیطان کا کہنا ہر بات مین مانتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ پہلے ہی جتلا دیا تھا کہ جو اوس کا کہنا مانے گا وہ جہنم مین جھونکا جاوے گا اوسی ارشاد کے موافق آج ہم اس آفت مین پکڑے گئے اللہ کے فرشتے دوزخیون کی یہ بات سنکر کہوین گے کہ دنیا کے عیش و آرام کے غرہ مین جب تم لوگون نے اللہ کے رسولون کا کہنا نہین مانا تو جاؤ اب ہمیشہ دوزخ مین پڑے جلتے رہو۔ اہل جنت جب جنت کے دروازے پر جاوین گے تو اللہ کے فرشتے اون سے سلام علیک کرین گے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر طرح کی برائی سے سلامتی بخشے پھر کہوین گے کہ تم لوگ دنیا مین نیک راہ پر تھے اسلئے اب جاؤ اور جنت مین ہمیشہ رہو۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جب اہل جنت جنت مین اور اہل دوزخ دوزخ مین جا چکین گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان مین موت کو ذبح کیا جا کر یہہ کہدیا جاوے گا کہ اب جو جہان ہے ہمیشہ وہین رہے گا۔ یہ حدیث خالدین فیہا اور فادخلوہا خالدین کی گویا تفسیر ہے

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ

اور وہ بولے شکر اللہ کا جسنے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہمکو اس زمین کا گھر پکڑ لیں بہشت میں سے جہاں چاہیں

فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ

سو کیا خوب نیگ ہے محنت کرنیوالوں کا اور تو دیکھے فرشتے گھر رہے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور فیصلہ ہوا ہے انمیں انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہاں کا

جب اہل جنت فرشتون سے جنت مین ہمیشہ رہنے کی خوشخبری سنین گے اور جنت کی نعمتین دیکھین گے تو اوسوقت اس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرینگے جیسا کہ اس آیۃ مین بیان کیا گیا ہے کہ سب تعریف اوس خدا کو ہے جسنے سچا کیا ہم سے وعدہ اپنا جو دنیا مین رسولون کی معرفت کیا تھا اور اوس وعدہ کے موافق ہم کو جنت مین وہ نعمتین عنایت کین کہ جو نہ ہمنے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کبھی ہمارے دل مین اونکا خیال گزرا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جنتی لوگون کو جنت مین وہ نعمتین ملین گی کہ جو نہ اونھون نے کبھی آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کبھی اون کے دل پر اونکا خیال گزرا۔ ابن ماجہ کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی ایک اور صحیح حدیث گزر چکی ہے کہ ہر شخص کا ایک ٹھکانہ جنت مین اور ایک دوزخ مین پیدا کیا گیا ہے لیکن جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخی ٹھہرین گے اور اونکے جنت کے ٹھکانے خالی رہجاوین گے آخر کو جنتی لوگ اون لاوارث ٹھکانون کے بھی وارث بن جاوینگے۔ ان حدیثون کو پہلی آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت مین داخل ہونے کے بعد جنتی لوگ اس لئے بے اختیار اللہ تعالیٰ کا شکر یہ زبان پر لاوین گے کہ اون کی امید سے بڑھ کر اونکو جنت مین نعمتین نظر آوینگی اسی واسطے وہ اپنی نیکیون کے اجر کو اچھا اجر بتلاوین گے اور جنت کے مکانون اور باغون کا وارث اپنے آپ کو اس لئے

شہر اوین گے کہ لا وارث مکانات اور باغوں کا بھی انکو وارث بنا دیا جاویگا کہ تفریح کے طور پر جہاں جنکا جی چاہے وہاں رہیں اسی تفریح
کے مطلب کو جنتی لوگ نتبوا من الجنۃ حیث نشاء کے لفظوں سے ادا کریں گے۔ اب آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر فرمایا کہ
جنتی لوگ جنت کی نعمتیں دیکھ کر ادھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہوں گے اور نیک و بد کا انصاف سے جو فیصلہ ہو جاوے گا
اوس فیصلہ کو دیکھکر اللہ کے فرشتے ادھر عرش معلے کے گردا گرد کھڑے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرینگے اے رسول اللہ کے قیامت
کے دن جہاں اور نئی باتیں تمہارے دیکھنے میں آوین گی وہاں اللہ تعالیٰ کے دربار کا یہ موقع اوس دن دیکھنے کے قابل ہوگا سورہ بقر میں
گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر بنی آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ فرشتوں سے ظاہر کیا تو فرشتوں نے عرض کیا تھا کہ بنی آدم کے پیدا
ہونے سے خون ریزی اور طرح طرح کے فساد کا اندیشہ ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ دیا تھا کہ بنی آدم کے پیدا کرنے
میں جو حکمت ہے وہ مجھکو خوب معلوم ہے تم کو معلوم نہیں اب نیک و بد کے فیصلہ کے بعد جو قیامت کے دن انبیا صدیق
شہید اور نیک لوگوں کی جماعتیں جنت میں جاوینگی تو بنی آدم کے پیدا کرنیکی حکمت الٰہی اچھی طرح فرشتوں کو معلوم ہو جاویگی
اس لئے بے ساختہ اونکی زبان پر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا آویگی۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

نزول

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

اتارا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرتا سخت عذاب دیتا مقدور کا صاحب کسی کی بندگی نہیں سوا اسکے

سورتوں کے شروع کے لفظ متشابہات میں سے ہیں جنکا علم اللہ تعالیٰ کو ہے چنانچہ اسکی تفصیل سورہ بقر میں گزر چکی ہے مشرکین مکہ یہ
کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے اس کے جواب میں جگہ جگہ فرمایا کہ ان پڑھ نبی پر یہ قرآن اترا ہے اور باتیں اس میں
ایسی غیب کی ہیں کہ ان پڑھ شخص تو درکنار اہل کتاب بھی بغیر آسمانی مدد کے وہ باتیں نہیں بتلا سکتے اس لئے اب کسی کو اس میں شک
کرنے کا موقع باقی نہیں رہا کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ اور معجزوں کے علاوہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا ایک ایسا معجزہ دیا گیا ہے جس کا اثر قیامت تک باقی
رہے گا جس اثر سے اتنے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے کہ قیامت کے دن اور امتوں سے آپکی امت کے نیک لوگوں کی تعداد
زیادہ ہوگی۔ اس ضعف اسلام کے زمانہ میں بھی فقط قرآن کے اثر سے غیر قوم کے لوگوں کے اسلام کا سلسلہ جاری ہے اس لئے یہ سلسلہ
حدیث کی پیشین گوئی کا گویا ظہور ہے اور یہ حدیث قرآن کے کلام الٰہی کے ہونے کی گویا تفسیر ہے۔ پھر فرمایا ان سیدھی باتوں کے

سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ اللہ کے رسول اور قرآن کی مخالفت سے باز نہ آوین گے تو اللہ تعالی ایسے سرکش لوگون سے بدلا لینے مین ایسا زبردست ہے کہ اتنے بہت سی پچھلی سرکش قومون کو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کردیا جنکے قصے گھڑی گھڑی ان لوگون کو اسلئے سنا دئے گئے ہین کہ اگر یہ لوگ انکے قدم بقدم چلین گے تو بھی انجام انکا وہی ہوگا صاحب علم وہ اسلئے ہے کہ اوس سے کوئی بات ان لوگون کی پوشیدہ نہین ہے پھر فرمایا جو کوئی قرآن کی نصیحت کو مانکر پچھلی سرکسی سے توبہ کریگا تو اللہ تعالی اسکی توبہ کو قبول کرنے والا اور اسکے پچھلے گناہون کو معاف کرنے والا ہے نہیں تو اوس کا عتاب بہت سخت اور اسکی قدرت بہت بڑی ہے اسکے عذاب کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ پھر فرمایا جو صفتین بیان کی گئین جب وہ مخلوقات مین سے کسی مین نہین پائی جاتین تو لائق عبادت بھی وہی وحدہ لاشریک ہے جسکے روبرو حساب وکتاب اور نیک وبد کی جزا وسزا کیلئے سب کو حاضر ہونا ضرور ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رضی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اللہ تعالی کو اپنی غفور رحیمی کی صفت ایسی پیاری ہے کہ اگر دنیا کے موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی انکی جگہ ایسے لوگ پیدا کرتا جو گناہ کرکے توبہ استغفار کرتے اور اللہ تعالی انکی توبہ قبول کرکے اونکے گناہون کو معاف کرتا یہ حدیث غافر الذنب وقابل التوب کی گویا تفسیر ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس رضی بن مالک کی حدیث اور بخاری وغیرہ کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ عذاب الٰہی کا حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ مین بیان کرون تو لوگ گھر بار بال بچے چھوڑ کر جنگل کو نکل جاوین اور سوا رونے کے دوسرا کوئی کام نہ کرین یہ حدیثین شدید العقاب کی گویا تفسیر ہین پچھلی امتون کے طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہو جانے کے جتنے قصے گزرے وہ سب ذی الطول کی گویا تفسیر ہین کیونکہ اون قصون سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسا صاحب قدرت ہے کہ جسکے عذاب کو کوئی ٹال نہین سکتا۔ بعضے سلف نے ذی الطول کے معنے صاحب فضل وکرم کے کئے ہین اس صورت مین شدید العقاب ذی الطول کا یہ مطلب ہوگا کہ جس طرح اللہ تعالی کا عذاب سخت ہے اسی طرح اوس کا فضل وکرم بھی بڑا ہے کہ وہ گنہگارون کی توبہ قبول کرتا ہے۔

منزل ۶

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں سو تو نہ بہک اسپر کہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں جھٹلا چکے ہیں اُنسے پہلے

قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا

قوم نوح کی اور کتنے فرقے اُنسے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر کہ اسکو پکڑلیں اور لانے لگے جھوٹے

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ

جھگڑے کہ اس سے ڈگاویں سچا دین پھر میں نے اُنکو پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دینی اور ویسے ہی ٹھیک ہو چکی بات

رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ

تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ والے جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اُسکے گرد ہیں

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ
پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور اسپر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے اے رب ہمارے ہر چیز سمالی

رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ
ہے تیری مہر اور خبر میں سو معاف کر انکو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا انکو آگ کی مار سے اے رب ہمارے اور داخل

جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ
کر انکو بسنے کے باغوں میں جنکا وعدہ دیا تونے انکو۔ اور جو کوئی نیک ہو انکے باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ
زبردست حکمت والا اور بچا انکو برائیوں سے اور جسکو تو بچا وے برائیوں سے اسدن اسپر مہر کی تونے اور یہ جو ہی بچا ہے

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
بڑی مراد پانی

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں ابی مالک سے روایت ہے کہ حارث بن قیس سہمی وغیرہ مشرک لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکر جھگڑا کیا کرتے تھے اور قرآن شریف کے باب میں طرح طرح کے بے ادبی کے لفظ موںہہ سے نکالا کرتے تھے اوسپر اللہ تعالی نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام سے مخالفت کر کے ابھی تک جو کسی وبال اور عذاب الٰہی میں نہین پکڑے گئے اور چین سے شہر بشہر تجارتین اور تندرستی اور آرام سے گزر کر رہے ہین اے نبی اللہ کے ان لوگون کے اس حال پر کچھہ تعجب نہین کرنا چاہیے کیونکہ ان لوگون کی اس طرح کی باتونسے انکا کفر تو اللہ کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے مگر اللہ کی درگاہ مین ہر کام کا وقت مقرر ہے وقت آتے ہی حضرت نوح کے زمانہ سے لیکر اب تک جو اللہ کے رسولون کے مخالف لوگون کا انجام ہوا وہی ان لوگو نکا انجام ہوگا اللہ کے کلام مین ایک تو جھگڑا ان کافر لوگو نکا یہ تھا کہ اللہ کے کلام کو کلام الٰہی نہیں مانتے تھے یہ صریح کفر ہے لیکن کلام الٰہی کو اللہ کا کلام مان کر اس طرح کا جھگڑا اور فساد اس مین نکالنا جس سے کوئی فتنہ پیدا ہو یا کوئی بدعت رواج پکڑے یہ بھی عذاب الٰہی آجانے کی بات ہے صحیح مسلم مین حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز دو صحابیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی ایک آیتہ کے مطلب مین اختلاف کرتے اور جھگڑتے دیکھا یہ حال دیکھ کر نہایت غصہ سے آپنے فرمایا کہ پچھلی امتین اس طرح کے اختلاف اور جھگڑے سے غارت ہو گئین امام نووی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ کسی خفی بات کے معلوم کرنے کی نیت سے یا صحیح مسئلہ کے دریافت ہو جانیکی غرض سے اختلاف ہو تو شریعت مین اسکی اجازت ہے اور اگر لوگون کو شک وشبہ اور فتنہ مین ڈالنے کے طور پر یا بدعت کے رواج دینے کے طور پر اختلاف ہو تو حرام ہے اور اسی طرح کے اختلاف نے اہل کتاب کو ہلاک کیا سورۃ الشعراء مین گزر چکا ہے کہ نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے پتھرون سے کچل ڈالنے کا ارادہ کیا تھا سورۃ انفال مین گزر چکا ہے کہ قریش نے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرنے یا شہید کر ڈالنے کا قصد کیا تھا۔ مخالف لوگون کی ان ہی باتون کو وہمت کل امتہ رسولہم لیاخذوہ فرمایا مطلب یہ ہے کہ ہر امت کے

منزل ۶

مخالف لوگ رسولون کی ایذا کے ہمیشہ درپے رہے اور چاہتے رہے کہ رسولون کو پکڑ کر جسطرح کی ایذائین پہونچائی جاوین اوس مین کوتاہی نہ کیجاوے
اب آگے اللہ نے اون لوگون کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ کے اور اللہ کے رسول کے حکم مین خلاف شریعت کوئی جھگڑا اور اختلاف نہین کرتے اور اللہ کی
مرضی کے موافق اللہ کے حکم پر ایمان لاتے ہین اون لوگون کا یہ رتبہ ہے کہ اللہ تعالی کا عرش اوٹھانے والے اور عرش کے پاس حاضر رہنے والے
مقرب فرشتے ایسے لوگون کے حق مین رات دن مغفرت کی دعا اللہ تعالی سے کرتے ہین صحیح مسلم مین حضرت ابو درداؓ سے اور ترمذی اور ابوداؤد
مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے حق مین پیٹھ پیچھے دعا کرے تو اوس دعا کو اللہ
قبول فرماتا ہے اب یہ ظاہر بات ہے کہ فرشتون کی پیٹھ پیچھے کی یہ دعا جسکا ذکر اس آیۃ مین ہے اور فرشتے جو عرش معلے کے پاس رہنے والے
مقرب فرشتے ہین انکی دعا کس قدر مقبول ہونے کا درجہ رکھتی ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے کلام مین طرح طرح کی
حجتین نکالتے ہین اللہ کی وحدانیت کو نہین مانتے اور اللہ کے رسول کی ایذا کے درپے ہین وہ چند روز دنیا کی خوشحالی کو برت لین بعد اسکے
قوم نوح عاد ثمود قوم لوط اور اور رسولون کے مخالف لوگونکا جو انجام ہوا وہی انکا ہوگا کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ شیطان اور اوس کی
پیروی کرنے والون کو قیامت کے دن دوزخ مین جھونکا جاویگا۔ پھر فرشتون کی دعا کا ذکر فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ دنیا مین
جو لوگ ہماری طرح تیری توحید پر قائم ہین انکے گناہ معاف فرما کر اونہین دوزخ کے عذاب سے بچا کیونکہ تیری رحمت بہت بڑی ہے
کہ اپنی رحمت سے تو جسکو چاہے دوزخ کے عذاب سے بچا سکتا ہے اور تیرا علم ایسا وسیع ہے کہ نیکون اور بدون کا دلی ارادہ تک تجھ سے
پوشیدہ نہین ہے اس لیئے جن نیک لوگون کے رشتہ دارون کے دل مین تیری وحدانیت تو ہو مگر نیک عملون کے حساب سے اون کو
جنت کا اعلی درجہ نہ مل سکتا ہو تو ان سب کو جنت کا اعلی درجہ عنایت فرما تا کہ سب رشتہ دار جنت کا اعلی درجہ پاکر خوش ہون کیونکہ
تو بڑا زبردست ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے اور تیری حکمت ایسی بڑی ہے کہ تو نے اپنی حکمت اور تدبیر سے ایک کام کا سبب دوسرے
کام کو ٹھہرا رکھا ہے مثلاً گنہگارون کی بخشش کا سبب تو نے شفاعت کو ٹھہرایا ہے اسواسطے کم نیک عمل رشتہ دارون کے حق مین
ہماری یہ شفاعت ہے کہ اونکو بھی جنت کا اعلی درجہ اس طرح عنایت فرما کہ انکے کچھ گناہ دوزخ کی سزا کے قابل ہون تو اوس
سزا سے بالکل انکو بچا دے کیونکہ قیامت کے دن سزا سے بالکل بچ کر جنت مین داخل ہو جانا تیری رحمت کے آگے تو کچھ بھی
نہین مگر گنہگارون کے حق مین یہ بہت بڑی کامیابی کی صورت ہے۔ طبرانی مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایۃ ہے کہ قیامت کے
دن بعضے جنتی لوگ جنت مین داخل ہونے کے بعد اپنے مان باپ اور بی بی بچون کا حال فرشتون سے پوچھینگے کہ وہ سب کہان ہین
فرشتے کہوینگے اونکے اعمال اس قابل نہ تھے کہ اس درجہ کی جنت مین داخل ہوتے جہان تم ہو یہ جنتی لوگ اللہ سے دعا کرینگے اور اللہ
تعالی اون سب کو ایک جگہ اعلی درجہ کی جنت مین اکٹھا کر دیویگا۔ طبرانی کی سند مین ایک راوی محمد بن عبدالرحمن بن غزوان ضعیف ہے
لیکن یہ روایۃ مسند بزار مین بھی ہے اور مسند بزار کی سند مین یہ راوی نہین ہے اسلیئے ایک روایۃ سے دوسری کو تقویۃ ہو جاتی ہے صحیح بخاری
و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی بعضے گنہگارون کو انکے گناہ یاد دلاویگا جب
وہ لوگ اپنے گناہون کا اقرار کرینگے تو اللہ تعالی اپنی رحمت سے انکے وہ گناہ معاف فرما دیگا جنت کا درجہ بڑھ جانے کی اور بغیر

سزا کے جنت مین داخل ہو جانیکی فرشتون کی جو دعا ان آیتون مین ہے یہ حدیثین اسکی تفسیر ہین کیونکہ اس دعا کے مضمون کے موافق قیامت کے دن جو عمل ہوگا اسکا حال ان حدیثون سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی الْاِیْمَانِ

جو لوگ منکر ہین انکو پکار کے کہینگے اللہ بیزار ہوتا تہا زیادہ اس سے جو بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جب تمکو بلاتے تہے یقین لانیکو پہر تم

فَتَکْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝

منکر ہوتے تہے بولے اے رب ہمارے تو موت دیچکا ہمکو دوبار اور زندگی دیچکا دوبار اب ہم قایل ہوئے اپنے گناہون کے پہر اب ہی نکلنے کی

ذٰلِکُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَهٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ۝

یہ تمپر اسواسطے کہ جب کسینے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اسکے ساتہ شریک پکارتے تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ۝

وہی ہے تمکو دکہاتا اپنی نشانیان اور اتارتا تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو

اوپر ذکر تہا کہ جو لوگ شیطان کی پیروی کرین گے انسے اور شیطان سے دوزخ کو بہرا جاویگا ان آیتون مین ارشاد ہے کہ جب ایسے لوگ دوزخ مین جھونکدئے جاوین گے تو دوزخ کے عذاب سے تنگ آنکر یہ لوگ اون باتون سے بہت بیزاری ظاہر کرین گے جن باتون کو دنیا مین بڑی خوشی سے کرتے تھے۔ ان لوگون کا یہ حال دیکھکر انکو قائل کرنے کے لئے اللہ کے فرشتے پکار پکار کرانسے کہوین گے کہ بے وقت کی اس بیزاری سے اب کیا ہوتا ہے دنیا مین جب تم کو قرآن کے موافق فرمانبرداری کی نصیحت کی جاتی تھی اور تم سرکشی سے اوسکو نہین مانتے تھے اللہ تعالی تمہاری اوس سرکشی سے بہت بیزار تہا یہ عذاب اللہ تعالی کی اوس بیزاری کا نتیجہ ہے اب یہ عذاب کسی طرح نہین ٹل سکتا۔ فرشتون کی یہ جھڑکی سنکر یہ دوزخی لوگ اللہ سے عرض کرین گے یا اللہ تو موت دیچکا ہم کو دو دفعہ اور زندگی دیچکا دو دفعہ پیدا ہونے سے پہلے ہم بالکل بے جان تھے تو نے ہمکو پیدا کیا پہر ہم جاندار ہوئے پہر عمر پوری ہو چلنے کے بعد تو نے ہمکو بے جان کیا اور حساب وکتاب اور سزا وجزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا اسلئے حشر کے انکار کے جرم کا اور باقی سب جرمون کا اب ہمکو اقرار ہے اگر دوبارہ ہم کو دنیا مین بھیجدیا جاوے تو ہم حشر کے اقرار پر قائم رہین گے اور حشر کے سامان کے لئے نیک کام کرین گے اس کا جواب اللہ تعالی کی طرف سے یہ ملیگا کہ پہلی دفعہ جو تم لوگون کو پیدا کیا تو تمہارا دنیا مین یہ حال تہا کہ خالص اللہ کا نام لینے سے تمکو نفرت تھی اور بتون پر تمہارا ایمان تہا اب اللہ تعالی کے علم غیب مین یہ بات قرار پا چکی ہے کہ اگر تمکو دوبارہ دنیا مین بہیجا جاوے تو تم وہی کروگے جو پہلی دفعہ کرکے آئے اسواسطے تمکو دوبارہ دنیا مین بہیجنا لاحاصل ہے بلکہ اللہ بلند مرتبہ اور بزرگ کا تمہارے حق مین یہی حکم ہے کہ جو کچھ تم کرکے آئے ہو اوسکی سزا بھگتو اب آگے فرمایا ان منکرین حشر کی آنکھون کے سامنے اللہ کی قدرت کی ایسی بہت سی نشانیان ہین جن سے یہ حشر کا یقین کر سکتے ہین مثلاً ایک مینھہ کی نشانی ایسی ہے جو حشر کے یقین کے لئے کافی ہے کیونکہ پہلے سال کے اناج کے ہرے دانے اور ہر ایک میوہ کی تازگی گٹھلیان دوسرے سال تک سوکھ کر بالکل مردہ ہو جاتی ہین جنکو مردہ کی طرح یہ لوگ بیج ڈالنے کے وقت زمین مین دفن کر دیتے ہین پہر جو صاحب

منزل ۶

قدرت آسمان پرسے مینہ برساکر اون مردہ دانون سے ہزارون ہرے دلنے اور اون سوکھی گٹھلیون سے ہزارون ترو تازہ میوے سال بہ سال پیدا کردیتاہے اُسکی قدرت سے یہ کیا بعید ہے کہ ایک مینہ کی تاثیر سے اُنکے پتلے تیار ہوجاوین اور جس طرح مان کے پیٹ مین انکے پتلون مین روح پھونکدی جاتی ہے اوسی طرح اون پتلون مین روح پھونکدی جاوے۔ رہی یہ بات کہ مرنے کے بعد جنگل اور دریا مین انکی خاک جو رواں دواں ہوجاویگی وہ کیونکر جمع ہوگی تو اِس کا جواب بھی اونکو سمجھا دیا گیا ہے کہ وہ خاک جہان جہان جاویگی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق اُس کا سب پتا اور نشان پہلے ہی سے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے سب جسم تیار ہوجاوین گے اسکے بعد اون جسمون مین دوسرے صور سے روحین پھونکدی جاوینگی جس کا ذکر سورۃ الزمر مین گزرا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن شریف مین جگہ جگہ حشر کو کھیتی کی مثال سے جو سمجھایا گیا ہے اُس کا مطلب اِس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے آخر کو فرمایا کہ ان مثالون کو وہی لوگ سمجھتے ہین جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین فرمانبردار ٹھہر چکے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نافرمان قرار پاچکے ہیں اونکو ان مثالون سے کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی۔ اِس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مرنے کے بعد تو نافرمان لوگ دنیا مین دوبارہ آنے اور نیک کام کرنے کی آرزو ظاہر کرین گے مگر اب جب تک وہ لوگ دنیا مین ہیں تو نیک کامون کی نصیحت اُنکے حق مین ایسی رائگان ہیں جیسے بری زمین مین مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ

سو پکارو اللہ کو نرے کرکر اُسکے واسطے بندگی اور پڑے بُرا مانیں منکر صاحب اونچے درجوں کا مالک تخت کا

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ

اُتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے جسپر چاہے اپنے بندوں مین کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے جسدن وہ لوگ

بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

نکل کھڑے ہونگے چھپی نرہیگی اللہ پر اُنکی کوئی چیز کسکا راج ہے اُسدن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ

آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہیں آج بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب اور خبر سنادے اُنکو اُس

الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ۬ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ

نزدیک آنیوالے دنکی جسوقت دل پہنچینگے گلونکو تو دبا رہے ہونگے کوئی نہیں گنہگاروں کا دوست اور نہ سفارشی جسکی

يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ وَالَّذِيْنَ

بات مانی جاوے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینوں میں اور اللہ چکاتا ہے انصاف اور

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

جنکو پکارتے ہیں اُسکے سوا نہیں چکاتے ہیں کچھہ بیشک اللہ جو ہے وہی ہے جانتا دیکھتا

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے اون لوگونکا ذکر فرمایا تھا جو قرآن کی آیتون کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے جھگڑے اللہ کے حکم کے ماننے مین نکالتے تھے پھر فرمایا تھا کہ قرآن شریف کی آیتون سے وہی لوگ نصیحت پا سکتے ہین جنکا دل خالص دل سے اللہ تعالی کی عبادت کی طرف رجوع اور مائل ہو ایلن آیتون مین اون ہی صاحب توحید اور خالص نیت سے عبادت کرنیوالونکو خطاب کرکے فرمایا ہے کہ تم خالص نیت اللہ کی یاد اور اللہ کی عبادت کئے جاؤ اور اللہ کے حکم مین جھگڑا کرنیوالونکا اور اُنکی ناخوشی کا کچھہ خیال نکرو صحیح مسلم ابوداؤد و نسائی مین حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فرضون کے بعد کلمہ توحید پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یا اللہ ہم سوا تیرے کسی کی عبادت نہین کرتے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کافر لوگ ناخوش ہون تو ہون حقیقت مین خالص دین اور خالص عبادت اللہ ہی کا حق ہے اب آگے اللہ تعالی نے خالص عبادت کا نتیجہ ذکر فرمایا کہ اللہ تعالی انبیا کا جنکے سبب سے خالص عبادت الٰہی کی ہدایت لوگون کو ہوتی ہے اور خالص عبادت کرنے والونکا درجہ ہر ایک رتبہ کے موافق قیامت کے دن بلند فرماویگا قتادہ کے قول کے موافق یہان روح کے معنے وحی کے ہین مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون مین سے جس کسی کو نبوت کے قابل پاتا ہے اوسکو نبی مقرر کرکے بذریعہ وحی کے اپنے نبی پر اس لئے احکام بھیجتا ہون کہ وہ اللہ کے نبی لوگون کو قیامت کے دن کے عذاب سے ڈراویین اسی واسطے صحیحین مین ابوہریرہ کی حدیث ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور امت کے لوگون کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی شخص آگ جلاوے اور اوس آگ کی روشنی کے گرد کیڑے پتنگے جمع ہوکر اوس آگ مین گرنا اور جلنا چاہین اور وہ آگ جلانے والا شخص ہر چند اون کیڑون پتنگون کو روکے مگر وہ نہ مانین اور آخر آگ مین گرکر جل جاوین اسی طرح امت کے لوگون کی کمر پکڑ پکڑ کر مین عذاب الٰہی کی آگ سے اون کو روکتا ہون مگر وہ نہین مانتے اور آگ مین گرنے کے کام کرتے ہین صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعد کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دوسری نئی زمین پر لوگ حشر کے میدان مین کھڑے کئے جاوین گے اوس زمین پر نہ کسی مکان اور پہاڑ کی کچھہ علامت ہوگی نہ اور کچھہ آثار ہوگی بلکہ صاف میدان چٹیل ہوگا اسی واسطے آگے کی آیۃ کے ٹکڑے مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ حشر کے دن جب لوگ قبرون سے اوٹھین گے تو اونکی کوئی چیز اللہ سے چھپی نرہے گی اور اوس دن نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک ہوگا اور برائی کی سزا مین کچھہ زیادتی نہوگی اسیواسطے فرمایا اس دن کچھہ ظلم نہ ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالے نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔ اس حدیث سے لاظلم الیوم کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے۔ عذاب کی دہشت سے لوگون کے دل ٹھکانے نہ رہین گے اسی کو اذ القلوب لدی الحناجر فرمایا صحیح بخاری مین ابوہریرہ کی روایۃ سے اور ترمذی ابن ماجہ مین عوف بن مالک کی روایۃ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعت اہل کلمہ گنہگارون کے لئے ہوگی اسی

منزل ۶

اسی واسطے مشرکون کے ذکر مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اون کا قیامت کے دن نہ کوئی دوست ہوگا نہ شفاعت کرنے والا ہوگا یہ جو فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کی چوری کو جانتا ہے اس آنکھ کی چوری کی تفسیر آنکھ کے اشارہ سے بات کرنے کی بڑی صحیح تفسیر ہے کیونکہ ابو داؤد
اور نسائی کی مرفوع روایتہ مین یہ تفسیر آچکی ہے سوا اس تفسیر کے اور تفسیرین جو مفسرین نے بیان کی ہین وہ مرفوع حدیث سے کم درجہ
کی ہین اس مرفوع حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن سعد کے قتل کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد دیا مگر عبداللہ نے
آنکھ بچا کر آنحضرت سے بیعت کا ارادہ کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کی بیعت کا حال سنا تو صحابہ سے فرمایا کہ جب
عبداللہ بیعت کے ارادہ سے آرہا تھا تو تم مین سے کسی نے اوس کو روک لیا ہوتا صحابہ نے عرض کیا کہ اگر آپ ہمکو اشارہ سے فرما دیتے
تو ہم لوگ عبداللہ کو آپ تک آنے سے ضرور روک دیتے آپ نے اوسوقت یہی آیتہ مین کا کلمہ فرمایا کہ اللہ کے رسول کو خائنۃ الاعین
جائز نہین ہے حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ تو بغیر بتون کی تعظیم کے کبھی خوش نہیں رہ سکتے اس لئے ہر ایماندار کو چاہیے کہ وہ خالص
اللہ کی عبادت مین لگا رہے اور ان مشرکون کی ناخوشی کا کچھ خیال نہ کرے۔ درجات کے معنے اگر مخلوقات کے مرتبون کے لئے جاوینگے
تو حاصل مطلب وہی ہوگا جو اوپر بیان کیا گیا کہ خالص اللہ کی عبادت کرنے والون کا درجہ ہر ایک کے درجہ کے موافق قیامت
کے دن اللہ تعالیٰ بلند فرما دیگا اور درجات کے معنے اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کے لئے جاوین تو یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات
مین بہت بالاتر ہے اسواسطے کوئی اسکا شریک نہین قرار دیا جا سکتا لیکن پہلی تفسیر سورۃ المجادلہ کی آیتہ یرفع اللہ الذین امنوا منکم
والذین اوتوا العلم درجات کے موافق ہے کیونکہ جو مطلب اس تفسیر کا ہے وہی مطلب اس آیتہ کا ہے اسواسطے یہی تفسیر قوی معلوم
ہوتی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور بندون کی ملاقات ہوگی اسواسطے اسکو ملاقات کا دن فرمایا۔ آخر کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک
کی بات کو سنتا ہر ایک کے کام کو دیکھتا ہے اسواسطے قیامت کے دن نیک و بد کا وہی انصاف سے فیصلہ کریگا جن نیک لوگون کی
مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین وہ قیامت کے دن ان مشرکون سے بیزار ہوجاوینگے اور یہ بت تو بالکل بت ہی ہین نہ انکی آنکھین
نہ انکے کان نہ ان مین نیک و بد کے سمجھنے کی عقل اس لئے یہان دنیا مین یہ مشرک لوگ اپنے بتون کو مان لیوین قیامت کے دن تو ان
مشرکون کا پورا فیصلہ اللہ ہی کے اختیار مین ہوگا۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا
کیا پھرے نہیں ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا انجام جو تھے ان سے پہلے وہ تھے
هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ
ان سے سخت زور مین اور نشان چھوڑ گئے زمین مین پھر انکو پکڑا اللہ نے انکے گناہون پر اور نہ ہوا انکو اللہ سے کوئی بچانے والا

اوپر کھیتی کی مثال سے قریش کو حشر کا یقین ہونا اسلئے سمجھایا گیا تھا کہ جسکے دل مین ایکدن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے اور عمر بھر
کے حساب و کتاب کا خوف ہوگا وہ اللہ کے رسول کے جھٹلانے اور نافرمانی کی باتون کی کبھی جرأت نہ کریگا اب قریش کو یہ بات یاد
دلوائی کہ ملک شام اور ملک یمن کے سفر مین ان لوگون کو پچھلی اون قومون کی اجڑی ہوئی بستیان نظر نہین آئین جو لوگ ان

ان سے قوت اور ثروت میں ہر طرح بڑھ کر تھے لیکن نافرمانی کے جرم میں جب پکڑے گئے تو وہ انکی قوت اور ثروت کچھ کام نہ آئی اور بہت سے اپنی ثروت کی نشانیاں چھوڑ کر آخر ہلاک ہو گئے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی انجانی کا عذر باقی نہ رکھنا بہت پسند ہے اسی واسطے اوس نے آسمانی احکام دیکر رسول بھیجے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔ ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک پچھلی جتنی قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوئیں اونکو اللہ تعالیٰ نے انجانی کی حالت میں ظلم کے طور پر ہلاک نہیں کیا کیونکہ انجانی کے عذر کو رفع کر دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور ظلم کو اوسنے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک قوم کی ہدایت کے لیے آسمانی احکام دیکر رسول بھیجے لیکن جب ان لوگوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی سزا میں اون لوگوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیا۔ اور اللہ کے عذاب سے اون لوگوں کی قوت ثروت کوئی چیز اونہیں بچا نہ سکی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ

یہ اسپر کہ اُن پاس آتے تھے اُنکے رسول کھلی نشانیاں لیکر پھر منکر ہوئے پھر اُنکو پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور ہے سخت

الْعِقَابِ ۞ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۞ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ

مار دینے والا اور ہمنے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند فرعون اور ہامان اور قارون

فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۞ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

پاس پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا پھر جب پہنچا اُن پاس لیکر سچی بات ہمارے پاس سے بولے مارو بیٹے اونکے جو یقین لائے ہیں

وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْۤ اَقْتُلْ

اُسکے ساتھ اور جیتی رکھو اُنکی عورتیں اور جو داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں ہیں اور بولا فرعون مجھکو چھوڑدو کہ مار ڈالوں

مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۞

موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک میں خرابی

وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۞

اور کہا موسیٰ نے میں پناہ لیچکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کا دن

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ

اور بولا ایک مرد ایماندار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان کیا مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہے میرا رب

بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ

اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اسپر پڑیگا اسکا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑیگا کوئی وعدہ جو دیتا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ○ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي

بیشک اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو بے لحاظ جھوٹا ۔ اے قوم میری تمہارا راج ہے آج چڑھ رہے ہو ملک مین

الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا

پہر کون مدد کریگا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آگئی ہمپر

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے قریش کو عقبی کے خوف کی باتون سے ڈرایا تھا کہ اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا اور نیک و بد کا ذرا ذرا حساب ہوگا اور جو لوگ شرک مین گرفتار ہین اور اپنے بتون سے شفاعت کی توقع رکھتے ہین اون کا خیال بالکل غلط ہے وہان مشرکون کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا پہر یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ لوگ اللہ کے رسول سے مخالفت کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ اللہ کے رسولون کی مخالفت کے سبب سے بہت لوگ ان سے پہلے ہلاک ہو چکے ہین جنکا حال اونھون نے ملک شام و یمن کے سفر مین سنا ہوگا اور جو کچھ عمارتین اون پچھلے لوگون کی باقی رہگئی ہین اُنکے دیکھنے سے اُنکو معلوم ہوا ہوگا کہ وہ لوگ ان سے دنیا کی ثروت مین بڑہ کر تھے ان آیتون مین یہ جتلایا کہ ان پچھلے لوگون کا طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہونا فقط اللہ کے رسولون کی مخالفت کے سبب سے تھا اور ان پچھلے لوگون مین سب سے آخر فرعون کی قوم جو ہلاک ہوئی تھی اس کا قصہ بھی مثال کے طور پر ذکر فرمادیا ہے اوپر گزر چکا ہے کہ پچھلے زمانہ کی تاریخی کسی بات کو یاد دلاکر مشابہت کے طور پر موجودہ زمانہ کی کسی بات کے انجام کو ذہن نشین کرنا کسی مطلب کے ثابت کرنے کے لئے ایک بڑا عمدہ طریقہ ہے اسی مطلب کے لئے قرآن شریف مین جگہ جگہ پچھلے لوگون کے قصے ذکر فرمائے گئے ہین اگرچہ قارون بنی اسرائیل مین سے تھا لیکن توراۃ کے زکوۃ کے حکم پر موسے کی نبوت کا منکر ہوکر اونکو جادوگر کہنے لگا تھا ۔ اکثر علمائے مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے نجومیون سے حضرت موسی علیہ السلام کے پیدا ہونے کا حال سنکر ایک دفعہ حضرت موسے کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل کئے جانے کا حکم دیا تھا اور حضرت موسے کے پیدا ہو جانے کے بعد جب فرعون کی قوم کے لوگون نے یہ شکایت کی تھی کہ بنی اسرائیل مین کے بڑی عمر کے لوگ آخر اپنی موت سے مرجاوین گے اور انکے لڑکے قتل کردئے جاوین گے تو بنی اسرائیل کی نسل منقطع ہوجاویگی اور محنت مزدوری کا کام جو بنی اسرائیل کے ذمہ ہے اس مین بڑا فتور پڑجاویگا اس شکایت پر فرعون نے وہ حکم ملتوی کردیا تھا اب حضرت موسے کے نبی ہوکر مصر آنے کے بعد پھر وہ حکم جاری کردیا تھا پہلی دفعہ یہ حکم فرعون نے اس غرض سے دیا تھا کہ حضرت موسے دنیا مین پیدا ہوکر جینے اور پلنے نہ پاوین اور دوسری دفعہ یہ حکم اس غرض سے دیا تھا کہ بنی اسرائیل پر ایک طرح کا رعب قائم رہے اور بنی اسرائیل کی جماعت بھی زیادہ بڑہنے نہ پاوے لیکن تقدیر آلہی کے موافق جو کچھ ہونا تھا وہ آخر ظہور مین آیا جب فرعون حضرت موسے کے مقابلے سے عاجز آیا تو اوس نے اپنی قوم کے سردارون سے یہ مشورہ لیا تھا کہ حضرت موسے کو قتل کرڈالے اس مشورہ کے وقت اس پوشیدہ ایماندار قبطی کو جوش آیا اور اوس نے قوم کو وہ نصیحت کی جس کا ذکر آگے آتا ہے بعضے مفسرون نے یہ جو لکھا ہے کہ یہ پوشیدہ ایماندار بنی اسرائیل مین کا ایک شخص تھا یہ قول قرآن شریف کے مطلب کے مخالف ہے کیونکہ آگے کی آیتون مین اس ایماندار شخص نے فرعون اور اوس کی قوم کو نصیحت جو کی ہے تو اُس مین میری قوم میری قوم کہہ کر نصیحت کی ہے

بنی اسرائیل مین کا کوئی شخص قبطی لوگون کو میری قوم میری قوم کیونکر کہہ سکتا تھا علاوہ اسکے جب فرعون خود حضرت موسے علیہ السلام کے قتل پر آمادہ تھا تو ایسی حالت مین بنی اسرائیل مین کا کوئی شخص اگر جرات کر کے حضرت موسے علیہ السلام کے باب مین فرعون کو اتنی بڑی نصیحت کرتا تو فرعون ضرور اُسکو سزا دیتا اسی واسطے امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس نے یہی تفسیر کی ہے کہ وہ ایماندار شخص قبطی تھا اور قوم قبطی مین سے یہ تین شخص حضرت موسے پر ایمان لائے تھے ایک یہ شخص اور ایک فرعون کی بی بی اور ایک وہ شخص جسکا ذکر سورہ قصص مین گذرا کہ جب حضرت موسے علیہ السلام سے ایک قبطی کا خون ہوگیا اور قبطی لوگون نے حضرت موسے کے قتل کا مشورہ کیا تو اوس نے حضرت موسی کو اس مشورہ کی خبر اور مصر سے کہین چلے جانے کی صلاح دی تھی۔ فرعون کی قوم کو قبطی قوم کہتے ہین موسے علیہ السلام کے قتل کے ارادہ کو فرعون نے جب ظاہر کیا تو غرور سے یہ بھی کہا کہ جس اللہ کی مدد کا موسے کو دعوا ہے وہ اپنے اللہ کو مدد کے لئے اور قتل سے بچا دینے کے لئے بلاوے اور قوم کے لوگون سے یہ بھی کہا کہ موسے کے زندہ چھوڑ دینے مین مجھکو یہ خوف ہے کہ وہ تمہارے قدیمی دین کو بدلنے اور نئے دین کے پھیلانے مین ایک فساد برپا کر دیگا۔ صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین دوزخی قرار پاچکے ہین اونکو دوزخیون کے سے کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین۔ اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ اگرچہ فرعون تمام ملک مصر کے جادوگرون کو موسے علیہ السلام کے مقابلہ مین پیش کر کے عاجز ہوچکا تھا لیکن پھر بھی اُسکو یہی بات اچھی معلوم ہوتی تھی کہ وہ ملعون موسے علیہ السلام کو جادوگر اور آنکے معجزہ کو جادو کہے اور شریعت موسوی کی باتون کو خرابی اور فساد کی باتین تبلاوے۔ فرعون کے اس ارادہ کا حال سنکر موسے علیہ السلام نے منکر حشر لوگون کی ایذا سے اس لئے اللہ کی پناہ مانگی کہ جن لوگون کے دل مین ایک دن اللہ کے روبرو کھڑے ہونے کا خوف ہے وہ اس طرح قتل ناحق کے درپے نہیں ہوتے۔ اوس قبطی دیندار شخص کی نصیحت کا حاصل یہ ہے کہ اے قوم کے لوگو کیا تم ایسے شخص کے قتل ناحق کے درپے ہو کہ جو اللہ کو معبود اور اپنے آپکو اللہ کا رسول تبلاتا ہے اور اپنے رسول ہونیکی نشانیان بھی اُسنے تم لوگونکو دکھا دین۔ یہ ایک ہی نشانی کیا کم ہے کہ تم لوگ اُسکو جادوگر کہتے ہو اور تمہارے بڑے بڑے جادوگر اُسکے مقابلہ سے عاجز اور خلاف عادت باتون کو تائید غیبی تبلاتے ہیں اسپر بھی مین کہتا ہون کہ اگر وہ اپنے دعوے مین سچا نہیں ہے تو خدا پر جھوٹ باندھنا کچھ چھوٹی بات نہین ہے ایک دن ضرور اسپر اوس کا وبال پڑیگا مگر یہ تو کہو کہ اگر وہ سچا ہے تو جس شخص نے جس عذاب سے تمکو ڈرایا ہے اوس کا کیا انجام ہوگا کیونکہ ایسے حد سے بڑھ جانے والے لوگ بارگاہ الہی مین گمراہ ٹھہر چکے ہین جو سچون کو جھوٹا ٹھہرا کر ضد سے اونہین قتل کر ڈالین۔ یہ مین نے مانا کہ آج ملک مصر کی حکومت تمہارے ہاتھ مین ہے جسکو تم چاہو قتل کر سکتے ہو لیکن قتل ناحق کے سبب سے کوئی آسمانی آفت ہم پر آگئی تو میری سمجھ مین نہین آتا کہ ایسے وقت پر ہماری مدد کو کون کھڑا ہوگا۔ بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل کا ذکر سورہ القصص مین موسے علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہے اور یہان موسے علیہ السلام کی نبوت کے بعد ہے اس سے یہ قول بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل کا حکم فرعون نے دو دفعہ دیا تھا۔ ترمذی اور مستدرک حاکم مین ابوہریرہؓ کی معتبر حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راحت کے وقت اللہ کو یاد رکھے گا اللہ اوس کی بارگاہ

منزل ۶

مین ہر طرح کی دعا اور التجا پیش کرتا رہے گا تو سختی کے وقت کی اسکی التجا کو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماویگا۔ اس حدیث کو فرعون کے قصے کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فرعون راحت کے وقت تو خدا کا منکر رہا اور ڈوبنے کی سختی کے وقت اپنے ایمان کے قبول ہو جانیکی التجا بارگاہ الٰہی مین پیش کی اس لئے اس حدیث کے موافق اس التجا کا قبول ہونا عادت الٰہی کے برخلاف ٹھہرا

قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝

بولا فرعون مین وہی سمجھاتا ہون تمکو جو سوجھا مجکو اور وہی راہ بتاتا ہون جس مین بھلائی ہے

حضرت موسے علیہ السلام جو شرک کے چھوڑنے اور توحید کے اختیار کرنے کا طریقہ لوگون کو بتلاتے تھے اسکو تو فرعون نے اوپر کی آیتون میں فسادی طریقہ بتلایا اور جس دہری یہ طریقہ پر آپ تھا کہ اپنے آپکو خدا کہلواتا تھا اور لوگون کو بت پرستی سکھاتا تھا اس طریقہ کو اس نے کہا کہ یہی بھلائی کی راہ ہے یہ باتین فرعون کچھ اس سبب سے نہین کہتا تھا کہ فرعون یا اسکی قوم کو خدا کی خدائی یا حضرت موسے کی نبوت کا کسی طرح یقین نہ آیا ہو بلکہ متواتر معجزے دیکھ کر فرعون اور اسکی قوم کے دلون مین یہ بات یقینی طور پر آچکی تھی کہ جو باتین حضرت موسے علیہ السلام سے ظہور مین آتی ہین وہ باتین بڑے بڑے جادوگرون سے جب نہین ہو سکتین ہین تو بلاشک بغیر تائید غیبی کے وہ باتین نہین ہین لیکن نخوت اور تکبر کے سبب سے وہ لوگ حضرت موسے کی باتون کو فساد کی باتین بتلاتے تھے چنانچہ سورۃ النمل مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا جسکا مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اوسکی قوم موسیٰ علیہ السلام کے معجزون کو اگرچہ تائید غیبی جان گئے تھے مگر سرکشی اور نخوت کی راہ سے اونکو نہین مانتے تھے اسی واسطے فرعون نے جب ڈوبتے وقت خدا کی خدائی کا اقرار کیا تو حضرت جبرئیل نے اسکے منہ مین مٹی بھر دی کہ عمر بھر تو جان بوجھ کر خدا کا منکر رہا اب بیوقت خدا کی خدائی کا اقرار کرنے سے کیا ہوتا ہے یہ قصہ سورہ یونس مین گزر چکا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد اور طبرانی کبیر مین ابوامامہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت ایمان کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا جب تجکو نیکی اچھی معلوم ہونے لگے اور برائی بری نظر آنے لگے اوسوقت جان لیجیو کہ تو مسلمان ہے اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا عام قاعدہ بتلایا کیونکہ برائی مین کفر شرک بدعت اور تمام گناہ سب داخل ہین اب جو لوگ ایسے ہین کہ کفر اور شرک کی باتین بھی اون کو اچھی معلوم ہوتی ہین جسطرح فرعون اپنے دہریہ طریقہ کو بھلائی اور حضرت موسے علیہ السلام کی توحید کے طریقہ کو فساد بتلاتا تھا یہ درجہ تو کفر کا ہے اب بعد اس درجہ کے اس عام قاعدہ سے آدمی کو اپنا حال جانچنا چاہیے جس قدر شرعی برائی کا خوف اسکے دل سے اوٹھ گیا ہے اوسی قدر اسکے ایمان مین خلل ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

اور کہا اوس ایماندار نے اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ آوے تمپر دن اون فرقون کا سا جیسے رسم بڑی قوم نوح کی اور عاد

وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ

اور ثمود کی اور جو اسکے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہین چاہتا بندون پر اور اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ تمپر آوے دن ہانک پکار کا

منزل ۶

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○
جسدن بھاگوگے پیٹھ دیکر کوئی نہین تمکو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی مین ڈالے اللہ کوئی نہین اسکو سمجھانیوالا

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰىٓ اِذَا هَلَكَ
اور تم پاس آچکاہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتین لیکر پہر تم رہے دھوکے ہی مین ان چیزونسے جو وہ لایا یہانتک کہ جب مرگیا

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۨالَّذِيْنَ
کہنے لگے ہرگز نہ بھیجیگا اللہ اسکے بعد کوئی رسول اسی طرح بہکاتا ہے اللہ اسکو جو ہو زیادتی والا شک کرتا وہ جو

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر کچھ سند کے جو پہنچی ہو اونکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اور ایمانداروں کے یہان

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ○
اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے

اس ایماندار شخص کی نصیحت کے بیچ مین وہ بات فرعون نے کہدی تھی جسکا ذکر اوپر کی آیۃ مین تھا اب پھر اوس ایماندار شخص کی نصیحت کا سلسلہ شروع ہوا اس ایماندار شخص نے اپنی اس نصیحت مین یہ جو کہا کہ مصر کے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد یون کہتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے اللہ تعالی اور کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا اس سے یہ مطلب اوس ایماندار شخص کا نہین ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیغمبری کے مصر کے لوگ قائل تھے کیونکہ انہی آیتون مین ہے فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ جس کا مطلب یہ ہے کہ موسی علیہ السلام کے معجزون کے دہوکے کی طرح تم یوسف علیہ السلام کے معجزون سے بھی دہوکے مین رہے اس صورت مین معنے آیۃ کے یہ ہین کہ مصر کے لوگ اب جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کی پیغمبری کے منکر ہین اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی پیغمبری کے بھی اونکی زیست بھر منکر رہے اور حضرت یوسف کی وفات کے بعد اپنی عقل سے یون کہنے لگے کہ اب کوئی شخص اللہ تعالی ایسا نہ بھیجے گا جو حضرت یوسف کی طرح اپنے آپکو اللہ کا رسول کہوے مصر کے لوگون نے محض اپنی عقل سے جو یہ ایک بات غیب کی مونہہ سے نکالی کہ اللہ تعالی حضرت یوسف کے بعد کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا اسی واسطے اللہ تعالی نے اون کو گمراہ اور حد سے گزر جانے والا فرمایا غیب کی اور دین کی باتون مین محض عقل سے کوئی بات مونہہ سے نکالنی بڑی اندیشہ کی بات ہے صحیح مسلم مین جندب بن عبداللہ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے ایک شخص کو قسم کھاکر یہ کہہ دیا تھا کہ خدا تجھکو نہ بخشے گا خدا تعالی نے محض اتنی بات پر کہ اس قسم کہانے والے شخص نے ایک غیب کی بات اللہ تعالی کے حق مین کیون منہ سے نکالی اس قسم کھانے والے شخص کے نیک عمل اکارت کر دئے اور جس شخص کے باب مین اس شخص نے قسم کھائی تھی اسکی مغفرت فرمادی یہ تو غیب کی بات بغیر جانے بوجھے مونہہ سے نکالنے کا انجام ہوا اسی طرح دین مین کسی چیز کو بغیر شرعی دلیل کے اپنی طرف سے حلال یا حرام ٹھہرانے کا انجام بھی برا ہے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ مین فرمایا کہ جو کوئی شخص اسلام کے پھیلنے

منزل ۶

کے بعد اسلام سے پہلے کی جاہلیت کی زمانہ کی باتون کو رواج دیویگا اُس شخص سے بڑھ کر خدا کے نزدیک کوئی برا نہیں پچھلی قومون مین سے
ہر ایک قوم کو ایک دن عذاب کے آنے کا جو پیش آیا ہے اوسی کو یوم الاحزاب کہا گیا ہے مطلب یہ ہے مجھکو اندیشہ ہے کہ آل فرعون
کے عذاب کے دنون مین کا کوئی دن کہین قبطی قوم کے سامنے نہ آجاوے قوم لوط کی ہلاکت کا قصہ والذین من بعدہم کی گویا تفسیر ہے
کیونکہ قوم لوط کی ہلاکت ثمود کے بعد ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر
حرام ٹھرا لیا ہے یہ حدیث وما اللہ یرید ظلما للعباد کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھرا لیا
ہے اسلئے وہ اپنے بندون پر ظلم کرنا نہین چاہتا۔ یوم التناد کی تفسیر اکثر سلف نے قیامت کے دن کی صحیح قرار دی ہے کیونکہ اُس
دن کی ہانک پکار سب دنون سے زیادہ ہے حساب کتاب کے بعد حساب و کتاب کے مقام کی طرف سے پیٹھ پھیر کر پل صراط پر
گزرنے کے لئے سب لوگ جو دوڑین گے اوسی مطلب کو یوم تولون مدبرین سے ادا فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب
کے موافق جسکو لوح محفوظ مین گمراہ لکھ دیا کوئی اُسکو راہ راست پر نہین لا سکتا اسی مطلب کو ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد سے ادا
فرمایا گیا ہے۔ سورۃ الانبیا مین گزر چکا ہے وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا اور سورۃ التغابن مین آویگا ومن یومن باللہ یہد قلبہ۔ ان
دونون آیتون کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے جو احکام اللہ تعالیٰ نے انبیا کی معرفت بھیجے ہین اللہ کے علم غیب مین جو
لوگ نیک ٹھر چکے ہین اللہ تعالیٰ اُنکے دل مین ایسا توفیق پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ لوگ اون احکام کی پابندی کی طرف مائل ہو جاتے
ہین اسی طرح جو لوگ اللہ کے علم غیب مین بد قرار پا چکے ہین نہ وہ احکام الٰہی کی پابندی کی طرف مائل ہوتے ہین نہ اُنکے دل مین
وہ توفیق پیدا ہوتی ہے بلکہ ایسے لوگون کو اللہ اونکے حال پر چھوڑ دیتا ہے اسلئے ایسے لوگو نکو کوئی راہ راست پر نہین لا سکتا حاصل کلام
یہ ہے کہ سورۃ الانبیا اور سورۃ التغابن کی دونون آیتون کا مطلب آیۃ ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد کے ساتھ ملایا جاوے تو اس آیۃ کا
مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔ آگے فرمایا کہ جو لوگ احکام الٰہی کی پابندی مین بغیر کسی سند کے جھگڑے نکالتے ہین اللہ اللہ کے رسول
اور اُنکے ساتھ کے ایماندار سب ان بے سند جھگڑا کرنے والونسے بیزار ہین اور کثرت گناہون کے سبب سے ان بے سند جھگڑا کرنے والون کے
دلون پر زنگ کی مہر لگ گئی ہے جس سے کوئی نیک بات اُنکے دلون پر اثر نہین کرتی۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ کے حوالہ سے
ابو ہریرہ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ بغیر توبہ کے گناہ پر گناہ کرنے سے آدمی کے دل پر زنگ چھا جاتا ہے۔ یہ حدیث کذلک
یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے سرکش لوگون کے دلون پر زنگ چھا جاتا ہے اس لئے وہ
احکام الٰہی کی پابندی مین بے سند جھگڑے نکالنے لگتے ہین۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ
اور بولا فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک محل شاید مین پہنچون رستون مین رستون مین آسمانون کے
فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ
پھر جھانک دیکھون موسے کے معبود کو اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے اور اسی طرح بھلے دکھائے تھے فرعون کو اُسکے برے کام

وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ
اور روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو کھپنے کے واسطے

ایمان دار قبطی کی نصیحت کے بیچ مین فرعون نے پہلی بات جو کہی تھی اسکا ذکر تو اوپر گزرا اس نصیحت کے بیچ مین یہ فرعون کی دوسری بات ہے جس کا ذکر اس آیۃ مین ہے۔ دہریہ لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو آنکھ سے نہین دیکھا اس لیے ہم اسکی ہستی کے قائل نہین علمائے پابند شریعت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس عقل کے بھروسہ پر تم لوگون نے آسمان زمین پیدا کرنے والے کی ہستی کا انکار کیا ہے اس عقل کو تم نے آنکھوں سے کب دیکھا ہے جو تم عقل کی ہستی کے قائل ہو اگر یہ کہتے ہو کہ عقل کی نشانیان دیکھکر ہم نے عقل کا اقرار کیا ہے تو پھر یہ بتلاؤ کہ اون نشانیون والی عقل کو اور خود تمکو کس نے پیدا کیا ہے کیا یہ سب کچھ اپنے پیدا کرنے والے کی ہستی کی نشانیان نہین ہین حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی کی ہستی کے انکار مین تو فرعون دہریہ تھا مگر اس ملعون مین یہ بات دہریون سے زیادہ تھی کہ یہ اپنے آپکو خدا کہلواتا تھا۔ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ فرعون خدا کی ہستی کا منکر نہیں تھا کیونکہ اگر وہ خدا کی ہستی کا منکر ہوتا تو پھر خدا کے دیکھنے کے لیے یہ منار کیون بنواتا لیکن سورۃ الشعرا مین گزر چکا ہے کہ جب موسے علیہ السلام نے اللہ تعالی کا ذکر کیا تو فرعون نے صاف کہدیا تھا کہ فرعون کے سوا اگر دوسرا خدا تم قرار دوگے تو تمکو قید کر دیا جاویگا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملعون خدا کی ہستی کا اس قدر منکر تھا کہ اللہ تعالی کے نام لینے کو بھی قید کر دینے کے قابل جرم گنتا تھا۔ اسکی زیادہ ۔۔ ۱۱ اسکی سورۃ القصص مین گزر چکی ہے اور اہل تاریخ کے قول کے حوالہ سے سورۃ القصص مین یہ بھی گزر چکا ہے کہ ہامان نے جب یہ منار بنا کر طیار کر دیا تو اللہ تعالی کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مار کر اوسکو گرا دیا جسکے نیچے فرعون کی قوم کے بہت سے آدمی دب کر مر گئے قتادہ کا قول ہے کہ پکی اینٹون کا بنانا پہلے پہل فرعون نے ہی نکالا ہے۔ تفسیر سدی مین اسباب السموات کے معنے آسمان کے راستون کے لیے ہین۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جب اوس ایماندار قبطی نے فرعون کو موسے علیہ السلام کے قتل سے روکا اور قتل ناحق پر اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو فرعون نے اپنی قوم کو بہکانے کے لیے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ موسے نے اپنے خدا کا ہونا جو کہا ہے مین تو موسے کی اس بات کو جھوٹ جانتا ہون پھر مین خدا کے عذاب سے کیونکر ڈر سکتا ہون اسپر مین حکم دیتا ہون کہ پکی اینٹون کی ایک منار اونچی بنائی جاوے تاکہ شاید مین آسمان کا راستہ ڈھونڈلون اور موسے کے معبود کو جھانک کر دیکھون۔ شیطان نے جسطرح بت پرستی دنیا مین پھیلائی حضرت عبد اللہ بن عباس کی صحیح بخاری کی روایۃ سے اوس کا ذکر ایک جگہ گزر چکا ہے کہ قوم نوح مین کے کچھ نیک آدمی مر گئے جنکے آنکھون کے سامنے سے اوٹھ جانے کا صدمہ قوم کے لوگون کو بہت تھا شیطان نے پہلے تو قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اون نیک لوگون کی شکل کے بت بنا کر رکھ لیے جاوین تاکہ اونکے آنکھونکے سامنے سے اوٹھ جانے کا رنج کچھ کم ہو جاوے پھر قوم کے لوگون کی چند پشت کے بعد بت پرستی کا رواج دنیا مین پھیلا دیا۔ برے کامون کو بھلے کر کے دکھانے اور نیک راہ سے روکنے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسی طرح کے شیطانی دہوکے مین آکر فرعون نے اپنے آپ کو خدا کہوایا اور بت پرستی پھیلائی اور شریعت موسوی کی باتون کو نرا بکی باتین بتلاتا تھا اور اپنے ان سب برے کامون کو اچھا جانتا تھا حضرت موسے کے زندہ نہ رہنے کے داؤ کے

لے لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزارون لڑکے قتل کرائے حضرت موسے پر غالب آنے کے داؤ کے لئے موسے علیہ السلام اور جادوگرون کا مقابلہ کرایا آسمان پر چڑھنے کے لئے منار کے بنانے کا حکم دیا مگر کسی داؤ مین اسکو کچھہ کامیابی نہین ہوئی اسی واسطے فرمایا فرعون کا جو داؤ تھا وہ سر نے کھپنے کا تھا

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَھْدِکُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۚ یٰقَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ۡ

اور کہا اُس ایمان دار نے اے قوم میری راہ چلو پہنچا دون تمکو نیکی کی راہ پر اے قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا

وَّاِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ

اور وہ گہر جو پچھلا ہے وہی ہے ٹہراؤ کا گہر جسنے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاویگا اُسکے برابر اور جسنے

صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ

کی ہے بہلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکہتا ہو سو وہ لوگ جاوینگے بہشت مین روزی پاوینگے وہان

حِسَابٍ ۝ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ

بیشمار اور اے قوم مجکو کیا ہوا ہے بلاتا ہون تمکو بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجکو آگ کی طرف تم بلاتے ہو مجکو کہ منکر ہون اللہ سے

وَاُشْرِکَ بِہٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ

اور شریک ٹہراؤن اُسکا جسکی مجکو خبر نہین اور مین بلاتا ہون تمکو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ جسکی طرف

لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ ھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

مجکو بلاتے ہو اُسکا بلاوا کہین نہین دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ کہ ہمکو پہر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ کے لوگ

فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۭ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰہُ

سو آگے یاد کروگے جو مین کہتا ہون تم کو اور مین سونپتا ہون اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ مین ہین سب بندے اور بچا لیا

اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝

موسی کو اللہ نے بُری داؤن سے جو کرتے تھے اور الٹ پڑا فرعون والون پر بری طرح کا عذاب

ایماندار قبطی کی نصیحت کا سلسلہ یہان سے پہر شروع ہوا۔ سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ قوم فرعون پر طوفان کی ٹڈیون کی مینڈکون کی غرض طرح طرح کی آفتین آئین اور فرعون اس طرح کا جھوٹا خدا تھا کہ اُس سے کوئی آفت نہین ٹالی گئی آخر ہر آفت کے وقت موسے علیہ السلام سے دعا کی التجا کی گئی اور موسے علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالی نے ہر ایک آفت کو ٹالا۔ اسی بات کو ایماندار قبطی نے قوم کے لوگون کو سمجھایا ہے کہ سبیل الرشاد کہہ کر جس طریقہ کو فرعون بہلائی کا طریقہ بتلا رہا ہے اوس طریقہ مین ہرگز کچھہ بہلائی نہین ہے کیونکہ اُس طریقہ مین اگر کچھہ بھلائی ہوتی تو اون آفتون کے وقت کچھہ بھلائی ضرور پہونچتی ہان جس طریقہ کی پابندی کی موسے علیہ السلام نصیحت کرتے ہین بھلائی کا طریقہ وہ ہے کہ اوسکے طفیل سے تمہاری سب آفتین رفع دفع ہوگئین اور یہ طفیل

یون ہوا کہ تم لوگون نے ہر آفت کے ٹل جانے پر موسے علیہ السلام کے طریقہ کے پابند ہو جانے کا عہد کیا تھا جس عہد پر آخر تم
قائم نہین رہے ۔ سورۃ الزخرف مین آوے گا کہ اپنی قوم کو موسے علیہ السلام کی پیروی سے روکنے کے لئے فرعون نے
اپنے آپ کو مصر کا بادشاہ اور موسے علیہ السلام کو تنگدست اور بے عزت کہا ۔ اس بات کو ایماندار قبطی نے قوم کے لوگون کو یون
سمجھایا کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے فرعون جیسے بہت سے بادشاہ ہوئے اور مٹ گئے اور موسے علیہ السلام کے طریقہ پر چلنے
سے عقبی کی جن راحتون کا وعدہ ہے ان کو ہمیشگی ہے پھر اوس ایماندار قبطی نے قوم کے لوگون کو یہ سمجھایا کہ دہریہ لوگون کے اعتقاد کے
موافق حشر کا انکار کرنا بالکل عقل کے مخالف ہے کیونکہ اسبات کو ہر عقلمند جانتا ہے کہ دنیا مین جو کام کیا جاتا ہے اوس کا کوئی نتیجہ ضرور
سوچا جاتا ہے مثلاً کھیتی کیجاتی ہے اناج ہاتھ آجانے کے لئے باغ لگایا جاتا ہے میوہ کھانے کے لئے مکان بنایا جاتا ہے رہنے کے
لئے اب دہریہ لوگون کے اعتقاد کے موافق نیکی کی جزا اور بدی کی سزا کے لئے دوسرا جہان پیدا نہ ہو تو دنیا کے پیدا کرنے کا اتنا
بڑا کام بے نتیجہ رہجاتا ہے جو عقلی تجربہ کے برخلاف ہے اس لئے سزا جزا ضرور ہو گی مگر اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے سزا وجزا کا یہ
قاعدہ رکھا ہے کہ سزا جرم کی حیثیت کے موافق ہو گی اور جزا کا کچھ حساب نہین ایک نیکی کا بدلہ دس گونے سے لیکر سات سو تک
اور کچھ نیکیون کا بدلہ اس سے بھی زیادہ ہو گا اس لئے جنت کی نعمتین بھی حد و حساب سے باہر ہونگی ۔ اب اے قوم کے لوگو تم ہی
ذرا غور کرو کہ جس طریقہ کی مین نصیحت کر رہا ہون وہ طریقہ نجات کا ہے یا جس طریقہ کے تم درپے ہو وہ طریقہ نجات کا ہے کہ اپنی پیدائش
کو آنکھون سے دیکھکر پیدا کرنے والے کی ہستی کا انکار کیا جاوے فرعون کو خدا مانا جاوے جسکے خدا ٹھہرانے کی میرے پاس کچھ سند نہین
اور اللہ کے معبود ہونے کی سند تو تمکو معلوم ہے کہ وہ اپنی بادشاہت مین ایسا زبردست ہے کہ اوس کی آفتون کو سوا اوس کے
کوئی ٹال نہین سکتا قصور معاف کرنے والا وہ ایسا ہے کہ ہر ایک آفت کے ٹل جانے پر تم نے اوسکو معبود ٹھہرانے کا اقرار کیا اور
اوس نے فقط اوس اقرار پر تمہارے پچھلے قصورون سے درگذر فرما کر ہر ایک آفت کو ٹال دیا غرض ابتک کے بیان سے جو حق بات
ثابت ہوئی وہ یہی ہے کہ جس طریقہ کو فرعون نے بھلائی کا طریقہ بتلایا ہے اوسی طریقہ کی بھلائی کا دنیا اور آخرت مین کہین پتا
نہین لگتا دنیا کی بھلائی کی ناامیدی کے حال تو تمکو دنیا کی آفتون کے وقت معلوم ہو گیا اب تم اسپر خود غور کر لو کہ جو جھوٹا
خدا دنیا کی آفتون کے ٹالنے مین عاجز ٹھہرا اوس سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ جب ہم سب اللہ کے روبرو سزا وجزا کے
لئے حاضر ہونگے اور نافرمان لوگون کی سزا دوزخ کی آگ قرار پاویگی تو کیا اس عاجز خدا مین اوس عذاب کے ٹال دینے کی طاقت
پیدا ہو جاویگی اب تو اے قوم کے لوگو تم میری باتون کو اوپری دل سے سنتے ہو مگر آگے جو کچھ مین کہہ رہا ہون اوسے یاد کرو گے
اس ایماندار شخص کی پیشین گوئی کے موافق ڈوبتے وقت جب خود فرعون نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو اوسکے ساتھیون
کو اوسکی جھوٹی خدائی کا حال اچھی طرح کھل گیا ۔ آخر کو اس ایماندار شخص نے اپنا انجام اللہ کو سونپا اور کہدیا کہ سب بندونکا انجام اللہ ہی کو معلوم ہے
تفسیر مقاتل مین ہے کہ اس ایماندار شخص کی نصیحت سے غصہ ہو کر قوم کے لوگون نے اوسکو مار ڈالنا چاہا وہ بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپا فرعون نے
اوسکی گرفتاری کیلئے آدمی بھیجے لیکن وہ ان آدمیونکو نظر نہین آیا اسی کو آگے فرمایا کہ اس ایماندار شخص نے اپنے انجام کا بھروسہ اللہ پر رکھا تھا اور اللہ کا یہ وعدہ ہے

منزل ۶

کہ جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اوسکی مدد کرتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اوس ایمان شخص کو قوم کے لوگون کی برائی سے بچایا اور ایسی ایسی زیادتیون کی سزا مین فرعون اور اوس قوم کو ڈبو کر ہلاک کر دیا۔ صحیح سند سے ابن ماجہ مین ابو امامہ کی حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات کا مونہہ سے نکالنا بڑے اجر کا کام ہے۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فرعون جیسے ظالم بادشاہ کے روبرو اس ایماندار شخص نے نصیحت کی باتین جو مونہہ سے نکالی تو عقبے مین اس کا بہت بڑا اجر اس شخص کو ملے گا۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۚ أَدْخِلُوٓا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ

آگ ہے کہ دکہا دیتے ہین اونکو صبح اور شام اور جسدن اوٹھیگی قیامت داخل کرو فرعون والونکو سخت سے سخت عذاب مین

عام مفسرین بلکہ تمام اہل سنت نے اس آیتہ سے عذاب قبر کو ثابت کیا ہے لیکن اس مین ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ آیتہ مکی ہے اور جب اس آیتہ مکی سے عذاب قبر کا ثابت ہونا قرار دیا گیا تو ہجرت کے بعد مدینہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی روایتون مین عذاب قبر سے انکار کیون فرمایا ہے چنانچہ مسند امام احمد مین حضرت عائشہ کی صحیح حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت یہودیہ حضرت عائشہ کے پاس آیا کرتی تھی اور حضرت عائشہ اوس یہودیہ کو کبھی کچہہ دیا کرتی تھین تو وہ یہودیہ یہ دعا کرتی کہ خدا تعالیٰ تمکو عذاب قبر سے بچاوے ایکدن حضرت عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا قبر مین بھی لوگون پر کچہہ عذاب ہوگا آنحضرت نے فرمایا کہ نہین کون کہتا ہے حضرت عائشہ نے اس یہودیہ کی دعا دینے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہود نے اس طرح کی جھوٹی باتین بہت سی دین مین بنالی ہین سوا قیامت کے دن کے اور کوئی عذاب نہین ہے جواب اس اعتراض کا حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر نے یہ دیا ہے کہ اس آیتہ سے کافرون کا عذاب قبر ثابت ہوا تھا گنہگار اہل کلمہ کا عذاب قبر مدینہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخری وقت مین وحی خفی کے ذریعہ سے پھر ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت عائشہ کی جو روایتہ ہے اوس مین یہ بھی ہے کہ جب عذاب قبر کے انکار کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے عذاب قبر کی تصدیق کا ذکر کیا تو اوس ذکر مین آپ نے یہ بھی فرمایا کہ گنہ گار اہل کلمہ کے عذاب قبر کا حال مجھکو اب وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے اس حدیث سے حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر کے جواب کی پوری تائید ہوتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اوس یہودیہ کے حضرت عائشہ کو دعا دینے کے وقت تک اہل کلمہ کا عذاب قبر ثابت نہین ہوا تھا اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس یہودیہ کے قول کا انکار فرمایا اس جواب کی تصدیق یون بھی ہوتی ہے کہ صحیح حدیثون کے موافق یہ یہودیہ کا قصہ اوسوقت گزرا ہے جب آنحضرت کے زمانہ مین سورج گہن ہوا تھا چنانچہ یہودیہ کی اس بات کا جواب دیتے ہی آپ سورج گہن کی نماز کو تشریف لے گئے اور پھر چند روز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم آپ نے دیا اور یہ بھی صحیح حدیثون مین ہے کہ سنہ دس ہجری مین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کا انتقال ہوا یہ سورج گہن اسوقت ہوا تھا غرض ان صحیح حدیثون سے وہی مطلب ثابت ہوتا ہے کہ سنہ دس ہجری مین جو آخری زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ہے پہلے آپ نے یہودیہ کے قول کا انکار فرمایا اور پھر یہ فرمایا کہ مجھکو وحی کے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ گنہگار اہل کلمہ پر بھی عذاب قبر ہوگا اسلئے تم لوگ عذاب قبر سے پناہ مانگا کرو حاصل یہ ہے کہ فرعون جیسے کافرون کا عذاب قبر قرآن سے

منزل ۶

ثابت ہوا ہے اور گنہ گار اہل کلمہ کا عذاب قبر حدیث سے۔ ایک اختلاف علما مین یہان اور ہے وہ یہ ہے کہ عذاب قبر فقط روح پر ہوگا
یا فقط جسم پر یا روح جسم دونون پر بعض علما یہ کہتے ہین کہ جنگ بدر مین جو کافر مارے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی
لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ تم لوگون نے خدا کا وعدہ سچا پایا اس سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کے وعدہ کے موافق اوس وقت اون لوگون پر عذاب
ہو رہا تھا لیکن وہ لاشین سب صحابہ کے سامنے پڑی تھین اور روح کا کوئی اثر ان لاشون مین نہین تھا اسی واسطے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا کہ حضرت آپ مرے ہوئے مردون سے باتین کرتے ہین غرض اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقط جسم مین خدا تعالی عذاب
کا درد بھگتنے کی ایک قوت پیدا کر دیتا ہے اور عذاب فقط جسم پر ہی ہوتا ہے روح کو اوس سے کچھ تعلق نہین ابن حزم اور ابن جبیرؒ کا مذہب
یہ ہے کہ عذاب فقط روح پر ہوتا ہے جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ عذاب قبر جسم اور روح دونون پر ہوتا ہے صحیح حدیثون سے منکر نکیر
کے سوال وجواب کے وقت روح کا مردہ کے جسم مین پھر آنا پایا جاتا ہے اور اوس وقت کے عذاب کا ذکر جو کچھ حدیث مین آیا ہے مثلاً قبر کا بھینچنا
دونون کانون کے بیچ مین فرشتہ کا گرز مارنا اس سے بھی روح اور جسم دونون پر عذاب قبر کا ہونا معلوم ہوتا ہے بعضے مفسرون کو یہان
یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے وقت تو مردہ کو تازہ دفن کیا جاتا ہے جس کا جسم موجود ہوتا ہے اوس موجودہ جسم سے روح کا تعلق
سمجھ مین آتا ہے لیکن جن مرے ہوئے لوگون کو دفن کر کے عرصہ گزر گیا جنکی ہڈیان تک خاک ہو گئین انکی قبرون مین تو سوا خاک کے اور کچھ
نظر نہین آتا ایسی حالت مین روح کا تعلق کون سے جسم کے ساتھ ہوتا ہے اسکا جواب اور مفسرون نے یہ دیا ہے کہ دنیا کا انتظام چلنے کے
لیے اللہ تعالی نے انسان سے عذاب قبر کا حال اسلئے پوشیدہ رکھا ہے کہ معمولی فرشتون کو بھی اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے
باہر ہے چنانچہ اس کا ذکر سورۃ الانعام مین گزر چکا ہے اب عذاب قبر کے خوفناک فرشتون کو عذاب کرتے ہوئے جو کوئی دیکھتا وہ کسی طرح
زندہ نہین رہ سکتا تھا جس سے دنیا کے انتظام مین خلل پڑ جاتا۔ صحیح بخاری مین انسؓ بن مالک سے اور صحیح سند سے مسند امام احمد اور
ابو داؤد مین براء بن العازب سے جو روایتین ہین ان مین یہ ذکر تفصیل ہے کہ اللہ تعالی نے عذاب قبر کا حال انسان سے پوشیدہ رکھا ہے
اب یہ بات اللہ کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کے چھوٹے سے ٹکڑے سے روح کا تعلق کرایا جاتا ہو اور عذاب قبر کے پوشیدہ
رکھے جانے کی حکمت سے وہ ہڈی کا ٹکڑا انسان کو نظر نہ آتا ہو۔ یہ ریڑھ کی ہڈی کا ٹکڑا وہی ہے جس کا ذکر صحیح بخاری اور مسلم کی ابوہریرہؓ
کی روایت مین ہے کہ اوس کو مٹی نہین کھاتی اور اسی سے قیامت کے دن مردہ کا سارا جسم تیار ہو جاویگا اس سے یہ بات بھی نکل سکتی
ہے کہ جسطرح ہڈی کے ٹکڑے مین تمام جسم کے تیار ہو جانے کا مادہ رکھا گیا ہے اسی طرح روح کے تعلق کے بعد اس ہڈی کے ٹکڑے کو عذاب
قبر تمام جسم پر کے عذاب کا کام دیوے تو کیا یہ قدرت الٰہی سے باہر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا کی آنکھون مین آخرت کی چیزون کے دیکھنے کی
طاقت نہین ہے اسواسطے یہ ضرور نہین ہے کہ مثلاً عذاب قبر جنت دوزخ یا آخرت کی اور چیزین دنیا مین انسان کو نظر آجاوینگا اگر ایسا ہوتا
تو دنیا کی آنکھون سے موسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی کا دیدار ضرور ہو جاتا۔ صحیح بخاری ترمذی نسائی وغیرہ مین عبد اللہ بن عمرو سے روایۃ
ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی ایسا شخص مرجاتا ہے جو قیامت کے دن جنت مین داخل ہونیکے قابل
ٹھہرا ہے تو اسکو صبح شام اوس کا جنت کا ٹھکانا اور جو دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پایا ہے اوس کو صبح شام اوس کا دوزخ کا

منزل

دکھا کر فرشتے یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس ٹھکانے مین جانے کے لئے ہر ایک شخص کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ یہ حدیث بھی یہودیہ کے قصہ کے بعد کی ہے کیونکہ اس مین فرعون جیسے کافرون اور اہل کلمہ گنہگارون سب کو یہ جتایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے ہر قابل دوزخ شخص پر علاوہ اور عذاب قبر کے یہ عذاب قبر بھی ہوگا کہ صبح وشام اوس کا دوزخ کا ٹھکانا اوسے دکھایا جاویگا۔ صحیح حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کی نجاست سے نہ بچنے اور غیبت سے اکثر عذاب قبر ہوگا اور یہ بھی صحیح حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ الملک پڑھے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ آیۃ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے تو فرعون اور اوس کے ساتھیون کو اونکا دوزخ کا ٹھکانا صبح وشام دکھایا جاویگا اور قیامت کے دن اونکو حکم دیا جاویگا کہ وہ اس ٹھکانے مین جاکر ہمیشہ رہین۔ براء بن العازب کی جس حدیث کا حوالہ اوپر گزرا اُس مین یہ بھی ہے کہ دوزخ کے قابل لوگ قیامت سے پہلے قبر مین ہمیشہ یہ دعا مانگتے رہتے ہین کہ الٰہ قیامت قائم نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ صبح شام دوزخ کا ٹھکانا دیکھ کر یہ لوگ قیامت کے دن اوس ٹھکانے مین جانے سے ایسے خوف زدہ ہین کہ عذاب قبر کو اُسکے آگے غنیمت جانتے ہیں اور قیامت کے قائم نہ ہونے کی دعا مانگتے رہتے ہین۔

وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

اور جب آپسمیں جھگڑینگے آگ میں پھر کہینگے کمزور غرور کرنیوالونکو ہم تھے تمہارے پیچھے پھر کچھ تم

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ

ہمپر سے اُٹھالوگے حصہ آگ کا کہینگے جو غرور کرتے تھے ہم سب ہی پڑے ہیں اسمیں اللہ

قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ

فیصلہ کرچکا بندوں میں اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں دوزخ کے داروغونکو مانگو اپنے رب سے کہ ہمپر سے

عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا

ہلکا کرے ایک دن تھوڑا عذاب وہ بولے کیا نہ آتے تھے تم پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر کہینگے

بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

کیوں نہیں بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں پکارنا منکروں کا مگر بھٹکنا

ع ۵ / ۱۰

ان آیتون مین اللہ تعالی دوزخیون کے آپس مین جھگڑنے کی خبر دیتا ہے فرعون اور اُسکی قوم بھی اون مین ہوگی تابعداری کرنے والے اپنے سردارون سے اور پیشواؤن سے کہیں گے کہ ہم تو دنیا مین تمہارے تابعدار تھے جس گمراہی کی طرف تم نے ہمکو بلایا ہمنے تمہارا کہا مانا اب اتنا کرو کہ کوئی حصہ عذاب کا ہمسے دفع ہو وہ جواب دین گے کہ ہم سب اُس مین مبتلا ہین ہم عذاب کا کوئی حصہ دفع نہین کرسکتے اللہ فیصلہ کرچکا اپنے بندون کے حق مین کہ ہر ایک کو بقدر اُسکے گناہون کے عذاب بانٹ دیا وہ اب کیسے کم ہو سکتا ہے اور جب دوزخیون نے یہ بات معلوم کرلی کہ خدا تعالی اونکی دعا کو نہ سنے گا تو خازنون سے جو مانند داروغہ کے دوزخ پر تعینات ہونگے دوزخی لوگ

التجا کرین گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ایکدن کا عذاب ہم سے کم کردے خازن لوگ اُنکو جواب دین گے کیا نہین آئے تھے تمہارے
دنیا مین خدا کے رسول معجزے اور دلیلین لیکر کہین گے کیون نہین تب وہی فرشتے خازن اون سے کہین گے تم خود دعا کرو ہم تمہارے
لئے دعا نہیں کرینگے اور نہ ہم اس عذاب سے تمہاری رہائی چاہتے ہیں ہم تم سے بہت بیزار ہین اس قدر تمکو جتلائے دیتے ہین کہ تم دعا کرو یا نکرو
دونون یکسان ہین کیونکہ کافرون کی دعا لایق قبول ہونے کے نہین ہے بالکل بیکار ہے۔ ترمذی اور بیہقی مین ابو درداسے روایۃ ہے
جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہزار برس تک تو دوزخیون کی التجا کا کوئی جواب مالک دوزخ کی طرف سے نہ ملیگا ہزار برس
کے بعد یہ جواب ملے گا کہ تم لوگون کو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑیگا مالک کا یہ جواب سنکر یہ لوگ اللہ تعالی سے التجا کرین گے کہ یا اللہ ہم پھر ایسی
نافرمانی نہ کرین گے اب ہمکو اس عذاب سے نجات ہو جاوے جواب یہ ملیگا دور ہو اللہ سے کوئی التجا نکرو اس حدیث کو آیتون کی تفسیر
مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرک لوگ اپنے بہکانے والے سردارون سے مالک دار وغہ دوزخ سے خود اللہ تعالی سے تخفیف
عذاب کی التجا کرین گے مگر کہین سے کچھ مدد نہ ملے گی کیونکہ اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے کہ مشرک کی کسی طرح نجات نہین ہان کلمہ گو گنہگارون
مین سے جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکلکر جنت مین جاویگا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے
ابو سعید خدری کی حدیث اس باب مین ایک جگہ گذر چکی ہے اگرچہ سوائے قطبۃ بن عبد العزیز کے اعمش کے اور کسی شاگرد نے ترمذی
کی اوپر والی حدیث کو مرفوع طور پر روایۃ نہین کیا لیکن قطبۃ معتبر تبع تابعیون مین ہے اس لئے اصول حدیث کے موافق اس طرح کی
مرفوع روایۃ مقبول ہے۔ مرفوع روایۃ وہ ہے جسکی روایۃ کا سلسلہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر ہو۔

منزل ۶

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ يَوْمَ

ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور جب کھڑے ہونگے گواہ جسدن

لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

کام نہ آوین منکرونکو اُنکے بہانے اور اُنکو پھٹکار ہے اور اُنکو بُرا گھر

اس سورہ مین کئی جگہ ذکر آیا کہ مشرک لوگ قرآن شریف کی آیتون مین طرح طرح کے جھگڑے اور حجتین نکالتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور مسلمان لوگ انکو حق بات سمجھاتے تھے تو نہین مانتے تھے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو ایک طرح کا رنج ہوتا تھا اس لئے
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کی تسکین کے لئے فرمایا کہ گھبرانا نہین چاہیئے حق بات کا مددگار اللہ ہے ہمیشہ سے جس
طرح اللہ نے اپنے پیغمبرون کے فرمانبردارون کو مدد دی ہے اب بھی دین دنیا مین اللہ انکی مدد کرے گا اور پھر اس مدد کے وعدہ کے بعد حضرت
موسے اور بنی اسرائیل کا ذکر مثال کے طور پر فرمایا تاکہ اس مثال سے سمجھ مین آجاوے کہ حضرت موسے کی نبوت کے شروع زمانہ مین
بنی اسرائیل کس طرح سے فرعون کی زیادتی اور ظلم مین گرفتار تھے پھر اللہ کی مدد سے کتنا بڑا انکا قوی دشمن ہلاک ہوا اور اوس کا لاؤ
لشکر بھی سب غارت ہوگیا اور بنی اسرائیل یا تو اس خواری اور ذلت مین پھنسے ہوئے تھے یا تمام ملک مصر اور ملک شام اونکے
قبضہ مین آگیا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے جس طرح آنحضرت کی نبوت کے شروع زمانہ مین اللہ تعالی نے اون کی آیتون مین

وعدہ فرمایا تھا جب اللہ کی مدد کا وقت آگیا تو ہجرت کے بعد ہر طرح کے سبب سامان اللہ کی مدد کے بنتے چلے گئے اور دن بدن نئے نئے ملک فتح ہو کر تمام مخالف ہلاک ہو گئے یہ تو اللہ کی دنیا کی مدد کا حال ہے آخرت کی مدد کا ذکر جو اس آیہ میں ہے اوس کی تفصیل حدیث شریف میں ہے قبض روح کے وقت سے جنت میں داخل ہونیکے زمانہ تک اپنے رسول کے فرمانبرداروں کی اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مدد فرماویگا مثلاً صحیح سند سے صحیح ابن حبان اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی قبض روح کے وقت رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور جان کنی کی سختی آسان ہونیکے لئے طرح طرح کی خوشخبری انکو دیتے ہیں پھر دفن کرنے کے بعد منکر نکیر جب آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اون لوگونکے دلوں پر اپنی رحمت سے کچھ خوف اور ہول کا اثر نہیں آنے دیتا تاکہ منکر نکیر کے سوال کا جواب اچھی طرح ہوش و حواس سے ادا ہو جاوے اسی طرح ترمذی ابن ماجہ صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کی عبداللہ بن عمرو بن العاص کی معتبر سند کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ بعضے اہل کلمہ گنہ گاروں کے وزن اعمال کے وقت اللہ تعالیٰ ایسی مدد فرماویگا کہ ایک کلمہ توحید کے ثواب کے بوجھ سے اون لوگوں کے نیکی کے پلڑے کو بھاری کر دیویگا صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بعضے گنہ گار قیامت کے دن جب اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے تو اللہ تعالیٰ یہ فرما کر اونکے گناہوں کو معاف کر دیویگا کہ جس طرح میں نے دنیا میں تمکو تمہارے گناہوں کے سبب سے رسوا نہیں کیا آج بھی میں تمہارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں معتبر سند سے مسند امام احمد و صحیح ابن حبان میں ابوامامہؓ باہلی سے روایت ہے کہ ستر ہزار اہل اسلام امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے جنت میں داخل فرماویگا اور اون میں ہر ہزار کے ساتھ اور ستر ہزار جنتی قرار پاوینگے پھر ملائکہ انبیا صلحا کی شفاعت کو اللہ تعالیٰ قبول فرما کر بہت سے گنہ گاروں کو عذاب دوزخ سے نجات بخشے گا صحیحین میں حضرت ابوسعیدؓ خدری کی شفاعت کی بہت بڑی حدیث ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ سب کی شفاعت کے بعد اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ ملائکہ اور انبیا اور صلحا تو شفاعت کر چکے اب ارحم الراحمین کی باری ہے یہ فرما کر بے گنتی گنہ گاروں کو دوزخ میں سے نکالکر جنت میں داخل فرماویگا اسی طرح اور بھی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل کلمہ کی آخرت میں طرح طرح کی مشکل کے وقت مدد فرماویگا۔ بعضے پیغمبر جن کو اگر تقدیر الٰہی کے موافق مخالفوں نے شہید بھی کر ڈالا ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھر مخالف لوگوں سے پورا بدلہ لیا ہے چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے شہید ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بابلی کو بنی اسرائیل پر مسلط کیا جو چھ لاکھ کے قریب فوج ساتھ لیکر بابل سے ملک شام کو آیا اور ستر ہزار آدمی بنی اسرائیل کے قتل کر ڈالے اور ستر ہزار آدمیوں کو قید کر کے بابل لے گیا مسند امام احمد بخاری ترمذی وغیرہ کی روایتوں کا ذکر سورہ بقر میں گذر چکا ہے کہ جب نافرمان امتیں قیامت کے دن اپنے پیغمبروں کو جھٹلاوینگے اور کہدینگے کہ یا اللہ ہمکو تیرا حکم کسی پیغمبر نے نہیں پہونچایا تو قرآن کے حوالہ سے امت محمدیہ کے نیک لوگ پیغمبروں کے سچے ہونیکی گواہی ادا کرینگے اسی طرح صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث بھی گذر چکی ہے جسمیں ہاتھ پیروں کی گواہی کا ذکر ہے قیامت کے دن کو گواہوں کے کھڑے ہونے کا دن جو فرمایا اس کا مطلب ان حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے ابان گواہوں کے بعد منکروں کا کوئی عذر نہ سنا جاویگا اور رحمت الٰہی سے محروم کیا جاکر دوزخ میں اونکو جھونک دیا جاویگا گواہی کے ذکر کے بعد یہ اوسی کا ذکر ہے۔

منزل

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۙ هُدًى وَّذِكْرٰى
اور ہمنے دی موسے کو راہ کی سوجھ اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا بجھاتی اور سجھاتی ہے

لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
عقلمندونکو سو تو ٹھیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی

بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ
خوبیاں شام کو اور صبح کو جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر سند کے جو پہنچی ہو انکو اور کچھ نہیں

صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝
انکے جی میں غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچیں گے اس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہے سنتا دیکھتا

اوپر کی آیتہ مین رسولون اور ایمان والون کی مدد کرنے کا ذکر اللہ تعالی نے فرمایا تھا اس مدد کی ایک مثال حضرت موسے علیہ السلام اور انکی قوم کی بیان فرمائی اور فرمایا کہ بیشک دی ہمنے موسے علیہ السلام کو ہدایت۔ ہدے سے مراد توریت اور نبوت ہے جس طرح اس آیتہ مین فرمایا انا انزلنا التوراۃ فیہا ہدی ونور اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک اتارا ہمنے توراۃ کو اس مین ہدایۃ اور نور ہے اور وارث کیا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب کا بعد اوس ذلت اور خواری کے کہ جس مین وہ مبتلا تھے فرعون کے تمام شہرون اور مال وزمین کا اونکو وارث بنایا اس سبب سے کہ اونھون نے اللہ کی اور اوس کی کتاب ورسول علیہ السلام کی تابعداری پر صبر کیا اور جس کتاب کے وہ وارث کئے گئے اس مین انکے لئے ہدایت اور نصیحت ہے کہ جنکو اللہ تعالی نے عقل کامل عطا فرمائی ہے۔ کتاب سے مقصود یہان توراۃ ہے۔ اب آگے اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالی نے موسے علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اسکی قوم پر فتح یاب کیا وعدہ آلہی کے موافق وہی انجام تمہارا اور تمہارے ساتھ کے مسلمانونکا ہوگا مشرکین مکہ مین کے جو لوگ قرآن کی آیتون مین بغیر سند کے طرح طرح کے جھگڑے نکالتے ہین اور اپنے اس غرور سے یہ چاہتے ہیں کہ دین حق پر انکی بت پرستی غالب رہے یہ کبھی ہونا نہین تم اون لوگون کے بے سند جھگڑون پر چند روز صبر کرو اون لوگون کی ایذا سے اللہ کی پناہ چاہو اور شام اور صبح اللہ کی عبادت مین لگے رہو کہ اسکی نعمتون کا یہی شکریہ ہے اللہ تعالی اون لوگون کے بے سند جھگڑے سب سنتا ہے اور انکے شرک کے سب کامون کو دیکھ رہا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے وقت مقررہ پر ان سب باتون کا فیصلہ ہو جاویگا ان لوگون کی ایذا پر صبر کرنے کے ساتھ امت کے نیک لوگون کو توبہ استغفار کی عادت سکھانے کے لئے فرمایا کہ اکثر توبہ استغفار کرتے رہا کرو۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایتیں ایک جگہ گزر چکی ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے بتون کو ہاتھ کی لکڑی مار مار کر گرادیا اور مکہ بھر مین کوئی حمایتی ان بتونکی حمایت کو کھڑا نہ ہوا مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی معتبر روایت بھی گزر چکی ہے کہ فتح مکہ کے بعد شیطان نے اپنے شیاطینون کو جمع کیا اور آیندہ جزیرہ عرب کی بت پرستی سے مایوس ہو کر خوب رویا۔ ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جنکا حاصل یہ ہے کہ ان آیتون مین اسلام کے غلبہ کا وعدہ جو اللہ تعالے نے فرمایا

منزل ۶

تھا بدر کی لڑائی سے لیکر فتح مکہ تک اوس کا پورا ظہور ہو گیا جس ظہور کا اثر شیطان پر بھی پڑا اور قرآن شریف کی آیتوں میں بے سند جھگڑا کرنے والے کچھ تو فتح مکہ سے مارے گئے اور باقی اسلام کے تابع ہو گئے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

البتہ پیدا کرنا آسمانونکا اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے

اس آیۃ کی شان نزول میں علمائے مفسرین کا اختلاف ہے بعضے مفسرین تو یہ کہتے ہیں کہ اوپر سے مشرکین مکہ کا ذکر چلا آتا ہے اون ہی مشرکین مکہ کی شان میں یہ آیۃ بھی ہے اور معنے اس آیۃ کے یہ ہیں کہ یہ مشرک لوگ حشر کا کیون انکار کرتے ہیں آسمان و زمین کی پیدائش کو دیکھکر یہ لوگ خدا کی قدرت کو نہیں پہچانتے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کی عقل اور سمجھ سے باہر آسمان اور زمین کو پیدا کر دیا اسی طرح مرنے کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ پھر پیدا کر دیگا جس اللہ نے سب مخلوقات کو پیدا کیا ہے اوسکے نزدیک بہ نسبت آسمان و زمین کے انسان کا پیدا کرنا ایک ادنی چیز ہے تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں ربیع بن مہران ابو العالیہ ریاحی کی روایۃ سے جو شان نزول ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ یہود نے ایک روز دجال کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا اور یہ کہا کہ دجال ہم لوگون میں سے ہوگا اور دجال کی طرح طرح کی بڑائیاں بیان کرنے لگے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اس صورت میں معنے اس آیۃ کے یہ ہونگے کہ اللہ کی قدرت کی چند باتیں اگرچہ دجال میں ہونگی مگر زمین و آسمان کی حالت سے اللہ کی بڑی قدرت ظاہر ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ آیۃ کے اس معنے کے موافق اکبر من خلق الناس میں الناس سے مقصود دجال ہوگا اور مطلب یہ قرار پاویگا کہ جب دجال کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا تو اوسکے خلاف عادت باتیں تعریف کے قابل نہیں ہیں ان ابو العالیہ ریاحی کی روایۃ کی شان نزول کو بعض مفسرین نے ضعیف ٹھہرا کر نقل کیا ہے لیکن جلال الدین سیوطی نے اس روایۃ کو صحیح قرار دیا ہے یہ ربیع بن مہران ابو العالیہ بڑے جلیل القدر تابعی ہیں اور تفسیر میں دس صحابہ سے جو مشہور ہیں ان میں حضرت ابی بن کعب سے اکثر یہ ابو العالیہ تفسیر کی باتیں روایۃ کرتے ہیں اور تفسیر کے باب میں اونکی روایۃ صحیح قرار پائی ہیں نماز میں ہنسنے سے نماز کے ٹوٹ جانے کے باب میں جو ایک حدیث ان ابو العالیہ کی روایۃ سے ہے جس پر امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اعتراض کیا ہے اوس اعتراض سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ ابو العالیہ جیسے جلیل القدر تابعی کی سب روایتیں ضعیف ہیں غرض اس شان نزول کو بلا وجہ ضعیف نہیں کہا جا سکتا اسلئے صحیح قول یہ ہے کہ گو آیۃ اگرچہ مشرکین مکہ کی شان میں ہے لیکن آیۃ ہر جھگڑنے والے کے حق میں صادق آتی ہے خواہ مشرکین مکہ ہون یا یہود یا اور کوئی جھگڑنے والا فرقہ ہو اور اس شان نزول میں تو دجال کا ذکر مختصر طور پر ہے صحیح حدیثون میں دجال کے ذکر کی بڑی تفصیل آئی ہے چنانچہ صحیح سند سے ترمذی میں عبد اللہ بن عمر سے روایۃ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے صاحب شریعت نبی نوح علیہ السلام اور سب انبیا نے اگرچہ اپنی امتون کو دجال سے ڈرایا ہے مگر یہ بات کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائی کہ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا مختصر طور سے یہ حدیث ابو ہریرہ کی روایۃ سے صحیح بخاری و مسلم میں بھی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال کے پیدا ہونے کا مسئلہ سب انبیا کی شریعت کا ایک اتفاقی مسئلہ ہے باوجود اسکے فرقہ خارجی اور جہمی اور معتزلی کے بعض لوگون نے جو دجال کے وجود کا انکار کیا ہے یہ بڑی غلطی ہے اگرچہ تفسیر معالم میں

لکھا ہے کہ دجال دنیا مین چالیس برس ٹھہریگا لیکن صحیح مسلم مین نواس بن سمعان سے جو روایت ہے اوس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دجال دنیا مین چالیس روز رہے گا دجال کے حال کی زیادہ تفصیل صحیح حدیثون مین ہے کہ اوسکے پیدا ہونے سے پہلے تین برس قحط پڑے گا لوگ اس قحط کے سبب سے بڑی تکلیف مین ہون گے اس قحط کے بعد وہ پیدا ہوگا اور اوسکے ساتھ ایک ڈھیر روٹیون کا ہوگا اور ایک نہر پانی کی خراسان کے ملک مین وہ پیدا ہوگا اصفہان کے ستر ہزار یہود کی فوج اسکے ساتھ ہوگی سوائے مکہ اور مدینہ کے روئے زمین پر اور کوئی جگہ اسکے پھرنے سے باقی نہ رہیگی مکہ اور مدینہ کے باہر فرشتے کھڑے ہونگے اسکو مکہ اور مدینہ کے اندر نہین جانے دیوین گے مگر مدینہ مین اوسوقت زلزلہ آویگا جس کے سبب سے جو کوئی کافر اور منافق مدینہ مین ہوگا وہ باہر نکل کر دجال کے ساتھیون مین مل جاوے گا دجال کے ساتھ ایک چیز دوزخ کی صورت کی ہوگی اور ایک جنت کی صورت کی اور حقیقت مین اللہ کے حکم سے اس دوزخ مین جنت کی سی راحت ہوگی اور اس جنت مین دوزخ کی سی تکلیف ہوگی دجال کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے بغیر کسی نمونہ کے آسمان زمین اور باقی کی سب چیزون کو پیدا کر دیا تو جو لوگ اپنے دوبارہ پیدا ہونے کے منکر ہین وہ بڑے ناسمجھ ہین کیونکہ سمجھدار آدمی کا تجربہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جو کام ایک دفعہ ہو چکتا ہے تو پھر دوبارہ اوس کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ نے فرمایا کہ جب ایک دفعہ انسان کو پیدا کر کے اسکے دوبارہ پیدا کرنے کی خبر مین نے اپنے کلام پاک مین دی تھی تو انسان کو زیبا نہین تھا کہ اس خبر کو جھٹلاتا کس لئے کہ ایسی موٹی بات کو جھٹلانا کسی سمجھدار کا کام نہین ہے۔ یہ حدیث ولکن اکثر الناس لا یعلمون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جو کام ایک دفعہ ہو چکتا ہے تو پھر سمجھدار آدمی کے تجربہ مین پھر دوبارہ اوسی کام کا کیا جانا آسان ہو جاتا ہے اسی طرح اوپر کی روایتون کے موافق جبکہ سب نبیون کی طرح موسے علیہ السلام یہود کے روبرو دجال کی مذمت کر چکے تو کچھ یہ مذمت پشت در پشت اون مین چلی آتی ہے تو فقط نبی آخر الزمان کی نبوت کو نہ ماننے کے ضد مین دجال کی تعریف کا کرنا یہود کی یہ بڑی نادانی ہے کہ یہ لوگ اپنے نبی کو بھی جھٹلاتے ہین اور اوس سے بے خبر ہین۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا

اور برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ بدکار تم تھوڑا

مَّا تَتَذَكَّرُونَ ۝ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ

سوچ کرتے ہو تحقیق وہ گھڑی آتی ہے اسمیں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے اور کہتا ہے

رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

تمہارا رب مجھکو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہیں میری بندگی سے دوزخ میں ذلیل ہوکر

اس سے پہلی آیت مین اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا تھا کہ لوگون کے دوسری بار پیدا کرنے سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا بغیر کسی نمونہ کے عقل کے نزدیک بہت بڑا ہے کیونکہ بڑی چیز کے بنانے مین چھوٹی چیز کے بنانے سے زیادہ قدرت درکار ہے مگر اللہ کے نزدیک چھوٹی بڑی چیز کے بنانے مین کچھ فرق

نہیں حاصل یہ کہ جب تم . اوسکی ایسی ایسی بڑی چیزیں بنائی ہوئی رات دن دیکھہ رہے ہو توپھر کیوں دوسری بار پیدا ہونیکو دشوار جانتے ہو جو صاحب قدرت ایسی بڑی چیزوں کے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ انسان کے دوسری بار پیدا کرنے پر بطریق اولی قادر ہے پھر کیوں اندہوں کی طرح قیامت سے انکار کرتے ہو اور جو لوگ اس بات کو جانتے ہیں وہ مانند آنکھوں والے شخص کے ہیں اسیواسطے فرمایا جسطرح اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اسیطرح ایماندار نیک کردار اور کافر بدکار برابر نہیں کیونکہ ایماندار شخص آنکھوں والے شخص کی طرح اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھکر اللہ کو پہچانتا ہے اور کافر اندہے کی طرح قدرت کی نشانیوں کو نہیں دیکھتا پھر فرمایا یہ اہل مکہ کا اندھاپن اسلئے ہے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی سمجھہ سے کام نہیں لیتے اگر ذرا بھی سمجھہ سے کام لیویں تو بت پرستی حشر کے انکار اور ایسی اور نافرمانی کی باتوں کی برائی انکو اچھی طرح سب کھل جاوے پھر فرمایا کہ انہیں کے اکثر لوگ حشر کے منکر ہیں تو ہوں اونکے انکار سے انتظام الہی کچھہ پلٹ نہیں سکتا بلکہ انتظام الہی کے موافق سزا و جزا کے لئے دوبارہ زندہ کرنے کی گھڑی ضرور آنے والی ہے کسی کے انکار سے اوسکا آنا رک نہیں سکتا اسواسطے اللہ کا حکم سب بندوں کو یہی ہے کہ وہ خالص دل سے اللہ کی عبادت کریں جو کوئی اس حکم کی تعمیل نکریگا تو اوسکا ٹھکانہ دوزخ ہے، حضرت عبداللہؓ بن عباس کے صحیح قول کے موافق یہاں دعا کے معنے خالص دل کی عبادت کے ہیں آیتہ میں ایک جگہ ادعونی فرماکر پھر عبادتی جو فرمایا اس سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے، صحیح سند سے ترمذی نسائی ابوداؤد ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں نعمانؓ بن بشیر سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے معنے عبادت کے فرماکر یہی آیتہ پڑہی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہؓ بن عباس کی تفسیر اللہ کے رسول کی تفسیر کے موافق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دعا کا لفظ اگرچہ قرآن میں اللہ تعالی نے کئی معنے میں فرمایا ہے لیکن جسطرح سورہ یونس کی آیتہ ولاتدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک میں دعا کے معنے عبادت کے ہیں وہی معنے یہاں ہیں، دعا کے اصلی معنے طلب اور التجا کے ہیں اب ہر بدنی اور مالی عبادت میں آدمی کے دل میں یہ التجا ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اس عبادت کو قبول اور اوسکا ثواب عنایت فرماوے جسکا مطلب یہ ہوا کہ کوئی عبادت دعا سے خالی نہیں اسیواسطے اوپر کی نعمانؓ بن بشیر کی حدیث میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء ھو العبادۃ جسکا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ کوئی عبادت دعا سے خالی نہیں ہے،،

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ

اللہ ہے جس نے بنا دی تمکو رات کہ اسمیں چین پکڑو اور دن دیا دکھاتا اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؗ

لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسیکی بندگی نہیں اسکے سوائے

منزل ۶ — وقف لازم

فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ○ کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ○ اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ
پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہو اسیطرح پھیرے جاتے ہیں جو لوگ رہتے ہیں اللہ کی باتوں سے منکر اللہ ہے جسنے بنا دی تمکو
لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ
زمین ٹھیراؤ اور آسمان عمارت اور صورت بنائی تمہاری پھر اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تمکو ستھری چیزوں سے
رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ
وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا وہ ہے زندہ رہنے والا کسیکی بندگی نہیں اسکے سوا سو اسکو پکارو نری کر کر اسکی
الدِّیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ
بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا تو کہہ کہ مجھکو منع ہوا کہ پوجوں جنکو تم پکارتے ہو سوائے
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اللہ کے جب پہونچ چکیں مجھکو نشانیاں میرے رب سے اور حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے صاحب کا

اوپر خالص اللہ کی عبادت کا حکم دیکر ان آیتوں میں مثال کے طور پر سمجھانے کے لئے رات دن کے پیدا کرنیکا فضل اور احسان جتایا اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی ضرورت کی ہر ایک چیز کو اس طرح پیدا کیا کہ اس میں اسکا کوئی شریک نہیں ہے تو پھر یہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی خالص عبادت سے کیوں پھرے ہوئے ہیں اور اس کی تعظیم میں دوسروں کو کس استحقاق سے شریک کرتے ہیں کیا انکو معلوم نہیں کہ انکی عادتوں کے لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور انکا انجام جو کچھ ہوا وہ بھی اونکو کئی دفعہ سنا دیا گیا ہے کہ آخر طرح طرح کے عذابوں سے وہ ہلاک ہو گئے اگر یہ لوگ انکے قدم بہ قدم رہے تو یہی انجام انکا ہونے والا ہے۔ اسکے بعد دوسرے فضل اور احسان کا ذکر فرمایا کہ اللہ وہ ہے جسنے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھیرنیکی جگہ مانند بچھونے کے کہ تم اوسپر چلو پھرو سوؤ بیٹھو ہر ایک طرح کا آرام حاصل کرو پہاڑوں کی میخوں سے اوس کو ایسا مضبوط جما دیا کہ ہل نہیں سکتی ورنہ تمکو اوسپر رہنا مشکل ہو جاتا اور آسمان کو تمہارے لئے ایک چھت بنا دیا اور صورت بنائی تمہاری خوبصورت اور روزی دی تمکو پاکیزہ چیزیں کھانے پینے کی۔ پھر فرمایا یہ ہے اللہ رب تمہارا جسنے یہ سب چیزیں پیدا کیں اسلئے وہ بڑی برکت والا ہے اور وہی ہے پالنے والا ہے کل جہان کے لوگوں کا صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے اوپر گزر چکا ہے کہ قوم نوح میں کچھ نیک لوگ مر گئے تھے دنیا میں بت پرستی اون ہی کی مورتوں سے پھیلی ہے غرض جنکی مورتوں کی پوجا کیجاتی ہے وہ تو مر گئے اور انکی مورتیں بالکل بے جان ہیں اسلئے فرمایا لائق عبادت وہی اللہ ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا وہ مرے ہوئے نیک لوگ اور انکی بے جان مورتیں کوئی اس قابل نہیں ہیں کہ اوس اللہ جہان بھر کے زندہ رکھنے والے کی عبادت میں کسی کو شریک کیا جاوے۔ آگے اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے جو سمجھانے کا حق تھا وہ تو ان لوگوں کو سمجھا دیا گیا اب تم ان لوگوں سے کہدو کہ مجھکو تو قرآن کے ذریعہ سے یہ حکم ہے کہ میں شرک سے بیزاری کر کے خالص اللہ کی فرمانبرداری اور عبادت میں لگا رہوں

کیونکہ وہی سب کا مالک ہے اس لئے کسی کو اوس کی عبادت میں شریک ٹھہرانیکا حق نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کریں اس حق کے ادا ہونے کے بعد یہ حق بندوں کا اللہ پر ہوگا کہ اللہ تعالی ایسے بندوں کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے۔ شرک سے بیزار اور خالص اللہ کی عبادت میں لگے رہنے کا ان آیتوں میں جو حکم ہے یہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ انسان کو اور انسان کی ضرورت کی چیزوں کو جب اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے تو اوس کی شکرگزاری کے طور پر اللہ کا یہ حق ہر شخص کے ذمہ ہے کہ اللہ کی عبادت میں کوئی شخص کسی دوسرے کو شریک نہ کرے جس شخص نے شکرگزاری کے طور پر اس حق کو پورا ادا کیا اسکو بارگاہ الہی میں یہ حق پیدا ہو جاویگا کہ اللہ تعالی اسکو عذاب دوزخ سے بچاوے۔ اور جس شخص نے اس حق الہی کی ادا کرنے میں کوتاہی کی اوس نے اپنے حق کو ضائع کیا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
وہی ہے جسنے بنایا تمکو خاک سے پھر پانی کی بوند سے پھر لوہو کی پھٹکی سے پھر تمکو نکالتا ہے لڑکے پھر

لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى
جب تک پہنچو اپنے زور کو پھر جب تک ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی ہے تم میں کہ مر لیا پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے

وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝
کو اور شاید تم بوجھو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اسکو ہو وہ ہو جاتا ہے

ع
منزل

یہاں انسان کی پیدائش کا ذکر اللہ تعالی نے مختصر طور پر فرمایا ہے قد افلح المومنون اور بعضی اور آیتوں میں اور صحیح حدیثوں میں انسان کی پیدائش کی تفصیل میں خدا تعالی کی قدرت کی اس قدر نمونے ہیں کہ اور مخلوقات کے سوا اگر انسان اپنی پیدائش کے حال کو نظر غور سے دیکھے تو خدا کی قدرت کا اور حشر کی باتوں کا پورا اسکو یقین ہو سکتا ہے اسی واسطے سورہ والذاریات میں اللہ تعالی نے اور عجائبات قدرت کا ذکر فرما کر پھر فرمایا ہے کہ خود انسان کی پیدائش میں انسان کے غور کرنے اور خدا کی قدرت کے پہچاننے اور حشر اور قیامت کے یقین کرنے کے لئے بہت سی نشانیاں قدرت الہی کی ہیں حقیقت میں اگر غور کیا جاوے تو فقط نطفہ کے رحم میں ٹھیرنے سے بچہ کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تک ہی وہ نشانیاں قدرت الہی کی ہیں کہ جن کا بیان انسان کی طاقت سے باہر ہے جس طرح مٹی کا خمیر اوٹھا کر اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کا پتلہ بنایا اسی طرح جس نطفہ سے اللہ تعالی کو بچہ پیدا کرنا منظور ہوتا ہے تو رحم میں چالیس روز تک اوس نطفہ کا فقط خمیر اوٹھایا جاتا ہے پھر اوس خمیر کا خون رحم میں بنتا ہے اہل تشریح نے لکھا ہے کہ مرد کے نطفہ کو بچہ کی پیدائش میں فقط اتنا ہی دخل ہے کہ جس طرح دہی کے ضامن سے دودھ جم جاتا ہے اسی طرح مرد کا نطفہ عورت کی منی کا ضامن ہے اور باقی پیدائش بچہ کے پتلے کی عورت کے حیض کے خون سے ہے اہل حدیث نے صحیح حدیثوں کے مضمون سے اہل تشریح کے اس قول کو ضعیف ٹھہرایا ہے اور اسی بات کو ثابت کیا ہے کہ عورت اور مرد کی منی ملکر خمیر اوٹھتا ہے اور اس خمیر سے خون بنتا ہے اور اوس خون کا گوشت

بنتا ہے پہر اوس گوشت سے ہڈیان بنتی ہیں پہر اون ہڈیون کے اوپر اور گوشت کا غلاف چڑھایا جاتا ہے جا ر مہینے مین یہ سب کچہ ہوکر پہر اوس پتلے مین اللہ کے حکم سے روح پھونکی جاتی ہے اللہ کے حکم سے عورت کے رحم پر جو فرشتہ تعینات ہے وہ نطفہ سے خون اور خون سے گوشت بنے کے وقت اللہ کا حکم حاصل کرتا رہتا ہے اگر حکم ہوتا ہے تو پورا پتلہ تیار ہوتا ہے ورنہ حمل ساقط ہو جاتا ہے گوشت سے جب پتلہ بنے لگتا ہے تو وہ فرشتہ یہ بھی پوچھتا ہے کہ یا اللہ لڑکے کا پتلہ تیار ہوگا یا لڑکی کا جس طرح اللہ کا حکم ہوتا ہی اُسکے موافق وہ فرشتہ عمل کرتا ہے اسی وقت یہ چار باتین بھی لکھی جاتی ہین کہ اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی جب تک اسکی دنیا مین زیست ہوگی رزق فراخی سے ملے گا یا تنگی سے حرام طریقہ سے کمائے گا یا حلال طریقہ سے تمام عمر عمل کیسے کریگا اور پہر خاتمہ کس طرح کے عمل پر ہوگا اسی کو خط تقدیر کہتے ہیں اسی کے موافق مرنے کے وقت آدمی کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے سبب سے شریعت مین خاتمہ کا ڈر رکھا گیا ہے صحیح مسلم ترمذی نسائی مسند امام احمد مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ خط تقدیر کے سبب سے بعضے نیک آدمی آخر عمر مین برے کام کرنے لگتے ہیں اور اسی سال مین مرجاتے ہیں اور دوزخی قرار پاتے ہین اور بعضے بد آدمی اخیر عمر مین نیک کام کرتے ہیں اور اسی حال مین مر کر جنتی قرار پاتے ہیں اسی موقع پر صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ حضرت جب دارومدار خط تقدیر اور خط تقدیر کے موافق خاتمہ پر ہے تو تمام عمر کے نیک عمل سے کیا فائدہ ہے آپ نے فرمایا تم نیک عمل کئے جاؤ اللہ تعالی نے اپنے علم غیب کے موافق جس کو جس انجام کے قابل پیدا کیا ہے وہ ویسا ہی اوس سے کام لیتا ہے علما نے لکھا ہے کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ تقدیر کا لکھا پلٹ جاتا ہے اُنکی مراد بھی یہی خط تقدیر ہے کہ عمر بھر کراما کاتبین اور دنیا کے لوگون کے نزدیک بعضے شخصونکا ایک ڈھنگ رہتا ہے اسی پر سے فرشتے اور دنیا کے لوگ انجام کا ایک منصوبہ باندھ لیتے ہین لیکن اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق انجام عمر بھر کے ڈھنگ کے مخالف ہوتا ہے غرض علم ازلی الٰہی نہین پلٹتا ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسے اشعری کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے تمام زمین کی مٹی لی ہے اسی سبب سے آدمؑ کی اولاد مین کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی بد مزاج کوئی خوش مزاج حاصل کلام یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اگرچہ اولاد آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اس نطفہ مین آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا دخل بھی چلا آتا ہے اسی واسطے مٹی سے پیدائش کے ذکر مین اولاد آدم کو بھی شریک کیا جا کر خلقکم من تراب فرمایا۔ اوپر ذکر تھا کہ ہر شخص پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ خالص اللہ کی عبادت کرے ان آیتون مین فرمایا یہ حق اسواسطے ہے کہ اُسنے ہر شخص کو پہلے مٹی سے بنایا پہر منی کی بوند سے پہر خون کی پھٹکی سے پہر اوسی کے حکم سے بچہ پیدا ہوکر کوئی فقط جوانی تک پہونچا اور کوئی بڑھاپے تک جیا پہر مرا یہ سب کچہ اس لئے کیا گیا کہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ ہر شخص کی عمر اللہ تعالی کی طرف سے مقرر ہے اس لئے ایک نطفہ سے پیدا ہوکر سب یکسان عمر کو نہین پہونچتے اب ان منکرین حشر کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جس صاحب قدرت نے انسان کی پہلی پیدائش مین اپنی یہ قدرت دکھائی اُسکی قدرت کے آگے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ مٹی سے دوبارہ پتلا بنا کر اوسی پتلے مین روح پھونک دے پہر فرمایا پہلی دفعہ کا جینا اور مرنا جو اللہ کے حکم سے ہے وہ تو سب کی آنکھون کے سامنے ہے دوبارہ جینے

منزل ۶

کہ یہ لوگ مشکل جانتے ہیں اللہ کے حکم کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں ہے کیونکہ جس کام کے ہو جانے کے لئے اسکا حکم ہو وہ فوراً ہو جاتا ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّى يُصْرَفُونَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا

تو نے نہ دیکھے جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھرے جاتے ہیں جنہوں نے جھٹلائی یہ کتاب اور جو بھیجا ہم نے

بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۝ فِي الْحَمِيمِ

اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لینگے جب طوق پڑے ہیں ان کی گردنوں میں اور زنجیریں گھسیٹے جاتے ہیں جلتے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا

پھر آگ میں ان کو جھونکتے ہیں پھر انکو کہا جاوے کہاں گئے جنکو تم شریک بتاتے تھے اللہ کے سوائے بولے سب چوک

عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۝ ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

گئے کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو اسیطرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو یہ بدلا اسکا جو تم

تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ۝ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا

ریجھتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اسکا جو تم اتراتے تھے جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

اسمیں سو کیا بدٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر کبھی ہم دکھادیں تجکو کوئی وعدہ جو ان کو

أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا

دیتے ہیں یا پھر لیں تجھکو پھر ہماری طرف کو پھر آوینگے اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے کوئی اور ہیں کہ سنایا تجھکو

عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ

انکا احوال اور کوئی ہیں کہ نہیں سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے

اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝

حکم سے پھر جب آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے میں آئے اسجگہ جھوٹے

مشرکین مکہ یوں تو سارے قرآن کو کلام الٰہی نہیں مانتے تھے لیکن حشر اور قیامت کا ذکر جن آیتوں میں ہوتا تھا یا جن آیتوں میں شرک کی مذمت ہوتی تھی خاصکر ایسی آیتوں میں یہ لوگ بڑا جھگڑا کیا کرتے تھے اللہ نے اوپر کی آیتوں میں انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا تاکہ ان مشرکوں کی سمجھ میں آجاوے کہ حضرت آدم کی پیدائش تو حشر کے نمونہ کے طور پر ہے کہ خاک کا پتلا بنایا گیا اور اس پتلے میں پھر روح پھونکدی گئی اور اولاد آدم کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت جتلانے کے لئے حشر کے نمونہ سے بھی مشکل طریقہ کو اختیار فرمایا ہے کہ مٹی کے اثر سے طرح طرح کے اناج اور ترکاریاں اور کھانے کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ چیزیں انسان کی غذا ہوتی ہیں اور اس غذا سے نطفہ اور نطفہ سے انسان پیدا ہوتا ہے اب یہ آسانی سے سمجھ میں

آجانے کی بات ہے کہ حشر کے نمونہ کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی اصل اس نمونہ سے بھی مشکل طور پر حضرت آدم کی اولاد
کی پیدائش جب ہو چکی ہے تو حشر کے یقین لانے مین وہ کونسی بات مشکل رہ گئی جو ان مشرکون کی سمجھہ مین نہین آتی اسی طرح جب
انسان کو اور انسان کی ضرورت کی چیزون کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح پیدا کیا کہ اوس مین اوس کا کوئی شریک نہین ہے تو پھر اوسکی
تعظیم مین دوسرون کو شریک ٹھہرانے کا کیا حق ہے اس تفصیل سے سمجھانے کے بعد بھی کسی بات کا سمجھہ مین نہ آنا تعجب کی
بات ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین تعجب کے طور پر اپنے رسول سے فرمایا ہے کہ اے رسول اللہ کے کیا تم نے
نہین دیکھا کہ باوجود اس طرح تفصیل سے سمجھانے کے بھی یہ مشرک لوگ کس طرح کی ہٹ دھرمی کرتے ہین اور اللہ کی آیتون مین
جھگڑے نکالے جاتے ہین پھر فرمایا کہ ابھی ان مشرکون کو اس ہٹ دھرمی کے جھگڑون کا انجام کچھہ نہین معلوم ہوتا جس وقت اللہ
اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کے جرم مین ان لوگون کو مجرمون کی طرح طوق اور زنجیر مین جکڑ کر دوزخ مین ڈالا جاویگا اوس وقت انکو
اس ہٹ دھرمی کی سب حقیقت کھل جاویگی پھر فرمایا کہ جن بتون کی مذمت سے چڑ کر یہ لوگ آج اللہ تعالیٰ کی آیتون مین
جھگڑے نکالتے ہین کل قیامت کے دن جب یہ مشرک اللہ کے روبرو کھڑے ہونگے تو اون بتون کے معبود بنانے سے صاف
منکر ہو جاوینگے اور اون کا وہ انکار کچھہ کام نہ آویگا اور دوزخ مین اونکو جتلایا جاویگا کہ دنیا مین ہٹ دھرمی اور ناحق طور سے
جو تم اتراتے تھے اور اللہ کی آیتون کو خاطر مین نہین لاتے تھے آج یہ اوسی کا خمیازہ تمکو بھگتنا پڑا پھر اپنے رسول کو ارشاد فرمایا
کہ ان مشرکون کے بیجا جھگڑے پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ ان مشرکون پر انکے بیجا جھگڑون کا وبال اللہ کے وعدہ کے موافق دنیا مین پڑنے
والا ہے فقط وقت مقررہ آنے کی دیر ہے وقت مقررہ آتے ہی یہ مشرک زیر ہو جاوینگے اور اللہ کے رسول کا بول بالا ہوگا اور اگر دنیا
کے وبال سے بعضے لوگ ان مین سے بچ گئے اور کفر کی حالت مین مر گئے تو وہ عاقبت کے عذاب مین پکڑے جاوینگے اللہ کا وعدہ
سچا ہے بہت سے مشرک تو آنحضرت کے روبرو ہی زیر ہو گئے پھر صحابہ کے زمانہ مین بہت سے ملک فتح ہوئے اور جو لوگ
حالت کفر پر رہے وہ دین و دنیا مین ذلیل ہوئے چنانچہ بدر کی لڑائی مین ان مشرکون مین کے بڑے بڑے سرکش جو حالت
کفر پر مارے گئے انکا دنیا و دین کا انجام صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے اوپر گزر چکا ہے کہ دنیا مین یہ لوگ
نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کے لیے اللہ کے رسول نے
اون مشرکون کی لاشون پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے پچھلے نبیون
اور رسولون کا تذکرہ فرما کر آنحضرت کی تسکین فرمائی کہ ہمیشہ سے اللہ کے نبی اور رسول ہوتے اور منکر لوگ اون سے جھگڑا کرتے
آئے ہین اور وقت مقررہ آنے کے ساتھہ ہی اس طرح کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہوا ہے جس سے منکرون کو بڑا نقصان ہوا
اور بعضے پچھلے نبی اور رسولون کا حال تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین مثال کے طور پر جگہ جگہ ذکر فرمایا ہے اور کتنے نبی اور
رسولون کا حال ذکر بھی نہین فرمایا مسند امام احمد صحیح ابن حبان مستدرک حاکم وغیرہ مین ابوذر سے روایت ہے جس کا حاصل
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل نبی ایک لاکھہ چوبیس ہزار گزرے ہین جنمین تین سو پندرہ رسول ہوئے ہین۔

اس حدیث کی سند مین ایک راوی ابراہیم بن ہشام کو اکثر علما نے ضعیف قرار دیا ہے اسی سبب سے ابن جوزی نے اسکو موضوع لکھا ہے لیکن طبرانی اور ابن حبان نے ابراہیم بن ہشام کو ثقہ کہا ہے اسی واسطے جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کے موضوع ہونے کو تسلیم نہین کیا۔ بنائی ہوئی جھوٹی حدیث کو موضوع کہتے ہین۔ مسند امام احمد کی سند مین یہ ابراہیم بن ہشام نہین ہے لیکن مسند امام احمد کی روایتون مین تین سو کچھ اوپر دس اور تین سو پندرہ رسولون کا ذکر ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیون کا ذکر نہین ہے اس مضمون کی ایک حدیث تفسیر ابن ابی حاتم مین ابو امامہ کی روایۃ سے بھی ہے لیکن اسکی سند مین علی بن یزید قاسم بن عبد الرحمن معن بن رفاعہ یہ تین راوی ضعیف ہین اوسط طبرانی مین حضرت علی سے روایۃ ہے کہ سوا ایک غلام حبشی نبی کے اور نبیون کا حال اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا ہے۔ اس حدیث کی سند مین جابر جعفی ہے جسکو اکثر علما نے ضعیف قرار دیا ہے۔ آخر کو فرمایا کہ یہ مشرکین مکہ طرح طرح کے معجزون کی فرمائش اور مسخرا پن کے طور پر عذاب کی جلدی جو کرتے ہین تو انکو جواب دیا جاوے کہ معجزے رسولون کے اختیار مین نہین ہین جو معجزہ ظاہر ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے اور عذاب کا وقت مقررہ جب آجاویگا تو اوس دن عذاب کی جلدی کرنے والون کو جو نقصان پہونچیگا وہ انکو معلوم ہو جاویگا اللہ سبحانہ تعالی کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے اوسکا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ٥ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ٥

اللہ ہے جس نے بنا دیے تمکو چوپائے تا سواری کرو کتنوں پر اور کتنوں کو کھاتے ہو اور انمین تمکو بہت فائدے ہیں اور تا پہنچو انپر چڑھکر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو اور انپر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو

اوپر انسان اور انسان کی بعضی ضرورت کی چیزون کے پیدا کرنے کا ذکر تھا اوس تذکرہ مین فرمایا اللہ وہ ہے جسنے تمہارے فائدہ کے واسطے گائے اونٹ بکری یہ سب جانور پیدا کئے ان مین سے کسی پر سوار ہوتے ہو اور کسی کا گوشت کھاتے ہو اونٹ پر سوار بھی ہوتے ہین اور اوس کا گوشت بھی کھاتے ہین اور دودھ بھی پیتے ہین اور اسپر بوجھ لادکر دور دور شہرون مین سفر کرتے ہین مجاہد اور قتادہ نے کہا کہ لادے پھرتے ہیں بوجھ ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کی طرف یہ اونٹ کا حال ہے اور گائے کا گوشت کھاتے ہیں اور دودھ پیتے ہین اور بیلون سے کھیتی کرتے ہیں اور بکری کا گوشت کھاتے ہین اور دودھ پیتے ہین اور پھر ان سب کے بال کاٹے جاتے ہین اونسے برتنے کی چیزین بنائی جاتی ہیں انکی کھال طرح طرح کے کام مین لائی جاتی ہے جیسا کہ سورۃ الانعام اور سورۃ النحل مین اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے اسی واسطے اسجگہ

اللہ تعالیٰ نے مختصر طور پر یہ حال بیان کیا اور فرمایا کہ واسطے تمہارے اور نفع ہین مثلاً جیسے گھی اور پنیر وغیرہ خشکی کے سفر
مین اونٹوں سے اور دریا کے سفر مین کشتیوں سے کام لیا جاتا ہے اسواسطے اونٹ کے ذکر کے ساتھ کشتی کا ذکر بھی فرمایا
سورۃ المائدہ مین گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نے بعضے جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ کر انپر سوار ہونے اور بوجھ لادنے
کو حرام ٹھیرا رکھا تھا اسی طرح بعضے جانوروں کے گوشت کو وہ لوگ حرام جانتے تھے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث
بھی گزر چکی ہے کہ پہلے پہل یہ رسم ایک شخص عمرو بن لحی نے نکالی اب اسکے مشرکین مکہ اوسی رسم کے پابند تھے۔ سورۃ المائدہ
کی آیتوں اور ابوہریرہؓ کی حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ جانور ان لوگوں کی
راحت کے لئے پیدا کئے لیکن عمرو بن لحی نے شیطان کے بہکانے سے اور باقی کے مشرکون نے عمرو بن لحی کی رسم کی پابندی کے
سبب سے اس راحت مین خلل ڈالکر بعضے جانوروں کی سواری اور باربرداری کو اور بعضے جانوروں کے گوشت کو اپنے اوپر
حرام کر لیا اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں مین زبردستی بتوں کو شریک ٹھیرایا۔

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ

اور دکھاتا ہے تمکو نشانیاں اپنی پھر کون کون نشانیاں اپنے رب کی نہ مانوگے کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ

انجام ان سے پہلوں کا وہ تھے ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں زمین پر پھر کام نہ آیا ان کو

عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ

جو کماتے تھے پھر جب پہنچے ان پاس رسول انکے کھلی نشانیاں لیکر ریجھنے لگے اسپر جو ان پاس تھی خبر

وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا

اور الٹ پڑی انپر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب دیکھی انہوں نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر

بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ

اور چھوڑیں جو چیزیں شریک بتاتے تھے پھر نہوا کہ کام آوے ان کو یقین لانا انکا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی

الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝

اللہ کی جو چلی آئی ہے اسکے بندوں میں اور خراب ہوئے اس جگہ منکر

اللہ نے انسان کی پیدائش انسان کی ضرورت کے کھیتی کے بوجھ لادنے کے سواری کے جانوروں کا ذکر فرما کر اس آیۃ
میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کی قدرت سے اللہ کے معبود حقیقی ہونے سے بے خبر ہیں انکے خبردار کرنے کے لئے یہ سب
اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہین یہ سب نشانیاں دیکھ کر بھی یہ بیخبر لوگ اپنی بے خبری سے باز نہین آتے تو انسے پوچھا جاتا
ہے کہ آخر یہ لوگ اللہ کی قدرت کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرینگے خود اپنی پیدائش کے منکر ہین کہ سوا اللہ کے کسی

اور کو انکی پیدائش مین دخل ہے یا انکی ضرورت کی چیزین کسی اور نے پیدا کر دی ہین او جب اللہ کے اس سوال کا جواب یہ لوگ نہین دیسکتے تو
پہر جن بتون کی یہ لوگ پرستش کرتے ہین اون بتون کو اللہ کی عبادت مین شریک کرنے کا کونسا حق حاصل ہے پہر فرمایا کہ اللہ کی قدرت کے نشانون
مین سے یہ نشانی بھی عبرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے کہ پہلے لوگون کی عمارتین دیکھکر سمجھین کہ اون عمارتون کی حیثیت سے وہ پچھلے
لوگ قوت مین مال و متاع مین حال کے لوگون سے بڑھ کر تھے لیکن اللہ اور اللہ کے رسولون کی نافرمانی کے سبب سے جب اون کی تباہ
اور برباد ہونے کا وقت آگیا تو اونکی قوت اونکی مالداری انکے کچھ کام نہ آئی اسی طرح اگر یہ لوگ بھی سمجھانے سے نہ مانین گے اور اللہ کے
رسول کی نافرمانی سے باز نہ آوین گے تو یہی انجام اون کا ہوگا پہر فرمایا کہ اب تو یہ لوگ پچھلے لوگون کی طرح اپنی رسمون کے پابند اور اللہ کے
رسول کی نصیحت کو مسخراپن مین اوڑا دیتے ہین لیکن معلوم رہے کہ نصیحت کے سمجھنے کا وقت جب ہی تک ہے کہ غیب کی باتون پر
بغیر دیکھے آدمی ایمان لاوے جب اللہ کا عذاب آجاویگا یا موت کے وقت عذاب کے فرشتے آدمی کو نظر آنے لگین گے یا قیامت کے
آثار نمودار ہوکر آفتاب مغرب سے نکل آویگا پہر نہ مشرک کا ایمان قبول ہوگا نہ گنہ گارون کی توبہ قبول ہوگی اوپر گزر چکا ہے کہ عذاب
الٰہی کے آنے کے بعد غرق ہونے کے وقت فرعون ایمان لایا اور قبول نہ ہوا اور ترمذی اور ابن ماجہ کی یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمر
کی اوپر گزر چکی ہے کہ روح کے حلقوم مین پہونچنے اور موت کے فرشتون کے نظر آنے سے پہلے مشرک کے اسلام اور گنہ گار کی
توبہ کے قبول ہونے کا وقت مقرر ہے ترمذی اور مسند امام احمد وغیرہ کی روایتون سے یہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ قیامت
کے قریب جب آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے گا تو پہر توبہ کا دروازہ بند ہو جاویگا بیہقی نے کتاب بعث و نشور مین اور ابو اللیث سمرقندی
نے اپنی تفسیر مین یہ لکھا ہے کہ مغرب سے آفتاب نکلنے کے بعد ایک سو تیس برس دنیا قائم رہے گی اور جن لوگون کی آنکھون کے
سامنے آفتاب مغرب سے نکلے گا انکے جیتے جی انکا اسلام اور انکی توبہ قبول نہ ہوگی ان لوگون کی جو اولاد اس زمانہ کے بعد پیدا ہوگی
جس زمانہ مین آفتاب کے مغرب سے نکلنے کی شہرت تھی تو اوس شہرت کے مٹ جانے کے بعد اون نئی پیدائش کے لوگون کا اسلام
اور انکی توبہ قبول ہو جاویگی لیکن اور علما نے اس قول کو ضعیف اور بہت سے صحیح آثار کے مخالف قرار دیا ہے چنانچہ طبرانی اور
مسند عبد بن حمید وغیرہ مین جو آثار ہین انکا حاصل یہ ہے کہ آفتاب کے مغرب سے نکلتے ہی شیطان یہ کہویگا کہ یا اللہ تو جسکو حکم فرماوے
مین سجدہ کرتا ہون اور پہر اوس روز سے نیک عمل کا نامہ اعمال مین لکھا جانا بند ہو جاویگا اور کراماً کاتبین نامہ اعمال کے کاغذ لپیٹ
کر آسمان پر لیجاوین گے اور اسی روز سے توبہ کا دروازہ بند ہوکر قیامت تک نہ کھلے گا اب یہ ظاہر بات ہے کہ آفتاب کے مغرب
سے نکلنے کے بعد بھی کوئی زمانہ نیک عمل کرنے کا ہوتا تو شیطان نیک لوگون کے بہکانے سے سورج کے مغرب سے نکلتے ہی
نا امید کیون ہو جاتا اور نیک عمل کا لکھا جانا بند ہوکر فرشتے آسمان پر کیون چلے جاتے اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کیون بند
ہو جاتا اگرچہ یہ آثار صحابہ کے قول ہین لیکن یہ قاعدہ محدثین کا مشہور ہے کہ اس طرح کی غیب کی باتین جو صحابہ کی ہین وہ حدیث نبوی
کے حکم مین ہوا کرتے ہین کس لئے کہ اس طرح غیب کی باتین بغیر وحی کے نہین معلوم ہو سکتی ہین اسی واسطے ایسے ابواب مین صحابہ
کی جو کچھ روایتین کرتے ہین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر روایت کرتے ہین اب آگے فرمایا کہ دنیا نیک و بد کے امتحان کیلئے

منزل ۶

پیدا کی گئی ہے مجبوری کے وقت یہ امتحان کی حالت باقی نہین رہتی اسلئے انتظام الٰہی مین کسی کا مجبوری کا ایمان یا مجبوری کی توبہ قبول ہونے کے قابل نہیں ہے اِسی واسطے پچھلے لوگون نے مجبوری کے وقت فرمانبرداری کا اقرار کیا لیکن اُنکے اُس بیوقت کے اقرار نے اونکو آخرت کی خرابی سے کچھہ نہ بچایا۔

سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے مصنف ابن ابی شیبہ اور مستدرک حاکم مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایۃ کیا گیا ہے کہ ایک روز قریش اکٹھے ہوئے اور اونھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عتبہ بن ربیعہ کو بھیجا او سوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سورہ کی شروع کی آیتین پڑہین حاکم نے اس روایۃ کو صحیح کہا ہے حرف مقطعات کا ذکر سورہ بقر مین گزر چکا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کتاب سے ہے کہ جدی جدی کی ہین اسکی آیتین قرآن عربی زبان کا ایک سمجھہ والے

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ
خوشی اور ڈر بھیر دھیان مین نہ لائے وہ بہت لوگ پھر وہ نہین سنتے اور کہتے ہین ہمارے دل غلاف مین ہیں اس بات سے

اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ
اور ہمارے کانون مین بوجھہ ہے اور ہمارے تیرے بیچ مین اوٹ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہین تو کہہ مین بھی

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ
آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمپر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اسکی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ
اور خرابی ہے شرک والون کی جو نہیں دیتے زکوۃ اور وہ آخرت سے بہت منکر ہیں البتہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝
جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کو نیگ ملتا ہے جو بس نہ ہو

منزل ۶ ۔۔۔ ع ۱۵

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالیا ہے اسواسطے اللہ تعالی نے قرآن شریف مین اکثر جگہ اس بات کی تصدیق کی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور طرح طرح سے اِس باب مین مشرکین مکہ کو قائل کیا ہے کہین فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ قرآن کو کلام الٰہی نہین جانتے تو اُسکے مانند کچھہ آیتین بنا کر یہ بھی پیش کرین یہان فرمایا کہ ان ہی لوگون کی زبان مین قرآن

ایسا نازل کیا گیا ہے جسمین پہلی کتابون کے سچے قصے ہر طرح کے احکام دنیا کی پیدائش کا اور دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد کا حال یہ سب باتین تفصیل سے ہین اور ان پڑھ رسول پر یہ باتین اتاری گئی ہین جس سے ہر سمجھدار شخص کی سمجھ مین اچھی طرح یہ بات آسکتی ہے کہ ان پڑھ آدمی تو درکنار کوئی پڑھا لکھا آدمی بھی اس طرح کی غیب کی باتین بغیر آسمانی مدد کے ہر گز نہین بتلا سکتا ہے پھر فرمایا اس قرآن کی نصیحت پر عمل کرنے والون کو عقبیٰ کی بہبودی اور نہ عمل کرنے والون کو عقبیٰ کی خرابی اگرچہ اس قرآن مین اچھی طرح سے جتلادی گئی ہے مگر ان مشرکین مکہ مین کے اکثر لوگ قرآن کی نصیحت کے سننے سے کترائی کرتے ہین اور صاف کہتے ہین کہ قرآن کی نصیحت کے سمجھنے سے ہمارے دل گویا ایک غلاف مین ہین ہمارے دلون پر یہ نصیحت کسی طرح اثر نہیں کر سکتی کیونکہ جس طرح اس نصیحت کے سمجھنے سے ہمارے دل غلاف مین ہین اسی طرح اس نصیحت کے سننے سے ہمارے کان بہرے ہین اور ہم مین اور تم مین ایک آڑ ہے کہ ہم تمکو نصیحت کرتے ہوئے گویا آنکھون سے دیکھتے بھی نہین اسلئے تم اپنے ڈھنگ پر ہو اور ہم اپنے ڈھنگ پر ہین صحیح بخاری مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی قرار پائے ہین انکی نظرون مین برے کام اچھے معلوم ہونگے۔ اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پا چکے تھے وہ مرتے دم تک بری باتون کو اچھا سمجھتے اور اللہ کے رسول سے ایسی ہی گستاخی کی باتین کرتے رہے جن باتون کا ذکر ان آیتون مین ہے ہان ان مین کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جنتی ٹھر چکے تھے وہ فتح مکہ تک راہ راست پر آگئے اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکون کی باتون کے جواب مین تم ان لوگون سے کہدو کہ یہ تم خوب جانتے ہو کہ مین بھی تم جیسا آدمی ہون اور چالیس برس تک تم لوگون مین رہا کبھی مین نے تمکو کوئی نصیحت نہین کی اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھکو اپنا رسول بناکر قرآن کے ذریعہ سے یہ حکم دیا ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کرنے اور مرتے دم تک اسپر قائم رہنے اور شرک کے زمانہ کے گناہون کی معافی چاہنے کی تم لوگون کو نصیحت کرون اور اللہ کا یہ حکم بھی تم کو سنادون کہ جو لوگ مرتے دم تک مشرک رہین اور شرک کی گندگی سے اپنے دل کو ستھرا نکرین گے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے منکر ہون گے انکے لئے عقبےٰ مین بڑی خرابی ہے اور جو لوگ قرآن کی نصیحت کے موافق عقبےٰ پر یقین لاوین گے اور نیک کامون مین لگے رہین گے انکو ہر ایک نیکی کا دس سے لیکر سات سو تک اور بعض نیکیون کا اس سے بھی زیادہ بدلہ دیا جاویگا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے حدیث قدسی اس باب مین ایک جگہ گزر چکی ہے یہ حدیث قدسی اور سورۃ البقر مین آیۃ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے نیکی کے اجر مین بیشمار افزائش کا وعدہ فرمایا ہے وہ گویا آیۃ اجر غیر ممنون کی گویا تفسیر ہے۔ زکوٰۃ کے معنے شرک کے عقیدہ سے دل کو پاک وصاف رکھنے کے ہین مال کی زکوٰۃ کو جو زکوٰۃ کہتے ہین اوس کا یہی مطلب ہے کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے سے شریعت کے موافق مال پاک ہو جاتا ہے انہی معنون کی بنا پر حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق ان آیتون مین زکوٰۃ کے معنے یہی ہین کہ اللہ کی وحدانیت کا آدمی قائل ہو جاوے

منزل ۶

اور شرک کی گندگی کے سے دل کو ستھرا رکھے حاصل کلام یہ ہے کہ مکی آیتون مین لفظ زکوٰۃ کی تفسیر فرض زکوٰۃ سے اکثر سلف نے اسی سبب سے نہین کی کہ انکے نزدیک ہجرت کے بعد ۲ھ ہجری مین زکوٰۃ فرض ہوئی ہے اس لئے مکی آیتون مین انکے نزدیک فرض زکوٰۃ کا ذکر نہین آسکتا مسند امام احمد نسائی صحیح ابن خزیمہ ابن ماجہ اور مستدرک حاکم مین قیس بن سعد سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بعد پھر آپ نے صدقہ فطر کی تاکید چھوڑ دی۔ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ ایک راوی ابو عمار غریب بن حمید کوفی کو بعض علما نے جو ضعیف قرار دیا تھا اسکو امام احمد اور ابن معین نے تسلیم نہین کیا اسی واسطے تقریب مین اسکو ثقہ لکھا ہے۔ جو علما اس بات کے قائل ہین کہ زکوٰۃ ہجرت کے بعد فرض ہوئی ہے اس حدیث سے انکے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا حکم رمضان کے روزون اور صدقہ فطر کے بعد ہے اور اس مین کسی کا اختلاف نہین ہے کہ رمضان کے روزے ہجرت کے بعد فرض ہوئے ہین

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ

تو کہہ کیا تم منکر ہو اس سے جسنے بنائی زمین دو دن مین اور برابر کرتے ہو اسکے ساتھ

ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا

اورون کو وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس مین بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اسکے اندر اور ٹھہرائین اسمین

فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا

خوراکین اس کی چار دن مین پورا ہوا پوچھنے والون کو پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھوان ہو رہا تھا پھر کہا

منزل ۶

وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ

اسکو اور زمین کو آؤ تم دونون خوشی سے یا زور سے وہ بولی ہم آئے خوشی سے پھر ٹھیرا دئے وہ سات

سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ ق

آسمان دو دن مین اور اوتارا ہر آسمان مین حکم اس کا اور رونق دی ہمنے ورلے آسمان کو چراغون سے

وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

اور نگہبانی یہ سادھا ہے زبردست خبردار کا

ان آیتون سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور پہاڑ اور جو کچھ زمین میں پیداوار کی چیزین ہین پہلے چار روز مین یہ سب کچھ پیدا کیا گیا ہے اور پھر دو روز مین آسمان پیدا کئے گئے ہین اور والنازعات کی آیۃ والارض بعد ذلک دحاھا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے پیدا ہونے کے بعد زمین پھیلائی گئی ہے اسی واسطے اکثر مفسرین نے ان دونون آیتون کو ملا کر یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک آیۃ سے زمین کا آسمان سے پہلے پیدا کیا جانا معلوم ہوتا ہے اور دوسری آیۃ سے آسمان کے بعد پھر طرح طرح سے اس اعتراض کا جواب بھی دیا ہے اور یہ اعتراض کچھ آجکل کا نیا اعتراض نہین ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری مین سعید بن جبیر سے اور مستدرک حاکم مین عکرمہ

سے جو روایتیں ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ خارجیہ کے سرگروہ ایک شخص نافع بن ازرق نے حضرت عبداللہ بن عباس سے قرآن شریف کی چند آیتوں کے اختلاف کو مکہ میں اعتراض کے طور پر پوچھا تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس نے نافع بن ازرق کے سب اعتراضات کے جواب دئے تھے اون ہی اعتراضوں میں کا ایک اعتراض یہ بھی ہے اور اس کا جواب نافع بن ازرق کو حضرت عبداللہ بن عباس نے یہی دیا ہے کہ زمین کا پیدا ہونا آسمان سے مقدم ہے اور زمین کا پھیلایا جانا آسمان کے پیدائش کے بعد ہے اس لئے دونوں آیتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ ایک آیۃ میں زمین کی پیدائش کا ذکر ہے اور دوسری آیۃ میں زمین کے پھیلانے کا ذکر ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے اس جواب کو حافظ ابن حجر نے اور اور علما نے قابل اعتماد ٹھہرایا ہے اور صحیح بخاری کی اس روایۃ کے برخلاف تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے اور روایتیں جو ہیں انکو حافظ ابن حجر اور علمانے ضعیف قرار دیا ہے صحیح مسلم اور نسائی میں حضرت ابوہریرہ کی جو ایک حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ کا ہاتھ پکڑ کر ہفتہ اتوار ہر ایک دن کا نام لیکر زمین پہاڑ درخت چوپائے ہر ایک چیز کی پیدائش کی تفصیل تبلائی ہے امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اس حدیث پر اعتراض کیا ہے اور یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ کعب احبار کا قول ہے معتبر علما نے امام بخاری کے اس اعتراض کو صحیح قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس صاحب قدرت اور صاحب علم نے اپنی قدرت اور اپنے علم سے دو دن میں آسمان اور چار دن میں زمین اور اوس میں کی سب ضرورت کی چیزوں کو اس طرح پیدا کیا کہ جس چیز اوس کا کوئی شریک نہیں تو پھر یہ لوگ اسکی تعظیم میں دوسروں کو جو شریک کرتے ہیں یہ اون لوگوں کی بڑی نادانی ہے کیونکہ جو زمین اللہ تعالی نے دو دن میں پیدا کی اوسی کی مٹی لیکر اون سب کے باپ آدم علیہ السلام کو اوس سے بنایا جن کی نسل سے سب اولاد آدم کو پیدا کیا اور جو آسمان اللہ تعالی نے دو دن میں پیدا کئے اون آسمانوں میں کے فرشتے بھی اوس نے پیدا کئے اب جن نیک لوگوں کی یا فرشتوں کی مورتوں کو یہ لوگ پوجتے ہیں وہ زمین اور آسمان کی اللہ کی مخلوقات میں سے ہیں ان لوگوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ خالق کی تعظیم میں مخلوق کو شریک کرنا کتنی بڑی غلطی کی بات ہے۔ پھر فرمایا اس صاحب قدرت نے زمین میں پہاڑوں کی بوجھل میخیں ٹھونک دیں جس سے زمین خوب جم گئی اور یہ پہاڑوں کی میخیں زمین کے اوپر کے رخ سے اس لئے ٹھونکی گئیں کہ اونکا بڑا حصہ باہر نکلا رہے جس سے دریا اور ندیاں ان میں سے جاری ہوں اور سورج کی شعاع اونپر پڑ کر ان میں طرح طرح کے جواہرات پیدا ہوتے رہیں اور زمین کی پیداوار میں یہ برکت رکھی کہ ایک اناج کے دانے سے ہزاروں دانے اور ایک میوہ کی گٹھلی سے ہزاروں پھل پیدا ہوتے ہیں یہی انسان کی خوراکیں ہیں جنکا زمین سے نکلنا ٹھہرایا گیا ہے بیہقی کی اسماء وصفات اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان اور زمین کی پیدائش کا حال پوچھا تھا اسی واسطے آسمان وزمین کی پیدائش کے ذکر میں سواء للسائلین فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ ان آیتوں میں آسمان وزمین کی پیدائش کا حال پوچھنے والونکا پورا جواب ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے زمین کی پیدائش کے ذکر کے بعد فرمایا پھر وہ صاحب قدرت پانی کے بھاپ سے آسمان کے پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور اس پانی کی بھاپ اور زمین سے فرمایا

اگر تم دونون سے جو کام لینا ہے اسکو تم دونون یا تو خوشی سے منظور کرو نہین تو تمہین مجبور کیا جاویگا ان دونون نے خوشی سے
اللہ کا حکم منظور کیا اور اللہ تعالی نے اوس پانی کی بھاپ سے سات آسمان دو دن مین بنائے اور ہر ایک آسمان مین فرشتے دریا
جو کچھ پیدا کرنا تھا اسکے پیدا ہو جانے کا حکم دیا اول آسمان کی رونق اور شیاطین کو آسمان کی خبرون سے باز رکھنے کے لئے تارے
پیدا کئے ۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ جو شخص ظلم سے کسی دوسرے شخص کی بالشت بھر
زمین بھی دبا لیویگا تو قیامت کے دن ساتون زمینونکا اوتنا ہی ٹکڑا لیکر اوس شخص کی گردن مین اوس کا طوق ڈالدیا جاویگا
اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ سات آسمانونکی طرح زمینین بھی سات ہین ترمذی اور مسند امام احمد کے
حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اور اسی طرح ایک زمین سے دوسری
زمین تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے مسند امام احمد اور ترمذی مین ابو رزین عقیلی سے روایت ہے کہ سب چیزون سے پہلے
اللہ تعالی نے پانی کو پیدا کیا پھر عرش معلی کو پھر اور مخلوقات کو ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ۝ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ
پھر اگر وہ ٹلاوین تو تو کہہ مین نے خبر سنادی تمکو ایک کڑاکے کی جیسے کڑاکا آیا عاد اور ثمود پر جب آئے انکے پاس

مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً
رسول آگے سے اور پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو اتارتا فرشتے

فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا
سو ہم تمہارے ہاتھ بھیجا نہین مانتے سو وہ جو عاد تھے غرور کرنے لگے ملک مین ناحق کا اور کہنے لگے

مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا
کون ہے ہمسے زیادہ زور مین کیا دیکھتے نہین اللہ جس نے انکو بنایا ہے وہ زیادہ ہے انسے زور مین اور تھے

بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ
ہماری نشانیون سے منکر پھر بھیجی ہمنے انپر باؤ بڑے زور کی کئی دن مصیبت کے کہ چکھادین

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۝
انکو رسوائی کی مار دنیا کے جیتے اور آخرت کی مار مین تو بڑی رسوائی ہے اور انکو کہین مدد نہین

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ
اور وہ جو ثمود تھے سو ہمنے انکو راہ بتائی پھر انکو خوش لگا اندھے رہنا سوجھنے سے پھر پکڑا انکو کڑاکے نے ذلت کی

الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ
مار کے بدلا اس کا جو کماتے تھے اور بچادیئے ہمنے جو یقین لائے تھے اور بچکر چلتے تھے اور جسدن جمع ہونگے دشمن

اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَہُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْہَا شَہِدَ عَلَیْہِمْ سَمْعُہُمْ وَاَبْصَارُہُمْ

اللہ کے دوزخ پر پھر انکی مثلین بٹین گی یہانتک کہ جب پہنچے اسپر بتا دینگے انکو انکے کان اور انکی آنکھین

وَجُلُوْدُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِہِمْ لِمَ شَہِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْٓا

اور انکے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے اور وہ کہین گے اپنے چمڑون کو تمنے کیون بتایا ہمکو وہ بولے

اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّہُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝

ہمکو بلوایا اللہ نے جسنے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اسی نے بنایا تم کو پہلے بار اور اسی کی طرف پھر جاتے ہو

اوپر آسمان اور زمین اور چند چیزون کا ذکر فرما کر اللہ تعالےٰ نے قریش کو یہ سمجھایا تھا کہ جب ان چیزون کے پیدا کرنے مین کوئی اللہ کا شریک نہین ہے تو اللہ کی تعظیم اور عبادت مین غیرون کو شریک کرنیکا کوئی حق نہین ہے ان آیتون مین فرمایا اگر یہ لوگ اس سیدھی سیدھی نصیحت کو بھی ٹال دیوین اور شرک سے باز نہ آوین تو اے رسول اللہ کے ان سے کہدیا جاوے کہ مین تمکو قوم عاد اور قوم ثمود جیسے عذاب سے ڈراتا ہون کیونکہ جو تمہارا حال ہے وہی انکا تھا کہ جسطرح آگے پیچھے ایک کے بعد ایک وہ قومین پیدا ہوئین اسی طرح آگے پیچھے انکے پاس رسول بھیجے گئے اور رسولون نے ان قومون کو خالص اللہ کی عبادت کرنے کی نصیحت بھی کی مگر جسطرح کی بے ٹھکانے باتین اللہ کے رسول سے تم لوگ کرتے ہو کہ اللہ کا رسول انسان نہین ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے ایسی ہی باتین ان قومون نے اللہ کے رسولون سے کین جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سخت آندھی کے عذاب سے قوم عاد کو اور سخت چیخ اور زلزلہ کے عذاب سے قوم ثمود کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا اگر انہی قومون کے قدم بقدم تم لوگ بھی چلتے رہے اور شرک سے باز نہ آئے تو ایکسا دن یہی انجام تمہارا بھی ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت جو کچھ اس وعدہ کا ظہور ہوا صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایتہ سے اوس کا ذکر کئی جگہ اوپر گذر چکا ہے۔ ملک شام اور یمن کے سفر مین قریش کا گزر قوم عاد اور قوم ثمود کی اجڑی ہوئی بستیون پر سے اکثر ہوا کرتا تھا اس سے ان آیتون مین نقطہ ان دو قومون کا نام لیا۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ابر کو دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پریشانی چھا جاتی تھی اور آپ گھر کے اندر اور باہر پریشان پھرا کرتے تھے جب اس ابر مین سے مینہ برسنے لگتا تھا تو آپکی وہ پریشانی رفع ہو جاتی تھی اور آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ قوم عاد پر آندھی کا عذاب ابر کی صورت مین آیا تھا اس لئے ابر کو دیکھکر مجھکو وہ عذاب یاد آتا ہے اور مین پریشان ہو جاتا ہون ثمود کے قصے مین صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی روایتین گزر چکی ہین کہ تبوک کے سفر کے وقت جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قوم ثمود کی اجڑی ہوئی بستی پر سے ہوا تو آپ خوف زدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا کہ جب تک یہ بستی آنکھون کے سامنے رہے تو عذاب الٰہی کو یاد کر کے ڈرنا اور رونا چاہیے ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پچھلی قومون کے عذاب کا حال جب ایماندار شخص کو یاد آوے تو اسکو عذاب الٰہی سے ڈرنا اور عبرت پکڑنی چاہیے آخر کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان قومون کے عذاب

کے وقت اپنے انصاف کے موافق اپنے رسولوں اور انکے ساتھ کے ایماندار پرہیزگار لوگوں کو اس عذاب سے بچا دیا اور باقی کے
لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ رسولوں کے جھٹلانے والے لوگ یہ جو کہتے تھے کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ
نے اس کا جواب سورۃ الانعام میں جو دیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا تو انسان کی طاقت سے باہر ہے اسلیے
اگر آسمان پر سے کوئی فرشتہ بھی رسول بناکر بھیجا جاویگا تو ضرور وہ انسان کی صورت میں ہوگا جس سے ان لوگوں کی یہی بے ٹھکانے
باتیں باقی رہیں گی یہ جو فرمایا تھا کہ بہ نسبت دنیا کے عذاب کے ایسے لوگوں کا آخرت کا عذاب بڑی رسوائی کا ہوگا آگے اسکا ذکر
فرمایا کہ رسوا کرنے کے لیے ایسے لوگوں کی جماعت بندی سب اہل محشر کے سامنے کیجاویگی اور ان میں کے جو لوگ اپنی بداعمالی کے
منکر ہوں گے انکے کان آنکھ اور ہاتھ پیر وغیرہ سے انکی بداعمال کی گواہی دلوائی جاکر انکو رسوا کیا جاویگا۔ اس ہاتھ پیر کان آنکھ کی
گواہی کی انس بن مالک کی حدیث صحیح مسلم اور نسائی کے حوالہ سے اوپر بھی گزر چکی ہے اور آگے کی آیۃ کی تفسیر میں بھی آتی ہے۔ قوم
عاد اور قوم ثمود کا قصہ سورۃ الاعراف سورہ ہود اور سورۃ الشعرا میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ قوم عاد کے قصہ کا حاصل یہ ہے
کہ یہ لوگ بڑے قد آور شہ زور تھے قرآن شریف میں کئی جگہ انکی شہ زوری کا ذکر ہے اس قوم کے لوگوں کو نمود کی عمارتیں بنانے کا بڑا شوق تھا بیفائدہ
عمارتیں بنانے اور ایسی ہی ظلم زیادتی اور بت پرستی سے ہود علیہ السلام نے ان لوگوں کو جب روکا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا تو ان لوگوں نے
سرکشی سے یہ جواب دیا کہ جس عذاب سے تم ہمکو ڈراتے ہو اوس سے ہم نہیں ڈرتے اگر کوئی آفت آئی تو ہم اپنی شہ زوری کے سبب
اوس کو رفع دفع کر دیں گے اسی کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں دیا ہے کہ جس صاحب قدرت نے اونکو پیدا کیا ہے اوسی کی
قدرت اور قوت ان لوگوں کی قوت سے بڑھ کر ہے ان لوگوں کے یہ غرور کے کلمے اللہ تعالیٰ کو اچھے نہیں معلوم ہوئے اس لیے سات
راتیں اور آٹھ دن تک سخت آندھی چلی جس سے یہ قوم بالکل ہلاک ہو گئی ان ہی آٹھ دن کو مصیبت کے دن فرمایا قوم ثمود کے قصہ
کا حاصل یہ ہے کہ صالح علیہ السلام نے جب ان لوگوں کو بت پرستی عیش و آرام کی غفلت اور سرکش لوگوں کی عادتوں سے منع کیا تو ان لوگوں
نے صالح علیہ السلام پر جادو کا اثر بتلایا اور صالح علیہ السلام سے اونٹنی کے معجزہ کی فرمائش کی اور صالح علیہ السلام نے وہ معجزہ دکھلایا جس کا پورا قصہ سورۃ ہود میں گزر چکا ہے
اسکو فرمایا کہ ان لوگوں کی فرمائش کے موافق انکو اونٹنی کا معجزہ دکھایا جاکر راہ راست پر آنیکا رستہ بتلایا گیا لیکن ان لوگوں کو کفر و شرک کا اندھیرا رستہ اچھا لگا اور اونٹنی
کا معجزہ دیکھکر بھی اونھوں نے صالح علیہ السلام کی فرمانبرداری قبول نہیں کی اور اون میں کے سرکش لوگوں نے اوس اونٹنی کو ہلاک
کر ڈالا جس کے سبب سے ان لوگوں پر اس طرح عذاب آیا کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی اور زمین میں زلزلہ آیا جس کے صدمہ سے
ان لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ
اور تم پردہ نہ کرتے اس سے کہ تم کو بتادینگے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں نہ تمہارے چمڑے پر تمکو یہ خیال
ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۝
تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو کرتے ہو

صحیحین ترمذی اور مسند امام احمد بن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ سے ان آیتون کی شان نزول کا حاصل یہ ہے کہ کچھہ لوگ قریش کے اور ثقیف قبیلہ کے حرم شریف مین جمع تھے اور آپس مین یہ باتین کر رہے تھے کہ کیا خدا ہماری باتون کو سنتا ہے ایک نے ان مین سے کہا کہ اگر ہم پکار کر بات کرین گے تو خدا سنے گا نہین تو نہین دوسرے نے جواب دیا کہ خدا سب طرح سنتا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین صحیح مسلم اور نسائی مین حضرت انسؓ سے جو روایۃ ہے اُس مین اس بات کی تفسیر ہے کہ کس وقت یہ مشرکون اور گنہگارون کے ہاتھہ اور پیر اور اعضا گواہی دیوین گے حاصل اُس حدیث کا یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آئی اور اپنے صحابہ سے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ خدا سے جھگڑین گے اُسپر مجھکو ہنسی آئی ہے بعضے گنہگار خدا تعالیٰ سے کہوین گے کہ یا اللہ ہم اپنے بھروسے کے گواہ چاہتے ہین اُسپر اللہ تعالیٰ اُنکے مونہہ پر خاموشی کی مہر لگا کر اُنکے اعضا سے گواہی دلوا دے گا جب وہ لوگ اپنے اعضا پر خفا ہوں گے کہ ہم تو دنیا مین تمہاری پرورش کرتے تھے تم نے ہمارے مخالف گواہی کیون دی اُسکا جواب اعضا یہ دیوین گے جس کا ذکر اوپر کی آیۃ مین ہے حاصل اُس جواب کا یہ ہے کہ جس اللہ نے انسان اور انسان کے اعضا سب کو پیدا کیا ہے اوسنے ہم سے یہ گواہی دلوائی ہے اکثر گناہون مین آدمی کے ہاتھہ اور پیر دونکا دخل ضرور ہوتا ہے اِسی واسطے مسند امام احمد نسائی مستدرک حاکم بیہقی تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ آدمی کے ہاتھہ کی ہتیلی اور پیر کی ران سب سے پہلے گواہی دیویگی اگرچہ بعضے علماء نے لکھا ہے کہ اعضا کی گواہی دینا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اون اعضا مین ایک حالت اس طرح کی پیدا کر دیویگا جس سے گناہونکا حال ظاہر ہو جاویگا لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اون اعضا مین گویائی پیدا کریگا کیونکہ زبان کے گوشت اور اعضا کے گوشت مین کچھہ فرق نہین ہے تو جس اللہ نے زبان کے گوشت مین گویائی دی ہے اُسکو اور اعضا کے گوشت مین بھی گویائی پیدا کر دینیکی قدرت ہے ہر مسلمان کو ایمان لانا چاہیے پھر صریح آیۃ کی تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ حشر کے انکار کے سبب سے گناہ کرتے وقت تم لوگ ہاتھہ پیرون کی گواہی کا خوف نہین کرتے تھے کیونکہ حشر اور ہاتھہ اور پیرون کی گواہی کے تم پورے منکر تھے گناہون کے وقت تمہارا پردہ تو اس اعتقاد سے تھا کہ پردے مین کی باتین اللہ کے علم سے باہر ہین۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ
اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو رکھتے تھے اپنے رب کے حق مین اسی نے تمکو کھپایا پھر آج رہ گئے ٹوٹے مین پھر اگر یہ صبر کرین تو آگ اُنکا

مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاۗءَ فَزَيَّنُوْا
گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہین تو اُنکو کوئی نہین مناتا اور لگا دیے ہینے اُنپر تعیناتی پھر اُنھون نے

لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ
بھلا دکھایا ان کو جو اُنکے آگے اور جو اُنکے پیچھے اور ٹھیک پڑی اُنپر بات ملکر سب فرقون مین جو ہو چکے ہین اُنسے آگے

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝
جنون کے اور آدمیون کے وہ تھے ٹوٹے والے

منزل ۶

اوپر کی آیۃ مین ذکر تھا کہ پردہ دین کی باتون کو مشرک لوگ اللہ کے علم سے باہر گمان کرتے تھے ان آیتون مین فرمایا کہ ان لوگون کے
اس گمان نے انکو ہلاکت اور ٹوٹے مین ڈالا کیونکہ اسی گمان کے سبب سے ان لوگون کو کثرت گناہون کی جرات بڑھ گئی گناہ کرتے رہے اور
اسی گمان مین رہے کہ انکے بہت سے گناہ اللہ کے علم سے باہر ہین جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن وہ غیب ان انکے اس گمان کو جھوٹا
کرکے انکے سب گناہ انکو جتلادے گا اور انکی سزا دوزخ کی آگ قرار پاویگی اور ان سے کہہ دیا جاویگا کہ اب تم اوس آگ کی مصیبت
پر صبر کرو یا جھوٹے عذر پیش کرکے غل شور مچاؤ کسی طرح اب اس آگ سے تم کو نجات نہین کیونکہ یہ دوزخ کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے ایسے
لوگونکا گھر قرار پایا ہے سورہ الزخرف مین آویگا کہ جو لوگ یاد الٰہی سے غافل رہتے ہین شیطان انپر ایسا مسلط ہو جاتا ہے کہ ایک دم
انکا پیچھا نہین چھوڑتا اور نیک کامون سے ہمیشہ انکو روکتا رہتا ہے اور برے کامون کو ایسی اچھی صورت مین انکو دکھلاتا ہے
کہ برے کامون کی برائی انپر ظاہر نہین ہونے دیتا مثلاً بت پرستی جیسے برے کام کو اس اچھے بھیس مین دکھاتا ہے کہ یہ بہت اچھے
لوگون کی مورتین ہین جو کوئی ان مورتون کی پوجا کریگا تو وہ اچھے لوگ ہر طرح اوسکی مدد کرین گے ترمذی صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان
مین حارث اشعری کی صحیح روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلعم نے فرمایا بغیر یاد الٰہی کے شیطانی وسوسہ کسی طرح نہین ٹل سکتا
سورۃ الزخرف کی آیتون اور حارث اشعری کی حدیث کو آخری آیت کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جیسے لوگون کا
ذکر آیۃ مین ہے وہ بتون کی پوجا مین لگ کر یاد الٰہی سے دور رہتے ہین اس لئے شیطان انپر مسلط ہوگئے جو انکو ہر وقت دنیا کی
باتون کی طرف رغبت اور عقبیٰ کی باتونسے نفرت دلاتے رہتے ہین جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس طرح کے پچھلے جنات اور آدمیون مین
انکا شمار بھی دوزخیون مین ہوگیا اور جنت مین ایسے لوگون کے لئے جو ٹھکانے بنائے گئے تھے انکو ہاتھ سے کھو دینے کا انھون
نے نقصان اوٹھایا ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے جنت اور
دوزخ دونون جگہ ٹھکانا بنایا ہے اب جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پاوینگے انکے جنت مین کے خالی پڑے ہوئے محل اور باغ
جنتیون کو مل جاوینگے یہ حدیث انہم کانوا خاسرین کی گویا تفسیر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے جابرؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہی
جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان خود تو اپنا تخت سمندر مین بچھا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے شیاطین کو لوگونکے
بہکانے کے لئے بھیجتا ہے ان شیطانون کے بہکانے سے جو آدمی خود بھی بھٹکتے اور دوسرونکو بھی بہکاتے ہین انکو سورۃ الانعام
مین شیاطین الانس فرمایا ہے جابرؓ کی حدیث اور سورہ انعام کا شیاطین الانس کا ذکر قد خلت من قبلھم من الجن والانس کی گویا تفسیر ہے
جس مین پچھلے زمانے کے بھٹکنے بہکانے والے جنات اور انسان سب داخل ہین۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ
اور کہنے لگے منکر نہ کان دہرو اس قرآن کے سننے کو اور بکبک کرو اسکے پڑھنے مین شاید تم غالب ہو سو ہمکو ضرور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ
چکھانی منکرون کو سخت مار اور انکو بدلا دینا برے سے برے کامون کا جو کرتے تھے یہ سزا ہے

منزل ۶

اَعۡدَآءِ اللّٰہِ النَّارُ ۚ لَہُمۡ فِیۡہَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ ۝ وَ قَالَ

اللہ کے دشمنون کی آگ انکو اسی مین گھر ہے سدا کو بدلا اسکا جو ہماری باتون سے انکار کرتے تھے اور کہین گے

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ نَجۡعَلۡہُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا لِیَکُوۡنَا مِنَ

جو لوگ منکر ہیں اے رب ہمارے ہمکو دکھا وہ دونون جنھون نے ہمکو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالین ہم انکو اپنے پاؤن کے

الۡاَسۡفَلِیۡنَ ۝ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا

سب سے نیچے تحقیق جنھون نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر ٹھیرے رہے انپر اترتے ہین فرشتے کہ تم نہ ڈرو

وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا

اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا ہم ہین تمہارے رفیق دنیا مین اور آخرت مین

وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ؕ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ۝

اور تم کو وہان ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمکو وہان ہے جو منگواؤ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے

ع ۱۸/۴ — منزل ۶

سورہ انفال مین گزر چکا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مین قرآن شریف پڑھتے تھے تو مشرک لوگ تالیان اور سیٹیان بجاتے تھے اور سورہ لقمان مین گزر چکا ہے کہ نضر بن حارث ایک شخص نے رستم واسفندیار وغیرہ کے قصون کی کتابین خرید رکھی تھین جب آنحضرت صلعم قرآن شریف پڑھتے تھے تو نضر بن حارث وہ قصے لوگون کو سنا کر قرآن شریف کے سننے سے رد کا کرتا تھا صحیحین وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث مشہور ہے کہ ابوجہل وغیرہ مشرکون نے ملکر اونٹ کی اوجھڑی نماز پڑھتے وقت آنحضرت صلعم کی پیٹھ پر ڈالدی تھی غرض اسی طرح کی بیہودہ باتین آنحضرت صلعم کے نماز اور قرآن شریف پڑھنے کے وقت مشرک لوگ اس غرض سے کرتے تھے کہ لوگ قرآن شریف سننے نہ پاوین اوسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین فرما کر فرمایا ہے کہ ان لوگون کو سخت عذاب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے سے رکنا یا روکنا خدا کا دشمن بنے کی نشانی ہے اب بھی کسی ایسے کام مین لگنا یا کسی دوسرے کو لگانا جس سے قرآن شریف کے مشغلے مین حرج ہو اس آیۃ کے حکم مین داخل ہے جن لوگون کے بہکانے سے دوزخی لوگون نے برے کام کئے ہین دوزخ مین جانے کے بعد یہ لوگ کہوین گے یا اللہ اون بہکانے والون کو ہمین دکھا تاکہ ہم انکو دوزخ کے نیچے کے درجہ مین دھکا دیکر ڈالدین آگے اللہ تعالیٰ نے ان خدا کے دشمن لوگون کے مقابلے مین اون لوگونکا ذکر فرمایا ہے جو خدا کو اپنا معبود جانتے ہین اور پھر اسپر ثابت قدم رہتے ہین صحیح مسلم ترمذی نسائی مسند امام احمد وغیرہ مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت مجھکو اسلام کی کوئی ایسی بات تبلا دیجے کہ پھر مجھکو پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے آپ نے اس آیۃ کے لفظ فرما دیے کہ اللہ کو اپنا معبود جان اور اسپر قائم رہ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے دل سے اللہ کو معبود مان کر اور زبان سے اللہ کے معبود ہونے کا اقرار کر کے اسپر ثابت قدم رہنے کا یہ مطلب ہے کہ جو باتین اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرض کین ہیں اُنکو آدمی ادا کرتا رہے حضرت عبد اللہ بن عباس کی یہ تفسیر اون اہل سنت کے قول کے موافق ہی
جو عمل نیک کو ایمان کے کامل ہونے کی شرط قرار دیتے ہین مسند امام احمد اور ابوداؤد کے حوالہ سے براء بن عازب کی صحیح حدیث
ایک جگہ گزر چکی ہے کہ نیک لوگون کی قبض روح کے وقت رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور نیک لوگو نکو اللہ کی رضا مندی کی اور
مغفرت کی خوشخبری سناتے ہیں مسند امام احمد بن حضرت عائشہ سے صحیح روایۃ ہے کہ قبر کے سوال وجواب کے بعد اللہ کے
فرشتے نیک لوگون کو اونکا جنت کا ٹھکانا دکھا کر یہ خوشخبری سنا دیتے ہین کہ قیامت کے دن اُسی ٹھکانے مین رہنے اور بسنے
کے لئے تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا آیتون مین نیک لوگون کے پاس فرشتون کے اوترنے کا جو ذکر ہے یہ حدیثین اوسکی گویا تفسیر ہین
جسکا حاصل یہ ہے کہ قبض روح کے وقت اور قبر مین دفن کرنے کے بعد اللہ کے فرشتے نیک لوگون کے پاس آتے ہین اور اُنکو طرح طرح
کی خوشخبری سنا کر جنت کا ٹھکانا بھی اُنکو دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں تمہاری زندگی مین بھی تمہارے نیک عمل لکھنے کے لئے اللہ کے
فرشتے تمہارے رفیق تھے اور اب بھی تمہارے رفیق ہین اور جنت کا ٹھکانہ تمہین دکھاتے ہین جسمین اللہ غفور الرحیم نے مہمانون
کی خاطرداری کی طرح تمہارے لئے سب کچھ تیار رکھا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

اور اُس سے بہتر کس کی بات جسنے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا مین حکم بردار ہون

اول درجہ مین تو یہ آیۃ انبیا کی شان مین ہے جن کے سبب سے دنیا مین نیک کام کرنے کی اور برائی سے بچنے کی بنیاد قائم ہوئی اور جنکی
ذات کو خاص اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کہ وہ نیک رستے پر امت کے لوگون کو لگاوین دوم درجہ مین امت کے وہ
علما اور نیک لوگ ہین جو انبیا کی فرمانبرداری کے سبب سے خود نیک رستے سے لگے اور دوسرون کو بھی نیک رستے کی رغبت دلاتے
ہین مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ مین حضرت عائشہ سے اور بعضی اور کتابون مین اور صحابہ سے یہ جو روایتین ہین کہ یہ آیت موذنون
کی شان مین نازل ہوئی ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ موذن لوگ نماز جیسے نیک کام کی طرف اللہ کی مخلوق کو بلاتے ہیں اسی واسطے
موذنون کی شان مین بھی یہ آیۃ صادق آتی ہے یہ مطلب اس روایۃ کا نہین ہے کہ موذنون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
کیونکہ یہ آیت تو مکی ہے اور صحیحین کی حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت سے اور ترمذی ابوداؤد و ابن ماجہ اور دارمی کی حضرت عبد اللہ
بن زید کی روایۃ سے یہ بات صحیح طور سے ثابت ہوچکی ہے کہ ہجرت کے برس ڈیڑھ برس بعد عبد اللہ بن زید نے اور حضرت عمر نے جب
اذان کے لفظ خواب مین ایک شخص کو کہتے ہوئے سنے اوسوقت سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اذان کا
حکم دیا اور اسی وقت سے اذان شریعت محمدی مین قائم ہوئی پھر اس مکی آیت کا موذنون کی شان مین نازل ہونا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے
لیکن اوپر کئی جگہ بیان ہوچکا ہے کہ صحابہ کا یہ طریقہ تھا کہ جس کسی حالت پر کسی آیت کا مطلب صادق آیا کرتا تھا تو اوس کو وہ شان
نزول کہا کرتے تھے اور اسی طریقہ اور عادت کے موافق حضرت عائشہ اور بعضے اور صحابہ نے یہ فرمایا ہے کہ آیۃ موذنون کی شان
مین نازل ہوئی ہے طبرانی دارقطنی مسند بزار تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین جو بعضی روایتین ہین کہ معراج کی رات نماز کے حکم کیساتھ

یہی حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان سکھائی ان روایتوں میں سے کوئی روایت صحت کے درجہ کو نہیں پہنچی
حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر جن لوگوں کا ذکر تھا کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود ٹھہرا کر پھر مرتے دم تک اسپر قائم رہتے ہیں انہیں اس گروہ
کا بڑا درجہ ہے جو خود بھی نیک راستے پر ہیں اور دوسروں کو بھی وعظ نصیحت کر کے نیک راستے سے لگاتے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے
ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو نیک راستے سے
لگاتا ہے اسکو اپنے ذاتی عملوں کے اجر کے سوا اس قدر اجر اور ملے گا جتنا اسکی پیروی کرنے والوں کو ملے گا یہ حدیث و من
احسن قولا ممن دعا الی اللہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا اس لئے یہ بڑے
درجہ اور رتبے کے لوگ ہیں۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ
اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں تو کہہ اس سے بہتر پھر جو تو دیکھے تو جسمیں اور تجھ میں
عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝
دشمنی تھی جیسے دوست دار ہے ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انکو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اسکو جسکی بڑی قسمت
وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝
اور کبھی چوک لگے تجکو شیطان کے چوکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سنتا جانتا

منزل ۶

اوپر وعظ و نصیحت کا ذکر تھا اور وعظ و نصیحت میں مخالف لوگ بدگوئی اور بدی سے پیش آنے لگتے ہیں اسواسطے ان آیتوں میں
فرمایا کہ ایسے موقع پر بدگوئی کے بدلہ میں بدگوئی کا کرنا تو برابر کا مقابلہ ہے نہ ان ایسے موقع پر اگر بدی کے مقابلہ میں صبر سے کام
لیا جا کر بدی کرنے والے سے نیکی کی جاویگی تو نیکی اور بدی برابر کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ نیکی سے دشمن رشتہ داروں کی سی الفت
کا برتاؤ کرنے لگتا ہے مگر بدی کے مقابلہ میں نیکی سے پیش آنا ہر شخص کا کام نہیں ہے جنکو اللہ ایسی برداشت دیتا ہے وہی ایسی
ہمت کرتے ہیں پھر فرمایا کبھی ایسے موقع پر شیطانی وسوسے سے بے اختیار غصہ آجاوے تو اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے کہ اللہ انسان
کی ہر التجا کو سنتا اور انسان کے دل کی ہر حالت کو خوب جانتا ہے وہ پناہ الٰہی کی التجا کو سنکر فوراً دل کے اس جوش کو رفع فرما دیگا
صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار آدمی کی نشانی یہ ہے
کہ وہ یا تو موہنہ سے نیک بات نکالے یا چپکا رہے صحیح بخاری اور مسلم میں سلیمان بن صرد سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو غصہ میں بھرا ہوا دیکھکر یہ فرمایا کہ یہ شخص اگر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے تو ابھی
اس کا غصہ جاتا رہے بدگوئی کے مقابلہ میں نیک بات موہنہ سے نکالنے اور غصہ کے وقت اللہ سے پناہ مانگنے کا ذکر جو آیتوں
میں ہے یہ حدیثیں گویا اسکی تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ بدگوئی کے مقابلہ میں یا تو آدمی نیک بات موہنہ سے نکالے نہیں تو کوئی بد
کا مقابلہ بدگوئی سے نہ کرے بلکہ چپکا ہو جاوے اور غصے کے وقت اللہ سے پناہ مانگے کہ اس سے فوراً غصہ جاتا رہتا ہے جن سلیمان

بن صرد بن الجون کی روایت اوپر گزری یہ خزاعۃ قبیلہ کے صحابہ مین ہین یہ کوفہ مین بہت رہے ہین۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

اور اُسکی قدرت کے نمونے ہین رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نکرو سورج کو اور نہ چاندکو اور سجدہ کرو اللہ کو

الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ

جسنے وہ بنائے اگر تم اُسی کو پوجتے ہو پہر اگر غرور کرین تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہین پاکی بولتے ہین

لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝

اُسکی رات اور دن اور وہ نہین تہکتے

اوپر ذکر تہا کہ مشرکین مکہ قرآن کی نصیحت سننے کے وقت سرکشی سے اپنے آپ کو بڑا بتلاتے تہے اسواسطے اللہ تعالی نے ان آیتون مین اپنی قدرت کی چند نشانیان بیان فرمائین کہ شاید یہ لوگ ان نشانیون کو دیکھکر اللہ کی وحدانیت کے قائل ہون اور شرک سے باز آوین اوس خالق صاحب قدرت نے انسان کے آرام کے لئے رات کو پیدا کیا کہ رات کو انسان آرام پاکر دوسرے دن پہر کام دہندے کے قابل ہو جاوے وہ قادر مطلق رات کے اندہیرے کو پہاڑ کر اُس مین سے صبح کے اوجالے کو نکالتا ہے تاکہ دن کے اوجالے مین ہر ایک آدمی اپنا کام دہندا کرے سورج کے طلوع اور غروب سے دن رات اور مختلف موسم اوسی نے پیدا کئے سورج اور چاند کی منزلین اور چال اس حساب سے رکہین جس سے مہینہ اور سال کا حساب معلوم ہوتا ہے لیکن بعضے لوگ ان قدرت کی نشانیون کے پیدا کرنے والے کی شکر گزاری نہین کرتے اور اُسکی تعظیم کو چہوڑکر کوئی سورج کی پوجا کرتا ہے اور کوئی چاند کی اور یہ کہتے ہین کہ ان تارون کو دنیا کے انتظام مین بڑا دخل ہے ان کے نام کے بتون کی جو کوئی پوجا کریگا اُسکی یہ تارے ضرور مدد کرین گے ان لوگون نے سورج کے نام کا جو بت بنایا ہے اُسکے چڑہاوے کی چیزین الگ مقرر کر رکہی ہیں اور چاند کے نام کا جو بت بنایا ہے اُسکی الگ یہ نادان اتنا نہین سمجہتے کہ مثلاً سورج چاند کے پیچہے اللہ تعالی نے گہن کا عیب جو لگا دیا ہے اُن مین اسی عیب کے دور کر دینے کی قدرت تو ہے نہین پہر یہ اپنے پوجا کرنے والون کی مدد کرنے کی قدرت کہان سے لاوین گے اب آگے فرمایا عبادت اللہ ہی کو زیبا ہے جسنے رات دن سورج چاند سب چیزون کو پیدا کیا پہر فرمایا اگر اس فہمائش کے بعد یہ لوگ خالص اللہ کی عبادت سے اکڑاوین اور غرور کرین تو اللہ کو انکی عبادت کی کچہہ پروا نہین آسمان پر اللہ کے فرشتے رات دن اُسکی عبادت کو موجود ہین جو کسی وقت عبادت سے نہین تہکتے صحیح بخاری اور ترمذی کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا آسمان پر چار انگل بہی جگہ ایسی نہین جہان کوئی فرشتہ عبادت الٰہی مین مصروف نہ ہو آیتون مین یہ جو ذکر تہا کہ اگر یہ مشرک لوگ خالص اللہ کی عبادت سے اکڑائی کرین گے تو آسمان پر اللہ کے فرشتے اللہ کی عبادت مین مصروف ہین جو کبہی تہکتے نہین یہ حدیث گویا اُسکی تفسیر ہے جس سے آسمان پر اللہ کے فرشتونکی بہت بڑی جماعت کا عبادت الٰہی مین لگے رہنے کا حال اچہی طرح معلوم ہو سکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان لوگونکو شرک سے باز آنے اور خالص اللہ کی عبادت کرنے کی نصیحت جو کی جاتی ہے وہ ان ہی لوگون کی آخرت کی بہبودی کے لئے ہے

ورنہ اللہ کو انکی عبادت کی کچھ پروا نہین رہی یہ بات کہ یہ لوگ آخرت کی سزا و جزا کے منکر ہین انکے اس انکار کی غلطی بارہا جتلا دی گئی ہے کہ یہ لوگ دنیا مین جو کام کرتے ہین اوس کا نتیجہ ضرور سوچ لیتے ہین مثلاً کھیتی کرتے ہین اناج کے ہاد کے لئے باغ لگاتے ہین میوہ کھانے کے لئے پھر یہ لوگ کونسے عقل اور تجربے سے یہ بات کہتے ہین کہ دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد جزا و سزا کا فیصلہ کچھ نہ ہوگا اور دنیا کے پیدا کرنے کا اتنا بڑا کام بے نتیجہ اور بے فائدہ رہ جاویگا یہ سجدہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق لا یسئمون پر ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے قول کے موافق ان کنتم ایاہ تعبدون پر۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

اور ایک اسکی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہمنے اسپر پانی تازی ہوئی اور ابھری

اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

بیشک جسنے اسکو جلایا وہ جلا دیگا مردے وہ سب چیز کر سکتا ہے

آسمان پر کی قدرت کی نشانیون کے بعد یہ زمین پر کی قدرت کی نشانیون کا ذکر ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ ان منکرین حشر کی آنکھون کے سامنے مینھ برسنے سے پہلے زمین کیسی سوکھی پڑی ہوتی ہے پھر مینھ برستے ہی اس مین کس طرح کی سرسبزی آجاتی ہے دوسرے صور سے پہلے اسی طرح ایک مینھ برسے گا جسکی تاثیر سے مرے ہوئے لوگون کے سب جسم تیار ہو جاوینگے اور اون جسمون مین روحین پھونکدی جاوینگی حاصل کلام یہ ہے کہ ان منکرین حشر کے نزدیک حشر بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آگے ہر سال کی کھیتی اور حشر کا ایک سا حال ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی جس مین کھیتی کی مشابہت دی جا کر دوسرے صور سے پہلے مینھ کے برسنے اور جسمون کے تیار ہو جانے کا ذکر تفصیل سے ہے یہی حدیث گویا اس آیۃ کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اسی مشابہت کے سبب سے قرآن مین کئی جگہ کھیتی کے ذکر کے ساتھ حشر کا ذکر آیا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

جو ٹیڑھے رہتے ہین ہماری باتون مین ہمسے چھپے نہین بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ مین بہتر یا ایک جو آویگا

يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

امن سے دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو بیشک جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے جو لوگ

كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

منکر ہوئے سمجھوتی سے جب اون پاس آئی اور یہ کتاب ہے نادر اسپر جھوٹ کا دخل نہین آگے سے

وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتون والے سب خوبیون سراہے کی تجھسے وہی کہتے ہین جو کہہ دیا ہے

منزل ۶

مِنْ قَبْلِكَ ۗ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝

سب رسولون سے تجھسے پہلے تیرے رب کے یہان معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دکھہ والی

مشرکین مکہ مین سے جو لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم بہرے ہین قرآن کی آیتین ہم نہین سن سکتے اور اوپری دل سے کچھہ بہرون کی طرح کن بھی لیوین تو ہمارے دلون پر غلاف چڑہے ہوئے ہین اسواسطے اون آیتون کا مطلب نہین سمجھتے - ان آیتون مین اون ہی لوگون کو فرمایا کہ جو لوگ قرآن کی آیتون کو سیٹیان اور تالیان بجا بجا کر نہین سنتے اور کہتے ہین کہ ہم بہرے ہین ہمارے دلون پر غلاف پڑے ہوئے ہین ایسی ٹیڑہی باتین کرنے والون کا حال اللہ تعالی سے کچھہ چھپا ہوا نہین ہے ان لوگون سے پوچھا جاوے کہ سرکشی سے ایسی ٹیڑہی باتین کرکے جو شخص قیامت کے دن دوزخ کی آگ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پاویگا انکے نزدیک وہ بہتر ہے یا جو قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرکے اپنے آپ کو اُس دن کی آفتون سے بچاویگا وہ بہتر ہے - اتنی بات کو خوب سمجھکر جو انکا جی چاہے وہ کرین اللہ انکے سب کامون کو دیکھتا ہے وقت مقررہ آنے پر انمین کے سرکش اپنی سزا کو پہونچ جاوینگے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو ظہور ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی حدیث کے حوالہ سے کئی جگہ اُسکا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ ان مین کے ایسی ٹیڑہی باتین کرنے والے بہت سے سرکش اس لڑائی مین بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوئے جن عذاب کے جھٹلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کا وعدہ سچا پالیا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ تعالی کے ملاحظہ مین فرشتے پیش کردیتے ہین - اگرچہ اللہ تعالی کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین لیکن اللہ تعالی نے اپنے انصاف سے سزا و جزا کا فیصلہ اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ اوس علم کے دنیوی ظہور پر رکھا ہے اس ظہور کے ملاحظہ کیواسطے لوگون کے عملون کے ملاحظہ کا جو انتظام اللہ تعالے نے فرمادیا ہے کہ دو وقت اعمال نامون کا ملاحظہ فرمایا جاتا ہے اوس کا حال ابو موسی اشعری کی اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے اسلئے یہ حدیث انہ بما تعملون بصیر کی گویا تفسیر ہے - اب آگے فرمایا کہ جو لوگ قرآن کی نصیحت کے سمجھنے مین ٹیڑہی باتین کرتے ہین اور قرآن کی آیتون کو جھٹلاتے ہین اور انکے کلام آلہی ہونے کے منکر ہین یہ اون لوگون کی نادانی ہے کیونکہ یہ تو ان لوگون کے سامنے کی بات ہے کہ یہ قرآن ان پڑھ رسول پر نازل ہوا ہے اور باتین اس مین ایسی علم غیب کی ہین کہ ان پڑھ شخص تو درکنار بڑے بڑے اہل کتاب بھی بغیر آسمانی کتاب کی مدد کے وہ باتین نہین تبلاسکتے کیونکہ یہ قرآن ایسے صاحب حکمت کا کلام ہے جسکے سب کام تعریف کے قابل ہین - اسکے بعد اللہ تعالی نے اپنے رسول کی تسلی فرمائی کہ یہ لوگ قرآن کو جادو اور تم کو جادوگر جو کہتے ہین اور قرآن کی نصیحت پر چلنے کے جواب مین ٹیڑہی باتین کرتے ہین اس کا کچھہ خیال نہین کرنا چاہئے کس لئے کہ یہہ بات کچھہ نئی نہین ہے پہلے رسولون سے بھی لوگ ایسی ہی باتین کرتے آئے ہین اور اللہ کے علم غیب مین یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ انمین کے کچھہ لوگ رفتہ رفتہ راہ راست پر آوینگے اور اللہ تعالے اون کے پچھلے گناہون کو معاف فرمادیگا اور جو اس حالت پر

ہما منزل ۶

مرجاویگا اسکو سخت عذاب کیا جاویگا کیونکہ بارگاہ الٰہی مین معافی اور گرفت دونون چیزین ہین لیکن وقت مقررہ پر ہر چیز کا برتاؤ ہوتا ہے اس امت مین سے ابوجہل اور ابو سفیان کی حالت کو مثال کے طور پر پیش نظر رکھا جاوے تو یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ اللہ کے علم غیب کے موافق بدر کی لڑائی مین ابوجہل کا انجام کیا ہوا کہ مرتے ہی عذاب مین گرفتار ہوگیا اور اللہ کے رسول نے اسکی اور اسکے ساتھیون کی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے عذاب کے وعدہ کو سچا پایا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی حدیث کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے کہ ابوسفیان نے پہلے تو ابوجہل کی طرح اسلام کی بہت مخالفت کی پھر فتح مکہ پر اسلام قبول کیا اور اسلام کے قبول کرتے ہی انکا گھر دار الامن ٹھہرا کہ عام امن سے پہلے فتح مکہ کے وقت جو انکے گھر مین آگیا وہ امن مین رہا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے غصہ کا پورا حال لوگون کو معلوم ہوجاوے تو نیک لوگون کے دل مین بھی جنت کی آرزو کم ہوجاوے اسی طرح اسکی مغفرت کا پورا حال لوگون کو معلوم ہوجاوے تو نافرمان لوگون کے دل مین بھی جنت کی آرزو پیدا ہوجاوے یہ حدیث ان ربک لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم کی گویا تفسیر ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ

اور اگر ہم اسکو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اسکی باتیں کیون نہ کھولی گئیں کیا اوپری زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی تو کہہ یہ

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ

ایمان والونکو سوجھ ہے اور روگ کا دفع اور جو یقین نہیں لاتے انکے کانون مین بوجھ ہے اور یہ انکو اندھاپا

اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۠

انکو پکارتے ہین دور کی جگہ سے

منزل ۶ ع ۵/۱۲ ۱۹

تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اس آیۃ سے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ قرآن شریف کے کسی آیۃ کے فارسی ترجمہ کو کوئی شخص نماز مین قرات قرآن کی جگہ پڑھے تو اوس شخص کی نماز ہوجاویگی کیونکہ اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی مضمون جو عربی زبان مین ہے اگر فارسی زبان مین نازل ہوتا تو اوس کا نام بھی قرآن ہوتا۔ لیکن ہدایہ اور فتح القدیر مین مذہب حنفی کی اسی روایت کو معتبر قرار دیا ہے کہ آخر مین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اپنے اس قول سے رجوع کیا امام ابوحنیفہ رح نے اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے اس قول سے اتفاق کر لیا کہ نماز مین خاص قرآن کے لفظون کی قرات ضرور ہے اس صورت امام ابوحنیفہ کا پہلا قول اب مذہب حنفی کا مسئلہ باقی نہیں رہا۔ صحیح بخاری و مسلم ترمذی وغیرہ مین حضرت عائشہ رض ابو سعید خدری عبداللہ مسعود کی حدیثین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف کے ہر حرف پر دس نیکیون کا ثواب ہے لیکن جس شخص کی زبان پر قرآن شریف کے لفظ نہ چڑھین اور وہ شخص محنت سے ان لفظون کو زبان پر چڑھاوے تو اسکو دوہرا ثواب ملیگا۔ ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے لفظون پر جس ثواب کا وعدہ ان حدیثون مین ہے وہ ثواب قرآن شریف کے ترجمہ کے لفظون پر نہیں مل سکتا اسی واسطے محنت سے قرآن شریف کے لفظونکو زبان پر چڑھانے کا دوہرا ثواب ہے اسی شروع سورۃ مین فرمایا تھا قرآنا عربیا لقوم یعلمون جسکا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ کی زبان عربی تھی اسلئے قرآن بھی اسی زبان

اوتارا گیا تاکہ ان لوگوں کو قرآن کے سمجھنے میں کچھ دشواری نہ ہو اس آیت میں اوس دشواری کی تفسیر فرمائی کہ اگر سوا عربی کے کسی اور زبان میں قرآن اوتارا جاتا تو یہ لوگ عذر کرتے کہ غیر زبان کی باتوں کی تفصیل جب تک ہماری زبان میں نہ کی جائے تو ہم اون باتوں کو کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن کے انکی زبان میں نازل ہونے کے سبب سے ان لوگوں کو اسکے سمجھنے میں کچھ دشواری تو نہیں ہے اسپر بھی یہ لوگ اوسکے سمجھنے میں ٹیڑھی باتیں جو کرتے ہیں یہ انکی سرکشی ہے جس کی سزا وقت مقررہ پر یہ بھگتیں گے اس وعدہ کا ظہور بدر کی لڑائی کے وقت جو ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوس کا ذکر کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان ٹیڑھی باتیں کرنے والوں سے کہدو کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب میں فرمانبردار ٹھہر چکے ہیں اون کے حق میں یہ قرآن راہ راست کا رہنما اور نادانی کے مرض سے شفا بخشنے والا ہے ہاں جو لوگ اللہ کے علم غیب میں نافرمان قرار پا چکے ہیں اون کے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہیں اس واسطے نہ وہ اس قرآن کی نصیحت کو سن سکتے ہیں نہ اس کی خوبیوں کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ اونکو پاس سے بھی قرآن کی نصیحت کا سنانا انکے حق میں ایسی دور کی ایک آواز ہے جو نہ انکو سنائی دیتی ہے نہ یہ اوس کا کچھ مطلب سمجھ سکتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے ایک ٹھکانہ جنت میں اور ایک دوزخ میں پیدا کر دیا ہے مگر اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر یہ بھی لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کرینگے اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل اب دنیا میں پیدا ہونے کے بعد ہر شخص اوسی کے موافق کام کرتا ہے اور وہی کام اسکو آسان معلوم ہوتے ہیں اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے ہیں اونکو قرآن کی نصیحت سے ایسا ہی فائدہ پہونچتا ہے جس طرح اچھی زمین کو مینہ کے پانی سے فائدہ ہوتا ہے اور جو لوگ اللہ کے علم غیب میں بد قرار پا چکے ہیں انکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی رائگان ہے جسطرح بری زمین پر مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے

منزل ۶

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ

اور ہمنے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اسمیں پھوٹ پڑی اور اگر نہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے تو انمیں فیصلہ ہوجاتا

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ

اور وہ دھوکے میں ہیں اسکی طرف سے جو چین نہیں دیتا جسنے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جسنے کی برائی وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۗ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ

نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر اسی کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہیں جو نکلتے ہیں اپنے غلاف سے اور نہ رہتا ہے

الجزء ۲۵

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۗ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ

پیٹ کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے جسکی اسکو خبر نہیں اور جسدن انکو پکاریگا کہاں ہیں میرے شریک بولینگے ہمنے تجکو کہہ سنایا ہم میں کوئی

شَهِيدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ۝

نہیں اقرار کرتا اور چوک گیا اُنسے جو پکارتے تھے پہلے اٹکل کر اُنکو نہیں کہیں خلاصی

اوپر ذکر تھا کہ مشرکین مکہ قرآن شریف کی آیتوں کے سنے اور اُنکے مطلب کے سمجھنے مین ٹیڑہی ٹیڑہی باتین کرتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین تورات اور یہود کی پھوٹ اور ٹیڑہی باتون کا ذکر فرمایا تاکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہوجاوے کہ مشرکین مکہ کی یہ حالت کچھ نئی نہین ہے یہود کی بھی یہی حالت ہے سورہ اعراف مین گزرچکا ہے کہ جب یہود نے تورات کے موافق عمل کرنے مین ٹیڑہی ٹیڑہی باتین کین تو اونکو ڈرایا گیا کہ اُنپر طور پہاڑ پٹخ دیا جاویگا اس ڈر سے اونھون نے وہ ٹیڑہی باتین چھوڑین یہود کی ایسی اور مثالین بھی قرآن شریف مین ہیں صحیح بخاری مین عبداللہ بن مسعود سے اور صحیح مسلم مین رافع بن خدیج سے جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ حنین کی غنیمت کا مال جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کر رہے تھے تو ایک شخص نے کہا یہ تقسیم انصاف کے موافق نہین ہے آپ نے جس وقت یہ بات سنی تو فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحمت کرے کہ وہ اس سے زیادہ ستائے گئے ہین - ان روایتون سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ یہود نے موسیٰ علیہ السلام کو کہان تک ستایا ہے آگے فرمایا کہ اگر کارخانہ الٰہی مین ہر کام کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ان قرآن کی آیتون کے جھٹلانے والونپر اب تک کوئی آفت ضرور آجاتی - پھر فرمایا ان مشرکون کے پاس شرک کی کوئی سند نہین ہے اسواسطے یہ لوگ ایسی ناپائدار شک اور دہوکہ کی حالت میں ہین کہ کوئی بات اُنکی پختہ طور پر نہین راحت کے وقت مشرک بن جاتے ہین اور مصیبت کے وقت خالص اللہ سے مصیبت کے ٹل جانے کی التجا کرتے ہیں - سورہ عنکبوت مین ان مشرکون کی یہ حالت گزر چکی ہے کہ کشتی کی سواری کے وقت کشتی کے ڈوب جانے کے خوف سے اپنے بتون کو یہ لوگ بھول جاتے اور خالص اللہ سے مدد چاہنے لگتے تھے - پھر فرمایا ایسے لوگون کو اُنکے حال پر چھوڑ دیا جاوے جو کوئی ان مین سے راہ راست پر آنکر نیک کام کریگا تو اچھے سے اچھا نیکی کا بدلہ اوسکو ملے گا اور جو کوئی بدی کی حالت پر مرجاویگا تو سزا پاوے گا کیونکہ بارگاہ الٰہی مین کچھ ظلم نہین ہے بلکہ ہر ایک فیصلہ انصاف کا ہے - صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پر حرام ٹھہرا لیا ہے اس حدیث سے وما ربک بظلام للعبید کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے - جہان مشرکین مکہ کی اور مسخرا پن کی باتین تھین وہان مسخرا پن کے طور پر یہ لوگ اکثر قیامت کا حال پوچھا کرتے تھے کہ جس قیامت کے دن کی سزا سے ڈرایا جاتا ہے آخر وہ کب آویگی مشرکون کی اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ قیامت کے آنے کے وقت میوون کا درختون کے غلافون مین سے نکلنے کا وقت عورت کے حاملہ ہونے اور بچہ کے پیدا ہونے کا وقت یہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی باتین ہین اس لیے اللہ کے رسول سے گھڑی گھڑی قیامت کے آنے کا وقت پوچھنا بے فائدہ ہے پھر فرمایا کہ اب تو یہ مشرک لوگ مسخرا پن سے قیامت کے آنے کا وقت پوچھتے ہین مگر قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان سے فرماوے گا کہ وہ تمہارے جھوٹے معبود کہان ہیں اون کو بلاؤ کہ تم کو دوزخ کے عذاب سے بچاوین تو ان لوگون کو سوائے اس کے اور کوئی صورت عذاب سے رہائی کی نظر نہ آویگی کہ یہ لوگ شرک سے بیزاری ظاہر کرینگے اور اپنے جھوٹے معبودون کو بالکل بھول جاوینگے مگر اوس وقت کی یہ باتین ان لوگون کے کچھ کام نہ آوین گی

منزل ۶

مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال وجواب کے بعد اچھے شخص کو جنت کا ٹھکانا اور برے شخص کو دوزخ کا ٹھکانا اللہ کے فرشتے دکھا کر یہ کہتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے تجھکو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا ابوداؤد و مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن العازب کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہر شخص دوزخ میں کا اپنا ٹھکانا دیکھکر ایسا ڈر جاتا ہے کہ قیامت کے نہ آنے کی ہمیشہ دعا مانگتا رہتا ہے ان حدیثوں کو آیت کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ مشرکین مکہ دنیا میں تو مسخرا پن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے ہیں دنیا کی تھوڑی سی زندگی کے بعد مرنے کے ساتھ ہی قیامت کا نتیجہ انکی آنکھوں کے سامنے آگیا اور اس نتیجہ سے ایسے ڈر گئے کہ اب قیامت کے نہ آنے کی دعا مانگ رہے ہونگے اور قیامت تک مانگتے رہیں گے۔

لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً

نہیں تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اسکو برائی تو آس توڑے ناامید ہوکر اور اگر ہم چکھادیں اسکو کچھ اپنی

مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ

مہر پیچھے ایک تکلیف سے جو اسکو لگی تھی تو کہنے لگیگا یہ ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت اٹھنی ہے اور اگر میں پھر گیا

إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ

اپنے رب کی طرف بیشک مجھکو ہے اسکے پاس خوبی سو ہم جتادیںگے منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھادیں گے انکو ایک گاڑھی مار

غَلِيظٍ ۝ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

اور جب ہم نعمت بھیجیں انسان پر ٹلا جاوے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب لگے اسکو برائی تو دعائیں

فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ۝

کرے چوڑی

منزل ۶

منکر حشر لوگوں کی مذمت کے طور پر ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حرص اور بے صبری کی مذمت فرمائی ہے قابل مذمت بے صبری شریعت میں دو طرح کی ہے ایک تو سختی اور مصیبت کے وقت بے صبر ہو جانا اور خدا کی درگاہ سے مصیبت کے بعد راحت کی توقع نہ رکھنا دوسرے فراخ دستی کے وقت جو چیزیں شرع میں منع ہیں ان سے بچنے میں صبر نہ کرنا اور فراخ دستی کے نشہ میں بے صبری سے انکو کر بیٹھنا اس واسطے حرص کی مذمت کے ساتھ دونوں طرح کی بے صبری کی مذمت ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے ان دونوں موقعوں پر صبر کرنے کے اجر میں اور بے صبری کی اور حرص کی مذمت میں بہت سی حدیثیں ہیں جن حدیثوں کو ان آیتوں کی تفسیر کہنا چاہیئے چنانچہ حرص کی مذمت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے صحیحین میں حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسانکو دو جنگل بھی مال سے بھرے ہوئے ملجاویں تو انسان کی حرص کم نہ ہوگی اور تیسرے جنگل کی تلاش میں رہیگا اور جب تک قبر کی مٹی انسان کے پیٹ میں نہ بھرے گی انسان کا پیٹ ہرگز نہ بھرے گا صحیحین میں دوسری روایت حضرت انسؓ سے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر انسان بڈھا ہوتا جاتا ہے اوسی قدر مال اور عمر کی اسکی حرص بڑھتی جاتی ہے مصیبت کے وقت

صبر کرنے کی مدح میں حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شہر میں وبا ہو اور انسان صبر کر کے اوسی شہر میں بیٹھا رہے تو اس صبر کے سبب سے اوسکو شہیدوں کا درجہ ملیگا اور مصیبت کے وقت بے صبری کی مذمت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیحین میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مصیبت کے وقت گریبان پھاڑے یا مونہہ پیٹے اور زمانہ جاہلیت کی بے صبری کی باتیں کرے تو وہ پورا مسلمان نہیں فراغت کے وقت خلاف شرع باتوں میں پڑ جانے سے صبر کر کے شرع میں جو باتیں منع ہیں اون سے بچنے کو تقوا کہتے ہیں اور متقیوں کی مدح اور اونکے اجر کے ذکر میں اس قدر کثرت سے آیتیں اور حدیثیں ہیں جنکا شمار نہیں ہو سکتا اسی طرح فراغت کے وقت بے صبری کر کے شرع کی منہائی میں پڑ جانے کی مذمت میں بھی بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مال اور اولاد کی خوشحالی آدمی کے حق میں بڑی آزمائش کی چیز ہے صحیح بخاری اور مسلم میں ابوسعید خدریؓ کی روایت سے جو حدیث ہے اسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اپنی امت کی فراغت اور فراغت کے بعد راہ راست پر قائم نہ رہنے کا بڑا خوف ہے حرص اور دونوں طرح کی بے صبری کی مذمت میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ مشرک لوگ حشر کے منکر ہیں ان کے ہر کام کا دار و مدار دنیا کی زندگی اور دنیا کی خوبی پر ہے اس لئے ان میں کا ہر ایک شخص دنیا کی خوبی کے مانگنے سے کبھی نہیں تھکتا اور حشر کے انکار کے سبب سے اونکو صبر کے اجر کا یقین نہیں اسواسطے سختی کے وقت ایسے لوگوں سے صبر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ سختی کے وقت ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے بالکل ناامید ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تکلیف کے بعد کچھ راحت عنایت فرماتا ہے تو نادانی سے دنیا کی حالت پر عقبیٰ کی حالت کو قیاس کر کے کہنے لگتے ہیں کہ اول تو ہمیں عقبیٰ کا یقین نہیں اور اگر مسلمانوں کے کہنے کے موافق قیامت قائم ہوئی تو جسطرح غریب مسلمانوں کی نسبت ہم لوگ دنیا میں خوشحال ہیں یہی حال ہمارا عقبیٰ میں بھی ہوگا پھر فرمایا یہ قیاس ان لوگوں کا بالکل غلط ہے جب قیامت کے دن انکی بداعمالی کی سزا انکو دی جاوے گی اوسوقت ان کو اپنی اس غلطی کا حال کھل جاوے گا پھر فرمایا یہ لوگ شکر اور صبر کے اجر کو نہیں جانتے اس واسطے شکر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول جاتے ہیں اور صبر کے موقع پر گھبرا کر رفع تکلیف کے لئے چوڑی چوڑی دعا مانگتے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومیؓ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار شخص کی نشانی یہ ہے کہ وہ تکلیف کے وقت صبر کرتا ہے اور راحت کے وقت اللہ کا شکر بجا لاتا ہے اس حدیث کو آیتوں کیساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیتوں میں مذمت کے طور پر مشرکوں کی جن عادتوں کا ذکر ہے ایماندار شخص میں کوئی عادت ان عادتوں میں سے نہیں ہونی چاہیے بلکہ ایماندار شخص کو تکلیف کے وقت صبر کرنا چاہیے اور راحت کے وقت شکر۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي
تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اسکو نہ مانا اس سے بہکا کون جو دور چلا جاوے مخالف ہو کر اب ہم دکھاوینگے انکو نمونے
الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝
اپنے دنیا میں اور آپ انکی جان میں جب تک کہ کھل جاوے اونپر کہ یہ ٹھیک ہے کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ

منزل ۶

اوپر جن قرآن کی جھٹلانیوالونکا ذکر تھا ان آیتون میں بھی ان ہی لوگونکو سمجھایا گیا ہے کہ یہ بات ان لوگونکو پہلے سمجھا دی گئی تھی کہ یہ قرآن ان پڑھ رسول پر اوتارا گیا ہے اور باتین اس مین ایسی غیب کی ہین کہ ان پڑھ آدمی تو درکنار کوئی اہل کتاب بھی وہ باتین بغیر آسمانی کتاب کے مدد کے زبان پر نہین لا سکتا ان آیتون مین پہلی فہمائش کے سلسلہ مین مختصر طور پر یہ ارشاد ہوا ہے کہ اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اگر پہلے کی فہمائش کے موافق یہ قرآن اللہ کا کلام ہو اور تم لوگ اس کے جھٹلانے کے درپے ہو تو پھر تم سے بڑھکر بہکا ہوا اور حق کا دشمن کون ہو سکتا ہے پھر فرمایا قریب میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی وہ نشانیاں ان لوگون کی آنکھون کے سامنے لاویگا جس سے یہ لوگ اچھی طرح جان لیوین گے کہ جو باتین ان لوگونکو سمجھائی جاتی تھین وہ بالکل آنکھون کے سامنے آگئین مجاہد اور سدی نے آفاق کی تفسیر مکہ کے گرد و نواح کی بستیونکی فتح کو اور وفی انفسہم کی تفسیر فتح مکہ کو قرار دیا ہے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو قوی ٹھہرایا ہے۔ اس قول کے موافق قدرت کی نشانیونکی تفسیر فتح مکہ اور مکہ کے گرد و نواح کی بستیون کی فتح ہے پھر فرمایا کہ ان قدرت کی نشانیونکا ظہور اپنے وقت پر ضرور ہوگا کیونکہ آسمان و زمین مین کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہین ہے سوا اس کے اپنے علم کے موافق اس عالم الغیب نے جو وعدہ کیا ہے وہ کبھی ٹلنے والا نہین لیکن اس وعدہ کے ظہور سے پہلے کیا ان لوگون کے لئے اللہ کی یہ گواہی کافی نہین کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہین اور غیب سے اس دین کی ہر وقت جو مدد کی جاتی ہے وہ اللہ کی گواہی کا پورا ثبوت ہے اللہ سچا ہے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے فتح مکہ کے وعدہ کے ظہور کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب کھڑا کر دیا کہ جو انسان کی سمجھ سے بالکل باہر تھا کیونکہ سنہ ۶ ہجری مین دس برس تک لڑائی کے بند رہنے کا وہ صلحنامہ جب مرتب ہو چکا تھا جسکو صلح حدیبیہ کا صلح نامہ کہتے ہین تو کسی کی سمجھ مین یہ بات نہیں آتی تھی کہ شرائط صلح کے برخلاف سنہ ۸ ہجری مین مکہ پر چڑھائی ہو کر مکہ فتح ہو جاویگا اس حدیبیہ کی صلح مین قبیلہ بنو بکر قریش کی پناہ مین رہا تھا اور قبیلہ خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ مین اب قبیلہ بنو بکر اور خزاعہ مین لڑائی ہوئی اور قریش نے شرائط صلح کے برخلاف قبیلہ بنو بکر کی مدد کی اس لئے قبیلہ خزاعہ کی امداد کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کی اور ایسی خاطر خواہ فتح ہوئی کہ جن بتون کیلئے مشرکین مکہ جان دینے کو تیار رہتے تھے فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار کر گرا دیا اور کوئی مشرک بتون کی حمایت کو نہ کھڑا ہوا چنانچہ صحیح بخاری کی عبد اللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کی ابو ہریرہؓ کی روایتون کے حوالہ سے یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے کس لئے کہ آیتون مین فتح مکہ اور اسلام کے غلبہ کا جو وعدہ تھا اس کا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے فتح مکہ کے بعد حنین وغیرہ مکہ کی اطراف کی بستیان بھی فتح ہو گئین جس کی تفصیل حدیث کی کتابون مین ہے مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی معتبر روایت اوپر گزر چکی ہے کہ اس فتح کا اثر شیطان پر ایسا پڑا کہ اس نے اپنے شیاطینون کو جمع کیا اور رو کر یہ کہا کہ اب امت محمدیہ سے بت پرستی کی امید جاتی رہی۔

اَلَآ اِنَّہُمۡ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّہِمۡ ؕ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ۝

سنتا ہے وہ جو دھوکے مین ہین اپنے رب کے ملاقات کی سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کا اور قیامت کے برحق ہونے کا ذکر فرما کر اس آیت مین فرمایا ہے کہ مشرک لوگ جو شرک سے باز نہین آتے اور طرح طرح کے معجزے دیکھنے کے بعد بھی اللہ کے رسول اللہ کے حکم اور اللہ کے کلام کو

منزل ۶

جھٹلاتے ہین اوسکا بڑا سبب یہی ہے کہ یہ لوگ دنیا کی زیست کو ہی اپنا مدار سمجھتے ہین اور مرنے کے بعد نیک بد کے حساب و کتاب کے ہونیکا
اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا ان کے دل مین یقین نہین ہے مگر جس دن قیامت قائم ہوکر یہ لوگ عذاب مین گرفتار ہون گے تو خود
قیامت کے یقین نہ کرنے کا مزہ چکھ لیوین گے ملاقات پروردگار کا لفظ قیامت کے دن ہر آدمی کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا اور خدا
کو مونہہ دکھانا جو ہوگا اوس معنے مین کہین تو قرآن شریف مین آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ اور کہین موت کے
معنے مین آیا ہے جیسا کہ فرمایا من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت اسی واسطے صحیحین مسند امام احمد اور نسائی وغیرہ مین عبادہ بن
صامت اور صحابہ سے روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے دم چراتا ہے اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کے
اپنے روبرو آنے کو اچھا نہین جانتا اس حدیث کو جب صحابہ نے سنا تو صحابہ کو اس حدیث کا مضمون سخت معلوم ہوا اور صحابہ نے
عرض کیا کہ حضرت ہم مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو موت سے دم چراتا ہو اسکے جواب مین آپ نے فرمایا کہ اس حدیث مین
ملاقات کے معنے موت کے نہین ہین بلکہ قیامت کے دن اللہ کے مونہہ دکھانے کے ہین جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہین
اور خدا کو مونہہ دکھانے سے ڈر کر عمر بھر نیک کام کرتے ہین موت کے وقت فرشتے ایسے لوگون کو اللہ تعالیٰ کے اون سے خوش
ہونے کی اور جنت کی طرح طرح کی نعمتون کی خوشخبریان دیتے ہین یہ خوشخبری سنکر اون نیک لوگون کو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے
کا ایک شوق پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگون کو اپنے روبرو بلانا پسند فرماتا ہے اور فرشتے اون کی روح قبض کرنے کے
بعد اللہ تعالیٰ کے روبرو لیجاتے ہین اور اللہ تعالیٰ منکر نکیر کے سوال و جواب کے لئے خوشی سے اونکی روحون کو قبر مین واپس کرنے کا
حکم فرماتا ہے اور جو لوگ آخرت کا یقین نہین رکھتے اور آخرت سے غافل ہونے کے سبب سے عمر بھر برائیون مین گرفتار رہتے ہین موت
کے وقت فرشتے اونکو طرح طرح کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے غصہ سے ڈراتے ہین اس لئے ایسے لوگ خدا کو مونہہ دکھانے سے
دم چراتے ہین اور خدا تعالیٰ بھی اونکو اپنے سامنے بلانا پسند نہین فرماتا اس لئے ایسے لوگون کی روح کے لئے آسمان کے دروازے
نہین کھلتے اور اول آسمان سے ہی اون کی روح قبر مین منکر نکیر کے سوال و جواب کے لئے واپس کئے جانے کا حکم غصہ سے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو اون لوگون کا ذکر ہوا جو زبان سے بھی آخرت کا اقرار نہین کرتے اور اون کے دل مین بھی آخرت کا
یقین نہین جو لوگ فقط زبان سے تو عاقبت کا اقرار کرتے ہین مگر ایسے کام نہین کرتے جن سے اونکی عقبیٰ پاک ہو اس طرح کے
لوگون سے بھی اللہ تعالیٰ بہت ناخوش ہے چنانچہ سورہ صف مین کمال ناخوشی سے ایسے لوگون کو اللہ تعالیٰ نے یون نصیحت فرمائی
ہے یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون جس کا مطلب یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو ایسی
بات زبان سے نہین کہنی چاہیے جسپر اوس کا عمل نہ ہو کیونکہ ایسی باتون سے اللہ تعالیٰ بہت بیزار ہے خلیفہ عمر بن عبد العزیز
نے ایک روز اپنی خلافت کے زمانہ مین ممبر پر چڑھ کر بغداد کے لوگون کو یہ نصیحت کی کہ جو لوگ عقبیٰ کے بالکل منکر ہین اون کا تو
کچھ ذکر ہی نہین وہ صریح کافر ہین لیکن افسوس تو اون لوگون کی کم عقلی پر ہے کہ زبان سے عقبیٰ کا اقرار کرتے ہین اور پھر عقبیٰ کے
بندوبست سے غافل ہین یہی مطلب سورہ صف کی آیت کا ہے معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ کی شداد بن اوس کی روا

منزل

جاوے گزر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر قادر ہو کر زندگی میں کچھ ایسا کر جاوے جو موت کے بعد اسکے کام آوے اور کم عقل وہ شخص ہے جو عمر بھر نفس کا فرمانبردار رہے اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ سے طرح طرح کی فلاح کی آرزوئیں دل میں رکھے اس روایت سے خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے کلام کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ الا انہ بکل شئی محیط اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے اسواسطے جو لوگ اللہ تعالیٰ کو موںہہ دکھانے سے ڈر کر عمر بھر نیک کام کرتے ہیں اور جو لوگ اللہ کو موںہہ دکھانے کے منکر یا اوس سے غافل ہیں ان سب کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے قیامت کے دن ہر ایک کا فیصلہ انصاف سے کر دیا جاوے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگوں کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ میں پیش ہو جاتے ہیں اس حدیث کو آیت کے اس آخری ٹکڑے کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے انصاف کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ اپنے علم غیب پر نہیں رکھا بلکہ جزا و سزا کا فیصلہ اون عملوں پر رکھا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا میں لوگ کر رہے ہیں اسی واسطے رات دن کے لوگوں کے عمل اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ میں پیش ہوتے ہیں قیامت کے دن اسی ملاحظہ کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہو جاوے گا۔

سورۃ الشوریٰ مکیۃ وھی ثلث وخمسون آیۃ وخمس رکوعات

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے لیکن اس سورہ کی بعض آیتوں میں اہل کتاب کا ذکر ہے جس سے اون علما کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو اس سورہ کی بعض آیتوں کو مدنی کہتے ہیں کیونکہ اہل کتاب کے ذکر کا سلسلہ ہجرت کے بعد شروع ہوا ہے ایک روایت حضرت عبد اللہ بن عباس سے یہی ہے کہ اس سورہ میں بعض آیتیں مدنی ہیں لیکن یہ اس تفسیر میں ایک جگہ گزر چکا ہے کہ جس سورہ کی شروع کی آیتیں مکی ہوں وہ سورہ مکی کہلاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي
اسیطرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمت والا اسیکا ہے جو کچھ ہے
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ
آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اوپر سے اور فرشتے
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ
خوبیاں بولتے ہیں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے سن رکھو وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان اور جنھوں نے

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ
پکڑے ہیں اسکے سوائے رفیق اللہ کو وہ یاد ہیں اور تجھ پر نہیں انکا ذمہ اور اسیطرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا
اتارا ہمنے تجھپر قرآن عربی زبان کا کر تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اسکے آس پاس والوں کو

حم عسق حروف مقطعات میں سے ہے سورہ آل عمران کی تفسیر میں یہ گذر چکا ہے کہ حروف مقطعات آیات تشابہات کی قسم میں سے ہیں کیونکہ انکے معنوں سے کوئی حرام وحلال کا حکم متعلق نہیں ہے اسلئے حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق اس طرح کی سب آیتیں تشابہات میں داخل ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی حدیث بھی سورہ آل عمران کی تفسیر میں گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سلم نے متشابہ آیتوں کی تفسیر سے علماء امت کو منع فرمایا ہے اسواسطے صحابہ اور تابعین کا زمانہ اسی طریقہ پر گزرا ہے کہ وہ متشابہ آیتوں کی تفسیر کے درپے نہ ہوتے تھے بلکہ انکی تفسیر کو اللہ تعالی کے علم پر سونپا کرتے تھے یہ تفسیر سلف کے اقوال کے موافق لکھی گئی ہے اسلئے متشابہ آیتوں کی تفسیر میں وہی طریقہ اس تفسیر میں بھی برتا گیا ہے کذلک کا یا تو یہ مطلب ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور شرک کی مذمت کی جو باتیں قرآن میں ہیں وہی باتیں پچھلے انبیا پر اتری ہیں یا مشرکین کہ یہ جو کہتے تھے کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہئے اوسی کے جواب میں فرمایا کہ جسطرح ہمیشہ سے انسان رسول ہوتے آئے ہیں اسی طرح یہ انسان رسول ہیں کسی امت کی ہدایت کے لئے فرشتہ نہیں آیا کیونکہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے پھر فرمایا اس فہمائش کے بعد بھی اگر یہ لوگ اپنی بے ٹھکانے باتوں سے باز نہ آویں گے اور کلام الٰہی کو جھٹلائے جاوینگے تو اللہ تعالے ایسے لوگوں سے بدلہ لینے میں ایسا زبردست ہے کہ اوس نے پچھلی بہت سی قوموں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کردیا اور کوئی اس کے عذاب کو ٹال نہ سکا۔ صاحب حکمت وہ ایسا ہے کہ اوس نے ہر وقت کی ضرورت کے موافق احکام نازل فرمائے ہیں پچھلی قوموں کے طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو جانے کے جتنے قصے گزرے ہیں وہ سب اللہ تعالی کے زبردست ہونے کی گویا تفسیر ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالے سے ابو ہریرہ رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی کی وحدانیت کا مسئلہ تو ہر نبی کی نبوت کے زمانہ میں یکسان رہا ہے ہاں حلال وحرام کے مسئلے ہر وقت کی ضرورت کے موافق بدلتے رہے ہیں یہ حدیث اللہ تعالے کے صاحب حکمت ہونے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت کا مسئلہ بڑا تاکید کا مسئلہ ہے اسلئے اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے اوس کی تاکید تو ہر نبی کے زمانہ میں رکھی اور باقی کے مسئلوں کو اپنی حکمت کے موافق ہر وقت کی ضرورت کی حالت پر رکھا ہے۔ پھر فرمایا آسمان وزمین کا مالک جبکہ وہی وحدہ لاشریک ہے اور سب پر اوسی کا حکم جاری ہے تو پھر کس استحقاق سے یہ مشرک لوگ غیروں کو اسکی تعظیم میں شریک کرتے ہیں۔ یہاں تو آسمانوں کے پھٹ پڑنے کا ذکر مختصر طور پر فرمایا ہے سورہ مریم میں فرمایا ہے کہ یہ شرک ایسی وبال کی چیز ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جاویں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جاویں تو یہ ہو سکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورہ مریم کی آیتیں گویا ان آیتوں کی تفسیر ہیں اس سے آسمان کے پھٹ جانے کے قریب ہو جانے کا سبب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے صحیح بخاری

منزل ۶

وسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اسلئے اپنے پیدا کرنے والی کی تعظیم
مین جو لوگ دوسرون کو شریک کرتے ہیں اون سے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین ۔ مشرک کے شرک سے آسمان اور فرشتے جو خوف
کرتے ہیں یہ حدیث اوسکی گویا تفسیر ہے جس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ شرک کی برابر دنیا مین کوئی گناہ نہین اسلئے
شرک بڑے خوف کی چیز ہے سورۃ المومن مین فرشتون کی دعائے مغفرت ایماندارون کے لئے ہے اور یہان تمام زمین والون کے
لئے مطلب اس سے یہ ہے کہ تمام اہل زمین مین جو مشرک ہین اُنکے حق مین اللہ کے فرشتے یہ دعا کرتے ہین کہ وہ لوگ آیندہ شرک سے
باز آوین اور ایماندارون کے حق مین اُنکی دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے گناہون کو معاف فرما دے حاصل یہ ہے کہ شرک اللہ تعالیٰ کے
غصہ کی چیز ہے اس لئے اُسکے خوف سے جس طرح آسمان پھٹ جانے کے قریب ہو جاتے ہین اسی طرح اللہ کے فرشتے مشرکون کے
حق مین شرک سے بچنے کی دعا کرنے لگتے ہین کیونکہ مشرکین کو تو اپنا انجام نظر نہین آتا اور فرشتون کو اُنکا انجام نظر آتا ہے ۔ آگے فرمایا
جو کوئی شرک سے آیندہ توبہ کریگا تو اللہ تعالےٰ اُسکے پچھلے گناہون کو معاف کر دے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عمرو بن العاص کی حدیث
ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اسلام کے سبب سے پچھلے سب گناہون کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے ۔ جو شخص شرک سے توبہ کرے اُسکے پچھلے گناہون
کے معاف ہو جانے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے پھر فرمایا اس فہمایش کے بعد بھی جو لوگ شرک سے باز نہ آوین گے تو ایسے لوگون کے
سب کام اللہ کی نظر مین ہین وقت مقررہ پر وہ اُنکے عملون کی اُنکو سزا دیگا اور ایسے لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی
قرار پا چکے ہیں اسلئے اے رسول اللہ کے اُنکو راہ راست پر لانے کے تم ذمہ وار نہین ہو پھر فرمایا جس طرح پچھلے رسولون پر اون ہی کی
قومون کی زبان مین احکام نازل کئے گئے اسی طرح اے رسول اللہ کے تمہاری قوم کی عربی زبان مین یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ تم
اس قرآن کے موافق مکہ اور اطراف مکہ کے نافرمان لوگون کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ ۔

وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝

اور خبر سنا دے جمع ہونے کے دن کی اسمیں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں

حشر کے دن کو اکٹھے کرنے کا دن اس لئے فرمایا کہ اوس دن حضرت آدم سے لیکر قیامت تک جو انسان روئے زمین کے ہین وہ سب حساب
وکتاب کے لئے شام کے ملک کے میدان مین ایک جگہ اکٹھے کئے جاوین گے چنانچہ سورۃ الھود مین فرمایا ذلک یوم مجموع لہ الناس اور بیہقی کی
اسمار بنت یزید کی روایۃ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ ایک میدان مین جمع ہون گے حضرت
عبداللہ بن عباس اور صحابہ کی رواتیون مین یہ بھی صراحت آئی ہے کہ وہ میدان شام کے ملک مین ہوگا اس آیۃ مین تو اللہ تعالیٰ نے
مختصر طور پر اتنا ہی فرمایا ہے کہ یہ سب لوگ اکٹھے ہونگے اور اون مین سے ایک گروہ بہشت مین جاویگا اور ایک دوزخ مین سورہ ہود
مین اسکی تفصیل فرمائی ہے کہ جو لوگ علم الٰہی مین بد ٹھہر چکے ہیں اور دنیا مین اُنکر اونھون نے کام بھی بُرے کئے وہ دوزخ مین جاوین گے
اور جو لوگ علم الٰہی مین نیک ٹھہر چکے ہین اور دنیا مین اُنکر اونھون نے کام بھی نیک کئے وہ جنت مین جاوین گے اللہ تعالیٰ کے علم ازلی
مین جو لوگ نیک اور بد قرار پائے تھے اُسکی تفصیل اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تبلادی تھی چنانچہ ترمذی نسائی مسند امام

احمد وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایۃ مشہور ہے جسکو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے حاصل اوس روایۃ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد نبوی مین حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ مین دو کتابین تھین آپ نے صحابہ سے پوچھا تم لوگون کو معلوم ہے کہ میرے ہاتھون مین کیا ہے صحابہ نے عرض کیا نہین ہمکو تو معلوم نہین آپنے فرمایا میرے داہنے ہاتھ مین جو کتاب ہے اوس مین سب جنتی لوگون کے نام ہین اور بائین ہاتھ مین جو کتاب ہے اوس مین سب دوزخی لوگون کے نام ہین صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت جب جنتی اور دوزخی پہلے ہی سے ٹھہر چکے ہین تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا تم عمل کئے جاؤ جو جنتی ہے اوسکا خاتمہ خود ہی اچھی حالت پر ہوگا یہ فرماکر آپ نے وہ دونون کتابین پھینک دین اور یہی آیۃ پڑھی فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر بیان تو وہ ذکر ہے کہ حشر کے میدان سے ایک گروہ جنت مین جاویگا اور ایک دوزخ مین اور آیتون اور حدیثون سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ پھر دوزخ مین جانے کے بعد فقط اہل شرک ہمیشہ دوزخ مین رہوینگے اور جنکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس طرح کے سب گنہ گار لوگ دوزخ سے نجات پاوینگے اور جنت مین داخل ہونگے چنانچہ اس باب مین صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جن لوگون کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ لوگ دوزخ سے نکلکر آخر کو جنت مین جاوین گے۔

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ

اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کرتا ایک ہی فرقہ پر وہ داخل کرتا ہے جسکو چاہے اپنی مہر مین اور گنہگار جو ہین اونکا

مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ أَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ أَوْلِيَاءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى

کوئی نہین رفیق نہ مددگار کیا اونہون نے پکڑے ہین اوس سے ورے کام بنانیوالے سو اللہ جو ہے وہی کام بنانیوالا اور وہ ہی

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ إِلَى اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ

جلاتا مردے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور جس بات میں پھوٹے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اوسکی چکوتی ہے اللہ پر حوالہ وہ اللہ ہے رب میرا اسی پر مجھکو بھروسا

وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ ۝ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَّمِنَ الْأَنْعَامِ

اور اوسکی طرف میری رجوع بنا نکالنے والا آسمانونکا اور زمین کا بنا دیے تمکو تمہیں میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے

أَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

جوڑے بکھیرتا ہے تمکو اسمیں نہیں اسکی طرحکا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا اسی پاس کنجیاں آسمانوں کی

وَالْأَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جسکو چاہے اور ناپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے

منزل ۶
ع ۵/۲

اکثر علما کے نزدیک مشیت اور ارادے کے ایک ہی معنے ہین۔ اس تفسیر مین ایک جگہ گزر چکا ہے کہ ارادہ علم کا تابع ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ہر ایک کام کا انجام جان لیا جاتا ہے پھر اوس کام کا ارادہ کیا جاتا ہے مثلاً کھیتی کرنے اور باغ لگانے سے پہلے یہ انجام سوچ لیا جاتا ہے کہ جس زمین مین کھیتی یا باغ کا ارادہ ہے اوس زمین مین کھیتی اور باغ کی پیداوار ہو جاویگی تو پھر اوس زمین مین کھیتی کے کرنے یا باغ کے لگانے کا ارادہ کیا جاتا ہے

اس بنا پر پہلی آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب نا فرمان لوگوں کو فرمان بردار بنا کر تمام مخلوقات کو نیک کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب
میں جو لوگ نا فرمان قرار پا چکے ہیں اپنے اوس علم کے برخلاف کسی کو مجبور کر کے راہ راست پر لانا اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں نہیں ہے اسواسطے اللہ
تعالیٰ انہی لوگوں کو نیک توفیق دیکر اپنی رحمت میں داخل کرنا چاہتا ہے جو اسکے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے ہیں اور یہ نا فرمان لوگ شرک میں
گرفتار ہیں اور کہتے ہیں کہ اول تو ہم حشر کے قائل نہیں اور اگر ایسا ہوا تو جن بتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ ہمکو اوس دن کے عذاب سے بچا لیویں گے
ان مشرکوں کی اس بات کے جواب میں یہاں مختصر طور پر اتنا ہی فرمایا کہ اوس دن اللہ کی مرضی کے برخلاف کوئی کسی کا رفیق اور مددگار نہ ہوگا
اور جگہ اسکی تفصیل گزر چکی ہے کہ جن فرشتوں اور نیک لوگوں کی مورتوں کو یہ لوگ پوجتے ہیں حشر کے دن وہ فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکون
کی صورت سے بیزار ہو جاویں گے۔ پھر فرمایا یہ ان لوگوں کی نادانی ہے جو یہ لوگ بتوں کو اپنا مددگار سمجھتے ہیں دنیا میں تو مکہ کے قحط کے وقت
ان لوگوں کو بتوں کا حال معلوم ہو گیا کہ انھوں نے اپنے بتوں سے بہت کچھ التجا کی اور ایک بوند پانی نہ پڑا حشر کے دن جب اون کی
آنکھوں کے سامنے مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ ہو جاوین گے تو ان لوگوں کو یہ معلوم ہو جاویگا کہ کوئی چیز اللہ کی قدرت سے باہر
نہیں ہے اور جب انکے جھوٹے معبود اوس دن ان لوگوں سے بیزاری ظاہر کریں گے تو انکو یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ اوس دن
سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی کسی کا مددگار نہیں ہے۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تسلی فرمائی ہے کہ اگر
یہ مشرک لوگ تمہاری نصیحت کو نہیں مانتے تو اس کا کچھ رنج نکرنا چاہیئے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب میں نافرمان
ٹھہر چکے ہیں اون کے دل پر کسی نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ پھر مشرکین مکہ کو یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ تم لوگ جھگڑے کی باتیں جو کر رہے ہو کہ
تمہارا طریقہ اچھا ہے اور دین اسلام اچھا نہیں تو اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے وقت مقررہ پر وہ اوس فیصلہ کر دیگا پھر اپنے رسول
کو ارشاد فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے کہہ دو کہ میں نے تو ہر طرح سے اپنا بھروسہ اللہ ہی پر کیا اور سب کو چھوڑ کر اوس کی طرف
میں رجوع ہوا۔ اب آگے منکرین قدرت الٰہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چند نشانیاں یاد دلائیں کہ اوس صاحب قدرت نے آسمان
زمین مرد عورت نر مادہ چوپاؤں کو پیدا کیا اور پھر انسان اور چوپاؤں کی نسل بڑھائی اب جب ان باتوں میں اوس جیسا کوئی نہیں
تو لائق تعظیم بھی وہی وحدہ لاشریک ٹھہرتا ہے کیونکہ وہ ہر ایک کی التجا کو سنتا اور ہر ایک کے عمل کو دیکھتا ہے کوئی چیز اوس کے علم
سے باہر نہیں اپنے علم کے موافق اوس نے کسی کو خوشحال کیا ہے اور کسی کو تنگدست تاکہ خوشحال لوگوں کو تنگدست لوگوں کے کام
کاج کی ضرورت رہے اور تنگدست لوگوں کو خوشحال لوگوں کے روپے پیسے کی اور اسی طرح سے دنیا کا انتظام قائم رہے۔ صحیح بخاری
ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ
نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں جانے کے قابل کام کرے گا اور کون شخص دوزخ میں
جھونکے جانے کے قابل صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعریؓ کی وہ حدیث بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثوں کو آیتوں
کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں جو لوگ نا فرمان

منزل ۶

لکھے جا چکے ہیں آنکے حق مین قرآن کی نصیحت اللہ کی قدرت کی سب نشانیان اسی طرح رائگان ہین جس طرح بری زمین مین مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے اور تبارک الذی مین آویگا کہ اللہ تعالی نے دنیا کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ اللہ تعالی کے اوس علم غیب کا امتحان کے طور پر ظہور ہوجاوے کسی کو مجبور کر کے راہ راست پر لانے مین یہ امتحان کی حالت باقی نہین رہتی اسلئے اپنے علم غیب کے برخلاف مجبور کر کے کسی کو راہ راست لانا نہ اللہ تعالی کو منظور ہے نہ مجبوری کی حالت کی کوئی نیکی اوس کی بارگاہ مین مقبول ہے۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ

راہ ڈالدی تمکو دین میں وہی جو کہدی تہی نوح کو اور جو حکم بہیجا ہمنے تیری طرف اور وہ کہدیا ہمنے ابراہیم کو

وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ

اور موسی کو اور عیسی کو یہ کہ قائم رکہو دین اور پہوٹ نہ ڈالو اسمیں بہاری پڑتا ہے شریک والونکو جسطرف تو بلاتا ہے انکو

إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِن بَعْدِ

اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اوسکو جو رجوع لاوے اور پہوٹ جو ڈالی سو سمجھ آپہنچے

مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ

آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایکبات جو نکل گئی ہے تیرے رب سے ایک ٹہیرے وعدے تک تو فیصلہ

بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۝ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ

ہوجاتا انمیں اور جنکو ہاتھ لگی ہے کتاب انکے پیچھے وہ دہوکے میں ہیں جو چین نہیں دیتا سو تو اسیطرف

وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ

بلا اور قائم رہ جیسا فرمادیا اور نہ چل انکے چاو پر اور کہہ میں یقین لایا ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے

مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

اور مجکو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہمکو ملتے ہیں ہمارے کام اور تمکو

أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

تمہارے کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ اکٹھا کریگا ہم سبکو اور اسیکی طرف پہر جانا ہے

اگرچہ انبیائے الوالعزم کی تعداد مین علمائے مفسرین نے اختلاف کیا ہے لیکن امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس اور اون کے مشہور شاگرد مجاہد کا قول یہی ہے کہ الوالعزم یہی پانچ نبی ہین جنکے نام اس آیۃ مین اور سورہ احزاب مین آئے ہین اوپر یہ تو گزر چکا ہے کہ تفسیر کے باب مین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول صحابہ مین اور مجاہد کا قول تابعیون مین بڑا معتبر ہے اسلئے یہی قول اختلاف کے رفع کرنے کے لئے کافی ہے الوالعزم کے معنے صاحب ہمت کے ہین ان انبیا کے زمانہ مین بت پرستی کا زور تھا اس لئے ان انبیا کو بت پرستون سے بڑی ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا اسی واسطے ان پانچ نبیون کو الوالعزم کہتے ہین وصیت کے طور پر جس.

حکم اس آیۃ مین اللہ تعالیٰ نے انبیا کو فرمایا ہے اللہ کی وحدانیت کا قائم رکھنا ہے چنانچہ سورہ انبیا مین فرمایا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول
الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر رسول کو اللہ کی وحدانیت کے قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اسی توحید کو اس
آیۃ مین دین فرمایا ہے کیونکہ توحید اصل دین ہے اسی واسطے جسکے دل مین قیامت کے دن ذرہ برابر بھی توحید ہوگی وہ آخر کو نجات پاویگا
چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث اس باب مین ایک جگہ گزر چکی ہے اسی توحید کا عالم ارواح مین سب مخلوق
سے اقرار لیا گیا ہے اور انبیاء سے بھی عہد لیا گیا ہے کہ وہ لوگون کو توحید سکھاوین اور سب نبی اور انکی امتین توحید پر اس طرح قائم رہین کہ
ایک نبی دوسرے نبی کی تصدیق کرے اور اگر پہلا نبی دوسرے نبی کے زمانہ کو نہ پاوے تو پہلے نبی کی امت مین سے جو لوگ دوسرے نبی کے
زمانہ مین باقی ہون وہ دوسرے نبی کی تصدیق اور تائید کرین اسی عہد اور اقرار کے موافق اللہ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اہل کتاب
سے یون کہو تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اہل کتاب آؤ ہم تم اس سیدھی بات
پر قائم ہو جاوین کہ خالص اللہ کی عبادت کرین اور شرک سے بچین ملت ابراہیمی کی یہ توحید مشرکین مکہ نے ایک مدت دراز
سے ضائع کر دی تھی اور بت پرستی مین پڑ گئے تھے اور بت پرستی انکے دلون مین جم گئی تھی اسی واسطے فرمایا کہ اے نبی اللہ کے جس بات
کی رغبت تم ان مشرکون کو دلاتے ہو اوس کا اختیار کرنا انپر بڑا شاق ہے لیکن جو لوگ اللہ کے علم و ارادہ مین نیک ٹھہر چکے ہین اونکو
اللہ تعالیٰ نیک راستہ سے لگا دیتا ہے پھر فرمایا کہ محض ضد سے یہ لوگ توحید کے راستہ پر نہین آتے ورنہ انکو قرآن کی باتون سے یہ
معلوم ہو چکا ہے کہ انکے بتون کو کوئی حق اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا نہین ہے پھر فرمایا کہ اللہ کی درگاہ مین ہر کام کا وقت مقرر
ہے نہین تو شرک اس طرح اللہ کو ناپسند ہے کہ ابھی ان مشرکون پر عذاب آجاتا۔ آگے کی آیتون کی تفسیر ذرا قصہ طلب ہے جس کا حاصل یہ
کہ وصیت الٰہی کے طور پر جو حکم اوپر کی آیتون مین تھا وہ قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک کسی قوم نے اسکے موافق عمل نہین کیا جس کا
نتیجہ وہ سب تو مین طرح طرح کے عذابون مین گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئین اور انکی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات
نازل فرمائی موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب وراثت کے طور پر تورات علمائے یہود کو ملی تو اونھون نے تورات کے ماننے مین طرح طرح کے شک
اور شبہے نکالے اپسمین پھوٹ ڈالکر چند فرقے ہو گئے ایک تورات کی چند توراتین بن گئین اور وہ بھی اس طرح کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی
تورات کو نہین مانتا مثلاً فرقہ سامریہ باقی کے فرقون کی تورات کو نہین مانتا اور یہی حال باقی کے فرقون کا ہے۔ عیسائی فرقون کے آپس
کے اختلاف کا اور انکی انجیلون کے اختلاف کا ذکر اس تفسیر مین ایک جگہ تفصیل سے کیا گیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اسی اختلاف
کو فرمایا یہ ایسا اختلاف ہے جس نے یہود و نصاریٰ کو بے چین کر رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان مین کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو
چین سے نہین بیٹھنے دیتا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا اے رسول اللہ کے وصیت کے طور پر جو حکم اللہ
تعالیٰ نے سب انبیا کو اور تم کو دیا ہے تم اوس کی پابندی کی لوگون کو نصیحت کرو اور مشرکین مکہ نے ملۃ ابراہیمی کو بگاڑ کر اور اہل کتاب نے
اپنی کتابون مین اختلاف ڈالکر جو ایجادی باتین نکال رکھی ہین انپر نہ چلو اور ان لوگون سے اتنی ہی بات کہدو کہ اصلی ابراہیمی صحیفون
اور تورات و انجیل کو ہم مانتے ہین کہ یہی بات ہمارے دین مین انصاف کی ہے نہ ہم مشرکین مکہ کی طرح ہین جو اصل ملۃ ابراہیمی کو نہین مانتے

نہ یہود کی طرح ہیں جو انجیل اور قرآن کو کلام الٰہی نہیں جانتے نہ نصاریٰ کی طرح ہیں جو قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے قائل نہیں ہیں اللہ ہمارا اور تمہارا مالک ہے اوسکے روبرو سب جمع ہو کر ایک دن حاضر ہو جاوینگے اور اوس دن ہمارے عمل ہمارے ساتھ اور تمہارے عمل تمہارے ساتھ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دین سب انبیا کا ہمیشہ سے ایک ہے فقط حرام حلال کے احکام ضرورت کے موافق ہر نبی کے زمانہ مین بدلتے رہے ہین وصیت الٰہی کے طور پر جس حکم کے سب انبیا کے زمانہ مین قائم رہنے کا ذکر آیتون مین ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر نبی کے زمانہ مین شریعت بدلتی رہی ہے اور دین ہمیشہ سے سب انبیا کا ایک ہے دین طریقہ عبادت کو کہتے ہین اور حرام حلال کے احکام کو شریعت کہتے ہین حاصل کلام یہ ہے کہ خالص اللہ تعالےٰ کی عبادت کی تاکید ہر ایک نبی کے زمانہ مین رہی ہے مستدرک حاکم کے حوالہ سے نعمان بن بشیرؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگون کو نصیحت کیا کرتے تھے تو آپ کی چادر اتر کر پیرون مین آن پڑتی تھی- ان آیتون مین اللہ کے رسول کو جو یہ حکم تھا کہ تم لوگون کو نصیحت کرو اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کی تعمیل کس قدر کوشش سے کیا کرتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ

اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کی بات میں جب خلق اسکو مان چکی انکا جھگڑا ڈگ رہا ہے انکے رب کے یہاں اور انپر غصہ ہے اور

غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؀ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ

سخت مار ہے اللہ وہی ہے جنے اتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو اور تجھکو کیا خبر ہے

لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ؀ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ

شاید وہ گھڑی پاس ہو شتابی کرتے ہیں اسکی جو یقین نہیں رکھتے اسپر اور جو یقین رکھتے ہیں انکو اسکا ڈر ہے

مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ؀ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ

اور جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہیں اس گھڑی کے آنیں وہ بہکے ہیں دور اللہ نرمی رکھتا ہے

بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ؀ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ

اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جسکو چاہے اور وہی ہے زور آور زبردست جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑھا دیں ہم اسکی کھیتی

وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ؀ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا

اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اسکو دیویں ہم کچھ اسمیں سے اور اسکو نہیں آخرت میں کچھ حصہ کیا انکے اور شریک

شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ہیں کہ راہ ڈالی انہوں نے انکے واسطے دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا انمیں اور بیشک جو گنہگار ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

انکو دکھہ کی مار ہے تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑتا ہے اُنپر اور جو یقین لائے اور بھلے

الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَٰلِكَ

کام کئے باغوں میں ہیں بہشت کے جو چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی یہ ہے

الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ

جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان دار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام

اوپر فرمایا تھا کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے سب انبیا کو اور تم کو اللہ کی وحدانیت کے پھیلانے کا دیا ہے اے رسول اللہ کے اُسکے موافق لوگون کو نصیحت کرو ان آیتون مین فرمایا جو لوگ اس نصیحت کے وقت اللہ کے حکم مین جھگڑا ڈالتے ہین اور اتنا نہین سمجھتے کہ ان کے بھائی بندون اور قوم مین سے جس کسی نے اس نصیحت کو غور سے سنا وہ راہ راست پر آگیا اس لئے ایسے ضدی لوگون کا جھگڑا کچھہ التفات کے قابل نہین ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہین جنپر اللہ کا غصہ ہے اور یہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب کے لائق ہین صحیح بخاری و مسلم مین نعمان بن بشیر سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے کم عذاب والے شخص کو آگ کی جوتیان پہنادی جاوینگی جس سے اوس شخص کا بھیجا کھول جاویگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے کہ جن لوگون کے حق مین اوس دن اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب کا وعدہ فرمایا ہے اون کا کیا حال ہوگا معتبر سند سے بیہقی وغیرہ مین عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ جس طرح نماز روزہ اور سب عبادتین آسمانی کتابون مین کے ذریعہ سے بندونپر اللہ کی امانتین ہین اسی طرح ترازو کے ذریعہ سے پورا تولنا بھی اللہ کی ایک امانت ہے اس قول سے قرآن کے ساتھہ ترازو کے ذکر کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے حاصل یہ ہے کہ جس طرح ترازو سے ہر ایک چیز کی تول معلوم ہوجاتی ہے اسی طرح قرآن سے حق بات معلوم ہوجاتی ہے ایسی بھی قرآن کی آیتون مین جو لوگ جھگڑا نکالتے ہین وہ بڑے نادان ہین جب اللہ کے رسول اپنی نصیحت مین قیامت کا ذکر کرتے تھے تو مشرکین مکہ اس مین زیادہ جھگڑتے اور یہ کہتے تھے کہ آخر وہ قیامت کب آویگی اوسی کے جواب مین فرمایا کہ ان لوگون کے دلمین قیامت کے آنیکا یقین نہین ہے اس لئے یہ لوگ مسخراپن کے طور پر گھڑی گھڑی قیامت کے آنیکا حال پوچھتے ہین جن لوگون کے دل مین قیامت کے آنیکا یقین ہے وہ تو قیامت کے آنے سے ڈرتے ہین کیونکہ اونکو معلوم نہین کہ اون کا خاتمہ کیسا اور اُس خاتمہ کے موافق اون کا انجام قیامت کے دن کیا ہوگا پھر فرمایا قیامت کے آنے کا وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہین اسواسطے اے رسول اللہ کے تم کو کیا خبر ہے کہ شاید قیامت کا آنا قریب ہو یہ لوگ بہکے ہوئے ہین جو قیامت کے منکر اور مسخراپن کے طور پر اُسکے آنے کا وقت گھڑی گھڑی تم سے پوچھتے ہین کیونکہ اصلی قیامت کے آنے اور تمام دنیا کے اُجڑ جانے کا ان لوگون کو کیا انتظار ہے ان مین سے جو کوئی مریگا اُسکی قیامت تو مرتے ہی اُسکے سامنے آجاویگی اور جب انکے بڑے مرگئے تو یہ لوگ بھی ایک دن ضرور مرینگے مسند امام احمد اور ابوداؤد کے حوالہ سے حضرت عائشہ اور براء بن العازب کی صحیح

حدیثین ایک جگہ گزر چکی ہیں کہ منکر نکیر کے سوال اور مردہ کے جواب کے بعد نیک لوگون کو جنت کا اور بد لوگون کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر فرشتے یہ کہہ دیتے ہین کہ اس ٹھکانے مین رہنے کے لئے قیامت کے تم لوگون کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا نیک لوگ اپنے جنت کے ٹھکانے کو دیکھکر ایسے خوش ہوتے ہین کہ قیامت کے جلدی قائم ہونے کی ہر وقت دعا مانگتے رہتے ہین اور بد لوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانے کو دیکھکر ایسے خوفزدہ ہوجاتے ہین کہ وہ قیامت کے جلدی نہ قائم ہونے کی ہر وقت التجا کرتے ہین۔ آیتون مین یہ جو ذکر تھا کہ یہ لوگ بہکے ہوئے ہین جو مسخر اپن سے اصلی قیامت کے آنے کا وقت گھڑی گھڑی پوچھتے ہین اوس کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ان لوگون کو اپنی گمراہی کے سبب سے اصلی قیامت کی کیا جلدی ہے اُنکی قیامت تو انکے مرنے ہی اس طرح اُنکی آنکھون کے سامنے آجاویگی کہ پھر اصلی قیامت کے جلدی قائم نہ ہونے کی انکو التجا کرنی پڑیگی۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسے اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی سے بڑھکر کون بردبار ہوسکتا ہے لوگ شرک کرتے ہین اور وہ اُنکے رزق اور انکی صحت کے انتظام مین خلل نہین ڈالتا۔ آیتون مین یہ جو ذکر ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون پر مہربان ہے کہ اُسنے فرمانبردار نافرمان سبکے رزق کا انتظام برقرار رکھا ہے ورنہ وہ ایسا زورآور زبردست ہے کہ پچھلی امتون کی طرح حال کے نافرمان لوگون کو ایک دم مین ہلاک کرسکتا ہے۔ اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔ اب آگے فرمایا یہ اللہ کے احکام کو جھٹلاتے ہین عقبی کی جزا وسزا کو مسخر اپن مین اوڑادیتے ہین اس لئے اپنے خیال مین یہ لوگ جو نیک کام کرتے ہین اللہ تعالی کے نزدیک وہ سب اکارت ہین کیونکہ اللہ تعالی کی درگاہ مین تو اوس نیک کام کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور اس سے بھی زیادہ مقرر ہے جو نیک کام اللہ تعالی کے حکم کے موافق ہو اللہ تعالی کے حکم کے برخلاف شیطان نے ان لوگون کی لئے جو ایک راہ ڈالدی جسکو یہ لوگ اپنا دین سمجھتے ہین اور اوسی غلط راہ کے کامون کو یہ لوگ نیک کام جانتے ہین ایسے کامون کا بارگاہ الٰہی سے کچھہ اجر ملنا تو درکنار وہ کام تو اس قابل ہین کہ اگر بارگاہ الٰہی مین عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو اب تک کسی قسم کا عذاب آنکر یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہوتے لیکن مصلحت الٰہی کے موافق بعضے ایسے لوگون کو دنیا مین کوئی عذاب نہ بھی آیا تو عقبی مین ایسے لوگون کے لئے جو سخت عذاب اور فرمانبردار لوگون کے لئے جو جنت کی نعمتین ہین وہ دیکھنے کے قابل ہین صحیح بخاری ومسلم اور ترمذی کے حوالہ سے انس بن مالک اور ابوذر کی روایتین ایک جگہ گزر چکی ہیں جنمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا پورا حال جو مجھکو معلوم ہے اگر اوسکو مین بیان کردون تو لوگ گھر بار چھوڑکر جنگل کو نکل جاوین اور سوا رونے کے اور کچھہ کام نکرین۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایت کی حدیث قدسی بھی ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالی نے فرمایا نیک بندون کے لئے جو جو نعمتین جنت مین پیدا کی گئی ہیں نہ وہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنی نہ کسی کے دل مین اونکا خیال گزر سکتا ہے۔ ان حدیثون سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ دوزخ کے عذاب اور جنت کی نعمتون کی پوری تفسیر انسان کی طاقت سے باہر ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا

تو کہہ میں مانگتا نہیں تمسے اسپر کچھہ نیگ مگر دوستی چاہیے ناتے میں اور جو کوئی کماوے گا نیکی ہم اسکو بڑھا دیگے

منزل ۶

حُسۡنًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ۝

اُسکی خوبی بیشک اللہ معاف کرنا ہے حق ماننا

فارسی اور اردو فائدہ مین جو شان نزول اس آیۃ کی اور ترجمون مین جو معنے آیۃ کے بیان کئے گئے ہین یہ شان نزول اور معنے اوس روایۃ کے موافق ہیں جو صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سے ہین اور یہی شان نزول اور معنے نہایت صحیح ہین کیونکہ تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین دوسری روایۃ حضرت عبد اللہ بن عباس کی سعید بن جبیر کے حوالہ سے جو ذکر کی ہے اور اوس روایۃ کے موافق معنے آیۃ کے یہ ٹھہرے ہین کہ اس آیۃ مین قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری کی دوستی قائم رکھنے اور ایذا نہ پہونچانے کا حکم نہین ہے بلکہ یہ آیۃ اہل بیت کی شان مین ہے اور عام مسلمانون کو اس آیۃ مین اہل بیت سے محبت رکھنے کا حکم ہے اس دوسری روایۃ کو خود حضرت عبد اللہ بن عباس نے غلط ٹھہرایا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین اس کا قصہ موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مجلس مین حضرت عبد اللہ بن عباس اور سعید بن جبیر دونون موجود تھے اوس وقت ایک شخص نے اس آیۃ کے معنے پوچھے سعید بن جبیر نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے بولنے سے پہلے وہی شان نزول اور معنے بیان کئے جسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے سعید بن جبیر کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول بیان کیا ہے اسپر حضرت عبد اللہ بن عباس نے خفگی کے طور پر سعید بن جبیر سے کہا کہ تم قرآن شریف کی تفسیر بہت جلدی کرتے ہو پھر وہی معنے اوس شخص کو بتلائے جو صحیح بخاری کے حوالہ سے اوپر ذکر کئے گئے امام کی اس قصہ کے بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس دوسری روایۃ کو حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول قرار دینا بالکل غلط ہے کیونکہ خود عبد اللہ بن عباس اس قول کو غلط ٹھہرا چکے ہیں علاوہ اسکے اس دوسری روایۃ کی سند مین ایک راوی قیس بن ربیع کو نسائی دارقطنی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے بلکہ نسائی نے قیس بن ربیع کو ناقابل روایۃ قرار دیا ہے آیۃ قل ما اسئلکم علیہ من اجر سے بعضے مفسرین نے الا المودۃ فی القربی کو منسوخ جو قرار دیا ہے وہ قول بھی ضعیف ہے صحیح قول یہی ہے کہ قرابت داری کی محبت نہ اجر مین داخل ہے نہ آیۃ کا یہ ٹکڑا کسی دوسری آیۃ سے منسوخ ہے محبت اہل بیت کی صحیح روایتین آیۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت کی تفسیر مین بیان ہو چکی ہین۔ حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اگر تم لوگ مجھکو اللہ کا رسول نہین جانتے تو رشتہ داری کے خیال سے ہی میرے ساتھ بدی نکرو قرآن کے موافق نصیحت کرنے پر مین تم سے مزدوری تو نہین مانگتا جس کے بوجھ سے گھبرا کر تم رشتہ داری کے حق کو بھی بھول گئے۔ صحیح بخاری ومسلم کی حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے فرمایا ہر نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کے کام کا بدلہ اس سے بھی بڑھکر دفتر الہی مین لکھا جاتا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمر کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن جب بعضے گناہ گار اللہ تعالی کے روبرو اپنے گناہونکا اقرار کرینگے تو اللہ تعالی فرماوے گا جس طرح دنیا مین ان گناہون کو مین نے لوگو نپر ظاہر کرکے تم کو رسوا نہین کیا اسی طرح آج بھی مین تمہارے گناہون کو معاف کرتا ہون۔ آخر آیۃ مین بندون کی محنت کا حق ماننا اور ان کی نیکیون کا اجر بڑھانے اور انکے گناہون کی معافی کا جو ذکر ہے یہ حدیثین گویا اسکی تفسیر ہیں اس آیۃ مین یہ جتلایا گیا ہے کہ قریش مین کچھ لوگ تو وہ ہین کہ حق قرابت کا پاس نہین کرتے اور اللہ کے رسول کی نسبت

منزل ٦

رائی سے پیش آتے ہیں اور کچھ وہ ہیں کہ بے مزدوری کے اللہ کے رسول کی نصیحت کو اللہ کا احسان گنتے ہیں اور اس نصیحت کے موافق نیک کام کر کے اپنی عقبیٰ کے اجر کو بڑھانے اور گناہوں کو معاف ہو جانے کا سامان کرتے ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ

کیا کہتے ہیں اسنے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اسکو معلوم ہے جو دلوں میں ہے اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے

وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم

اور معاف کرتا ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کرتے ہو اور سنتا ہے ایمان والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور بڑھتی دیتا ہے

مِّن فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي

انکو اپنے فضل سے اور جو منکر ہیں انکو سخت مار ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم

الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ

ملک میں پر اتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ

الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ

پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مہر اور وہی ہے کام بنانے والا خوبیوں سراہا اور ایک اسکی نشانی ہے بنانا آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

اور زمین کا اور جتنے بکھیرے ہیں انمیں جانور اور وہ جب چاہے ان سب کو اکٹھا کر سکتا ہے

ع ۱۰ الربع ۱۳/۱۴

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی آیتیں خود بنا لیتے ہیں اور یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے مشرکین کی اس بات کا ایک جواب تو سورہ بقر میں گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ قرآن ان پڑھ رسول پر اترا ہے اور باتیں اس میں ایسی غیب کی ہیں کہ ان پڑھ شخص تو در کنار کوئی پڑھا ہوا آدمی بھی بغیر آسمانی کتابوں کی مدد کے ایسی باتیں نہیں تبلا سکتا اس سے ہر ایک سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اوسی بات کا یہاں یہ جواب دیا ہے کہ جھوٹ اللہ کو بہت ناپسند ہے اسی واسطے قرآن کے مخالف لوگ قرآن کے مقابلہ میں جو جھوٹی باتیں کہتے ہیں اونکو دن بدن اللہ تعالیٰ مٹاتا ہے اور قرآن کی باتوں کو پھیلاتا ہے اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے کیونکہ اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو مخالفوں کی جھوٹی باتوں کو اللہ تعالیٰ نہ مٹاتا بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر مہر لگا کر انکے دل کو اس طرح بند کر دیتا کہ جو باتیں اب وہ قرآن کے نام سے لوگوں کو سناتے ہیں اون میں سے ایک بات بھی اون کے دل میں پیدا ہو کر اونکی زبان پر نہ آتی کس لئے کہ جو باتیں انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہیں زبان پر آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہیں پھر فرمایا کہ اگر اب بھی یہ لوگ اپنی باتوں سے توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر کے انکے

پچھلے گناہونکو معاف کردیتا ہے پہر فرمایا کہ اسکو اپنے بندون کے سب کام معلوم ہین توبہ کی صورت ہین اپنے علم کے موافق اوسے پچھلے سب گناہون کو معاف کردینا کچھ مشکل نہین ہے اور توبہ کے بعد جو لوگ فرمانبردار بنکر نیک کامون مین لگے رہتے ہین انکی ہر ایک التجا کو وہ سنتا ہے اور انکی التجا سے بڑھکر اپنے فضل سے اونکو دیتا ہے ہان جو لوگ دین کی باتون کے منکر ہین اگر وہ بغیر توبہ کے مرجاوینگے اونکو عقبیٰ مین سخت عذاب بھگتنا پڑیگا اوپر ویرزق من یشاء جو فرمایا تھا اوس کی تفسیر کے طور پر آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندونکا انجام خوب معلوم ہے اسلئے وہ ہر ایک کی مصلحت کو دیکھکر رزق کا انتظام فرماتا ہے امیر غریب سب یکسان ہوجاوین تو کوئی کسی کی نسنے اور دنیا کے انتظام مین فتور پڑجاوے اب جس طرح دنیا کا کام چل رہا ہے کہ امیر لوگون کو غریبون کے کام کاج سے مدد ملتی ہے اور غریبون کو امیرون کے روپیہ پیسے سے امیرون اور غریبون کے یکسان ہوجانے مین یہ انتظام قائم نہین رہ سکتا۔ سورۃ الزخرف مین اس مطلب کو ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے وہی تفصیل آیۃ ولو بسط اللہ الرزق کی گویا تفسیر ہے اب آگے مینہہ کے برسنے کا آسمان وزمین اور آسمان وزمین کی مخلوقات کے پیدا کرنے کا ذکر فرماکر منکرین حشر کو یون قائل کیا کہ جس صاحب قدرت نے پہلی دفعہ یہ سب کچھ پیدا کیا دوبارہ پیدا کرنا بھی اوس کی قدرت سے باہر نہین ہے کیونکہ یہ ہر شخص کا عقلی تجربہ ہے کہ جو کام ایکدفعہ کیا جاچکا وہ دوسری دفعہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گزرچکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت مین جانے کے قابل کام کرینگے اور کتنے دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا مین لوگ جو کام کرتے ہین وہی کام اونکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث بھی گزرچکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کے جھٹلانے حشر کے انکار کی سزا مین جو لوگ مشرکین مکہ مین کے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھہرچکے تھے اونکو اگرچہ ان آیتون کی نصیحت کی طرح بہت سی آیتون مین نصیحت کی گئی لیکن اونکی حق مین وہ نصیحت ایسی رائگان گئی جسطرح بری زمین مین مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے اور آخر وہ لوگ جس حالت پر تھے مرتے دم تک اوسی حالت پر رہے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی قرار پائے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝

اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اسکا جو کمایا تمہارے ہاتہوں نے اور معاف کرتا ہے بہت

بعضے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیۃ خاص کافرون کی شان مین ہے اور معنی آیۃ کے ان مفسرین نے یہ بیان کیے ہین کہ کافرون کے کفر اور مشرکون کے شرک سے فوراً جو عذاب الٰہی نہین آتا بلکہ ایک وقت مقررہ پر اونکی شامت اعمال سے کوئی مصیبت آتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اللہ ان لوگون کے بہت سے برے کامون کو درگزر فرماکر معاف فرمادیتا ہے لیکن یہ قول مرفوع تفسیر کے مخالف ہے کیونکہ مسند امام احمد مستدرک حاکم مسند اسحاق بن راہویہ مسند ابویعلیٰ موصلی وغیرہ مین حضرت علیؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے

منزل ۶

فرمایا مسلمانون کے لئے قرآن شریف مین یہ آیۃ بڑی فضیلت کی آیۃ ہے کیونکہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیۃ کی تفسیر یون سنی ہے کہ مسلمانون کو دنیا مین جو کچھ دکھ درد پونہچتا ہے وہ دنیا مین ہی اُنکے گناہون کا بدلہ ہوجاتا ہے اور بہت سے گناہ اللہ تعالیٰ یونہی بغیر بدلہ کے معاف فرمادیتا ہے اگرچہ حضرت علی کی روایۃ کی سند مین ایک راوی ازہر بن راشد ضعیف ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری اور ابوہریرہ سے جو روایتین ہین کہ ایماندار شخص کو ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف ہو تو وہ بھی گناہون کا کفارہ ہے ان روایتون سے حضرت علی کی روایۃ کو تقویۃ ہوجاتی ہے غرض صحیح تفسیر آیۃ کی یہی ہے کہ آیۃ خاص کافرون کے حق مین نہین ہے بلکہ مسلمانون کے حق مین بھی یہ بڑی فضیلت کی آیۃ ہے مسند امام احمد مین حضرت عائشہ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان آدمی کے جب گناہ بہت ہوجاتے ہین تو اللہ تعالیٰ اون گناہون کے کفارہ کے طور پر اوس شخص کو کسی رنج مین مبتلا کردیتا ہے اس حدیث کی سند کے ایک راوی لیث بن ابی سلیم کو اگرچہ بعضے علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن معین نے لیث کو معتبر قرار دیا ہے - صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث مشہور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ بخار تھا حضرت عبداللہ بن مسعود نے عرض کیا کہ حضرت آپکو بڑا سخت بخار آیا کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجکو دو آدمیون کے بخار کی برابر ہمیشہ بخار آیا کرتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ آپکو یہ شدت بخار کی کیا اسلئے ہوا کرتی ہے کہ اجر زیادہ ملے آپ نے فرمایا کہ ہان ہر مسلمان کو جب کوئی مرض یا کوئی رنج یا غم دنیا مین ہوتا ہے تو اُسکے گناہ اس طرح جھڑ جاتے جس طرح خزان کے موسم مین درخت کے پتے جھڑتے ہین صحیح مسلم مین حضرت جابر کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو برا نہین کہنا چاہیئے انسان کے گناہ جھڑتے ہین حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا مین انسان کو جانی مالی جو کچھ مصیبت پہونچتی ہے وہ اُسکے بعضے گناہون کے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ بنی آدم کے بہت سے گناہ بغیر کسی مواخذہ کے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے - سورۃ الفاطر مین گزرچکا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بنی آدم کے ہر ایک گناہ پر مواخذہ کرے تو ساری دنیا ویران ہوجاوے - سورۃ الفاطر کی آیۃ ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا کو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے اکثر گناہون کے معاف ہوجانے اور بعض گناہون پر مواخذہ کے طور پر مصیبت کے آنے کی حکمت اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے اور یہ بات بھی سمجھ مین آسکتی ہے کہ اس آخری زمانہ مین گناہون کی کثرت ہے اسلئے طاعون وبا اور قحط کی بلا اکثر آتی ہے اگر لوگ پچھلے گناہون سے توبہ کرکے آئندہ گناہون سے باز آوین گے تو اون بلاؤن سے امن مین رہنے کی پوری امید ہے -

---

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ

اور تم تھکا نیوالے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تمکو اللہ کے سوا کام بنانیوالا نہ مددگار اور اسکی

الْجَوَارِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۚ اِنَّ فِىْ

نشانی ہر چلتے ہیں جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تھام دے باؤ پھر رہجاویں سارے دن ٹھیرے اُسکے پیٹھ پر مقرر اسمیں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ

نشانے ہیں ہر ٹھیرنے والے کو جو حق مانے یا تباہ کر دے انکو انکی کمائی سے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور جان

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

لیویں جو جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں انکو بھاگنے کی جگہ

اوپر مصیبت کا ذکر تھا اس لئے فرمایا کہ اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبت کو کوئی ٹال نہیں سکتا زمین بھر میں کوئی بھاگا بھاگا پھرے
جب بھی اللہ تعالیٰ کے دائرہ حکومت سے باہر نہیں جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کے دائرہ حکومت میں سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی کسی کا یار و
مددگار بنکر بھی اوس مصیبت کو نہیں ٹال سکتا اب آگے منکرین قدرت کے قائل کرنے کے لئے فرمایا یہ پہاڑ کے پہاڑ کشتیاں پانی کو
پھاڑ کر جو دریا میں پھرتی ہیں اللہ چاہے تو ہوا روک دے جس سے پانی کی پیٹھ پر وہ کشتیاں ٹھہر جاویں یا کوئی مخالف ہوا چلا کر انکو
بالکل ڈبو دیوے لیکن اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے جس سے لوگوں کی اکثر بلائیں ایک وقت مقررہ تک ٹل جاتی ہیں
قرآن کی آیتوں میں جھوٹے جھگڑے نکالنے والے لوگ یہ خوب یاد رکھیں کہ جب انکی سزا کا وقت مقررہ آجاویگا تو پھر ایسے لوگ
بھاگ کر جانے کو کہیں جگہ نہ پاویں گے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی کے وقت ان میں سے جنکی سزا کا وقت مقررہ
گیا صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت سے اونکی سزا کا حال کئی جگہ بیان کیا جا چکا ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ
مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون
لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی
حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ تہجد کی نماز میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پیروں پر ورم ہو جا
تھا بعض صحابہ نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے ہیں پھر آپ عبادت میں اس قدر تکلیف کیوں
اٹھاتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسانات جو کئے ہیں انکی شکر گزاری میں کوتاہی کیونکر ہو سکتی ہے اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کی شکر گزاری یہی ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت سے کرے۔ عبادت میں تکلیفیں بھی پیش آتی ہیں
مثلاً جیسے جاڑے میں وضو کی تکلیف گرمی کے روز دن میں پیاس کی تکلیف اسواسطے عبادت کرنے والے شخص کو صاحب صبر بھی
ہونا چاہیے تاکہ وہ ان تکلیفوں سے گھبرا دے نہیں۔ اسی مطلب کے ادا کرنے کے لئے ان فی ذالک لایات لکل صبار شکور فرمایا
جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ کشتیوں کے دریا میں چلنے سے اور اس طرح کی اور باتوں سے خالص اللہ کی عبادت کرنے والے لوگوں
کو اللہ کی قدرت کی قدر ہوتی ہے جو لوگ اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں وہ سرے سے اللہ ہی کو نہیں پہچانتے پھر
ایسے لوگوں کو اسکی قدرت کی کیا قدر ہو سکتی ہے

۲۸۵

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

سو جو تمکو ملی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور جو اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور رہنے والا واسطے ایمان والوں کے

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ

اور جو اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں اور جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بےحیائی سے اور جب غصہ آوے وہ معاف کرتے ہیں

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

اور جنھوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور کھڑی کی نماز اور انکا کام ہے مشورے سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ

يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ

کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلا لیتے ہیں اور برائی کا بدلا ہے برائی

مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ

ویسی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے سو اسکا ثواب ہے اللہ کے ذمہ بیشک اسکو خوش نہیں آتے گنہگار اور جو کوئی بدلا لے

بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ

اپنے ظلم پر سو ان پر بھی نہیں الزام اور الزام تو انپر جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر

النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ

اور دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں ناحق ان لوگوں کو ہے ایک دکھ کی مار اور البتہ جسنے

وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

سہا اور معاف کیا بیشک یہ کام ہمت کے ہیں

ع ۴

دنیا کی کسی چیز کو قیام نہین جتنی دنیا کی راحت کی چیزین ہین انکے پیچھے ایک مصیبت لگی ہوئی ہے زندگی کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے صحت کے پیچھے بیماری فراغت کے پیچھے تنگدستی خوشی کے پیچھے رنج جوانی کے پیچھے بڑھاپا لگا ہوا ہے عقبی کی جتنی راحت کی چیزین ہین اونکو ہمیشگی اور قیام ہے وہان کی جوانی کو بڑھاپا نہین صحت کو بیماری نہین خوشی کو رنج نہین دنیا کی ناپائیدار چیزون مین اس طرح انسان کو گرفتار نہین ہونا چاہیے جس سے عقبی کی ہمیشہ کی راحت مین خلل پڑ جاوے اس لئے فرمایا کہ دنیا مین جو کچھ ہے وہ چند روزہ ہے اور عقبی مین جو کچھ اللہ تعالی نے رکھا ہے وہ ہمیشہ کے لئے راحت کی چیزین ہین یہ قرآن کی آیتون مین جھگڑے نکالنے والون کو سمجھایا گیا ہے کہ چند روزہ زندگی اور مالداری کے غرور مین ہمیشہ کی راحت کو ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث مشہور ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر کے دونو بازو پکڑ کے بہت بڑی نصیحت کی ہے اوس نصیحت کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ زندگی کے زمانہ مین ایسا کام کرنا چاہیئے جو موت کے بعد کام آوے اور بیماری کے زمانہ مین آدمی کی طاقت گھٹ جاتی ہے اور نیک کام کرنیکا موقع اسکو کم ملتا ہے اسواسطے صحت کے زمانہ کو غنیمت جانکر آدمی کو چاہیئے کہ جو نیک کام کرنا ہو وہ صحت کے زمانہ مین کرلیوے اور موت کے بعد آدمی کا نیک عمل بند ہو جاتا ہے اسلئے زندگی کے زمانہ کے اکثر حصہ زندگی کو نیک کامون مین صرف کرنا چاہیئے مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس سے جو ایک روایت ہے وہ بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کی نصیحت کی ہے غرض یہ آیتہ اور دنیا کی مذمت کی جو آیتیں قرآن شریف میں اور ہیں ان حدیثوں کو
اور اسی قسم کی اور حدیثوں کو ان آیتوں کی تفسیر سمجھنا چاہیئے جس تفسیر کا حاصل مطلب یہی ہے کہ دنیا کی جس چیز یا جس شغل سے دین میں خلل
پڑے وہ قابل مذمت ہے کیونکہ ناپائدار چیز کی حرص میں پائدار چیز کو ہاتھ سے دینا قابل مذمت بات ہے ہاں دنیا کی جس چیز یا شغلہ
سے دین کا نفع آدمی کو حاصل ہو تو یہ ایک بڑے نفع کی تجارت ہے کس لئے کہ ناپائدار چیز کے عوض میں پائدار چیز کا حاصل ہونا سراپا نفع
کی بات ہے اب آگے فرمایا کہ یہ عقبی کا ہمیشہ کا عیش اون لوگوں کے لئے ہے جو ایماندار ہیں اور اپنے ہر کام کا بھروسہ اللہ پر رکھتے ہیں
اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں احکام الٰہی کو مانتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے رہتے ہیں اور غصہ کے وقت یا تو درگزر کرتے
ہیں یا اگر بدلا لیتے ہیں تو بدلہ کی حد سے نہیں گزرتے علما کا مشہور قول کبیرہ گناہ کے باب میں یہ ہے کہ جس گناہ پر شریعت میں عذاب
کا وعدہ آیا ہے یا لعنت آئی ہے یا قرآن یا حدیث میں جتلایا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے وہ کبیرہ گناہ ہے اور یہی کبیرہ گناہ اکبر الکبائر ہو جاتا
ہے جبکہ شریعت کا عذاب کا وعدہ اور سخت ہو جاوے مثلاً مطلق زنا کبیرہ گناہ ہے اور پڑوس کی عورت کے ساتھ اکبر الکبائر ہے کہ اسپر
عذاب کا وعدہ سخت ہے اور یہی اکبر الکبائر کبیرہ گناہ کو فاحشہ بھی کہتے ہیں اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ جس گناہ پر حد شرعی ہے وہ کبیرہ گناہ
ہے لیکن اس قول پر علما نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جھوٹی قسم کھانے پر اور جھوٹی گواہی دینے پر حد شرعی نہیں ہے حالانکہ صحیح حدیثوں میں
آیا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہیں کبھی صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتے ہیں جسطرح نصاب سے کم مال کی چوری صغیرہ گناہ ہے اگر یہی چوری ایسے شخص
کے گھر میں کیجاوے کہ جسکے پاس سوا اوس مال کے اور مال نہ ہو تو یہ چوری کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس چوری سے مال والے کا دل بہت
دکھیگا ۔۔۔ مسند سے شعب الایمان بیہقی میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت کو اسمیں مشورہ لیکر کام کرنے کی ترغیب لائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ مشورہ لیکر کام کرنے سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے آیتوں
میں مشورہ لیکر کام کرنے والوں کی جو تعریف ہے یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپس کا مشورہ اللہ کی رحمت کا سبب ہے
اب یہ ظاہر بات ہے کہ جس کام میں اللہ کی رحمت شامل حال ہوگی اوس کا انجام ضرور اچھا ہوگا ۔ صحیح مسلم اور ترمذی میں ابوہریرہ
سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدلہ لینے کی جگہ معافی سے کام لیویگا تو اللہ تعالی ایسے
شخص کی عزت بڑھا دیگا ۔ صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ کی دوسری حدیث ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
غصہ کے وقت اپنے دل کو قابو میں رکھنا بڑی جوانمردی کا کام ہے ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ بدلا لینے کے وقت دل کو قابو میں رکھ کر جو شخص معافی سے کام لیویگا تو وہ شخص بڑا صاحب ہمت ہے اور نتیجہ اس
عالی ہمتی کا یہ ہے کہ اس ظاہری ہتک کے معاوضہ میں اللہ تعالی ایسے شخص کی عزت کو لوگوں کی نظروں میں بڑھا دیویگا ۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ

اور جسکو راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہیں اسکا کام بنانیوالا اسکے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جسوقت دیکھینگے عذاب کہیں گے

هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ۝ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ

کسیطرح پھر جانیکی بھی ہوگی کوئی راہ اور تو دیکھے انکو سامنے لائے گئے ہیں آگ کے نوے آنکھیں ذلت سے دیکھتے ہیں

مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ

چھپی نگاہ سے اور کہتے ہیں جو ایماندار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی ہیں جنہوں نے گنوائی اپنی جان اور اپنا گھر

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم

قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کی مار میں اور کوئی نہوئے انکے حمایتی جو مدد کرتے انکی

مِّن دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ۝ اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ

اللہ کے سوائے اور جسکو بھٹکائے اللہ اسکو کہیں نہیں راہ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے

أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ۝

کہ آوے ایکدن جو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے نہ ملیگا تمکو بچاؤ اُسدن اور نہ ملیگا الوپ ہو جانا

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا

پھر اگر وہ ٹلادیں تو تجکو نہیں بھیجا ہمنے اُنپر نگہبان تیرا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا اور ہم جب چکھاتے ہیں

الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ

آدمی کو اپنی طرف سے مہر اُسپر ریجھتا ہے اور اگر پہنچتی ہے انکو کچھ برائی بدلا اپنی کمائی کا تو انسان بڑا ناشکرا ہے

منزل ۷

كَفُورٌ ۝ لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ

اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے

لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ

جسکو چاہے بیٹے یا انکو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کرتا ہے جسکو چاہے بانجھ

إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝

وہ ہے سب جانتا کر سکتا

اوپر اچھے لوگون کی عادتونکا ذکر فرماکر ان آیتون مین فرمایا یہ اچھی عادتون کے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالی کے علم غیب مین نیک قرار پاچکے ہین اور جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین بد قرار پاچکے ہیں وہ اپنے ارادہ سے تو اچھی عادتون کو اختیار نہین کرتے اور مجبور کر کے کسی کو راہ راست پر لانا اللہ کو منظور نہین ہے اس واسطے مرتے دم تک ایسے لوگ اپنی بد عادتون پر رہین گے اور قیامت کے دن ان لوگونکا حال دیکھنے کے قابل ہوگا کہ میدان حشر مین جب جہنم کو اس طرح لایا جاویگا کہ جہنم کی ستر ہزار نکیلین اونٹ کی سی ہون گی اور ہر نکیل پر ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے اور ان نکیلون کو کھینچ رہے ہونگے جسکی صراحت صحیح مسلم مین حضرت عبداللہ بن مسعود

کی روایتہ سے آئی ہے غرض جہنم کو اس حالت مین دیکھکر وہ لوگ بہت گہبرا وینگے اور یہ تمنا کرین گے کہ اونکو دوبارہ دنیا مین جانے کی پروانگی
ملجاوے تاکہ وہ دوبارہ دنیا مین جاکر نیک کام کرین اور عذاب دوزخ سے نجات پاوین اور جس طرح یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے نافرمان لوگ
جہنم کو دیکھکر دنیا مین دوبارہ آنے کی تمنا اور آرزو کرین گے اسی طرح موت کے وقت عذاب کے فرشتون کو خوفناک حالت مین دیکھکر بھی
یہی آرزو کرینگے جس کا ذکر قد افلح المومنون مین گزرا کہ حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا جس کا مطلب یہ ہے
کہ موت کے وقت ایسے لوگون کو جب عذاب کے فرشتہ نظر آوین گے تو وہ دنیا مین رہ جانے اور نیک عمل کرنے کی تمنا ظاہر کرین گے
بعضے مفسرین نے اس آیتہ کی تفسیر مین موت کے وقت کی تمنا کا جو ذکر کیا ہے وہ صحیح نہین ہے صحیح تفسیر یہی ہے کہ موت کے وقت
کی تمنا قد افلح المومنون کی آیتہ سے متعلق ہے اور حشر کے وقت کی تمنا اس آیتہ سے متعلق ہے یہ تو اون نافرمان لوگون کی دو دفعہ
کی تمنا دنیا مین دوبارہ آنے اور نیک عمل کرنے کی ہوئی جب یہ لوگ اپنے بدعملون کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ مین جا پڑین گے
اور عذاب دوزخ کی تکلیف کی برداشت نہ کر سکین گے تو تیسری دفعہ پھر بھی خواہش اور تمنا کرین گے جس کا ذکر سورہ فاطر مین گزرا
کہ وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اور میدان حشر مین نیک لوگ جب اون نافرمان لوگون کا حال
دیکھین گے کہ یہ نافرمان لوگ دوزخ کو کن آنکھون سے دیکھکر پھر دوبارہ دنیا مین جانے اور نیک عمل کرنے کی آرزو کر رہے ہین تو اسوقت نیک
لوگ ان نافرمان لوگونکو قائل کرنے کے طور پر کہوین گے کہ جو وقت نیک عمل کرنے کا تھا وہ تم نافرمان لوگون نے ہاتھ سے کھو دیا اور سرکشی
کے سبب سے دنیا مین ایسی تجارت کی جس کے سبب سے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والون کو ٹوٹے مین ڈالا یہان گھر والون مین مشرکون کی نابالغ
اولاد داخل نہین ہے کیونکہ امام نووی نے بڑی تحقیق کے بعد قرآن اور حدیث سے یہی بات صحیح ثابت کی ہے کہ مشرکون کی نابالغ اولاد
جنت مین جاوین گے اور جن حدیثون مین اولاد مشرکین کا دوزخ مین جانے کا ذکر ہے اون روایتون کو ضعیف قرار دیا ہے یہ جو ایک
بات مشہور ہے کہ مشرکون کی نابالغ اولاد اہل جنت کی خادم اور خدمت گار بنائے جاوین گے یہ روایتہ مسند بزار اور مسند ابو یعلی موصلی
اور طبرانی وغیرہ مین ہے لیکن کوئی روایتہ ضعف سے خالی نہین ہے اب نافرمان لوگون کا عقبی کا بیکسی کا حال ذکر فرماکر پھر فرمایا ہے
کہ گمراہی کے سبب سے ان نافرمان لوگون نے دنیا مین بتون کو یا پیرون کو یا قبرون کو غرض جس کسی کو سوا اللہ کے اپنا حمایتی قرار دے
رکھا ہے وہ کوئی اونکی بیکسی کے وقت کام نہ آویگا اور عذاب الٰہی سے کوئی اونکو بچا نہ سکے گا پھر نصیحت کے طور پر فرمایا کہ اوس بیکسی
کے وقت کے آنے سے پہلے یہ نافرمان لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری قبول کر لیوین تو ابھی وقت ہاتھ سے نہین گیا ہے
جب وقت ہاتھ سے جاتا رہے گا تو پھر پچھتانا کچھ کام نہ آویگا پھر فرمایا کہ اے رسول اللہ کے اس نصیحت کے بعد بھی اگر یہ نافرمان لوگ
نہ مانین تو تمہارا کام فقط اتنا ہی ہے کہ تم اونکو اللہ کی نصیحت پہونچادو پھر اگر یہ نہ مانین گے تو اللہ انسے سمجھ لیویگا بعضے مفسرین نے اس
آیتہ کو جہاد کے حکم سے منسوخ قرار دیا ہے لیکن یہ اوپر گزر چکا ہے کہ جہاد کے حکم سے کوئی آیتہ منسوخ نہین ہے پھر فرمایا کہ ان نافرمان لوگونکے
اللہ کی نصیحت نہ ماننے کا بڑا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اونکو دنیا مین کسی قدر فراغت دے رکھی ہے اور یہ انسان کی جبلی عادت
ہے کہ فراغت کے وقت بجائے اللہ کے شکر کے اترانے لگتا ہے اور تکلیف کے وقت اللہ کی تمام نعمتون کو بھول کر بجائے خدا اوسنے

منزل ۶

کے خدا کی ناشکری کرنے لگتا ہے پھر فرمایا کہ زمین اور آسمان سب ملک اللہ کا ہے کسی کی ناشکری اور نافرمانی سے اللہ کے ملک میں کوئی فتور نہیں پڑتا جس طرح دنیا کے بادشاہوں کا حال ہے کہ رعیت اور ملازموں کے نافرمان ہو جانے سے اونکی بادشاہت میں فتور پڑ جاتا ہے خدا کی بادشاہت ایسی نہیں ہے خدا ایسا زبردست بادشاہ ہے کہ اُسکو کسیکی نافرمانی اور ناشکری اور مخالفت کی کچھ پروا نہیں ہے جس طرح اوس کی حکومت غریب لوگوں پر ہے ویسا ہی بادشاہوں پر ہے بڑے بڑے بادشاہوں میں سے جسکو چاہے بے اولاد رکھے جسکو چاہے بجائے لڑکے کے لڑکی دیوے کسی کا اوسپر کچھ زور اور بس نہیں چل سکتا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل اب جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل پیدا ہوئے ہیں اونکو نافرمانی کے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اون کاموں کے چھوڑنے کے لیے کسی کی کوئی نصیحت اون لوگوں کے دل میں کچھ اثر پیدا نہیں کرتی ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے ایک مقام جنت میں اور ایک دوزخ میں پیدا کیا ہے جو لوگ قیامت کے دن ہمیشہ کے لیے دوزخی قرار پاویں گے اونکے جنت میں کے خالی مکانات اہل جنت کو مل جاوینگے صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اپنی مالداری کے غرور میں مرتے دم تک نافرمانی میں گرفتار رہے قیامت کے دن جب اونکو دوزخ میں جھونکا جاویگا تو پہلے ہی جھونکے کے بعد فرشتے اون سے پوچھیں گے کہ جس مالداری کے غرور نے تم کو اس عذاب میں پھنسایا وہ مالداری تم کو کچھ یاد ہے وہ لوگ قسم کھا کر کہویں گے کہ اس عذاب کے آگے دنیا کی وہ مالداری ہمکو کچھ یاد نہیں ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آیتوں میں جن لوگوں کا ذکر ہے کہ وہ لوگ دوزخ کا عذاب دیکھکر بہت گھبرائیں گے اور یہ تمنا کریں گے کہ اونکو دوبارہ دنیا میں جانے کی پروانگی مل جاوے تاکہ دوبارہ دنیا میں جاکر نیک کام کریں اور دوزخ کے عذاب سے نجات پاویں یہ وہی لوگ ہیں جو حضرت علیؓ کی حدیث کے موافق اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخی قرار پا چکے تھے ایسے لوگوں کے ٹوٹے کا ذکر جو آیتوں میں ہے یہ وہی ٹوٹا ہے جسکا ذکر ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ ان لوگوں کے جنت کے مقامات دوسروں کے قبضہ میں چلے جاویں گے راحت کے وقت ایسے لوگوں کی ناشکری کا ذکر جو آیتوں میں ہے انس بن مالک کی حدیث سے اوس راحت کا انجام اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ دوزخ کے عذاب کے آگے وہ راحت ان لوگوں کو بالکل یاد بھی نرہے گی وما لہم من نکیر کی تفسیر میں نکیر کے معنے مجاہد نے مددگار اور حمایتی کے لیے ہیں اس تفسیر میں ایک جگہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں مجاہد کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسی واسطے فارسی کے ترجمہ میں یہی قول لیا گیا ہے۔ اردو کے لفظی ترجمہ میں ابن جریر کا اور مرادی ترجمہ میں سدی کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ الوپ ہو جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی آفتوں سے کوئی چھپکر نہیں بچسکتا الوپ انجن اوس سرمہ کو کہتے ہیں جسکے لگانے سے آدمی لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس مرادی ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ محشر کی زمین میں کسی پہاڑ یا مکان کی آڑ نہ ہوگی کہ الوپ انجن لگانے

والے شخص کی طرح کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے غائب ہو جاوے مرادی ترجمہ کا یہ مطلب صحیح بخاری و مسلم کی سہل بن سعد کی حدیث کے موافق ہے کیونکہ اوس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ محشر کی زمین میں کسی پہاڑ یا مکان کی آڑ نہ ہوگی۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہنچاوے اُسکے

مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ

حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا اور اسیطرح بھیجا ہمنے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب

وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي

اور نہ ایمان پر ہمنے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ دیتے ہیں جسکو چاہیں اپنے بندوں میں اور تو البتہ سوجھاتا ہے

إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

سیدھی راہ راہ اللہ کی جسکا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں

أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ

سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچ ہے سب کاموں کی

منزل ۶

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لوگوں کے بہکانے کے لئے یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ اگر یہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ فرشتے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہم کلام ہوتے اگرچہ یہ آیۃ مکی ہے لیکن مدینہ میں ہجرت سے پہلے جب آنحضرت کی نبوت کا شہرہ ہوا اوس وقت یہود حسد کے سبب سے یہ اعتراض کیا کرتے تھے اون کے اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے جسطرح سورہ نسا کی مدنی آیت میں دیا ہے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیہ اوسی طرح اس کی آیت میں جواب دیا ہے حاصل جواب کا یہ ہے کہ بلا پردہ کی آڑ کے تو نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور نہ کسی بشر کی طاقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کی آنکھوں سے دیکھ سکے ہاں پچھلے تمام انبیا میں جو وحی کا طریقہ تھا کہ خواب میں کوئی بات معلوم ہو جاتی تھی یا غیب سے ایک بات جاگتے میں دل میں پڑ جاتی تھی یا آڑ میں سے اللہ تعالیٰ سے باتیں ہو جاتی تھیں یا فرشتہ آنکر اللہ کا حکم پہونچا جاتا تھا یہ سب طریقے وحی کے ان نبی میں بھی موجود ہیں شب معراج میں ان نبی سے اور اللہ سے باتیں بھی ہوئیں سچے خواب بھی اونکو ہوتے ہیں غیب سے باتیں بھی اونکے دل میں پڑتی ہیں ہر روز اللہ کا فرشتہ بھی آنکے پاس اللہ کے حکم لیکر آتا ہے پھر اونکی نبوت سے انکار کیونکر ہو سکتا ہے پھر آگے اسی جواب کی تائید میں فرمایا کہ ان پڑھ نبی کو پچھلے انبیا کی طرح سب احکام شریعت کا معلوم ہو جانا یہ تائید غیبی اور اللہ کی وحی نہیں تو پھر کیا ہے صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس کی روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں دو سونے کے کڑے دیکھے پھر خواب میں ہی آپ کو یہ جتلایا گیا کہ ان دونوں کڑوں کو پھونک ماری جاوے آپ نے جب پھونک ماری تو وہ دونوں کڑے اڑ گئے اس خواب کی تعبیر آپ نے یہ فرمائی کہ یہ دونوں کڑے اسود عنسی اور مسیلمہ دو شخص ہیں جو نبوت کا جھوٹا دعوے

کرینگے اس تفسیر مین ایک جگہ گزر چکا ہے کہ اسود عنسی اللہ کے رسول کی حیات مین مارا گیا اور مسلیمہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مین مارا گیا صحیح بخاری مین حضرت عائشہ کی حدیث ہے جس مین بغیر واسطے فرشتہ کے اور فرشتہ کے واسطے سے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آتی تھی ان قسمون کا ذکر تفصیل سے ہے صحیح بخاری ومسلم مین ابوذر کی معراج کی حدیث ہے جس مین پردہ کے پیچھے سے پچاس نمازون کی باتین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے باتین کرکے پچاس نمازون مین سے ۴۵ معاف کرائین اور پانچ باقی ہین اوپر یہ جو ذکر تھا کہ ان آیتون مین وحی کے جن طریقون کا تذکرہ ہے وہ سب طریقہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود تھے اوسکا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے ۔

سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حٰمٓ ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہمنے رکھا اسکو قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو اور یہ بڑی

الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ○

کتاب میں ہم پاس ہے اونچا محکم کیا پھیر دینگے ہم تمہارے طرف سے یہ سمجھوتی موڑکر اس سے کہ تم ہو لوگ حد پر نہیں رہتے

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

اور بہت بھیجے ہیں ہمنے نبی پہلوں میں اور نہیں آتا لوگونکو کوئی پیغام لانیوالا جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے

فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

پھر کھپا دیے ہمنے ان سے سخت زور والے اور چلی آئی ہے حقیقت پہلونکی اور اگر تو ان سے پوچھے کسنے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

آسمان وزمین توکہیں بنائے اس زبردست خبردار نے وہی ہے جسنے بنا دی تمکو زمین

مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

بچھونا اور رکھدیں تمکو اسمیں راہیں شاید تم راہ پر آؤ

منزل

حم حروف مقطعات مین سے ہے ان حروف کی تفسیر کا حال سورہ بقر مین گزر چکا ہے یہ بھی اس تفسیر مین ایک جگہ گزر چکا ہے کہ جس چیز کی قسم کہائی جاتی ہے اوسکو مقسم بہ اور جس بات پر قسم کہائی جاتی ہے اوس کو مقسم علیہ کہتے ہین یہان مقسم بہ وہ قرآن ہے جو عربی زبان مین سارا کا سارا پہلے لوح محفوظ سے اول آسمان پر اور پھر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا وہان سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تاکہ لوگ اوس کے موافق عمل کرکے اپنی عقبیٰ درست کرین نسائی مستدرک حاکم بیہقی وغیرہ مین

حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایتیں ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ شب قدر میں ایک دفعہ سارا قرآن شریف لوح محفوظ سے اول
آسمان پر اترا اور پھر رفتہ رفتہ تیئس سال تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا جس بات پر قسم کھائی گئی ہے وہ یہ ہے
کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہیں بنایا کیونکہ یہ قرآن ان پڑھ رسول پر اترا ہے
اور باتیں اس میں ایسی غیب کی ہیں کہ کوئی پڑھا ہوا شخص بھی بغیر غیبی مدد کے وہ باتیں نہیں بتلا سکتا اسواسطے اوسی قرآن کی
قسم کھا کر یہ بات منکرین قرآن کو جتلائی جاتی ہے کہ یہ قرآن بلاشک اللہ کا کلام ہے لوح محفوظ اونچی اور محفوظ جگہ ہے اور قرآن
اوسی میں لکھا ہوا ہے اس لئے قرآن کو اونچا اور محکم فرمایا آگے مشرکین مکہ کو مخاطب ٹھہرا کر فرمایا کہ تم لوگوں کے جھٹلانے کے سبب
قرآن کی آیتوں کا نازل ہونا بند نہیں ہو سکتا کیونکہ علم الٰہی میں جو لوگ راہ راست پر آنے کے قابل ٹھہر چکے ہیں وہ انہیں آیتوں
کی نصیحت سے راہ پر آجاویں گے رہے ان آیتوں کو مسخرا پن میں اوڑانے والے پہلے ایسے لوگ حال کے لوگوں سے قوت اور ثروت
میں بڑھکر انبیا کے زمانہ میں بھی تھے جو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو گئے جن کے قصے ان لوگوں کو عبرت کے لئے سنائے جا چکے
ہیں اگر یہ لوگ اون کے ڈہنگ پر رہے تو اخیر ہی انجام ان کا ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے صحیح بخاری و مسلم کی انس
بن مالک کی حدیث اس انجام کے ذکر میں کئی جگہ اوپر گزر چکی ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ آسمان
اور زمین کسنے بنائی تو یہی جواب دیویں گے کہ یہ سب کچھہ اللہ صاحب قدرت اور صاحب علم نے پیدا کیا ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ
نے اپنی قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی کہ زمین کو اوس نے اونچا نیچا نہیں بنایا تاکہ لوگوں کو چلنے پھرنے میں تکلیف نہ ہو بلکہ
اوسکو بچھونے کی طرح برابر بنایا اسی طرح زمین کا ہلنا بند کرنے کے لئے اوس میں پہاڑ جو ٹھونکے تو اس حکمت سے کہ اون پہاڑوں
میں گھاٹیاں رکھیں تاکہ لوگوں کو ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانے میں کچھہ دشواری نہ پیش آوے۔

منزل ۶

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِیْ
اور جسنے اتارا آسمان سے پانی ناپ کر پھر اُبھارا ہمنے اس سے ایک دیس مردہ اسیطرح تمکو نکالیں گے اور جسنے
خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ
بنائے سب چیز کے جوڑے اور بنا دی تمکو کشتی اور چوپائے جسپر سوار ہوتے ہو تا چڑھ بیٹھو اُسکے پیٹھ پر پھر
ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ
یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھہ چکو اُسپر

دنیا کی ضرورت کے موافق ہر برس موسم برسات میں اللہ تعالیٰ مینہہ برساتا ہے جب کبھی ضرورت سے کم مینہہ برستا ہے تو قحط
پڑ جاتا ہے اور ضرورت سے زیادہ برستا ہے تو اوس سے بھی ہر طرح کی پیداوار کو نقصان پہنچ جاتا ہے اسی واسطے فرمایا کہ اندازہ
کے موافق اللہ تعالیٰ ہمیشہ مینہہ برساتا ہے حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مینہہ کے معمولی اندازہ میں فرق پڑ کر دنیا میں رزق
کی تنگی لوگوں کے گناہوں کے سبب سے ہوتی ہے چنانچہ موطا میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے

کہ بدکاری کے وبال سے عام وبا آتی ہے اور کم تولنے کے وبال سے قحط پڑتا ہے اور مسند امام احمد کی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ مینہ برسنے مین زیادہ کڑک اور چمک بھی لوگون کے گناہون کے سبب سے ہوتی ہے صحیحین کی حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث بھی اوپر گزر چکی ہے کہ جس طرح اب مینہ سے اناج پیدا ہوتا ہے اسی طرح حشر کے دن ایک مینہ برسے گا جس سے لوگون کے جسم نبکر تیار ہونگے اسی واسطے اللہ تعالی نے کھیتی کو جگہ جگہ قرآن شریف مین حشر کے ساتھ تشبیہ دیکر ذکر فرمایا ہے اب آگے انسان چوپایہ ہر ایک چیز کے جوڑون کے پیدا کرنے کا اور کشتی کے پیدا کرنے کا ذکر فرمایا کہ جو کوئی ان چوپایون یا کشتی پر سوار ہو تو اوسکو چاہیئے کہ اللہ کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرے اور اوسکی نعمت کا شکریہ یہی ہے کہ آدمی خالص دل سے اوسکی عبادت کرے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرین اس حق کے ادا ہونے کے بعد بندون کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ وہ اپنے بندون کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے اللہ تعالی کی نعمتون کو برت کر جو اوس کی شکر گزاری کا حق اور اوس حق کی ادائی کا جو طریقہ بندون پر واجب ہے اوسکی تفسیر اور اوسکے نتیجہ کی تفسیر اس حدیث سے یہ سب کچھ اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے ۔

وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

اور کہو پاک ذات ہے وہ جسنے بس مین دیا ہمارے یہ اور ہم نہ تھے اوسکے مقابل ہونیوالے اور ہمکو اپنے رب کیطرف جانا ہے

وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور ٹھیرائی ہے اونہوں نے اوسکو اولاد اوسکے بندونکی تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح

ع ۱۵ ما

صحیح مسلم ابو داود ترمذی نسائی مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت سفر کے ارادہ سے سوار ہوا کرتے تھے تو یہ آیت پڑھا کرتے تھے قرطبی کی تفسیر مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے خشکی مین چوپایون پر سوار ہونے کے وقت یہ آیت اور حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ مین بسم اللہ مجریہا و مرساہا کشتی پر سوار ہونے کے وقت سکھائین چوپائے اور کشتی کے سواری خوفناک چیز ہے اور کبھی کبھی یہی سواری آدمی کے ہلاک ہو جانے کا سبب پڑجاتی ہے اب شرعی تعلیم کے موافق جو شخص خشکی تری کی سواری کے وقت ان آیتون کو پڑھے گا تو گویا موت کے سبب کے وقت بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ شمار کیا جاوے گا بعضے مفسرین نے سوار ہونے کے وقت ان آیتون کا مطلب دل مین تصور کرنا کافی تبلایا ہے لیکن صحیح طریقہ یہی ہے کہ اون آیتون کو زبان سے پڑھنا اور اونکے مطلب کو دل مین خیال کرنا چاہیئے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے صحیح قول کے موافق وما کنا لہ مقرنین کی تفسیر یہی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے چوپایون اور کشتی کو ہمارے قابو مین کر دیا ہے ورنہ ہم مین ہرگز یہ طاقت نہین تھی کہ ہم ان چیزونکو اپنے قابو مین کر سکتے وانا الی ربنا لمنقلبون کی تفسیر حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین وہی قرار دی ہے جو شاہ صاحب نے اردو فائدہ مین لکھے ہین کہ دنیا کے سفر سے آخرت کے سفر کا دھیان کرنا چاہیئے کہ اب آگے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تو انسان پر یہ احسانات کئے کہ انسان کو اور اوس کی ضرورت کی چیزونکو پیدا کیا لیکن انسان ایسا ناشکر ہے کہ اوسنے بجائے

ان نعمتوں کی شکرگزاری کے یہ ناشکری کی کہ بغیر کسی سند کے اللہ کو صاحب اولاد ٹھیرایا۔

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ ○ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ

کیا رکھ لیں اپنی پیدائش میں سے بیٹیاں اور تمکو دے چنکر بیٹے اور جب اُنمیں کسیکو خوشخبری ملی اُس چیز کی جو رحمن

مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ○ أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ○

پر نام دھرا سارے دن رہے اُسکا منہ سیاہ اور وہ دلیں گھٹ رہا اور ایسا شخص کہ پلتا رہے گہنے میں اور جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

اور ٹھیرایا فرشتونکو جو بندے ہیں رحمن کے عورت کیا دیکھتے تھے اُنکا بننا اب لکھ رکھینگے اُنکی گواہی

وَيُسْأَلُونَ ○ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ○

اور اُنسے بوجھ ہوگی اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمن ہم نہ پوجتے اُنکو کچھ خبر نہیں اُنکو اسکی یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ○ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ

کیا ہمنے کوئی کتاب دی ہے اُنکو اس سے پہلے سو یہ اُسپر مضبوط ہیں بلکہ کہتے ہیں ہمنے پائے اپنے باپ دادا ایک راہ پر

وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ ○ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ

اور ہم اُنہیں کے قدموں پر ہیں راہ پائے اور اسیطرح جو بھیجا ہمنے تجھسے پہلے ڈر سنانیوالا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے

منزل ۶

مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ○ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ

آسودہ لوگ ہمنے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم اُنہیں کے قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو ہیں لادوں

بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانْظُرْ

تمکو اُس سے زیادہ سوجھ کی راہ جسپر تمنے پائے اپنے باپ دادے تو وہی کہنے لگے ہمکو تمہارے ہاتھ بھیجا نہ ماننا پھر ہمنے اُنسے بدلا لیا سو دیکھ

ع ۲ / ۱۰

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ○ إِلَّا

آخر کیسا ہوا جھٹلانیوالونکا اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اُسکی قوم کو میں الگ ہوں اُن چیزوں سے جنکو تم پوجتے ہو مگر

الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ○ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○

جسنے مجکو بنایا سو وہ مجکو راہ دیگا اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں شاید وہ رجوع رہیں

بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ○ وَلَمَّا

کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا اُنکو اور اُنکے باپ دادونکو یہانتک کہ پہنچا اُنکو دین سچا اور رسول کھول سنانیوالا اور جب

جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ○

پہنچا اُنکو سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اُسکو نہ مانیں گے

مشرکین مکہ نے بت پرستی کے کفر میں یہ کفر جمع کئے تھے ایک تو اللہ تعالیٰ کو صاحب ولاد ٹھرایا تھا دوسرے اولاد کی قسم مین لڑکیون کو خود اپنے حق مین اچھا نہیں جانتے تھے اور اللہ کی طرف اوسکو منسوب کرتے تھے تیسرے بغیر جانے بوجھے غیب کی باتون مین دخل دیتے تھے کہ فرشتے مرد نہین عورتین ہین اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین طرح طرح سے اون مشرکون کو قائل کیا ہے پہلے فرمایا کہ کیا اللہ نے تم کو تو بیٹے دیئے اور اپنی ذات کے لئے بیٹیان چھانٹین خود تمہارا تو یہ حال ہے کہ لڑکی کے پیدا ہونے کی خبر سنکر منہہ بنا لیتے ہو اور اللہ تعالے کی طرف لڑکیون کو نسبت دیتے ہو پھر فرمایا کہ لڑکی کی ذات جو گہنے پاتے مین پلے اور کام پڑے پر جسکے منہہ سے پوری بات بھی نہ نکل سکے ایسی چیز کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہو تفسیر قتادہ مین عورتون کی یہ ایک جبلی بات بیان کی گئی ہے کہ عورت جب کسی کو الزام لگانے کی غرض سے کوئی بات کہتی ہے تو اس طرح کی الٹی تقریر کرتی ہے کہ جس سے خود اسی پر الزام آتا ہے آخر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے ان مشرکون سے یہ تو پوچھو کہ جسوقت اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو پیدا کیا اوسوقت یہہ مشرک لوگ کیا وہان آسمان پر موجود تھے اونھون نے دیکھا ہے کہ اللہ کے فرشتے مرد نہین عورتین ہیں یا اللہ نے ان مشرکون پر کوئی کتاب آسمان سے اوتاری ہے جس مین لکھا ہے کہ اللہ کے فرشتے عورتین ہین پھر فرمایا کہ نہ فرشتون کی پیدائش کے وقت یہ مشرک موجود تھے نہ قرآن شریف سے پہلے کوئی کتاب اللہ تعالیٰ نے ایسی اوتاری ہے بلکہ اپنے بڑون سے جو کچھ اونھون نے سنا ہے وہی کہتے ہین اور جو کچھ اونھون نے اپنے بڑون کو کرتے دیکھا ہے وہی کرتے ہین اسواسطے سوا اس کے یہ لوگ اور کچھ جواب ہی نہین دے سکتے کہ ہم اپنے بڑون کی چال چلن پر ہین اور یہہ بات کچھ نئی نہین ہے جب سے دنیا مین شرک پھیلا ہے اور بت پرستی کی رسم پڑی ہے پچھلے لوگ بھی یہی کہتے آئے ہین کہ بت پرستی اللہ کے ارادہ کے موافق نہ ہوتی تو ہم اور ہمارے بڑے اس بت پرستی پر کیون جمے رہتے اور یہی کہکر اللہ کے رسولون کو جھٹلاتے رہے ہین اور جس طرح اب ان مشرکون کو سمجھایا جاتا ہے اوسی طرح انکو بھی طرح طرح سے سمجھایا گیا کہ بت پرستی اللہ کو ناپسند نہ ہوتی تو مثلاً قوم ثمود سے پہلے قوم نوح اور قوم عاد پر عذاب کیون آتا اور جب وہ سمجھانے سے نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے انکے کفر کا انسے بدلا لے لیا اور طرح طرح کے عذابون سے اونکو غارت کر دیا اگر یہ لوگ سمجھانے سے نہ مانین گے تو آخیر یہی انجام ان کا ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اس وعدے کا جو ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے اوس کا ذکر جگہ جگہ گزر چکا ہے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر فرما کر یون ان مشرکون کو قائل کیا کہ یہ مشرک اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہین اور حضرت ابراہیم کو اپنا بڑا گنتے ہین کیا ان لوگون کو یہ معلوم نہین کہ اس بت پرستی کے سبب سے حضرت ابراہیم اپنے باپ اپنی ساری قوم کے دشمن ہوگئے اگر یہ مشرک اپنے بڑون کی چال پر چلتے ہین تو اپنے بڑون کے بڑے حضرت ابراہیم کی چال پر کیون نہین چلتے پھر فرمایا بات یہ ہے عمر بن لحی کے زمانہ سے جو دین ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام بگڑا اور مکہ مین بت پرستی کی رسم پھیلی اوسوقت سے نبی آخر الزمان کے عہد تک اللہ تعالیٰ نے ان مشرکون کو اور ان کی چند پیڑیون کو باوجود بت پرستی کے اس حکمت سے انکے حال پر چھوڑ رکھا تھا کہ نبی آخر الزمان کی ہدایت سے یہ مکہ کے لوگ اپنے قدیم بزرگون کی طرح ملت ابراہیمی پر قائم ہو جاوین اور چند پیڑی سے

منزل ۶

اونھون نے خانہ خدا مین بت پرستی جو پہیلا رکھی ہے وہ دور ہو جاوے لیکن ان لوگون کا یہ حال ہے کہ اللہ کے کلام کو جادو اور اللہ کے رسول کو جادوگر بتلاتے ہین عمرو بن لحی جس کا ذکر اس آیۃ کی تفسیر مین آیا ہے یہ وہی شخص ہے جسکو صحیح حدیثون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی شخص نے ملت ابراہیمی کو بگاڑا اس نے شام کے ملک سے اور جدہ سے بت لاکر مکہ مین بت پرستی پھیلائی اسی کو دوزخ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ آگ مین جل رہا تھا اور اپنی انتڑیان آگ مین کھینچے کھینچے پہرتا تھا صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایتین ہین اون مین یہ ذکر تفصیل سے ہے کہ عمرو بن لحی کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ مین جلتے اور اپنی انتڑیاں آگ مین کھینچے کھینچے پہرتے ہوئے دیکھا اسی ذکر مین آپ نے یہ بھی فرمایا یہ وہی شخص ہے جسنے ملت ابراہیمی کو بگاڑا اور مکہ مین بت پرستی پہیلائی

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ

اور کہتے ہین کیون نہ اُترا یہ قرآن کسی بڑے مردپر ان دو بستیوں کے کیا وہ بانٹتے ہیں تیری رب کی مہر

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ

بانٹی ہم نے اُنمیں روزی اُنکی دنیا کے جیتے اور اونچے کئے درجے ایک کے ایک سے کہ ٹھیراتا ہے ایک دوسرے

بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ

کو کمیرا اور تیرے رب کی مہر بہتر ہے ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں اور اگر یہ نہوتا کہ لوگ ہو جاویں

أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا

ایک دین پر تو ہم دیتے اُنکو جو منکر ہیں رحمن سے اُنکے گھروں کو چھت روپے کی اور سیڑہیاں جنپر چڑہیں

يَظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ۝ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا

اور اُنکے گھروں کو دروازے اور تخت جنپر تکیہ لگا بیٹھیں اور سونے کے اور یہ سب کچھ نہیں مگر

مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝

برتنا دنیا کے جیتے اور پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں اُنہیں کو ہے جو ڈر رکھیں

منزل ۶

جب قریش ان باتون مین بالکل لاجواب ہو گئے کہ جس طریقے پر وہ تھے وہ طریقہ ملت ابراہیمی کے سرتاپا مخالف ہی عمرو بن لحی کے زمانہ سے بت پرستی اور بتون کے نام پر جانورون کا چھوڑنا یہ سب کفر کی رسمین جاری ہو کر ملت ابراہیمی کی کوئی بات اون لوگون مین باقی نہین رہی تو لاجواب و رقائل ہونے کے بعد قریش نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم لوگ مالدار اور عزت دار ہین اسواسطے کسی مالدار شخص کو جیسا کہ مثلاً مکہ مین ولید بن مغیرہ اور طائف مین عروہ بن مسعود ہے ایسے لوگون کو ہم اپنا سرگروہ بنانا چاہتے ہین اسلئے یہ قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اوترتا ہے ولید یا عروہ جیسے کسی مالدار شخص پر نازل ہوتا تو خوب ہوتا اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین کئی طرح دیا ہے ایک تو یہ کہ اون لوگون کو کس نے مختار بنایا ہے جو یہ اللہ کی رحمت کے حصے اپنی غرض

کے موافق لگا رہے ہین۔ اللہ نے اپنی حکمت کے موافق جس شخص کو نبوت کے قابل پایا اوسکو نبوت عطا کی ان لوگون کو اللہ کی حکمت مین کیا دخل ہے جو یہ لوگ اپنی رائے لگاتے ہین دوسرا جواب یہ کہ دنیا مین کسی کو مالدار اور کسی کو مفلس کر دینا جس طرح خدا کے ہاتھ ہے انسان کی تدبیر کو اوس مین کچھ دخل نہین ہزارون اہل تدبیر اور اہل ہنر روٹی سے محتاج ہین اور ہزارون بیعقل اور بے ہنر مالدار ہین اسی طرح یہ بھی اللہ کے ہاتھ ہے کہ جسکو چاہے وہ نبی قرار دیوے اور جسکو چاہے امت بندون کو نہ اللہ کی حکمت کا پورا علم ہے نہ اونکو اللہ کی حکمت مین کچھ دخل دینے کا حق حاصل ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کی مالداری کو بڑی چیز خیال کرتے ہین اللہ تعالی کے نزدیک دنیا اور دنیا کی مالداری ایسی حقیر چیز ہے کہ کافرونکو زیادہ مالدار دیکھ کر دین دار لوگون کے پھسل جانے کا نتیجہ پیش نظر نہ ہوتا تو اللہ تعالی کافرون کا گھر بار سونے چاندی سے بھر دیتا لیکن نہ دنیا کو قیام ہے نہ اوس کی مالداری کو اسواسطے نافرمان لوگون کو جو کچھ دیا گیا ہے چھوڑ جانے کے لئے وہی بہت ہے غرض محض دنیا کا انتظام چلنے کے لئے کسی کو اللہ نے روپیہ پیسہ دیا ہے اور کسی کو روپیہ پیسے کا حاجتمند کیا ہے تاکہ ایک کا کام دوسرے سے چلتا رہے ورنہ دنیا کی مالداری اللہ تعالی کے نزدیک کوئی عزت کی چیز نہین ہے۔ دنیا کی حقارت کا ذکر جو ان آیتون مین ہے اوس کی تفسیر چند صحیح حدیثون مین ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ مین سہل بن سعد سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی قدر و منزلت اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے صحیح مسلم کی روایت سے جابر کی حدیث مشہور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مری ہوئی بکری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑی پر پڑی ہوئی دیکھکر صحابہ سے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی قدر اور منزلت اس مری ہوئی بکری سے بھی کم ہے۔ صحیح ابن حبان طبرانی اور مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری رافع بن خدیج اور ابی قتادہ سے معتبر روایتین ہین کہ اللہ تعالی دیندار شخص کو دنیا سے ایسا بچاتا ہے جس طرح بیمار کو دنیا مین لوگ پانی اور کھانے کے استعمال سے بچاتے اور روکتے ہین حاصل کلام یہ ہے کہ جب دنیا کے چندروزہ مالداری اور تنگ دستی کے انتظام کو اللہ تعالے نے اپنے اختیار مین رکھا ہے تو نبوت کے انتظام کو جو اللہ کی ایک خاص رحمت کا انتظام ہے ان لوگون کے اختیار مین کیونکر رکھا جا سکتا ہے کیونکہ نبوت کی پیروی کے طفیل سے نیک لوگونکو جنت جو ملنے والی ہے اوس کی تھوڑی سے جگہ بھی تمام دنیا سے بہتر ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جسقدر جگہ مین گھوڑے کا کوڑا رکھا جاتا ہے جنت کی اتنی جگہ بھی تمام دنیا سے بہتر ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ

اور جو کوئی آنکھیں چراوے رحمن کی یاد سے ہم اوسپر تعین کریں ایک شیطان پھر وہ رہے اوسکا ساتھی اور وہ انکو روکتے ہین

عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ

راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہانتک کہ جب آوے ہم پاس کہے کسطرح مجھ میں اور تجھ میں

منزل ۶

بَعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ۝ وَلَن يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

فرق ہو مشرق مغرب کا کہ کیا برا ساتھی ہے اور کچھ فائدہ نہیں تمکو آجکے دن جب تم ظالم ٹھیرے اس سے کہ تم عذاب میں

مُشْتَرِكُونَ ۝ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

شامل ہو سو کیا تو سناویگا بہرونکو یا سوجھاویگا اندھونکو اور صریح غلطی مین بہٹکتونکو،

فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ۝

پھر اگر کبھی ہم تجکو لیگئے تو ہمکو ان سے بدلا لینا

صحیح مسلم اور ترمذی مین حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان تعینات ہے فرشتہ ہر وقت نیک کام کی صلاح دیتا رہتا ہے اور شیاطین بدکام کی صلاح دیتا رہتا ہے صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت آدمی اللہ تعالی کی کچھ یاد اور ذکر آلہی کرتا ہے تو آدمی کے ساتھ جو شیاطین رہتا ہے وہ آدمی کی ہم نشینی سے الگ ہوجاتا ہے اور جب آدمی یاد آلہی سے غافل ہوجاتا ہے تو وہ شیاطین پھر انکے آدمی کی ہم نشینی کو مستعد ہوجاتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے آدمی کے دل مین ڈالنے شروع کردیتا ہے ان صحیح حدیثون سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کے ساتھ جو شیاطین ہے وہ سوا یاد آلہی کے وقت کے اور کسی وقت مین آدمی کی ہم نشینی سے جدا نہین رہتا اب ان صحیح حدیثون کے موافق آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ جو لوگ یاد آلہی سے غافل ہین انکے ساتھ کا شیاطین کبھی اون کی ہمنشینی سے الگ نہین ہوتا اور ہمیشہ ایسے لوگون کے دل مین برے کامون کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور نیک کامون سے روکتا رہتا ہے اسی واسطے باوجود اللہ کے رسول کی ہر وقت کی نصیحت اور ہر روز اللہ کا کلام نازل ہونے کے یہ مکہ کے مشرک لوگ نیک راستہ پر نہین آتے کیونکہ یاد آلہی اور نصیحت آلہی سے دور رہنے کے سبب سے اون کے شیاطین اون پر ایسے غالب ہوگئے ہین کہ ایکدم انکا پیچھا نہین چھوڑتے اور نصیحت آلہی سننے کی اونکو مہلت نہین دیتے حاصل کلام یہ ہے کہ جو لوگ کبھی یاد آلہی اور کبھی دنیا کے کامون مین مصروف رہتے ہین انکو فرشتے اور شیاطین دونون کی ہمنشینی کا موقع حاصل رہتا ہے اور جو لوگ ہمیشہ یاد آلہی سے غافل اور بیخبر رہتے ہین شیاطین کسی وقت اونکا پیچھا نہین چھوڑتے اور ہمیشہ کے لئے خدا کی طرف سے شیاطین اون کا ہمنشین قرار دیا جاتا ہے کس لئے کہ فرشتہ کی کی ہمنشینی کا کوئی موقع ہی ایسے لوگون کے لئے باقی نہین رہتا تفسیر عبدالرزاق مین جو روایتین ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح کے بد لوگ جب قبرون سے اوٹھین گے اوسوقت بھی اونکے شیاطین اونکے ساتھ ہونگے پھر جب دونون دوزخ مین داخل ہوجاوینگے تو ایک دوسرے سے بیزاری ظاہر کریگا جس کا ذکر اللہ تعالی نے ان آیتون مین فرمایا ہے پھر فرمایا شیاطین کے غلبہ کے سبب سے یہ لوگ بہرے اور اندھے ہورہے ہین نہ کچھ سنتے ہین نہ کچھ دیکھتے ہین پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تمہاری موجودگی مین جو لوگ نہین راہ راست پر نہ آئے تو بہت جلد اس غفلت کا بدلہ اللہ تعالے اون لوگون سے لیویگا ذرا وقت مقررہ آنے کی دیر ہے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے چنانچہ مثلاً مسیلمہ کذاب اور اوسکے ساتھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت

مین مارے گئے اسی طرح اہل دمشق بصرہ وغیرہ حضرت عمر کی خلافت مین اسلام کے تابع ہو گئے جنکی تفصیلی کیفیت تاریخ کی کتابون مین ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قوم نوح مین کے کچھ نیک لوگ مر گئے تھے جن کے مرنے کا غم قوم کے لوگون کے دل مین بہت تھا شیطان نے قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اون نیک لوگون کی شکل کے بت بنا کر رکھ لئے جاوین تاکہ اون بتون کی نگاہ کے سامنے رہنے سے اون نیک لوگون کی جدائی کا رنج کچھ کم ہو جاوے۔ قوم کے لوگون نے اس وسوسہ کے موافق عمل کیا اور پھر چند پشت کے بعد شیطان نے اون بتون کی پوجا دنیا مین پھیلا دی ویحسبون انہم مہتدون کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان برے کام کا وسوسہ اس ڈھنگ سے لوگون کے دل مین ڈالتا ہے کہ اوس کام کی برائی لوگون کو نظر نہین آتی عربی کے محاورہ مین ایک چیز کو دوسری چیز کا تابع ٹھہرا کر بولتے ہین مثلاً والد اور والدہ کو ملا کر والدین کہتے ہین بعد المشرقین اسی محاورہ کے موافق مشرق اور مغرب کو کہا گیا ہے بہکنے والے اور بہکانے والے دونون ایک جگہ دوزخ مین ہوین گے اس لئے فرمایا کہ آج کے دن کی بیزاری اور بعد المشرقین کی تمنا سے کچھ فائدہ نہین۔

أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ
یا تجھکو دکھادیں جو اُنکو وعدہ دیا ہے تو یہ ہمارے بس آئیں ہیں سو تو مضبوط رہ آسی پر جو تجھکو حکم

إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝
آیا تو ہے بیشک سیدہی راہ پر۔ اور یہ مذکور رہیگا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تمسے پوچھ ہوگی

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝
اور پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہمنے پہلے تجھسے کبھی ہمنے رکھی ہیں رحمن کے سوائے اور حاکم کہ پوجے جاوین

منزل ۶ ع ۱

اللہ پاک نے اس سے پہلے کی آیۃ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ یا تمہاری وفات کے بعد ضرور ہم کافرون پر عذاب نازل کرینگے اور بدلا لین گے اور یا تمہاری حیات مین وہ عذاب جس کا ہمنے وعدہ کیا ہے دکھا دینگے دونون باتون پر ہم قدرت رکھتے ہین اوپر کی آیۃ کے وعدہ کا جو کچھ ظہور صحابہ کے زمانہ مین ہوا اوس کا مختصر ذکر تو اوپر کی آیۃ کی تفسیر مین گزر چکا ہے بدر کی فتح سے لیکر اللہ کے رسول کی حیات تک جو فتوحات ہوئین وہ قصے اس دوسرے وعدہ کے ظہور کی گویا تفسیر ہین اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم کسی کے جھٹلانے کی کچھ پرواہ نکرو اور قرآن کی نصیحت پر مضبوطی سے قائم رہو اب تو یہ قریش قرآن کو جھٹلاتے ہین پھر اسی قوم مین ایسے لوگ ہون گے جو قرآن کی پیروی کے سبب سے بڑی عزت حاصل کرین گے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت سے لیکر عباسیہ خلافت کے عروج کے زمانہ تک اس وعدہ کا جو ظہور ہوا تاریخ الخلفاء کے دیکھنے سے اوس کا حال معلوم ہو سکتا ہے پھر جس قدر قرآن کی پیروی قوم سے اوٹھتی گئی اوسی قدر عزت بھی گھٹتی گئی اسی واسطے فرمایا جن لوگون نے قرآن کی پیروی مین خلل ڈالا اون سے قیامت کے دن اوس کی پوچھ ہو گی قریش کو

یہ عزت اسی سبب سے حاصل ہوئی کہ اللہ کے رسول اسی قوم مین سے ہوئے جس سے قرآن شریف قریش کی زبان مین نازل ہوا مشرکین مکہ کہتے تھے کہ کسی پچھلے دین مین خالص ایک اللہ کی عبادت ہمنے تو نہین سنی چنانچہ سورہ ص مین اس کا ذکر گزر چکا ہے ان لوگون کے قائل کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہراکر فرمایا کہ ان لوگون نے خالص ایک اللہ کی عبادت کسی پچھلے دین مین نہین سنی تو پچھلے دین والے اہل کتاب جو موجود ہین اونسے پوچھا جاوے کہ کیا کسی پچھلے دین مین ان مشرکون کی بت پرستی کا بھی کہین کچھ پتہ ہے آگے اسی ذکر کو سچا کرنے کے لئے فرعون کے قصہ کا حوالہ دیا تاکہ قریش کو معلوم ہو جاوے کہ پچھلے زمانہ مین خالص ایک اللہ کی عبادت کے ـــــ سے فرعون اور اوس کی قوم کا کیا انجام ہوا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ بھی اسی انکار پر اڑے رہے تو یہی انجام انکا ہو گا۔ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اس انکار پر بڑے بڑے اڑے رہنے والونکا جو انجام بدر کی لڑائی کے وقت ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی حدیث کے حوالہ سے اسکا تذکرہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا
اور ہمنے بھیجا موسی کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اُسکے سرداروں پاس تو کہا میں بھیجا ہوں جہان کے صاحب کا پھر جب

جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ
لایا اُن پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے انپر ہنسنے اور جو دکھاتے گئے ہم اُنکو نشانی سو دوسری سے بڑی اور پکڑا ہمنے اُنکو

بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا
تکلیف میں شاید وہ باز آویں اور کہنے لگے اے جادوگر پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکہا رکہا ہے تجکو ہم مقرر

لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ
راہ پر آویں گے پھر جب اُٹھالی ہمنے اُنپر سے تکلیف تبہی وہ وعدہ توڑ ڈالتے اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ
بولا اے قوم میری بہلا مجکو نہیں حکومت مصر کی اور نہریں چلتی ہیں میرے نیچے کیا تم نہیں دیکہتے بہلا میں بہتر ہوں

مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ
اُس شخص سے جسکو عزت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا پھر کیون نہ آپڑے اُسپر کنگن سونے کے یا آتے

مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝
اُسکے ساتھ فرشتے پرا باندہ کر پھر عقل کھودی اپنی قوم کی پھر اُسیکا کہا مانا مقرر وہ تھے لوگ بے حکم

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝
پھر جب ہمکو بھی جہنجہل دلائی تو ہمنے اُن سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا اُن سبکو پھر کر ڈالا اُنکو گئے گزرے اور کہاوت پچھلوں کے واسطے

منزل ۶

ع ۱۱

اوپر اس بات کا ذکر گزر چکا ہے کہ قرآن شریف مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتونکا جو تذکرہ آتا ہے اوس تذکرہ سے ہر ایک

مقام پر ایک خاص اور نیا فائدہ منظور ہوتا ہے۔ چنانچہ ان آیتون مین اللہ نے یہ فرمایا تھا کہ قریش اگر اپنی غفلت اور نافرمانی
سے باز نہ آوین گے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اون سے اون کی غفلت اور نافرمانی کا بدلا لیویگا ان آیتون مین پچھلی قومون مین سب سے
اخیر فرعون اور اوسکی قوم کو جو اللہ تعالیٰ نے نافرمانی کے بدلے مین ہلاک کیا تھا اوس کا ذکر فرمایا تاکہ قریش کو یہ معلوم ہو جاوے
کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کے بدلہ لینے کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو فوج حکومت ثروت کوئی چیز کام نہین آتی فرعون کے پاس لاکھون
فوج تھی اور حکومت اور ثروت ایسی تھی کہ جسکا دنیا مین شہرہ تھا اوس فوج اوس حکومت اوس ثروت پر ایک دم مین پانی
پھر گیا اور نہایت ذلت اور خرابی سے سب کے سب غرق ہو گئے قریش کے پاس نہ فوج ہے نہ اون کی وہ حکومت نہ وہ ثروت
پھر یہ کس برتے پر اللہ تعالےٰ کے رسول کی نافرمانی کرتے ہین۔ بہت قریب زمانہ گزرا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے نافرمان لوگ
باوجود اس ثروت اور حکومت کے جو اس طرح ذلت اور خواری سے نیست اور نابود ہو گئے اونکا حال یاد کر کے قریش کو ذرا
خواب غفلت سے ہونا چاہیے چنانچہ اسی فائدہ کے لئے فرعون اور اوسکے ساتھیون کے غرق ہو جانے کا ذکر فرما کر اخیر کو اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے فجعلناهم سلفا ومثلا للاخرين حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے جس طرح قریش کی ہدایت کے
لئے اللہ تعالیٰ نے تمکو رسول بنا کر بھیجا ہے اسی طرح فرعون اور اوسکی قوم کی ہدایت کے لئے موسےٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا
گیا تھا اور جس طرح قریش تمہاری نصیحت کو مسخراپن مین اوڑاتے ہین اسی طرح فرعون اور اوس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت
کو مسخراپن مین اوڑایا۔ قحط پیداوار کا نقصان طوفان ٹڈیان مینڈکون کی طرح طرح کی آفتون مین اگرچہ فرعون اور اوس کی قوم
کو پکڑا گیا لیکن ہر آفت کے وقت فرمانبرداری کا عہد کر کے آفت کے ٹل جانے کے بعد وہ لوگ اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔ فرعون
نے اپنی فارغ البالی اور موسیٰ علیہ السلام کی تنگدستی جتا کر اپنی قوم کو یہ دھوکا دیا کہ ایسا تنگدست شخص اللہ کا رسول نہین ہو سکتا
ان لوگون کی ایسی باتون پر جب اللہ تعالیٰ کو غصہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اوسکی قوم کو قلزم دریا مین ڈبو کر ہلاک کر دیا جسکے
ڈوبنے کا قصہ اورون کے لئے عبرت کی نشانی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی
ہے کہ اللہ تعالےٰ نافرمان لوگون کو راہ راست پر آنے کی مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ راہ راست پر
نہین آتے تو پھر اونکو بالکل برباد کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
نے فرعون اور اوسکی قوم کو پوری مہلت دی اور اس مہلت کے زمانہ مین چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجکر ان لوگون کو ڈرایا لیکن
جب یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو ایک دفعہ ہی اون کو بڑے عذاب مین پکڑ لیا اور دریائے قلزم مین ڈبو کر سب
کو ہلاک کر دیا +۔

منزل ۶

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ

اور جب کہاوت لائے مریم کے بیٹے کو تبھی تیری قوم اس سے چلاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے ٹھاکر بہتر ہیں یا وہ

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ
یہ نام جو دہرتے ہیں تجہپر سب جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہمنے اسپر فضل کیا اور کھڑا کیا

مَثَلًا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓىِٕكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۝ وَ
بنی اسرائیل کے واسطے اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ اور

اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝
وہ نشان ہے اس گہڑی کا سو اسمیں دہوکا نہ کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدہی راہ ہے

مسند امام احمد اور طبرانی وغیرہ مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز سورۃ الانبیا کی آیۃ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم کے موافق یہ فرمایا کہ مشرک جن چیزون کو پوجتے ہین وہ اور مشرک دونون قیامت کے دن دوزخ مین جہونکے جاوینگے اوسپر عبد اللہ بن زبعری ایک شخص نے یہ کہا کہ نصارا لوگ حضرت عیسی کو پوجتے ہین اور تم عیسے کو نبی اور ہمارے بتون سے ضرور اچہا گنتے ہوگے اس لئے جو حال ہمارے بتون کا ہوگا وہی حال حضرت عیسے کا ہوگا عبد اللہ بن زبعری کے اس جواب کو مشرک لوگون نے بڑا شافی جواب جانا اور سب خوش ہوئے اوسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ حضرت عیسے اللہ کے اون بندون مین جن پر اللہ نے اپنا فضل کیا ہے یہ مشرک جن شیاطینون کی پوجا کرتے ہین وہ شیاطین مشرکون کی پوجا سے خوش ہین اور جو لوگ حضرت عیسے کی پوجا کرتے ہین حضرت عیسی اونکی صورت سے بیزار ہین اس لئے ان مشرکون نے حضرت عیسی کی مثال اپنے شیاطینون سے جو ملائی ہے وہ بالکل غلط ہے ان آیتون مین یہ جو فرمایا کہ حضرت عیسی قیامت کی ایک نشانی ہین اوس کی تفسیر بعضے مفسرین نے اگرچہ یہ قرار دی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام مردون کو جو زندہ کرتے تھے یہ اون کا معجزہ ایک قیامت کی نشانی تھا کیونکہ جسطرح وہ مردون کو زندہ کرتے تھے اوسی طرح قیامت کے دن مردے زندہ ہونگے لیکن صحیح تفسیر وہی ہے جسکا ذکر صحیحین وغیرہ مین ابو ہریرہ کی روایۃ مین ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے زمین پر آوینگے اور دجال کو قتل کرینگے اسی واسطے اونکو قیامت کی نشانی فرمایا ہے۔ اس شان نزول کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایۃ کی سند مین ایک راوی عاصم بن بہدلہ کو اگرچہ نسائی دارقطنی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد اور ابو زرعہ نے عاصم کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے بھی ان عاصم کو معتبر ٹہرایا ہے سات قاری جو مشہور ہین اون مین یہ ایک عاصم بھی ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان ہی عاصم کی قرات کے موافق قرآن شریف پڑہا کرتے تھے حاصل کلام یہ ہے کہ یہ شان نزول کی روایۃ معتبر ہے یہ عبد اللہ بن زبعری قریش کے مشہور شاعرون مین ہین اسلام لانے سے پہلے اسلام کی اکثر ہجو کیا کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد اسلام مین داخل ہو گئے سورۃ الانبیا کی آیۃ مین خاص مشرکین مکہ کو مخاطب ٹہرا کر فرمایا تھا کہ تم اور تمہارے بت قیامت کے دن دوزخ کا ایندہن قرار دئے جاوینگے آیۃ کے اس مضمون مین عیسی علیہ السلام کو شامل کرنا زبردستی کا ایک جھگڑا تھا

سی واسطے عبداللہ بن زبعری اور اُنکے ساتھیوں کو جھگڑالو فرمایا۔ مشرکین مکہ فرشتوں کی مورتوں کو پوجنے کا بڑا فخر کرتے تھے اُسکے جواب میں فرمایا کہ آسمان پر رہنے سے فرشتے معبود نہیں ہو سکتے۔ اگر اللہ چاہے تو بنی آدم کی طرح فرشتوں کو زمین پر بسا دیوے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی نشانی فرما کر فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگوں سے کہدیا جاوے کہ اوس دن کی آفتوں سے بچنے کے لئے خالص اللہ کی عبادت کا سیدہا راستہ جو تم لوگوں کو بتلایا جاتا ہے وہ راستہ چلو کیونکہ قیامت کے آنے میں تم لوگوں کو شیطان نے دھوکے دے رکھا ہے اوس دہوکے سے قیامت کا آنا ٹل نہیں سکتا اصلی قیامت تو اپنے وقت پر آویگی لیکن جس طرح تمہارے بڑے بوڑہے مر گئے اوسی طرح تم بھی مر جاؤگے اور مرنے کے ساتھ ہی تم میں سے ہر شخص کی قیامت کا نتیجہ اُسکی آنکھوں کے سامنے آجاویگا جس نتیجہ کو دیکھکر پھر پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگوں کو جنت کا اور برے لوگوں کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر فرشتے یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے ہر شخص کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ مرنے کے ساتھ ہی ہر شخص کا قیامت کا نتیجہ اُس کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ

اور نہ روکدے تمکو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح اور جب آیا عیسیٰ نشانیاں لیکر بولا

قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں اور بتانے کو بعضی چیز جسمیں تم جھگڑتے تھے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

بیشک اللہ جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمہارا اُسی کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی راہ ہے پھر پھٹ گئے کتنے فرقے اُنکے بیچ سے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ

سو خرابی ہے اُن لوگوں کو آفت سے دکھ والے دن کی اب یہی راہ دیکھتے ہیں اُس گھڑی کی کہ آکھڑی ہو

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝

اُنپر اچانک اور اُنکو خبر نہ ہو جتنے دوست ہیں اُس دن دشمن ہونگے مگر جو ہیں ڈر والے

منزل ۶

اوپر عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر آنے کو قیامت کی نشانی فرما کر یہ فرمایا تھا کہ قیامت ایک دن ضرور آنے والی ہے ان آیتوں میں فرمایا آدم علیہ السلام کے قصہ سے یہ تو تمام بنی آدم کو معلوم ہو چکا ہے کہ شیطان بنی آدم کا قدیمی کھلا کھلا دشمن ہے وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو قسم کھا چکا ہے کہ جہاں تک اوس سے ہو سکے گا وہ ہر طرح بنی آدم کو نیک راستہ سے روکے گا۔ مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابو سعید خدریؓ کی معتبر روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو شیطان بنی آدم کو ہر طرح سے بہکانے اور نیک راستہ سے روکنے کی قسم کھا چکا ہے۔ یہ حدیث گویا اس بات کی تفسیر ہے کہ شیطان بنی آدم کا ایسا کھلا دشمن ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے رو برو قسم کھا کر وہ اس دشمنی کا اقرار کر چکا ہے اب بنی آدم میں سے جو شخص اپنے ایسے بڑے دشمن کو دشمن نہ سمجھے اور اس دشمن کے کہنے میں آجاوے وہ بڑا نادان ہے اسی واسطے فرمایا ہر شخص کو خوب ہوشیار رہنا چاہیے کہ شیطان اوس کو نیک راستہ سے نہ روکے سورہ آل عمران میں گزر چکا ہے کہ عیسے علیہ السلام کے زمانہ میں یونانی حکیموں کا بڑا زور تھا اسواسطے اللہ تعالی نے عیسے علیہ السلام کو مردہ کے زندہ کرنے کا اور مادر زاد اندھے کے اور کوڑھی کے اچھے کرنے کا معجزہ دیا جس سے اوس وقت کے یونانی حکیم حیران ہو گئے۔ حضرت عیسے علیہ السلام کے ان ہی معجزات کو نشانیاں فرمایا تفسیر سدی میں جو سلف کے قول ہیں آنکے موافق یہاں حکمت کے معنے نبوت کے ہیں۔ تورات کے بعضے احکام میں یہود نے جو اختلاف ڈال رکھا تھا عیسے علیہ السلام نے اوس اختلاف کو رفع کر دیا تھا مثلاً ہفتہ کے دن کی تعظیم میں جو یہود کا اختلاف تھا عیسے علیہ السلام نے اوسکو رفع کر کے ہفتہ کے دن کی بہت سی تعظیم کی باتوں کو کم کر دیا چنانچہ انجیل یوحنا کے پانچویں باب میں لکھا ہے کہ اس اختلاف کے رفع کر دینے پر یہود عیسے علیہ السلام کے دشمن ہو گئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام نے یہود کے بہت سے اختلاف جو رفع کیے ان آیتوں میں اوس کا ذکر ہے آگے عیسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالی کی وحدانیت کی جو نصیحت کی ہے اوسکا ذکر ہے اور یہ ذکر ہے کہ بنی اسرائیل میں سے یہود تو عیسے علیہ السلام کی نبوت اور انجیل کے بالکل منکر ہو گئے اور نصارا نے ایک خدا کے کئی خدا ٹھہرا دئے اور ایک انجیل کی کئی انجیلیں بنا دیں پھر فرمایا ایسے لوگوں کو قیامت کے دن کا انتظار کرنا چاہیے کہ اوس دن یہ لوگ اپنے اعمال کا خمیازہ بھگت لیں گے قیامت کے انتظار کا یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے جو لوگ مر جاویں گے اونکی قیامت تو مرنے کے ساتھ ہی گویا قائم ہو جاویگی کیونکہ مرنے کے ساتھ ہی جنت کے قابل شخص کو جنت کا اور دوزخ کے قابل شخص کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر فرشتے یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانہ میں رہنے کے لئے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا چنانچہ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی صحیح حدیث اس مضمون کی اوپر گزر چکی ہے۔ علاوہ اسکے آخری زمانہ میں وہ لوگ ہونگے جو صور کی آواز سنکر مر جاوینگے جنکا ذکر صحیح مسلم کی عبد اللہ بن عمر کی روایت سے ایک جگہ گزر چکا ہے غرض موت کا وقت یا صور کا وقت کسی کو معلوم نہیں اسواسطے فرمایا کہ قیامت بیخبری میں اچانک آجاویگی اب آگے قیامت کے دن کی نفسا نفسی کا ذکر فرمایا کہ اوس دن خدا سے ڈرنے والی قوم کے سوا اور سب مضمون کی آپس کی دوستی دشمنی سے بدل جاویگی اب دنیا میں تو بھٹکنے والے اور بھٹکانے والے آپس میں دوست بنے ہوئے ہیں قیامت کے دن جسطرح یہ ایک دوسرے کے دشمن بنجاوینگے اوس کا ذکر سورہ ابراہیم سورہ سبا اور سورہ حم السجدہ میں گزر چکا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی کی ایک بہت بڑی حدیث شفاعت کے باب میں ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز روزہ کے ساتھی مسلمان دوست اپنے گنہگار دوستوں کو بڑی گہری شفاعت کے بعد عذاب دوزخ سے نجات دلوا دیں گے۔ جن سورتوں کی آیتوں کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اون آیتوں اور ابو سعید خدری رضی کی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ قیامت کے دن خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے سوا اور سب لوگوں کی دوستی دشمنی سے بدل جاویگی۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۚ ادْخُلُوا

اے بندو میرے نہ ڈر ہے تمپر آجکے دن اور نہ تم غم کھاؤ جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکم بردار چلے جاؤ

منزل ۶

الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون ۰ یطاف علیہم بصحاف من ذہب واکواب وفیہا

بہشت مین تم اور تمہاری عورتین کہ تمہاری عزت کرین سے لیئے پھرتی ہین ان پاس رکابیان سونے کی اور آبخورے اور وہان ہے جو

ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین وانتم فیہا خلدون ۰ وتلک الجنۃ التی

دل چاہے اور جس سے آنکھین آرام پاوین اور تمکو اُنمین ہمیشہ رہنا اور یہ وہی بہشت ہے

اورثتموہا بما کنتم تعملون ۰ لکم فیہا فاکہۃ کثیرۃ منہا تاکلون ۰

جو میراث پائی تم نے بدلے اُن کامون کے جو کرتے تھے تم کو اُن مین میوے ہین بہت اُنمین سے کہاتے ہو

قتادہ کا قول ہے کہ قیامت کے دن نیک لوگون سے فرشتے پکار پکار کر یہ کہوینگے جسکا ذکر ان آیتون مین ہے کہ اے ایماندار بندو
تم آج کے دن ہر طرح کے ڈر و اغم سے بچے ہوئے ہو تم اپنی نیک بیبیون کو ساتھ لیکر جنت مین چلے جاؤ پھر جنتیون کی نعمتون کا ذکر فرمایا
کہ وہان سونے کے برتنون مین کھانے کی چیزین اور سونے کے آبخورون مین پینے کی چیزین لیکر خدمت گار حاضر اور کثرت سے طرح طرح
کے میوے موجود ہونگے اور ہر طرح کا راحت و آرام کا سامان وہان مہیا ہوگا ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر
چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے واسطے ایک مکان جنت مین اور ایک دوزخ مین بنایا ہے قیامت کے دن جو لوگ ہمیشہ کے لئے
دوزخی قرار پاوینگے اون کے جنت مین کے خالی مکانون کا وارث اہل جنت کو ٹہرا دیا جاوے گا۔ آیتون مین جنت کے جن مکانون
کو میراث کے طور پر فرمایا ہے یہ حدیث گویا اوس کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اچھے نیک عمل لوگون کو اونکے ذاتی مکانون کے علاوہ
ان خالی مکانون کا بھی وارث ٹہرایا جاویگا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدریؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جنتیون کے
جنت اور دوزخیون کے دوزخ مین چلے جانے کے بعد جنت اور دوزخ کے مابین مین موت کو ذبح کیا جاکر اہل جنت سے فرشتے پکار کر کہہ
دیوینگے کہ اب تم موت سے نڈر و اور راحت سے ہمیشہ جنت مین زندگی بسر کرو یہ حدیث وانتم فیہا خالدون کی گویا تفسیر ہے
صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیک لوگون کیلئے
جنت مین جو نعمتین پیدا کی گئی ہین وہ نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل مین اون کا خیال گزر سکتا
ہے۔ اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ قرآن اور حدیث کے ذریعہ سے جنت کی جو نعمتین کانون سے
سنی گئی ہین اونکے علاوہ جنت کی اور نعمتین ایسی بھی ہین جو اب تک کانون سے نہین سنی گئی ہین۔

منزل ۶

ان المجرمین فی عذاب جہنم خلدون ۰ لا یفتر عنہم وہم فیہ مبلسون ۰ وما ظلمنہم

البتہ جو گنہگار ہین دوزخ کی مار مین ہین ہمیشہ رہتے نہ ہلکی ہوتی ہے اُن پر اور اسی مین پڑے ہین نا امید اور ہمنے اُنپر

ولکن کانوا ہم الظلمین ۰ ونادوا یملک لیقض علینا ربک قال انکم مکثون ۰

ظلم نہین کیا لیکن تھے وہی بے انصاف اور پکارینگے اے مالک کہین ہمپر فیصلہ کرچکے تیرا رب وہ کہے گا تمکو رہنا ہے

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝

ہم لائے ہین تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے برا مانتے ہو کیا انھون نے ٹھیرائی ہے ایک بات تو ہم بھی کچھہ ٹھیراویں گے

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ

کیا خیال رکھتے ہین کہ ہم نہین جانتے انکا بہید اور مشورہ

اوپر اہل جنت کا ذکر تھا ان آیتون مین اہل دوزخ کا ذکر فرمایا یہ وہ منکر شریعت لوگ ہین جو سب شفاعتون کے بعد ہمیشہ کے لئے دوزخ مین رہین گے کیونکہ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری رضی کی شفاعت کی حدیث جو ایک جگہ گزر چکی ہے اوس مین ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہمیشہ دوزخ مین نرہے گا سورۃ النسا مین گزر چکا ہے کہ دوزخ مین ہمیشہ رہنے والے لوگونکی کی پہلی کھال جب جل جاویگی تو اوسی وقت اونکی دوسری کھال پیدا ہو جاویگی ان آیتون مین عذاب کے ہلکے نہ ہونے کا جو ذکر ہے سورۃ النسا کی آیتون سے اوس کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر رضی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے ان آیتون مین یہ جو ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگون پر ظلم سے عذاب نہین کیا بلکہ انکے اعمال کی سزا مین انکو یہ عذاب کیا گیا ہے۔ یہ حدیث گویا اوس کی تفسیر ہے۔ مستدرک حاکم بیہقی کی بعث ونشور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین عبداللہ بن عباس سے روایۃ ہے کہ جب یہ دوزخی لوگ دوزخ کے داروغہ سے یہ التجا کرین گے کہ مالک ان لوگون کی موت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ہزار برس تک ان لوگون کی التجا کا کچھہ جواب نہ ملیگا پھر ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دنیا مین تم لوگون نے اللہ کے حکمون کو جھٹلایا اسلئے اب یہی تمہاری سزا ہے کہ تم ہمیشہ اسی عذاب مین گرفتار رہوگے۔ حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس کی اس روایۃ کو صحیح کہا ہے مشرکین کا یہ اعتقاد تھا کہ بھید کے طور پر اسلام کی مخالفت مین جو باتین کی جاتی ہین اللہ تعالیٰ اون باتون کو نہین سنتا اسکے جواب مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگون کی بھید کی باتین اور مشورے سب سنتا ہے اسی واسطے یہ لوگ بھید کے مشورہ کے بعد جو بات ٹھہراتے ہین اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر سے اوسی بات کو مٹا دیتا ہے مثلاً بھید کے مشورہ کے بعد ان لوگون نے مکہ کے گرد موسم حج مین اس غرض سے آدمی بٹھائے کہ وہ مکہ کے مسافرون سے قرآن اور اللہ کے رسول کی برائی بیان کرین لیکن اللہ تعالیٰ نے انہی مکہ کے مسافرون کے ذریعہ سے اسلام کو ترقی دی۔ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ مین عبادہ بن الصامت رضی سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اہل مدینہ مین سے قبیلہ خزرج کے کچھہ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ کو آئے اور منیٰ پہاڑ کی گھاٹی مین اونھون نے اسلام کی بیعت کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون مین سے بارہ شخص چودھری اسلام کے پھیلانے کے لئے مقرر کئے ان چودھریون کو نقیب کہتے ہین۔ اس بیعت کے کرنے والے اہل مدینہ کا نام انصار قرار پایا جسکا مطلب یہ ہے کہ یہہ لوگ اسلام کے مددگار ہین عبادہ بن الصامت رضی بھی ان بارہ چودھریون مین سے ہین۔ ان چودھریون نے مدینہ اور اطراف مدینہ مین بڑی کوشش سے اسلام پھیلایا ہجرت سے پہلے دو ہزار کے قریب مسلمان نظر آنے لگے حاصل کلام یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے جن مسافرین مکہ کو اسلام سے روکنا چاہا تھا اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے منصوبہ کو بگاڑ کر انہی مسافرین مکہ کے ذریعہ سے جس طرح اسلام کو ترقی دی اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے۔

منزل ۶

بلیٰ ورسلنا لدیہم یکتبون ○ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین ○
کیون نہین اور ہمارے بھیجے انکے پاس ہین لکھتے تو کہہ اگر ہو رحمن کو اولاد تو مین سب سے پہلے پوجون
سبحٰن رب السمٰوٰت والارض رب العرش عما یصفون ○ فذرہم یخوضوا
پاکذات ہے وہ رب آسمانون کا اور زمین کا صاحب تخت کا ان باتون سے جو بتاتے ہین اب چھوڑ دے انکو بکبک کرین
ویلعبوا حتی یلٰقوا یومہم الذی یوعدون ○ وہو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ وہو الحکیم العلیم
اور کھیلین جب تک ملین اپنے اُس دن سے جسکا انکو وعدہ ہے اور وہی ہے جسکی بندگی ہے آسمان مین اور اُسکی بندگی ہے زمین اور وہی ہے حکمت

علاوہ ان فرشتون کے جو ہر آدمی کے ساتھ ہر طرح کی آفت سے حفاظت کرنے کے لئے مقرر ہین جنکا ذکر سورہ رعد مین گزر چکا ہی یہ دو فرشتے نیکی اور بدی لکھنے کی غرض سے ہر شخص کے ساتھ تعینات ہین صحیحین کی اور اور حدیث کی کتابون مین کی ابوہریرہ کی روایتہ سے جو ایک حدیث مشہور ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے دل مین جو وسوسہ آتا ہے جب تک اوس وسوسے کے موافق آدمی کوئی بات مونہہ سے نہ نکالے یا ہاتھہ پیر سے کوئی کام نکرے تو وسوسہ معاف ہی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا دل کے وسوسے کے اور جو کچھہ زبان سے نکلے یا ہاتھہ پیرون سے کیا جاوے وہ سب لکھا جاتا ہے بعضے مفسرین نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک روایتہ بیان کی ہے کہ سوا ان باتون اور کامون کے جن سے ثواب اور عذاب متعلق ہی اور عام باتین دنیا کے کام کی نامۂ اعمال مین نہین لکھی جاتین لیکن علی بن طلحہ کی سند سے صحیح قول حضرت عبداللہ بن عباس کا یہی ہی کہ پہلے سب کچھہ لکھا جاتا ہے اور پہر عذاب و ثواب کے قابل باتین اور کام چھانٹ لئے جاتے ہین مسند بزار وغیرہ مین جو روایتین ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ پاخانہ کے وقت اور ناپاکی کے وقت یہ کراماً کاتبین فرشتے انسان سے ذرا سرک کر الگ ہو جاتے ہیں نہیں تو ہر حالت مین آدمی کے ساتھہ ہی رہتے ہیں اور سارے دن کا نامۂ اعمال جو لکھکر یہ فرشتے لیجاتے ہیں اگر اُس نامۂ اعمال مین کہیں استغفار ہو تو اللہ تعالے اُس دن کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اگرچہ بعضے علما نے لکھا ہے کہ دل کا وسوسہ جبتک محض وسوسہ ہے تو معاف ہے لیکن اوس وسوسہ پر جب دل مضبوط ہو جاوے تو اُسکو عزم کہتے ہیں اور دل کے عزم پر شریعت مین مواخذہ ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہی کہ دل کا عزم اگر اون مسلون کے متعلق ہو جو مسلے خاص دل سے اعتقاد کے طور پر متعلق ہیں مثلاً دل مین خدا کی وحدانیت کا یقین کرنا آنحضرت کی رسالت کا یقین کرنا ان مسلون کا دلی شک بلاشک قابل مواخذہ ہے کیونکہ کفر و شرک کا اعتقاد دل ہی کا نام ہے ہان فقط ہاتھہ پیرون کے یا زبان کے متعلق جو مسلے ہین اون ہر طرح کا دل کا وسوسہ صحیح حدیثون کی رو سے معاف ہے ان آیتون مین یہ جو فرمایا کہ اے رسول اللہ کے ان مشرکون سے کہدو کہ اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو سب سے پہلے مین اوس اولاد کو پوجتا صحیح معنے اسکے یہی ہیں کہ جب مین اللہ کا رسول ہوکر سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہین کرتا اور اُسکی عبادت مین کسی کو شریک کرنے کی وحی مجھکو نہین آئی تو اوس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کا کوئی شریک اور اولاد نہین ہے پہر تم لوگ بغیر سند کے اللہ کا شریک اور اللہ کی اولاد کیونکر ٹھہراتے ہو۔ اب آگے فرمایا کہ اللہ ان مشرکون کے شرک سے پاک ہے اور ایسا صاحب تخت بادشاہ

کہ آسمان و زمین میں اوسی کی بادشاہت ہے نہ کوئی اوسکا ولیعہد ہے نہ وزیر پھر اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر فرمایا کہ سزا کا وقت مقررہ آنے تک ان مشرکوں کو انکے حال پر چھوڑ دیا جاوے کیونکہ مجبور کر کے کسی کو راہ راست پر لانا اللہ کو منظور نہیں ہے۔ پھر فرمایا اگرچہ یہ مشرک آسمان پر رہنے کے سبب سے فرشتوں کی یہاں تک عزت کرتے ہیں کہ فرشتوں کی مورتوں کی پوجا کرتے ہیں لیکن اللہ کی وہ شان ہے کہ آسمان و زمین میں اوس کے سوا کوئی دوسرا بندگی کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہ سب کا خالق ہے اور سب اوس کے مخلوق ہیں اوسکی حکمت اور اوسکا علم ایسے وسیع ہیں کہ کسی انتظام میں وہ اولاد کی مدد کا محتاج نہیں۔

وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ

اور بڑی برکت ہے اوسکی جسکا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو انکے بیچ ہے اور اوسی پاس ہے خبر قیامت کی اور اوسی

تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

تک پھر جاؤ گے اور اختیار نہیں رکھتے جنکو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جسنے گواہی دی سچی اور انکو خبر تھی

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

اور اگر تو انسے پوچھے کہ انکو کسنے بنایا تو کہیں گے اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب

قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے سو تو منہ پھیر انکی طرف سے اور کہہ سلام ہے اب آخر کو معلوم کر لیں گے

ع ۱۲ منزل ۶

مشرکین کہ فرشتوں کی شکل کی مورتیں بنا کر اون مورتوں کی پوجا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی ان مورتوں کی پوجا کریگا تو جن فرشتوں کی یہ مورتیں ہیں وہ فرشتے اللہ کی روبرو اپنی پوجا کرنے والوں کی سفارش کریں گے۔ یہ مشرک لوگ قیامت کے تو قائل نہیں تھے اسلیے اس سفارش کا مطلب ان لوگوں کے نزدیک یہ تھا کہ دنیا کی بہبودی کے باب میں فرشتے ان لوگوں کی سفارش کریں گے اسکے جواب میں اللہ تعالی نے فرمایا جسطرح زمین میں اللہ کی مخلوقات ہے اسی طرح آسمان پر فرشتے ہیں کیونکہ آسمان و زمین دونوں میں اللہ کا ہی راج ہے اور اوسکے حکم کے آگے سب عاجز اور بے اختیار ہیں اسواسطے ایسے بے اختیار مخلوقات میں سے نہ کسی کو اوس کی عبادت میں شریک ٹھہرایا جا سکتا ہے نہ اوس کی بغیر مرضی کوئی کسی کی سفارش کر سکتا ہے سورۃ الانبیا میں گزر چکا ہے کہ فرشتے رات دن اللہ کی عبادت سے کبھی نہیں تھکتے معتبر سند کی ابوذر کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے آسمانوں میں کہیں چار انگل کی جگہ بھی ایسی خالی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ عبادت الٰہی میں مصروف نہ ہو۔ سورۃ الانبیا کی آیتوں اور ابوذر کی اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ سارے آسمان کے فرشتوں کا ہر وقت کا مشغلہ جب خالص اللہ تعالی کی عبادت ہے تو وہ ان مشرکوں کے شرک کو کب پسند کر سکتے ہیں چنانچہ سورۃ السبا میں گزرا کہ جن فرشتوں کی مورتوں کو یہ مشرک پوجتے ہیں قیامت کے دن وہ فرشتے ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے اسی واسطے فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں سفارش تو وہ کر سکتا ہے کہ جسکے دل میں اللہ کی وحدانیت کا یقین اور زبان پر اوس وحدانیت کا

اقرار ہوا ان مشرکون کے بتون مین یہ دونون باتین نہین اسلئے یہ بت تو سفارش کے قابل نہین اور جنکی شکل کے یہ بت ان مشرکون نے
بنائے ہین وہ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہین پھر ان مشرکون کی سفارش کون کریگا اوسکو یہ مشرک کسی سند سے بیان کرین اور یہ
یاد رکھین کہ اللہ تعالی کے علم غیب مین قیامت کے آنے کا جو وقت ٹھہر چکا ہے اسوقت قیامت ضرور آنے والی ہے اور اس دن اس شرک
کی جوابدہی کے لئے اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہونا پڑے گا اور سوا پچھتاوے کے اوس دن ان لوگون کو اور کچھہ کام نہ ہوگا لیکن
وہ بیوقت کا پچھتاوا ان لوگون کے کچھہ کام نہ آویگا ۔ پھر اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر فرمایا اے رسول اللہ کے اگر تم ان لوگون سے
پوچھو گے کہ تم لوگون کو کسنے پیدا کیا تو سوا اسکے انکے پاس اور کچھہ جواب نہین کہ یہ لوگ اللہ کو اپنا خالق بتاوین گے اسکے بعد اپنے خالق کو چھوڑ کر
غیرون کو معبود ٹھہرانے کا انکے پاس کچھہ جواب نہین ہے ۔ وقیلہ یا رب ان ہولاء قوم لا یومنون ۔ مفسرین نے اسکے دو مطلب بیان کئے
ایک تو یہ کہ وقیلہ مین واو قسم کا لیا جاوے اس صورت مین آیۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایۃ کے طور پر
یہ جو کہا کہ اے رب یہ لوگ باوجود ہر وقت کی نصیحت کے کسی طرح راہ راست پر نہین آتے اللہ کے رسول کا یہ قول ایسا سچا ہے کہ اللہ
تعالی اوسی قول کی قسم کھا کر اوس کی صداقت کو جتلاتا ہے ۔ آیۃ کا یہ مطلب تفسیر مدارک کے موافق ہے اور شاہ صاحب نے اپنی مرادی
ترجمہ مین اسی تفسیر کو لیا ہے ۔ مشہور سات قراون مین عاصم بن بہدلہ کی قرات بھی یہی ہے ۔ قرارت کے باب مین ان عاصم بن
بہدلہ کے قول کا بڑا اعتبار ہے ۔ اوپر گذر چکا ہے کہ حدیث کے باب مین اگرچہ بعضے علما نے ان عاصم کو ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد اور
ابو زرعہ نے ان عاصم کو ثقہ اور ابو حاتم نے معتبر قرار دیا ہے ۔ دوسرا مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ وقیلہ کو انا لا نسمع سرہم ونجواہم سے متعلق
کیا جاوے اس صورت مین آیۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ ان مشرکون کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اللہ تعالی انکے بھید اور مشورون اور اپنے
رسول کی شکایت کو نہین سنتا وہ سب کچھہ سنتا ہے لیکن اوسکے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے اوسنے وقت مقررہ
کے آنے تک ان سرکش لوگون کو مہلت عطا کر کے اپنے رسول کو درگذر کا حکم دیا ہے مہلت کے زمانہ مین اگر یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے
تو وقت مقررہ پر اپنی اسی سرکشی کا نتیجہ اچھی طرح معلوم کرین گے یہ مطلب تفسیر ابن جریر کے موافق ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ
سے ابو موسی اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالی پہلے نافرمان لوگون کو مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ مین
وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو اونکو ایسے عذاب مین پکڑ لیتا ہے جس سے وہ پھر بچ نہین سکتے اسی طرح صحیح بخاری
ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث بھی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ بدر کی لڑائی مین مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے سرکش
نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے کے ساتھ ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے
رسول نے اونکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ تعالی کے وعدہ کو سچا پا لیا ۔ ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین
بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی عادت کے موافق جو وہ پندرہ برس تک اہل مکہ کو مہلت دی لیکن جب مہلت
کے زمانہ مین مشرکین مکہ مین کے سرکش لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت دنیا وآخرت کے عذاب مین گرفتار
ہو گئے جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے جدا ہوتے وقت سلام کا برتاؤ کیا تھا جس کا ذکر سورہ مریم مین گذرا اسیطرح

اللہ تعالی نے ان آیتون مین اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کے برتاؤ کا حکم دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جب باوجود رات دن کی نصیحت کے اے قوم کے سرکش لوگو تم اپنی عادتون سے باز نہین آتے تو تم کو اور تمہاری عادتون کو سلام ہے تم جانو اور تمہاری عادتین اب آخر وہ وقت آنے والا ہے کہ تم لوگ اپنی ان بد عادتون کا نتیجہ معلوم کر لوگے۔ اگرچہ بعضے مفسرین نے جہاد کے حکم سے آیۃ کے ٹکڑے فاصفح عنھم کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن اس تفسیر مین ایک جگہ یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ جہاد کے حکم سے درگذر کی کوئی آیۃ منسوخ نہین ہے۔

سُوْرَۃُ الدُّخَانِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا

حٰمٓ ○ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ○ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ

قسم ہے اس کتاب واضح کی بیشک ہمنے اسکو اتارا ایک برکت کی رات مین ہم ہین کہہ سنانے والے اسی مین جدا ہوتا ہی ہر کام

اَمْرٍ حَکِیْمٍ ○ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ○ رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

جانچا ہوا حکم ہوکر ہمارے پاس سے ہم ہین بھیجنے والے مہر سے تیرے رب کی وہی ہے سنتا جانتا

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ○ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّکُمْ

رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو انکے بیچ ہے اور اگر تم کو یقین ہے کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے جلاتا ہی مارتا ہی

وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ○ بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ یَّلْعَبُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ

اور رب تمہارے باپ دادون کا کوئی نہین وہ دھوکے مین ہین کھیلتے سوتو راہ دیکھ جسدن کر لاوے آسمان دھوان

مُّبِیْنٍ ○ یَّغْشَی النَّاسَ ھٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ○

صریح جو گھیرے لوگون کو یہ ہے دکھ کی مار اے رب کھول دے ہم سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہین

اَنّٰی لَھُمُ الذِّکْرٰی وَقَدْ جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ

کہان ملے انکو سمجھنا اور آچکا ان پاس رسول کھول سنانے والا پھر اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہی

مَّجْنُوْنٌ ○ اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّکُمْ عَآئِدُوْنَ ○ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَۃَ

باؤلا ہم کھولتے ہین عذاب تھوڑے دنون تم پھر وہی کرنے ہو جسدن پکڑینگے ہم بڑی

الْکُبْرٰی اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ○

پکڑ ہم بدلا لینے والے ہین

منزل ۶ وقف لازم

سجدہ ۱

حم والکتاب المبین کی تفسیر سورہ الزخرف کے شروع میں گزر چکی ہے۔ جس برکت والی رات کا ذکر ان آیتوں میں ہے اگرچہ بعضے مفسروں نے لکھا ہے کہ یہ برکت والی رات شعبان کی پندرھوین رات ہے لیکن یہ قول شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے کے مخالف ہے صحیح وہی حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے جسکو نسائی اور حاکم وغیرہ نے معتبر سند سے روایت کیا ہے کہ شب قدر میں ایک دفعہ سارا قرآن لوح محفوظ سے اول آسمان پر نازل ہوا پھر پھر ایک موقع پر پھر ایک آیت حضرت جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتیں ہیں اون میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صاف جتلا دیا ہے کہ شب قدر رمضان میں ہوتی ہے ان آیتوں میں دھوین کا جو ذکر ہے اردو فارسی اور اردو فائدہ میں اوس دھوین کے باب میں اختلاف ہے صحیح قول اس اختلاف میں یہی ہے کہ ان آیتوں میں تو مکہ کے قحط کے دھوئیں کے مانند غبار کا ذکر ہے اور قیامت کے قریب جو دھواں آسمان پر چھا جاوے گا جسکا ذکر صحیح مسلم کی حذیفہ بن اسید کی روایت میں ہے قیامت کی علامت کا وہ ایسا جدا دھواں ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ میں قحط پڑا تھا اور قحط کے دنون میں بھوک کے سبب سے آنکھوں میں اندھیرا سا آنکر آسمان پر غبار سا چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا اوسکو دھواں فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے یہی تفسیر صحیح بخاری میں ہے اسواسطے یہی تفسیر صحیح ہے کہ ان آیتوں کی تفسیر میں تو اوس قحط کے وقت کے غبار کو دھواں قرار دیا جاوے اور حذیفہؓ بن اسید کی روایت کے موافق علامت قیامت کا دھواں جدا کہا جاوے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے پہلے شب قدر میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر نازل فرمایا اور پھر ہر ایک موقع پر اسکی آیتیں اول آسمان سے نازل ہوئیں۔ بیہقی کی شعب الایمان تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسمیں فیہا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ بیان فرمائی ہے کہ شب قدر میں سال بھر کے سب کاموں کی تفصیل لوح محفوظ سے نقل کی جاکر فرشتوں کو سال بھر کا انتظام چلانے کے لئے دیجاتی ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں سے مجاہد عکرمہ وغیرہ نے بھی آیۃ کی یہی تفسیر کی ہے۔ حکیم کے معنے یہاں محکم اور مضبوط کے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے سال بھر کا انتظام لوح محفوظ سے نقل کیا جاکر جو فرشتوں کو دیا جاتا ہے وہ ایسا مضبوط ہوتا ہے کہ اوس میں کچھ رد و بدل پھر نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا لوح محفوظ سے اول آسمان پر اور اول آسمان سے زمین پر یہ قرآن اسلئے نازل کیا گیا ہے کہ انجانی کا عذر رفع کر دینے کے لئے ہر زمانہ میں آسمانی احکام دیکر رسولوں کا بھیجنا عادت الٰہی میں داخل ہے اسواسطے اوس نے اپنی رحمت سے یہ قرآن نازل کیا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی انجانی کو رفع کر دینا بہت پسند ہے اسواسطے اوس نے آسمانی کتابیں دیکر رسول بھیجے یہ حدیث انا کنا مرسلین کی گویا تفسیر ہے۔ اب آگے فرمایا یہ منکر قرآن لوگ جو باتیں قرآن کی آیتوں کے باب میں کہتے ہیں وہ سب اللہ سنتا ہے اور قرآن کی نصیحت کے موافق نیک لوگ جو عمل کرتے ہیں ان سب عملوں کو وہ جانتا ہے سزا و جزا کے وقت اس کا نتیجہ سب کی آنکھوں کے سامنے آجاویگا۔ مشرکین مکہ اپنے بتوں کی بنائی ہوئی کوئی چیز نہیں دکھا سکتے تھے اسواسطے وہ اس بات کے قائل تھے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ آسمان و زمین ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے

منزل ۶

اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو سب چیزونکا خالق مانتے ہو اور اپنے بتون کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز دنیا مین نہین دکھا سکتے تو پھر
جسکے اختیار مین تمہاری موت و زندگی ہے اور جسنے تمکو اور تمہارے بڑون کو پیدا کیا اوس کی تعظیم مین تم غیرون کو کس سند سے شریک کرتے
ہو پھر فرمایا یہ لوگ اس بات کے بھی پورے قائل نہین ہین کہ سب چیزونکا خالق اللہ تعالیٰ ہے بلکہ مثلاً جب یہ کشتی مین سوار ہوتے ہین تو کشتی
کے ڈوبنے کے خوف کے وقت یا کسی اور ایسی مصیبت کے وقت اپنے بتون کو بھول جاتے ہین اور اللہ کو سب چیزون کا خالق جانکر اوسی سے
مصیبت کے ٹل جانے کی التجا کرتے ہین اور جب وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر بتونکو اپنا معبود جاننے لگتے ہین حاصل یہ ہے کہ ہر طرف سے
یہ لوگ دھوکے مین ہین اور وہ دھوکا بھی ان لوگونکا کھیل کے طور پر ہے جسطرح بچے کھیل کی چیزون سے کبھی کھیلتے ہین اور کبھی انکو توڑ
پھوڑ کر پھینکدیتے ہین یہی حال ان لوگونکا ہے کہ مصیبت کے وقت کچھ ہے اور راحت کے وقت کچھ۔ اب آگے اپنے رسول کو مخاطب
ٹھہرا کر فرمایا اے رسول اللہ کے اگر یہ لوگ اسی حال مین رہین کہ تمکو اوسی دہوئین کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیے جو آسمان پر چھا جاوے گا
اور لوگون کو گھیر لیویگا اسوقت یہ لوگ التجا کرین گے اور کہوین گے کہ یا اللہ اگر یہ دہوین کا عذاب ٹل گیا تو ہم راہ راست پر آجاوین گے
لیکن اللہ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ راہ راست پر آنیوالے نہین کیونکہ جب اس عذاب سے پہلے یہ لوگ راحت کی حالت مین تھے تو اللہ کے
رسول کو دیوانہ بتاتے تھے اور قرآن کی آیتون کو کہتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام نہین ہے خود تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھ ہین کوئی شخص انکو
یہ باتین سکھا جاتا ہے جسکو یہ اللہ کا کلام مشہور کرتے ہین۔ پھر فرمایا یہ لوگ اپنی بات پر قائم نہین اسلئے اللہ تعالیٰ انکی مصیبت کو کچھ دنون
تک ٹال دیتا ہے تو یہ لوگ شرک مین گرفتار ہو جاتے ہین۔ پھر فرمایا کہ یہ ان لوگونکی درمیانی مصیبتین ہین جو ٹل جاتی ہین انکے بداعمالون
کی پوری سزا کے طور پر جب ان لوگون کی سخت گرفت ہوگی تو وہ کسی طرح نہین ٹل سکتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق
سخت گرفت بدر کی لڑائی کے دن کی گرفت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کے موافق آخرت کے عذاب کی گرفت ہے لیکن
ان دونون قولون مین کچھ اختلاف نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث جو کئی جگہ گزر چکی ہے اوس سے
معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ مین کے جو سرکش لوگ بدر کی لڑائی مین نہایت ذلت سے مارے گئے مرتے کے ساتھ ہی وہ عذاب آخرت مین
گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانیکے لئے اللہ کے رسول نے ان لوگون کی لاشون پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ تعالیٰ
کے وعدہ کو سچا پالیا۔ اب بدر کے دن دونون جہان کے عذابون کو سخت گرفت کی تفسیر قرار دیا جاوے تو اوپر کے دونون قولون
مین کچھ اختلاف باقی نہین رہتا۔ پکڑین گے ہم بڑی پکڑ۔ اس کا مطلب بھی سخت گرفت کا ہے۔

منزل ۶

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ
اور جانچ چکے ہین ہم انسے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا ان پاس رسول عزت والا کہ حوالے کرو میرے بندے خدا کے مین تم پاس
رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي
آیا ہون بھیجا معتبر — اور یہ کہ چڑھے نجاؤ اللہ کے مقابل مین لاتا ہون تم پاس ایک سند کھلی — اور مین پناہ لیچکا ہون اپنی

وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ۝ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ

اور تمہارے رب کی اس سے کہ مجھکو سنگسار کرو ۔ اور اگر تم نہین یقین کرتے مجھپر تو مجھسے پرے ہو جاؤ پھر پکارا اپنے رب کو کہ یہ لوگ

مُّجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ۝

گنہگار ہین پھر لے نکل رات سے میرے بندونکو البتہ تمہارا پیچھا کرینگے

اوپر ذکر تھا کہ قریش پر قحط کی آفت آئی تو انہون نے اپنے بتون کو چھوڑ کر خالص اللہ سے رفع قحط کی التجا کی اور جب اللہ نے اوس بلا کو رفع کر دیا تو وہ لوگ پھر وہی شرک کرنے لگے ۔ قریش کی یہ حالت فرعون کی قوم کی حالت سے ملتی ہوئی تھی اسواسطے ان آیتون مین فرعون اور اوسکی قوم کا ذکر فرمایا ۔ سورۂ یوسف مین گزر چکا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے مصر کے قیام کے زمانہ مین بنی اسرائیل اپنی اصلی وطن ملک شام کو چھوڑ کر مصر مین آکر آباد ہوئے تھے اور یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد فرعون بنی اسرائیل کو بڑی ذلت سے رکھتا تھا اسواسطے موسی علیہ السلام کے نبی ہو کر مصر مین آنیکے بعد اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجا کر شام کے ملک مین بسا دو ۔ ان آیتون مین وہی ذکر ہے کہ موسے علیہ السلام نے فرعون اور اوس کی قوم سے یہ درخواست کی کہ بنی اسرائیل کو موسی علیہ السلام کے حوالہ کر دیا جائے اوسی درخواست کی تائید مین موسے علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ مین اللہ تعالی کی طرف سے امانت دار رسول ہون جسطرح مجھکو اللہ کا حکم ہوتا ہے وہی مین تم لوگون کو پہونچا دیتا ہون اپنی طرف سے اوس مین کچھ خیانت نہین کرتا اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالی کے حکم کو مان لینے مین تم کو سرکشی مناسب نہین ہے کیونکہ اس سرکشی کے سبب سے قحط کے طوفان کی ٹڈیون وغیرہ کی آفتون کو تو تم لوگ میری نبوت کی سند کے طور پر دیکھ چکے ہو اب آیندہ اگر اپنی سرکشی سے باز نہ آؤگے تو تم پر کوئی بڑی آفت آجاویگی ۔ جو جو آفتین قوم فرعون پر آئین اونکا ذکر سورہ اعراف مین گزر چکا ہے ۔ فرعون نے موسی علیہ السلام کو قتل کر ڈالنے کا ڈراوا دیا تھا اوس کا جواب موسی علیہ السلام نے یہ دیا کہ تیرے ظلم سے بچنے کے لئے مجھکو اللہ تعالی کی پناہ کا سہارا کافی ہے ۔ آخر موسی علیہ السلام نے فرعون اور اوسکی قوم سے یہ بھی کہا کہ اگر تم لوگ میری نبوت کو نہین مانتے ہو تو مجھ سے کچھ مزاحمت نکرو مین بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لیکر مصر سے چلا جاتا ہون جب فرعون اور اوس کی قوم نے موسی علیہ السلام کی کسی نصیحت کو نہ مانا تو موسے علیہ السلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ مین یہ شکایت کی کہ یا اللہ یہ گنہ گار قوم کے لوگ کسی طرح اپنی سرکشی سے باز نہین آتے ۔ اب مہلت کا زمانہ پورا ہو گیا اور عذاب الہی کے آجانے کے سوا اور کوئی متوقع باقی نہ رہا اسلئے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر ایک رات مصر سے چلے جاؤ اور اسی حکم مین یہ بھی جتلا دیا کہ گھبرانا نہین فرعون اور اوسکے ساتھی تمہارا پیچھا کرینگے ۔ یہ پیچھا کرنے کا قصہ سورۃ الشعرا مین گزر چکا ہے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے کی خبر سنی تو بہت بڑا لشکر ساتھ لیکر انکا پیچھا کیا اور دریائے قلزم کے قریب جب بنی اسرائیل کو فرعون کی فوج نظر آنے لگی تو بنی اسرائیل نے گھبرا کر موسے علیہ السلام سے کہا کہ اب ہم فرعون کے ہاتھ سے بچ نہین سکتے کیونکہ ہمارے آگے دریا ہے اور پیچھے فرعون کی فوج دوڑم دوڑ چلی آتی ہے موسے علیہ السلام نے جواب دیا کہ گھبراؤ نہین ہمارے ساتھ ہمارا اللہ ہے وہ ہماری مدد کریگا ۔ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو سچا کیا اور موسی علیہ السلام

کو حکم دیا کہ تم اپنا عصا دریا کے پانی پر مارو حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے موسے علیہ السلام
کے ساتھ تھے اسواسطے عصا کے پانی پر مارتے ہی دریا مین بارہ راستے پیدا ہو گئے تفسیر سدی میں ہے کہ اون پانی کی دیوارون
مین جالیان بھی پیدا ہو گئین جنمین ہر ایک قبیلہ کے لوگ دوسرے قبیلہ کے لوگون کو دیکھتے ہوئے ہنسی خوشی دریا سے پار ہو گئے
صحیح بخاری مسلم نسائی ابن ماجہ اور مسند امام احمد مین جو چند روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو آئے تو مدینہ کے گرد نواح مین جو یہود رہتے تھے اونکو عاشورے کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے
سنا اسکا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ آج ہی کے دن بنی اسرائیل صحیح و سالم دریائے قلزم سے پار ہوئے اور فرعون مع
اپنے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہوا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکریہ مین موسیٰ علیہ السلام آجکے دن روزہ رکھا کرتے تھے وہی
روزہ بنی اسرائیل مین چلا آتا ہے اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے کہ اس سے بنی اسرائیل کے صحیح و سالم دریائے
قلزم سے پار ہونے اور فرعون کے ڈوبنے کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ
اور چھوڑ جا دریا کو جو تھم رہا البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیان اور گھر
كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ
خاصی اور آرام جس مین تھے باتین بناتے اسی طرح اور وہ سب ہاتھ لگا یا ہمنے ایک اور قوم کو پھر نہ رویا انپر
عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝
آسمان اور زمین اور نہ ملی انکو ڈھیل

منزل ۶ ع ۱۴

اوپر گزر چکا ہے کہ جب حضرت موسے علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر قلزم دریا کے کنارہ پر پہونچے تو دریا مین راستہ
پیدا ہو جانے کے لئے حضرت موسے کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا کہ دریا مین اپنا عصا مارین اس آیۃ کی تفسیر حضرت
عبد اللہ بن عباس نے یہ فرمائی ہے کہ دریا سے پار ہو جانے کے بعد حضرت موسے علیہ السلام نے چاہا تھا کہ اس قصد سے دریا
مین پھر عصا مارین کہ پہلی دفعہ دریا مین عصا مارنے سے دریا مین جو راستہ پیدا ہو گیا ہے وہ راستہ دوسری دفعہ عصا کے
مارنے سے جاتا رہے تاکہ اوس راستہ سے فرعون اور اوسکے ساتھی دریا سے پار ہو کر بنی اسرائیل کا پیچھا نکریں اللہ تعالیٰ نے حضرت
موسے علیہ السلام کو حکم دیا کہ دریا کو اسی طرح بیچ میں سے خشک رہنے دو تاکہ فرعون اور اوسکا لشکر دریا کی خشک زمین پر
پہونچ جاویں تو پانی کا پاٹ ملا دیا جاوے اور اون سب کو غرق کر دیا جاوے اسی قصہ کو مختصر طور پر فرمایا کہ فرعون اور اوسکے
ساتھی اپنے باغ اور نہریں کھیتیاں اچھے مکان اور راحت کا ہر طرح کا سامان مصر میں چھوڑ کر یہاں دریائے قلزم کے کنارہ
پر آئے اور اللہ کی قدرت سے دریا میں بارہ راستے جو ہو گئے تھے اونکے ذریعہ سے دریا سے پار ہونا چاہا لیکن جب سب
بیچ دریا میں پہونچے تو اللہ کے حکم سے دریا کا پاٹ مل گیا اور سب ڈوب گئے آسمان و زمین کے رونے کے باب میں جس حدیث

کاحوالہ شاہ صاحب نے اپنے اردو فائدہ میں دیا ہے یہ حدیث ترمذی مسند ابی یعلی موصلی تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر سفیان ثوری وغیرہ میں حضرت انس حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہے بعضے مفسروں نے اس حدیث کے مخالف آسمان اور زمین کے رونے کی طرح طرح کی تاویل جو کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ یہ آسمان اور زمین کا رونا ایسا ہی ہے جسطرح کے ممبر کے بن جانے کے بعد وہ کھجور کی لکڑی کا رونا اور صحابہ کا اوس رونے کی آواز کا سننا مشہور ہے جس قصہ کی روایت صحیح بخاری میں حضرت جابر سے ہے پھر وہاں جب رونے کی تاویل نہیں کیجاتی تو یہاں تاویل کی کیا ضرورت ہے، جو خدا کھجور کی ایک سوکھی لکڑی کو رونے کے حواس دینے پر قادر ہے کیا آسمان وزمین کو رونے کے حواس دینے پر قادر نہیں ہے ،، ترمذی نے انس بن مالک کی حدیث کو روایت کرکے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں موسی بن عبیدہ اور یزید بن ابان دو راوی ضعیف ہیں لیکن موسے بن عبیدہ کو ابن سعد صاحب مغازی اور یعقوب بن شیبہ صاحب مسند کبیر نے معتبر کہا ہے ،، راویوں کے باب میں ابن سعد اور یعقوب بن شیبہ دونوں کا قول محدثین کے نزدیک اعتبار کے قابل ہے یزید بن ابان کو ابن عدی صاحب الکامل نے معتبر کہا ہے راویوں کے باب میں ابن عدی کے قول کا بڑا اعتبار ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث کو بالکل بے اصل نہیں کہا جاسکتا علاوہ اسکے تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے اوسکی سند میں موسی بن عبیدہ اور یزید بن ابان دونوں نہیں ہیں ،، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ آسمان کے جس دروازے سے ایماندار شخص کے نیک عمل آسمان پر جاتے ہیں اور زمین کے جس ٹکڑے پر یہ ایماندار شخص عمل کرتا ہے اس ایماندار شخص کے مرجانے کے بعد یہ بات باقی نہیں رہتی اسواسطے ایماندار شخص کی موت پر آسمان و زمین کو رونا آتا ہے ، فرعون اور اوسکے ساتھیوں کے کچھ نیک عمل نہیں تھے اسلئے اونکے ڈوبنے پر آسمان وزمین کو رونا نہیں آیا ،، وماکانو منظرین ،، اسکا مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اوسکے ساتھیوں پر جب عذاب الہی آگیا تو وہ لوگ اوس سے کسیطرح گھڑی بھر کے لئے بھی نہ بچ سکے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ، سورۃ الشعراء میں گذر چکا ہے کہ فرعون اور اوسکی قوم کی ہلاکت کے بعد ملک مصر بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا ،،

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ ٱلْعَذَابِ ٱلْمُهِينِ ۝ مِن فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَالِيًا مِّنَ

اور ہمنے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مار سے جو فرعون سے تھے بیشک وہ تھا چڑھ رہا حد سے

ٱلْمُسْرِفِينَ ۝ وَلَقَدِ ٱخْتَرْنَٰهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ وَءَاتَيْنَٰهُم مِّنَ ٱلْءَايَٰتِ مَا فِيهِ

بڑھنے والا اور انکو ہمنے پسند کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے اور دیں اُنکو نشانیاں جن میں مدد تھی

بَلَٰٓؤٌا۟ مُّبِينٌ ۝ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ۝ إِنْ هِىَ إِلَّا مَوْتَتُنَا ٱلْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ۝

صریح یہ لوگ کہتے ہیں اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہمکو پھر اوٹھنا نہیں

فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

بہلا ئے آؤ ہمارے باپ دادے اگر تم سچے ہو

اوپر فرعون کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا ذکر تہا ان آیتوں میں اوسکے نتیجہ کا ذکر فرمایا کہ فرعون اپنے جیتے جی بنی اسرائیل کو طرح طرح کی تکلیفیں جو دیتا تہا اونکے لڑکوں کو قتل کراتا تہا اون سے ذلت کے کام لیتا تہا اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کرکے بنی اسرائیل کی یہ سب تکلیفیں رفع کردیں پہر فرعون کا ذکر فرمایا کہ وہ حد سے بڑہ کر سرکشی کرنے لگا تہا اسلئے اوسکو سزا دی گئی، فرعون تو دہریہ تہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا منکر تہا لیکن اوسمیں یہ بات دہریوں سے بھی بڑہکر تھی کہ وہ گمراہی کے سبب سے اپنے آپکو خدا کہوا تا تہا، سورۃ الشعرا میں گذر چکا ہی کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو فرعون نے صاف کہدیا کہ فرعون کے سوا کوئی دوسرا خدا تم قرار دوگے تو تمکو قید کرا دیا جاویگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملعون اسقدر خدا کی ہستی کا منکر تہا کہ خدا کا نام لینے کو بھی تعزیر کے قابل جرم گنتا تھا، سورہ والنازعات میں آویگا کہ اس ملعون نے اپنی تمام قوم کو جمع کرکے ڈہنڈورا پٹوا دیا تھا کہ جن بتوں کو قوم کے لوگ پوجتے ہیں وہ چھوٹے خدا ہیں اور فرعون سب سے بڑا خدا ہے، ناقابل اعتراض سند سے تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس ڈہنڈورے کے تھوڑے عرصہ کے بعد فرعون پر عذاب آگیا اور ڈوب کر ہلاک ہوگیا، حاصل کلام یہ ہے کہ فرعون کی ایسی ہی باتوں کو فرمایا کہ وہ حد سے بڑہ کر سرکشی کرنے لگا تہا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈہنڈورا پٹوانے کی فرعون کی سرکشی ایسی بڑہی تھی کہ اوسکے تہوڑے عرصہ کے بعد اوسپر عذاب آگیا، اب آگے بنی اسرائیل کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اونکو توراۃ کے علم کے لئے پسند کیا جسکے سبب سے اونکو اوس زمانہ کے لوگوں پر فضیلت تھی اوس زمانہ کے مشرک عمالقہ قوم کے لوگ پارسی لوگ سب یہود کو اہل کتاب جانتے اور اونکی عزت کرتے تہے، سورۃ البقر میں گذر چکا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام اور عیسےٰ علیہ السلام کے بیچ میں ایک ہزار نو سو برس تک کتاب تو وہی توراۃ رہی مگر زکریا علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے اور نبی اللہ تعالیٰ نے توراۃ کے احکام قائم رکھنے کے لئے بھیجے اور قوم عمالقہ میں کے بادشاہ جالوت کی شکست کے بعد بادشاہت بھی داؤد علیہ السلام کے خاندان میں آگئی،، انہی باتوں کو شکر گذاری اور ناشکر گذاری کے جانچنے کی نشانیاں فرمایا، اس سے قریش کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ یہود جبتک شکر گزاری کے طور پر توراۃ کو مانتے رہے اونکی سبطرح کی عزت قائم رہیگی اور جب اونہوں نے توراۃ کے برخلاف کچھ باتیں نکال لیں اور بنی اسرائیل کے جن انبیانے یہود کو اون باتوں سے روکا اور اونکو توراۃ کا پابند کرنا چاہا تو اون انبیا کے ساتھ یہود نے طرح طرح کی بدسلوکیاں کیں جسکی سزا میں یہود کی وہ عزت و راحت سب خاک میں مل گئی اگر قریش بھی قرآن کے برخلاف باتوں پر جمے رہیں گے اور اللہ کے رسول سے بدسلوکی کریں گے تو اونکا بھی یہی نتیجہ ہوگا، اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے فتح بدر اور فتح مکہ کے وقت اسی وعدہ کا جو ظہور ہوا اوسکا ذکر صحیح روایتوں کے حوالہ سے کئی جگہ گذر چکا ہے اب آگے مشرکین مکہ کا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ حشر کے منکر ہیں اسلئے [illegible] اور مسلمانوں سے

کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد جینا سچ ہے جو ہمارے بڑوں میں سے کسیکو زندہ کیا جاکر ہمسے اوسکو ملا دو مشرکین مکہ کے اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ نے آگے کی آیتوں میں دیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نیک و بد کی جزا و سزا کے فیصلہ کے لئے ان مشرکوں کو اور انکے بڑوں کو وقت مقررہ پر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا قیامت سے پہلے دوبارہ زندہ کرنے کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے اسلئے ان لوگوں کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ مرنے کے بعد جینا سچ ہے تو اونکے بڑوں کو قیامت سے پہلے زندہ کیا جاوے ۔۔

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ○ وَمَا خَلَقْنَا

اب یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو اُنسے پہلے تھے ہمنے اُنکو کھپا دیا وہ تھے گنہگار اور ہمنے جو بنایا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ○ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

آسمان اور زمین اور جو اُنکے بیچ ہے کہیل نہیں بنایا اُنکو تو بنایا ہمنے ٹہیک کام پر پر بہت لوگ نہیں سمجھتے

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ○

تحقیق فیصلہ کا دن وعدہ ہے اون سبکا جسدن کام نہ آوے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھہ اور نہ اُنکو مدد پہونچے

إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ○ طَعَامُ الْأَثِيمِ ○ كَالْمُهْلِ

مگر جسپر مہر کرے اللہ بیشک وہی ہے زبردست رحم والا مقرر درخت سینڈہ کا کہانا ہے گنہگار کا جیسے پگھلا

يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ○ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ○ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ○ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

تانبا کہولتا ہے پیٹوں میں جیسے کہولتا پانی پکڑو اوسکو اور دہکیل لیجاؤ بیچوں بیچ دوزخ کے پہر ڈالو اُسکے سر پر جلتے

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ○ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ○ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ ○

پانی کا عذاب یہ چکہہ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار یہ وہی ہے جسمیں تم دہوکا رکھتے تھے

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تبع کی قوم کو برا فرمایا خاص تبع کو برا نہیں فرمایا معتبر سند سے مسند امام احمد اور طبرانی میں سہل بن سعد سے روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تبع کو برا نہ کہو تبع مسلمان ہوگیا تہا اور تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے جو روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو معلوم نہیں تبع ملعون شخص تھا یا اچھا، اس روایت پر دارقطنی اور اور علما نے اعتراض کیا ہے حاصل یہ ہے کہ حشر کے انکار کے سبب سے پہلی قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگئیں اگر یہ قریش اونکے سے کام کریں گے تو انکا بھی وہی انجام ہوگا، دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور انسان کی ضرورت کے لئے زمین و آسمان سب کچھہ پیدا کیا اب اگر انسان پیدا ہوکر یوں ہی مرجاوے اور کسی نیک و بدکام کی جزا و سزا نہو تو زمین اور آسمان اور مابین زمین و آسمان کے جو کچھہ ہے سب کا پیدا کرنا بیفائدہ ہوگا، منکرین حشر کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں یہ دیا ہے کہ زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اللہ تعالے نے

نے کھیل کے طور پر بے فائدہ نہیں پیدا کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے نہایت انصاف کی بنیاد پر دنیا کو اس فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے کہ جو کوئی دنیا میں ایک نیکی کرے تو اوسکو دس سے لیکر سات سو تک اور بعض نیکیوں کا اس سے بھی بڑھ کر بدلا دیا جاوے اور بدی کی سزا کی مقدار کچھہ نہ بڑہائی جاوے جتنی بدی ہو اوتنی ہی سزا پر کفایت کیجاوے دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد دوسرا جہان پیدا کیا جاوے اور اوس جہان میں یہ جزا و سزا کا تمام دنیا کے لوگوں کا فیصلہ ایک ہی دفعہ کر دیا جاوے لیکن اکثر لوگ اس فائدہ کو نہیں سمجھتے اسلئے کچھہ لوگ تو اوس دوسرے جہان کے منکر ہیں اور کچھہ اس سے غافل ہیں، مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر مرنے کے بعد جینا صحیح ہے تو ہمارے بڑوں میں سے کسیکو زندہ کیا جاکر ہم سے ملا دیا جاوے آگے اوسکا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، یہ وہی جواب ہے جسکا خلاصہ اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ نیک و بد کے جزا و سزا کے فیصلہ کے لئے ان مشرکوں کو انکے بڑوں کو اور تمام دنیا کو وقت مقررہ پر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا پھر فرمایا قیامت کا دن وہ دن ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اوس دن کوئی رفیق کسی کی کچھہ رفاقت اور مدد نہیں کر سکتا پھر فرمایا نافرمانوں سے بدلہ لینے میں زبردست وہ ایسا ہے کہ اوسکے عذاب کو کوئی ٹال نہیں سکتا صاحب رحمت وہ ایسا ہے کہ اوس دن شرک سے کم درجہ کے بہت سے لوگوں کے بغیر توبہ کے گناہ وہ معاف فرماویگا، اوپر قیامت کو فیصلہ کا دن فرما کر اب اوس دن کے فیصلہ کا نتیجہ بیان فرمایا کہ دوزخ والے جب بھوکے ہوں گے تو دوزخ میں سینڈھ کی صورت کا ایک درخت جو پیدا کیا گیا ہے اوسکا پھل ان دوزخیوں کو کھلایا جاویگا جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح کھولتا ہوا ہوگا مختصر طور پر فقط دوزخیوں کے کھانے کا ذکر ہے سورہ والصافات میں گذر چکا ہے کہ سینڈھ کے پھل کے کھلانے کے بعد کھولتا ہوا پانی بھی پلایا جاویگا اسیواسطے یہاں فرمایا کہ دوزخیوں کے پیٹ میں جسطرح وہ کھولتا ہوا پانی کھولیگا اوسیطرح یہ سینڈھ کا پھل کھولیگا، ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس سینڈھ کے پھل کے عرق کا ایک قطرہ اگر دنیا میں آن پڑے تو دنیا بھر کی زندگی خراب اور برباد ہو جاوے ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، مسند امام احمد ترمذی اور مستدرک حاکم میں ابی امامہ رضی سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھولتا ہوا پانی دوزخیوں کو پلایا جاویگا وہ ایسا کھولتا ہوا ہوگا کہ جب وہ پانی دوزخیوں کے مونہہ کے پاس لایا جاویگا تو اونکے مونہہ کی کھال اوتر پڑے گی اور جب اونکو وہ پانی پلایا جاویگا تو اونکی انتڑیاں کٹ کر نکل پڑیں گی، حاکم نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، ان حدیثوں سے سینڈھ کے پھل اور کھولتے پانی کی تفسیر اچھی طرح سمجھہ میں آسکتی ہے سینڈھ کا پھل کھلانے اور کھولتا ہوا پانی پلانے کے لئے فرشتے دوزخیوں کو دوزخ کے کنارہ پر لے آدیں گے اسلئے پانی پلانے کے بعد اون فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان دوزخیوں کو پکڑ کر دوزخ کے کنارہ پر سے بیچ دوزخ میں ڈھکیل دو اور کھولتا ہوا پانی انکو پلایا تھا وہی اونکے سر پر ڈالو ترمذی اور بیہقی میں ابوہریرہ رضی سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ کھولتا ہوا پانی دوزخیوں کے سر پر ڈالا جاویگا تو اونکے پیٹ کی انتڑیاں اور سر سے پاؤں تک کی

سب کہاں تلاجاویگی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، حشر کے منکر جو دنیا میں بڑے عزت دار کہلاتے ہیں دوزخ کے عذاب
کے وقت اونکو ذلیل کرنے کے لئے فرشتے یہ کہیں گے کہ دنیا میں تو تم بڑے عزت دار مشہور تھے لیکن آج اس ذلت کے
عذاب کا مزا چکھو یہ وہی عذاب ہے جسکو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے اور اسکے سچے ہونے میں شک اور شبہ کی باتیں نکالتے تھے
کہ دوزخ کی آگ میں درخت کیونکر ہوگا اور مرکر پھر کسطرح زندہ ہونگے مستدرک حاکم اور بیہقی میں ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے
جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن عالی خاندانی کچھ کام نہ آویگی بلکہ اوس دن ہر شخص کی پرہیزگاری
کام آویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ عالی خاندان نافرمان لوگوں کی کچھ عزت اللہ تعالےٰ کے
نزدیک نہیں ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ،، قوم تبع بلقیس کی قوم کو کہتے ہیں کیونکہ اس قوم کے ہر ایک بادشاہ کا
لقب تبع ہوا کرتا تھا یہ وہی قوم ہے جسکے پانی کے بند میں گھونس نے سوراخ کر دیا تھا اور پانی کے ریلہ سے یہ لوگ تباہ ہوگئے
انکی تباہی کا پورا قصہ سورۃ السبا میں گذرچکا ہے، قوم سبا اور قوم تبع ایک ہی قوم کا نام ہے ،، شاہ صاحب نے اردو فائدہ
میں جو قصہ لکھا ہے کہ تبع نے سچا دین آزمانے کے لئے بتوں کے پوجاریوں سے کہا کہ تم بھی آگ جلاکر اوس آگ میں گھس جاؤ
اور یہود کے دو عالم بھی توراۃ لیکر اوس آگ میں گھسجاویں جو سچا ہوگا اوسکو آگ سے کچھ صدمہ نہیں پہونچے گا آخر قوم تبع کے بت پرست
لوگوں کو اوس آگ سے صدمہ پہونچا اور یہود کے عالموں کو کچھ صدمہ نہیں پہونچا یہ قصہ عکرمہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے
قول کے حوالہ سے نقل کیا ہے اس روایتہ میں یہ بھی ہے کہ اوس زمانہ میں سچے اور جھوٹے کو اس آگ کے طریقہ سے آزمایا کرتے
تھے اور یہ بھی ہے کہ آزمائش کے بعد تبع کی قوم نے شریعت موسوی کی پیروی اختیار کرلی، تبع کی زندگی تک یہ لوگ اسی حالت
رہے اور تبع کے انتقال کے بعد پھر بت پرست بن گئے اور پانی کے ریلہ کا عذاب آنکر برباد ہوگئے ،، اس تبع کا نام اسعد اور کنیت
ابوکرب ہے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کے زمانہ سے سات سو برس پہلے اس تبع نے وفات پائی اور یہ
نسبت اور یمن کے بادشاہوں کے جو تبع کہلاتے تھے اس تبع نے یمن کی بادشاہت بہت عرصہ تک کی ہے ،، اس تبع کی بادشاہت
کا زمانہ تین سو چھبیس ۳۲۶ برس کا بتلایا جاتا ہے ،،

منزل ۶

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ○ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ○ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ
بیشک ڈر والے گھر میں ہیں چین کے باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک

مُّتَقَابِلِينَ ○ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ○ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ
دوسرے کے سامنے اسیطرح اور بیاہ دیں ہمنے انکو گوریاں بڑی آنکھوں والیاں منگواتے ہیں وہاں ہر میوے خاطر

آمِنِينَ ○ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ
جمع سے نہ چکھینگے وہاں مرنا مگر جو پہلے مر چکے اور بچایا انکو دوزخ کے

الجحیم ۝ فضلا من ربک ذلک ھو الفوز العظیم ۝

مار سے فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی مراد ملنی

اس سے پہلے کی آیتوں میں خدا تعالیٰ جب بد لوگوں کا حال بیان فرما چکا تو اب نیک لوگوں کا حال بیان فرمایا کہ بیشک جو لوگ پرہیز گار ہیں اور خدا سے ڈر کر دنیا میں گناہوں سے بچتے اور نیک کام کرتے ہیں وہ آخرت میں امن والی جگہ میں ہوں گے مراد اوس سے جنت ہے کہ نہ اوسمیں موت ہوگی اور نہ کسیطرح کی بیماری ہوگی چین سے بخوف رہینگے باغوں کے اندر ریشمی باریک اور غف کپڑے چمکدار پہینگے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے ایک کی دوسرے کی طرف پیٹہہ نہ ہوگی باہم اونکے محبت وسرور زیادہ ہوگا، کذالک اسکا مطلب یہ ہے کہ اسطرح کا اچھا معاملہ کرتے ہیں ہم پرہیز گاروں کے ساتھہ ،، پہر فرمایا بیاہ دیا تھے اونکو گورے رنگ کی بڑی آنکھوں والی عورتوں سے اور فصل بیفصل کے جسطرح کے میوؤں کو اونکا جی چاہے گا وہ اونکو وہاں ملیں گے اور جسطرح دنیا کے میوؤں سے کبھی بیماری کا خوف ہوتا ہے یہ بات وہاں نہ ہوگی سوا دنیا کے ایکدفعہ کی موت کے پہر کبھی اونکو موت نہ آویگی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اونکو دوزخ کے عذاب سے بچاویگا، آخر کو فرمایا یہی بڑی مراد ہے جسکے لئے ان لوگوں نے دنیا میں نیک عمل کئے اور برے کاموں سے بچے تھے، صحیح بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی عورتوں کے دوپٹے کی قیمت تمام دنیا کے مال ومتاع سے بڑھکر ہوگی صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اور ابوہریرہ رضی سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ جنت میں جنتی لوگ ہمیشہ زندہ رہویں گے کبھی اونکو موت نہ آویگی ہمیشہ تندرست رہیں گے کبھی کوئی بیمار نہوگا ،، جوان رہویں گے کبھی بوڑہے نہ ہونگے ،، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایتہ سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو نعمتیں جنت میں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنی نہ کسی کے دل پر اوسکا خیال گذر سکتا ہے ،، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی حدیث بھی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ بعضے گنہ گار لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو جب اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماویگا جسطرح دنیا میں تمہارے ان گناہوں کو ظاہر کرکے تمکو رسوا نہیں کیا گیا اسیطرح آج بھی تمہارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں آیتوں میں جنت کے آرام اور چین کی جگہ ہونے کا دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچنے کا جنت میں داخل ہونے سے بڑی مراد کے ملنے کا جو ذکر ہے یہ حدیثیں گویا اوسکی تفسیر ہے ،،

فانما یسرنہ بلسانک لعلھم یتذکرون ۝ فارتقب انھم مرتقبون ۝

سو یہ قرآن آسان کیا ہمنے تیری بولی میں شاید وہ یاد رکھیں اب تو راہ دیکھہ وہ بھی راہ تکتے ہیں

سورہ ابراہیم میں گذر چکا ہے کہ ہر ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے جس قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اوس نبی کو وحی بھی اوسی زبان میں بھیجی ہے جو زبان اوس قوم کی بول چال میں جاری تھی تاکہ وحی کے ذریعہ سے جو احکام اللہ تعالیٰ کے نازل ہوں وہ ہر وقت کے نبی اپنی قوم کو جلدی سے سمجھا دیویں اور پہر ترجمہ اور تفسیر کے ذریعہ سے وہ احکام غیر قوم کے لوگوں کو بھی پہنچ

منزل ۶

جاویں ،، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اگرچہ جن والنسان تمام مخلوقات کے واسطے ہے لیکن اور انبیا کے دستور کے موافق قریش
کی زبان میں قرآن شریف کے نازل ہونے کی حکمت اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں یہ ظاہر فرمائی کہ اپنی زبان ہونے کے سبب سے
یہ قریش لوگ قرآن کی نصیحت سے جلدی واقف ہوجاویں اور پھر انکے ذریعہ سے قرآن کی نصیحت غیر قوم کے لوگوں کو بھی پہنچ
جاوے اسی حکمت کی صراحت میں اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں فرمایا ہے واوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ جسکا مطلب یہ ہے
کہ قرآن کی اصلی زبان سے اہل عرب کو اور قرآن کے ترجمہ اور تفسیرت غیر قوموں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے یہ
قرآن مجھ پر نازل ہوا ہے ،، اس سورہ انعام کی آیۃ کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی قیصر روم اور
کسریٰ کو ہدایت کے خط لکھے ہیں چنانچہ تفسیر ابو الشیخ اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت انسؓ کی روایۃ میں اسکی تصریح
آئی ہے ،، اللہ تعالیٰ کی حکمت غالب ہے اس حکمت الٰہی سے تیس ۲۳ برس کے زمانہ نزول میں بھی قرآن شریف کی نصیحت
کا اثر ملک عرب میں وہ ہوا کہ بہت سے آدمی مسلمان ہوگئے اور آیۃ کے اس ٹکڑے لانذرکم بہ کا عمل ہوگیا ہے اور دوسرے
ٹکڑے ومن بلغ کا عمل طرح طرح کی تفسیریں اور ترجمہ ہوکر یہ ہدایت کا اثر جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا یہ عام قاعدہ
ہے کہ شہر اور اطراف شہر کے قصبات کی زبان میں کسقدر فرق ہوا کرتا ہے اب اس صورت میں مثلاً اگر ایک شخص پانی پت
کے رہنے والے کو یوں مجبور کیا جاوے کہ وہ دہلی کی زبان بولے تو اوس شخص کو ایک طرح کی دقت اور تکلیف ہوگی اس
تکلیف کے رفع کرنے کی غرض سے قرآن شریف کے قریش کی زبان میں نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت پر قرآن شریف کے آسان ہوجانے کی خواہش اللہ تعالیٰ سے کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی خواہش کو قبول فرماکر سات
طرح سے قرآن کے لفظوں کا پڑھنا جایز فرما دیا چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھکو ایک ہی طرح سے قرآن شریف کے پڑھنے کا حکم دیا تھا میں نے اللہ
تعالیٰ سے خواہش کی کہ میری امت کو قرآن شریف آسان ہوجاوے میری اس خواہش پر سات طرح قرآن شریف کا پڑھنا جایز
ہوگیا ،، صحاح میں بہت سی حدیثیں قرآن شریف کے سات طرح پڑھنے کے باب میں علمانے گن کر یہ بات نکالی ہے کہ اکیس صحابہ سے
اس باب میں روایتیں ہیں اسیواسطے بعضے علمانے اس باب کی روایۃ کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے مگر مابعد کے علمانے ان
حدیثوں کے معنوں میں اختلاف کرکے چالیس قول باہمی اختلاف کی وجہ سے ان حدیثوں کے معنوں میں قائم کردیئے ہیں لیکن صحیحین
میں جو حضرت عمرؓ کی روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ہشام بن حکیم صحابی کو سورہ فرقان اسطرح کی
قرات سے پڑھتے ہوئے دیکھا جو قرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے کبھی نہیں سنی تھی تو یہ حال دیکھ کر
حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا اور حضرت عمر ہشام بن حکیم کی چادر کا کونا پکڑ کے کھینچتے ہوئے اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور ہشام دونو کی قرائتیں سنکر دونو قرائتوں کو صحیح قرار دیا اور فرمایا کہ جسکو
جسطرح سے آسان معلوم ہو اوسی طرح سے قرآن شریف پڑھے آخر سات طرح سے قرآن شریف نازل ہوا ہے ،، اس صحیح حدیث

منزل ۶

سے معلوم ہوا کہ یہ سات طرح کے قرآن شریف کے نازل ہونے کا حکم قرات سے متعلق ہے اس کے سوا جو معنے ان حدیثوں کے علما نے بیان کئے ہیں وہ اس صحیح حدیث کے مخالف ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس خواہش کے قبول ہونے کے بعد مکہ کے اطراف کے رہنے والے لوگ اپنی زبان اور بول چال کے موافق قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے اور عرب کی سب قوموں میں قرآن شریف کا مطلب جلدی سے پھیل گیا اور قریش کے اور قوموں کے بہت صحابہ قرآن شریف کے مفسر ہوئے اور پھر صحابہ سے وہ علم تابعین اور تبع تابعین اور یہاں تک لوگوں میں بذریعہ تفسیر اور ترجموں کے آیا اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا غرض جو کچھ آج تک ہوا اور قیامت تک ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا ظہور اور اسی آیتہ کی تفسیر ہے صحیح بخاری ومسلم ترمذی وغیرہ میں چند صحابہ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے فقط قریش کی زبان کے موافق قرآن پڑھا جاتا تھا ہجرت کے بعد جب مختلف قبیلوں کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو اون لوگوں کی زبان پر قریش کی زبان کے بعضے لفظ نہیں چڑھتے تھے مثلاً ہذیل قبیلہ کے لوگ حتی کو عتی کہتے تھے حتی اونکی زبان پر نہیں چڑھتا تھا اس مشکل کے آسان ہوجانے کے لئے قرآن شریف کے بعض لفظوں کو سات طرح تک پڑھنے کا حکم ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ ابی بن کعب کی حدیث جو اوپر گذری اوسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارا قرآن سات طرح پڑھا جاتا ہے بلکہ اوس حدیث کا وہی مطلب ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ قرآن شریف کے بعضے لفظوں کو سات طرح تک پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منفرق لکھی ہوئی آیتوں سے حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں جو قرآن جمع ہوا اوسمیں قرآن شریف کے بعضے لفظ سات طرح کے تھے سارے قرآن کے لفظ سات طرح کے نہیں تھے چنانچہ صحیح بخاری میں انسؓ بن مالک کی جو روایت ہے اوسمیں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ کا جمع کیا ہوا ایک قرآن حضرت حفصہ کے پاس تھا جسکو حضرت عثمان نے مصحف عثمانی جمع کرنے کے وقت حضرت حفصہ سے منگوایا تھا اگر سارا قرآن سات طرح پڑھا جاتا تو حضرت ابوبکر صدیق کے جمع کئے ہوئے قرآن جدا جدا ہوتے آسانی کے لحاظ سے قرآن شریف کے بعضے لفظوں کو سات طرح تک پڑھنے کا جو حکم ہوا تھا ان لفظوں میں سے کچھ لفظوں کو عبداللہ بن مسعود نے اختیار کرلیا تھا یہ عبداللہ بن مسعود کی قرات مشہور تھی اسیطرح کچھ لفظ ابوموسے اشعری نے اور کچھ ابی بن کعب نے یہ قرائتیں انکے نام سے مشہور تھیں حضرت عثمان کی خلافت تک ان ہی مختلف قرائتوں میں قرآن شریف پڑھا جاتا تھا حضرت عثمان کی خلافت میں اسی اختلاف قرات کے سبب سے جب مسلمانوں میں جھگڑے ہونے لگے تو حضرت عثمان نے اس باب میں صحابہ سے مشورہ کیا اور مشورہ کے بعد تمام صحابہ کی یہ صلاح قرار پائی کہ زبان قریش کے موافق پہلے قرآنوں سے ایک قرآن کی نقل کی جاکر اوسکی چند نقلیں جگہ جگہ بھیجدیں جاویں اور اسی ایک قرات کا لوگوں کو پابند کیا جاوے کیونکہ پہلے پہل اسی محاورہ کے موافق قرآن نازل ہوا ہے اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے آخر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام نے اسیکے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا دور کیا ہے، حضرت عثمانؓ اس مشورہ کے موافق مصحف عثمانی تیار کرایا گیا اور اوسکی نقلیں جگہ جگہ بھیجدیں اور پہلے قرآن تلف کردئے گئے ۱۱ اگرچہ مصحف عثمانی اور اوسکی نقلوں میں رسم خطی کی قرار داد تھی لیکن اوسوقت تک لفظوں پر زیر زبر

منزل ۶

کا رواج نہیں تہا کیونکہ یہ رواج تو بنی امیہ کے چہٹے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں ہوا ہے اسواسطے مصحف عثمان کے جو نقلیں جگہ جگہ روانہ کی گئی تھیں رسم خط کی پابندی سے صرف نحو کے قواعد کے موافق اون نقلوں میں جو لفظ کئی طرح پڑہا جا سکتا تہا اوسکو کسی بستی والوں نے ایک طرح پڑہا اور دوسری بستی والوں نے دوسری طرح اسی کا نام وہ سات قرائتیں ہیں جو حال میں نافع حمزہ ابوعمرو عاصم کسائی کے نام سے مشہور ہیں اسی بنا پر یہ قول بہت صحیح ہے کہ ان حال کی ساتوں قرائتوں میں حضرت ابوبکر صدیق والے قرآن کی ساتوں قرائتیں پوری نہیں ہیں کیونکہ یہ حال کی ساتوں قرائتیں مصحف عثمانی کے رسم خط کی پابندی سے پیدا ہوئی ہیں اور یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مصحف عثمانی میں حضرت ابوبکر صدیق والے قرآن کی قرائتوں کو چہوڑ دیا گیا ہے پہر مصحف عثمانی کی بنا پر جو عاصم وغیرہ کی قرائتیں پیدا ہوئی ہیں اونمیں مصحف عثمانی سے پہلی کی قرائتیں پوری کیونکر آسکتی تہیں، آیتوں میں قرآن کے آسان کئے جانے کا جو ذکر ہے اس قصہ کو اوسکی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے قرآن کی تلاوت میں جو جو آسانیاں علماء امت نے کردی ہیں اوسکا مطلب اچہی طرح سمجہہ میں آسکتا ہے، احسن الفواید کے مقدمہ میں اس قصہ کی تفصیل زیادہ ہے، اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے اسلام کے غلبہ اور مخالف اسلام لوگوں کے مغلوب ہونے کا جو اللہ کا وعدہ ہے اوسکے تم بہی منتظر رہو اور مخالف اسلام لوگ بہی منتظر رہیں وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کا ضرور ظہور ہوگا، پہلا ظہور تو اس وعدہ کا بدر کی لڑائی کے وقت ہوا کہ مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے مخالف اسلام اسی لڑائی میں بڑی ذلت سے دنیا میں مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جہٹلانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی لاشوں پر کہڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تم لوگوں نے اللہ کا وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رضی بن مالک کی روایت اس باب میں کئی جگہ گذر چکی ہے، دوسرا ظہور اس وعدہ کا فتح مکہ کے وقت ہوا کہ جن بتوں کی حمایت میں مشرکین مکہ کو اسلام سے مخالفت تہی فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتہہ کی لکڑی مار مار کر اون بتوں کو زمین پر گرا دیا اور اہل مکہ میں سے کوئی شخص اون بتوں کے ذلت کو نہ روک سکا، اس باب میں بہی صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ رضی بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ رضی کی روایتیں کئی جگہ گذر چکی ہیں، سورۃ الدخان ختم ہوئی،

منزل

سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے مگر ایک آیتہ کو وہ مدنی کہتے ہیں جسکا ذکر آگے آتا ہے اس تفسیر میں ایک جگہ گذر چکا ہے کہ جس سورت کے شروع کی آیتیں مکی ہوں وہ ساری سورت مکی کہلاتی ہے،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞

اُتارا کتاب کا ہے اللہ سے جو زبردست ہے حکمت والا

حٰم حروف مقطعات میں سے ہے ان حروف کی تفسیر کا ذکر سورہ بقر اور سورہ آل عمران میں گذر چکا ہے مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے روز قرآن کی آیتیں بنا لیتے ہیں اور اونکو اللہ کا کلام بتلاتے ہیں اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن میں یہ فرمایا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کی طرف سے اوتارا گیا ہے۔ العزیز کا یہ مطلب ہے کہ قرآن سے پہلے جو اللہ کا کلام اور انبیا پر اترا اور اون انبیا کی امتوں نے اوسکو نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے بدلہ لینے میں ایسا زبردست ہے کہ اوسنے ایسے نافرمان لوگوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیا اگر یہ حال کے لوگ بھی قرآن کی آیتوں کے جھٹلانے پر اڑے رہیں گے تو یہی انجام انکا ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اس وعدہ کا ظہور کئی برس کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت ہوا کہ اس لڑائی میں قرآن کے بڑے بڑے جھٹلانے والے دنیا میں نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول نے اون لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا۔ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے یہ بدر کا قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے الحکیم۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن ان پڑھ رسول پر اترا ہے اور باتیں اسمیں ایسی ہیں کہ ان پڑھ آدمی تو درکنار کوئی پڑھا لکھا آدمی بھی ایسی باتیں بغیر تائید غیبی کے نہیں کہہ سکتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ صاحب حکمت کا اتارا ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہیں بنایا۔

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ

بیشک آسمانوں میں اور زمین میں بہت پتے ہیں ماننے والوں کو اور تمہارے بنانے میں اور جتنے بکھیرتا ہے جانور

اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۞ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ

پتے ہیں ایک لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے آسمان سے روزی پھر

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

جلایا اس سے زمین کو مر گئے پیچھے اور بدلنے میں ہواؤں کے پتے ہیں ایک لوگوں کو جو بوجھ رکھتے ہیں یہ آیتیں ہیں اللہ کی

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۞

ہم سناتے ہیں تجھکو ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور اوسکی باتیں چھوڑ کر مانیں گے خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کی

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞

کہ سنے باتیں اللہ کی جو اس پاس پڑھی جاویں پھر ضد کرے غرور سے جیسے وہ سنی نہیں سو خوشی سنا اسکو ایک دکھ کی مار کی

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئَا اِتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ

اور جب خبر پاوے ہماری باتوں میں کسی چیز کی اُسکو ٹھہراویں ٹھٹھا ایسوں کو ذلت کی مار ہے پرے اُنکے دوزخ ہے

وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ هٰذَا

اور کام نہ آویگا اُنکو جو کمایا تھا کچھ اور نہ وہ جو پکڑے تھے اللہ کے سوائے رفیق اور اُنکو بڑی مار ہے یہ

هُدًی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ○ اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ

سمجھا دیا اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے اُنکو مار ہے ایک بلا کی دکھ والی اللہ وہ ہے جسنے بس میں دیا تمہارے دریا کہ چلیں

الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

اسمیں جہاز اُسکے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اُسکے فضل سے اور شاید تم حق مانو اور کام لگائے تمہارے جو کچھ ہیں آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا

زمین میں اُسکی طرف سے اسمیں پتے ہیں ایک لوگوں کو جو دھیان کرتے ہیں کہدے ایمان والوں کو معاف کریں اُنکو

لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی کہ وہ سزا دے ایک لوگوں کو بدلا اُسکا جو کماتے تھے جسنے بھلا کیا تو اپنے واسطے

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○

اور جسنے برا کیا تو اپنے حق میں پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے

ع منزل ۶

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چند نشانیاں کا ذکر فرمایا ہے مثلاً آسمان و زمین کا پیدا کرنا، آسمان میں فرشتوں اور سورج و چاند ستاروں کا پیدا کرنا زمین میں انسان جن چرند پرند طرح طرح کے جانوروں کا جنگل اور دریا میں پیدا کرنا دریا اور ندیوں کا جاری کرنا اور اونمیں کشتیوں کا چلانا دنیا کے کاروبار کے لئے دن اور سورج کی روشنی کو پیدا کرنا اور کاروبار کی محنت سے جو آدمی تھک جاتا ہے اوس تھکان کے رفع کرنے کے لئے رات اور رات کی نیند کو پیدا کرنا آسمان سے مینہ کا برسانا جس سے ہر طرح کے اناج ہر طرح کے میوؤں ہر طرح کی ترکاریوں کا زمین میں پیدا ہونا ہر طرح کی ہوا کا چلانا جسکے تاثیر سے مینہ کے وقت مینہ برستا ہے اور بڑھنے کے وقت اناج کا درخت بڑھتا ہے اور پھل پکتا ہے، اور سوکھنے کے وقت اناج سوکھتا ہے پھر فرمایا کہ اللہ کے کلام میں اللہ کی قدرت کی یہ نشانیاں ہیں، باوجود ان نشانیوں کے دیکھنے کے جو مشرک لوگ اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کئے جاتے ہیں اور اللہ کے خاص معبود ہونے پر ایمان نہیں لاتے تو پھر آخر اللہ کی قدرت کی کون سی نشانی دیکھکر یہ لوگ ایمان لاویں گے پھر فرمایا کہ دنیا میں تو یہ لوگ اللہ کا کلام اور اللہ کے کلام میں جو کی قدرت کی نشانیاں ہیں وہ سب سنکر کٹ حجتیاں کرتے ہیں اور اللہ کے کلام کو مسخراپن اور جھوٹی باتوں میں اوڑاتے ہیں لیکن عقبے میں ان کٹ حجتیوں کا بہت خمیازہ انکو بھگتنا پڑیگا مال اولاد اور جن بتوں کو یہ لوگ اللہ کی عبادت میں شریک کرتے تھے

اور کوئی چیز انکو دوزخ کے عذاب سے نہ چھوڑا دی گئی اس سبب
کوئی چیز انکے کام نہ آویگی
نصیحت کے بعد فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کام نصیحت کا کر دینا ہے جو کوئی اوس نصیحت کو مان کر کچھہ نیکی کریگا اپنا بھلا کریگا
اور جو کوئی اللہ اور اللہ کے رسول کی نصیحت کو نہ سنے گا اور برائی میں اپنی عمر گنوائیگا وہی اوس برائی کے وبال میں گرفتار
ہوگا معتبر سند سے مسند امام احمد میں حضرت محمد بن ابی عمیرہ صحابی سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنی پیدائش
کے دن سے موت کے وقت تک خدا کی عبادت میں لگا رہے اور بڈھا ہو کر مرے تو اوسکو بھی قیامت کے دن یہ حسرت رہے گی
کہ وہ دوبارہ پھر دنیا میں آتا اور ایسے کام کرتا جن سے اوسکا اجر اور ثواب زیادہ ہوتا ، اب اس سے سمجھہ لینا چاہئے کہ جو شخص
عمر بہ نیک کام نہ کریگا اپنی عمر کا بڑا حصہ برے کاموں میں صرف کریگا اوسکو برے کاموں کے خمیازہ کے بھگتنے کے علاوہ نیک
کام کا وقت ہاتھہ سے جاتے رہنے پر کیا کچھہ حسرت اور ندامت ہوگی اسیواسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اب دنیا میں وقت ہے
جو کوئی بھلا کام جسقدر کر لیویگا اوسکے حق میں اچھا ہے ورنہ عقبی میں سوا پچتاوے کے کچھہ حاصل نہیں ناقابل اعتراض سند سے
ترمذی اور بیہقی میں ابوہریرہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے اٹھتے وقت ہر ایک
شخص کو ایک طرح کی ندامت اور حسرت ہوتی ہے صحابہ نے پوچھا کہ حضرت ہر ایک شخص کو کسطرح کی ندامت اور حسرت ہوتی ہے آپ
نے فرمایا نیک شخص کو اس بات کی ندامت اور حسرت ہوتی ہے کہ اور زیادہ نیکی کیوں نہیں کی اور بد شخص کو اس بات کی ندامت
اور حسرت ہوتی ہے کہ تمام عمر بدی میں کیوں رائگاں کی اور مرنے سے پہلے بدی سے باز کیوں نہ آیا وراء کا لفظ آگے اور پیچھے
دونوں معنوں میں بولا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اگرچہ دوزخ کے منکر ہیں مگر دوزخ ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے مرتے
کے ساتھہ ہی اوس سے کسیطرح انکا چھٹکارہ نہیں ، ھذا ھدی والذین کفروا بآیات ربھم لھم عذاب من رجز الیم اسکا مطلب
ہے کہ یہ قرآن جو اللہ تعالی نے اپنے رسول پر اوتارا ہے اگرچہ وہ سبکو نجات کا سیدھا راستہ بتلاتا ہے لیکن جو لوگ اللہ تعالی کے
علم غیب میں بد ٹھہر چکے ہیں وہ اوسکی نصیحت کو نہیں مانتے جس سے کسیکا کچھہ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنا ہی ٹھکانہ دوزخ میں بناتے
ہیں - رجز کے معنے سخت عذاب کے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسی اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینھہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین
کی بیان فرمائی ہے اس حدیث سے آیتہ کا مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مینھہ کے پانی کی طرح قرآن
کی نصیحت سب کے حق میں اگرچہ عام ہے لیکن نیک لوگوں کو اوس نصیحت سے ایسا ہی فائدہ پہونچتا ہے جسطرح اچھی زمین
کو مینھہ کے پانی سے فائدہ پہونچتا ہے اور برے لوگوں کے حق میں وہ نصیحت ایسی ہی رائگاں ہے جسطرح بری زمین میں پانی
رائگاں جاتا ہے ، قل للذین آمنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ لیجزی قوما بما کانوا یکسبون ، اس سورہ میں بھی ایک آیتہ
ہے جسکے مدنی اور مکی ہونے میں سلف کا اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن عباس کا اگرچہ ایک قول یہ ہے کہ ہجرت کے
بعد عبداللہ بن ابی منافق نے حضرت عمر کو کچھہ برا کہا تھا حضرت عمر نے جب یہ خبر سنی تو عبداللہ بن ابی سے بدلا لینا چاہا اور

منزل ۶

یہ آیتہ اوتری لیکن حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کا یہی قول پسند کیا ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ
میں مشرک لوگ مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذا جو دیتے تھے اوس پر یہ درگذر کی آیتہ اوتری حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ ایماندار لوگوں
کو اون لوگوں کی باتوں پر صبر کرنا چاہیے جو اللہ کے عذاب کے دنوں سے نہیں ڈرتے تاکہ وقت مقررہ پر صبر کرنے والوں کو صبر کی
جزا اور زیادتی کرنے والوں کو زیادتی کی سزا پوری طور پر ملجاوے۔ معتبر سند سے طبرانی میں انس بن مالک سے روایت ہے
جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بجائے بدلہ لینے کے درگذر کریگا قیامت کے دن بغیر حساب
کے اونکو جنت میں جانیکا حکم ہو جاویگا۔ بجائے بدلہ لینے کے درگذر کی ہدایت جو اس آیتہ میں ہے اوسکا مطلب
اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى

اور ہم نے دی ہے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں اور بزرگی دی انکو

الْعَالَمِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ

جہان پر اور دیں انکو کھلی باتیں دین کی پھر پھوٹ جو ڈالی تو سمجھ آچکے پیچھے آپس کی ضد سے تیرا رب

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ

چکوتی کریگا انمیں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے پھر تجکو رکھا ہے ایک رستہ پر اس کام

الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ

کے سو تو اسی پر چل اور نہ چل چاؤ پر نادانوں کے اور کام نہ آوینگے تیرے اللہ کے سامنے کچھ

وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝ هَٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى

اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اللہ رفیق ہے ڈر والوں کا یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے

وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

اور راہ کی اور مہر اُن لوگونکو جو یقین لاتے ہیں

صحیح بخاری میں خباب بن الارت سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ خباب نے مشرکین مکہ کی سختیوں سے تنگ آکر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکی شکایت کی تو آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کریگا اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ
ملانے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس زمانہ میں یہ مکی آیتیں نازل ہوئی ہیں اوس زمانہ میں اہل اسلام مشرکوں
کے ہاتھ سے ایسے ہی تنگ تھے جیسے کسی زمانہ میں فرعون اور اوسکی قوم کے ہاتھ سے بنی اسرائیل تنگ آگئے تھے اسیلیے آپتوں
ان آیتوں میں بنی اسرائیل کی راحت کی باتوں کا ذکر فرماکر مسلمانوں کو یہ تسلی دی گئی ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل کا تکلیف
کا زمانہ راحت کے زمانہ سے اللہ تعالیٰ نے بدل دیا رفتہ رفتہ یہی حالت مسلمانوں کی بھی پیش آنیوالی ہے لیکن راحت

کہ زمانہ میں انسان کا دین پر پورا قایم رہنا بہت مشکل ہے یہود کا حال دیکھنے کے قابل ہے کہ وہنوں نے راحت کے زمانہ میں کیا کیا آپس میں پھوٹ ڈالکر ایک توراۃ کی کئی توراتیں بنا ڈالیں توراۃ کے قایم رکھنے والے انبیا سے بدسلوکی کے ساتھ پیش آئے مسلمانوں کو راحت کے زمانہ میں ایسی باتوں سے بچنا چاہیے ،، اللہ تعالی نے ان آیتوں میں جو نصیحت مسلمانوں کو مختصر طور پر فرمائی تھی اللہ کے رسول نے وہی نصیحت کھلے لفظوں میں فرمائی ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عمروؓ بن عوف انصاری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اپنی امت کے تنگ حالی کی زمانہ کا کچھ اندیشہ نہیں ہے اندیشہ تو اوس زمانہ کا ہے کہ پہلی امتوں کی طرح اونمیں خوشحالی آجاوے اور وہ خوشحالی انکو پہلی امتوں کی طرح خرابی میں ڈالدے ،، جبتک راحت کے زمانہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اس نصیحت کو مسلمانوں نے پیش نظر رکھا اچھے رہے پھر حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ سے جو مسلمانوں میں آپس کی پھوٹ شروع ہوئی تو اوسکا اثر آجتک باقی ہے ، یہ عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ ۳۵ھ ہجری میں ہوا ،، ان آیتوں میں جو کچھ ارشاد ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ لے رسول اللہ کے اللہ نے بنی اسرائیل کو توراۃ نبوت اور توراۃ کے موافق فیصلے کرنے کے لئے بادشاہت اور حکومت دی لیکن اونمیں کے توراۃ کے عالم آپس کی ضد سے جاہل بن گئے اور آپس کی پھوٹ کے سبب سے اونہوں نے اسطرح ایک توراۃ کی کئی توراتیں بنا ڈالیں کہ اونمیں کا ایک فرقہ دوسرے فرقے کی توراۃ کو نہیں مانتا ،، پھر فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالی اونکی اس بیجا پھوٹ کا پورا فیصلہ کردیگا ،، پھر فرمایا جسطرح موسی علیہ السلام پر اللہ تعالی نے توراۃ نازل فرمائی اوسیطرح اے رسول اللہ کے اللہ تعالی نے تمپر قرآن نازل فرمایا ہے مشرکین مکہ تمکو اور مسلمانوں کو بڑے بوڑھوں کے طریقے کے چھوڑ دینے کا طعنہ جو دیتے ہیں یہ اونکی نادانی ہے انکے اصل بڑے تو ابراہیم علیہ السلام ہیں جو بچپنے میں بھی شرک سے بیزار تھے اسلیئے تمکو اور مسلمانوں کو قرآن کی نصیحت پر چلنا چاہیے عمرو بن لحی کے زمانہ سے جو ان مشرکوں کے گمراہ بڑے بوڑھے پیدا ہوئے وہ اپنے کسی چھوٹے بڑے کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے اسواسطے ان مشرکوں کی تراشی ہوئی باتیں سننے کے قابل نہیں ہیں ، اگر انکے بڑے ان مشرکوں کے رفیق ہیں تو قرآن کی نصیحت پر عمل کرنے والوں کا اللہ رفیق ہے پھر فرمایا قرآن میں اگرچہ سراپا ہدایت کی باتیں ہیں جن باتوں پر عمل کرنے سے آدمی اللہ کی رحمت کے قابل ہو جاتا ہے لیکن قرآن کی نصیحت سے وہی لوگ فائدہ اوٹھا سکتے ہیں جو اللہ کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے جس سے اونکے دل میں اللہ کے روبرو کھڑے ہونے اور حساب و کتاب کا پورا الیقین ہے جو لوگ اللہ کے علم غیب میں بد قرار پاچکے ہیں اونکو مرتے دم تک قرآن کی نصیحت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا ،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے ہیں اونکو قرآن کی نصیحت سے ویسا ہی فائدہ ہوتا ہے جسطرح اچھی زمین کو مینہ کے پانی سے فائدہ پہونچتا ہے

نزاع

اور جو لوگ اللہ کے علم غیب میں بد قرار پا چکے ہیں اونکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی رائگاں ہے جسطرح بری زمین میں مینہہ کا پانی رائگاں جاتا ہے ،، یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل کو ستھری چیزیں کھانے کو دیں اسمیں من سلوی مصر کے فرعون کے باغ وہاں کی کھیتی اور ملک شام کی کھیتی سب چیزیں داخل ہیں توراۃ کا علم نبوت بادشاہت کا وبدبہ جو بنی اسرائیل میں تہا اوسوقت کی کسی قوم میں یہ باتیں نہیں تھیں اسیواسطے فرمایا اوسوقت جو لوگ جہان میں تہے اون سب پر بنی اسرائیل کو فضیلت حاصل تھی یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل کو دین کی کھلی کھلی باتیں دی گئی تھیں اسکا مطلب یہی ہے کہ توراۃ میں دین کی کھلی کھلی باتیں تھیں اور توراۃ کے بڑے بڑے عالم بنی اسرائیل میں تہے ،،

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دیں گے اونکو برابر انکے جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝

ایک سا انکا جینا اور مرنا برے دعوے ہیں جو کرتے ہیں

یہ منکرین حشر کے اوس قول کا جواب ہے جسکا آگے کی آیتوں میں اللہ تعالی نے یہ ذکر فرمایا ہے وقالوا ما ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحی وما یہلکنا الا الدہر ،، حاصل ان دہریوں کے قول کا یہ ہے کہ دنیا میں پیڑ کے پودوں کی طرح انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے اور پیڑ کا پودا جسطرح دن بدن بڑھتا جاتا ہے اسی طرح انسان کا بچہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے پہر جسطرح پرانا ہو جانے کے سبب پیڑ سوکھکر اوکھڑ جاتا ہے اور گر پڑتا ہے اسی طرح انسان کی عمر کا زمانہ گذر جانے کے سبب سے ایکدن انسان مر جاتا ہے پیڑ کے سوکھ جانے کے بعد اوسکی لکڑی جل کر یا گلکر آخر کو خاک ہو جاتی ہے پہر اوسکا کچہہ پتا نہیں لگتا کہ کہاں گئی اسیطرح انسان مرکر خاک ہو جاتا ہے اور اوسکی خاک رواں دواں ہو جاتی ہے یہیں تک انسان کی پیدایش اور موت کا سلسلہ ختم ہو گیا اس سلسلہ کے بعد پہر دوبارہ انسان کا جینا اور نیک اور بد کو جزا و سزا کا دیا جانا کچہہ سمجہہ میں نہیں آتا اسکا جواب جو اللہ تعالی نے دیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کو کچہہ علم و عقل نہیں محض اٹکل سے ایسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں کیا دنیا میں دنیا کے حاکموں کے نافرمان لوگوں سے جیل خانے بہرے ہوئے ان لوگوں نے نہیں دیکھے اور کیا دنیا کے حاکموں کے فرمانبردار لوگ جاگیریں تنخواہیں انعام کھاتے ہوئے انکی نظر سے نہیں گذرے آخر یہ دنیا کے حاکم کس نے پیدا کئے خدا ہی نے تو پیدا کئے ہیں کیا ان کم عقل لوگوں نے خدا کے دربار کے انصاف کو خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے انصاف سے بھی گھٹا دیا کہ خدا نیکوں کی جزا اور بدوں کی سزا کے لئے ایکدن دنیا کی عمر ختم ہونے کے بعد نہ ٹہراویگا اور یونہی کھیل کی طرح دنیا میں نیک و بد کو پیدا کر کے ایک دن دونوں کو خاک کر کے پہر خبر نہ لیویگا کہ نیک نے نیکی جو کی تھی اوس نے اوسکا کیا پھل پایا اور بد نے بدی جو کی تھی اوس نے اوسکا کیا خمیازہ بھگتا اسیواسطے فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنی اٹکل سے اللہ تعالی کے انصاف کو جو بٹا لگایا ہے وہ انکی بہت ہی بری اٹکل ہے رہی یہ بات کہ یہ جزا و سزا دنیا کی دنیا میں ہی کیوں نہیں

پوری ہو جاتی اسکا جواب سورہ الم سجدہ کی آیتہ ولنذیقنہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلہم یرجعون میں اوپر گذر چکا ہے کہ دنیا پوری جزا و سزا کی جگہ نہیں ہے ،، اکثر گناہوں کے وقت کبھی تھوڑی سی سزا اسلئے دنیا میں ہو جاتی ہے کہ لوگ گناہوں سے باز آویں اور آخر عمر تک کچھ نیکی کر لیویں اور آخر عمر تک جبکہ اللہ تعالی نے نیکی کا موقع انسان کو دیا ہے تو جزا و سزا تمام دنیا کے لوگوں کے مرنے کے بعد ہی چاہئے اسیکا نام حشر اور قیامت ہے اب کوئی بات ان دہریوں کی مرضی کے مخالف ہو جائے مثلاً کسی عزیز یا دوست کا جوانی کی حالت میں مرجانا یا کسی مال کا تلف ہو جانا تو یہ دہریے لوگ زمانہ کو برا کہا کرتے ہیں چنانچہ جاہلیت کے زمانہ کے شعروں میں اب تک وہ مضمون موجود ہیں جنمیں زمانہ کی گردش کی مذمت ہے اسکا جواب اللہ تعالی نے اوس حدیث قدسی میں دیا ہے جو صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضہ کی روایتہ سے حاصل اوس روایتہ کا یہ ہے کہ یہ کم عقل لوگ زمانہ کو کیوں برا کہتے ہیں تمام دنیا کا انتظام تو خدا کے ہاتھ میں ہے انتظام دنیا کو برا کہنا خود خدا کو نام رکھنا ہے اس حدیث قدسی میں انا الدہر کا جو لفظ ہے اس لفظ کے سبب سے ابن حزم وغیرہ نے دہر اللہ کا نام ٹھہرایا ہے مگر حافظ ابن کثیر اور اور علمائے اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ دہر اللہ کا نام نہیں ہے ،، بلکہ معنے حدیث کے یہ ہیں کہ تمام زمانہ کا انتظام جسکو دہر کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ ہے ،، اس زمانہ میں بھی فارسی اردو کے شاعروں میں سے جو شاعر زمانہ کی مذمت کے مضمون باندھتے ہیں یا نثر کے قصوں کی کتابوں میں اس مضمون کو لکھتے ہیں وہ اس حدیث کے حکم میں داخل ہیں ،،

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور بنائے اللہ نے آسمان اور زمین جیسے چاہئیں اور تا بدلا پاوے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم نہ ہوگا

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ

بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرایا اپنا حاکم اپنی چاؤ کو اور راہ سے کھویا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر کی اسکے کان پر اور دل پر اور ڈالی

عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا

اسکی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لاوے اسکو اللہ کے سوائے کیا تم سوچ نہیں کرتے اور کہتے ہیں اور نہیں یہی ہماری

الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝

دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور مرتے ہیں ہم سو زمانہ سے اور انکو کچھ خبر نہیں اسکی نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

اور جب سنائے انکو ہماری آیتیں کھلی اور جھگڑا نہیں انکو مگر یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے

صٰدِقِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

ہو تو کہہ اللہ جلاتا ہے تمکو پھر مارتا ہے تمکو پھر اکٹھا کریگا تمکو قیامت کے دن اسمیں کچھ شک نہیں پر بہت لوگ نہیں

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ

سمجھتے ۔ اور اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۔ اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن خراب

يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً

ہونگے جھوٹے ۔ اور تو دیکھے ہر فرقے زانو پر بیٹھے ہیں

مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ مرنے کے بعد خاک ہو کر سب برابر ہو جاویں گے کیونکہ انسان کا پھر دوبارہ جینا اور جزا و سزا کا دیا جانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا اوپر کی آیتوں میں اوس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا تھا کہ ایسی ناانصافی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا نہیں کیا کہ نیک و بد دونوں کے مرکر خاک ہو جانے کے بعد پھر خبر نہ لیجاوے کہ نیک شخص نے نیکی جو کی تھی اوسکی جزا اور بد نے جو بدی کی تھی اوسکی سزا کچھ ہونے کو ہے یا نہیں ان آیتوں میں اوس جواب کو پورا کرنے کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اس انصاف کی بنیاد پر پیدا کیا ہے کہ آخر عمر تک نیکی بدی جو جس کا جی چاہے کرلیوے پھر اسطرح ہر شخص کی عمر آخر ہوتے ہوتے جب دنیا ختم ہو جاوے تو تمام دنیا کی نیکی و بدی کی جزا و سزا کا فیصلہ ایک دن کر دیا جاوے اور یہ فیصلہ اسطرح انصاف سے ہوکہ اسمیں کسی پر ظلم نہ ہو کیونکہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام کرلیا ہے آگے فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکوں کی بے ٹھکانے باتوں کا کچھ تعجب نہ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو دین ٹھہرایا ہے اونکو تو یہ لوگ جانتے نہیں اسلئے انکی ہر بات بے سند اور دل کی خواہش پر ہے جس بات کو انکا دل چاہتا ہے اوسکو یہ اپنا دین ٹھہرا لیتے ہیں جس بات کی پوجا کو انکا دل چاہتا ہے اوسکی پوجا کرنے لگتے ہیں اسیواسطے انکے ہر ایک قبیلہ کے بت الگ الگ ہیں پھر فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق نیک بات کے سننے سے اونکے کانوں پر اور سمجھنے سے دل پر مہر لگی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کے دیکھنے سے اونکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی اونکو راہ راست پر نہیں لاسکتا اللہ تعالیٰ نے بھی اونکو گمراہی کی حالت پر چھوڑ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ اسطرح کے لوگ کبھی اپنے ارادہ سے راہ راست پر آنے والے نہیں اور مجبور کرکے کسیکو راہ راست پر لانا اللہ تعالیٰ کے انتظام کے برخلاف ہے کس لئے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کسیکو مجبور کرکے راہ راست پر لانے کے لئے نہیں پیدا کیا آخر آیت میں افلا تذکرون جو فرمایا اوسکا مطلب یہ ہے کہ ان مسلمانوں کو یہ تعجب ہے کہ ہر وقت کی نصیحت سے یہ مشرک راہ راست پر کیوں نہیں آتے اونکو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں وہ کسیطرح راہ راست پر آنیوالے نہیں ہاں آگے مشرکین مکہ کی ایک اور نادانی کا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے جو قائل نہیں یہ فقط انکی اٹکل ہے کوئی سند اس بات کی انکے پاس نہیں ہے یہ نہیں سمجھتے کہ جزا و سزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا جانا نہ ہو تو دنیا کا پیدا ہونا

منزل ۶

بیکار ٹھہرتا ہے جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے باقی تفسیر اس آیۃ کی اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں گذر چکی ہے آگے ایک اور نادانی مشرکین
کی بیان فرمائی کہ حشر کے آیتیں سنکر وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حشر کا ہونا سچ ہے تو ہمارے بڑوں کو زندہ کیا جاکر ہمسے ملا دیا جاوے
اسکا جواب اللہ تعالی نے یہ دیا کہ دوبارہ زندہ ہونے کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے اب نہیں ہے پھر فرمایا بہت لوگ یہ نہیں
سمجھتے کہ جس نے ایک دفعہ پیدا کیا اوسکو وقت مقررہ پر دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اسلئے وہ لوگ جو حشر کے منکر ہیں اگر سمجھیں
تو حشر کچھہ مشکل نہیں ہے ،، پھر فرمایا جب آسمان و زمین کی سب مخلوقات پر اللہ کا حکم جاری ہے تو اسطرح کی عاجز چیزوں
میں سے کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا جا سکتا اسواسطے جو لوگ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ قیامت کے دن جھوٹے
قرار پاکر بڑی خرابی میں پڑ جاویں گے ،، پھر فرمایا اے رسول اللہ کے اب تو یہ لوگ سرکشی کی باتیں کرتے ہیں مگر قیامت کے
ہول سے پریشان ہوکر جب یہ لوگ حساب کے وقت سر جھکا کے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاویں گے تو وہ حالت ان لوگوں کے دیکھنے
کے قابل ہوگی ،، صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ ستر ہزار نکیلیں لگاکر دوزخ کو محشر
کے میدان میں لایا جاویگا ،، سورۃ الفرقان میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ جب دوزخ کو منکرین حشر کی صورت دکھائی دیوگی تو غصہ
کے مارے دوزخ میں سے طرح طرح کے خوفناک آوازیں آویں گی ،، علما نے لکھا ہے کہ ایسے ہی ہول کے وقت لوگ
گردنیں ڈالکر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاویں گے ،،

كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم
ہر فرقہ بلایا جاتا ہے اپنے اپنے دفتر پاس آج بدلہ پاؤگے جیسا تم کرتے تھے یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام

بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝
ٹھیک ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے

منزل

اس آیۃ کے اور آیۃ یوم ندعو کل اناس باما مہم کی تفسیر میں علمائے مفسرین نے طرح طرح کا اختلاف کیا ہے مگر کسی آیۃ کی تفسیر کسی صحیح
حدیث میں آجاوے تو پھر اختلاف کا کوئی موقع باقی نہیں رہتا ترمذی مستدرک حاکم صحیح ابن حبان مسند بزار تفسیر ابن ابی حاتم اور
تفسیر ابن مردویہ میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایۃ ہے جسکو ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے حاصل جسکا یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو بلایا جاویگا اور داہنے اور بائیں ہاتھہ میں ہر ایک کے عمل کے موافق
ہر ایک کا نامہ اعمال دیا جاویگا جسکے داہنے ہاتھہ میں نامہ اعمال دیا جاویگا اوسکا چہرہ نورانی ہوجاوے گا اور جسکے
بائیں ہاتھہ میں نامہ اعمال دیا جاویگا اوسکے چہرہ پر سیاہی چھا جاویگی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نامہ اعمال دینے کے
لئے اصحاب یمین اور اصحاب شمال اور مقربین اور سابقین کہہ کر قیامت کے دن اللہ کے حکم سے فرشتے لوگوں کو بلاویں گے
اوسی بلانے کا ذکر ان دونو آیتوں میں ہے اسلئے تینوں ترجموں میں نامہ اعمال کے ساتھہ لوگوں کے بلائے جانے کا ترجمہ
کیا گیا ہے جو اس حدیث اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے قول کے موافق ہے ،، سوا اسکے اور قول جو مفسروں نے

بیان کئے ہیں وہ صحیح حدیث اور امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے مخالف ہیں ان آیتوں میں یہ جو فرمایا انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون اسکے معنے میں دونو اردو ترجموں میں اختلاف ہے ایک ترجمہ لکھنے کا ہے اور ایک لکھوانے کا اسکا سبب یہ ہے کہ انسان کے عمل کئی دفعہ لکھے گئے ہیں سب سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا ہے تو لوح محفوظ میں اوس قلم نے اللہ کے حکم سے تمام دنیا کی موجودات کے ساتھ انسان کے عمل بھی لکھے ہیں جسکا ذکر صحیح مسلم کی عبداللہ بن عمرو بن العاص کی اور ترمذی کی عبادہ بن صامت کی روایتہ میں ہے اس عمل کے لکھنے میں فرشتوں کا کچھ دخل نہیں ہے پھر جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو ہر ایک بچہ کے عمر بھر کے عمل فرشتہ لکھتا ہے جسکا ذکر صحیحین کی حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتہ میں ہے پھر شب قدر میں سال بھر تک کے ہر شخص کے عمل لوح محفوظ سے فرشتے نقل کر لیتے ہیں اور کراما کاتبین زمین پر سے ہر شخص کے عمل جو لکھکر ہر روز آسمان پر لیجاتے ہیں اوس سے وہ فرشتے جو لوح محفوظ پر سے سال بھر کے عمل کی نقل لیکر رکھ لیتے ہیں ہر اٹھوارہ میں مقابلہ کیا کرتے ہیں اسکا ذکر طبرانی وغیرہ میں ناقابل اعتراض سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے ہے غرض ایک ترجمہ میں بلا مداخلت فرشتوں کے خود قلم کے لکھنے کی روایتہ کے موافق ترجمہ ہے اور دوسرے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے وہ عمل جو لکھوائے اون روایتوں کا ترجمہ ہی کے موافق ترجمہ کیا گیا ہے غرض حقیقت میں دونو ترجمے صحیح ہیں ،،

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝

سو جو یقین لائے ہیں اور بھلے کام کئے سو انکو داخل کریگا انکا رب اپنی مہر میں یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی

وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝

اور جو منکر ہوئے کیا تمکو سنائی جاتی تھیں باتیں میری پھر تمنے غرور کیا اور ہو رہے تم لوگ گنہگار

وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ

اور جب کہئے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور اس گھڑی میں دھوکا نہیں تم کہتے ہو ہم نہیں سمجھتے کیا ہے وہ گھڑی

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ

ہمکو آتا ہے تو ایک خیال سا اور ہمکو یقین نہیں ہوتا اور کھلیں انپر برائیاں ان کاموں کی جو کئے تھے اور الٹ پڑے

مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

انپر جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے

منزل ۶

اوپر جزا و سزا کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں اوسکے نتیجہ کا ذکر فرمایا کہ جن لوگوں نے فرمانبرداری سے دنیا میں عمر گذاری اور نیک کام کئے انکے لئے جنت ہے اور یہی بڑی مراد ہے کیونکہ اسی مراد کے لئے وہ لوگ دنیا میں نیک کام کرتے تھے اور منکر قرآن لوگوں سے جھڑکی کے طور پر یہ پوچھا جاویگا کہ جب قرآن کی آیتیں تمکو سنائی جاتی تھیں تو سرکشی سے تم اونکو جھٹلانے کے جرم میں پھنسے اور کہتے تھے کہ قیامت کے دن جزا و سزا کا تو ہمکو یقین نہیں آتا اور جزا و سزا کی باتوں کو مسخرا پن میں اوڑاتے تھے آج

تمہارا وہی مسخراپن تمہارے سامنے آیا اور اللہ نے تمہارا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے
جسمیں اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنی رحمت اور دوزخ کو اپنا غصہ فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جس شخص پر
اللہ کی رحمت ہوگی وہ جنت میں جاویگا اور جس پر غصہ ہوگا وہ دوزخ میں جھونکا جاویگا ان آیتوں میں جنت میں داخل ہونے
کو رحمت جو فرمایا ہے اوسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ صحیح مسلم میں انسؓ بن مالک کی حدیث
ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے صحابہ کو ہنستے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا کہ دوزخ کے عذاب کا جو حال میں نے دیکھا
ہے اگر وہ حال تمکو نظر آجاوے تو تم ہنسنا چھوڑ دو رونے سے کام رکھو۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ
سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں نہ وہ کسی نے آنکھوں
سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل پر اوسکا خیال گذرتا ہے۔ ان حدیثوں سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جنت
کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابوں کی پوری تفسیر علمائے امت کی طاقت سے باہر ہے۔

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ

اور حکم ہوا کہ آج ہم تمکو بھلا دینگے جیسے تمنے بھلا دیا اپنے اسدن کا ملنا اور گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار

قرآن شریف میں کہیں تو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ملاقات اور اپنے سامنے کھڑے ہونے کو حشر فرمایا ہے جیسا کہ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ اور
قال الذین لا یرجون لقاءنا میں ہے اور کہیں سزا و جزا جو اوس دن لوگوں کو پیش آوے گی اوسکو حشر فرمایا جیسا کہ اس آیۃ میں ہے
لقاء یومکم ھذا۔ صحیح حدیثوں میں حشر کے حالات کی جو تفصیل ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی و بدی کی پرسش کے وقت حشر کے
دن نیک و بد سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے اور پھر جزا و سزا کا حکم ہوگا اسیواسطے بعضی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے
سامنے کھڑے ہونے کو حشر فرمایا ہے اور بعضی آیتوں میں جزا و سزا کو۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک بڑی روایتہ ہے جسکے
ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر طرح کی راحت دی ہے
اور وہ لوگ دنیا کے عیش میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھیگا
کہ اے شخص کیا تجھکو میں نے ہر طرح کی عزت اور راحت سے دنیا میں نہیں رکھا وہ شخص کہویگا کہ ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماوے گا
کہ تجھکو کیا کبھی یہ خیال بھی آیا تھا کہ ایک روز تجھکو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا پڑیگا وہ کہویگا کہ نہیں اوسپر اللہ تعالیٰ فرماویگا
کہ جسطرح تونے دنیا میں میری بندگی اور فرمانبرداری کو بھلا دیا اسیطرح آج میں نے تجھکو اپنی نظر رحمت سے بھلا دیا غرض
اس حدیث اور اور صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر کے دن بدلوگ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونگے لیکن صحیحین
وغیرہ کی روایتوں میں اہل جنت کے لئے جو دیدار الٰہی کی خوشخبری آئی ہے وہ نظر رحمت کا دیدار ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت
ابوسعید خدریؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے دیدار کے وقت فرماویگا تم لوگ اللہ کی عنایت
سے راضی اور خوش ہو۔ اہل جنت عرض کریں گے یا اللہ تونے ہمکو ہمارے حوصلہ سے بڑھکر عیش و آرام دیا ہے پھر ہم کیونکر خوش

اور راضی نہوں گے اسپر اللہ تعالیٰ فرمادیگا سب سے بڑھکر تمہارے خوش ہونے کی یہ بات ہے کہ میں بھی تم سے ہمیشہ کے لئے خوش ہوں اب یہ تو ظاہر بات ہے کہ آقا جس غلام سے خوش ہو اوسکو کس بات کی کمی ہے غرض اہل جنت کا دیدار تو اس خوشنودی کا ہوگا اور اہل دوزخ جو اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے اونکا دیکھنا اللہ کو ایسا ہے جسطرح کسی مجرم کو حاکم کے روبرو کھڑا کرتے ہیں اور حاکم نظر غضب سے اوس مجرم کو دیکھتا ہے چنانچہ صحیحین وغیرہ کی روایتوں میں ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہضم کریگا ایسا شخص جسوقت حشر کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اوسوقت غضبناک ہوگا آخر آیۃ میں فرمایا ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی اونکی مدد کرکے اونکو اوس عذاب سے چھوڑا نہ سکے گا یہ اون مشرک لوگوں کا ذکر ہے جنکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہوگا کیونکہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جن لوگوں کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا فرشتے انبیا اور نیک لوگ اونکی شفاعت مدد کے طور پر کریں گے اور آخر کو وہ ذرہ برابر ایمان دار لوگ دوزخ سے نکلکر جنت میں جاویں گے "

ذٰلِكُمْ بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا

یہ تمپر اسواسطے کہ تمنے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے دنیا کی جینے پر سو آج نہ انکو نکالنا ہے وہاں سے

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور نہ اُن سے چاہیں توبہ سو اللہ کو ہے سب خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اسیکو بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا

دوزخیوں پر جب طرح طرح کا عذاب ہوگا تو اونکو قائل کرنے کے لئے یہ کہا جاویگا یہ عذاب تمپر اسلئے ہے کہ تم نے اللہ کے کلام کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑایا تھا اور دنیا کی زندگی پر مغرور ہو کر آج کے دن کو بھول گئے تھے اسلئے اب اس عذاب سے کسیطرح تم چھوٹ نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھہ عذر سنا جاویگا آخر کو فرمایا جب آسمان اور زمین اور تمام جہان کا مالک اللہ ہے تو اوسکے بندوں کو اوسکی تعظیم اور تعریف لازم ہے اسمیں کسیکو شریک ٹھہرانا بڑی نادانی کی بات ہے کیونکہ آسمان و زمین میں اللہ کی بڑائی مانی جاتی ہے زمین میں جو لوگ شرک میں گرفتار ہیں انکے پاس کچھہ اسکی سند نہیں ہے پھر فرمایا جو کوئی اس حکم کے برخلاف عمل کریگا تو اللہ نافرمان لوگوں سے بدلہ لینے میں ایسا زبردست ہے کہ اوسکے بدلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا پچھلی بہت سی قوموں کو اوس نے طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کردیا جو قومیں حال کے لوگوں سے قوت ثروت ہر ایک بات میں بڑہ کر تھیں لیکن اللہ کے عذاب سے کوئی چیز اونکو بچا نہ سکی ،، فرعون جیسے صاحب لشکر بادشاہ کو اوس نے دریا قلزم میں ڈبو کر تہ و بالا کردیا اور اوسکا لشکر اوسکے کچھہ کام نہ آیا صاحب حکمت وہ ایسا ہے کہ اوسکی حکمت کے آگے بڑے بڑے بادشاہوں کی کوئی تدبیر نہیں چل سکتی جسطرح مثلاً فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے ہلاک کرنیکے ارادہ سے بنی اسرائیل کے ہزاروں لڑکوں کو قتل کرایا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کا

منزل ۶

ع ۱۱
۲۰

دنمونہ فرعون کو خواب میں دکھایا تھا اوس نمونہ حکمت الٰہی کو فرعون اپنی کسی تدبیر سے نہ روک سکا آخر اوس خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام کے سبب سے فرعون مع اپنی قوم کے ہلاک ہوا اور حکمت الٰہی تدبیر فرعون پر یوں غالب رہی کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ہی گھر میں پرورش کرایا چنانچہ سورہ طٰہٰ سورۃ الشعرا اور سورہ قصص میں یہ قصہ تفصیل سے گذر چکا ہے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ فرعون نے شام کے ملک سے ایک آگ نکلتی ہوئی دیکھی جس سے بنی اسرائیل کے محلہ کے سوائے مصر کے اور سب گھر جل گئے ،، اوس وقت کے نجومیوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتلائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جسکے سبب سے فرعون کی سلطنت کو صدمہ پہونچے گا ،، اس تعبیر کے روکنے کے لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزاروں لڑکے قتل کرا ڈالے مگر حکمت الٰہی کے آگے انسانی تدبیر کیا چل سکتی ہے ،، اب آگے تقدیر الٰہی کے موافق جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ وہ دودھ پلانے کے بعد اپنے بچہ کو ایک صندوق میں لٹاکر اوس صندوق کو اسطرح نیل دریا میں ڈالدیا کریں کہ اوس صندوق میں ایک رسی بندھی رہے اور پھر اوس رسی کا دوسرا سرا کنارے سے باندھ دیا جاوے ،، موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اسکے موافق عمل کیا ،، ایکروز حکمت الٰہی کا یہ ظہور ہوا کہ رسی کھل کر وہ صندوق فرعون کے محل کے نیچے بہتے بہتے پہونچگیا اور فرعون کی بی بی آسیہ کی نظر جب اوس صندوق پر پڑگئی تو اونہوں نے اوسکو نکلوایا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی محبت آسیہ کے دل میں ڈالدی اور اونہوں نے فرعون سے اجازت لیکر موسیٰ علیہ السلام کو پالا ،، یوسف علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل ملک شام سے مصر میں آنکر آباد ہوئے یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ مصر میں بڑی ذلت سے رہتے تھے ،نبی ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجاکر ملک شام میں آباد کریں ،، اسی حکم کے موافق ایک رات بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر موسیٰ علیہ السلام مصر سے چلے فرعون نے جب یہ خبر سنی تو کئی لاکھ آدمیوں کا لشکر لیکر بنی اسرائیل کا پیچھا کیا اور قلزم دریا پر بنی اسرائیل کے قریب آن پہونچا اللہ کے حکم سے دریا میں خشک راستہ پیدا ہوگیا جس راستہ سے موسیٰ علیہ السلام تو مع بنی اسرائیل کے دریا پار ہوگئے فرعون نے مع اپنے لشکر کے جب اس خشک راستہ سے دریا پار ہونے کا قصد کیا تو بیچ دریا میں پہنچ جانے کے بعد دریا کا پاٹ مل گیا اور فرعون مع اپنے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہوگیا ،، پچھلی قوموں کے ہلاک ہونے کے جتنے قصے گذرے وہ اور یہ فرعون کا قصہ اللہ تعالےٰ کے زبردست ہونے اور صاحب حکمت ہونے کی گویا تفسیر ہیں ،، سورۃ الجاثیہ ختم ہوئی

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ

اُتارنا کتاب کا ہے اللہ سے جو زبردست ہے حکمت والا ہمنے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو اُنکے بیچ میں ہے

منزل ۶

الَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

سو ایک کام پر اور ایک ٹھہرے وعدے تک اور جو منکر ہیں اُن کو ڈر سنایا نہیں دھیان کرتے تو کہہ بھلا دیکھو تو جنکو پکارتے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ

ہو اللہ کے سوائے مجھکو دکھاؤ تو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا کچھ انکا ساجھا ہے آسمانوں میں لاؤ میرے پاس

بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا

کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا چلا آتا کوئی علم اگر ہو تم سچے اور اس سے بہکا کون جو پکارے اللہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ

کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اُسکی پکار کو دن قیامت تک اور اُنکو خبر نہیں اُنکے پکارنے کی اور جب لوگ

النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ

جمع ہونگے وہ ہونگے اُنکے دشمن اور ہونگے اُنکے پوجنے سے منکر اور جب سنایئے اُنکو ہماری باتیں کھلی کہتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

منکر سچی بات کو جب اُن تک پہنچی یہ جادو ہے صریح کیا کہتے ہیں یہ بنا لیا تو کہہ اگر

اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى

میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے اللہ کے سامنے کچھ اُسکو خوب خبر ہے جن باتوں میں لگے ہو وہ بس ہے حق بتانیوالا

بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

میرے اور تمہارے بیچ اور وہی ہے گناہ بخشتا مہربان

منزل ۶

شروع سورہ سے العزیز الحکیم کی تفسیر سورۃ الجاثیہ کے شروع میں گذر چکی ہے بالحق اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ دنیا کے ختم ہونے کے بعد دوسرا جہان پیدا کیا جاوے جسمیں نیکی اور بدی کی جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاوے ،، اجل مسمےٰ ،، اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام دنیا کی عمر پہلے صور تک ہے جسکا ذکر سورہ زمر میں گذر چکا اور ہر شخص کی زندگی اسکی عمر کے آخر ہونے تک ہے چنانچہ صحیحین کی حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث گزر چکی ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسیوقت اوسکی عمر اوسکے رزق سب کی ایک میعاد مقرر کر دیجاتی ہے غرض جب یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے تبلانے سے معلوم ہو گیا کہ انسان کو دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے ہر انسان کی عمر کی ایک میعاد مقرر ہے اور جسطرح اللہ اور اللہ کے رسول نے تبلایا تھا وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ کوئی بڑی عمر پاکر اور کوئی چھوٹی آگے پیچھے سب دنیا سے چلے جاتے ہیں ہمیشہ کوئی دنیا میں رہنے والا نہیں پھر جس اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمانے کے موافق دنیا سے یہ چل چلاؤ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اوسی اللہ اور اللہ کے رسول نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دنیا کی یہ چند روز کی زلیست اللہ تعالیٰ نے بیفائدہ نہیں بنائی ہے بلکہ اس چند روزہ زلیست کے بعد اور ہمیشہ کی

زیست اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور اس دنیا کی چند روزہ کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا اوسی ہمیشہ کی زیست میں پیش آنے والی ہے اور اس سزا سے ان منکروں کو طرح طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ڈرایا ہے لیکن ان منکروں کے دل ایسے سخت ہوگئے ہیں کہ جسقدر انکو عقبیٰ کی خرابی سے ڈرایا جاتا ہے اوسیقدر یہ لوگ اوس نصیحت الٰہی سے مونہہ موڑے چلے جاتے ہیں اسیواسطے ان آیتوں میں فرمایا کہ جو لوگ کافر ہیں جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے وہ اوسکو دہیان نہیں کرتے پہر فرمایا کہ جن بتوں کی پرستش کے دہن میں یہ بت پرست لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی نصیحت کو نہیں سنتے اے رسول اللہ کے ان مشرکوں بت پرستوں سے ذرا یہ تو پوچھو کہ کس استحقاق سے تم بت پرستوں نے ان بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے تو زمین و آسمان اور ہمکو پیدا کیا تمہارے بتوں نے زمین یا آسمان پر کوئی چیز پیدا کی ہو تو اوسکو ثابت کرو پہر فرمایا کہ اب دنیا میں تو یہ بت پرست لوگ ان بتوں کو اپنا معبود گنتے ہیں قیامت کے دن جن چیزوں کو یہ گمراہ لوگ پوجتے ہیں وہ الٹی ان سے بیزاری ظاہر کریں گے پہر ان گمراہوں کی گمراہی بیان فرمائی کہ جو بت ان منکروں سے قیامت میں بیزاری ظاہر کریں گے اونکی حمایت میں یہ لوگ اللہ کے کلام کو جادو بتلاتے ہیں اور اللہ کے رسول پر یہ بہتان باندھتے ہیں کہ اونہوں نے یہ قرآن اپنی طرف سے گھڑکر بنالیا ہے پہر اپنے رسول سے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے تم ان بہتان باندھنے والوں کو اسیقدر جواب دیدو کہ یہ قرآن میں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہوگا تو خدا مجھے سمجھ لیویگا خدا کے مواخذہ کے وقت تم میں سے کوئی میری مدد نہ کرنا اور اگر تم جھوٹ بہتان باندھتے ہو تو تم سے خدا سمجھے گا کیونکہ خدا کو ہر ایک کا حال معلوم ہے پہر ان منکروں کو توبہ کی رغبت دلاکر فرمایا کہ اب تک جو کچھ تم نے کیا سو کیا اب بھی اگر اپنے کئے سے آئندہ باز آؤگے تو اللہ تعالیٰ ہر طرح کے گناہوں کو بخشنے والا ہے معتبر سند سے ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کا خاتمہ توحید پر ہوا اوس شخص کے گناہ اگر اسقدر بھی ہوں کہ جن سے زمین اور آسمان بہر جاوے تو بھی مجھے ایسے شخص کے سب گناہوں کو بخشدینے میں دریغ نہیں ہے مشرکین مکہ اپنے آپکو ملت ابراہیمی پر بتلاتے تھے اسیواسطے فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکوں سے کہو کہ اوس زمانہ کی کوئی کتاب یا کوئی سچی زبانی روایت ایسی ہو جس سے ان بتوں کا کسی آسمان یا زمین کا پیدا کرنا جدا یا اللہ کی ساتھ شریک ہوکر ثابت ہوتا ہو تو وہ کتاب یا روایت لاکر میرے روبرو پیش کرو اثارۃ من علم کی تفسیر مجاہد کے قول کے موافق پرانی سچی روایت کی ہے ترجمہ میں بھی یہی قول لیا گیا ہے عرب میں یہ بھی ایک دستور تھا کہ فال کے طور پر کسی نابالغ لڑکے سے زمین پر بہت سے خط کہنچوا کر اونمیں سے دو دو خطوں کو مٹانا شروع کرتے تھے اب مٹاتے مٹاتے اگر آخر کو دو خط باقی رہتے تو اچھی فال سمجھتے اور اگر مٹاتے مٹاتے ایک خط باقی رہجاتا تھا تو اوس فال کو مرضی کے موافق نہیں گنتے تھے معتبر سند سے امام احمد مستدرک حاکم تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کا جو قول ہے اوسمیں اسی خطوں کی فال کو اواثارۃ من علم کی تفسیر قرار دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ان مشرکوں نے خط کشی کی فال سے کیا یہ بات جانچ لی ہے کہ ان مشرکوں کے بتوں نے کوئی آسمان یا زمین جدا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہوکر پیدا کئے ہیں صحیح مسلم میں معاویہ بن حکم کی حدیث ہے جسمیں اونہوں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے اس خط کشی کی فال کا مسئلہ پوچھا تھا آپ نے فرمایا پہلے پیغمبرل

ہیں سے ایک پیغمبر کے زمانہ میں یہ خیال جائز تھی اب جائز نہیں ہے، بعضے علما نے ان پیغمبر کا نام دانیال لکھا ہے اور بعضوں نے ادریس مگر معاویہ بن الحکم کی روایت میں کسی پیغمبر کا نام نہیں ہے، یہ معاویہ ابن الحکم مدنی صحابہ میں ہیں صحیح بخاری میں اونکی کوئی روایت نہیں ہے ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کے مابین کے زمانہ میں یہ دانیال پیغمبر تھے انکے علاوہ بنی اسرائیل میں بھی ایک دانیال ہوئے ہیں،، مشرکین مکہ سے بت پتھر یا لکڑی کے تھے اسیواسطے فرمایا یہ پتھر و لکڑی کی چیزیں کسیکی التجا کو قیامت تک نہیں پورا کر سکتیں،، سورہ یونس میں نیک لوگوں کی بیزاری کا اور سورۃ السبا میں فرشتوں کی بیزاری کا ذکر گذر چکا ہے اسیکو فرمایا کہ جن فرشتوں اور نیک لوگوں کی مورتوں کی یہ مشرک پوجا کرتے ہیں قیامت کے دن وہ فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہو جاویں گے،،

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ

تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھکو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھسے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھکو

إِلَيَّ وَمَآ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِۦ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

اور میرا کام یہی ہے ڈر سنا دینا کھولکر تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ کے یہاں سے اور تمنے اسکو نہیں مانا اور گواہی دیچکا ایک گواہ

مِّنۢ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ فَـَٔامَنَ وَٱسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِي ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝ وَ

بنی اسرائیل کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تمنے غرور کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو اور

قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَآ إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا۟ بِهِۦ فَسَيَقُولُونَ

کہنے لگے منکر ایمان والونکو اگر یہ کچھ بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اسپر ہمسے پہلے اور جب راہ پر نہیں آئے اسکے بتانے سے

هَٰذَآ إِفْكٌ قَدِيمٌ ۝ وَمِن قَبْلِهِۦ كِتَٰبُ مُوسَىٰٓ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا

تو اب یہ کہینگے یہ جھوٹ ہے مدت کا اور اس سے پہلے کتاب موسیٰ کی تھی راہ ڈالتی اور مہر اور یہ ایک کتاب ہے اسکو سچا کرتی عربی زبان

عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ۝

میں کہ ڈر سناوے گنہگاروں کو اور خوشخبری نیکی والوں کو

منزل

مشرکین مکہ ابراہیم علیہ السلام کو رسول سمجھتے اور اپنے آپکو ملت ابراہیمی پر کہتے تھے اسیواسطے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکین مکہ سے کہدو کہ میں کچھ نیا رسول نہیں ہوں جسطرح مثلاً ابراہیم علیہ السلام اللہ کے رسول تھے ویسا ہی میں بھی ہوں ان آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ باوجود اللہ کے رسول ہونے کے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے یہ فرمایا کہ اے رسول اللہ کے قریش سے کہدو کہ اللہ میرے ساتھ کیا معاملہ کریگا اور تمہارے ساتھ کیا کریگا اسکا حال مجھکو کچھ معلوم نہیں صحیح تفسیر اسکے مفسرین نے یہی قرار دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا یہ آئندہ کا حال معلوم نہ تھا کہ مکہ میں رہنا ہوگا یا مکہ سے ہجرت کرنی ہوگی اور قریش لوگ ایمان لاویں گے یا ایمان نہ لانے کے سبب سے ان لوگوں پر کچھ عذاب الٰہی آویگا رہا آخرت کا انجام وہ آپکو یقینی معلوم تھا کہ آپ علی

درجے جنت کے مقام میں ہونگے اور آپکی شفاعت سے امت میں سے بہت سے گنہگار جنت میں جاویں گے اس صورت میں اس آیتہ کو آخرت کے انجام میں مانکر بعضے مفسروں نے آیتہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک سے اس آیتہ کو منسوخ جو کہا ہے اوسکی اب ضرورت نہیں رہی اور ان آیتوں میں بنی اسرائیل میں ایک شخص کی آنحضرت کی نبوت پر اور قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے پر گواہی دینے کا جو ذکر ہے یہ تفصیل پورے طور پر طبرانی مستدرک حاکم اور مسند ابی یعلی کے عوف بن مالک کی ایک صحیح روایتہ میں آچکی ہے کہ یہ آیتہ مدنی ہے اور یہ بنی اسرائیل میں کے شخص عبداللہ بن سلام ہیں اور یہی شان نزول صحیح بخاری و مسلم اور نسائی میں مختصر طور پر سعد بن ابی وقاص کی روایتہ سے بھی آئی ہے اسلئے بعضے مفسروں نے پھر یہ جو اعتراض کیا ہے کہ اس مکی آیتہ میں حضرت عبداللہ بن سلام کا ذکر کیونکر آسکتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام تو صحیح بخاری کی حضرت انس کی روایتہ کی رو سے ہجرت کے بعد کا ہے یہ اعتراض صحیحین وغیرہ کی صحیح روایتہ کے مخالف ہے قریش کا خیال یہ تہا کہ جو لوگ مالداری یا قوم میں سرگروہ ہونے کے سبب سے دنیا میں کچھہ عزت اور آبرو رکھتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی عزت دار ہیں اسیواسطے حضرت بلال عمار صہیب خباب ایسے غریب لوگوں کو اہل اسلام میں دیکھہ کر مالدار قریش لوگ یہ کہا کرتے تہے کہ اگر اسلام کوئی عزت کی چیز ہوتی تو اللہ تعالے نے جسطرح ہمکو دنیا کی عزت دی ہے اسیطرح دین کی عزت سے بھی اللہ تعالی ہمکو کبھی محروم نہ رکھتا اور یہ غریب لوگ اسلام لانے میں ہم عزت دار لوگوں سے کبھی آگے قدم نہ بڑہاتے قریش کا یہی خیال اللہ تعالی نے ان آیتوں میں ذکر فرما کر فرمایا ہے کہ مشرک لوگ اللہ تعالی کے نزدیک کچھہ عزت دار نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالی کے نزدیک عزت اوسکی ہے جو اللہ کے فرمانبرداری کرے جب یہ لوگ اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ کے ساتھہ بتوں کو شریک ٹھہراتے ہیں تو اللہ تعالی کے نزدیک یہ لوگ کافر اور قابل سزا قرار پاچکے ہیں فقط دنیا کی عزت اور مالداری کے سبب سے یہ لوگ اللہ تعالی کے نزدیک صاحب عزت نہیں قرار پاسکتے چنانچہ عبس وتولی میں آگے آویگا کہ حضرت عبداللہ بن مکتوم ایک غریب صحابی کے مقابلہ میں اللہ تعالی نے بڑے بڑے عزت دار قریش کو بالکل ذلیل قرار دیا آگے توراۃ کا ذکر اللہ تعالی نے اسلئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کچھہ ایک حضرت عبداللہ بن سلام کی گواہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ خود توراۃ میں آپکی نبوت کی صداقت موجود ہے اور توراۃ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر صراحت سے ہے اسی سبب سے حضرت عبداللہ بن سلام کی طرح ان نبی آخر الزمان کو سب یہود کے عالم لوگ ایسا جانتے اور پہچانتے ہیں جسطرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں مگر بغض اور عداوت کے سبب سے یہ لوگ ان نبی آخر الزمان کی نبوت کا اقرار زبان سے نہیں کرتے وہ عداوت یہی ہے کہ نبی آخر الزمان بنی اسمٰعیل میں کیوں ہوئے بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے یہ نہیں سمجھتے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق اور اسمٰعیل اپنے دونوں بیٹوں کی اولاد میں نبوت کے عطا ہونے کی دعا کی تھی وہ قبول ہوئی اور ایک مدت تک اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں نبوت رہکر اب اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں آئی ،، یہ کیا بے انصافی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر کو ایک بیٹے کی اولاد میں مانا جاوے اور دوسرے بیٹے کی اولاد میں نہ مانا جاوے آگے فرمایا کہ اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے جسطرح اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی تھی جسنے بنی اسرائیل میں دین کی راہ ڈالی اور اوس راہ پر چلنے سے

نزل ۶

اونکو اللہ کی رحمت کے قابل ٹھہرایا اسیطرح نافرمان لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانے اور فرمانبردار لوگوں کو اللہ کی رحمت کی خوشخبری سنانے کے لئے اہل مکہ کی عربی زبان میں اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے ،، جسطرح کسی کی ساتھہ سلوک کرنے کو احسان کہتے ہیں اسیطرح دل لگاکر عبادت کرنے کو بھی حسن عبادت کے مطلب سے احسان کہتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حسن عبادت کے معنے کے احسان کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ عبادت کرتے وقت آدمی یہ خیال کرے کہ وہ اللہ کو دیکھہ رہا ہے اگر یہ مرتبہ آدمی کو نصیب نہو تو یہ خیال کرے کہ اللہ اوسکو دیکھہ رہا ہے اس حدیث کو بشری المحسنین کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہوکہ جو ایماندار لوگ حدیث کے مضمون کے موافق دل لگاکر عبادت کرتے ہیں یہ قرآن اونکو اللہ کی رحمت کی خوشخبری دیتا ہے اوپری دل سے عبادت کرنے والے کو اوپری دل کی عبادت کی عادت کو چھوڑکر اس خوشخبری کے حاصل کرنے کی عادت سیکھنی چاہئے ،،

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ

مقرر جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر ثابت رہے تو نہ ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غم کہاویں گے وہ ہیں

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

بہشت کے لوگ سدا رہیں گے اسمیں بدلا اسکا جو کرتے تھے

اوپر غریب مسلمانوں کا ذکر تہا ان آیتوں میں اون مسلمانوں کی تسلی کے لئے فرمایا جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کو دل سے مانا اور زبان سے اسکا اقرار کیا اور پھر اس اقرار کو سچا کرکے دکہانے کے لئے جن کاموں کے کرنے کا حکم تہا اونکو کرتے اور مناہی کے کاموں سے بچتے رہے اونکو قیامت کے دن کی آفتوں کا کچھہ خوف اور غم نہیں بلکہ بجائے غم کے اونکو یہ خوشی کرنی چاہئے کہ اوس دن اونکے نیک کاموں کے بدلہ میں اونکو وہ نعمتیں دی جائیں گی جو نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں اون نعمتوں کا خیال گذر سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ کے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہی جسمیں اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے جو اوپر بیان کی گئی صحیح مسلم کے حوالہ سے سفیان بن عبداللہ ثقفی کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہی جسمیں سفیان کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضرت مجھکو دین کی ایسی باتیں تبلادیجئے کہ پھر مجھکو کچھہ پوچھنے کی ضرورت باقی نرہے ،، اس کے جواب میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے سفیان کو آیتہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا مطلب سمجھادیا ،، صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کے بعد کفر و شرک کی باتوں سے ایماندار شخص کو ایسا گہبرانا چاہئے جس طرح ہر شخص آگ میں ڈالے جانے سے گہبراتا ہے ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے کہ ایماندار شخص کو مرتے دم تک کن باتوں پر کس مضبوطی سے ثابت قدم رہنا چاہئے ،،

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

اور ہمنے تقید کیا ہے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اسکو تکلیف سے اور حمل

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

رہنا اوسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں احسان

الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ

تیرا جو مجھپر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور نیک دے مجھکو اولاد میری بیشک توبہ کی تیری طرف

اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ

اور میں ہوں حکمبردار وہ لوگ ہیں جنسے ہم قبول کرتے بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں

سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝

انکی جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو انکو ملتا تھا

جس طرح ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادت کے بعد ماں باپ سے بھلائی کرنے کا ذکر فرمایا ہے اسیطرح اور کئی آیتوں میں یہی ذکر ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے ماں باپ یا اونمیں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں زندہ پایا اور اونکے ساتھ بھلائی کر کے اسکے اجر میں جنت نہ پائی تو وہ شخص بڑا بدنصیب ہے،، معتبر سند سے نسائی ابن ماجہ مستدرک حاکم اور طبرانی میں معاویہ ابن جاہمہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد کے لئے جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح اولاد کو ماں باپ کے قدموں کے نیچے سے پڑی ہوئی چیز آسانی سے مل سکتی ہے اسیطرح ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے اور اونکی دعا سے اولاد کو جنت ہاتھ لگ سکتی ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اول وقت کی نماز کے ادا کرنے کے بعد ماں باپ کی خدمت کو اون عملوں میں سے تبلایا ہے جو عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ شریعت میں ماں باپ کی خدمت کا کسقدر اجر اور اوسکی کتنی بڑی فضیلت ہے،، حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے اور ماں کا حق جتلانے کے لئے فرمایا ہے کہ بچہ کے پیٹ میں ہونے اور پیدا ہونے کے وقت ماں کو بڑی بڑی مشقت اوٹھانی پڑتی ہے بڑے ہونے کے بعد اولاد کو جسکا خیال ضروری ہے حمل اور دودھ پلانے کی مدت جو ڈھائی برس کی فرمائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اسکی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ اگر چھ مہینے حمل رہ کر ستواںسہ بچہ پیدا ہو تو دو برس دودھ پلانے کی مدت ہوگی اور اگر بچہ نو مہینے میں پیدا ہو تو ایک برس نو مہینے دودھ پلانے کی مدت ہوگی،، امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کا مذہب بھی اسیکے موافق ہے امام ابوحنیفہؒ کو میاں اپنے شاگردوں سے اختلاف ہے اونکے نزدیک دودھ پلانے کی مدت ڈھائی برس تک ہے اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی فقہ

کی کتابوں میں ہے،، اب آگے نیک اولاد کا ذکر فرمایا کہ بچے پیٹ کی عمر کو بڑے کرکے جب جوان اور جب چالیس برس کی عمر کو پہونچ جاتے ہیں
تو اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ جو احسان تو نے مجھپر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اونکی شکرگذاری میں مجھکو نیک کاموں
کی توفیق دے اور مجھکو نیک اولاد عنایت فرما اور میں پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے آیندہ فرمانبرداروں کے گروہ میں داخل ہوجانے
کا اقرار کرتا ہوں ،، آگے فرمایا ایسے لوگوں کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرکے اونکے گناہوں کو معاف فرماویگا اور اپنے رسول
کی زبانی جو اوس نے وعدہ کیا ہے اوس وعدہ کے موافق وہ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن جنت میں داخل کریگا جن معاویہ
بن جاہمہ بن عباس بن مرداس سلمی کی روایتہ اوپر گذری بعضے علمانے انکو تابعی اور انکے باپ دادا کو صحابی قرار دیا ہے ،،

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي

اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے کیا مجکو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکی ہیں اتنی سنگتیں

وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

مجھسے پہلے اور وہ دونو فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لا بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی

الْأَوَّلِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ

وہ لوگ ہیں جنپر ثابت ہوئی بات شامل اور فرقوں میں جو گزر رہے ہیں ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے

إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

بیشک وہ تھے ٹوٹے میں آئے اور ہر فرقے کئی درجے ہیں اپنے کئے کاموں سے اور تا پوری دے انکو کام انکے اور انپر ظلم نہوگا

منزل ۷

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ط

اور جس دن لائے جاوینگے منکر آگ کے سرے پر

اگرچہ تفسیر سدی تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ آیتہ حضرت عبدالرحمن حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے کی شان
میں نازل ہوئی ہے اور تفسیر ابن جریر میں بجائے عبدالرحمن کے عبداللہ حضرت ابوبکر صدیق کے دوسرے بیٹے کا نام لیا ہے لیکن
اور مفسروں نے اس شان نزول کو اس سبب سے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس شان نزول کی روایتہ صحیح بخاری نسائی کی صحیح
روایتوں کے مخالف ہے صحیح بخاری نسائی وغیرہ میں جو قصہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب مروان نے معاویہ کی طرف سے
مدینہ میں لوگوں کو یزید کی بیعت کی رغبت دلائی اور کہا امیرالمومنین معاویہ کا اپنے جیتے جی اپنے بیٹے کے نام پر لوگوں سے بیعت
کا لینا ایسا ہی ہے جسطرح ابوبکر صدیق نے حضرت عمر کو اور حضرت عمر نے حضرت عثمان کو اپنے جیتے جی خلافت کے لئے
نام زد کیا تھا حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے کہا نہیں یہ بیٹے کو ولیعہد بنانے کی رسم تو فارس اور روم کے بادشاہوں
کی ہے خلفاء اسلام کی نہیں ہے مروان نے طعن کے طور پر کہا کہ یہ وہی عبدالرحمن ہیں جنکی شان میں سورہ احقاف کی مذمت
کی آیتہ نازل ہوئی ہے حضرت عائشہ نے پردہ کے پیچھے سے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد کی شان میں سوا سورہ

نور کی آیتوں کے اور کوئی آیتہ نہیں اوتری حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اپنے بھائیوں کا حال جسقدر حضرت عائشہ کو معلوم ہوسکتا ہے دوسرے شخص کو نہیں معلوم ہوسکتا اسواسطے حضرت عائشہ کے قول کے مخالف جن مفسروں نے حضرت عبدالرحمن یا حضرت عبداللہ کی شان میں اس آیتہ کا نازل ہونا بیان کیا ہے وہ قول صحیح نہیں ہے اور حافظ ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کے اس قول سے بعضے شیعہ مذہب لوگوں نے یہ بات جو نکالی ہے کہ خود حضرت ابوبکر کی بیٹی غار کی آیتہ حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں نازل ہونے کی منکر تھیں کیونکہ وہ صاف کہتی ہیں کہ سورہ نور کی اونکی برات کی آیتوں کے سوا اور کوئی آیت ہمارے خاندان کے حق میں نازل نہیں ہوئی شیعہ مذہب کے لوگوں کی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت عائشہ کے قول میں خاندان سے مراد حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد ہے خود حضرت ابوبکر صدیق کے تذکرہ کا وہاں موقع نہیں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں نیک اولاد کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں ناہموار اولاد کا ذکر فرمایا ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ بنی آدم میں بعضے ایسے ناہموار بھی ہیں کہ ماں باپ سے حشر کا ذکر سنکر بیزار ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے ماں باپ تم مجھکو دوبارہ زندہ ہونے اور حساب وکتاب سے ڈراتے ہو اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ مجھ سے پہلے مرگئے ہیں آجتک اون میں سے کوئی ضرور دوبارہ زندہ ہوتا ،، ماں باپ ناہموار اولاد کی نادانی کی باتیں سنکر اوسکے راہ راست پر آجانے کی اللہ تعالے سے التجا کرتے ہیں اور اولاد کو سمجھاتے ہیں کہ اے کمبخت دوبارہ زندہ کئے جانے اور نیک وبد کی جزا وسزا کا اللہ تعالی کا وعدہ برحق ہے تاکہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے ماں باپ کی یہ سمجھ میں آجانے کے قابل نصیحت سنکر اوس ناہموار اولاد نے یہ اولٹا جواب دیا کہ یہ باتیں پہلے سے کہانیوں کی طرح چلی آتی ہیں اون ہی کو تم نے سچا جان لیا ہے ،، آگے فرمایا کہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے علم غیب میں انس کے اگلے پچھلے جنات اور بنی آدم سب دوزخی ٹھہر چکے ہیں اور یہ لوگ ایسی باتوں سے کسیکا کچھ نہیں بگاڑتے قیامت کے دن انہی کو بڑا نقصان پہونچے گا ،، ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے ہر شخص کے لئے ایک ٹھکانہ جنت میں اور ایک دوزخ میں پیدا کیا ہے اب جو لوگ ہمیشہ کے واسطے دوزخی قرار پاویں گے اوزاونکے جنت میں کے ٹھکانے خالی رہجاویں گے وہ ٹھکانے بھی جنتیوں کو مل جاوینگے ،، آیتوں میں دوزخی لوگوں کے ٹوٹے کا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے ،، پھر فرمایا نیک وبد ہر فرقے کے لئے جنت و دوزخ میں درجے مقرر ہیں جیسے جسکے عمل ہونگے ویسی ہی جزا یا سزا ہوگی کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کا بدلہ گھٹا دیا جاوے یا بدی کی سزا بڑھادی جاوے صحیح مسلم میں سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کی آگ کسیکے ٹخنوں تک ہوگی کسیکے گھٹنوں تک کسیکی کمر تک کسیکی گردن تک ،، ترمذی کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں ،، صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام کرلیا ہے ،، ان حدیثوں سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ عملوں کے موافق دوزخ اور جنت میں سزا وجزا کے درجے مقرر ہیں اونکے موافق سزا وجزا تجویز ہوگی سزا کے بڑھا دینے یا جزا کے گھٹا دینے میں کسی پر کچھ ظلم نہوگا کیونکہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام

ٹھہرالیا ہے،، آگے فرمایا کہ اب تو یہ لوگ دوبارہ زندہ ہونے اور سزا وجزا کو کہانیاں بتلاتے ہیں لیکن قیامت کے دن سزا کے طور پر دوزخ میں جھونکے جانے کے لئے جب اونکو دوزخ کے کنارہ پر ٹھہرایا جاویگا تو اوسوقت کا انکا حال دیکھنے کے قابل ہوگا کہ دنیا میں دوبارہ آنے اور نیک عمل کرنے کی کتنی بڑی آرزو ظاہر کریں گے ان آیتوں میں اس مطلب کو مختصر طور پر فرمایا ہے سورۃ الانعام میں یہ مطلب آیات ولوتری اذ وقفوا علی النار میں تفصیل سے گذرچکا ہے اسلئے سورۃ الانعام کی وہ آیتیں ویوم یعرض الذین کفروا علی النار کی گویا تفسیر ہیں ،،

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ

ضایع کئے تمنے اپنے مزے اپنے دنیا کے جیتے اور انکو برت چکے اب آج سزا پاؤ گے ذلت کی مار

الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ

بدلا اسکا جو تم غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اسکا جو تم بیحکمی کرتے تھے

حدیث اور تفسیر کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر علیہ السلام کا اس آیۃ پر پورا عمل تھا خود بھی آپ تکلف اور راحت کے کھانے پینے کے سامان سے پرہیز کرتے تھے اور اوروں کو بھی آپ اسی قسم کی نصیحت کیا کرتے تھے حدیث کی کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں حضرت عمر علیہ السلام کو دنیا کی راحت کی چیزوں سے اسقدر پرہیز نہیں تھا چنانچہ صحیحین میں خود حضرت عمرؓ سے جو روایت ہے اوسمیں حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تھا کہ حضرت فارس اور روم کے لوگ باوجود مشرک ہونیکے چین کرتے ہیں اور آپ پر اور آپکی امت پر تنگدستی غالب ہے اسلئے اللہ تعالی سے کچھ اپنی امت کی فارغ البالی کی دعا فرمائیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی اس بات کی جواب میں یہ نصیحت فرمائی کہ اے عمر تمکو اس بات پر قناعت کرنی چاہئے کہ مشرک لوگوں کے لئے دنیا کا چین ہے اور ہم لوگوں کے لئے عقبی کا چین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کا حضرت عمرؓ کے دل پر یہ اثر ہوا کہ اوس دن سے حضرت عمرؓ کے دل سے دنیا کی راحت کا خیال بالکل اوٹھہ گیا حاصل کلام یہ ہے کہ جن نافرمان منکر حشر لوگوں کا اوپر ذکر تھا جب اونکو دوزخ میں جھونکا جاویگا تو ذلیل کرنے کے لئے اون سے یہ کہا جاویگا کہ آج یہوقت دنیا میں دوبارہ جانے کی کیا آرزو کرتے ہو جب دنیا میں تھے تو تمہارا یہ حال تھا کہ دنیا کے عیش و آرام کے آگے عقبی کی باتوں کے سننے میں سرکشی کرتے اور ہر وقت بیحکمی میں لگے رہتے تھے صحیح مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذرچکی ہے کہ بڑے بڑے عیش و آرام والے نافرمان لوگ قیامت کے دن جب دوزخ میں جہونکے جاویں گے تو پہلے ہی جہونکے کے بعد فرشتے اون سے پوچھیں گے کہ جس عیش و آرام کے نشہ میں تم آج کے دن کو جھٹلاتے تھے آج کے دن اس عذاب کے آگے تمکو دنیا کا وہ عیش و آرام کچھ یاد ہے وہ لوگ قسم کھاکر کہویں گے کہ اس عذاب کے آگے ہمکو وہ عیش و آرام ذرا بھی یاد نہیں ،، اس حدیث کو آیۃ کے اس ٹکڑے کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو دنیا کے جس عیش و آرام نے عقبی کا منکر یا عقبی سے غافل بنادیا تھا عقبیٰ کے عذاب کے آگے وہ عیش و آرام تو اون لوگوں کو یاد بھی نرہیگا لیکن اس عیش و آرام

ع ۳

نے ان لوگوں کو جو سرکشی سکھائی تھی اوسکا خمیازہ اونکو عقبیٰ میں بھگتنا پڑیگا ،،

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

اور یاد کر عاد کے بھائی کو جب ڈرایا اپنی قوم کو احقاف میں اور گذر چکے ڈرانے والے آگے سے اور پیچھے سے کہ بندگی

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا

نہ کرو کسی کی اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر آفت سے ایک بڑے دن کی بولے کیا تو آیا ہے ہم پاس

عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ

کہ پھیر دے ہمکو ہمارے ٹھاکروں سے سو لے آ ہم پر جو وعدہ دیتا ہے اگر ہے تو سچا کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے

وَأُبَلِّغُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ

اور پہنچا دیتا ہوں جو کہہ دیا میرے ہاتھ لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو پھر جب اسکو ابر سامنے آیا انکے نالوں کے

أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا کوئی نہیں یہ وہ ہے جسکی تم شتابی کرتے تھے باؤ ہے جس میں دکھ کی مار ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝

اکھاڑ مارے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر نہیں آتا سوائے انکے گھروں کے یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو

منزل

قوم عاد کے بھائی ہود علیہ السلام کو فرمایا ہود علیہ السلام کی امت کے لوگ بڑے شہ زور اور صاحب قوت تھے اسلئے اونکی شہ زوری کا غرور توڑنے کے لئے ایسی ہوا کا عذاب بھیجا ،، اس قوم کا قصہ سورۃ الاعراف سورۂ ہود اور سورۃ الشعرا میں گذر چکا ہے ،، ایسی شہ زور قوم کا ہوا میں اڑنا اور پٹخنیاں کھا کھا کر ہلاک ہونا اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے اسیواسطے فرمایا اے رسول اللہ کے تم اپنی قوم کو قوم عاد کا حال سناؤ احقاف ریتلی جگہ کو کہتے ہیں ،، ہود علیہ السلام نے اپنی بت پرست قوم کو یہی نصیحت کی کہ مجھسے آگے نوح علیہ السلام گذر چکے ہیں اور مجھسے پیچھے اور جو پیغمبر آوینگے سب کی نصیحت یہی ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہیں ہے اگر تم میرے اس نصیحت کو نہ مانوگے تو مجھکو خوف ہے کہ تم لوگوں پر کوئی سخت عذاب آجاویگا قوم کے سرکش لوگوں نے جواب دیا کہ ہود اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ ہم تو اپنے ٹھاکروں کی پوجا نہ چھوڑیں گے ،، ہود علیہ السلام نے کہا میں تو فقط اللہ کا پیغام پہونچانے والا ہوں عذاب کے آنے کا وقت تو اللہ کو ہی معلوم ہے مگر یہ تم لوگوں کی نادانی ہے کہ اللہ سے خیر نہیں مانگتے عذاب کی جلدی کرتے ہو اسکے بعد بادل کی صورت میں آندھی آئی جسنے ساری قوم کو پٹخ پٹخ کر ہلاک کر دیا ،، آخر کو فرمایا کہ مجرموں کو اللہ تعالیٰ یوں سزا دیتا ہے اس قصہ کے سنانے میں قریش کو یہ تنبیہ ہے کہ تم لوگ بھی قوم عاد کی طرح اللہ کے رسول کے جھٹلانے کے مجرم ہو اگر تم اس حالت سے باز نہ آئے تو یہی انجام تمہارا ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے قوم عاد کے قصہ سے مشرکین مکہ میں کے جن سرکش لوگوں کو عبرت نہیں ہوئی بدر کی لڑائی کے وقت اونکے حق میں اس وعدہ کا جو ظہور ہوا اوسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم

کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گذر چکا ہے ۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

اور ہم نے مقدور دئے تھے اُن کو جو تمکو مقدور نہیں دئے اور اُن کو دئے تھے کان اور آنکھیں اور دل پھر کام نہ آئے انکو

سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

کان اُنکے اور نہ آنکھیں اُنکی نہ دل اُن کے کسی چیز میں اسپر کہ تھے منکر ہوتے اللہ کی باتوں سے اور اُلٹ پڑے اُنپر جس بات

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

سے ٹھٹھا کرتے تھے اور ہم کھپا چکے ہیں جتنے تمہارے آس پاس ہیں بستیاں اور پھیر پھیر سنائیں انکو باتیں شاید وہ پھر آویں

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ

پھر کیوں نہ مدد پہنچی اُنکی جنکو پکڑا تھا اللہ سے ورے معبود اور درجے پانے کو پوجا کوئی نہیں گم ہوئے اُن سے اور یہی

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

جھوٹ تھا اُن کا اور جو باندھتے تھے

قوم عاد کے لوگ جیسے شہ زور تھے ایسے ہی مالدار اور صاحب مقدرت بھی تھے کیونکہ اطراف یمن میں انکی بستیاں خوب شاداب تھیں زراعت کی کثرت تھی مکہ کے اطراف کی زمین کی طرح ناقابل زراعت زمین نہیں تھے اس مالداری کے سبب سے ان لوگوں کو عمارتیں بنانے کا شوق بھی بہت تھا چنانچہ اسکا ذکر سورۃ الشعرا میں گذر چکا ہے ان آیتوں میں یہی بات اللہ تعالیٰ نے قریش کو سمجھائی ہے کہ قوم عاد کو اللہ تعالیٰ نے جیسا صاحب مقدور کیا تھا وہ بات تم لوگوں کو حاصل نہیں ہے پھر تم کس بھروسہ پر غریب مسلمانوں سے مسخراپن کرتے ہو اور کلام الٰہی کو جھٹلاتے ہو کیا تمکو معلوم نہیں کہ تم سے زیادہ صاحب مقدور قوم کو ان ہی باتوں کے خمیازہ کے طور پر ایک دم میں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ، پھر فرمایا نصیحت کی باتیں سننے کے لئے کان قدرت کی نشانیوں کے دیکھنے کے لئے آنکھیں اچھے کاموں کی طرف خیال دوڑانے کے لئے دل یہ سب کچھ اونکو دیا گیا تھا مگر ان چیزوں سے اون لوگوں نے اللہ کی ناراضی کے کام کئے اوسکے عذاب میں پکڑے گئے ، پھر فرمایا کچھ قوم عاد کے قصہ پر ہی عبرت منحصر نہیں ہے مکہ کے آس پاس ملک شام کے رستہ میں قوم ثمود و قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستیاں بھی انکو نظر آئی ہونگی اور فرعون کا قصہ بھی انہوں نے سنا ہوگا اور یہ بھی سنا ہوگا کہ ان سب کو مہلتیں دیکر طرح طرح سے سمجھایا گیا کہ برے وقت پر تمہارے یہ بت کچھ کام نہ آئینگے ان بتوں کی پوجا سے بارگاہ الٰہی میں قربت کا ڈھونڈنا بالکل گھڑی ہوئی ایک بات ہے جسکا آسمان و زمین میں کہیں پتا ٹھکانہ نہیں لیکن جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو اچانک عذاب میں پکڑے گئے اور ان پتھر کی مورتوں کو خبر تک نہیں ہوئی کہ اونکی پوجا کرنے والوں پر کیا گذری صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ نافرمان لوگوں کو اللہ تعالیٰ پہلے مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اونکو کسی عذاب

منزل ۶

میں پکڑ لیتا ہے جس سے وہ بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں یہ وصرفنا الایات لعلھم یرجعون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پچھلی جتنی قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوئیں اون سبکو اللہ تعالےٰ نے ایک زمانہ تک مہلت دی اور مہلت کے زمانہ میں رسولوں کی معرفت طرح طرح سے اونکو سمجھایا تاکہ وہ اپنی عادتوں سے باز آویں لیکن مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ سمجھانے سے نہ سمجھے تو طرح طرح کے عذابوں سے اونکو ہلاک کر دیا یہی حال قریش کا ہوا کہ بارہ تیرہ برس تک اونکو مہلت دی گئی اور اس مہلت کے زمانہ میں گھڑی گھڑی پچھلی قوموں کے مہلت اور ہلاکت کے قصے سنا کر اونکو ہوشیار کیا گیا لیکن اونمیں کے بڑے بڑے سرکش لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت اونپر وہ آفت آئی جسکا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گذر چکا ہے ۔۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ

اور جب متوجہ کر دیئے ہم نے تیری طرف کتنے لوگ جنوں میں سے سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچے بولے چپ رہو پھر جب

وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا

تمام ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے بولے اے قوم ہماری ہمنے سنی کتاب جو اتری ہے موسےٰ کے بعد سچا کرتی ہے سب

بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ

اگلیوں کو سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والیکو اور اسپر یقین لاؤ کہ بخشے

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی

تمکو کچھ تمہارے گناہ اور بچا دے تمکو ایک دکھہ کی مار سے اور جو کوئی نہ مانے گا اللہ کے بلانیوالیکو تو وہ نہ تھکا سکیگا

الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اسکو اسکے سوائے مددگار وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے جو روایتہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے جنات سے ملاقات کی اور اونکو قرآن شریف سکھایا ،، صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو روایتہ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات سے ملاقات نہیں کی بلکہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیخبری میں جنات قرآن شریف سنکر چلے گئے ،، بیہقی حافظ ابن حجر اور اور علمانے اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کا قصہ جدا جدا ہے پہلے پہل جنات نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخبری میں قرآن شریف سنا اور ایمان لائے اسیکا ذکر ان آیتوں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ میں ہے ،، اس دفعہ جنات کے آنے کا سبب معتبر سند سے ترمذی نسائی مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ سے جو بیان کیا گیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے جنات آسمان کی کچھ خبریں چوری سے سن آیا کرتے تھے اور کاہنوں سے کہدیا کرتے تھے ،، کاہن وہی لوگ تھے

منزل ۶

جو اسلام سے پہلے لوگوں کو کچھ آئندہ کی باتیں بتلایا کرتے تھے اور اوس زمانہ میں عرب کے بہت سے کاہنوں کا دارمدار ان ہی کاہنوں کی پیشین گوئی پر تہا اسکے بعد جب خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور قرآن شریف اترنا شروع ہوا تو چوری سے جاکر آسمان کی خبر سننے والے جنات کی روک ٹوک زیادہ ہوگئی اور بہ نسبت پہلے کے ان پر انگارے زیادہ برسنے لگے اور آسمان کی خبروں کے بند ہوجانے سے کاہنوں میں جنات کی آئی بہگت کم ہونے لگی تو آسمان کی خبروں کے بند ہوجانے اور انگاروں کے زیادہ برسنے کا سبب دریافت کرنے کے لئے جنات کی ٹکڑیاں زمین میں چاروں طرف چکر لگاتی پہرتی تھیں انہیں میں کی ایک ٹکڑی ادہر نکل آئی جہاں مکہ سے طائف کو جو راستہ جاتا ہے اوس راستہ میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز قرأت سے پڑھ رہے تھے بھی قرأت اون جنات نے سنی اور پھر جاکر اپنی قوم سے قرآن کی تعریف کی اس پر بہت بڑا قافلہ جنات کا مکہ کے جنگل میں دین اسلام کی باتیں سیکھنے آیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے اس قافلہ میں جاکر اونکو سورۃ الرحمن سنائی اور دین کی باتیں سکھائیں اس دوسری دفعہ جنات کے آنے کا صحیح مسلم ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود اور جابر بن عبداللہ کی روایتوں میں تفصیل سے ذکر ہے غرض حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ میں پہلا قصہ ہے اور عبداللہ بن مسعود کی روایتہ میں دوسرا قصہ ہے ،، امام مسلم نے صحیح مسلم میں پہلے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث کو روایتہ کرکے اوسکے بعد عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو روایتہ کیا ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ پہلی روایتہ کا قصہ پہلے کا ہے اور دوسری روایتہ کا قصہ مابعد کا حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ میں یہ لفظ جو تہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنات کو دیکھا نہ قصداً جنات کو قرآن سنایا، امام بخاری نے سورہ جن کی تفسیر میں اس روایتہ کو اسطرح مختصر کیا ہے کہ ان لفظوں کو چھوڑ دیا ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ دوسری دفعہ کے قصے میں اور روایتیں ایسی بھی ہیں جنمیں یہ لفظ نہیں ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ امام مسلم نے جو مطلب عبداللہ بن مسعود کی روایتہ سے نکالا ہے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ کو مختصر کرکے وہی مطلب نکالا ہے ،، جنات کے قصہ سے قریش کو یہ بات جتلائی گئی ہے کہ جنات جیسے سخت مخلوقات پر ایکدفعہ سننے سے قرآن کا اثر ہوا لیکن قریش میں بعضے انسان ایسے سخت دل ہیں کہ گھڑی گھڑی سننے سے بھی اونکے دل پر قرآن کا کچھ اثر نہیں ہوتا اسکا سبب بھی ہے کہ ایسے لوگ اللہ کے علم غیب میں دوزخی قرار پاچکے ہیں اسلئے انکو دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام اچھے نظر آتے ہیں اور جنت میں جانے کے قابل کاموں کی رغبت اونکے دل میں کسیطرح پیدا نہیں ہوتی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث ایک جگہ گذرچکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں جانے کے قابل کام کرے گا اور کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل اب جس مقام کے لائق جو پیدا ہوا ہے دنیا میں ویسے ہی کام اوسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں ،، تجربہ کے موافق کسی کام کا نتیجہ پہلے سے دریافت کرلینا اور بات ہے اور کسی کام پر کسی شخص کو مجبور کرنا اور بات ہے اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا گیا ہے اوس سے کسی شخص کو کسی کام پر مجبور کیا گیا ہے کیونکہ لوح محفوظ میں تو اوسکا نتیجہ لکھا گیا ہے جو ہر

منزل ٦

شخص اپنے اختیار سے کر رہا ہے باقی رہے یہ بات کہ زبردستی ہر شخص کو نیک راہ سے لگا دینا بھی تو اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہے اسکا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ تبارک الذی میں آویگا لیبلوکم ایکم احسن عملا جسکا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جزا و سزا کا مدار اپنے علم پر نہیں رکھا بلکہ اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اوس ظہور کی صورت یہی تھی کہ نیک و بد کی جانچ کے لئے دنیا کو پیدا کیا گیا اب زبردستی کی حالت میں اوس نیک و بد کی جانچ کا موقع باقی نہیں رہتا اسواسطے زبردستی کر کے کسی شخص کو نیک راہ سے لگا دینا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے،، حاصل کلام یہ ہے کہ قریش میں کے جو لوگ ایسے تھے کہ قرآن کی نصیحت کا کچھ اثر مرتے دم تک اونکے دل پر نہیں ہوا اوسکا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ لوگ اللہ کے علم غیب میں دوزخی قرار پا چکے تھے اسلئے مرتے دم تک اونکو برے کام اچھے معلوم ہوتے رہے اور آخر کو اسی حال میں دنیا سے اوٹھ گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا چنانچہ اس باب میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے،، حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اسے رسول اللہ کے وہ قصہ یاد کرو جو اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک ٹکڑی کو قرآن سننے کے لئے تمہارے پاس بھیجدیا اور جب وہ جنات اوس جگہ پہونچ گئے جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اونکے دل میں قرآن کے سننے کا ایسا شوق پیدا کر دیا کہ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے چپ رہو یہ کلام اچھی طرح سنے دو اور جب وہ جنات قرآن کی نصیحت سنکر اپنی قوم کے پاس لٹے پھرے تو قوم کے لوگوں کو یہ نصیحت کی کہ اے قوم کے لوگو توراۃ کے بعد ایسی کتاب سنی ہے جسمیں پہلی آسمانی کتابوں کی صداقت اور دین کا سیدھا راستہ بتلایا گیا ہے،، اے قوم کے لوگو اللہ کے رسول کا کہنا مانو اور اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے پچھلے گناہوں کو معاف کر کے تمہیں دوزخ کے عذاب سے بچاوے اور قوم کے لوگوں میں سے جو کوئی اس نصیحت کو نہ مانے گا تو وہ زمین بھر میں بھاگ کر اللہ کے عذاب کو نہیں ٹال سکتا ہے اور جو لوگ اپنے پیدا کرنے والے کو اپنا معبود نہیں جانتے وہ کھلم کھلا گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں،،)

منزل ۶

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جسنے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا انکے بنانے میں وہ سکتا ہے کہ جلا دے

الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا

مردے کیوں نہیں وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور جسدن سامنے لاوے منکروں کو آگ کے اب یہ ٹھیک نہیں کہیں گے

بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ

کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی کہا تو چکھو مار بدلا اس کا جو تم منکر ہوتے تھے سو تو ٹھیرا رہ جیسے ٹھیرے

أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا

رہیں ہیں ہمت والے رسول اور شتابی نکر انکے واسطے یہ لوگ جسدن دیکھیں جس چیز کا انسے وعدہ ہے جیسے ڈھیل نپائی

إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝

تھی مگر ایک گھڑی دن پہنچا دینا اب وہی کھپینگے جو لوگ بے حکم ہیں

حشر کے منکر لوگوں کے پاس کوئی نقلی دلیل تو تھی نہیں صرف عقلی باتوں سے وہ لوگ حشر کا انکار کرتے تھے چنانچہ مستدرک حاکم اور بیہقی کے حوالہ سے سورہ یٰسین میں حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایتہ سے گذر چکا ہے کہ ایک شخص عاص بن وایل ایک بوسیدہ ہڈی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور اوس ہڈی کو مل ملکر اوسکی خاک ہوا میں اڑاتا جاتا تھا اور بڑے تعجب سے آنحضرتؐ سے کہتا تھا کہ کیا اس ہوا میں اوڑی ہوئی خاک سے خدا انسان کا پھر پتلا بنا دیگا ،، وہاں سورہ یٰسین میں بھی اور یہاں اس آیتہ میں اور سورہ مومن میں اور جگہ جگہ اون عقلی اعتراض کرنے والے لوگوں کی عقل میں آنے کے موافق اللہ تعالیٰ نے جو جواب دیا ہے حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ عقل کے ہی پورے پابند ہوتے اور اچھی طرح عقل کو کام میں لاتے تو ضرور اونکی سمجھ میں آجاتا کہ بغیر کسی مادہ اور بغیر کسی مصالح کے جس اللہ نے خلاف عقل اتنا بڑا آسمان بلا کسی ستون کے بنا کر کھڑا کر دیا اور اتنی بڑی زمین بنا دی اور بغیر مادہ مصالحہ کے پہلی دفعہ انسان کا مادہ اور مصالح بھی پیدا کیا اور انسان کو بھی پیدا کیا اوسکو انسان کی خاک کا مادہ اور مصالح موجود ہوتے ہوئے انسان کا دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے کیا انکی عقل اتنے کام کی بھی نہیں کہ اوس عقل سے یہ لوگ اتنا سمجھ لیویں کہ جس کی قدرت کے آگے مشکل کام آسان ہیں اوسکو آسان کام کیا مشکل ہے اسیواسطے سورہ روم میں فرمایا وھو الذی یبدؤ الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ اور سورہ مومن میں فرمایا لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون ،، حاصل ان دونوں آیتوں کا یہ ہے جب پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کر دیا تو اوسکا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اسطرح اگر انسان سمجھے تو بغیر ستون کے اتنے بڑے آسمان کا اور بغیر مصالحہ کے اتنی زمین کا پیدا کرنا انسان کا پیدا کرنے سے مشکل ہے پھر مشکل کام جسکی قدرت سے باہر نہیں آسان کام اوسکو کیا مشکل ہے غرض بڑے بڑے کام خدا کی قدرت کے اپنے آنکھوں کے سامنے یہ لوگ دیکھتے تھے اور ایک چھوٹے سے کام کے لئے خدا کی قدرت کے منکر تھے اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بے علم اور کم عقل فرمایا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ان لوگوں کو قایل کیا ہے چنانچہ مسند امام احمد ابن ماجہ کی نا قابل اعتراض سند کی روایتیں سورہ یٰسین میں گذر چکی ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی ہتھیلی میں تھوکا اور فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ انسان کو تھوک کی مثل ذلیل چیز سے میں نے پیدا کیا پھر بھی انسان میری قدرت کا قائل نہیں رہا یہ بات کہ مرنے کے بعد انسان کی خاک اسطرح رواں دواں ہو جاویگی جسطرح عاص بن وایل نے وہ خاک ہوا میں اوڑا دی تھی جس سے پابند لوگوں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ حشر کے دن اوس رواں دواں خاک کا پتہ کیونکر لگے گا اسکا جواب عقل میں آنے کے موافق اللہ تعالیٰ نے سورہ قٓ میں دیا ہے کہ قد علمنا ما تنقص الارض منھم وعندنا کتاب حفیظ حاصل اس جواب کا یہ ہے

کہ جسطرح تاریخ کی کتابوں سے ہزاروں برس کی چیزوں کا دنیا میں پتا لگتا ہے اوسیطرح خدا کے دفتر سے حشر کے دن ان شبہ کرنے والوں کی خاک کا پتا لگ جاوے گا کیونکہ اللہ تعالی نے ان حشر کے منکر لوگوں کے پیدا ہوتے سے پہلے انکی سزا اور خاک کا سب پتا لوح محفوظ میں لکھہ لیا ہے ،، آگے فرمایا کہ اب تو یہ سزا و جزا کے منکر لوگ اپنے دنیا کے عیش و آرام کے نشہ میں دوزخ کے عذاب کے ذکر کو مسخرا پن میں اوڑاتے ہیں لیکن جب دوزخ کا عذاب انکی آنکھوں کے سامنے آویگا اور ان لوگوں کو قائل کرنے کے لئے ان سے پوچھا جاویگا کہ یہ سچا عذاب ہے یا مسخرا پن ہے تو قسمیں کھا کھا کر اوس عذاب کو سچا تبلاویں گے جسکے جواب میں ان لوگوں سے کہا جاویگا کہ دنیا میں تم نے جو اس عذاب کو جھٹلایا تھا اوسکی سزا میں اب اس عذاب کا مزہ چکھو مشرکین مکہ میں کے سرکش لوگ جب اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو زیادہ ستانے لگتے تھے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ ان سرکشوں کی غیب سے کوئی تنبیہ ہو تو شاید ان لوگوں کی سرکشی کچھ کم ہو جاوے اوسپر اللہ تعالی نے اپنے رسول کی تسلی فرمائی اور فرمایا کہ سرکش لوگوں کی سرکشی تمہارے ساتھ کچھ نئی نہیں ہے پہلے انبیا جیسے نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام موسے علیہ السلام عیسے علیہ السلام اونکے ساتھ بھی اوسوقت کے مخالف لوگوں نے بڑی بڑی سرکشی کی ہے اور ان انبیا نے اوس سرکشی کی برداشت اور اوسپر صبر کیا ہے ایسا ہی تمکو کرنا چاہیے اور ان سرکش لوگوں کے عذاب کی جلدی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جس ہمیشہ کے عذاب کا ان سرکشوں سے وعدہ ہے جب وہ عذاب انکی آنکھوں کے سامنے آویگا تو اوسکے سامنے اوس سرکشی کے جینے کو یہ لوگ گھڑی دو گھڑی کا جینا سمجہیں گے ،، پہر فرمایا اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت تو ہر ایک کو پہونچا دیجاتی ہے مگر جو لوگ اللہ کے علم غیب میں بے حکم ٹھہر چکے ہیں وہ کسی نصیحت سے راہ راست پر نہ آویں گے اور دونو جہان میں اپنی سرکشی اور نافرمانی کا خمیازہ اوٹھاویں گے ،، نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام موسی علیہ السلام عیسے علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ انبیا کو مخالف لوگوں سے بڑے بڑے مقابلے رہے ہیں اسلئے انکو اولو العزم کہتے ہیں جسکے معنے ہمت والوں کے ہیں ،، صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا میں بڑے عیش و آرام سے گذران کرنے والے نافرمان لوگوں کو نافرمانی کی سزا میں جب دوزخ کا ایندھن بنایا جاوے گا تو دوزخ کے پہلے ہی جہونکے میں فرشتے اون سے پوچہینگے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ میں تم لوگوں نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اور اللہ کے رسول سے سرکشی کا برتاؤ کیا اس ہمیشہ کے سخت عذاب کے آگے تمکو دنیا کی وہ خوشحالی کچھ یاد ہے وہ لوگ قسم کھا کھا کر کہیں گے کہ اس عذاب کے آگے ہمکو دنیا کی خوشحالی کچھ یاد نہیں ،، اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا کی خوش حالی کے نشہ میں جو لوگ آخرت کے عذاب کو جھٹلاتے اور اللہ کے رسول سے سرکشی کا برتاؤ کرتے تھے جب اسکی سزا کے طور پر اونکو دوزخ میں جھونکا جاویگا تو اوس عذاب کی سزا کے آگے دنیا کی وہ خوشحالی یاد بھی نہ رہیگی اور اوس عذاب کے آگے دنیا کا چند روز کا جینا اونکو دن بھر کی گھڑیوں میں سے گھڑی بھر کا جینا اور رہنا نظر آویگا ،،

سورہ الاحقاف ختم ہوئی ،،

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورۃ مدنیہ ہے ۔۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انہوں نے اللہ کی راہ سے کھو دیئے اس نے انکے کئے اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے

الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ

کام اور مانا جو اترا محمد پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے اتارے انسے انکی برائیاں

بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ

اور سنوارا انکا حال یہ اسپر کہ جو منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے انہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی

مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝

طرف سے یوں بتاتا ہے اللہ لوگوں کو انکے احوال

حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ کی وحدانیت کے راہ سے روکتے ہیں وہ مثلا رشتہ داروں کے ساتھ سلوک یا حاجیوں کو پانی پلانا یا اور بعضے ایسے نیک کام جو دنیا کی رسم کے طور پر کرتے ہیں عقبیٰ کے اجر کے لحاظ سے ایسے لوگوں کے وہ سب نیک عمل رائگاں ہیں کیونکہ قیامت اور عقبیٰ کے اجر کے تو یہ لوگ قائل نہیں ہیں اسلیے انکے جو نیک عمل ہیں وہ فقط دنیا کی رسم کے طور پر ہیں جو بارگاہ الہی میں قبول ہونے اور عقبیٰ کے اجر کے قابل نہیں ہیں ،، صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمرؓ کی مشہور حدیث ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شریعت کے ہر کام میں نیت معتبر ہے ،، نیت دل کے ارادہ کا نام ہے ،، مشرک کے دلی ارادہ میں نیک عمل کرتے وقت اللہ کی توحید نہیں ہوتی اسلئے نہ مشرک شخص اللہ کی شان کو پہچان سکتا ہے نہ خالص اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اوسکا کوئی نیک کام ہوتا ہے بلکہ شرک میں گرفتار ہونے کے سبب سے ایسے لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ شیطان کے بہکانے سے کرتے ہیں جو بارگاہ الہی میں کسیطرح قبول ہونے کے قابل نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ مشرکین مکہ نہ اللہ تعالیٰ کی شان کو پہچانتے تھے نہ عقبیٰ کے اجر کے قائل تھے اسیواسطے فرمایا ایسے لوگ شرک اور انکار حشر کے سبب کسی نیک عمل کا اجر عقبیٰ میں نہیں پا سکتے ،، آگے ان مشرکوں کے مقابلہ میں اون لوگوں کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اللہ کے کلام اللہ کے رسول اور عقبیٰ کی سزا و جزا کو مانتے ہیں تو اونکو نیک عمل اللہ کی بارگاہ میں ایسے مقبول ہیں کہ اللہ تعالیٰ اونکو نیک عملوں کے طفیل سے اونکے گناہ معاف فرماکر ہمیشہ نیک کاموں میں لگے رہنے کی اونکو توفیق دیتا ہے ،، صحیح مسلم کے حوالہ سے عمرو بن العاصؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جو شخص شرک سے باز آکر توبہ کرے تو اوسکے

میں داخل ہوا اوسکے اسلام سے پہلے کے کبیرہ صغیرہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں ،، صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسطرح کسی شخص کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ دن میں پانچ دفعہ نہا دے تو اوسکے بدن پر کچھ میل نہیں رہتا اسیطرح پانچوں وقت کی نمازوں سے صغیرہ گناہ باقی نہیں رہتے ،، صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی دوسری حدیث ہے جسمیں خالص دل کی توبہ سے کبیرہ گناہوں کے معاف ہوجانے کا ذکر ہے ،، حاصل کلام یہ ہے کہ آیتوں میں ایمان اور نیک عملوں کے بعد گناہوں کے معاف ہوجانے کا جو ذکر ہے اوسکی تفسیر ان حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص شرک سے باز آکر دائرہ اسلام میں داخل ہو اوسکے اسلام سے پہلے کے صغیرہ کبیرہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسلام کے بعد صغیرہ گناہوں کی معافی کے لئے نماز روزہ کی پابندی کافی اور کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے خالص دل کی توبہ ضرور ہے آگے فرمایا کہ منکر شریعت لوگوں کے نیک عملوں کا رائگاں جانا اور ایماندار لوگوں کے نیک عملوں کے طفیل سے اونکے گناہوں کا معاف ہونا اس سبب سے ہے کہ منکر شریعت لوگ شیطان کے کہنے پر چلتے ہیں اور ایماندار لوگ اللہ کے حکم پر چلتے ہیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ یوں مثالیں بیان کرکے لوگوں کو سمجھاتا ہے تاکہ لوگ اپنے بھلے برے کو سمجھیں ،،

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا

سو جب تم بھڑ جاؤ منکروں سے تو گردنیں ہیں مارنی یہانتک کہ جب کناؤ ڈال چکے انکی تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کریو

مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ

یا چھڑوائی لیجیو جب تک کہ رکھدے لڑائی اپنا ہتھیار یہ سن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلا لے ان سے پر جانچنے کو

وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ○

تمہارے ایک سے دوسرے کو اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ کھوئیگا وہ ان کے کئے ان کو

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○

راہ دیگا اور سنواریگا انکا حال اور داخل کریگا ان کو بہشت میں معلوم کروا دی ہے وہ انکو

اس آیت میں قیدیوں کے بغیر بدلہ لینے کے اور بدلہ میں کچھ چیز لیکر چھوڑ دینے کا حکم ہے اور سورہ انفال میں گذر چکا ہے کہ بدر کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں سے فدیہ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اوسپر اپنی ناخوشی ظاہر فرمائی تھی اس سے صاف معلوم ہوا کہ بدر کی لڑائی تک قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑنے کا حکم نہ تھا بدر کی لڑائی کے بعد یہ حکم نازل ہوا ہے اور یہ سورہ مدنی ہے اسیواسطے امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے سعید بن جبیر اور بعضے اور مفسرین نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس باب میں اختلاف کرکے یہ جو کہا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے یہ قول صحیح نہیں ہے بعضے مفسروں نے آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم سے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن صحیح قول اکثر مفسرین کے نزدیک یہی ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے وہ مقابلہ کے وقت کا حکم ہے اور یہ قید کے وقت کا حکم ہے اب رہی یہ بات کہ قید کے بعد قیدی کے قتل کرنے کا بھی حکم ہے یا نہیں صحابہ کے زمانے سے

اتنک اسمیں اختلاف ہے لیکن اللہ کے رسول کا فعل مشرک قیدیوں سے فدیہ لینے کا بھی پایا جاتا ہے اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دینے بھی اور قیدیوں کے قتل کا بھی چنانچہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ کا لینا اور بنی قریظہ اور عبداللہ بن خطل کو قید کے بعد قتل کرنا اور ثمامہ بن اثال کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دینا یہ سب قصے صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثوں میں ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جن ایماندار لوگوں کا اوپر ذکر تھا اونکو حکم ہے کہ مقابلہ کے وقت مخالفوں سے خوب لڑو اور پوری لڑائی کے بعد کچھ دشمن تمہاری قید میں آجاویں تو ان کو اچھی طرح حفاظت سے رکھو تاکہ موقع پاکر وہ تمہارے کچھ آدمیوں کو مار کر نہ بھاگ جاویں جبکہ یہ قیدی فرمانبرداری نہ قبول کریں خواہ انکو کچھ معاوضہ لیکر چھوڑ دو یا بغیر معاوضہ کے ،، پھر فرمایا جسطرح اللہ تعالیٰ نے پچھلے نافرمان لوگوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کردیا وہ چاہتا تو حال کے نافرمان لوگوں کو بھی بغیر تمہارے لڑنے بھڑنے کے کسی عذاب سے ہلاک کردیتا لیکن دین کی لڑائی میں اللہ تعالیٰ کو اہل اسلام کی ثابت قدمی کا حال جانچنا منظور ہے پھر فرمایا دین کی لڑائی میں جو لوگ مارے جاویں گے اونکی کوشش رائگاں نجاویگی مرتے دم تک اللہ تعالیٰ اونکو نیک راستہ پر رکھیگا اور ہر طرح غیب سے اونکی مدد ہوگی اور مرنے کے بعد اونکو جنت کے اون عالی مقاموں میں داخل کیا جاوے گا جو مقام اونکو پہلے سے جتلا دئے جاویں گے ،مجاہد نے عرفہا لہم کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اہل جنت اپنے مقاموں کو جنت میں جانے سے پہلے جان لیویں گے ،، صحیح بخاری میں ابو سعیدؓ خدری کی اسی مضمون کی ایک حدیث ہے جس سے مجاہد کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے ،، مستدرک حاکم میں عبداللہؓ بن سلام سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اللہ کے فرشتے جنت کے مقاموں کا سب پتہ اور نشان اہل جنت کو اچھی طرح بتلا دیویں گے ،، حاکم نے عبداللہؓ بن سلام کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے ،، عبداللہ بن سلام کی اس حدیث سے ابو سعیدؓ خدری کی حدیث اور مجاہد کے قول کا یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اہل جنت اپنے جنت کے مقاموں سے واقف ہوجاویں گے ،،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ

اے ایمان والو اگر تم مدد کروگے اللہ کی وہ تمہاری مدد کریگا اور جما دےگا تمہارے پاؤں اور جو لوگ منکر ہوئے انکو گلی ٹھوکر

وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور کھو دئے انکے کئے یہ اسپر کہ انہوں نے پسند نہ رکھا جو اتارا اللہ نے پھر اکارت کردیئے انکے کئے کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھیں آخر

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝

کیسا ہوا ان کا جو پہلے تھے ان سے اکھاڑ مارا اللہ نے ان کو اور منکروں کو ملنی ہیں ایسی چیزیں

اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ جب منکر شریعت لوگوں سے مقابلہ ہو تو خوب دل کھولکر لڑو ان آیتوں میں فرمایا اے ایماندار لوگو اگر تم اوپر کے حکم کے موافق عمل کرکے اللہ کے دین کو مدد دوگے تو اللہ تعالیٰ غیب سے ہر طرح تمہاری مدد کریگا اور لڑائی کے وقت تمہارے دل میں ایسی جرات پیدا کردیگا جس سے تمہارے قدم میدان جنگ میں جم جاویں گے جسطرح بدر کی لڑائی میں آسمان سے فرشتے

منزل ۶

بھیجکر اوس نے تمہاری مدد کی اور میدان جنگ میں تمہارے قدم جما دئے ،، آگے فرمایا جو لوگ اللہ کے دین کے منکر اور اوسکے کلام کو جادو بتلاتے ہیں اونکے دل میں اللہ تعالیٰ لشکر اسلام کا رعب پیدا کر دیگا اسلئے میدان جنگ میں اونکے قدم نہیں جمیں گے بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے رہیں گے اور اونکی سب کوشش رائگاں جاویگی تعس کے معنے ٹھوکر کھاکر اوندھے مونہہ گر پڑنے کے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے دین کے منکر ہیں وہ اسلام کی مخالفت کی لڑائی میں اور اسیطرح ہر کام میں ٹھوکریں کھاکر کرتے اور ہلاک ہوتے رہیں گے ،، یہ ویسا ہی خفگی کا ارشاد ہے جیسا عبس وتولی میں قتل الانسان ما اکفرہ فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ناشکر انسان مارا جاوے صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی عقبیٰ سے غافل دنیا داروں کے حق میں تعس عبد الدینار والدراہم کے لفظوں سے خفگی کے طور پر بدعا فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے اشرفی اور روپیہ کے ایسے غلام جنکو سوائے مال کے جمع کرنے کے دنیا میں اور کچھہ کام نہیں ایسے لوگ اوندھے مونہہ گر کر ہلاک ہو جاویں گے ،، آگے فرمایا یہ خفگی ان لوگوں پر اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ اللہ کے کلام کے منکر ہیں اور ایسے لوگوں کے نیک کام شرک کے سبب سے رائگاں جاویں گے ،، پھر فرمایا ان لوگوں نے ملک شام کے سفر میں قوم ثمود اور قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستیاں کیا نہیں دیکھی ہیں اگر نہیں دیکھیں تو اب دیکھہ لیں اور یہ یاد رکھیں کہ اون نافرمان قوموں کے قدم بقدم چلنے والوں پر وہی آفتیں آنیوالی ہیں جو اون قوموں پر آچکی ہیں ،،

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَأَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہ اسپر کہ اللہ رفیق ہے انکا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں انکا رفیق نہیں کوئی مقرر اللہ داخل کریگا انکو جو یقین

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَأْكُلُوْنَ

لائے اور کئے بھلے کام باغوں میں نیچے بہتی ان کی ندیاں اور جو منکر ہیں برتتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کھاویں

كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعٰمُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝

ڈھور اور آگ ہے گھر ان کا

سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ نے عام طور پر سب نیک و بد لوگوں کی قبض روح کا ذکر فرماکر اسکے بعد فرمایا ہے ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق جسکا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد نیک بد سب اللہ کے سامنے جاویں گے کیونکہ وہ سب کا مالک ہے اور ان آیتوں میں فرمایا کہ ایمانداروں کا اللہ مولے ہے اور کافروں کا مولی نہیں ہے بعضے مفسروں نے ان دونوں آیتوں کو ملا کر یہ شبہ پیدا کیا ہے کہ ان دونوں آیتوں کے معنوں میں مطابقت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کا مولے ہے اور سورہ انعام کی آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایماندار اور کافر سب کا مولے ہے اس شبہ کا جواب مفسروں نے یہ دیا ہے کہ سورہ انعام میں حشر اور حساب اور کتاب کے ذکر کا موقع تہا اور قیامت میں حساب اللہ تعالیٰ نیک و بد سب سے لیویگا اسواسطے وہاں یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک نیک و بد کے حساب کا مالک ہے اور یہاں مدد کا موقع ہے اور کافروں کا کوئی

الله تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اسی واسطے یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فقط ایمانداروں کا مددگار ہے تفسیر قتادہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احد کی
لڑائی میں جب مسلمانوں کی شکست ہوئی اوس وقت مسلمانوں کی تسکین کے لئے یہ دونوں آیتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں تاکہ
مسلمانوں کو معلوم ہوجاوے کہ اللہ کے رسول کی حکم کی نافرمانی تیرانداز لوگوں نے جو کی اوسی سبب سے اس لڑائی میں شکست
ہوگئی ہے اگر ایماندار ہی اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری پر آئندہ یہ لوگ پورے قائم رہینگے تو اللہ تعالیٰ انکا رہنما ہے انکو
اور لڑائیوں میں فتح نصیب کریگا یہ تیراندازوں کی نافرمانی کا قصہ سورہ آل عمران میں گذر چکا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ احد کی لڑائی
کے شروع ہونے سے پہلے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے ناکہ پر پچاس تیرانداز کو تعینات کردیا تھا اور اس
ناکہ کے قابو رکھنے کی بہت تاکید کردی تھی لیکن لڑائی کے شروع ہونے کے بعد تیراندازوں نے وہ ناکہ چھوڑ دیا جس سے
دشمنوں نے لشکر اسلام کی پشت پر سے بھی حملہ کردیا اور مسلمانوں کی شکست ہوگئی ،، اوپر فرمانبردار اور نافرمان لوگونکی دنیا کی
مدد اور خفگی کا ذکر فرماکر آگے دونوں فریق کا عقبے کا انجام بیان فرمایا کہ فرمانبردار لوگوں کے لئے عقبیٰ میں جنت ہے اور نافرمان
لوگ چوپایوں کی طرح چند روز دنیا کی چیزوں کو برت لیویں اور جو کچھ کہانا ہے کہالیویں پہر عقبیٰ میں انکا انجام دوزخ ہے ،، عقبیٰ
کے منکر لوگوں کی مثال چوپایوں کی اسواسطے فرمائی کہ جسطرح چوپایوں کی زندگی کا مدار فقط دنیا کے کہانے پینے پر ہے وہی
حال عقبے کے منکر لوگوں کا ہے ،، صحیح بخاری ومسلم میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ حال لوگوں کو معلوم ہوجاوے تو لوگوں کو ہنسی کم آوے اور ہر وقت انکو
رونے سے کام رہے ،، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا جنت میں وہ وہ نعمتیں پیدا کی گئی ہیں جو نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گذر
سکتا ہے ان حدیثوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان آیتوں یا اور آیتوں میں جنت اور دوزخ کا جو ذکر ہے
اوسکی پوری تفسیر طاقت انسانی سے باہر ہے ،،

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ

اور کتنی ہتیں بستیاں جو زیادہ تہیں زور میں اس تیری بستی سے جسنے تجھکو نکالا ہمنے انکو کہپا دیا پہر کوئی نہیں انکا مددگار

مسند ابویعلی موصلی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے
کہ ہجرت کے وقت جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے تو آپ نے مکہ کی طرف پھر کر دیکھا اور فرمایا کہ دنیا بھر کے شہروں سے
زیادہ یہ شہر مجھکو زیادہ پیارہ اور عزیز ہے اگر قریش لوگ زبردستی مجھکو اس شہر سے نہ نکالتے تو میں ہرگز اس بستی سے نہ نکلتا اوس وقت
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ قریش سے زیادہ صاحب قوت صاحب شوکت قوموں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی
ذلت اور خواری سے ایک دم میں طرح طرح کے عذابوں سے ایسا ہلاک کردیا کہ کوئی اون لوگوں کی کچھ حمایت اور مدد نہ کرسکا
اگر یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آویں گے تو وہی ذلت وخواری گویا اونکے سر پر بھی سوار ہے چنانچہ اللہ کے وعدہ کے

موافق دس برس کے اندر وہی ہوا کہ جن بتوں کی حمایت میں ان بت پرستوں نے اللہ کے رسول کو اللہ کے گھر سے نکالا تھا وہ بت فتح مکہ کے وقت توڑے گئے بڑے بڑے بت پرست جنگ بدر میں بے گور و کفن نہایت ذلت و خواری سے مارے گئے بعضے مفسروں نے یہ جو لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑا تو آپ مکہ کی طرف دیکھکر رو دیئے اوس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اس شان نزول پر اکثر مفسرین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حجۃ الوداع کے وقت تو مکہ فتح ہو چکا تھا پھر فتح کے بعد جس آیندہ کے تسکین کا اس آیۃ میں ذکر ہے اوسکی ضرورت کیا تھی اور فتح مکہ اور مکہ میں اسلام پھیلنے کے بعد آنحضرت کو مکہ کے چھوڑنے کا رنج ہی کیا تھا غرض آیۃ کے مضمون سے پہلے ہی شان نزول صحیح ہے کیونکہ شان نزول سبب نزول کو کہتے ہیں اور سبب نزول آیۃ کے مضمون اور مطلب کے مخالف ممکن نہیں ہے علمائے مفسرین کے نزدیک سلف کا یہ مذہب مشہور ہے کہ ہجرت کے بعد خود مکہ میں بھی جو آیتیں نازل ہوئی ہیں وہ مدنی ہیں اسواسطے یہ آیۃ بھی مدنی کہلاتی ہے مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش بدر کی لڑائی میں جو مارے گئے اوسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ سے اور بتوں کے توڑے جانے کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایتوں سے اوپر گزر چکا

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ۝ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي

بھلا ایک جو چلتا ہے سوجھی راہ پر اپنے رب کی برابر ایسے جسکو بھلا دکھایا اسکا برا کام اور چلتے ہیں اپنے چاؤ پر احوال اس بہشت کا جو وعدہ ہوا

وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

ڈر والوں کو اسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی اور جسکا مزہ نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی

لِّلشَّارِبِينَ ۝ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ

جس میں مزہ ہے پینے والوں کو اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا اور انکو وہاں سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے انکے رب سے برابر اسکے

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ

جو سدا رہتا ہے آگ میں اور پلایا ہے ان کو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے انکی آنتیں اور بعضے ان میں ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف

حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

یہانتک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں انکو جنکو علم ملا کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی یہ وہی ہیں جن کے دل پر مہر رکھی

طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ

اللہ نے اور چلے ہیں چاؤ پر اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں اُن کو اور بڑھی اس سے سوجھ اور اُن کو اُس سے بچ کر

تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ

چلنا اب یہی راہ دیکھتے ہیں اس گھڑی کی کہ آکھڑی ہو انپر اچانک کیونکہ آ چکی ہیں اسکی نشانیاں سو کہاں ملیگی انکو جب

لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

آ پہنچے سمجھ پکڑنی سو تو جان رکھ کہ کسیکی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور

وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ۝

ایماندار مردوں اور عورتوں کے لیے اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا

منزل ۶

ع ۶

حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جو لوگ خالص اللہ کی عبادت کرتے ہیں اونکے پاس یہ سند ہے کہ انسان کو اور انسان کی سب
ضرورت کی چیزوں کو اسطرح اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جسمیں کوئی اوسکا شریک نہیں ہے تو لائق تعظیم و عبادت بھی وہی وحدہ
لاشریک ہے اور جو لوگ اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اونکے پاس شرعی یا عقلی کوئی سند نہیں ہے بت
پرستی جیسی بری چیز کو شیطان نے اونکی نظر میں اچھا کر کے دکھا دیا ہے اسلئے وہ لوگ اوسی شیطانی وسوسوں پر
چلتے ہیں صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم نوح میں کے کچھ نیک لوگ مر گئے
تھے جنکے مرنے کا رنج اونکے رشتہ داروں اور معتقدوں کو بہت تھا شیطان نے ان لوگوں کے دل میں وسوسہ
ڈالا کہ اون نیک لوگونکی شکل کی مورتیں بنا کر رکھ لی جاویں تاکہ اون مورتوں کے آنکھوں کے سامنے رہنے سے م ——
—— ۲ اون نیک لوگونکے آنکھوں کے سامنے سے اوٹھ جانے کا رنج کم ہو جاوے اور قوم
کے لوگوں نے اوسکی موافق عمل کیا ،، اب ان لوگونکی دو تین پشت کے بعد اونکی اولاد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ مورتیں
نیک لوگوں کی ہیں جو کوئی ان مورتوں کی پوجا کریگا تو وہ نیک لوگ اللہ کی بارگاہ میں اوسکی سفارش کریں گے ،، اس وسوسہ
سے دنیا میں بتوں کی پوجا جاری ہو گئی ،، برے کام کو جو شیطان لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے اس حدیث سے اوسکا
مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس ملعون نے بت پرستی جیسے برے کام کو کسطرح اچھا کر کے لوگوں کو دکھایا جس سے
لوگ اوس ملعون کے دھوکے میں آ گئے حاصل کلام یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں وہ شیطانی
وسوسہ کے سبب سے اپنے دل کی خواہش پر چلتے ہیں اوسکو واتبعوا اھواءھم فرمایا ،، ان دو گروہ کا آیتوں میں ذکر تھا اون
دونوں کے آخرت کے انجام کا آگے ذکر فرمایا کہ خالص اللہ کی عبادت کرنے والے گروہ کو جنت میں داخل کیا جاویگا جسمیں پانی
دودھ شراب اور شہد کی نہریں بہتی ہونگی اور فصل اور بے فصل کے میوے وہاں موجود ہونگے اور اون نعمتوں کا حساب
وکتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل معاف ہوگا اور دوسرے گروہ کا یہ حال بیان فرمایا کہ وہ لوگ ہمیشہ آگ میں جلیں گے اور
پیاس کے وقت ایسا کھولتا ہوا پانی اونکو پلایا جاویگا جس سے اونکی انتڑیاں کٹ کٹ کر نکل پڑیں گی ،، سورہ الصافات میں
گذر چکا ہے کہ پہلے ان لوگوں کو سینڈھ کا پھل کھلایا جا کر پھر یہ کھولتا ہوا پانی پلایا جاویگا اسلئے یہاں مختصر طور پر دوزخیوں کے
پانی کا ذکر فرمایا اونکے کھانے کا کچھ ذکر نہیں فرمایا ،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی روایت دوزخ کے عذاب
کے باب میں اور ابو ہریرہؓ کی روایت جنت کی نعمتوں کے باب میں گذر چکی ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کے عذاب اور جنت
کے نعمتوں کی پوری تفسیر علمائے امت کے علم کی حد سے باہر ہے دنیا کی نہروں میں بہت دنوں تک پانی رہے تو اوسمیں بو
آنے لگتی ہے دنیا کا دودھ زیادہ رہنے سے کھٹا ہو جاتا ہے ،، دنیا کی شراب میں تلخی ہوتی ہے ، دنیا کا شہد بغیر چھاننے کے
صاف نہیں ہوتا اسواسطے فرمایا کہ جنت کے پانی دودھ شراب اور شہد میں یہ باتیں نہ ہونگی ،، اب بت پرستوں کے ذکر کے
بعد منافقوں کا ذکر فرمایا کہ وہ اگرچہ قرآن کی آیتوں کو سنتے ہیں اور جب اے رسول اللہ کے یہ لوگ تمہاری مجلس سے نکلتے

منزل ۶

ہیں تو جو لوگ قرآن کی آیتوں کو دھیان سے سنتے ہیں اون سے پوچھتے ہیں کہ ابھی اللہ کے رسول نے کونسی آیۃ پڑھی ہے پھر فرمایا بت پرستوں کی طرح یہ منافق لوگ بھی اللہ کے حکم پر نہیں چلتے بلکہ اپنے دل کی خواہش پر چلتے ہیں اسلئے اونکے دل پر مہر کی طرح زنگ لگ گیا ہے جس سے قرآن کی نصیحت کا اونکے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا، معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی نسائی وغیرہ میں ابوہریرہ رضی سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اوسکے دل پر داغ پڑ جاتا ہے پھر اگر اوس گناہ کے بعد اوس شخص نے خالص دل سے آیندہ کے لئے توبہ کرلی تو وہ گناہ معاف ہوجاتا ہے اور داغ دل پر سے جاتا رہتا ہے اور نہیں تو گناہ پر گناہ کرنے سے دلپر زنگ لگجاتا ہے، اب یہ تو ظاہر بات ہے کہ جو لوگ مرتے دم تک کفر و نفاق سے توبہ نہیں کرتے اونکے دل پر کے زنگ کا کیا حال ہوگا اسیکو دل پر کی مہر فرمایا، منافقوں کے ذکر کے بعد ایماندار لوگوں کا حال بیان فرمایا کہ قرآن کی نئی نئی نصیحت سے روز بروز اونکی ہدایت اور پرہیزگاری بڑہتی جاتی ہے، آگے فرمایا جب یہ بت پرست اور منافق لوگ قرآن کی نصیحت کو نہیں مانتے تو اونکو دوسرے صور کا انتظار کرنا چاہئے جسکے پھونکے جاتے ہی قبروں سے نکل کر یہ لوگ حساب و کتاب کے لئے اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہوجاوینگے اور قرآن کی نصیحت کے نہ ماننے کا خمیازہ بھگت لیویں گے، پھر فرمایا یہ وقت بھی اب کچھ دور نہیں ہے کیونکہ بڑی نشانی قیامت کی نبی آخر الزمان کے نبی ہونے کی ہے جسکا ظہور ہوچکا اب نبی آخر الزمان کی نصیحت کو جو لوگ نہیں مانتے اونکو دوسرے صور کا انتظار کرنا چاہئے لیکن جب وہ وقت آجاویگا پھر اوس وقت کا پچھتاوا کچھ کام نہ آویگا، صحیح بخاری و مسلم میں سہل بن سعد اور انس بن مالک سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں کھڑی کرکے فرمایا جسطرح یہ دونوں انگلیاں پاس پاس ہیں اسیطرح میرا نبی ہونا اور قیامت کا آنا پاس پاس ہے، اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ نبی آخر الزمان کا پیدا ہونا اور نبی ہونا قیامت کے قریب ہونے کی بڑی نشانی ہے۔ صحیح حدیثوں میں قیامت کے قریب ہونے کی اور نشانیاں بھی اللہ کے رسول نے بیان فرمائی ہیں مثلاً علم دین کا کم ہوجانا شراب خواری اور بدکاری کا پھیلنا عورتوں کا زیادہ ہونا دنوں کا جلدی گذرنا امانت میں خیانت کا ہونا مینہ کا برسنا اور پیداوار کا پھر بھی کم ہونا، اسکے بعد اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر امت کے لوگوں کو سمجھایا کہ خالص اللہ کی عبادت پر ہر ایک کو قائم رہنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ امت کو سکھانے کے لئے تم اپنی بھول چوک کی بھی اللہ تعالی سے معافی چاہا کرو امت کے مرد اور عورتوں کے حق میں بھی مغفرت کی دعا کیا کرو، آخر کو فرمایا لوگوں کے نیک و بد عمل اور اون عملوں کے سبب سے ہر ایک کا جنت اور دوزخ کا ٹھکانہ اللہ تعالی کو سب معلوم ہے قیامت کے دن اوسیکے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوجاویگا،

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ

اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ اتری ایک سورت پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا

معتبر سند کی عبد اللہ بن عباس کی روایۃ نسائی مستدرک حاکم وغیرہ کے حوالہ سے سورۃ النساء میں گذر چکی کہ ہجرت سے پہلے چند

صحابہ نے اللہ کے رسول سے اجازت چاہی کہ مشرکوں سے لڑ بھڑ کر بھگت لینا چاہیے مگر اوس وقت تک مسلمانوں کی جمعیت بھی کم تھی اور اونکے پاس لڑائی کا سامان بھی نہ تھا اسلئے ہجرت سے پہلے لڑائی کی اجازت نہیں ہوئی ہجرت کے علاوہ مہاجرین اور انصار کے ایک جگہ ہو جانے سے مسلمانوں کی جمعیت بھی بڑھ گئی اور کچھ لڑائی کا سامان بھی جمع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تمنا کے موافق دین کی لڑائی کا حکم نازل فرمایا جسکا ذکر آیتہ کے اس ٹکڑے میں ہے ،، قتادہ کا قول ہے کہ جہاد کی آیتوں کے نازل ہونے سے منافقوں اور کم ہمت لوگوں کی جانچ ہو گئی اسواسطے جہاد کی آیتوں کو جانچ والی آیتیں فرمایا ،، آگے جانچ کے نتیجہ کا ذکر ہے جس سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے ،،

رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝

تو تو دیکھتا ہے جنکے دلوں میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش پڑا مرنے کے وقت سو خرابی ہے ان کی

طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ

حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو انکا بھلا ہے پھر تم سے

عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ

یہ بھی توقع ہے اگر تمکو حکومت ملے کہ خرابی ڈالو ملک میں اور توڑو اپنے ناتے ایسے لوگ وہی ہیں جنکو پھٹکارا

اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝

اللہ نے پھر کر دیا انکو بہرے اور اندھی کر دیں انکی آنکھیں کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں انکے قفل

ہجرت سے پہلے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو اسلام کا کچھ زور نہ تھا اسواسطے جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خوبیاں جمائیں اور وہ اسلام لائے اونکا اسلام خالص دل سے تھا یہ بات نہیں تھی کہ اونکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہو ہجرت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور اسلام کا دن بدن زور اور غلبہ شروع ہوا تو مدینہ کے بہت سے لوگ اپنی عزت اپنا مال اپنی جان بچانے کی غرض سے اسطرح داخل اسلام ہو گئے تھے کہ ظاہر میں تو وہ اپنے آپکو مسلمان کہتے تھے لیکن دل سے وہ لوگ مسلمان نہ تھے اور جیسا موقعہ پاتے تھے در پردہ مسلمانوں کی بدخواہی کی باتیں کرتے تھے ان ہی لوگوں کو منافق کہتے ہیں یہ منافق لوگ اپنے دل میں جانتے تھے کہ اونکی در پردہ بدخواہی کو مسلمان جان نہ سکیں گے لیکن اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے جو بات یہ منافق لوگ پردہ کے طور پر مسلمانوں کی بدخواہی کی یا بنا وٹ کے طور پر کرتے تھے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اوسکا ذکر فرما کر اون منافقوں کو رسوا اور فضیحت فرما دیتا تھا ،، چنانچہ غزوہ بنی مصطلق کے وقت ایک شخص مہاجر اور ایک انصار کا کچھ جھگڑا ہو گیا تھا اسپر عبداللہ بن ابی منافقوں کے سردار نے در پردہ اپنے آپس کے لوگوں سے یہ کہا کہ آیندہ سے ہمارے جتنے کے لوگ ان مہاجروں سے سلوک کرنا بند کر دیں تاکہ تنگ آ کر یہ لوگ ہماری بستی چھوڑ کر چلے جاویں اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون میں اس قصہ کا ذکر فرما کر منافقوں کو خوب رسوا کیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت

ارقم کی روایتہ میں اسکا ذکر تفصیل سے ہے اسیطرح قرآن شریف میں منافقوں کے درپردہ باتوں اور اونکی رسوائی کا اکثر جگہ ذکر ہے اوسیکو اللہ تعالیٰ نے آگے کی آیتوں میں فرمایا ہے کہ کیا ان منافق لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی بدنیتی کو اپنے رسول اور مسلمانوں پر ظاہر نہ فرماویگا اگر یہ لوگ اپنے منافق پنے سے باز نہ آدینگے تو قرآن میں انکی رسوائی کی آیتیں نازل ہونے کے علاوہ خود اونکے چہروں پر ایسی پھٹکار برسنے لگیگی کہ اونکی صورت اونکی باتوں سے انکی پہچان ہوجاویگی حضرت انس رض فرمایا کرتے تھے آگے کی آیتیں نازل ہونے کے بعد مدینہ کا کوئی منافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چھپا نہیں رہا تھا نام بنام سب منافقوں کا حال اللہ نے آپ کو بتا دیا تھا ناقابل اعتراض سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں ابو مسعود رض عقبہ بن عمرو کی روایت سے جو قصہ ہے اوس قصہ سے حضرت انس رض کے قول کی تصدیق ہوتی ہے حاصل اوس قصہ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ کو جمع کرکے خطبہ پڑھا اور چھتیس ۳۶ شخص کا نام لیکر اونکو منافق فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو تم میں منافق بھی شریک ہیں تمکو خدا سے ڈرنا اور اپنے اعتقاد اور عملوں کو درست کرنا چاہئے حاصل یہ ہے کہ جب آیتہ کے اوپر کے ٹکڑے کے موافق مسلمانوں کی خواہش پر جہاد کا حکم نازل ہوا ،، اور منافقوں کے دل پر اوس حکم کا اثر جو کچھ پڑا اوسکا ذکر ان آیتوں میں ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو اے رسول اللہ کے تمنے منافقوں کا حال دیکھا کہ قریب المرگ شخص کی طرح اونکی آنکھیں پتھرا گئیں اور اونکے چہروں پر مردنی چھا گئی ،، سورہ قیامہ میں نسائی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایتہ آویگی کہ ایک روز اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کی چادر کا پلو پکڑکر یہ فرمایا تھا اولے لک جسکا مطلب یہ ہے کہ تیرے لئے خرابی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے کلام کی صداقت کے طور پر سورہ قیامہ میں بھی لفظ چار دفعہ نازل فرماکے اس شان نزول کی بنا پر بعضے سلف نے یہاں بھی فاولی لہم میں لفظ اولی کو ویل سے لیکر آیتہ کے ٹکڑے فاولی لہم کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ جو لوگ دین کی لڑائی سے جی چراتے ہیں اونکے لئے بڑی خرابی ہے ،، تینوں ترجموں میں یہی قول لیا گیا ہے ،، اس قول کے موافق فاولی لہم پر پچھلا کلام ختم ہوجاویگا اور طاعۃ وقول معروف کی خبر الگ نکالنی پڑیگی مثلاً یوں کہا جاویگا کہ طاعۃ وقول معروف خیر لہم جسکا مطلب یہ ہوگا کہ بجائے جی چرانے کے دین کی لڑائی کے حکم کو ماننا اور اچھی بات کا موںہہ سے نکالنا بہتر ہے بعضے مفسروں نے فاولی لہم طاعۃ وقول معروف کو ایک ہی کلام شمار کرکے آیتہ کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ بہتر ان لوگوں کے حق میں لڑائی کے حکم کو ماننا اور اچھی بات کا موںہہ سے نکالنا ہے ،، اسی قول کی بنا پر طاعۃ وقول معروف کی کوئی خبر الگ نہیں نکالنی پڑتی ،، ایک روایتہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہ آخری تفسیر آئی ہے ،، فاذا عزم الامر ،، اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ منافق لوگ اگر لڑائی سے پہلے لڑائی کے حکم کے ماننے کا زبانی اقرار بھی کر لیتے ہیں تو عین وقت پر اوس اقرار سے پھر جاتے ہیں اگر عین وقت پر یہ لوگ اپنے اقرار کو سچا کریں تو اونکے حق میں بہتر ہے ،، سورہ آل عمران میں گذر چکا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق احد کی لڑائی کے میدان میں سے تین سو آدمیوں کو بہکا کر مدینہ واپس لے آیا جس سے لشکر اسلام کی تعداد بجائے ہزار آدمیوں کے سات سو کی رہگئی ،، منافقوں کی ایسی باتوں کو فرمایا کہ یہ لوگ عین وقت پر دغا دیتے ہیں ،، آگے فرمایا کہ جو لوگ قرآن کی نصیحت

سے پورے پابند نہیں اور قرآن کے جہاد کے حکم کی تعمیل سے جی چراتے ہیں اگر دین کی لڑائی کے طفیل سے ایسے لوگوں کو کبھی حکومت مل گئی تو ان سے یہ بھی کچھ دور نہیں کہ حکومت کے غرور میں یہ لوگ اللہ کے ملک میں طرح طرح کے فساد ڈالیں اور اس فساد کے برپا کرنے میں رشتہ داری کا بھی کچھ پاس ولحاظ نہ رکھیں ،، یہ قرآن کی ایک بڑی پیشین گوئی ہے یزید کی خلافت میں جو فساد برپا ہوئے اور مامون رشید نے اپنے بھائی امین کو جو قتل کیا ان قصوں کو تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جاوے تو قرآن کی اس پیشین گوئی کا ظہور اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے ،، پھر فرمایا کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ کی رحمت سے وہ بالکل دور ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونکو نصیحت کے بات کے سننے کے لئے کان بھلا برا دیکھنے کے لئے آنکھیں سب کچھ دیا اسپر بھی ان لوگوں نے بہرے اندھوں کے سے کام کئے ،، پھر فرمایا نافرمانی کے سبب سے ایسے لوگوں کے دلوں میں زنگ کے قفل لگ رہے ہیں اسلئے قرآن کی نصیحت اونکے دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتی ،، مسند امام احمد ترمذی نسائی کے حوالہ سے ابوہریرہ کی معتبر روایت اوپر گذر چکی ہے کہ بغیر توبہ کے گناہ پر گناہ کرنے سے آدمی کے دل پر زنگ لگجاتا ہے ،، اس زنگ کی سیاہی کو قرآن شریف میں کہیں دل پر کی مہر فرمایا ہے اور کہیں دل پر کا قفل رشتہ داروں کے ساتھ سلوک سے پیش آنے کے باب میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ

بیشک جو لوگ الٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر پیچھے اس سے کہ کھل چکی انپر راہ شیطان نے بات بنائی انکے دلمیں اور

أَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَ

دیر کے وعدے دیئے ،، یہ اسواسطے کہ انہوں نے کہا انسے جو بیزار ہیں اللہ کے اتارے سے ہم تمہاری بات مانیں گے بعضے کام میں اور

اللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝

اللہ جانتا ہے انکا مشورہ کرنا پھر کیسا ہوگا جبکہ فرشتے جان لیں گے انکی مارتے جاتے ہیں انکے منہ پر اور پیٹھ پر

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝

یہ اسپر کہ وہ آ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اسکی خوشی پھر اسنے اکارت کردئے انکے کئے

حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں قتادہ کا قول ہے کہ یہ آیتیں یہود کی شان میں ہیں مطلب یہ ہے کہ نبی آخرالزماں کی صفتیں جو تورات میں ہیں اون سے یہ لوگ نبی آخرالزماں کو خوب پہچانتے تھے لیکن نبی آخرالزماں کے نبی ہونے اور ہجرت کر کے مدینہ میں آنیکے بعد آپکی نبوت کے منکر ہوگئے خود حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول ہے کہ یہ آیتیں منافقوں کی شان میں ہیں سورۃ الحشر میں آویگا کہ مدینہ کے منافقوں نے یہود بنی النضیر اور بنی قریظہ سے یہ کہلا بھیجا تھا کہ ہم تمہارا ہر طرح ساتھ دیویں گے اور ان آیتوں میں بھی سنطیعکم فی بعض الامر فرمایا ہے اسلئے صحیح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیتیں منافقوں کی شان میں ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوکر پھر پچھلے قدم پلٹ گئے اور منافق بن گئے اسکا سبب یہی ہے کہ وسوسہ شیطانی سے کچھ تو منافق تھے اور جہاد سے جی چرانے میں اونہوں نے اپنا دیر تک کا بچاؤ سمجھا اور اس خیال سے اونہوں نے درپردہ یہود سے

منزل ۶

ع ۳ / ۹

میں جول کا پیغام کہلا بھیجا کہ مسلمان اور یہود دونوں سے دوستی بنی رہے،، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کو انکی یہ بھید کی باتیں خوب معلوم ہیں ایک دن ان لوگوں سے ان دغا کی باتوں کی پرسش ہوگی، پھر فرمایا اب تو یہ لوگ موت کو ٹالنے کے لئے دین کی لڑائی سے جان چراتے ہیں لیکن جب موت انکے سامنے آجاویگی اور اللہ کے فرشتے انکے مونہہ اور اونکی پیٹھ پر لوہے کی موگریاں مار مار کر اونکی جان نکالیں گے اوسوقت یہ کیونکر جان بچاویں گے،، پھر فرمایا یہ وبال انپر اسلئے پڑا کہ اونہوں نے اللہ کی رضامندی کے کاموں کو چھوڑکر اوسکی بیزاری کے کام کئے اسلئے اوپری دل سے جو کچھ نیک کام اونہوں نے کئے تھے وہ تو بارگاہ الٰہی میں نامقبول ٹھہرے اور برے کاموں کا خمیازہ انکو بھگتنا پڑا،، مسند امام احمد اور ابوداؤد کے حوالہ سے براء بن العازب کی صحیح حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ نافرمان لوگوں کی قبض روح کے لئے عذاب کے فرشتے آتے ہیں اور غضب الٰہی سے نافرمان شخص کی روح کو ڈراتے ہیں جس سے وہ روح جگہ جگہ جسم میں چھپتی ہے آخر بڑی سختی سے وہ فرشتے اوس روح کو جسم سے نکالتے ہیں،، آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ نافرمان لوگوں کی قبض روح کے وقت فرشتے ایسے لوگوں کے مونہہ اور اونکے پیٹھ پر مارتے ہیں اوسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ غضب الٰہی سے ڈر کر ایسے لوگوں کی روح جسم میں جگہ جگہ چھپتی ہے اسلئے اوس روح کو جسم سے نکالنے کے لئے فرشتے مار دھاڑ اور طرح طرح کی سختی کرتے ہیں،،

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاۤءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ

کیا خیال رکھتے ہیں جنکے دل میں روگ ہے کہ اللہ نہ کھولے گا ان کے جیوں کے بیر اور اگر ہم چاہیں تجکو دکھادیں

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

سو پہچان تو چکا ہے تو انکے چہرے سے اور آگے پہچان لیگا بات کے ڈھب سے اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے کام اور البتہ تمکو جانچینگے

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝

تا معلوم کریں تم میں لڑائی کرنیوالے اور ٹھہرنے والے اور تحقیق کریں تمہاری خبریں

یہ وہی آیتیں ہیں جن کا خلاصہ اوپر گذر چکا ہے کہ کیا ان منافق لوگوں نے اپنی بدنیتی کی درپردہ باتوں کو اللہ تعالیٰ سے چھپانا چاہا ہے کیا انکو یہ معلوم نہیں کہ آسمان و زمین میں کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں لوگوں کے درپردہ مشورے اور اونکے دلوں کے بھید سب اوسکو معلوم ہیں وہ اگر چاہے تو اون منافقوں کے چہروں پر ایسی پھٹکار برسنے لگے اور اونکی بات چیت میں ایسا اندازہ پیدا ہوجاوے کہ وہ منافق اپنے چہروں اور اپنی باتوں سے پہچانے جاویں پھر مسلمانوں کو مخاطب ٹھہراکر فرمایا کہ دین کی لڑائی کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس حکمت کے لئے نازل فرمایا ہے کہ لڑائی میں ہمت کرنے والے اور فقط زبان سے ہمت جتلانے والوں کا حال کھل جاوے نہیں تو اللہ کی قدرت سے یہ بات کچھ باہر نہیں تھی، کہ وہ پہلی قوموں کی طرح ان اسلام کے بدخواہ لوگوں کو کسی عذاب سے ہلاک کردیتا،، اوپر کی آیتہ ولو نشاء اللہ

لا تستر منہم کو ان آیتوں میں کی آخر آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے زید بن ارقم کی جس روایت کا ذکر اوپر گذرا اوپر کے ذکر کے موافق وہی حدیث ان آیتوں کی گویا تفسیر ہے،،

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ

جو لوگ منکر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے اور خلاف ہوئے رسول سے پیچھے اسکے کہ کھل چکی انپر راہ بگاڑ سکینگے

لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

اللہ کا کچھہ اور وہ اکارت کر دیگا انکے کئے اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے

وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ

اور ضایع مت کرو اپنے کئے جو لوگ منکر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے پھر مر گئے اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشیگا انکو

لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝

اللہ سو تم بودے نہ ہوئے جاؤ اور پکارنے لگو صلح اور تم ہی رہوگے اوپر اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دیگا تمکو

منزل ۶

عبد اللہ بن ابی اور جد بن قیس،، معتب بن قشیر منافقوں کے سردار تھے انکی دغابازی دیکھکر اونکی قوم کے اور نادان لوگ بھی اونکے ڈھنگ سیکھتے تھے اسلئے فرمایا کہ یہ لوگ آپ بھی دین کی باتوں کے دل سے منکر ہیں اور اوروں کو بھی یہی راستہ سکھاتے ہیں،، اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ منافق لوگ طرح طرح کی مخالفتیں کرتے تھے مثلاً عبد اللہ بن ابی نے احد کی لڑائی کے وقت تین سو آدمیوں کو بہکاکر لشکر اسلام میں سے کم کر دیا چنانچہ سورۃ النساء میں اسکا ذکر گذر چکا ہے،، من بعد ما تبین لہم الہدی،، اسکا مطلب یہ ہے کہ غلبہ اسلام کے سبب سے ان لوگوں کو اگرچہ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دین اسلام حق ہے لیکن پھر بھی یہ لوگ اپنے منافق پنے کی باتوں سے باز نہیں آتے تھے جیسے مثلاً بدر کی فتح کے وقت عبد اللہ بن ابی کو غلبہ اسلام اور اوس غلبہ کے سبب سے اسلام کی حقانیت کا حال معلوم ہو چکا تھا پھر بھی اوس نے بدر کی فتح کے بعد احد کی لڑائی کے وقت وہ منافق پنے کی بات کی جسکا ذکر اوپر گذرا،، آگے فرمایا کہ ان منافق پنے کی باتوں سے اللہ کے دین کو کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ میں اسلام کی ترقی قرار پا چکی ہے پھر اوسکے ارادہ کو کون روک سکتا ہے فرعون جیسا صاحب حشمت بادشاہ تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے برخلاف موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکا ان منافقوں کی چھوٹی سی جماعت کی کیا حقیقت ہے جو یہ اللہ کے دین کو یا اللہ کے رسول کو کچھ نقصان پہونچا سکیں گے،، پھر فرمایا کہ جب ان منافقوں کے دل میں اسلام کی طرف سے ایسی کھوٹ ہے تو انکا ظاہری اسلام روزہ نماز کچھ کار آمد نہیں اللہ تعالیٰ انکے سب عملوں کو اکارت کر دیگا،، کیونکہ غلبہ اسلام کے سبب سے یہ لوگ اپنی جان اپنا مال بچانے کے لئے جو کچھ کرتے ہیں وہ فقط دکھاوے کے طور پر کرتے ہیں اور اسطرح کے دکھاوے کے نیک عمل اللہ کے انتظام میں اجر کے قابل نہیں ہیں،، معتبر سند سے مسند امام احمد مسند بزار وغیرہ میں چند صحابہ سے روایتیں ہیں

جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن جب لوگوں کے اعمال نامے اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونگے تو بہت سے عملوں کو اللہ تعالیٰ
فرماویگا کہ یہ عمل دنیا کے دکھاوے کے لیے کئے گئے ہیں اسلئے قابل قبول نہیں ہیں ،، یہ حدیثیں وسیحبط اعمالہم کی گویا تفسیر ہیں
آگے مسلمانوں کو فرمایا کہ اللہ اور رسول کے حکم پر چلو برخلاف حکم اللہ اور رسول کے کوئی ایسا کام نکرو جس سے تمہارا خاتمہ
بگڑکر تمام عمر کے تمہارے پچھلے نیک عمل رائگاں ہو جاویں ،، ابو داؤد اور ترمذی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بعضے مسلمان
مرد اور عورتیں عمر بھر نیک کام کرتے ہیں اور مرتے وقت وصیت میں حق تلفی کرکے اپنی عاقبت خراب کرلیتے ہیں ،، اس حدیث
کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے جسکو بعضے علما نے ضعیف کہا ہے ،، لیکن ابن معین نے شہر بن حوشب کو ثقہ
اور ابوزرعہ اور امام احمد نے معتبر کہا ہے ،، صحیح بخاری کے حوالہ سے سہل بن سعد کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے کہ خیبر کی لڑائی
میں ایک صحابی نے بڑی جرات سے دشمنوں کا مقابلہ کیا لیکن اللہ کے رسول نے اوس شخص کا خاتمہ برا اور اوسکو دوزخی
بتلایا اور آخر کو اوس شخص نے خودکشی کی ،، صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ بعضے لوگ ایسے نیک
کام کرتے ہیں جس سے ادن میں اور جنت میں کچھ تھوڑا فاصلہ رہجاتا ہے لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخی
قرار پاچکے ہیں اسلئے آخر عمر میں وہ لوگ دوزخیوں کے ایسے کام کرنے لگتے ہیں اور اوسی حالت پر بغیر توبہ کے مرجاتے ہیں ،،
ان حدیثوں کو ولاتبطلوا اعمالکم کے ساتھ ملانے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ جسطرح نیک کاموں سے گناہ مٹ جاتے
ہیں جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے اسیطرح اللہ اور رسول کی نافرمانی کے طور پر بعضے گناہ ایسے ہیں جنکے کرنے سے مسلمانوں کے پچھلے
نیک عمل رائگاں ہو جاتے ہیں ،، سورۃ النساء کی آیتہ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ کا اور آیت ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ
ثم ماتوا وہم کفار فلن یغفر اللہ لہم کا ایک ہی مطلب ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کفر وشرک میں گرفتار رہکر بغیر توبہ کے
مرجاویگا اوسکی مغفرت کسیطرح نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو
اسطرح پیدا کیا کہ اونمیں کوئی اسکا شریک نہیں پھر اوسکی تعظیم اور عبادت میں بغیر کسی استحقاق کے دوسروں کو شریک
کرنا اس سے بڑھ کر دنیا میں نہ کوئی گناہ ہوسکتا ہے نہ بغیر توبہ کے اتنا بڑا گناہ معاف ہونے کے قابل ہے ،، اسی مطلب کے
ادا کرنے کے لئے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی اسی مضمون کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ شرک
سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ،، آگے فرمایا شرک جیسے بڑے گناہ میں یہ مشرک لوگ گرفتار ہیں اسلئے اللہ ان سے بیزار ہے
جسکی سبب سے ایسے لوگوں کی کوئی مدد غیب سے نہیں ہوسکتی پھر ایسے حالت میں اے مسلمانوں تم ان مشرکوں سے
دبکر صلح نہ کرو کیونکہ تم حق پر ہو اسواسطے اللہ تمہارے ساتھ ہے دنیا میں تمکو دشمنوں پر غالب رکھیگا اور آخرت میں
تمہارے نیک کاموں کا پورا اجر دیویگا ،، صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے حدیث
قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر نیکی کا اجر دس سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کی نیکیوں
کا اجر اس سے بھی بڑھ کر دیا جاویگا یہ حدیث پوری اجر کی گویا تفسیر ہے صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے

کہ کبیرہ گناہوں کا جو گنہ گار بغیر توبہ کے مرجاویگا تو اوسکی مغفرت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے چاہے بغیر کسی عذاب کے ایسے شخص کو جنت میں داخل کردے چاہے کسیقدر عذاب کے بعد شرک کے گناہ گار اور کبیرہ گناہ کے گنہ گار کی حالت میں جو فرق ہے وہ اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے ،،

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ

یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور بچ چلوگے دیگا تمکو تمہارے نیگ اور نہ مانگیگا تم سے تمہارے مال

اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰاَنْتُمْ هٰؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا

اگر مانگے تم سے وہ مال پھر تنگ کرے تو تم بخیل ہو جاؤ اور نکالدے تمہارے دل کی خفگیاں سنتے ہو تم لوگ کہ تمکو بلاتے ہیں کہ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ

خرچ کرو اللہ کی راہ میں پھر تم میں کوئی ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دیگا سو نہ دے گا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم

الْفُقَرَاۗءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ

محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے بدل دے گا کوئی لوگ سوائے تمہارے پھر وہ نہوں گے تمہاری طرح کے

ع ۸

دنیا کی زندگی پر گرویدہ ہو کر دین کی لڑائی اور دین کے کاموں سے جی چرانے والوں کو ان آیتوں میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ دنیا کی زندگی ناپایدار اور چند روزہ کا کھیل تماشہ ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہاں دنیا کے اندر اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری اختیار کرو تو تمکو خدا اوسکا اجر دیگا جسمیں ہمیشہ کی راحت ہے چند دنوں کے کھیل تماشے کے پیچھے ہمیشہ کی راحت کو ہاتھ سے دینا کسی سمجھ دار کا کام نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے صدقہ خیرات کی تاکید جو کی ہے اور زکوۃ جو فرض کی ہے وہ اسی فائدہ کے لئے کہ دنیا میں غریبوں کا کام چلے اور ایمانداری اور پرہیزگاری سے جو شخص کچھ خرچ کرے عقبیٰ میں ایک کے دس سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کی صورت میں اس سے بھی بڑھ کر اوسکو اجر دیا جاوے ورنہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے مال کے مانگنے کی کچھ ضرورت نہیں دنیا میں جو کچھ ہے وہ اسیکا پیدا کیا ہوا ہے اسلئے جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اسیکا ہے، اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں وسکو خوب معلوم ہے کہ انسان کے دل میں مال کی الفت بہت ہے اگر تنگ کر کے سارا مال خرچ کرنے کا حکم دیا جاویگا تو تم لوگ بخیلی کرنے لگوگے اور غیروں کو جو کچھ دوگے وہ طرح طرح کی خفگی جتلا کردوگے اسواسطے زکوۃ کی مقدار اوسنے برس روز میں چالیسواں حصہ ٹھہرائی ہے اور نفلی صدقہ خیرات کی مقدار ہر شخص کے ہمت پر منحصر رکھی ہے اس حکم کی تعمیل میں جو شخص بخیلی کریگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا کیونکہ آدمی کے پاس جو کچھ مال متاع ہے وہ دنیا کا دنیا میں رہے گا اور آدمی مرجاویگا ایسی ساتھ چھوڑ دینے والی چیز کو ساتھ لیجانے کا طریقہ تو یہی ہے کہ جسطرح مال کے خرچ کرنے کا حکم شریعت میں ہے عقبیٰ کے اجر کی نیت سے اوس حکم کے موافق مال خرچ کیا جاوے اور اللہ سے اوسکے اجر کی توقع رکھی جاوے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن شخیر کی اسی مضمون کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے آخر کو فرمایا اگر موجودہ لوگ اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کریں گے تو انکی جگہ اللہ تعالیٰ کسی اور فرمانبردار مخلوقات کو بدل دیگا،، اس فرمانبردار قوم کی تفسیر بعضے سلف نے فارس کو قرار دیا ہے اور بعضوں نے اہل یمن کو مگر مجاہد نے اوسکو اللہ تعالیٰ کے علم پر سونپا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ اونکی جگہ اور گناہ اور توبہ کرنے والے قوم کو پیدا کرتا کہ اوس نئی قوم کے لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ اونکی توبہ

قبول کرتا،، اس حدیث کو آخری آیتہ کے ساتہ ملانے سے یہ مطلب قرار پاتا ہی کہ جسطرح سارے موجودہ لوگوں کے بے گناہ نہ ہوجانے سے کوئی نئی مخلوق پیدا نہیں ہوئی اسیطرح اوس زمانہ کے موجودہ لوگ صحابا اور اول درجہ کے فرمانبردار تھے اسلئے یہی تفسیر صحیح اور موجودہ صحابہ کی شان کے موافق معلوم ہوتی ہے کہ انکی جگہ کسی نئی فرمانبردار قوم کو پیدا کرنے کی ضرورت نہیں پڑی اگر ضرورت پڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب کے موافق کسی نئی فرمانبردار قوم کو بدل دیتا ہے یہ تفسیر مجاہد کے قول کے موافق ہے،، سورۂ محمد ختم ہوئی،،

سورۃ الفتح مدنیۃ وھی تسع وعشرون ایۃ واربع رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ

ہمنے فیصلہ کردیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجہپر

عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ

احسان اور چلاوے تجہکو سیدہی راہ اور مدد کرے تجکو اللہ زبردست مدد وہی ہے جسنے اتارا

السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ

چین دل میں ایمان والوں کے کہ اور بڑہے ان کو ایمان اپنے ایمان کے ساتہ اور اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور

الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

زمین کے اور ہے اللہ خبردار حکمت والا تا پہنچاوے ایمان والے مردوں اور عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتیں انکے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ

نہریں سدا رہیں ان میں اور اتاری ان سے انکی برائیاں اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مراد ملنی اور تا عذاب

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ

کرے دغاباز مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو جو اٹکلتے ہیں اللہ پر اٹکلیں انہیں پر پڑے بری پھیر مصیبت

السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ

کا اور غصے ہوا اللہ ان پر اور ان کو پہٹکارا اور رکہی انکے واسطے دوزخ اور بری جگہ پہونچے اور اللہ کے ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ہمنے تجکو بہیجا احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانیوالا

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اسکی مدد کرو اور اوس کا ادب رکہو اور اسکی پاکی بولو صبح اور شام جو لوگ

منزل ۶

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ

ہاتھ ملاتے ہیں تجھسے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑتا ہے اپنے

عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

برے کو اور جو کوئی پورا کرے جس پر اقرار کیا اللہ سے وہ دے گا اس کو نیگ بڑا

جس بیعت کا ذکر ان آیتوں میں ہے اوس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے اور صلح حدیبیہ کو فتح اسلئے کہتے ہیں کہ یہی صلح آخر کو فتح مکہ کا سبب قرار پائی ہے معتبر سند سے مسند بزار طبرانی مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں جو روایتیں اونکا حاصل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت قبیلہ خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امن میں تھا اور قبیلہ بنی بکر قریش کے امن میں تھا اور صلح حدیبیہ اگرچہ دس برس تک کی مدت کے لئے ہوئی تھی لیکن اس صلح کے دو برس کے بعد ان دونوں قبیلوں میں لڑائی ہوئی اور قریش نے صلح حدیبیہ کی شرطوں کے خلاف قبیلہ بنی بکر کو درپردہ ہر طرح کی مدد دی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا کہ قریش شرائط صلح حدیبیہ پر قائم نہیں رہے تو آپ نے دس ہزار صحابہ کی جمعیت سے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا حاصل کلام یہ ہے کہ یہ سورہ اگرچہ صلح حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت نازل ہوئی ہے لیکن فتح مکہ سے دو برس پہلے اس سورہ میں فتح مکہ کی خوشخبری ہے اسیواسطے صحیح بخاری صحیح مسلم میں عبداللہ بن مغفل وغیرہ سے جو روایتیں ہیں اونسے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے دن بڑی خوش آوازی سے اونٹنی پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ کو پڑھا اور اس سورہ کے نازل ہونے کے وقت صلح حدیبیہ کے باب میں جب حضرت عمرؓ علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حضرت یہ صلح فتح ہے تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ہاں اس صلح کے وقت ابوجندل صحابی کا قصہ ایسا پیش آیا کہ جس وقت یہ قصہ پیش آیا تھا اوسوقت بھی مسلمانوں کے دل ہل گئے تھے اور اب بھی اوس قصہ کے ذکر سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں پوری تفصیل اس قصہ کی تو حدیث کی کتابوں میں ہے مگر حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ ابوجندل کے اسلام لانے اور ہجرت کا ارادہ کرنے کے سبب سے ابوجندل کے باپ سہیل بن عمرو نے ابوجندل کے پیروں میں بیڑیاں ڈالکر ابوجندل کو قید کر رکھا تھا قریش کی طرف سے جب سہیل بن عمرو ابوجندل کے باپ صلح نامہ لکھوانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حدیبیہ میں آئے تو ابوجندل نے بیڑیوں کی حالت میں ہی کسی طرح سے اپنے آپکو مسلمانوں کے لشکر میں پہونچا کر مسلمانوں سے فریاد کی کہ مشرکوں کی ایذا سے اونکو چھوڑایا جاوے لیکن صلحنامہ میں یہ شرط تھی کہ قریش میں کا جو شخص مسلمانوں میں آویگا وہ واپس کیا جاویگا اس شرط کے موافق اوسی حال میں آنحضرت نے ابوجندل کو اونکے باپ سہیل کے حوالہ کیا اور اوسوقت صحابہ پر جو حالت گذری وہ بیان سے باہر ہے اسی صلح کے سفر میں حدیبیہ کے سوکھے ہوئے کنوین کا پانی بڑھ جانے کا معجزہ ظہور میں آیا ہے اور اس بیعت الرضوان کا سبب یہی تھا کہ آنحضرت نے حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا تھا کہ ہم لوگ لڑائی کی نیت سے نہیں آئے صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمانؓ کو قریش نے شہید کر ڈالا اس خبر سے آنحضرتؐ نے صحابہ سے قریش کی لڑائی پر بیعت لی اور حضرت عثمانؓ کی طرف سے خود اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمانؓ کی بیعت ہے جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہیں وہ مدنی کہلاتی ہیں اسیواسطے حضرت عبداللہؓ بن عباس سے اس سورہ کے مدنی ہونے کی روایت بیہقی وغیرہ میں ہے ورنہ صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے

منزل ۶

موافق یہ سورہ حدیبیہ سے واپس ہونے کے وقت راستہ میں نازل ہوئی ہے، حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اس
صلح حدیبیہ کے معاملہ کی ظاہری صورت اگرچہ صلح کی ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک بہت بڑی فتح ہے جس کا نتیجہ تمکو اور تمہارے ساتھ کے
مسلمانوں کو آئندہ معلوم ہو جاوے گا،، اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے اس صلح کے وقت مسلمانوں کی فوج چودہ سو کے قریب تھی اسی صلح کے
میل جول کے سبب سے جب اس صلح کے بگڑ جانے کے بعد مکہ پر چڑھائی ہوئی تو مسلمانوں کی تعداد دس ہزار کے قریب ہو گئی جسکے مقابلہ سے
اہل مکہ عاجز آگئے اور آسانی سے مکہ فتح ہو گیا جسطرح یہ صلح فتح مکہ کی نشانی تھی اسیطرح فتح مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کی نشانی تھی چنانچہ اذا جاء نصر اللہ والفتح میں اسکا ذکر آویگا اسلئے اس صلح کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری
سنادی کہ فتح مکہ کے بعد بطور شکریہ کے کثرت سے عبادت اور کثرت سے استغفار کرنے کا جو حکم تمکو ہونے والا ہے اوسکے موافق عمل کرنے سے اے
رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ تمہارے آخری حصہ عمر کے سب گناہ اور اوس سے پہلے کے سب گناہ معاف کر دیگا تاکہ تم سے جو کچھ بھول چوک ہوئی ہے اوسکو یاد
کر کے قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کو اپنے ذمہ لینے میں اور انبیا کی طرح تمہیں کچھ پس و پیش نہ ہو صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ میدان محشر میں گرمی اور پسینہ کی تکلیف سے جب لوگ گھبراویں گے تو آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک سب
انبیا سے یہ التجا کریں گے کہ وہ لوگوں کا حساب و کتاب جلدی شروع ہو جانے کی سفارش بارگاہ الٰہی میں کریں لیکن سب انبیا اپنی اپنی بھول چوک کو
یاد کر کے اس سفارش کی جرأت نکریں گے،، آخر یہ سب اہل محشر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آویں گے اور عرض کریں گے کہ اور انبیا تو
اپنی اپنی بھول چوک یاد کر کے اوسکی ندامت سے اللہ تعالیٰ کے روبرو جانے اور ہماری سفارش کرنیکی جرأت نہیں کرتے آپکے اگلے پچھلے سب بھول چوک
اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں آپ ہی ہماری سفارش کریے یہ سنکر آپ سفارش کرینگے اور آپکی سفارش مقبول ہو کر حساب و کتاب شروع
ہو جاوے گا،، یہ سفارش تمام اہل محشر کے حق میں ہوگی اور گناہگاروں کو دوزخ سے نکالنے کی سفارش فقط امت محمدیہ کے گنہگاروں کے
حق میں ہوگی اسواسطے اس سفارش کو سفارش کبریٰ کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے
گناہوں کے معاف کر دینے کا جو احسان اللہ تعالیٰ نے جتلایا ہے اوسکے سبب سے تمام اہل محشر میں جو عزت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگی
اوسکا حال اس حدیث سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے،، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تہجد کی نماز میں یہانتک کھڑے رہتے تھے کہ آپکے پیروں پر ورم ہو جاتا تھا صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث بھی ایک جگہ گذر چکی ہے
کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز ستر دفعہ سے زیادہ توبہ استغفار کیا کرتے تھے،، کثرت عبادت اور کثرت استغفار کے حکم کی تعمیل جس کوشش
سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اوسکا حال ان حدیثوں سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے آگے فرمایا کہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ اور خیبر وغیرہ
کا سامان اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست مدد سے اسلئے کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے احسان کو پورا کر دے اور ان فتوحات کے سبب سے مخالف لوگوں کی
شرارت کم ہو کر اللہ کے دین پر تمہاری اور مسلمانوں کی ثابت قدمی بڑھ جاوے پھر فرمایا اس صلح کی بعض شرطوں کو اگرچہ مسلمان مضر جانکر اونہیں
نہیں ماننا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اونکے دلوں میں ایسا تحمل پیدا کر دیا جس سے اون شرطوں کو اونہوں نے مان لیا اور جب اللہ تعالیٰ کے
علم غیب کے موافق اون شرطوں کے فائدے اونکو نظر آئے تو اللہ کی قدرت پر ان کا ایمان بڑھ گیا،، پھر فرمایا اللہ کے حکم میں تو آسمان اور

زمین میں کے ایسے لشکر ہیں کہ پچھلی امتوں کی طرح ان مخالف اسلام لوگوں کو جسطرح چاہے ہلاک کر دے لیکن علم الٰہی میں یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ فرمانبردار لوگوں کو دین کی لڑائی کے سبب سے بڑا اجر ملنے والا ہے اسلئے اوسنے اپنی حکمت کے موافق صلح کی جگہہ اور لڑائی کی جگہہ سب باتیں مقرر کر دی ہیں جنکی ہدایت اللہ کے رسول کی معرفت فرمانبردار لوگوں کو پہونچتی ہے اور اوس ہدایت پر چلنا عین فرمانبرداری ہے اور فرمانبردار مرد اور عورتوں کا بدلہ اونکے گناہوں کو معاف کر کے جنت میں داخل کر دینا ہے جو نیک لوگوں کی دنیا میں پیدا ہونے کا بڑا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اون لوگوں کے لئے یہی بڑی کامیابی ہے ،، پھر فرمایا جسطرح فرمانبرداری نیک لوگوں کے جنت میں جانے کا سبب ہے اسطرح کفر اور نفاق اللہ کے غصہ اور اوسکی رحمت سے دور ہونے اور دوزخ میں جانے کا سبب ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے اور یہ لوگ تو اللہ کے رسول اور مسلمانوں کے حق میں برائی سوچتے تھے کہ یہ حدیبیہ کے سفر سے صحیح وسلامت اولٹے نہ پھریں گے لیکن اوس برائی نے ان ہی لوگوں کو دنیا اور عقبےٰ کے چکر میں ڈال دیا دنیا میں تو یہ لوگ مسلمانوں کی ترقی دیکھہ کر جلتے رہیں گے اور عقبےٰ میں انکا انجام وہی ہوگا جو بیان کیا گیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان بردار بندوں سے بدلہ لینے میں بڑا زبردست ہے اور اوسکے لشکر بھی طرح طرح کے ہیں وہ چاہتا تو ان کافروں اور منافقوں سے اتبک بدلہ لے لیتا لیکن اوسنے اپنی حکمت سے ہر کام کا وقت مقرر کر رکھا ہے وقت مقررہ پر یہ لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاویں گے ،، قیامت کے دن تمام رسولوں سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے جو اپنی امتوں کو اللہ کے احکام سنائے تھے تو کتنے آدمیوں نے اون احکام کو مانا اور کتنے آدمیوں نے نہیں مانا چنانچہ اسکا ذکر سورہ اعراف میں گذر چکا ہے اسیکو فرمایا انا ارسلناک شاہدا ،، مبشرا کے معنے فرمانبردار لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والا ،، نذیرا کے معنے نافرمان لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا پھر فرمایا یہ خوشخبری اور ڈرانا اسلئے ہے کہ لوگ اللہ اور رسول کی باتوں کو دلی یقین سے مانیں اور رسول کی مدد اور توقیر میں اور اللہ کی عبادت میں لگے رہیں ،، اب بیعت رضوان کا اوپر ذکر تھا آگے اوس بیعت کا ذکر فرمایا اور اللہ کے رسول جو کام کرتے تھے وہ اللہ کے حکم کے موافق ہوتا تھا اسواسطے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے رسول سے بیعت کر رہے ہیں اونکی بیعت گویا اللہ سے ہے پھر فرمایا جو کوئی اس بیعت کے معاہدہ کو توڑے گا اوسکا وبال اوسی پر پڑیگا اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا تو اوسکو اللہ تعالیٰ بڑا اجر دیگا ،، جن مفسروں نے اپنی تفسیروں کی بنیاد سلف کے اقوال پر رکھی ہے وہ ید اللہ کی تفسیر اللہ کے علم پر سونپتے ہیں اور بلا مشابہت مخلوقات کے اسطرح کی آیتوں کے ظاہری معنوں پر ایمان لاتے ہیں ،،،

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا

اب کہیں گے تجھکو پیچھے رہنے والے گنوار ہم لگے رہ گئے اپنے مالوں میں اور گھروں میں سو ہمارا گناہ بخشوا

يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ

کہتے ہیں اپنی زبان سے جو نہیں انکے دل میں تو کہہ کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تمپر تکلیف یا چاہے تمہارا

ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ

فائدہ بلکہ اللہ ہے تمہارے کام سے خبردار کوئی نہیں تمنے خیال کیا کہ پھر نہ آویگا

منزل ۷

الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ

رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی اور بھلا نظر آیا تمہارے دل میں یہ اور اٹکل کی تم نے بری اٹکلیں

وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝ وَلِلَّهِ

اور تم لوگ تھے کھپنے والے اور جو کوئی یقین نہ لاوے اللہ پر اور اسکے رسول پر تو ہمنے رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ اور اللہ

مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

کا ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا بخشے جسکو چاہے اور مارے جسکو چاہے اور ہے بخشنے والا مہربان

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ

اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے جب تم چلوگے غنیمتیں لینے کو چھوڑو ہم چلیں تمہارے ساتھ چاہتے ہیں کہ بدلیں

أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ بَلْ

اللہ کا کہا تو کہہ تم ہمارے ساتھ نہ چلوگے یوں ہی کہدیا اللہ نے پہلے سے پھر اب کہیں گے نہیں

تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ

تم جلتے ہو ہمارے بھلے سے کوئی نہیں پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا کہدے پیچھے رہگئے گنواروں کو آگے تم کو بلاوینگے

إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِن تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا

ایک لوگوں پر بڑے سخت لڑنے والے تم ان سے لڑوگے یا وہ مسلمان ہونگے پھر اگر تم حکم مانوگے دیگا تمکو اللہ نیگ اچھا

حَسَنًا وَإِن تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

اور اگر پلٹ جاؤگے جیسے پلٹ گئے پہلی بار مار دے گا تمکو ایک دکھ کی مار

منزل ۷

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی نیت سے مکہ کا ارادہ کیا تو جو لوگ ظاہر میں طرح طرح کے عذر کرکے اس سفر میں آنحضرت کے ساتھ نہیں گئے تھے اور اصل میں اونکے دل میں یہ ڈر تھا کہ قریش سے لڑائی ہوگی اور مفت مارے جاویں گے اب صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت کے مدینہ واپس ہوتے وقت راستہ میں جب یہ سورۃ نازل ہوئی اور اون لوگوں کے منصوبے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں ظاہر فرماکر اون لوگوں کو رسوا اور فضیحت کیا اور جو لوگ آنحضرت کے ساتھ حدیبیہ کو گئے تھے اونکو فتح خیبر اور غنیمت کے مال کی خوشخبری دی تو آنحضرت کے مدینہ میں تشریف لانے اور اس سورۃ کی آیتیں سننے کے بعد کچھ اپنی رسوائی رفع کرنے کی غرض سے اور کچھ غنیمت کے مال کے لالچ سے اس حدیبیہ کے سفر میں نہ جانے والوں نے یہ چاہا کہ وہ بھی خیبر کی لڑائی میں آنحضرت کے ساتھ جاویں اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ لوگ کلام الٰہی کو بدلنا چاہتے ہیں پہلے اس سورہ کی آیتوں میں یہ قرار پاچکا ہے کہ خیبر کی لڑائی میں فقط وہی لوگ جاویں گے جو حدیبیہ کے سفر میں اللہ کے رسول کے ساتھ تھے یہی تفسیر ان آیتوں کی صحیح ہے تفسیر ابن زید وغیرہ میں کلام الٰہی سے سورہ برأت کی آیۃ لن تخرجوا معی ابدا جو مراد لی ہے اوس تفسیر پر حافظ ابوجعفر ابن جریر اور اور مفسرین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ قصہ جنگ تبوک کا ہے اور جنگ تبوک فتح خیبر اور فتح مکہ سے تخمیناً ڈیڑھ برس بعد کا قصہ ہے مابعد کا قصہ ماقبل کی آیۃ کی تفسیر کیونکر قرار

پاسکتا ہے یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ عذر کرانکے گھربار بال بچوں کا سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا اس مجبوری سے یہ لوگ حدیبیہ کے سفر میں نہیں گئے یہ عذر بالکل جھوٹا ہے کیونکہ اگر یہ عذر سچا ہوتا تو یہ لوگ لوٹ کے مال کے لالچ سے خیبر کے سفر کے لئے کسطرح طیار ہو گئے ،، یہ بھی فرمایا ہے رسول اللہ کے ان لوگوں سے کہدیا جاوے کہ آسمان و زمین میں سب جگہ اللہ ہی کی حکومت ہے حدیبیہ کے سفر سے بچ کر تم اوسکی حکومت سے باہر نہیں ہو سکتے جب تم گھر میں بیٹھے ہو اوسوقت بھی تمہارا نفع و نقصان اوسیکے اختیار میں ہے لیکن وہ غفور رحیم ہے جلدی سے کسیکو نقصان نہیں پہونچاتا ہاں ایسے لوگوں کی سزا اوسنے دوزخ کی دہکتی آگ ٹھہرا رکھی ہے ان آیتوں میں یہ جو فرمایا کہ ان ڈرپوک لوگوں کو ایسا ہی لڑنے کا شوق ہے تو آیندہ انکو ایک سخت لڑائی والے قوم سے لڑنا پڑیگا اگرچہ مفسرین نے اس سخت لڑائی والی قوم کی تفسیر میں بڑا اختلاف کیا ہے لیکن علی بن طلحہ کی سند سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی جو تفسیر ہے اوسمیں اس قوم سے مراد فارس کے لوگ ہیں جن سے حضرت عمر علیہ السلام کے زمانہ میں اور کچھ حضرت عثمان علیہ السلام کے زمانہ میں لڑائی ہوئی یہ تفسیر بہت صحیح ہے کیونکہ علی بن طلحہ کی سند کی قوت و صحت اوپر بیان ہو چکی ہے ، آخر کو فرمایا کہ اگر اوس فارس کی لڑائی میں اون لوگوں نے پہلوتہی کی تو سخت عذاب میں پکڑے جاوینگے ، حضرت عمر علیہ السلام اور عثمان علیہ السلام کے زمانہ میں کثرت سے فتوحات ہوئیں اور اطراف مدینہ کے لوگ اسواسطے ان لڑائیوں میں جانے سے پہلوتہی نہیں کرسکے کہ حضرت عمر علیہ السلام کے زمانہ سے تمام لشکر اسلام کے لوگوں کے نام کی فہرست لکھی جانی شروع ہو گئی ،، معتبر سند سے مسند امام احمد اور نسائی میں براؓ بن العازب سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ احزاب کی لڑائی کے وقت مسلمانوں کی تسکین کے لئے فتوحات اسلام کے ذکر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ملک شام یمن اور فارس کی کنجیاں مجھکو مل گئیں ہیں اس حدیث کو آیتوں کی ساتھ ملانے سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ جو ملک صحابہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اللہ تعالیٰ نے اوسکا حال اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی سے بتلا دیا تھا ،،

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَ

اندھے پر تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور

رَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا

اسکے رسول کا اسکو داخل کریگا باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں ندیاں اور جو کوئی پلٹ جاوے اسکو مار دے دکھ کی مار

اوپر بناوٹی عذر والوں کا ذکر تھا اس آیتہ میں اون لوگوں کا ذکر فرمایا جو حقیقت میں جائز عذر ہیں جیسے اندھے لنگڑے اور بیمار کہ ان لوگوں کو دین کی لڑائی چھوڑ کر گھر میں بیٹھ رہنا جائز ہے ، بناوٹی عذر والوں کو سمجھانے کے بعد آخر کو فرمایا کہ جو کوئی اللہ اور رسول کے حکم پر چلیگا اوسکے بدلہ میں جنت پاویگا اور جو کوئی اوسکے برخلاف کریگا تو سخت عذاب بھگتیگا ،، صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور صحیح ابن حبان وغیرہ میں ابو ہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں اونمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ دوزخی شخص کے پاؤنمیں آگ کی جوتیاں پہنائی جاویں گی جس سے اوس شخص کا بھیجا پگھل کر کھوپری کھوپڑی نکلے گا اور پھر بدل دیا جاویگا ،، اس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ جب کم سے کم عذاب کا یہ حال ہے تو جس عذاب کو سخت فرمایا اوسکا کیا حال ہوگا اسواسطے صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک کی جو روایت ہے اوسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا پورا حال اگر لوگوں کو معلوم ہو جاوے تو اونکو کبھی ہنسی نہ آوے بلکہ ہر وقت وہ روتے رہیں ،،

منزل ٦

النصف

ع

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھسے اس درخت کے نیچے

ان آیتوں میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیعت کرنے والے ایمانداروں سے خوش ہوا اسواسطے اس بیعت کا نام بیعت رضوان مشہور ہے صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے یہ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جاویگا، صحیح مسلم میں جابرؓ کی دوسری روایت ہے کہ جس پیڑ کے نیچے یہ بیعت ہوئی وہ پیڑ کیکر کا تہا اس حدیث میں یہ بہی ہے کہ سوائے ایک شخص جد بن قیس انصاری کے اور سب موجودہ لوگوں نے بیعت کی یہ وہی جد بن قیس ہے جسکا ذکر سورہ توبہ میں گزر چکا کہ تبوک کے سفر میں بہی یہ شخص شریک نہیں ہوا معتبر سند سے طبقات ابن سعد میں نافع سے روایت ہے کہ عمر علیہ السلام نے اوس درخت کو اس لئے کٹوا ڈالا کہ لوگ اسکی تعظیم کرنے لگے تہے یہ ابن سعد جو تیسری صدی کے علمائے نیشاپور میں سے معتبر علماء میں ہیں

فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً

پھر جانا جو ان کے جی میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور انعام دی ان پر ایک فتح نزدیک اور غنیمتیں جو ان کو

یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا

ملیں گی اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

اللہ کے نزدیک اس صلح میں بڑی مصلحتیں تہیں جن مصلحتوں کے سمجہنے سے انسان کی عقل قاصر ہے علاوہ اور مصلحتوں کے یہ کتنی بڑی مصلحت تہی کہ اس صلح کی جو باتیں ظاہر میں مسلمانوں کو شاق اور گراں معلوم ہوئیں آخر کو انجام اون باتوں کا مسلمانوں کے حق میں بہت اچہا ہوا چنانچہ صلح حدیبیہ کی یہ شرط کہ جو شخص مشرکوں کی طرف سے صلح کی مدت کے اندر مسلمان ہوکر مسلمانوں کی طرف چلا آویگا وہ مشرکوں کے حوالہ کردیا جاویگا ایک بڑی سخت اور ناگوار شرط مسلمانوں کو معلوم ہوتی تہی اور اس شرط کے موافق ابوجندل اور ابوبصیر کا مشرکوں کے حوالہ کرنا مسلمانوں کو ابتدا میں شاق گذرا لیکن جب ابوبصیر اور ابوجندل نے کچہ لوگ جمع کرکے مکہ اور شام کے راستہ میں ایک جنگل میں اپنا مقام ٹہرالیا اور قریش کے ملک شام جانے آنے والے قافلہ کو لوٹنا شروع کیا تو قریش بہت تنگ ہوئے اور ایک مدت تک اونکی تجارت بند ہوگئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جسطرح ابتدا میں مسلمان اپنے حق میں اس شرط کو سخت گنتے تہے اسیطرح قریش نے اپنے حق میں اس شرط کو سخت اور مضر گنا اور بڑی منت سے اس شرط کو منسوخ کیا اسیطرح اس صلح کی اور مصلحتیں بہی ہیں جنکی تفصیل حدیث کی کتابوں میں ہے انہیں مصلحتوں میں سے ایک یہ مصلحت تہی کہ اس صلح کے سفر میں بیعت رضوان کا وقوع پیش آیا جس بیعت سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا اور اللہ کے رسول نے بیعت کرنے والے لوگوں کو جنتی فرمایا، صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہمیشہ آدمی کے دل پر رہتی ہے اگر خالص دل سے نیک کام کیا جاوے تو وہ قابل اجر ٹہرتا ہے ورنہ نہیں، اس حدیث کو آیت کے ساتھ ملانے سے یہ تفسیر قرار پائی کہ بیعت کرنے والوں کے دلوں میں خالص دین کی مدد کا جوش تہا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اونکی یہ مدد کی کہ انکے دلوں میں تحمل پیدا کردیا جس سے وہ خلاف طبیعت شرائط صلح پر راضی ہوگئے اور اونکو اس صلح میں کچہ مال نہیں ملا تہا اسلئے اوسکے معاوضہ میں خیبر کی فتح ہوجانے اور وہاں سے بہت سا لوٹ کا مال آنیکی تدبیر نکالدی، آخر کو فرمایا اللہ اپنی حکمت اور تدبیر میں ایسا زبردست ہے جس سے تمام جہان کا کام چلتا ہے اور کوئی اوسکی تدبیر کے برخلاف کچہ کام نہیں کرسکتا۔

منزل ۷

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ

وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے بہت غنیمتون کا تم ان کو لوگے سو شتاب ملادے تمکو یہ اور روکے لوگون کے ہاتھ تم سے اور تا

اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ○ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ

نمونہ ہو مسلمانون کے واسطے اور چلادے تمکو سیدہی راہ اور ایک فتح جو تمہارے بس مین نہ آئے وہ اللہ کے قابو

بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ○ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ

مین ہے اور ہے اللہ ہر چیز کر سکتا اور اگر لڑتے تم سے کافر تو پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ○ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ○

نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی رسم بدلتی

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ

اور وہی ہے جس نے روک رکھے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے بیچ شہر مکے کے پیچھے اس سے کہ تمہارے ہاتھ لگادئے

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ○ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ

اور ہے اللہ جو کرتے ہو دیکھتا وہی ہین جنہون نے انکار کیا اور روکا تمکو ادب والی مسجد سے اور

الْهَدْيَ مَعْكُوفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ

نیاز کی قربانی کو بند پڑے نہ پہنچے اپنی جگہ تک اور اگر نہ ہوتے کتنے مرد ایمان والے اور کتنی عورتین ایمان والیان جو تمکو

اَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ۚ

معلوم نہین یہ خطرہ کہ ان کو پیس ڈالتے تم پر خرابی پڑتی بیخبری سے کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی مہر مین جسکو چاہے

لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيمًا ○ اِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ

اگر وہ لوگ ایک طرف ہوجاتے تو آفت ڈالتے ہم منکرون پر دکھ کی مار جب رکھی منکرون نے اپنے دل مین کد

الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهٗ عَلٰى رَسُولِهٖ وَعَلَى

نادانی کی ضد پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا چین اپنے رسول پر اور

الْمُؤْمِنِينَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۚ وَ

مسلمانون پر اور لگا رکھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اسکے لائق اور اس کام کے اور

كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○

ہے اللہ ہر چیز سے خبردار

منزل ۶

و پر ذکر تھا کہ جن لوگون نے بیعت رضوان خالص دل سے کی ہے اللہ اون سے خوش ہے اور اس نیک نیتی کے کام پر اللہ تعالیٰ نے

انکو خیبر کی فتح انعام کے طور پر عنایت کی اور یہ حکم دیا کہ اس فتح کے غنیمت کے مال مین سوائے ان بیعت والے لوگون کے اور کسی
اور کسی دوسرے کا حصہ نہین ان آیتون مین فرمایا جن فتوحات اور غنیمت کے بہت سے مال کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اوس عدہ
مین سے فتح خیبر اور وہان کا غنیمت کا مال ایک فوری انعام ہے اسکے بعد رفتہ رفتہ اور فتوحات کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیئے
اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اسکے بعد اللہ کے رسول اور خلفا کے زمانہ مین بہت سی فتوحات ہوئین جنکا ذکر حدیث اور تاریخ
کی کتابون مین تفصیل سے ہے۔ جسوقت مسلمانون کا لشکر خیبر کی چڑھائی پر تھا اوسوقت مین اسد اور غطفان قبیلہ کے لوگون نے
یہ ارادہ کیا تھا کہ مسلمانون کے اہل وعیال پر حملہ کر کے ان کا مال لوٹ لیا جاوے مگر اللہ تعالیٰ نے انکے دلون مین ایسا رعب پیدا
کر دیا جس سے انکے دلون مین اس ارادہ کے پورا کرنے کی جرأت باقی نہین رہی۔ اسی کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگون کے دست درازی
روک دی تاکہ مسلمانون کو یہ نمونہ ہو جاوے کہ دین کی لڑائی پر جو لوگ جاتے ہین انکے اہل وعیال کا اللہ نگہبان ہے اسی نمونہ کے دیکھ
لینے کے بعد وہ دین کی باتون پر ثابت قدم ہو جاوین۔ مسلمان جب عمرہ کی نیت سے مکہ گئے اور مشرکین مکہ نے اونکو روکا اور انکا
روکنا چل بھی گیا اس سے مسلمانون کی نظر مین فتح مکہ ایک دشوار چیز معلوم ہوتی تھی اسواسطے تمام فتوحات کے ذکر کے بعد خاص
فتح مکہ کا یون ذکر فرمایا کہ جو فتح تم لوگون کے بس کی نہین ہے وہ اللہ کی قدرت سے باہر نہین ہے پھر فرمایا مسلمانون کے اس سفر مین
اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلح مناسب تھی اگر یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نہ ٹھہری ہوتی کہ اس سفر مین لڑائی نہ ہوگی اور یہ مشرک
لڑائی کا قصد کرتے تو ضرور ایسے بھاگتے کہ اونکا مددگار اور حمایتی کوئی پیدا نہ ہوتا کیونکہ نیکون کی جزا اور بدیون کی سزا ایک دستور الٰہی
ہے جو پلٹ نہین سکتا صحیح مسلم مین انس بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مسلمان لوگ بیعت مین مصروف تھے
تو مشرکین مکہ کے مین کر اسی آدمی مسلمانون کے لشکر مین گھس آئے اگرچہ اونکا ارادہ حملہ کرنے کا تھا مگر مسلمانون نے زندہ گرفتار کر لیا
اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا قصور معاف کر کے اونکو چھوڑ دیا۔ آخری آیت مین اسی قصہ کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا
اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق فتوحات تو ضرور ظہور مین آوین گی مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نیک و بد سب کے عمل اللہ کی نگاہ مین
ہین فتوحات کے خوشحالی کے بعد ایسے کام نہین کرنے چاہیئن جس سے ناشکری پائی جاوے ورنہ پھر یہ فتحمندی باقی نہ رہیگی
صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عمرو بن عوف انصاری رضؓ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھکو اپنی امت کی تنگدستی کے زمانہ کا کچھ خوف نہین ہے خوف تو اسی زمانہ کا ہے جب پہلی امتون کی طرح اون دنیا کی بہبودی زیادہ
ہو جاویگی جس سے پہلے لوگون کی طرح اون مین ناشکری کی باتین پھیل جاوینگی جو اون کی ہلاکت کی نشانی ہے اس حدیث کو
آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق فتوحات اور غنیمت کے مال سے
امت محمدیہ کو مالا مال کر دیا لیکن اس خوشحالی کے زمانہ مین آہستہ آہستہ لوگون مین وہی ناشکری کی باتین پھیل گئین جن کا اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا۔ شروع اس اندیشہ کا حضرت عثمانؓ کی خلافت سے ہوا ایک ذرا سی بات مین لوگون نے خلیفہ
عثمانؓ کو شہید کر ڈالا حضرت عثمانؓ کی شہادت کا قصہ کا حاصل یہ ہے کہ عثمانؓ نے عبداللہ بن ابی سرح اپنے دودھ کے بھائی کو

مصر کا حکم کر دیا تھا۔ عبد اللہ نے مصر کے لوگوں پر جب بہت ظلم کرنا شروع کیا اور مصر کے لوگ عثمانؓ کے پاس عبد اللہ کے ظلم کی فریاد کو آئے تو حضرت علی کے مشورہ سے حضرت عثمان نے عبد اللہ کو معزول کر کے اوسکی جگہ محمد بن عبد الرحمن حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے کو مامور کر دیا۔ یہ لوگ محمد بن عبد الرحمن کی ماموری کا حکم لیکر جب مصر کو جا رہے تھے اور محمد بن عبد الرحمن ان لوگوں کے ساتھ تھے تو اونھوں نے حضرت عثمانؓ کے غلام کو حضرت عثمانؓ کے اونٹ پر سوار مصر کی طرف گھبرایا ہوا جاتے ہوئے دیکھا اوس غلام کو گھبرایا ہوا دیکھکر اون لوگوں نے اوس سے پوچھا تو کس کام کو مصر جا رہا ہے تو اوسنے کہا خلیفہ نے مجھکو مصر کے حاکم کے پاس بھیجا ہے۔ اون لوگوں نے پوچھا تیرے پاس خلیفہ کا کوئی خط ہے تو اوسنے انکار کیا اسپر ان لوگوں نے اوس کی تلاشی لی تو حضرت عثمانؓ کا مہری خط عبد اللہ بن ابی سرح کے نام کا نکلا جسکا مضمون یہ تھا کہ محمد بن عبد الرحمن اور اوسکے ساتھیوں کو کسی حیلہ سے قتل کر دیا جاوے اور تا حکم ثانی عبد اللہ مصر کا حاکم رہے۔ اس خط کو دیکھ کر یہ لوگ مصر میں نہیں گئے بلکہ مدینہ کو واپس آئے اور اوس خط کا حال حضرت عثمانؓ سے جب بیان کیا گیا تو اونھوں نے قسم کھا کر اس خط کے لکھنے سے انکار کیا۔ پھر زیادہ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ خط حضرت عثمان کے چچازاد بھائی مروان بن حکم نے لکھا تھا اور حضرت عثمان کی مہر کسی طرح اوس خط پر کر کے حضرت عثمان کے غلام کو اونکے اونٹ پر بٹھا کر اوس غلام کے ہاتھ یہ خط عبد اللہ بن سرح کے پاس مصر بھیجا تھا اس دریافت کے بعد مروان کے مخالف لوگ حضرت عثمان سے مروان کو مانگتے تھے اور حضرت عثمانؓ مروان کو ان لوگوں کے حوالہ میں دینے سے تامل کر رہے تھے کہ اتنے میں نامعلوم دو شخص حضرت عثمان کے پڑوس کی دیوار پر سے حضرت عثمان کے گھر میں کود کے اور حضرت عثمان کو شہید کر ڈالا۔ یہ دونوں شخص غیر رستہ سے اسواسطے گئے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمان کے گھر کے دروازہ پر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو کھڑا کر دیا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ حضرت عثمان کے گھر کے اندر کوئی نہ جاوے حضرت علی کے فرمانے سے حضرت امام حسن اور امام حسین ہتھیار لگائے وہاں کھڑے تھے۔ یہ عبد اللہ بن ابی سرح وہی شخص ہے جسکے مار ڈالنے کا حکم فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول نے دیا تھا اور حضرت عثمان کی سفارش سے اسکی جان بخشی ہوئی تھی۔ یہ ذکر پہلے ایک جگہ تفصیل سے گزر چکا ہے حدیبیہ کے سفر سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب دیکھا کہ آپ مع صحابہ کے امن سے مکہ گئے ہیں اور عمرہ کی باتیں ادا کر رہے ہیں۔ نبوت سے پہلے بھی اللہ کے رسول کے خواب کی تعبیر جلدی ظاہر ہو جایا کرتی تھی چنانچہ صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جس طرح ہر رات کے بعد صبح ہوتی ہے اسی طرح اللہ کے رسول کے ہر ایک خواب کے بعد تعبیر کا حال تھا حاصل کلام یہ ہے کہ اور خوابوں کی جلدی اور یقینی تعبیروں کی طرح اس خواب کی تعبیر کو خیال کیا اور چودہ سو صحابہ کو ساتھ لیکر اللہ کے رسول نے مکہ کا قصد کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں برس دن کے بعد اس خواب کی تعبیر کا ظہور ہونے والا تھا اسلئے مکہ کے اندر اس سال جانا نہیں ہوا مکہ کے قریب حدیبیہ نام کی ایک بستی ہے وہاں مشرکوں نے اہل اسلام کے اس عمرہ کے قافلہ کو روکا اور بہت جھگڑے کے بعد اگلے سال عمرہ کرنے اور دس برس تک لڑائی کے موقوف رہنے پر صلح ہوئی اس کا ذکر ان آیتوں میں ہے کہ یہ مشرکین مکہ اپنے آپکو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کہتے ہیں اتنا نہیں جانتے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ غیب سے لوگوں کے دلوں میں کعبہ

کی زیارت کا شوق پیدا ہو جاوے اور یہ نسل ابراہیمی کہلا کر لوگونکو اس زیارت سے اور قربانی کے جانوروں کو منے کے جانے سے روکتے ہیں۔ پہر فرمایا کہ کچھ چھپے ہوئے مسلمان مرد و عورت نہین نہ ہوتے اور کچھ نئے لوگون کا رحمت آلہی سے داخل اسلام ہونا اللہ کے علم غیب میں نہ ٹھہر چکا ہوتا تو بدر کی لڑائی کی طرح اللہ تعالی مسلمانون کو ایسی مدد دیتا کہ وہ لشکر مکہ کو تہ و بالا کر دیتے لیکن اللہ تعالی کو یہ منظور تھا کہ اسوقت صلح ہو کر صلح کے زمانہ مین کمزور چھپے ہوئے مسلمان مدینہ مین آن سے آن ملیں اور جو نئے مسلمان ہونے والے ہیں وہ مسلمان ہو جاوین اسلئے اگرچہ ان مشرکین مکہ نے صلح کے وقت ضد کی باتین کین لیکن اللہ تعالی نے مسلمانون کے دلون مین وہ تحمل پیدا کر دیا جس سے اونھون نے مشرکون کی ضد کی باتون کی برداشت کی اور آخر صلح ہو گئی۔ ضد کی باتین مثلاً صلح نامہ مین بسم اللہ کا اور محمد کے نام کے ساتھ لفظ رسول کا نہ لکھنے دینا پہر فرمایا مسلمانون کی بردباری کی باتین اور مشرکون کی ضد کی باتین اللہ کو سب معلوم ہیں جزا و سزا کے وقت پہر ایسا کا فیصلہ ہو جاویگا۔ صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے جو روایتین ہین اُنمین اس حدیبیہ کی تفصیل زیادہ ہے اور وہی روایتین ان آیتون کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا زہری نے کلمۃ التقوی کی تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم قرار دی ہے حاصل مطلب اس تفسیر کا یہ ہے کہ مسلمانون نے صلح نامہ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرنا چاہا لیکن مشرکین مکہ ضد سے اسپر رضامند نہین ہوئے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ

اللہ نے سچ کر دکھایا اپنے رسول کو خواب تحقیق تم داخل ہو رہو گے ادب والی مسجد مین اگر اللہ نے

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ

چاہا چین سے بال مونڈتے اپنے سرون کے اور کترتے بے خطرہ پہر جانا جو تم نہین جانتے پہر ٹھیرا دی اس سے ورے

فَتْحًا قَرِيْبًا ۞ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ

ایک فتح نزدیک وہی ہے جنے بھیجا اپنا رسول راہ پر اور سچے دین پر کہ اوپر رکھے اسکو ہر دین سے

كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۞

اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا

اللہ کے رسول کے جس خواب کا ذکر اوپر گزرا جب حدیبیہ پر اسلامی قافلہ کے روکے جانے سے اس حدیبیہ کے سفر مین اوس خواب کی تعبیر ظہور مین نہین آئی تو اوس خواب کے باب مین منافق طرح طرح کی باتین بناتے تھے اوسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا اللہ تعالی نے اپنے رسول کو یہ سچا خواب دکھایا ہے کہ تم مسلمان لوگ مسجد حرام مین امن و امان سے جاؤگے اور عمرہ کی سب باتون سے فارغ ہو کر احرام کی حالت سے باہر آنے کے لئے کوئی سر منڈائیگا اور کوئی بال کترائیگا۔ اس خواب کی تعبیر اگلے سال تک ملتوی رکھکر اس سال اللہ تعالی نے صلح جو کرا دی ہے جو فتح مکہ کا گویا پیش خیمہ ہے اس صلح کی مصلحت اللہ کو خوب معلوم ہے تمکو معلوم نہین پہر فرمایا اس بات کا اللہ گواہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہین اور دین محمدی کو اللہ تعالی پچھلے سب دینوں پر غالب کریگا

نعلم بالم تعلمو کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جب کمزور چھپے ہوئے مسلمان مدینہ میں امن سے آبیٹھیں گے اور مشرکین مکہ میں سے جو لوگ نئے مسلمان ہونے والے ہیں وہ مسلمان ہو جاویں گے اُسوقت اس خواب کی پوری تعبیر ظہور میں آویگی اُسوقت تک اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق یہی بات ظہور میں آنیوالی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے صلح کرا دی۔ یہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ اس صلح کے شرائط میں فتور پڑ جانے سے اللہ کے حکم سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی مدت کے اندر مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ کو فتح کر لیا اسی سبب سے صلح کو فتح فرمایا یہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ محمد کے نام کے ساتھ لفظ رسول لکھنے پر مشرکین مکہ نے بہت شور مچایا اسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے حق میں فرمایا کہ انکے رسول ہونے کا اللہ گواہ ہے اور پھر اس گواہی کی یہ نشانی بیان فرمائی کہ مدد غیبی سے اللہ تعالیٰ دین محمدی کو بہت پھیلاوے گا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور معجزوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کا معجزہ مجھکو ایسا دیا ہے جس سے مجھکو امید ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے نیک لوگوں کی تعداد اور امتوں کے نیک لوگوں کی تعداد سے زیادہ ہوگی اس حدیث کو لیظہرہ علی الدین کلہ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اور آسمانی کتابوں کی ہدایت کی باتیں بھی قرآن شریف میں ہیں اور نئی باتیں بھی ہیں اس لئے اور آسمانی کتابوں کو قرآن نے منسوخ کر دیا کیونکہ اکیلے قرآن کی ہدایت کے غلبہ سے قیامت کے دن قرآن کے پیرو اور آسمانی کتابوں کے زیادہ ہوں گے اس واسطے قرآن ہی پہلی کتابوں پر غالب ٹھہرا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ

محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ اسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے انکو رکوع میں اور سجدے میں

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ

اللہ کا فضل اور اسکی خوشی نشان ان کا ان کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ کہاوت ہے انکی توریت میں

وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ

اور کہاوت ہے انکی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی

الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۠

نال پر خوش لگتا کھیتی والوں کو تا جلا دے انسے جی کافروں کا وعدہ دیا ہے اللہ نے ان میں سے جو یقین لاتے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے

اوپر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی رسالت کو اپنی گواہی سے ثابت کر کے ان آیتوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بتلایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جن رسول کی رسالت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی گواہی سے ثابت کیا ہے انکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے صحابیوں کے اوصاف بیان فرمائے کہ وہ آپس میں تو بڑی نرم دلی سے رہتے ہیں اور جوش اسلام کے سبب سے منکر شریعت لوگوں کے ساتھ زور آوری سے پیش آتے ہیں اکثر اللہ کی عبادت میں

لگے رہتے ہیں اور انکی وہ عبادت عقبے کے اجر اور اللہ تعالی کی رضامندی کی نیت سے ہوتی ہے دنیا کے دکھاوے کا اوس مین کچھ دخل
نہین ہوتا کثرت عبادت سے اونکے چہرون پر نور برستا ہے علاوہ قرآن کے ان لوگون کے اوصاف توراۃ اور انجیل مین بھی بیان
کیے گئے ہیں سورہ اعراف مین گزر چکا ہے کہ جب موسے علیہ السلام کو توراۃ ملی تو اوس مین موسے علیہ السلام نے بہت سے اوصاف
امت محمدیہ کے لکھے ہوئے پائے متی اور لوقا کی انجیل مین اسی کھیتی کی مثال کا اسی طرح ذکر ہے جس طرح اس آیۃ مین ہے حاصل مطلب اس
مثال کا یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کے درخت شروع مین کم زور رہتے ہین پھر زور پکڑ جاتے ہین یہی حال خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
کا ہے کہ ہجرت سے پہلے بالکل کمزور تھے پھر ہجرت کے بعد اللہ نے اونکو زور آور کر دیا تھا کہ مخالف لوگ اون کا زور دیکھکر جل جاوین۔ آخر
کو فرمایا ان مین سے جو لوگ ایمانداری اور نیک عملی پر قائم رہین گے انکے گناہ معاف ہو جاوینگے اور انکی نیکیون کا بڑا اجر ملیگا صحیح بخاری
مین اسمارؓ بنت ابی بکر صدیق سے اور مسند امام احمد مستدرک حاکم وغیرہ مین عبد اللہ بن زبیر سے جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ حضرت
ابوبکر صدیق کی طلاق دی ہوئی بیوی قیلہ شرک کی حالت مین اپنی بیٹی اسمار کے پاس مکہ سے مدینہ ملنے آئین اور کچھ تحفہ بھی اپنے ساتھ
لائین لیکن اسمانے نہ اپنی مشرک ماں کو گھر مین آنے دیا نہ اپنی ماں کا تحفہ لیا۔ آیۃ مین یہ جو ذکر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابا جوش اسلام کے سبب سے منکر شریعت لوگون کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہین ان روایتون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ
مین آسکتا ہے کہ مرد صحابا تو درکنار صحابیہ عورتون کو بھی یہان تک جوش اسلام تھا کہ اسمار اپنی مشرک ماں سے نہین ملین۔ صحیح بخاری و مسلم
مین ابوہریرہؓ سے اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر سے بعضے مرتد
صحابہ کو فرشتے کھینچ کر دوزخ مین لیجاوینگے۔ آیۃ مین اللہ تعالی نے سب صحابہ سے اجر عظیم کا وعدہ جو نہین فرمایا حدیثین گویا اسکی تفسیر ہین جنکا
حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم غیب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعضے صحابہ کا اسلام پر قائم نہ رہنا ٹھہر چکا تھا۔ صحیح
بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی اوپر گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے فرمایا جنتی لوگون کے لئے جنت مین وہ
نعمتین پیدا کی گئین ہین کہ جو نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل مین انکا خیال آسکتا ہے۔ آیۃ مین جنت
کو اجر عظیم جو فرمایا یہ حدیث قدسی گویا اسکی تفسیر ہے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اسکے رسول سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہی جانتا اے ایمان

اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

والو اونچی نکرو آوازین نبی کی آواز سے اور اس سے نہ بولو کھڑک کر جیسے کھڑکتے ہو ایک دوسرے پر

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

کہیں اکارت نہ ہو جاویں تمہارے کئے اور تمکو خبر نہ ہو — جو لوگ دبی آواز بولتے ہیں — رسول اللہ کے پاس

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

وہی ہیں جنکے دل جانچے ہیں اللہ نے ادب کے واسطے ان کو معافی ہے اور نیگ بڑا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق یہ سورہ مدنی ہے۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن زبیر کی روایۃ ہے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ بنی تمیم مین کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے ان لوگون میں سے حضرت ابوبکر صدیق نے ایک شخص کو قوم کا سردار ہونے کے قابل خیال کیا اور حضرت عمرؓ نے دوسرے شخص کو اس بحث میں یہ دونون صاحب بلند آواز سے چیخ چیخ کر باتین کرنے لگے اوس پر اللہ تعالے نے یہ آیتین نازل فرمایئن اور فرمایا اے ایماندار لوگو جس طرح اللہ اور رسول کے حکم سے پہلے بنی تمیم مین کسی شخص کو سردار ٹھہرانے کی پیشقدمی کی گئی اور جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین عام مجلسون کی شان کے موافق چیخ چیخ کر باتین ہوئین یہ اللہ کو پسند نہین اللہ تعالی سب کی باتین سنتا جانتا ہے اس لئے ایسی باتین موہنہ سے نکالتے وقت اللہ سے ڈرنا چاہیے اور یہہ سمجھنا چاہیے کہ دین کے تمام احکام امت کے لوگو نکو اللہ کے رسول کی معرفت پہونچے ہین جسکے سبب سے امت کے لوگو نکو اللہ کے رسول کی بہت بڑی توقیر لازم ہے جو شخص اس توقیر مین خلل ڈالے گا اوسکی بیخبری مین ایسے شخص کے نیک عمل رائگان ہو جاوینگے کیونکہ جس شخص نے نیک عملون کے حاصل ہونے کے ذریعہ کی کچھہ قدر نہ کی اللہ تعالی ایسے شخص کے نیک عملون کی کچھہ قدر نہ کریگا پھر فرمایا جو لوگ اللہ کے رسول کی مجلس مین دبی آواز سے باتین کرتے ہین اُنکے دلون کو اللہ تعالے نے پرہیزگاری کے لئے جانچا ہے کیونکہ جن باتون کے کرنے کا حکم ہے اونکو کرنا اور جنکی مناہی ہے اون سے بچنا اسی کا نام پرہیزگاری ہے پھر فرمایا ایسے لوگون کے گناہ اللہ تعالے معاف فرماویگا اور اونکی نیکیونکا بہت بڑا اجر انکو ملے گا صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعضے وقت آدمی کے موہنہ سے کوئی ایسا کلمہ نکل جاتا ہے جس سے آدمی دوزخی قرار پاجاتا ہے اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیتون مین جس قسم کے کلمون کے زبان سے نکالنے کی مناہی ہے حدیث مین اوس قسم کے کلمون کی سزا جتلائی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا

اور جو لوگ پکارتے ہین تجکو دیوار کے باہر سے وہ اکثر عقل نہین رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے

حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

جبتک تو نکلتا ان کی طرف تو انکو بہتر تھا اور اللہ بخشتا ہے مہربان

صحیح سند سے مسند امام احمد طبرانی مین اقرع بن حابس تمیمی سے روایۃ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اقرع بن حابس اپنی قوم بنی تمیم

منزل ۶

کے کچھ لوگون کو ساتھ لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ۔ یہ لوگ مدینہ مین ایسے وقت پہونچے کہ وہ وقت اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا تھا اون لوگون نے یہ انتظار نہین کیا کہ آپ زنانہ حجرون مین سے باہر آوین حجرون کی دیوار کے پیچھے
سے آپکا نام لیکر پکارنا شروع کیا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین ان دونون آیتون کی شان نزول کی یہ حدیث براء بن عازب
کی روایت سے ترمذی مین معتبر سند سے ہے لیکن اوس مین اقرع بن حابس کا نام نہین ہے ۔ حاصل مطلب ان دونون آیتون کا یہ ہے
کہ گاؤن کے رہنے والے لوگ اکثر کم عقل ہوتے ہین اس لئے اپنی ناسمجھی سے یہ لوگ دیوار کے پیچھے سے پکارنے لگے اگر انمین
کچھ سمجھ ہوتی اور حجرہ سے باہر نکلنے تک اللہ کے رسول کا انتظار کرتے تو ان کے حق مین بہتر تھا کیونکہ اللہ کے رسول کی بے
توقیری کے الزام سے یہ لوگ بچ جاتے اب انھون نے جو کچھ کیا اگر یہ لوگ نادم ہونگے تو اللہ غفور الرحیم ہے انکے اس الزام کو معاف کردیگا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ
اے ایمان والو اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے
فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝
پھر کل کو لگو اپنے کئے پر پچتانے

مسند امام احمد طبرانی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین معتبر سند سے حارث بن ضرار خزاعی کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہماری قوم مین ولید بن عقبہ کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا قوم کے لوگ ولید کے آنیکی خبر سنکر ولید کی پیشوائی کو بستی کے باہر
نکلے تو ولید نے قوم کے اسلام سے پھر جانے کا اندیشہ کرکے مدینہ کا راستہ پکڑا اور مدینہ مین یہ خبر مشہور کردی کہ حارث کی قوم مرتد
ہوگئی ۔ حارث کہتے ہین کہ ولید کے پیچھے پیچھے مین بھی مدینہ کو آیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا اسپر اللہ تعالی
نے یہ آیۃ نازل فرمائی ۔ اور فرمایا اے ایمان والو جھوٹی سچی خبر کا حال ذرا دریافت کرلیا کرو تاکہ بے بنیاد خبر سے کسی فرمانبردار قوم
پر چڑھائی کرکے پھر پچتانا نہ پڑے ۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ
اور جان لو کہ تم مین رسول ہے اللہ کا اوراگر وہ تمہاری بات مانا کرے بہت کامون مین تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے محبت
اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
ڈالی تمہارے دل مین ایمان کی اور اچھا دکھایا اس کو تمہارے دلون مین اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور بے حکمی وہ لوگ
هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
وہی ہین نیک چال پر اللہ کے فضل سے اور احسان سے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

معتبر سند سے ترمذی مین روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابو سعید خدری اس آیۃ کو پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ
آنحضرت کی حیات کے زمانہ مین اعلی درجہ کے صحابہ کو ملا کر اللہ تعالی یہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کے رسول تم لوگون کے کہنے پر چلین گے

بڑی خرابی آجاوے اتو وہ اعلیٰ درجہ کے صحابہ بھی نہ رہے آج کل کے لوگ اگر خواہ مخواہ کلام رسول کو اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہیں تو خرابی در خرابی ہے حضرت ابو سعید خدری کے اس کلام پر ہر مسلمان کو غور کی نظر ڈالنی چاہیے کل پچاس یا ساٹھ برس کا زمانہ آنحضرت کی وفات کے بعد کا حضرت ابو سعید خدری نے پایا ہے اوس زمانہ میں انکا کلام رسول کی مخالفت یا بے توقیری کی نسبت وہ خیال تھا حال زمانہ میں جو نہ صحابہ کا زمانہ ہے نہ تابعین کا نہ تبع تابعین کا اس زمانہ مین جو کلام رسول کی کچھہ بے توقیری کیجاویگی تو اسکا انجام ظاہر ہے سورہ مومنون مین جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اوس سے حضرت ابو سعید خدری کے اس قول کی پوری تصدیق ہوتی ہے حاصل سورہ مومنون کی آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول جو کچھہ نصیحت کرتے ہین وہ سب حق ہے لیکن اکثر لوگون کو حق بات اس سبب سے کڑوی معلوم ہوتی ہے کہ وہ حق بات انکی مرضی کے مخالف ہوتی ہے اسلئے وہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کو اپنی مرضی کے موافق ہوجانا چاہتے ہین حالانکہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام ہر ایک کی مرضی کے موافق ہونے لگے تو زمین و آسمان کا انتظام بالکل بگڑ جاوے ۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى

اور اگر دو فرقے مسلمانون کے آپسمین لڑ پڑین توان مین ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھ جاوے ایک ان مین دوسرے

الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

پر تو سب لڑو اس چڑھائی والے سے جب تک پھر آوے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرواو ان مین

بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا

برابر اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوش آتے ہین انصاف والے مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملادو اپنے

بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

دو بھائیون کو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم پر رحم ہو

صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک اور اسامہ ابن زید سے روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ منافقون کے سردار عبداللہ بن ابی کے ظاہری اسلام ملانے سے پہلے ایک روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوکر عبداللہ کی ہدایت کے لئے اسکے گھر پر گئے تو عبداللہ آپکے وہان جانے سے ناخوش ہوا اور اپنی ناک پر کپڑا ڈھانک کر یہ کہنے لگا کہ آپکے خچر کی بو سے میرا دماغ پریشان ہوگیا عبداللہ کی یہ بات سنکر ایک انصاری صحابی نے عبداللہ کی اُس بات کا یہ جواب دیا کہ تیرے جسم کی بو سے اللہ کے رسول کے خچر کی بو اچھی ہے اس انصاری صحابی کے اس جواب کو سنکر بعضے انصاری صحابی عبداللہ کے طرفدار بن گئے اور بعضے اس انصاری صحابی کے اور یہان تک جھگڑا بڑھا کہ ان انصار کی دو جماعتون مین خوب مار پیٹ ہوئی اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا مسلمانون کی دو جماعتون مین اگر لڑائی ہوجاوے تو آئنمین ملاپ کرادیا جاوے ۔ انس بن مالک کی روایتہ مین یہ بھی ہے کہ ان آیتون کے نازل ہونے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ان دونو جماعتون مین ملاپ کرادیا اس شان نزول سے یہ بات سمجھہ مین آسکتی ہے کہ آیتین

اقتتلوا کا جو لفظ ہے اسکے معنے مار پیٹ کے ہیں خونریزی کے نہین - آگے فرمایا کہ اگر اس طرح کی دو جماعتون میں سے ایک جماعت زیادتی پر اتر آوے اور صلح کے حکم کو نہ مانے تو اس جماعت سے مسلمانون کو یہانتک لڑنا چاہیئے کہ یہ سرکش جماعت ملاپ پر راضی ہو جاوے پھر جب یہ سرکش جماعت صلح پر راضی ہو جاوے تو انصاف سے جس طرح ملاپ ہو سکتا ہو اسی طرح ملاپ کرا دیا جاوے کیونکہ سب مسلمان آپسمین دینی بھائی ہیں ان میں جھگڑا رہنا اچھا نہین جو لوگ جھگڑے سے بچتے ہین اللہ سے ڈرین گے تو وہ اللہ کی رحمت کے قابل ٹھہرین گے مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگون کے گناہون کو اللہ تعالی اپنی رحمت سے معاف فرماویگا - ان آیتون مین بہت بڑی پیشین گوئی ہے جسکا ظہور آیتون کے نازل ہونے کے بیس پچیس برس کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت مین ہوا - جمل صفین اور نہروان کی لڑائیان جو مشہور ہین وہ حضرت علی اور ایسے ہی باغی لوگون کی لڑائیان ہین جسکا تذکرہ ان آیتون مین ہے - مناسب مقامات پر ان لڑائیونکا ذکر اس تفسیر مین گزر چکا ہے - ان لڑائیون مین زیادہ مشہور لڑائی جو ۳۶ھ مین معاویہؓ اور حضرت علیؓ سے ہوئی ہے اس لڑائی مین ستر ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے - ان تینون لڑائیون کی بنیاد حضرت عثمانؓ کی شہادت ہے پہلے طلحہ اور زبیر نے حضرت عائشہ کو ساتھ لیکر بصرہ کے لوگون کو جمع کیا اور حضرت علیؓ سے حضرت عثمان کے قاتلون کو مانگا حضرت علی نے جواب دیا کہ تم مین سے کوئی شخص اون قاتلون کا پتا لگا دے تو مین اونکو سزا دیدونگا ورنہ گھر کے اندر عثمانؓ کی شہادت کا حادثہ ہوا حضرت عثمان کی بی بی کے سوا گھر کے اندر کوئی نہین تھا لیکن وہ بھی دو نو قاتلون کو نہین پہچانتین پھر مین قاتلون کو کس گواہی پر گرفتار کرون حضرت علی کے مخالف لوگون کا یہ گمان تھا کہ حضرت علیؓ اون دونون شخص قاتلون کو پہچانتے ہیں اسپر جمل اور صفین کی لڑائی ہوئی صفین کی صلح پنچایت پر جو ہوئی جن آٹھ ہزار آدمیون کو یہ پنچایت کا فیصلہ پسند نہین تھا وہ حضرت علی کے لشکر سے الگ ہو گئے - ان ہی لوگون کو خارجی کہتے ہین نہروان مقام پر ان ہی خارجی لوگون سے حضرت علی کی لڑائی ہوئی ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ

اے ایمان والو ٹھٹھا نہ کرین ایک لوگ دوسرون سے شاید وہ بہتر ہون ان سے اور نہ عورتین دوسری

مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ

عورتون سے شاید وہ بہتر ہون انسے اور نہ عورتین اور عیب نہ دو ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑ ایک دوسرے کے

بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝

برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نکرے تو وہی ہین بے انصاف

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ

اے ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتین کرنے سے مقرر بعضے تہمت گناہ ہے

وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ

اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور بد نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم مین کسی کو کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی

مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ

جو مردہ ہو سو گھن آئے تم کو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان

صحیحین میں ابوہریرہؓ کی روایتہ سے ایک بڑی حدیث ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار آدمی کو چاہیئے کہ یا تو نیک بات مونہ سے نکالے نہیں تو چپکا رہے غرض اس آیتہ اور اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ ٹھٹھے بدگوئی اور غیبت سے زبان کو روکنا ایمانداری کی نشانی ہے جس طرح گالی کا مونہہ سے نکالنا جھوٹ بولنا امانت میں خیانت کرنا منافق کی نشانی ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کی مذمت پیٹھ پیچھے کرنا غیبت ہے صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت اگر اوس شخص میں وہ مذمت کی بات موجود ہو تو کیا اوس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے آپ نے فرمایا غیبت تو یہی ہے ورنہ ایک شخص میں کوئی بات موجود ہی نہیں ہے اگر اوس کی مذمت کوئی شخص اپنے جی سے ایک بات گھڑ کے کرے تو اس کا نام بہتان ہے ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوبی اسلام کی اوسی شخص نے پائی جس نے بیہودہ باتوں سے اپنی زبان کو روکا اس حدیث کی سند میں ایک راوی قرۃ بن عبدالرحمن بن حیویل ہے جسکو بعضے علما نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن عدی نے اوس کو معتبر قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسکی روایتوں کو صحیح ٹھہرایا ہے اور صحیح مسلم میں دوسری روایتوں کی تقویتہ سے اسکی روایتیں لی گئی ہیں مسند امام احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کی روایتہ سے حضرت معاذ بن جبل کی حدیث مشہور ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے بڑے تعجب سے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ کیا حضرت زبانی باتوں پر بھی قیامت کے دن مواخذہ ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہاں بڑا مواخذہ زبان کے سبب سے ہی ہوگا ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا بعضے وقت بے پروائی سے آدمی زبان سے ایسا کلمہ کہہ بیٹھتا ہے جسکے سبب سے بری طرح دوزخ میں جھونکا جاویگا حاصل کلام یہ ہے کہ بعضے وقت خوش طبعی کے طور پر کسی سچی بات کا مونہہ سے نکالنا جیسا کہ مثلاً آنحضرتؐ نے ہنسی سے حضرت انس کو دو کانوں والا فرمایا کرتے تھے یا ایک بڑھیا عورت سے آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جاویںگی جب وہ عورت بہت گھبرائی تو آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جوان ہو کر جنت میں جاوینگی اسی طرح ضرورت دینی کے سبب سے نصیحت کے طور پر غیبت کے جائز ہونے کا بھی حکم ہے غرض شریعت میں جس قدر روا ہے اس سے بڑھ کر خوش طبعی بدگوئی بدگمانی خودپسندی غیبت سب حرام ہے اسی واسطے ان سب باتوں سے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں مسلمانوں کو منع فرمایا ہے اور اللہ کے رسول نے اپنے قول اور فعل سے امت کے لوگوں کو یہ سمجھایا ہے کہ کونسی خوش طبعی اور کونسی غیبت جائز ہے پوری تفصیل اسکی حدیث کی کتابوں میں ہے۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد کو مرد سے یا عورت کو عورت سے بیجا ہنسی دل لگی جائز نہیں ہے کیونکہ جس سے ہنسی کی جاوے اس ہنسی میں اسکی حقارت نکلتی ہے اب ہنسی کرنے والے کو کیا معلوم کہ یہ جسکی حقارت کے درپے ہے اللہ کے نزدیک بعض باتوں میں وہ اس ہنسی کرنے والے شخص سے بہتر ہو۔ پھر فرمایا جسطرح

مسلمان مرد اور عورتون کو آپس کی بیجا ہنسی جائز نہین ہے اسی طرح آپس مین طعنے دینا نام رکھنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام لانے کے بعد اسلام سے پہلے کی عادتون سے کسی کو شرمانا اچھی بات نہیں ہے۔ پھر فرمایا جو شخص ان مناہی کی باتون سے باز نہ آویگا تو اپنی جان پر گویا ظلم کریگا کیونکہ یہ سب مناہی کی باتین حق العباد کی قسم کے گناہ ہین جنکا فیصلہ قیامت کے دن یہ ہوگا کہ ظالمون کی نیکیان مظلومون کو ملجا دینگی اور ظالم خالی ہاتھ دوزخ مین جھونک دئے جاوین گے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابی امامہ کی حدیث اس باب مین ایک جگہ گزر چکی ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری جس مین بہتان کا ذکر ہے وہ حدیث ان بعض الظن اثم کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ زبردستی ایک شخص کی نسبت کوئی بدگمانی پیدا کرکے کوئی عیب اسکے ذمہ لگانا اسی کا نام بہتان ہے جس طرح مردہ کا کوئی گوشت کاٹے تو اسکو خبر نہین ہوتی اسی طرح جسکی غیبت کیجاوے وہ بھی بے خبر ہوتا ہے لیکن جس طرح جسم مین سے گوشت کی بوٹی کاٹ لینے سے جسم کو زخم کی تکلیف ہوتی ہے اسی طرح بدگوئی کے لفظون کو سنکر آدمی کے دل مین زخم پڑجاتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ برچھی کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم نہین بھرتا انہین مناسبتون سے غیبت کو مردہ کے گوشت کے کھانے سے مشابہت دی گئی ہے۔ آگے فرمایا آیندہ جو کوئی اِن باتوں سے توبہ کریگا تو اللہ غفور الرحیم ہے اوسکی توبہ قبول فرماویگا۔ صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان آدمی اپنے بھائی مسلمان کی حقارت اور ذلت کے درپے ہوا اوس نے بہت بڑا گناہ کمایا اِس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیتون مین جن باتون کی مناہی ہے وہ سب باتین مسلمانون مین حقارت اور ذلت کے پھیلنے کی ہین جو اِس صحیح حدیث کے موافق بڑے وبال کی بات ہے اِسلئے ہر مسلمان کو ان سب باتون سے بہت بچنا چاہیئے۔ سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے کہ گناہون کی دو قسمین ہین ایک فقط اللہ کا گناہ ہے جیسے مثلاً نماز کا نہ پڑھنا دوسرا وہ گناہ ہے جس مین بندونکا بھی حق ہے جیسے مثلاً غیبت کا کرنا اس دوسری قسم کے گناہون کی توبہ مین صاحب حق کا راضی کردینا بھی ضرور ہے۔ ان آیتون مین دوسری قسم کے گناہون کے ذکر کے بعد ان اللہ تواب رحیم جو فرمایا اس کا مطلب یہی ہے کہ اِس قسم کے گناہ کرنے کے بعد جو شخص آیندہ کے لئے بخالص دل سے توبہ کرکے صاحب حق کو بھی راضی کردیگا تو اللہ غفور الرحیم اپنی رحمت سے اوس کی توبہ قبول کریگا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا

اے آدمیون ہمنے تمکو بنایا ہے ایک نر اور ایک مادہ سے اور رکھین تمہاری ذاتین اور گوتین تا آپس کی پہچان ہو

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

مقرر عزت اللہ کے ہان اسی کو جس کو ادب بڑا اللہ سب جانتا ہے خبر دار

سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اسلام سے پہلے قریش لوگ حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنے باپ دادا کی مدح کے شعر پڑھا کرتے تھے جس طریقہ کو اسلام کے بعد اللہ تعالی نے موقوف کردیا اسی طرح اور موقعون پر بھی عرب مین شرافت خاندانی کے فخر کا بڑا دستور تھا اسی دستور کے سبب سے بعضے قبیلے بعضون کو حقیر جانتے تھے جس سے وہ باتین پیش آتی تھین جنکی مناہی اوپر کی آیتون مین گزری

اسی واسطے اس آیۃ میں فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سب کو ایک ماں باپ آدم اور حوا سے پیدا کیا اس لئے بنی آدم کو آپس میں بزرگی جتلانے کے لئے کوئی نئی بات پیدا کرنی چاہئے اب یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نئی بات پرہیزگاری ہے جس ذات برادری کو تم لوگ فخر سمجھتے ہو اللہ کے نزدیک وہ فخر کی چیز نہیں ہے بلکہ وہ تو فقط اس لئے ہے کہ مثلاً بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کے کہنے سے لوگ جدا جدا پہچانے جائیں صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج میں پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی زیادہ عزت والا اور شریف ہے۔ اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شریعت میں جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے خالص دل سے ان کو کرنا اور جن باتوں کی مناہی ہے ان سے بچنا اسی کا نام پرہیزگاری ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہی پرہیزگاری بڑی عزت کی چیز ہے اب پرہیزگاری میں دل کے خالص ہونے کی جو شرط ہے اس کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں اس کا حال اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ حقیقت میں کون شریف ہے۔ زبردستی جو لوگ اپنی شرافت کا دعوے کرتے ہیں وہ ایک بے سند دعوے ہے جو اللہ کو پسند نہیں جس طرح یہاں قوم کی بڑی جماعت کو ذات اور چھوٹی کو برادری کہتے ہیں اسی طرح عرب میں بڑی بڑی جماعتوں کو شعوب اور چھوٹی چھوٹی کو قبائل کہتے ہیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ

کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے تو کہہ ایمان نہیں لائے پر تم کہو مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں پیٹھا ایمان تمہارے

قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

دلوں میں اور اگر تم حکم پر چلو گے اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لیگا تمہارے کاموں میں سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان

منزل ۷

ایمان اور اسلام کے ایک ہونے اور نہ ہونے میں بڑا اختلاف قدیم سے ہے امام احمد علیہ الرحمۃ اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا مناظرہ اس باب میں مشہور ہے امام بخاری نے صحیح بخاری میں چند آیتوں اور حدیثوں سے یہی ثابت کیا ہے کہ حقیقت میں ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے لیکن مجازی طور پر کبھی مسلمان ایسے شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو ظاہری نماز روزہ کرتا ہو اور دین کی باتوں کا پورا یقین اس کے دل میں نہ ہو اور اپنے اس قول کے ثبوت میں امام بخاری نے یہی آیۃ پیش کی ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور سلف اس بات کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ آیۃ منافقوں کی شان میں نہیں ہے یہ آیۃ تو بنی اسد کی شان میں اتری ہے یہ لوگ منافق نہیں تھے بلکہ نو مسلم اور قدیم مسلمانوں کی برابری کا دعوے کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ نصیحت فرمائی جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے اور جب یہ آیۃ منافقوں کی شان میں نہ رہی تو اس آیۃ سے ایمان اور اسلام میں فرق آجاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان گنوار لوگوں کو مسلمان فرمایا ایمان دار نہیں فرمایا مگر ان سب آیتوں کو ملایا جاوے تو ان آیتوں کے مضمون سے امام بخاری کے قول کی تائید نکلتی ہے کس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرقہ کی پہلے مذمت فرمائی اور پھر دوسرے فرقہ کی تعریف فرمائی ہے اور تعریف والے فرقے کے ذکر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو دین کی باتوں میں

کچھہ شک و شبہ نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ مذمت والے فرقے کے دل مین دین کی باتون کی طرف سے کچھہ شک و شبہ ہے اس لیئے وہ فرقہ منافق لوگون کا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ سلف مین کے جو علما آیتہ کو بنی اسد کی شان مین تبلاتے ہین انکے نزدیک معنے آیتہ کے یہ ہین کہ یہ دیہاتی نو مسلم لوگ قدیمی مسلمانون کی طرح جو اپنے آپکو پکا ایماندار کہتے ہین اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ قدیمی مسلمانون کی تو طرح طرح کی جانچ ہو چکی ہے جس مین وہ ثابت قدم رہے ہے تم لوگ تو ابھی دائرہ اسلام مین داخل ہوئے ہو مسلمانون کے ساتھہ فقط نماز روزہ مین شریک ہو جاتے ہو تمہارے دلی اعتقاد کی مضبوطی کی جانچ ابھی کچھہ نہین ہوئی آیندہ جانچ کے وقت اگر تم لوگ بھی اللہ اور اسکے رسول کے حکم پر چلوگے تو اللہ تعالی تمہارے عملون کے بدلے مین کچھہ کمی نکریگا کیونکہ وہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہے اسلیئے بندون کے نیک عملون مین کچھہ قصور رہجاوے تو وہ اپنی رحمت سے اوسکو معاف کر دیتا ہے سلف مین کے جو علما آیتہ کو قبیلہ جہینہ مزینہ کے منافقون کی شان مین تبلاتے ہین انکے نزدیک معنے آیتہ کے یہ ہین کہ یہ لوگ حدیبیہ کے سفر کی جانچ کے وقت جان بچاکر گھرون مین رہ گئے۔ اسواسطے ابھی تو ان کی ایمانداری کا دعوے جھوٹا ہے آیندہ خالص دل سے یہ کچھہ کرینگے تو اللہ تعالی انکے نیک عملون کے اجر مین کچھہ کمی نہ کریگا۔ صحیح بخاری و مسلم مین انس رضہ بن مالک سے روایتہ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکے ایماندار نافرمانی کی باتون سے ایسے گھبراتے ہین جس طرح کوئی آگ مین ڈالے جانے سے گھبراتا ہے۔ اس حدیث کو آیتہ کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یہ دیہاتی لوگ جبتک یہ مرتبہ نہ حاصل کرلین کہ جانچ کے وقت نافرمانی کی بات کے اختیار کرنے کو آگ مین گرنے کے برابر سمجھنے لگین اوسوقت تک یہ لوگ قدیمی مسلمانون کی برابری نہین کر سکتے۔

منزل ۷

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

ایمان والے وہ ہین جو یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ مین اپنے مال

وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝

اور جان سے وہ جو ہین وہی ہین سچے

اوپر کچے ایمان والون کا ذکر فرماکر اس آیتہ مین پکے ایماندارونکا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ جس طرح زبان سے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا سچا اقرار کرتے ہین دل و زبان سے مرتے دم تک اسپر قائم اور ہر طرح جان و مال سے اسلام کی ترقی مین لگے رہتے ہین غرض یہ سچے ایماندار کسی سختی مین اپنی حالت کو نہین بدلتے کیونکہ یہ لوگ ان دیہاتی لوگون کی طرح نہین ہین کہ زبان سے تو انھون نے رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کیا اور حدیبیہ کے سفر کے وقت اپنے اوس اقرار پر قائم نہین رہے اور رسول کی حکم عدولی کر کے گھرون مین بیٹھہ رہے یا اپنی جان اپنا مال بچانے کے لیئے۔ نو دائرہ اسلام مین داخل ہوئے اور اللہ کے رسول پر اپنے اوس سلام کا اولٹا احسان جتلاتے ہین صحیح مسلم کے حوالہ سے سفیان رضہ بن عبد اللہ ثقفی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین سفیان نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت مجھکو اسلام کی کوئی ایسی پوری بات تبلا دیجئے کہ گھڑی گھڑی پوچھنے کی مجھکو

ضرورت نہ پڑے آپ نے فرمایا جن باتون کے کرنے کا شریعت مین حکم ہے آنکے بجالانے مین اور جن باتون کی شریعت مین مناہی ہے اون سے بچنے مین خالص دل سے اللہ تعالی کی فرمانبرداری قبول کر اور پھر مرتے دم تک اوسپر قائم رہ یہ حدیث آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو باتین آیۃ مین سچے ایمانداروں کی نشانی کے طور پر بیان فرمائی ہین یہ ایسی باتین ہین کہ ان پر قائم ہو جانے کے بعد آدمی کا اسلام ایسا پکا اور پورا ہو جاتا ہے کہ پھر اسکو کسی اور بات کی اسلام مین ضرورت باقی نہین رہتی۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝

تو کہہ کیا جتاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانون مین اور زمین مین اور اللہ ہر چیز

جب اوپر کی آیۃ مین اللہ تعالی نے سچے ایمانداروں کے اوصاف بیان فرمائے تو وہ دیہاتی لوگ یہ کہنے لگے کہ کسی آزمائش کے وقت معلوم ہو جاویگا کہ ہم مین بھی یہ سب اوصاف موجود ہین مگر اللہ تعالی کے علم غیب مین اون لوگون کی یہ باتین فقط زبانی تھین اونکے دلون مین ان باتون کا اثر بہت کم تھا اسلئے اس آیۃ مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ آسمان و زمین مین جتنی چیزین ہین اون مین سے کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہین ہے پھر تم لوگ جو اپنی دینداری کا حال اللہ کو جتلاتے ہو تو تمہاری زبانی باتون کی اور دل کے بھید کی اوسکو سب خبر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کی نظر انسان کے ظاہری حالت پر نہین ہے بلکہ اللہ تعالی کی نظر تو ہمیشہ انسان کے دل پر ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ کس نیت سے کرتا ہے۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ دیہاتی لوگ زبان سے کچھ کہتے تھے اور دل مین آنکے کچھ اور تھا اور اللہ تعالی کی نظر ہمیشہ انسان کے دل پر لگی رہتی ہے اسلئے اللہ تعالی نے ان لوگون کی ظاہری زبانی باتون کو جھوٹا ٹھہرایا۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۖ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَىَّ اِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ

تجھپر احسان رکھتے ہین کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھپر احسان نہ رکھو اپنی مسلمانی کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ تم کو راہ دی ایمان

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

کی اگر سچ کہو — اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانون کے اور زمین کے — اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہو

آیۃ قالت الاعراب امنا کی شان نزول مین قبیلہ بنی اسد کا ذکر جو گزرا یہ لوگ قحط کے زمانہ مین اپنے گاؤن سے گھبرا کر مدینہ آگئے اور اس لالچ سے دائرہ اسلام مین داخل ہو گئے کہ خلافت کے مال مین سے صدقہ خیرات کی چیزون مین سے مدد ملتی رہیگی جس سے قحط کا زمانہ اچھی طرح کٹ جاویگا۔ اب سلام لانے کے بعد یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان جتلانے لگے اوسپر اللہ تعالی نے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کسی پر نہ رکھین انکے اسلام سے اور کسی کو کچھ فائدہ نہین پہونچا یہی لوگ اگر سچے دل سے اسلام پر قائم رہین گے تو انکا عقبی کا بھلا ہو جاویگا اس لئے ان لوگون کو اللہ کا احسان ماننا چاہیے کہ اوسنے انکو نیک راستہ سے لگا دیا پھر فرمایا اگر اسی طرح دوسرون پر احسان رکھنے کے لئے

منزل ۶

ع ۲

یہ لوگ مسلمان بنے رہے تو اسی طرح کا اوپری دل کا کوئی نیک کام بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہے اور دلی ارادہ اور اوپری دل کے لوگوں کے سب کام اللہ کی نظر میں ہیں اس واسطے یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اوپری دل کے کسی نیک عمل کو دلی ارادہ کا عمل بتلا دیوے۔ طبرانی کے حوالہ سے انس بن مالک کی صحیح روایت ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن جب سربمہر اعمال نامے پیش ہونگے تو بہت سے نیک عملوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے اعمال ناموں میں سے نکالڈالنے کا حکم دیگا فرشتے عرض کرینگے یا اللہ ان چیزوں عملوں میں کوئی خرابی نہیں معلوم ہوتی اللہ تعالیٰ فرماویگا انسان کے دل کا حال تمکو معلوم نہیں مجھکو خوب معلوم ہے یہ عمل نیک نیتی اور خالص عقبے کے اجر کی غرض سے نہیں کئے گئے اس واسطے نامقبول ہیں اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اعمال نامہ لکھنے والے فرشتوں کو بھی اعمال کا جو حال معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے وہ حال بھی چھپ نہیں سکتا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اوس علم غیب کے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا۔

منزل ختم

منزل

غلطنامہ ترجمہ منزل چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	تارے	تاریے
۳	۲	نو	تو
۶	۲	سجا	سجادین
۹	۳	مشکوک	پکھنی ہے
۱۱	۳	ایضاً	نیلی واوں کو
۱۲	۱	نسائد ہے	جو ہوگا تحمل والا
۱۹	۱	مشکوک	دوڑنے
۲۰	۵	ایضاً	ہم نے
۱۲	۶	جو بلی	جو نبی
۲۲	۲	پکھلے	پھبلی
۲۲	۳	مشکوک	پٹپڑ میدان میں
۲۵	۳	ایضاً	بھگا نہیں لے جاسکتے
۲۸	۲	پہلے سنگین	پٹلی سنگین
۲۹	۱	مشکوک	سجھوتی چکھی
۲۹	۳	تباہ	تباہ
۳۰	۱	چھلایا چکے	جھٹلا چکے
۳۰	۱	قوم زد عاد	اور قوم عاد
۳۲	۵	مشکوک	مگر
۳۵	۱	ایضاً	پھر
۴۲	۱	دوالکفل	ذوالکفل
۴۳	۱	کمھو سکے	کھول سکے
۴۷	۱	اجان	جان

غلطنامہ عربی منزل چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۸	دُ	دَ
۲۸	۴	شیٔ تر	شیٔ عٗ
۵۰	۶	ظُلَلٌ و	ظُلَلٌ دٗ
۶۰	۳	عٗ	عز
۶۵	۲	یختصمون	تختصمون
۶۷	۱	کذب اللہ	کذب علی اللہ
۷۱	۳	وانت	وما انت
۸۸	۱	شدیدٌ	شدید
۸۹	۱	یغفرو	یغفر ر
۱۲۹	۲	ناعٗ	ناعٗ
۱۵۱	۱	ما استجیب	ما استجیب
۱۵۱	۱۰	کو	کواعٗ
۱۵۲	۳	اللہ	للہ
۱۵۱	۱	الاالمودۃ	الا المودۃ
۱۶۱	۲	ان المشتر	ان الخسر
۱۶۸	۴	یسئلو	یسئلہ
۱۶۷	۱۸	یفتر	یفتتر
۱۶۹	۱۹	ور بک	ربک
۱۸۱	۲	وینجن	ینجن
۱۶۶	۵	سیا	سیئا

غلط نامہ تفسیر منزل چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۶	مشکوک	طور
۲	۳	ایضاً	صفتین
۲	۷	والسلام	وسلم
۲	۱۳	مشکوک	نسائی
۲	۱۸	ایضاً	لوگ
۳	۲	ایضاً	اشعری
۳	۳	ایضاً	ایک جگہ
۳	۷	ایضاً	دنیا
۳	۸	ایضاً	تاریخ ہے
۳	۹	ابوسعید قدری	ابوسعید خذری
۴	۵	نصحت	نصیحت
۴	۶	نصحت	نصیحت
۴	۱۳	نیا	دنیا
۴	۱۶	مشکوک	لوگ
۵	۴	ایک ایک مستند	ایک
۵	۴	مشکوک	ابوہریرہ
۵	۱۰	آانس	انس
۵	۱۷	مشکوک	چار
۷	۱۵	جتنی	جنتی
۹	۱۷	ابن حاصل	اسکا حاصل
۱۲	۱۷	اجھی	اچھی
۱۴	۱۶	چھوڑ	چھوڑکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۱	نذزبردست	زبروست
۵۰	۱	اوتاری	تیری طرف
۵۰	۱	بندکر	بندگی کر
۵۰	۱	تری	نری
۵۰	۲	ترمی	نری بندگی
۵۶	۱	مشکوک	بھول جاوے
۵۸	۴	تری کرکر	نری کرکر
۶۷	۲	منکرون گا	منکرون کا
۸۳	۲	مشکوک	گرے
۹۶	۳	ایضاً	کہنے لگے
۱۱۴	۱	باتون	باتون
۱۴۴	۴	ایا ایاکی	پاکی
۱۵۱	۴	مشکوک	جانتے ہین
۱۶۴	۱۰	ایضاً	طاقت نہین
۱۶۸	۴	ن	رحمان
۲۰۱	۲	مشکوک	جہان پر
۲۰۷	۱	ایضاً	ملنی
۲۲۲	۵	لوک	لوگ
۲۲۸	۱	مشکوک	گردنین
۲۲۸	۱	ایضاً	مارنی
۲۳۹	۴	رہوکے	رہوگے
۲۴۹	۸	مشکوک	اللہ کو داخل
۲۵۷	۱	ایضاً	کرادو

۱۵	۱۴	جو کبصورت	خوبصورت
۱۶	۲	ڈالپا	ڈالا جاوے
۱۶	۱۲	حصرت	حضرت
۱۹	۱۵	مشکوک	قصیہ ایتہ
۱۹	۲۰	جوبہر	جو بہیر
۲۱	۶	اللہ تعالی	اللہ تعالی کی
۲۳	۳	مشکوک	اس پر علمائے
۲۳	۱۵	ایضاً	ابن تکلیف
۲۳	۱۰	تکلیف وقت	تکلیف سے کے وقت
۲۴	۲۳	مشکوک	چلنے
۲۵	۸	ایضاً	یہان تک
۲۶	۱۵	صحابہ	صحابہ سے کہا
۲۷	۱۸	لوگ کی	لوگ اللہ کی
۲۹	۲	ض	ص
۲۹	۵	استون سگے	استون سکے
۳۰	۵	انس بن مالک کی	انس بن مالک کی روایتہ
۳۰	۱۷	انس	انس
۳۲	۱	بڑھی ہوئی تھی	بڑھی ہوئی تھی
۳۵	۷	ہوجانے	ہوجانے کے بعد
۳۹	۹	انس	انس
۴۰	۲	انس	انس
۴۱	۳	حکیم	حکیم کا
۴۱	۱۱	پاتا	پایا
۴۱	۱۳	مشکوک	عقبے
۴۲	۴	ایضاً	جسکو فرمایا اس کا مطلب

۴۲	۲۳	مشکوک	مسند امام احمد
۴۳	۸	زبان مین بھی	زبان مین تھی
۴۵	۹	لوگون گی	لوگون کی
۴۵	۹	منسبہ ری	منیبہ بزی
۴۶	۶	انس	انس
۴۶	۱۳	مشکوک	قیامت کے اس
۴۷	۱۱	مانے	مانتے
۴۸	۱	ووڑاسکے	ووڑاسنے کے
۴۸	۱	ٹھر کر	ٹھرا کر
۵۰	۱۱	گمراہ	گمراہ ہوا
۵۱	۱۲	سورہ الاعرف	سورہ اعراف
۵۲	۷	دو	ود
۵۳	۵	تعطیم	تعظیم
۵۵	۶	ہوجانے بھی	ہوجانے کی بھی
۵۶	۱	گئی جگہ	کئی جگہ
۵۶	۱۳	مشکوک	خالص
۵۷	۱۱	بھی	بھی
۵۹	۱۹	حوالہ	حوالہ سے
۶۱	۱۶	مشکوک	پہلے پہل
۶۴	۱۲	انس	انس
۶۵	۳	لفظون اوتارا	لفظون مین اوتارا
۶۶	۱۹	عند دیکم	عند دیکم
۶۷	۱۱	خالص	خالص
۶۸	۴	مشکوک	مغربیہ کی
۶۸	۱۱	ایضاً	فوراً

۶۰	۲	حاتق	خالق
۷۱	۱۵	اسد علم	اللہ کے علم
۷۲	۲۳	صحیح سلم	صحیح مسلم مین
۷۳	۱۱	چھوسٹے	جھوٹے
۸۰	۹	وس	اوس
۸۲	۹	ہوتی ہے	ہوتے ہیں
۸۴	۱۳	مشکوک	اور
۸۵	۱۵	ایضاً	وقت
۸۹	۴	سرکسی	سرکشی
۹۰	۸	آجانی	آجانے
۹۳	۱۴	رائیگان ہین	رائیگان ہے
۹۵	۱۳	اتوالحکم	اتوالعلم
۹۶	۷	اللہ	اللہ نے
۱۰۳	۱۰	اسکی زیادہ اسکی	اسکی زیادہ تفصیل سورہ
۱۰۴	۱۸	ناامیدی کے حال	ناامیدی کا حال
۱۰۴	۲۰	مشکوک	دوزخ کی اگ
۱۰۵	۱	ایمان	ایماندار
۱۰۶	۲۲	آجاویگا	آجاوین
۱۰۶	۲۵	دوزخ کا	دوزخ کا ٹھکانا
۱۰۶	۱۹	چھہ لاکے	چھہ لاکھہ کے
۱۰۹	۸	جھٹلاوین گے	جھٹلادین گی
۱۰۹	۲۱	کہوین گے	کہوین گی
۱۱۲	۹	مشکوک	لایعلمون
۱۱۸	۱۳	پڑھا نہین جاتا	دنیا مین
۱۱۸	۱۵	اللہ کے وعدہ	اللہ کا وعدہ
۱۱۹	۱۲	ہوگا	اُس کا
۱۲۱	۲۵	صحابہ کی	صحابہ
۱۲۳	۱۱	اچھپے طرح	اچھی طرح
۱۲۳	۱۴	ٹر چکے	ٹہیر چکے
۱۲۴	۱	گندگی کےسے	گندگی سے
۱۲۹	۲	مشکوک	حرم شریف
۱۳۵	۱	ایضاً	غلطی
۱۳۵	۲	ایضاً	ہاتھ آسنے
۱۴۴	۳	رکھتے	رکھے
۱۴۷	۹	اس باپ	اس باب
۱۴۸	۱۴	اُس فیصلہ	اُس کا فیصلہ
۱۴۸	۲۰	مشکوک	آپس کے اختلاف
۱۵۳	۲	قیامت کے	قیامت کے دن
۱۵۴	۶	مشکوک	موجود
۱۶۰	۱۴	ایضاً	معتبر سند سے
۱۶۴	۶	ایضاً	عبادت کے انکار
۱۶۵	۹	غفلت سے ہوتا	غفلت سے بیدار ہونا
۱۶۵	۱۵	دہوگا	وہوگا
۱۸۰	۱۰	مشکوک	اَب
۱۸۷	۲۱	گھراؤ	گھبراؤ
۱۹۱	۱	جو ہمارے	تو ہمارے
۱۹۹	۱۰	کی	اُسکی
۲۰۴	۱۲	مشکوک	مضمون
۲۰۵	۲	خر	خبر
۲۲۷	۱۰	مشکوک	پاسکتے
۲۴۰	۲۵	احد	اجر
۲۴۱	۱	مشکوک	جنت مین
۲۴۳	۲۰	ایضاً	مدنی کہلاتی
۲۵۱	۲۲	ایضاً	غیب مین
۲۵۴	۳	مدوتیا	مدودیتا
۲۶۲	۱۳	مشکوک	اللہ نے

فہرست مطالب احسن التفاسیر منزل ششم

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
فرشتوں تاروں اور حشر کا ذکر	وما لی	۱ تا ۱۰
پہلے انبیا اور پہلی اُمتوں کا اور قریش کا ذکر۔	〃	۱۱ تا ۲۷
مکہ کے مشرک لوگ اللہ کے رسول کو جو جھٹلاتے تھے اوس کا ذکر اور اللہ کے رسولوں کے جھٹلانے کا انجام اور اللہ کے رسول کی تسکین کے لیے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور انبیا کے قصے اور جنت دوزخ کا ذکر۔	〃	۲۸ تا ۴۶
شیطان اور آدم علیہ السلام کا قصہ اور قرآن شریف کی نصیحت نہ ماننے کا انجام۔	〃	۴۶ تا ۵۰
قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اس پر بھی جو لوگ قرآن اور اللہ کے رسول کو جھٹلاتے اور شرک سے باز نہیں آتے ہیں اون کا فیصلہ قیامت کے دن ہو جاوے گا۔	〃	۵۰ تا ۵۳
آدم حوا اور بنی آدم کی پیدائش۔	〃	۵۳
ناشکری اور شکرگزاری کا نتیجہ اور ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کے گناہوں کی سزا نہ دیے جانے کا ذکر۔	〃	۵۴ تا ۵۵
مشرکین کا تکلیف اور راحت کے وقت	〃	۵۶

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
کا حال اور قیامت کے دن کا ایسے لوگوں کا انجام۔	وما لی	تا ۵۷
ایمان تقویٰ اور توحید پر قائم رہنے کا ذکر اور نیک و بد لوگوں کی نشانی اور اون کا انجام۔	〃	۵۸ تا ۶۳
قرآن کی ہدایت اور شرک کی مثال اور قرآن کی نصیحت کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام۔	وما لی و فمن اظلم	۶۴ تا ۶۹
بتوں کی بے بسی اور بے اختیاری اور قرآن کے ہدایت کے موافق عمل کرنے والوں کا اور نہ کرنے والوں کا ذکر۔	فمن اظلم	۷۲ تا ۷۵
قیامت کے دن ذرہ برابر توحید جو کام آوے گی اوس کا اور اللہ کے احسانات کی شکرگزاری اور ناشکری کا ذکر۔	〃	۷۶ تا ۷۷
شرک بغیر توبہ کے معاف نہیں ہو سکتا اچھے برے لوگوں کے انجام کا اور مشرکوں کے نیک کاموں کے رائیگاں جانے کا اور حشر کا ذکر۔	〃	۸۱ تا ۸۸
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا اور قرآن کی آیتوں میں جھگڑا کرنے والوں کا اور نیک لوگوں کے حق میں مقرب فرشتوں کی دعائے مغفرت کرنے کا ذکر۔	〃	۸۹ تا ۹۱
نافرمان لوگوں کا دوزخ کے عذاب سے		۹۲

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
اوٹھا کر دنیا میں دوبارہ آنکر نیک کام کرنے کی تمنا کرنا اور صاحب توحید لوگوں کو توحید کے پھیلانے کی تاکید اور وحی و قیامت کے دن کے فیصلہ کا ذکر۔	فمن اظلم	۹۲ تا ۹۵
قریش کو ملک شام اور ملک یمن کے سفر میں اُجڑی ہوئی بستیوں کو دیکھکر عبرت پکڑنے کی تاکید اور فرعون کا قصہ۔	”	۹۵ تا ۱۰۴
قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب کا ذکر۔	”	۱۰۵ تا ۱۰۷
مسلمانوں سے مدد غیبی کا وعدہ اور بنی اسرائیل کے قصہ سے اوس مدد غیبی کی مثال کا سمجھانا اور اندھے اور آنکھوں والے کی مثال اور قدرت کی چند نشانیوں سے حشر کا سمجھانا اور حشر کے منکروں کا انجام کا ذکر۔	”	۱۰۸ تا ۱۲۲
قرآن کی نصیحت کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام اور مخالف لوگوں کی بدگوئی سنکر نرم جواب دینا اور غصہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ کا مانگنا۔	”	۱۲۲ تا ۱۳۷
قرآن عربی زبان میں کیوں نازل ہوا اور قرآن کے عربی زبان میں نازل ہونے پر بھی مشرکین مکہ نادانی کی باتیں جو کرتے ہیں ایسی باتیں یہود بھی توراۃ کے نازل ہونے کے بعد کرچکے ہیں اون کا اور قیامت کا بیان۔	فمن اظلم و الیہ یرد	۱۳۷ تا ۱۳۹

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
حرص اور بے صبری کی مذمت فتح مکہ کی پیشین گوئی اور اچھے بُرے لوگوں کی موت کے وقت کا حال۔	الیہ یرد	۱۴۰ تا ۱۴۳
آسمانی کتابیں انبیاء پر نازل ہونے کا اور شرک کی خرابی کا ذکر اور لوگوں کے نیک و بد پیدا کرنے کا سبب اور توحید کی ہر ایک نبی کے دین میں تاکید کا ہونا اور نافرمانی اور فرمانبرداروں کا انجام اور دنیا کی تنگدستی اور فارغ البالی کا ذکر۔	”	۱۴۴ تا ۱۵۵
دنیا میں انسان کو جانی اور مالی جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ اوس کے گناہوں کے سبب ہوتی ہے اور مسلمان شخص کے گناہ جانی و مالی مصیبت کے سبب سے معاف ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی مصیبت کو سوا اوس کے اور کوئی ٹال نہیں سکتا۔	”	۱۵۶ تا ۱۵۸
دنیا کی راحت کی ناپائداری اور عقبیٰ کی راحت کی ہمیشگی کا ذکر اور عقبیٰ میں راحت پانے والوں کی چند نشانیاں اور نافرمان لوگوں کا اور قیامت کے دن کا حال اور قدرۃ الٰہی کی چند نشانیاں اور وحی کا ذکر۔	”	۱۵۹ تا ۱۶۴
قرآن شریف کے نازل ہونے کا ذکر اور سینہ کے ساتھ حشر کی تشبیہ اور قدرۃ الٰہی کی چند نشانیوں کا بیان۔	”	۱۶۵ تا ۱۶۷

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
مکہ کے مشرک لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں جو کہتے تھے اوسکا ذکر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے حوالے سے بت پرستی کی مذمت۔	الیہ یرد	۱۶۸ تا ۱۶۹
مکہ کے مشرک لوگ کسی مالدار شخص کا رسول ہونا جو چاہتے تھے اوس کا جواب۔	//	۱۷۰ تا ۱۷۱
برے لوگوں پر دنیا میں شیطانی غلبہ کا اور عقبیٰ میں شیاطینوں سے اون برے لوگوں کی بیزاری کا ذکر اور رسولوں کی مخالفت کا انجام۔	//	۱۷۲ تا ۱۷۵
مکہ کے مشرک لوگوں نے اپنے بتوں کی حمایت کے طور پر عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو گستاخی کے لفظ کہے تھے اون کا جواب اور حضرت عیسیٰ اور قیامت کے دن کا نیک و بد لوگوں کا انجام اور مشرکوں کے ساتھ درگزر سے ساتھ پیش آنے کا حکم۔	//	۱۷۶ تا ۱۸۴
لوح محفوظ سے اول آسمان پر اور اول آسمان سے زمین پر قرآن شریف کے نازل ہونے کا اور مکہ کے قحط کا ذکر اور فرعون و بنی اسرائیل کا قصہ اور منکرین قیامت کا اور نیک لوگوں کا قیامت کے دن کا انجام۔	//	۱۸۵ تا ۱۹۳
قرآن شریف کی آسانی کا اور منکرین قرآن کے انجام کا ذکر۔	//	۱۹۴ تا ۱۹۷
قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا اور		

فہرست مطالب	نام پارہ	نمبر صفحہ
قدرت الٰہی کی چند نشانیاں اور ضعف اسلام کے زمانہ میں مسلمانوں کو مخالف لوگوں کی سختی پر درگزر کا حکم اور سختی کے بعد راحت کے سمجھ میں آجانے کے سبب مثال کے طور پر بنی اسرائیل کا قصہ۔	الیہ یرد	۱۹۸ تا ۲۰۲
عقبیٰ میں نیک و بد برابر نہیں ہو سکتے اون کا بیان اور نیک و بد کا عقبیٰ کا انجام۔	//	۲۰۳ تا ۲۱۰
قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا دنیا کے پیدا ہونے کا اور بت پرستی کا انجام۔	//	۲۱۱ تا ۲۱۳
ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کی مثال سے عبداللہ بن سلام اور توراۃ کی گواہی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اور اسلام پر ثابت قدم رہنے کا انجام۔	//	۲۱۴ تا ۲۱۵
اولاد کو ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ رکھنے کی تاکید اور نیک و بد اولاد کا ذکر اور دنیا کے چند روز کے عیش و آرام کا نتیجہ۔	//	۲۱۶ تا ۲۱۹
قوم عاد اور قوم ثمود اور قوم لوط کے قصے سے یہ جتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے عذاب کو بت پرستوں کے بت ہرگز نہیں ٹال سکتے۔	//	۲۲۰ تا ۲۲۱
جنات جو قرآن شریف سنکر ایمان لائے اون کا ذکر اور حشر کا بیان اور سرکشوں کی سرکشی پر کچھ دنوں	//	۲۲۲ تا

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
صبر کرنے کا حکم۔	الیہ یرد	۲۲۶
مشرک لوگ عقبے کے اجر کی نیت سے کوئی نیک عمل نہیں کرتے اس لیے اون کے نیک عمل رائے گاں اور پابند اسلام شخص کے خالص عقبے کے اجر کی نیت کے عمل مقبول ہیں۔	″	۲۲۷
دین کی لڑائی کی مصلحت قیدیوں کا حکم اسلام کی مدد شرک کے مٹانے کا اور جنت دوزخ مشرکوں اور منافقوں کا ذکر۔	حمٓ	۲۲۸ تا ۲۳۳
دین کی لڑائی سے جی چرانے کا اور حکومت کے مل جانے کے بعد ایسے لوگوں کے فساد برپا کرنے کا حکم اور منافقوں کا یہود سے درپردہ میل جول رکھنے کا ذکر۔	″	۲۳۴ تا ۲۳۸
اوپری دل کے نیک عملوں کا مقبول نہ ہونا مشرک کی خرابی اسلام کے غلبہ کا وعدہ اور خاتمہ کا حال دنیا کی زندگی کی ناپائداری اور عقبیٰ کے اجر کا دائمی ہونا۔	″	۲۳۹ تا ۲۴۱
صلح حدیبیہ میں فتح مکہ کی خوشخبری اور بیعت رضوان کا سبب۔	″	۲۴۲ تا ۲۴۵

فہرست مطالب	نام پارہ	نام صفحہ
جو لوگ حدیبیہ کے سفر میں قریش کے ڈر سے نہیں گئے اور خیبر کی لڑائی میں اون کے ساتھ جانے کا قصد کیا اون کا اور سچے عذر رکھنے والوں کا ذکر۔	حم	۲۴۶ تا ۲۴۷
بیعت رضوان کا ذکر اور فتح مکہ کی خوشخبری۔	″	۲۴۸ تا ۲۵۱
فتح مکہ سے پہلے امن امان سے مکہ میں جانے کا اللہ کے رسول کا خواب اور صحابہ کا حال۔	″	۲۵۲ تا ۲۵۴
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر کا ذکر۔	″	۲۵۵ ۲۵۶
جھوٹی سچی خبر کے دریافت کا اور لڑتے ہوئے مسلمانوں میں ملاپ کرا دینے کا حکم۔	″	۲۵۶ تا ۲۵۷
مسلمان مرد اور عورتوں کو آپس میں ٹھٹھا کرنے اور بدگوئی کی مناہی۔	″	۲۵۸ تا ۲۵۹
فخر خاندانی اللہ کو پسند نہیں۔	″	۲۶۰
سچے مسلمانوں اور کچے مسلمانوں کا فرق	″	۲۶۱ تا ۲۶۳